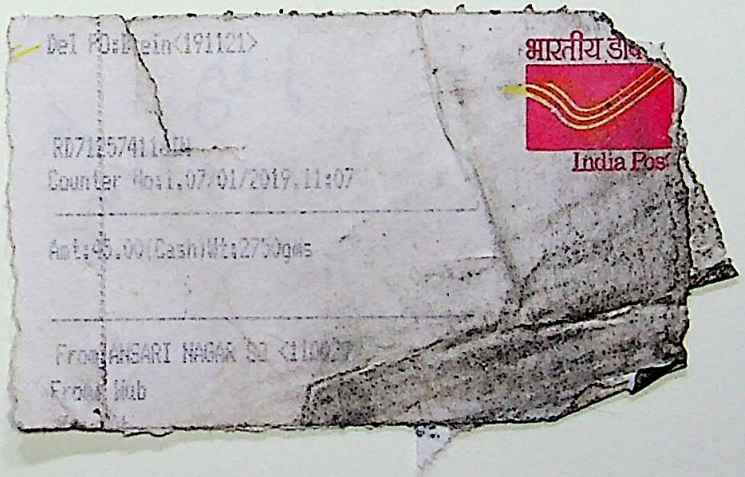

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitzed by eGangotri

فِردوسِ بریں
بر
رُوئے زمیں

مُختصر اِتہاس ڈیرہ بابا جیمل سِنگھ

اَور

مُرشدانِ کامل کا جنہوں نے اِس باغِ جنّت کو اپنے رُوحانی اُپدیش سے سینچا اَور سرسبز کیا

دریائی لال کپور

SECRETARY
Kashmir Research Institute
Brein Srinagar Kashmir-191121

راوِی سوامی ست سنگ بیاس

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitized by eGangotri

آخری ایام 260

سردار بہادر مہاراج جگت سنگھ جی 291

سردار بہادر مہاراج جگت سنگھ جی کے کچھ بچن 341

حضور مہاراج چرن سنگھ جی 349

ابتدائی زندگی 349
گدی نشینی 369
رادھا سوامی ست سنگ بیاس سوسائٹی کا قائم ہونا 383
ایک ضروری اصلاح 388
ستگورو کی دیا دمہر کے چند واقعات 393
حضور کے ست سنگ کے دورے 398
حضور مہاراج چرن سنگھ جی کے غیر ملکی دورے 415
جنگ کے دوران ڈیرہ 501
ڈیرہ کی ترقی و نئی تعمیرات 506
ڈیرہ میں روزانہ معمول 526

سنتوں کی تعلیم 534

چند ضروری امور 553

رادھا سوامی نام 553
سوامی باغ آگرہ و دیگر گدیاں 562
جانشین مقرر کرنے کا طریقہ 567
سیوا اور نذرانہ (بھینٹ) 568
تتمہ ۱ بچن آخری حضور سوامی جی مہاراج 571
تتمہ 2 575

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitzed by eGangotri

نذرِ عقیدت

مَیں اِس تحفۂ حقیر کو اپنے رحیم و کریم مُرشدِ کامل مہاراج ساون سنگھ جی کے مُقدّس قدموں میں پیش کرتا ہُوں جِن کو کسی نذرانہ کی ضرورت نہیں۔

کاغذ کے اِن چند پُرزوں کے عِلاوہ مَیں کچھ بڑے بڑے تحفے بھی لایا ہُوں، جِن کی ایک رَتّی بھر بھی تُمہارے پاس نہیں ہے۔ آدمی وہی بھینٹ کر سکتا ہے جو اُس کے پاس ہو۔ میرے پاس جو کچھ ہے وُہ سب ہی تحفے نذر کرتا ہُوں اَور میرے پاس کچھ تھوڑا نہیں ہے۔ خزانوں کے خزانے بھرے پڑے ہیں۔ حسد اَور نفرت کے، کِینہ اَور غُصّہ کے، لالچ اَور حرص کے، شہوت اَور ہَوس کے، غرُور اَور گھمنڈ کے، بے رحمی و بے اِنصافی کے، آشا و ترشنا کے! اِن گندگیوں کے انباروں کے چھکڑے کے چھکڑے بھر کے لایا ہُوں میری اِن کالی کرتُوتوں کے حِساب کِتاب پر مُعافی کی قلم پھیرنے کے لئے صِرف تیری دوات میں ہی کافی سیاہی ہے۔ تُو رحمت کا سمندر ہے، بے سہاروں کا سہارا اور کمزوروں کی طاقت ہے، تُو سمرتھ ہے، بخشند ہے۔ اُٹھاؤ اپنا قلم اَور لکھ دو۔ حُکم کہ ہم نے اِس بدکِردار، گنہگار اَور بدنصیب کے قصُور مُعاف کیئے۔

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitzed by eGangotri

کریما بہ بخشائے بر حالِ ما — کہ ہستم اسیرِ کمندِ ہوا
ندارم غیر از تُو فریاد رس — تُوئی عاصیاں را خطا بخش و بس
ما پُر گناہ ایم تُو دریائے رحمتی — جائے کہ فضلِ تُست چہ باشد گُناہِ ما[1]

تیرے در کا بھکاری

دریائی لال کپور

---

[1] اے دین دیال، میرے حال پر رحم کر، مَیں اِندریوں کے جال میں پھنسا ہُوا ہُوں۔ تیرے سوا میری فریاد سُننے والا کوئی نہیں۔ تُو بخشنے والا ہے، مَیں گناہوں سے آلودہ ہُوں، تُو رحمت کا دریا ہے۔ تیری لا اِنتہا مہر کے آگے میرے گُناہ کیا چیز ہیں؟

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitzed by eGangotri

ناشر کی طرف سے

فردوس بریں بر روئے زمیں، میں مصنف نے ڈیرہ باباجیمل سنگھ کے قائم ہونے اور اس کی ترقی کا حال دیا ہے۔ ڈیرہ کی تواریخ دراصل ان عظیم سنت مہاتماؤں کی زندگی کا تذکرہ ہے جن کے لاانتہا فضل وکرم، پریم اور محنت سے یہ مقام سنسان جنگل سے ترقی پاکر آج ایک متبرک اور خوب صورت باغ بن گیا ہے۔ اس کے ساتھ ہی اس میں سنت مت کی تبلیغ کا ذکر و بیان ہے۔ جو پنجاب کے ایک چھوٹے سے علاقہ سے شروع ہوکر آج ہندوستان کے ہر شہر اور صوبے میں ہی نہیں بلکہ دنیا کے قریباً تمام ملکوں میں پہنچ چکا ہے۔ مصنف نے اس کتاب میں رادھاسوامی ست سنگ بیاس، کی سلسلہ وار تواریخ کے ساتھ ہی یہاں کے عظیم مرشدانِ کامل کی پاک اور پُراثر زندگی کا تعارف اور ان کے فضل وکرم کے واقعات تحریر کرنے اور ان کی تعریف وعظمت کو لکھنے کی بھی کوشش کی ہے۔

دیوان صاحب نے بی۔ اے۔ ایل۔ ایل۔ بی کا امتحان پاس کرنے کے بعد جالندھر میں وکالت شروع کی اور جلد ہی آپ کا شمار وہاں کے چند چوٹی کے وکیلوں میں ہونے لگا۔ سات سال بعد حکومت نے آپ کو منصف (جج) کے عہدہ پر مقرر کیا۔ آپ ریاست کپورتھلہ میں وزیر خزانہ بھی رہ چکے ہیں۔ 1947ء میں ملازمت سے ریٹائر ہونے کے بعد زیادہ تر وقت ڈیرہ میں گزارنے لگے اور 1957ء میں تو آپ نے مستقل طور پر ڈیرہ میں ہی رہائش اختیار کرلی۔ آپ ایک تیز فہم عالم، شاغل بزرگ اور حلیم ست سنگی تھے۔ آپ اپنی زندگی کے آخری بیس سال حضور مہاراج چرن سنگھ جی کے ذاتی سیکرٹری (PERSONAL SECRETARY) رہے۔ 1977ء میں

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitzed by eGangotri

آپ نے رحلت فرمائی۔

دیوان صاحب کی انگریزی کی کتاب 'کال آف دی گریٹ ماسٹر' بہت مقبول ہوتی ہے۔ اسکا ترجمہ ہندی، پنجابی، اردو اور یورپ کی چند زبانوں میں ہو چکا ہے۔ اور عربی ترجمہ کی بھی اشاعت ہو چکی ہے۔ دیوان صاحب میں جوانوں کی سی ہمت و چستی تھی۔ 'فردوس بریں بر روئے زمیں' کی اردو کی اشاعت کے بعد آپ کو اپنی کھوج اور مطالعہ کی بنا پر کئی معلومات حاصل ہوئیں۔ اور آپ نے بڑی محنت کے بعد اپنی کتاب کا یہ تصحیح کردہ اور ترمیم شدہ ایڈیشن تیار کیا ہے۔

آپ نے 30 دسمبر 1970ء کو حضور مہاراج ساون سنگھ جی سے نام کی دولت حاصل کی اور تب سے لگاتار ڈیرہ میں آتے اور مرشد مہربان کی خدمت کرتے رہے۔ آپ کو 67 سال تک مطالعہ و عبادت اور ڈیرہ کے تین ست گورو صاحبان کے نزدیک رہنے کا سنہری موقعہ ملا۔ آپ نے اس موقعہ کا پورا پورا فائدہ اٹھایا۔ اتنے برس کے تجربے، علم اور ڈیرہ کی ترقی کے ذاتی مشاہدات کی بنا پر آپ اس کتاب کو لکھنے کے ہر طرح سے قابل اور مستحق تھے۔

دیوان صاحب نے اس بیش قیمت کتاب کے تمام حقوق، رادھا سوامی ست سنگ، بیاس کو نذر کر دیئے تھے۔ جسکے لئے ہم آپ کے شکر گزار ہیں۔

کتاب ہذا کو اب نئی اور خوبصورت شکل میں شائع کیا جا رہا ہے۔ امید ہے کہ مطالعہ کے شوقین حضرات 'فردوس بریں بر روئے زمیں' کو دلچسپ و مؤثر پائیں گے اور اسے پڑھ کر راہ فقراء پر مستقل مزاجی سے آگے بڑھنے کیلئے زیادہ سے زیادہ ہمت و حوصلہ حاصل کریں گے۔

ایس۔ ایل۔ سوندھی
سیکرٹری
رادھا سوامی ست سنگ، بیاس

ڈیرہ بابا جیمل سنگھ
ضلع امرتسر

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitzed by eGangotri

ساتواں ایڈیشن

موجودہ ایڈیشن (ساتواں) میں کتاب کی اصلی اور ابتدائی صورت کو بحال رکھا گیا ہے۔ مصنف نے جو ترامیم اپنی زندگی کے دوران (تقریباً 1975-76ء تک) کی ہیں، انہیں تو 1976ء کے تصحیح کردہ ایڈیشن میں ہی شامل کر لیا گیا۔

پچھلے تقریباً 25 - 20 برس میں ڈیرہ میں جو قابلِ دید اور قابلِ تعریف اور عملی طور پر روحانی اور تعمیراتی ترقی، ستگورو صاحبان کی بے پناہ و بے لوث پُرشفقت محنت سے ہوئی ہے، اس کا کچھ اشارہ جگہ جگہ پر فٹ نوٹ میں دیا گیا ہے۔

اُمید ہے متلاشیانِ حق و شائقینِ مطالعہ 'فردوسِ بریں بر روئے زمیں' کے اس ایڈیشن کو دلچسپ اور مؤثر پائیں گے اور اسے پڑھ کر راہِ فقراء پر مستقل مزاجی سے آگے بڑھنے کے لئے زیادہ سے زیادہ ہمت و حوصلہ حاصل کریں گے۔

سیوا سنگھ
سیکرٹری
رادھا سوامی ست سنگ، بیاس

ڈیرہ بابا جیمل سنگھ
ضلع امرتسر (پنجاب)

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitzed by eGangotri

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitzed by eGangotri

دِیباچہ

اِس مُقدّس کِتاب کی تحریر کی اِبتدا تو دراصل ۱۹۷۲ء میں ہُوئی۔ جب مَیں مُرشدِ مہربان حضُور مہاراج ساون سِنگھ جی کے ہمراہ پہلی بار سوامی جی مہاراج کے بھنڈارہ کے موقع پر آگرہ گیا تھا۔ سردار بھگت سِنگھ جی وکیل، جالندھر والے سردار جگت سِنگھ جی (بعد میں سردار بہادر جی مہاراج) لالہ مُنشی رام جی و پنڈت کِشن چند جی وکیل امرتسر والے اَور دِیگر ست سنگی بھی ہمراہ تھے، اُس وقت سوامی جی مہاراج کے وقت کے کئی ست سنگی زِندہ تھے، جِن کے پاس جا کر مَیں اُن سے پُرانے وقت کی باتیں سُنتا رہتا تھا۔ ایک رات مَیں گیارہ بجے کے قریب واپس آیا، حضُور مہاراج جی تب تک جاگ رہے تھے۔ ہمارے دِیگر ساتھی بھی حضُور کے پلنگ کے اِرد گِرد فرش پر بیٹھے ہُوئے تھے۔ مَیں بھی چُپ چاپ سب کے پیچھے جا بیٹھا۔ حضُور کے دریافت کرنے پر مَیں نے عرض کی، "حضُور! ابھی تک بچّوں کی طرح کہانیاں سُننے کا شوق مجھ میں کم نہیں ہُوا۔ بی بی سیوا داسی جی اور دِیگر پُرانے ست سنگیوں سے باباجی مہاراج اَور سوامی جی مہاراج کے دِنوں کی باتیں اَور اُنکی برکتوں کے واقعات سُن رہا تھا، وقت گزرنے کا خیال ہی نہیں رہا۔" حضُور نے بڑی خُوشی کا اِظہار کیا اَور جینے بچّوں کو نصیحت کی جاتی ہے فرمایا، "ایسا کرو، ایک کاپی لے لو اَور اُس میں اُن سب واقعات کا اِندراج جب فرصت مِلے کر لیا کرو۔ اِس سے ایک تو تمہیں فائدہ ہوگا اَور دُوسرے اَوروں کو بھی کِسی وقت فائدہ پہنچنے کی اُمید

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitzed by eGangotri

ہو سکتی ہے۔

اُس وقت کی ایک ناقابلِ فراموش بات، جس نے میرے دِل پر گہرا اثر کیا، وُہ تھی وہاں کے سب ست سنگیوں، بھائیوں اور بہنوں کا ہمارے لئے دِلی پیار جو اُن کے ہر فعل و قول سے پھوٹ پھوٹ کر نکلتا تھا۔ جب وہ بابا جی مہاراج اور حضُور مہاراج ساون سنگھ جی کی عظمت بیان کرتے تو دِل چاہتا کہ اُنکی قدم بوسی کر لوں۔ رائے بہادر سیٹھ سُدرشن سنگھ صاحب (آپ سوامی جی مہاراج کے بھتیجے یعنی چاچا جی مہاراج سیٹھ پرتاپ سنگھ جی کے صاحبزادے تھے) سے حضُور مہاراج ساون سنگھ جی نے جب پہلی بار ہمارا تعارف کرایا تو آپ اُٹھ کر کھڑے ہو گئے اور ہم میں سے ایک ایک کو گلے لگایا۔ ہم نے اُن کی قدم بوسی کرنے کی بہت کوشش کی لیکن اُن کی گرفت سے چھوٹنا مُحال تھا۔ اِس کے بعد بھی جب کبھی ہم اُن کے قدموں میں جھکنے کی کوشش کرتے تو آپ ہمیں بغل میں لے لیتے اور سینے سے لگا لیتے۔ باقی لوگوں کے پیار پریم کا اندازہ آپ اِسی سے ہی لگا لیں۔ ہم سوامی باغ میں ٹھہرے ہُوئے تھے۔ جہاں سیٹھ پرتاپ سنگھ جی کے وقت میں باباجی مہاراج نے اپنی سنگت کے ٹھہرنے کے لئے کوٹھڑیاں، چوبارہ، رسوئی گھر، وغیرہ بنوائے تھے۔ (اِن کی تعمیر حضُور مہاراج ساون سنگھ جی کی طرف سے سیوا میں دی گئی رقم سے کی گئی تھی) دِن بھر ست سنگی آتے اور بڑے پریم سے بار بار پُوچھتے کہ کسی چیز کی ضرورت ہو تو بتائیں، کوئی خدمت ہو تو فرمائیں۔ حضُور مہاراج ساون سنگھ جی کو تو اپنے جُوتوں کی سنبھال کرنی مُشکل ہو جاتی۔ ایک بار کسی طرح سے اُن کے جُوتے سیٹھ سُدرشن سنگھ صاحب کے ہاتھ لگ گئے۔ اُنہیں اپنے سر پر رکھ کر فرمانے لگے کہ "دیکھو! کیا عالی شان تاج ہمارے لئے پنجاب سے آیا ہے"! واہ! حلیمی اور انکساری بھی سنتوں، مہاتماؤں کی ہی جائداد ہے۔

خیر، اِس تواریخ کی ابتدا تو قدرتاً حضُور مہاراج جی کی دُعا اور مہر سے ہو گئی

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitized by eGangotri

اَور اُن کی دَیا سے کئی سال تک اِس میں آہستہ آہستہ اِندراج ہوکر کافی ذخیرہ جمع ہوگیا۔ لیکن یہ کبھی خیال نہیں آیا کہ اِسے کِتاب کی صُورت میں چھپوایا جائے۔ ڈیرہ میں کِسی بھنڈارے کے موقع پر میرے چند دوستوں نے اِس خیال کا اِظہار کیا کہ ڈیرہ کی تواریخ اَور یہاں کے عظیم کاہل فقرا کے بارہ میں کچھ لکھا جانا چاہیئے۔ اِن دوستوں میں ڈیرہ کے سیکرٹری لالہ مُنشی رام، رائے بہادُر لالہ شنکر داس (سابق سرکاری پبلک پراسیکیوٹر) رائے بہادُر لالہ گلونت رائے (ریٹائرڈ ڈِسٹرکٹ وسیشن جج، لالہ ارجن داس ولالہ دھن راج (وکیل دہلی)، بخشی چانن شاہ (ریٹائرڈ اسسٹنٹ کمشنر اِنکم ٹیکس) اَور لالہ بالک رام (ریٹائرڈ ڈِسٹرکٹ وسیشن جج) تھے۔ کچھ دوستوں کو معلوم تھا کہ مَیں وقتاً فوقتاً کچھ باتیں نوٹ کرتا رہا ہُوں اُنہوں نے اِصرار کیا کہ مَیں اپنی تحریرات (نوٹس) کی بنا پر اَور کچھ دِیگر معلومات اِکٹھّا کرکے ڈیرہ کی تواریخ کو قلمبند کرُوں۔ تحریر آرائی میں کِسی قِسم کا تجربہ نہ ہونے کی وجہ سے مَیں اِس کام کو اپنے ذمہ لینے سے جِھجک رہا تھا۔ لیکن اِن دوستوں نے بہُت اِصرار کیا اَور سب نے مِل کر بہُت زور دِیا۔ اُنہوں نے کہا کہ دِن بدِن پُرانے سَت سنگی اِس جہانِ فانی سے کُوچ کرتے جارہے ہَیں۔ رائے صاحِب ہرنارائن جی، سردار بھگت سِنگھ جی، سردار سیوا سِنگھ جی وغیرہ ست سنگی جو ستگُورُو مہاراج ساون سِنگھ جی کے نزدیک رہے ہَیں، کُوچ کرگئے ہَیں، اَور اپنے ساتھ کِتنے انمول خزانے چھُپا کر لے گئے ہَیں۔ ہم سب بُوڑھے ہوچکے ہَیں اَور کُوچ کی تیاری کررہے ہَیں۔ ہمارا فرض ہے کہ ہم ڈیرے کی تواریخ اَور حضُور مہاراج کی سوانح عُمری کو لکھ جائیں جو آنے والی نسلوں کے لِئے ترغیب اَور مشعل کا کام دے۔

اِس طرح اِن دوستوں کے اِصرار، حَوصلہ افزائی اَور مدد سے یہ کام شرُوع ہُوا۔ ستگُورُو دِین دیال جی کی کرپا سے یہ کام آہستہ آہستہ چلتا رہا، مگر دِیگر

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitzed by eGangotri

کاموں میں مصروفیت اور کچھ اپنی سُستی کی وجہ سے اِس کام کو پُورا کرنے میں دیر ہوتی گئی۔ لیکن 1964ء کے شروع میں میرے معزز دوست رائے بہادر لالہ شنکر داس جی نے مجھے ایک خط لکھا اور اِس کام کو جلد مکمّل کرنے کی تاکید کی۔ آپ نے لکھا کہ "پچھلے چھ سات برس میں پروفیسر جگ موہن لال جی، لالہ بالک رام جی، رائے بہادر لالہ گلونت رائے جی، لالہ مُنشی رام جی، بابو گلاب سنگھ جی و کئی دیگر پُرانے ست سنگی اِس جہانِ فانی سے کُوچ کر گئے ہیں اور ہم لوگوں کا بھی کیا بھروسہ! کچھ سال، مہینوں یا ہو سکتا ہے کہ چند ہفتوں کے ہی مہمان ہوں۔" اِس خط کو لکھنے کے چند ہی مہینوں میں جب لالہ شنکر داس جی بھی ہمیں چھوڑ گئے تو میرے دِل کو چوٹ لگی اور اُن کے خط کے اِلفاظ یاد آنے لگے۔ اگرچہ فروری 1962ء میں اِس کتاب کو لکھنے کا کام لگ بھگ پُورا ہو گیا تھا۔ پھر بھی اِس کو چھپوانے کی طرف میرا دھیان نہ تھا۔ لالہ شنکر داس جی کی وفات کے بعد مسوّدے کو پھر سے دیکھ کر 1966ء میں تیار کیا اور چھپوانے کے لِئے پریس کو دے دِیا۔

اِس کتاب میں 1910ء سے پہلے کے واقعات مندرجہ ذیل ہستیوں سے سُنے گئے تذکروں پر مبنی ہیں۔

بابا غریب داس جی، رائے بہادر سیٹھ سُدرشن سنگھ جی، بی بی سیوا داسی جی، (آپ تینوں ہی سوامی جی مہاراج کے ست سنگی تھے اور بابا جیمل سنگھ جی مہاراج کی نزدیکی حاصل کر چکے تھے۔) بی بی رُکو (ماتا رادھا جی کی سیوکا) بابا بگا سنگھ (جو باباجی مہاراج کے ساتھ اُن کی پلٹن میں مُلازم تھا اور غالباً باباجی مہاراج کا پہلا ست سنگی تھا) باباجی مہاراج کے سیوک بھائی متا سنگھ، بابا نظام الدین، مُنشی چانن مل، بی بی رلّی کے والد صاحب بھائی ملکھی رام، بھائی موتی رام، لالہ پرمانند بھاج، بابو گلاب سنگھ جی،

CC-0. Kachmir Research Institute. Digitized by eGangotri

بھائی سرین سنگھ جی، و مگھر سنگھ جی (یہ سبھی اشخاص باباجی مہاراج کے ست سنگی تھے) ڈرائیور و بلسرائے گاؤں کے کچھ بزرگ سجن (سردار لال سنگھ جی، نمبردار جگت سنگھ جی وغیرہ) بنتا سنگھ جی و بھائی اردوڑ سنگھ جی (دونوں ہی کافی عرصہ تک مہاراج ساون سنگھ جی کے ذاتی خدمت گار رہے، حضور کی سرکاری نوکری کے دوران بھی اور بعد میں بھی رہے)، حضور مہاراج جی کے صاحبزادے سردار بچنت سنگھ جی و دیگر بزرگ ست سنگی جن کے تعلق میں آنے کی خوش نصیبی مجھے میسر ہوئی۔ خود حضور مہاراج ساون سنگھ جی بھی کبھی کبھی ست سنگوں میں بات چیت کے دوران پرانی باتوں کا ذکر کیا کرتے تھے، جن کا میں نے اس کتاب میں ذکر کیا ہے۔

۱۹۲۵ء کے بعد کے واقعات، لالہ منشی رام، رائے بہادر لالہ گلونت رائے، رائے بہادر شنکر داس، لالہ بالک رام، بخشی چانن شاہ، رائے صاحب لالہ ارجن داس، بھائی شادی، بی بی رلی اور دیگر ست سنگیوں کے آنکھوں دیکھے حالات ہیں۔ مجھ پر ۱۹۲۵ میں نام کی بخشش ہوئی تھی اور میں تب سے لگاتار ڈیرہ میں آتا رہا ہوں۔ اس کتاب میں درج کی گئی باتیں میرے اپنے تجربوں پر بھی مبنی ہیں۔

"فردوس بریں بر روئے زمیں" کے دوسرے ایڈیشن کے بعد میرے چند دوستوں اور ست سنگی بھائیوں نے ڈیرہ کی تواریخ اور باباجی مہاراج، حضور مہاراج ساون سنگھ جی و سردار بہادر جگت سنگھ جی کے متعلق کچھ مزید جانکاری دی۔ اسے مدنظر رکھتے ہوئے اور دوستوں کے مشورہ پر میں نے اس کتاب میں مناسب ترمیم کی، اور مزید واقعات کا اضافہ کیا گیا۔ کئی واقعات کے بارہ میں پھر سے کھوج کی ہے اور کتاب میں آج تک (قریباً 1976ء تک) کے حالات کو شامل کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔ اب میں شائقین کی خدمت میں یہ

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitzed by eGangotri

ترمیم کردہ و اضافہ شدہ کتاب پیش کر رہا ہوں۔

سردار بہادر مہاراج جگت سنگھ جی کے بارے میں پچھلے اردو ایڈیشنوں میں بہت تھوڑا حال درج تھا۔ پنڈت لال چند جی دھرمانی و دھرمانی خاندان، لالہ شنکر داس جی سوندھی کے خاندان (شری ایس۔ ایل سوندھی و ایئر وائس مارشل سوندھی) اور پروفیسر سردار بلونت سنگھ نے اس بارہ میں مجھے کافی معلومات مہیا کی ہیں۔ جن دنوں سردار بہادر جی لائلپور زراعتی کالج میں پروفیسر تھے، تب دھرمانی گھرانہ و سوندھی پریوار بھی لائلپور میں رہائش پذیر تھے اور سردار بہادر مہاراج جگت سنگھ جی کے نزدیکی تعلق میں آئے تھے۔ پنڈت لال چند تو ہمیشہ سردار بہادر جی کے ساتھ رہتے تھے۔ سردار بلونت سنگھ جی لائلپور میں سردار بہادر جی کے طالبعلم تھے اور تب سے سردار بہادر جی مہاراج کے آخری دنوں تک اُن کے بہت نزدیک رہے۔ ان کے علاوہ بی بی رلی، نمبردار جگت سنگھ، سردار گوردیال سنگھ، بخشی ملوک چند جی، ڈاکٹر ہمس سہنا، شری رام ناتھ مہتہ اور کچھ دیگر ست سنگیوں کی مدد سے سردار بہادر جی مہاراج کے حالات دوبارہ لکھے گئے ہیں۔ میں ان سب کا شکر گزار ہوں۔

سنت ستگورو مہاراج چرن سنگھ جی کے بارہ میں سارا باب میں نے پھر سے لکھا ہے۔ اور اس میں آج تک[1] کے حالات لکھنے کی کوشش کی ہے، اس میں حضور کے بہت سے ست سنگیوں، بھارت و دیگر ملکوں کے مختلف ست سنگ مراکز کے سیکرٹری صاحبان، مس لوئیس ہلگر، مسٹر ایچ۔ ایف۔ ویکلی، مسٹر سیم لوسا، رام ناتھ مہتہ، پروفیسر جنک پوری، شری مدن مہتہ، شری کرشن بابانی اور ایئر وائس مارشل سوندھی (آخری پانچوں صاحبان مہاراج جی کے غیر ملکی دوروں

---

[1] قریباً 1976ء تک

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitzed by eGangotri

میں اُن کے ٹورنگ سیکرٹری رہے ہیں) اور بھارت و دیگر مُلکوں کے کئی ستسنگیوں نے مدد دی ہے، جن کا مَیں تہہِ دِل سے شُکر گزار ہُوں۔ موجُودہ ایڈیشن کو تیار کرنے میں شری ویریندر سیٹھی نے جو مدد دی ہے، اُس کے لِئے مَیں اُنکا شُکریہ ادا کرتا ہُوں۔

سب سے زیادہ شُکر گزار تو مَیں دین دیال مُرشدِ کامل کا ہُوں جن کی دَیا اور مہر سے یہ کِتاب مُکمّل ہو کر سنگت اور شائقین کی خِدمت میں پہُنچ رہی ہے۔ مَیں کوئی مُصنّف یا ادِیب نہیں ہُوں، نہ گیانی ہُوں نہ عالِم اور نہ ہی کِسی زبان، طرزِ تحریر یا مُحاوروں کے اِستعمال میں کِسی قِسم کی قابلیّت کا دعوےٰ کرتا ہُوں۔ اِتنا ضرُور ہے کہ ۱۹۷۰ء میں اِس ناچیز گُنہگار کو مُرشدِ مہربان نے اپنے مُقدّس قدموں میں جگہ دِی، اور مُجھے تب سے آج تک تین عظیم سنتوں کے نزدیکی تعلّق میں رہنے کی خُوش نصیبی مُیسّر ہُوئی ہے۔ اپنے 62 برس کے اِس عرصہ میں جو کچھ مَیں نے دیکھا اور سمجھا اُسے اِن صفحات میں بیان کرنے کی کوشِش کی ہے۔ اپنی کمزوریوں کیلئے مَیں اپنے پیارے ستگُورو سے مُعافی کا خواستگار ہُوں اور ساتھ ہی فراخدِل شائقین سے بھی مُعافی چاہتا ہُوں۔

"از بندگان خطا و از بُزرگان عطا"[1]

آخر میں عرض ہے کہ مَیں نے اِس کِتاب میں ڈیرہ کی تواریخ کے ساتھ ہی یہاں کے عظیم ستگورُو صاحِبان کی عظمت بیان کرنے کی بھی کوشِش کی ہے۔ لیکن کامل فُقراء کی مہما کوئی کیا کر سکتا ہے! اُن کی عظمت لابیان ہے، اور نہ

---

[1] چھوٹوں سے بھُول ہوتی رہتی ہے، بڑوں کا کام اُنہیں مُعاف کرنا ہے۔

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitzed by eGangotri

ہی اُنہیں کوئی سمجھ سکتا ہے۔ جہاں سنت تُلسی صاحب کے لفظوں میں یہی دوہراؤں گا۔

"جو کوئی کہے سنت کو چینہا، تُلسی ہاتھ کان پر دینہا"

میری یہ بڑی خُوش قسمتی ہوگی، اگر یہ کتاب میرے پیارے ستگورُو کے دربار میں منظور ہو اور شائقین کو پسند آئے۔

دریائی لال کپُور

اکتوبر 1973ء

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitzed by eGangotri

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitzed by eGangotri

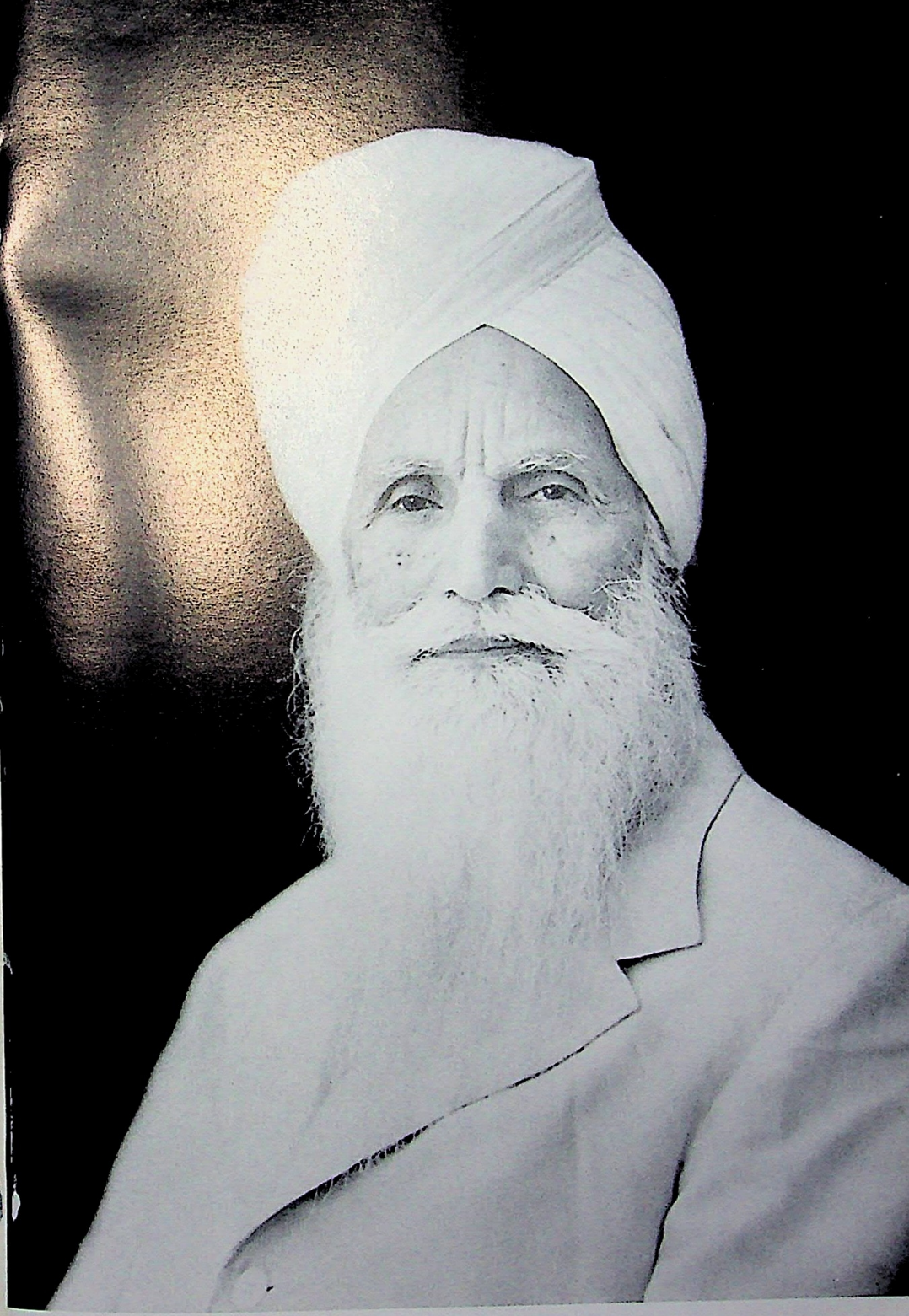

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitzed by eGangotri

MAHARAJ SAWAN SINGH

1

ڈیرہ اور اُس کا بانی

ڈیرہ باباجیمل سنگھ کی بُنیاد ۱۸۹۲ء میں باباجیمل سنگھ جی مہاراج نے رکھی تھی۔ آپ کا جنم ضلع گورداس پور، تحصیل بٹالہ کے موضع گھمان میں ایک جاٹ خاندان میں ساون سمت ۱۸۹۶ بکرمی بمطابق جولائی ۱۸۳۹ء میں ہوا۔ آپ کے پتا کا نام سردار جودھ سنگھ اور ماتا کا نام بی بی دیا کور تھا۔ آپ پیدائش سے ہی بھگت تھے اور بچپن سے ہی آپ کا دِل ایشور بھگتی اور پرماتما کے پیار سے بھرپور تھا۔ موضع گھمان میں سنت نام دیوجی کا ایک دیہرا تھا، جس کے بارہ میں کہا جاتا ہے کہ سنت نام دیوجی نے اپنی زندگی کے آخری کچھ سال یہاں بسر کیے تھے۔ باباجیمل سنگھ جی چھوٹی عمر سے ہی صبح و شام وہاں جاتے اور گھنٹوں وہاں کے بابا کھیم داس جی کے پاس بیٹھ کر گورباني سُنتے رہتے۔ باباجی نے آپ کے پریم اور لگن سے متاثر ہو کر آپ کو گورباني پڑھانا شروع کر دیا۔ اِس طرح چھوٹی عمر میں ہی آپ شری گرنتھ صاحب کا پاٹھ صحیح طور پر کرنے لگ گئے اور جپ جی و سکھمنی صاحب آپ کو زبانی یاد ہو گئے۔

کامل مُرشد جب دُنیا میں آتے ہیں تو بچپن سے ہی اُن کی عظمت کے آثار نمایاں ہونے لگتے ہیں۔ جیسے بجلی کی چمک کالی گھٹاؤں کو چیر کر باہر آجاتی ہے، ویسے ہی

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitzed by eGangotri

خُدا کا نُور خاکی جسم میں چُھپانے سے بھی نہیں چُھپتا۔ رُوحانیت کی کرنیں چھَن چھَن کر عناصر کی قید سے نکل کر ظاہر ہو ہی جاتی ہیں۔ آٹھ یا نو برس کی عُمر میں ہی باباجی کے بار بار عرض کرنے پر کھیم داس جی نے اُنہیں "سوہنگ ست نام" کا جاپ کرنا سکھا دیا۔ جس سے باباجی کا مَن یکسُو تو ہُوا لیکن اندر کی رُوحانی جُستجُو پُوری نہ ہُوئی۔ باباجی کو تو اُس 'نام' کی تلاش تھی، جس کے بارے میں سری گرنتھ صاحب میں لکھا ہے:

"نامے ہی تے سبھ کچھ ہوا، بِن ست گُور نام نہ جاپے" (آدگرنتھ، محلہ 3، ص753)

اَور: "نام کے دھارے آکاس پاتال، نام کے دھارے پُوریاں سبھ بھوَن" (آدگرنتھ، محلہ 5، ص284) آپ کا مُتلاشی مَن یہ کیسے مان سکتا تھا کہ اِس زبان سے بولے جانے والے اَلفاظ نے یہ ساری کائنات بنائی ہے، یا کوئی لفظی نام دُنیا کی پیدائش کا ذریعہ ہو سکتا ہے۔ اُس سچّے نام کی کھوج میں (جس کا بیان گورُو گرنتھ صاحب میں جگہ جگہ کیا گیا ہے) آپ نام دیو جی کے دیہرہ کے درشنوں کو آنے والے سادھو، مہاتماؤں کے پاس سارا سارا دِن بیٹھے رہتے اَور اُن کی ہر طرح سے سیوا کرتے اَور اُن کے ساتھ دِن رات رُوحانیت کی چرچا کرتے رہتے۔ گھر کے کام کاج اَور اپنے آبائی پیشہ کاشت کاری کی طرف آپ کی توجّہ بالکل نہیں تھی۔

آپ کے پتا کے مَن میں ڈر پیدا ہو گیا کہ کہیں اُن کا ہونہار بیٹا سادھوؤں کی صُحبت میں رہ کر سادھو ہی نہ بن جائے، اِس لئے سادھوؤں کے میل جول سے دُور رکھنے کے خیال سے اُنہوں نے آپ کو آپ کی بہن بی بی تابو کے پاس موضع سٹھیالہ میں بھیج دیا۔ لیکن "گھائل کی گتی گھائل جانے اَور نہ جانے کوئے"، جس کے دِل میں مالِک سے مِلنے کی لگن اَور تڑپ جاگ اُٹھی ہو، اُس کی حالت کو عام دُنیا دار کیا سمجھ سکتے ہیں! اُس کی راہ میں ندی، پہاڑ اَور دُوری کوئی رُکاوٹ نہیں ڈال سکتے۔ عشق کوئی نہ کوئی راہ نکال ہی لیتا ہے۔ یہاں بھی آپ کو سادھو مہاتماؤں کی صُحبت نصیب ہو گئی۔ ایک یوگی سے ملاقات ہونے پر آپ نے اُس سے پرانا یام اَور یوگ

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitzed by eGangotri

سادھنا سیکھنا شروع کر دیا، اور جلد ہی اُن میں کافی مہارت حاصل کر لی۔ وُہ یوگی کہنے لگا کہ "بیٹا! تم تو پچھلے جنم کے کوئی کامل یوگی معلوم ہوتے ہو۔ اِس شغل میں تُم اِس طرح ترقی کر رہے ہو جیسے یہ سبھی طریقے تُم پہلے آزما چُکے ہو۔" لیکن کچھ عرصہ بعد باباجی نے اِسے بھی چھوڑ دیا۔ کیونکہ سری گورُو گرنتھ صاحب نے اِس طریق کو "پران یوگ سب جھگڑا" بتا کر اسے ردّ کیا تھا۔ معصوم دِل میں جُستجُوئے حق کی لگن بڑھتی گئی اور جُوں جُوں وقت گزرتا گیا، شوق اور عشق زور پکڑتا گیا۔

بی بی تابو نے جب باباجی کا رُوحانیت کی طرف اِتنا گہرا رُجحان دیکھا تو اپنے پتا کے نام پیغام بھیجا کہ بھائی جیمل سنگھ کا سادھو مہاتماؤں کی صُحبت کا شوق دِن بدِن بڑھ رہا ہے۔ اِس پر والدِ صاحب آکر آپ کو واپس اپنے گاؤں لے آئے، اُس وقت آپ کی عُمر بارہ، تیرہ برس کی تھی۔ یہاں آکر باباجی نے پھر گورُو گرنتھ صاحب کا مُطالعہ بڑے غور سے اِس خیال سے شروع کر دیا کہ سری گورُو گرنتھ صاحب میں پران یوگ، ویراگ، ہٹھ کرم (ہٹھ یوگ) جپ، تپ، تیرتھ، برت، کرم کانڈ وغیرہ کے طریق کو ردّ کیا گیا ہے۔ پھر وُہ کون سا طریق و ابھیاس یا راستہ ہے جس پر چل کر گورُو نانک، کبیر، نامدیو اور دِیگر مہاتما بالائی رُوحانی منزلوں پر پہنچے؟ اور اُن مہاتماؤں نے اکال پُرش سے مِلنے کا کونسا راستہ بتایا ہے؟ اُسی راستہ کی آپ کو تلاش تھی۔

سری گورُو گرنتھ صاحب و دِیگر مہاتماؤں کے لِکھے ہُوئے گرنتھوں کے مُطالعہ سے آپ اِس نتیجہ پر پہنچے کہ مالِک سے مِلاپ کے لِئے اوّل تو کسی ایسے کامل مہاتما یا سنت ستگورُو کی ضرورت ہے جو خُود سبھی منزلیں طے کر چُکا ہو اور مُتلاشیوں کو بھی یہ منزلیں پار کرانے کے قابل ہو۔ سری گورُو گرنتھ صاحب میں ایسے کامل مہاتما کی تلاش کے لِئے ہر سطر اور ورق میں ہدایت مِلتی ہے۔ دِیگر مہاتماؤں کے گرنتھوں میں بھی اِسی ہدایت پر زور دِیا گیا ہے۔ لہٰذا آپ کے دِل میں مُکمّل یقین ہو گیا کہ

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitzed by eGangotri

گرنتھوں کے پاٹھ، وید شاستروں کے مُطالعہ یا کسی مذہبی کِتاب کی پُوجا سے پرماتما کا مِلاپ ناممکن ہے۔ گورُو صاحبان کے عِبادت یا ابھیاس کے طریق کے مُتعلق کافی مُطالعہ اَور سوچ وِچار کے بعد باباجی اِس نتیجہ پر پہُنچے کہ گورُو صاحبان انحد شبد کے ابھیاسی تھے۔ اُن کا راستہ پانچ شبد کا تھا اَور اُن کا مُقدّم مقصد تھا۔ پرم پِتا پرماتما کا وُہ مُقام جو برہم، پار برہم وغیرہ لوکوں سے پَرے ہے۔ جہاں پرلے اَور مہاپرلے نہیں پہُنچ سکتی۔

اب ایسے مہاتما کی تلاش شرُوع ہُوئی جو اِس راستے کا بھید بتا سکے، جو بھی سادھو مہاتما گاؤں میں آتے آپ اُن سے اِس بارہ میں تحقیقات کرتے۔ اُس وقت آپ کی عُمر چودہ برس کے قریب تھی۔ ماں باپ نے آپ کو شادی کے بندھن میں باندھنا چاہا، مگر آپ نے صاف اِنکار کر دِیا۔ ماں باپ کو آپ کی مُستقِل مزاجی اَور قوّتِ اِرادی کا کافی تجربہ ہو چُکا تھا، اِس لِئے اُنہوں نے آپ پر زیادہ دباؤ نہ ڈالا۔ اِس کے بعد گھر والوں کی طرف سے آپ کو کِسی مُخالِفت کا سامنا نہیں کرنا پڑا۔ آپ نے تمام عُمر شادی نہیں کی اَور برہمچاری رہے۔

کُچھ عرصہ بعد آپ کے والِد اِس جہانِ فانی سے کُوچ کر گئے۔ اب ایک طرف تو تھی ماں کی خِدمت کی خواہش اَور اُس کے پیار کا بندھن اَور دُوسری طرف تھی پرماتما سے مِلاپ کی گہری لگن۔ عجب کشمکش میں جان تھی۔ آخر ایک دِن آپ نے بڑے پیار سے ماں کو سمجھا بُجھا کر اُن سے باہر جانے کی اِجازت لے ہی لی اَور انسانی زِندگی کے حقیقی مقصد کے حصُول کے لِئے گھر سے نِکل پڑے۔

باباجی امرتسر، لاہور، ننکانہ صاحِب، ایمن آباد وغیرہ کئی شہروں میں گئے، لیکن جِس انمول چیز کی تلاش تھی وہ نہ مِلی۔ امرتسر میں ایک اُداسی سادھو سے آپ نے 'گھور شبد' کا ابھیاس سیکھا، لیکن تسلّی نہ ہُوئی۔ جہاں بھی کِسی ابھیاسی مہاتما کا پتہ چلتا آپ پہُنچ جاتے۔ لیکن پانچ شبد کا بھیدی مہاتما کہیں نہ مِلا۔ گھور شبد

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitzed by eGangotri

پرانا یام، ہٹھ یوگ، ویدانت وغیرہ کے ماہر ہندو اور مسلمان مہاتماؤں کی صحبت کی اُن میں سے کئی ردّھی سِدّھی شکتیوں (کراماتوں کی طاقت) کے مالک بھی تھے۔ وُہ سب آپ کو چیلا بنانے کو تیار ہو جاتے، لیکن گرنتھ صاحب میں لکھی ہُوئی کامل مُرشد کی اِس پہچان کی کسوٹی پر کوئی پُورا نہ اُترتا کہ جو:

"گھر مہہ گھر دیکھائے دے، سو ستگورُ. پُرکھ سُجان
پنج سبد دُھنکار دُھن، تہہ باجے سبد نیسان"

(آدگرنتھ، محلّہ ۱، صہ ۹۲-۱۲۹۰)

پانچ منزلوں اور وہاں کی دُھنوں کا بھید تو وُہ کیا دیتے۔ اُن کو یہ بھی معلوم نہ تھا کہ پانچ شبد کا کوئی راستہ بھی ہے۔ تمام پنجاب چھان مارا، سادھوؤں کے سبھی مُقدّس مُقاموں پر گئے۔ لڑکپن کی جس عُمر میں عام لڑکے کھیل کُود میں مشغول رہتے ہیں، اُس چھوٹی عُمر میں آپ خُدا کے وِصال کی راہ کی تلاش میں جگہ جگہ گھُومنے لگے۔ اُن دِنوں ریل گاڑی، موٹر یا بسیں وغیرہ نہ تھیں اور تمام سفر پیدل ہی طے کرنا پڑتا تھا۔ لیکن باباجی اپنے اِرادہ کے پکّے تھے۔ وُہ اپنی جستجُو میں مُستقل مزاجی سے لگے رہے۔

ننکانہ صاحب میں ایک سادھو نے آپ کو حضرو (ضِلع اٹک) کے باشندہ بابا بالک سنگھ جی کا پتہ بتا دِیا۔ آپ ایک لمبا سفر طے کر کے وہاں پہنچے۔ بابا بالک سِنگھ جی بڑے صاف دِل مہاتما تھے۔ اُنہوں نے کہا، "بیٹا! جس نام کی تُمہیں کھوج ہے وُہ ہمیں معلوم نہیں، ہم تو "واہگورُو واہگورُو" کا جاپ کرتے ہیں۔ اِس سے زیادہ ہمیں پتہ نہیں۔" وہاں بابا رام سِنگھ جی بھینی صاحب والوں سے بھی آپ کی مُلاقات ہُوئی۔

بہُت تلاش کے بعد نوشہرہ، پشاور وغیرہ شہروں کا سفر کرتے ہُوئے آپ ہوتی مردان کے پاس ایک گاؤں میں پہُنچے۔ وہاں آپ کی مُلاقات ایک گرہستی مہاتما

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitzed by eGangotri

سے ہوئی، اُنہوں نے آپ کے خیال کی تائید کرتے ہوئے کہا، "بیٹا! جس مرض میں تم مبتلا ہو، اُسی کا میں بھی مریض ہوں۔ پانچ شبد کا راستہ ہے تو ضرور اور گورو صاحبان کے ابھیاس کا طریقہ بھی یہی تھا، لیکن مجھے صرف دو شبدوں کا ہی علم ہے۔ اِس بات کو سُن کر باباجی بہت خوش ہوئے اور من میں تسلّی ہو گئی کہ وہ محض کسی وہم کے پیچھے نہیں بھاگ رہے۔

وہاں سے لوٹتے وقت سادھوؤں کی ایک ٹولی کے ساتھ آپ رشی کیش کی طرف روانہ ہو گئے، وہاں کئی مہینے رہ کر بہت سے سادھوؤں سے ملے، لیکن وہ انمول رتن جس کی آپ کو تلاش تھی، نہ ملا۔ یہاں سے بھی مایوس ہو کر واپس لوٹنے کو تھے کہ آپ کو پتہ لگا کہ ایک بہت بوڑھا سادھو یہاں سے دس بارہ کوس (30 - 40 کلومیٹر) کے فاصلہ پر دور جنگل میں رہتا ہے۔ وہ آبادی میں نہیں آتا اور نہ ہی کسی کو اپنے پاس ٹھہرنے دیتا ہے۔ جنگلی پھل، جڑی بوٹیوں وغیرہ پر اپنا گزارہ کرتا ہے۔

باباجی فوراً اُس سے ملنے کے لئے چل پڑے اور شام کے وقت وہاں جا پہنچے آپ نے دیکھا کہ وہ مہاتما دِن رات کھڑا رہتا ہے۔ اُس نے درخت سے دو رسّیاں لٹکا کر اُن سے ایک رسّی باندھ رکھی ہے۔ جب کھڑے کھڑے تھک جاتا ہے تو اُن کا سہارا لے لیتا ہے۔ جب اُس نے باباجی کو دیکھا تو بولا کہ تم یہاں کیوں آئے ہو؟ یہاں جنگل میں رات کو ریچھ اور شیر آتے ہیں۔ لیکن باباجی نے بے خوفی سے جواب دیا، "اگر شیر آپ کو نہیں کھاتے تو مجھے کیسے کھائیں گے؟" اِس پر وہ مطمئن ہو گیا۔ رات بھر باباجی گھنے جنگل میں اُس مہاتما کے پاس رہے۔ اِس چھوٹی عمر میں باباجی کی جستجو کی تڑپ اور گہری لگن سے وہ بہت متاثر ہوا، اور بڑے پریم سے باتیں کرنے لگا۔ جب باباجی نے پانچ شبد کے مارگ کے بارہ میں پوچھا تو اُس نے آہ بھر کر کہا، "جو دُھن مجھ کو ہے وہی تم کو بھی ہے۔ اِتنے برسوں کے

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitzed by eGangotri

ابھیاس سے مُجھے کُچھ سِدّھی اَور باطنی رسائی حاصِل ہوگئی ہے۔ لیکن یہ بھی جانتا ہُوں کہ پانچ شبد کے بغیر نجات نہیں مِل سکتی۔ مُجھے اپنی اَندرُونی رسائی سے معلُوم ہُوا ہے کہ آگرہ شہر میں ایک عظیم سنت جو سترہ اٹھارہ برسوں سے ابھیاس میں تھے، اب ظاہر ہُوئے ہیں اَور پانچ شبد کے پوشیدہ مارگ کو پھر سے ظاہر کر رہے ہیں۔ اُن کے پاس چلے جاؤ۔" دُوسرے دِن باباجی کو بڑے پیار کے ساتھ الوِداع کہتے ہُوئے بولے، " مَیں بھی آہستہ آہستہ چل کر آگرہ پہُنچُوں گا۔ کیونکہ لگاتار کھڑے رہنے سے میرے پاؤں میں سُوجن آگئی ہے۔"

باباجی وہاں سے چل کر آگرہ پہنچے، لیکن اپنی لمبی تلاش کے پُورا ہونے کی خُوشی اَور اُس پرم سنت کے دِیدار کرنے کے شَوق میں آگرہ کے اُس سنت کا نام و پتہ تک پُوچھنا بھُول گئے۔ اِس لیئے آگرہ پہُنچنے پر بھی تلاش نامکمل رہی۔ اَور زیادہ مُشکِلات کا سامنا کرنا پڑا۔ آگرہ کے اُس سنت کے مکان، گلی، بازار یا جگہ کا تو پتہ تھا نہیں، جس کسی سے بھی پُوچھتے وہ اپنی ناواقفیت کا اِظہار کرتا۔ ہر گلی، بازار و مُحلّے میں تلاش شرُوع کر دی، کئی دِن بھٹکتے رہے۔ عجیب پریشانی تھی۔ ایک دِن دریائے جمنا کے کنارے بیٹھے سوچ رہے تھے کہ اب کیا کریں، ہار کر مالِک سے اِلتجا کرنے لگے کہ اَے مالِک! میری تلاش کا تو اب خاتمہ ہو چُکا ہے، اَب تو تُو ہی رحم کر۔ دِل ستگُورُو سے مِلنے کے لیئے بے چین تھا۔ آنکھوں میں آنسُو بھر آئے۔ تبھی پاس ہی نہاتے دو آدمیوں کی بات چیت سُنائی دی۔ وہ آپس میں اُن ہی مہاتما کے سَت سنگ کی بڑائی کر رہے تھے، جن کی باباجی کو تلاش تھی۔ (باباجی فرمایا کرتے تھے کہ یہ سارا کرشمہ سوامی جی کی اپنی موج سے ہی ہُوا تھا) آپ اُن سے پتہ پُوچھ کر پنّی گلی میں سوامی شِو دیال سنگھ جی کے دَر پر جا پہُنچے۔

جب باباجیمل سنگھ جی وہاں پہُنچے، اُس وقت سوامی جی مہاراج سَت سنگ کر رہے تھے۔ باباجی نے جا کر قدموں میں سر جھکایا۔ آپ کو دیکھ کر سوامی جی مہاراج

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitzed by eGangotri

بڑے خوش ہوئے اور مسکرا کر فرمایا، "ہمارا پرانا میلی (ساتھی) آگیا ہے"۔ باباجی حیران تھے کہ مَیں نے تو انہیں پہلے کبھی دیکھا نہیں، پرانی مُلاقات کیسی! آپ ست سنگ میں بیٹھ گئے۔ سوامی جی مہاراج نے سری گورو گرنتھ[1] صاحب میں سے شبد لیا اور وضاحت شروع کی۔ ست سنگ میں سوامی جی مہاراج نے پانچ نام کا بھید، اندرونی منزلوں کا حال، دُھن و شبد وغیرہ کی اِس وضاحت سے تشریح کی کہ ایک ہی ست سنگ سے باباجی کو یقین ہو گیا کہ جن عظیم فقیر کی اُن کو عرصہ سے تلاش تھی، وُہ کُل مالک کی رحمت سے آج مِل گئے۔

کئی دِن تک باباجی لگاتار ست سنگ سُنتے رہے۔ سوامی جی مہاراج کی دِلکش صُورت مَن میں بس گئی۔ لیکن اب تک کوئی خاص بات چیت اُن سے نہ ہوئی تھی۔ ایک خیال باباجی کے مَن میں بار بار آتا تھا کہ مَیں سِکھ ہُوں اور یہ مونے (ہندو) ہیں۔ کیا مَیں مونے کو گورو تسلیم کروں؟ ساتھ ہی اُنہیں یہ یقین بھی ہو چُکا تھا کہ اِن جیسا کامل مہاتما ہندوستان بھر میں ڈھونڈنے پر بھی نہیں مِلے گا، اور جس انمول رتن کی کھوج میں وہ اِتنے برس بھٹکتے رہے ہیں۔ وُہ سوامی جی کے سوائے کسی اور ہستی سے حاصل نہیں ہو گا۔ اِسی سوچ وِچار میں کئی دِن بیت گئے۔ آخر سوامی جی نے خُود ہی ایک دِن از راہِ کرم پڑے پیار سے آپ سے پُوچھا، "کیوں بیٹا! ابھی تک سِکھ اور مونے (ہندو) کے سوال کا فیصلہ تُمہارے دِل نے کیا ہے یا نہیں؟"

اِتنا سُننا تھا کہ باباجی کی آنکھوں سے پریم کے آنسوؤں کی دھارا بہہ نکلی جو کسی طرح تھمنے میں نہ آتی تھی۔ سوامی جی مہاراج نے تسلّی دیتے ہُوئے فرمایا کہ

---

[1] سوامی جی مہاراج گورو گرنتھ صاحب کی بانی میں سے ست سنگ فرمایا کرتے تھے اور نام دیتے وقت پانچ نام کے ابھیاس کی یُکتی (طریقہ) بتایا کرتے تھے۔

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitzed by eGangotri

"سچّائی کی کھوج کرنی چاہیئے، باہری باتوں میں اُلجھ کر کئی بار حقیقت کے متلاشی اصلیت سے دُور رہ جاتے ہیں۔ تُم ہی سوچو کہ سر پر لمبے لمبے بال رکھنے سے یا سر مُنڈانے سے پرماتما کے مِلاپ میں کیا فرق آسکتا ہے؟ ہمیں کُل مالک سے مِلنا ہے یا بالوں سے بندھنا ہے؟ شریعت کی پابندی ایک حد تک ہی ٹھیک ہے اگر اسی کو مُدّعا اور مقصد مان لوگے تو حقیقت سے کوسوں دُور رہ جاؤگے۔"

باباجی کے دِل میں پریم کے جذبات ایسے اُمڈے کہ آپ نے اُٹھ کر اپنا سر سوامی جی مہاراج کے پاک قدموں پر رکھ دیا اور اُس دِین دیال نے دیا اور مہر سے اپنے دونوں ہاتھ اُن کے سر پر رکھ دیئے۔

دُوسرے دِن باباجی کو نام دان مِل گیا اور پانچ شبد کی حقیقت کا مکمّل بھید بھی بتلا دِیا گیا۔ دو دِن اور دو رات باباجی ایک چھوٹی سی کوٹھڑی میں اکیلے لگاتار بھجن میں بیٹھے رہے۔ آپ کی کایا ہی پلٹ گئی۔ تن مَن خُوشی سے بھر گیا۔ برسوں سے جس انمول رتن کی کھوج تھی وُہ کامل مُرشِد کی رحمت سے حاصِل ہو گیا۔ بار بار اپنے ستگورُو کے مُبارک قدموں میں سر جُھکاتے اور اپنی اِحسان مندی کا اِظہار کرتے۔ روم روم میں آنند سما گیا تھا اور خُوشی سے پھُولے نہ سماتے تھے۔ سوامی جی نے فرمایا، "تُم ہمارے پچھلے میلی ہو، یہ سب کمائی تمُہاری پہلے کی کی ہُوئی ہے۔"

سوامی جی مہاراج جیسا کامل مُرشِد اور باباجی جیسا سچّا کھوجی مُرید! یہ عجیب مِلاپ تھا۔ اُس وقت باباجی کی عُمر قریب سترہ برس کی تھی۔ آپ رات دِن ابھیاس میں مگن رہتے تھے۔ کئی کئی دِن کوٹھڑی سے باہر نہ نِکلتے۔ کھانے پینے تک کا خیال نہ رہتا۔ گورُو کا دِیدار ہی خُوراک تھی اور یہی زِندگی کا وسیلہ بن گیا تھا۔ سونے کے لیئے چارپائی کی جگہ فرش کو ہی بچھونا بنا لیا تھا۔ سوائے بھجن سمرن کے اور کسی کام میں کوئی دِلچسپی ہی نہ تھی۔ نتیجہ یہ کہ مالِک کی بھگتی کا رنگ دِن دوگنا اور رات چوگنا چڑھتا گیا۔

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitzed by eGangotri

ایک دِن باباجی ابھیاس میں بیٹھے اَور اُن کی سُرت (رُوح) باطن میں اُونچے مقام پر چڑھائی کر گئی، اَور ایک دِن اَور ایک رات اُوپر منڈلوں میں رہی۔ سوامی جی مہاراج اِتفاق سے اُس طرف آ گئے۔ باباجی کی توجہّ اندر لگی ہُوئی تھی۔ اِس لیئے آپ نہ اُٹھے۔ اَور نہ ماتھا ٹیکا۔ سوامی جی اپنی توجہّ سے اُن کے خیال کو باہر لائے۔ اَور پُوچھا، "بتاؤ، گورُو نانک کا مارگ جو بِلا ہے ٹھیک ہے یا نہیں؟" باباجی نے ہاتھ جوڑ کر جواب دِیا کہ حضُور کا بخشا ہُوا مارگ تو بالکُل صحیح ہے۔ رُوح اُونچے رُوحانی منڈلوں پر جاتی ہے، لیکن ایک جگہ کچھ رُکاوٹ پیش آتی ہے۔ سوامی جی نے فرمایا، "یہ رُکاوٹ معمُولی ہے۔ یہ ابھیاس تُم پہلے کر چُکے ہو اَور اِس سے پہلے ہمارے ساتھ رَہ چُکے ہو۔ یہ سب کام تُمہارا پہلے کیا ہُوا ہے۔" اِس پر باباجی نے پُوچھا، "حضُور! مجھے کیسے مَعلُوم ہو؟" سوامی جی نے کہا، "اگر ثبُوت چاہتے ہو تو بھجن میں بیٹھو۔" سوامی جی مہاراج نے باباجی کو پھر سے بھجن پر بٹھایا اُن کے سر پر ہاتھ رکھا اَور اپنی توجہّ دے کر رُکاوٹ دُور کر دی۔

پھر جب سوامی جی مہاراج نے باباجی کی رُوح کو اپنی توجہّ کے ذریعے نیچے اُتارا تو باباجی نے عرض کی کہ اب مجھے اپنے چرنوں میں ہی رہنے اَور یہیں بیٹھ کر بھجن کرنے کی اِجازت دیں۔ اِس پر سوامی جی مہاراج نے فرمایا، "دُنیا میں سوارتھ اَور پرمارتھ (دِین اَور دُنیا)، دونوں چلنے چاہیئں۔ اگر تیاگ میں رہو گے تو لوگوں کا کھانا پڑیگا، ماتھا ٹیکنے والے اَور سیوا کرنے والے تُمہاری کمائی کو لُوٹ لیں گے۔ دُنیا میں اپنا گزارہ کرنے کے لیئے ابھیاسی کو کوئی نہ کوئی کام ضرُور کرنا چاہیئے۔ بھجن سِمرن کے لیئے حق حلال کی کمائی نہایت ضرُوری ہے۔

پس سوامی جی مہاراج کے حُکم سے آپ سِکھ پلٹن نمبر 24 میں، جو اُن دِنوں آگرہ میں ٹھہری ہُوئی تھی، بھرتی ہو گئے۔ یہ 1856ء کی بات ہے۔ جتنا عرصہ پلٹن آگرہ میں رہی آپ ہر روز سوامی جی مہاراج کے درشن وسَت سنگ کے لیئے پنی گلی

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitzed by eGangotri

آیا کرتے تھے۔ اس وقت کی آپ کی گورو بھگتی اور نام کی کمائی کے بہت سے واقعات مشہور ہیں۔ آپ اپنے نام سے اُن کا ذکر نہیں کرنے دیتے تھے۔ اور سوامی جی مہاراج کے رحم و کرم کو ہی اُن کی وجہ بتاتے تھے۔

ایک دفعہ آپ سوامی جی مہاراج کے درشن کے لئے شہر میں آئے، اور ست سنگ ختم ہونے پر (روز کی طرح واپس نہ جاکر) وہیں بھجن میں بیٹھ گئے۔ کافی رات گزر جانے پر بھی آپ کی رُوح بالائی رُوحانی منزلوں سے نیچے نہ اُتری۔ دیگر ست سنگیوں نے سوامی جی مہاراج سے عرض کی کہ حضور پلٹن کی نوکری میں ایک منٹ کی غیر حاضری کی بھی سخت سزا ہوتی ہے۔ اِس لئے جیمل سنگھ کو جلد ہی پلٹن میں لوٹ جانا چاہیئے۔ سوامی جی نے فرمایا، کہ ہاں اُنہیں فوراً بھجن سے اُٹھا کر نوکری پر بھیجدو۔ ست سنگیوں نے عرض کی کہ حضور اُن کی سمادھی لگی ہوئی ہے اور ہماری کوششوں کے باوجود اُن کا خیال باہر نہیں آتا ہے۔ سوامی جی مہاراج نے خود جاکر دیکھا کہ اُن کی توجہ اندر ٹکی ہوئی ہے اور اُنہیں دُنیا کا کچھ ہوش نہیں ہے۔ خوش ہو کر فرمایا "اِسے مت چھیڑو، ایسے ہی رہنے دو۔ صبح جو ہوگا، دیکھا جائیگا"

چنانچہ باباجی ساری رات ابھیاس میں مست رہے۔ صبح سورج نکلنے سے پہلے پلٹن میں جا پہنچے اور وردی پہنے بغیر سیدھے اپنے صوبیدار کے پاس گئے تاکہ اُس سے پوچھیں کہ رات کی غیر حاضری کے لئے کیا سزا تجویز ہوئی ہے۔ صوبیدار راستے ہی میں مل گیا۔ سلام کر کے باباجی نے پوچھا کہ اُن کے لئے کیا حکم ہے؟ صوبیدار پوچھنے لگا کہ کس بات کا حکم؟ آپ نے کہا، "رات بھر کی غیر حاضری کے لئے جو بھی سزا طے ہوئی ہے، اُسے بھگتنے کے لئے تیار ہوں۔" صوبیدار تعجب سے آپ کی طرف دیکھنے لگا اور بولا، "رات کو تو تم نے میرے ساتھ پوری گشت کی اور میگزین کو تالا لگا کر چابیاں خود مجھ کو دیں۔ صبح پانچ بجے کی گنتی پریڈ میں بھی تم حاضر تھے۔ تمہاری بات میری سمجھ میں نہیں آئی اگر کوئی اور ہوتا تو میں سمجھتا

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitzed by eGangotri

کہ نشے میں ہے۔" باباجی نے جواب میں اِتنا ہی کہا، "اچھّا، بھُول ہوگئی، مُعاف کرنا۔" اَور اپنی بیرک میں لَوٹ آئے۔

آپ نے شام کو سوامی جی مہاراج کی خِدمت میں حاضر ہوکر عرض کی کہ جس ستگورو دِین دِیال (غریب نواز) نے رات کو میری جگہ جاکر ڈِیوٹی دی ہے، اب اُس کو چھوڑ کر کِسی اَور کی چاکری نہیں کرُوں گا۔ سوامی جی مہاراج نے پیار سے باباجی کو سِینے سے لگالیا اَور دِلاسا دیتے ہُوئے فرمایا، "پلٹن میں بھی تُم میری ہی نوکری کررَہے ہو۔ جاؤ، میری نوکری سمجھ کر کام کرو۔" اِس کے بعد ایسے اَور بھی کئی واقعات ہُوئے، جنہیں سوامی جی مہاراج پوشیدہ رکھنے کی ہِدایت فرمایا کرتے تھے۔

مَوضع بھنڈال (تحصیل قصُور، ضِلع لاہور) کا باشِندہ پریمی ست سنگی (مہنت) اِندر سِنگھ باباجی کی پلٹن میں سپاہی تھا اور آپ کے سیوک کے طَور پر بھی کام کرتا تھا۔ ایک دفعہ اُس نے مُندرِجہ ذیل قِصّہ سُنایا:

879ء میں باباجی کی پلٹن پِشاور میں تھی۔ اُن دِنوں ایک نیا صُوبیدار تبدیل ہوکر آپ کی پلٹن میں آیا جو مزاج کا بڑا سخت اور بہُت غُصّے والا تھا۔ بات بات پر اپنے ماتحتوں کو گالیاں دینے لگتا۔ کچھ ہی دِنوں میں سپاہی اُس کے رویّہ سے تنگ آگئے۔ باباجی اُن دِنوں حوالدار تھے اَور آپ کی پارسائی و بُزرگی سب کے دِلوں میں گھر کرچُکی تھی۔ سب نے مِل کر آپ کی خِدمت میں عرض کی، "اِس نئے صُوبیدار کے گالی گلوچ اَور بدسلُوکی نے ہمیں پریشان کر رکھا ہے۔ بات بات پر خفا ہونا اَور بغیر قصُور کو ارٹر گارڈ میں دے دینا اِس کیلئے معمُولی بات ہے۔ اِس نے ہماری زِندگی ہی دُوبھر کر دی ہے۔" باباجی نے سب کو پیار کے ساتھ سمجھایا کہ افسر سبھی طرح کے آتے رہتے ہیں، صبر اَور برداشت سے کام لینا چاہیئے۔ سب دِن ایک سے نہیں ہوتے۔

اگلے دِن کی بات ہے کہ صُوبے دار نے باباجی کو دفتر میں بُلایا اور حسبِ عادت

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitzed by eGangotri

گرمی سے بولا، "مَیں نے سُنا ہے کہ تُم گوشت نہیں کھاتے اور پلٹن کے دُوسرے سپاہی بھی تُمہاری دیکھا دیکھی گوشت کھانا چھوڑ رہے ہیں۔"

باباجی نے نہایت عاجزی سے جواب دِیا، "جناب آپ گوشت کھانے والوں سے جس کام میں چاہیں میرا مُقابلہ کرالیں۔ جانوروں کو مارنا اور اُن کا گوشت کھانا بہُت بڑا پاپ ہے۔" باباجی نے صُوبیدار کو اِس طرح سمجھانے کی کوشش کی۔ لیکن صُوبیدار غُصّے سے چِلّا کر بولا، "مَیں بحث نہیں سُننا چاہتا یہاں میرا حُکم چلے گا۔ آج شام کو جو گوشت نہیں کھائے گا اُسے سخت سزا دی جائے گی۔" باباجی نے کوئی جواب نہ دِیا اور خاموشی سے اپنی بیرک میں لوٹ آئے۔

اُسی شام کو صُوبے دار اپنی دو پہیّوں والی شِکرم (ایک قِسم کی چھوٹی گھوڑا گاڑی) میں بیٹھ کر سیر کے لئے نِکلا۔ ابھی چھاؤنی سے تھوڑی دُور ہی گیا تھا کہ اُس کی گاڑی اُلٹ گئی اور اُسے سخت چوٹ آئی۔ لوگوں نے اُسے بڑی مُشکل سے گاڑی میں ڈال کر گھر پہُنچایا۔ ملٹری ڈاکٹر کے مُعائنہ کرنے پر معلُوم ہُوا کہ داہنی ٹانگ اور کمر کی ہڈّی ٹوٹ گئی ہے۔ ڈاکٹر نے ٹانگ کو لکڑی کی تختیوں میں باندھ دِیا اور ایک چھوٹے سے تھیلے میں ریت بھر کر پاؤں کے قریب اُسے باندھ کر چارپائی سے نیچے لٹکا دِیا، لیکن ڈاکٹر کے جانے کے بعد درد اِتنا بڑھ گیا کہ صُوبے دار رات بھر چِلّاتا اور کراہتا رہا۔ ایک دو بار ڈاکٹر کو بھی بُلایا، لیکن اُسے چین نہ آیا۔

دُوسرے دِن صُوبے دار نے روتے ہُوئے کہا کہ "میری چارپائی اُٹھا کر حوالدار جمیل سِنگھ کے پاس لے چلو۔ مَیں نے اُس کا دِل دُکھایا ہے۔ اُسی کی مجھے سزا مِل رہی ہے، اور اب وہی میرا عِلاج کر سکتا ہے۔" سُننے والوں نے کہا کہ حوالدار جمیل سِنگھ تو ایک کاہِل فقیر ہیں، آپ کو اُن سے گُستاخی نہیں کرنی چاہیئے تھی۔ اُس دِن اِتوار تھا۔ اِتوار کو باباجی صُبح ہی بھجن کے لئے باہر تنہائی میں چلے جاتے تھے۔ سارا دِن ابھیاس میں محو رہتے اور رات کو واپس آتے تھے۔

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitzed by eGangotri

مہنت اِندر سنگھ نے مزید بتایا کہ دُوسرے دِن جب باباجی کو صُوبیدار کی ہڈّی ٹُوٹنے کا پتہ چلا تو اُس کی تکلیف جان کر آپ کو بہُت افسوس ہُوا۔ بولے، "اے مالِک! بے چارہ بال بچّے دار آدمی ہے۔ اُس کے بچّے کیا کریں گے۔" آپ فوراً اُٹھ کر صُوبیدار کے پاس گئے۔ صُوبیدار کے پچھلے چوبیس گھنٹے اِتنی درد اَور بے چینی سے گزُرے تھے کہ پرماتما کسی دُشمن کے بھی نہ بتائے۔ جب باباجی پہُنچے تو اُس نے اُٹھ کر بیٹھنا چاہا، لیکن باباجی نے اُسے مَنع کرتے ہوُئے کہا، "اُٹھئے نہ، ورنہ ہڈّی کا جوڑ کھُل جائے گا۔" صُوبے دار نے درد بھرے لہجے میں جواب دِیا، "پہلے ہی کونسا جُڑا ہُوا ہے۔" آپ نے فرمایا، "کوئی فِکر نہ کریں، سب ٹھیک ہو جائے گا۔"

باباجی اُس کے پلنگ کے پاس بیٹھ گئے۔ وہ بولا، "مَیں نے جیسی تکلیف میں پچھلے چوبیس گھنٹے بِتائے ہیں ایسی تکلیف تو شاید دَوزخ میں بھی نہ ہوتی ہوگی۔ لیکن آپ کے آنے پر میرا درد دُور ہو گیا ہے۔ مجُھ سے بڑی غلطی ہُوئی۔ مجُھے مُعاف کر دیں۔"

باباجی نے بڑے پیار سے کہا، "آپ نے میرا کوئی نُقصان نہیں کیا۔ مَیں تو آپ کا ایک معمُولی ماتحت ہُوں۔"

آپ کا یہ پریم، اِنکساری اَور فراخ دِلی دیکھ کر صُوبیدار کی آنکھوں سے آنسوؤں کی دھارا بہہ نکلی۔ اِرد گرد جتنے لوگ مَوجُود تھے سب حیران تھے کہ کیا یہ وہی صُوبیدار ہے جو کل تک بات بات پر کوارٹر گارڈ کی دھمکی دیتا تھا، اَور جس کے مُنہ سے سوائے گالیوں کے کچھ نکلتا ہی نہ تھا۔

باباجی نے صُوبے دار کے زخمی جسم پر ہاتھ پھیرتے ہوُئے فرمایا، "گھبرائیے نہیں، دُکھ سُکھ تو جسم کے ساتھ لازِمی ہوتا ہے۔ جلدی آرام آجائے گا۔" اِس کے بعد اُسے درد نہیں ہُوا۔ تین مہینے میں اُس کی ہڈّی جُڑ گئی اَور آہستہ آہستہ اُس نے اپنا کام سنبھال لیا۔ لیکن اب وُہ پہلے والا صُوبے دار نہیں رہا۔ باباجی کی صُحبت

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitzed by eGangotri

سے اُس کی کایا ہی پلٹ گئی۔

اِس کے بعد پلٹن میں باباجی کو کبھی کوئی تکلیف نہیں ہوئی۔ آپ کے افسر آپ سے بہت پیار کرتے اور ہمیشہ عزت سے پیش آتے تھے۔ انگریز افسر بھی آپ کی بزرگی کے قائل تھے۔ 1877ء میں آپ کی پلٹن کابل کی لڑائی میں پشاور چلی گئی۔ لڑائی کے دِنوں میں باباجی رات کو جنگل میں چلے جاتے اور ایک چھوٹا سا گڑھا کھود کر اُس میں بیٹھ کر رات بھر بھجن (عبادت) میں محو رہتے، کئی بار دشمن فرقے کے پٹھان آپ کے قریب سے گزرتے تو آپس میں کہتے کہ یہ کوئی درویش عبادت میں مشغول ہے۔ اِسے کوئی نہ چھیڑے۔ اِسی طرح جب پلٹن ایک جگہ سے دوسری جگہ کوچ کرتی آپ رات کو اپنے پڑاؤ (کیمپ) سے کچھ دور نکل کر رات بھر بھجن میں بیٹھے رہتے۔

پلٹن کے ہر ایک مُلازم کو سال میں دو مہینے کی چھٹی ملا کرتی تھی۔ باباجی اُسے آگرہ میں گزارتے اور دِن رات بھجن میں محو رہتے۔ ایک بار سوامی جی مہاراج نے آپ کو بھجن میں بیٹھے دیکھ کر بڑی خوشی اور پُرشفقت لہجے میں فرمایا، "یہ تو سنت سپاہی ہے۔" اور پھر فرمایا:

یہ دُھن ہے دُھرلوک ادھر کی، کوئی پکڑے سنت سپاہی

(سار بچن، 9: 9: 12)

ست سنگ میں جہاں اکثر رائے بہادر سالگ رام صاحب کی "پیار بھری سیوا" اور بابا غریب داس جی کی قابلیت، علم اور عاجزی کی تعریف ہوتی وہاں باباجیمل سنگھ جی کی رُوحانی چڑھائی اور اعلیٰ کمائی کا عموماً ذکر ہوتا تھا۔ سوامی جی کے وقت میں اگرچہ ست سنگیوں کی تعداد زیادہ نہ تھی، لیکن جتنے بھی ست سنگی تھے، سب ابھیاس خوب کیا کرتے تھے۔ تاہم باباجی کے لئے تو سبھی یک زبان ہو کر کہا کرتے تھے کہ اِس پنجابی نے تو بھجن وابھیاس میں حد کر دی ہے اِس

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitzed by eGangotri

پر ایک بار سوامی جی مہاراج نے ہنس کر فرمایا کہ اِس نے پنجاب فتح کر لیا ہے اور اصلی پنجابی بن گیا ہے۔ جس سے اُن کا اِشارہ اَندر کی پانچوں منزلوں کو پار کر لینے کی طرف تھا۔ پھر سوامی جی مہاراج نے کہا، "اُس کا اَور ہمارا پُرانا ساتھ ہے۔ اِس کے ذریعے پنجاب میں پھر سے نام پھیلے گا۔"

بابا ہنس داس جی، اچھی کمائی والے مہاتما تھے۔ اَور رادھا باغ آگرہ میں رہا کرتے تھے۔ ایک دفعہ بابا ساون سنگھ جی اُن سے مِلنے گئے۔ بابا ہنس داس جی نے بابا جیمل سنگھ جی مہاراج کی بہُت تعریف کی اَور کہا، "سوامی جی مہاراج نے ہم لوگوں کو تو اوک سے پلایا ہے لیکن باباجی کو تو دونوں ہاتھوں سے گاگر بھر بھر کر پلایا ہے۔ جیسے کوئی امیر اپنی دَولت کو لُٹاتا ہے، ایسے دِیا ہے۔"

1857ء میں جب آپ کی پلٹن کو آگرہ سے کُوچ کرنے کا حُکم مِلا تو آپ نے سوامی جی مہاراج کی خِدمت میں عرض کی کہ آپ حضُوری چرنوں سے دُور نہیں ہونا چاہتے اَور آپ کو نوکری سے اِستعفےٰ دینے کی اِجازت دی جائے۔ سوامی جی نے فرمایا، "تُم انگریز کے نوکر نہیں ہو بلکہ میری نوکری میں ہو، مَیں ہر وقت تُمہارے اَنگ سَنگ رہُوں گا۔" پھر فرمایا، "اُس طرف کے لوگوں کا اُدّھار (نجات دِلوانا) کرنا ہے۔ بہُت سے جیو وہاں تُمہاری راہ دیکھ رہے ہیں۔"

الوِداع کے وقت باباجی نے سوامی جی مہاراج کے قدموں میں سر جُھکا کر چرن اَمرت بخشنے کی اِلتجا کی۔ سوامی جی نے فرمایا کہ جاؤ، پانی لے آؤ اَور چرن اَمرت بنوا لو۔ آپ جلدی سے ایک تھال میں پانی بھر کر لے آئے۔ سوامی جی نے لاانتہا پُر شفقت فضل و کرم سے اپنے دونوں مُبارک پاؤں اُس طشت میں رکھ دِیئے۔ باباجی اُس کو مُنہ لگا کر سارا پانی پی گئے۔ پھر باباجی نے چلتے وقت اپنا سر مُرشدِ مہربان کے قدموں میں رکھ دِیا سوامی جی مہاراج نے اپنے دونوں ہاتھ اُن کے سر پر رکھ کر اُنہیں پیار سے الوِداع کیا۔

باباجی کے جانے کے بعد کئی دِیگر پریمی ستسنگیوں نے بھی چرن اَمرت لینے کی

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitzed by eGangotri

خواہش ظاہر کی۔ سوامی جی نے فرمایا، "بھائی، جو اصل چیز تھی وُہ تو لینے والا لے گیا۔"

اُتر پردیش کا رہنے والا ایک پُرانا ست سنگی جو فطرتاً کچھ نڈر سا تھا، کہنے لگا، "حضُور! نہ معلُوم کیوں آپ کی ہمیشہ بھائی جیمل سنگھ پر ہی رِعایت اور لحاظ کی مَوج ہوتی ہے۔ ہر انوکھی دَیا اور رحمت اُن پر بخشی جاتی ہے۔

جواباً سوامی جی مہاراج نے فرمایا کہ یہاں رِعایت اور لحاظ کا کیا کام! یہ تو پریم پیار کا راستہ اور کمائی کا سَودا ہے۔ جس نے دُنیاوی شرم اور جسم کی پرواہ نہ کرتے ہُوئے، نفس کی لذّات اور خواہشات کو پریم کی بھٹّی میں جلا کر بھسم کر دیا، وُہ رُوحانی دَولت سے مالا مال ہو گیا۔ اِس جیسی کمائی بھی کسی نے کی ہے؟ مالِک کی بخشِش محض باتوں سے نہیں مِلتی۔

1857ء میں باباجی کی پلٹن دہلی میں رَہی۔ پھر وہاں سے پشاور ہو کر اَنبالہ چھاؤنی آئی اور 1859ء میں جھانسی چلی گئی۔ تین سال پلٹن جھانسی میں رَہی۔ باباجی کو جب بھی چھٹّی مِلتی، آپ سوامی جی مہاراج کے دَرشن و سَت سنگ کے لئے آگرہ ضرُور آتے۔ 1862ء میں آپ کی پلٹن دوبارہ آگرہ آ گئی لیکن کچھ ہی ماہ بعد نومبر 1862ء میں پشاور اور 1868ء میں راولپنڈی چلی گئی۔ 1869ء میں آپ کو ایک سادھو بھائی سرب دیال سنگھ جی مِلے۔ وُہ ابھیاسی سادھو تھے۔ جو پرانا یام کرتے تھے اور سری گورُو گرنتھ صاحب سے پاٹھ اور سَت سنگ کرتے تھے۔ باباجی سے مِل کر وُہ بہُت مُتاثر ہُوئے اور آپ سے رُوحانیت اور معرفت پر گفتگُو کی۔ باباجی سے گورُو صاحبان کی تعلیم کے اصل مقصد اور پانچ شبد کے مارگ کے بارہ میں سُن کر اُنہوں نے نام دان کے لئے درخواست کی۔ حالاں کہ سوامی جی مہاراج فرما چُکے تھے کہ جسے نام کا مُستحق سمجھو اُسے نام دیدو۔ لیکن باباجی اُنہیں اپنے مُرشد کی خِدمت میں بھیجتے رہے۔ سرب دیال سنگھ جی آگرہ گئے اور سوامی جی مہاراج سے نام دان پایا۔

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitzed by eGangotri

باباجی کے افسروں کو پتہ چل گیا تھا کہ آپ ایک بڑے کامل فقیر ہیں اور صرف اپنی خود کی کمائی پر گزارہ کرنے کی غرض سے ہی فوج میں نوکری کر رہے ہیں۔ وہ سب آپ کی عزت کرتے تھے۔

20 اکتوبر 1870ء کو باباجی کی پلٹن میاں میر (لاہور) کی چھاؤنی میں آئی اور وہاں تین سال رہی۔ اِس دوران جب باباجی چھٹی پر آتے تو مواضعات بلسرائے اور وڑائچ کے درمیان دریائے بیاس کے کنارے آکر یہاں کے سُنسان جنگل میں ابھیاس (روحانی شغل) کرتے۔ آپ بیاس سٹیشن سے نہال سنگھ تندور والے کی دکان سے روٹیاں خرید لاتے اور انہیں ایک کپڑے میں باندھ کر پندرہ پندرہ دن تک درخت پر لٹکا کر رکھ دیتے۔ جب بھجن سے اُٹھتے تو ایک روٹی پانی میں بھگو کر کھا لیتے۔

1873ء میں آپ کی پلٹن دوبارہ جھانسی آگئی اور وہاں پانچ سال ٹھہری۔ جھانسی سے آپ ہر چھٹی کے دِن آگرہ آجاتے۔ ایسی ہی ایک چھٹی کا واقعہ ہے کہ سوامی جی مہاراج نے دو تین دِن کے لئے اپنی کوٹھڑی میں تنہائی میں بیٹھ کر بھجن کرنے کا اِرادہ کیا اور حکم دِیا کہ جب تک آپ خود دروازہ نہ کھولیں تب تک کوئی بھی آپ کے پاس آنے کی کوشش نہ کرے اور دروازے اندر سے بند کر لئے، اور بھجن میں بیٹھ گئے۔ دوسرے دِن باباجیمل سنگھ جی تین دِن کی چھٹیوں پر درشنوں کے لئے آگرہ پہنچے۔ آپ کا دستور تھا کہ جب بھی آگرہ آتے تو سوامی جی کے درشن کئے بنا کچھ کھاتے پیتے نہ تھے۔ پنی گلی پہنچنے پر سیوا داروں سے آپ کو سوامی جی مہاراج کے حکم کا پتہ چلا۔ باباجی بغیر کچھ کہے اور بنا کچھ کھائے پیئے دو دِن اِنتظار میں بیٹھے رہے۔ تیسرے دِن کچھ ست سنگیوں نے باباجی سے کہا کہ سیڑھی لگا کر روشن دان سے درشن کر لو۔ باباجی کی چھٹی اُس دِن ختم ہونے والی تھی، لیکن باباجی نے ایسا کرنے سے اِنکار کر دِیا۔ اور کہا کہ گورو کے حکم سے باہر نہیں جانا چاہیئے۔

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitzed by eGangotri

جب تین دِن کے بعد سوامی جی مہاراج کوٹھڑی سے باہر آئے تو بابا جیمل سنگھ جی کی گورمُکھتا اور گورُ بھگتی (مُرشد پرستی اور فرمانبرداری) سے خُوش ہوکر اُنہیں سینے سے لگالیا۔ پھر اُن کو پرشاد دِیا اور اُن کو گاڑی کے وقت سے پہلے بڑی خُوشی سے وِداع کِیا۔

باباجی اپنی ڈیوٹی کے بعد کا سارا وقت یا تو بھجن میں یا رُوحانیت کی چرچا میں لگایا کرتے تھے۔ آپ سے مُتاثر ہوکر کئی لوگ نام دان کے لئے درخواست کرتے تھے۔ باباجی اُنہیں سوامی جی کے چرنوں میں آگرہ بھیج دیتے تھے۔ لیکن سوامی جی مہاراج نے کئی بار حُکم دِیا کہ اب کوئی شخص نام لینے کے لئے ہمارے پاس مت بھیجو اور جسے ٹھیک سمجھو اُسے خُود نام دے دو۔ لہٰذا اِندر سنگھ اور ایک دُوسرے شخص کی عرض قبول کرکے باباجی نے اُنہیں سوامی جی مہاراج کے دَورانِ زندگی ہی نام کا دان بخشا۔ اِندر سنگھ باباجی کی سیوا میں رہنے لگا۔ بعد میں مَوضع بھنڈال کے کئی اشخاص نے بیاس آکر باباجی سے نام دان پایا۔ باباجی بھی ست سنگ کے لئے اکثر بھنڈال تشریف لے جایا کرتے تھے۔ باباجی نے بھنڈال کی سنگت کو جو چِٹھیاں لکھی ہیں، اُن سے پتہ چلتا ہے کہ آپ کو وہاں کی سنگت سے بہت پیار تھا۔

1875ء میں باباجی نائیک بن گئے۔ ہر چھُٹی پر آپ آگرہ جاتے رہے۔ اکتوبر 1877ء میں آپ چھُٹی لے کر سوامی جی کے چرنوں میں آگرہ آئے ہُوئے تھے۔ الوِداع کے وقت سوامی جی نے فرمایا، "اب یہ ہماری اور تمہاری آخری مُلاقات ہے۔ ہمارا دُنیا کا سفر اب ختم ہونے کو ہے اور تُمہاری آئندہ لمبی رُخصت سے پہلے ہم واپس مقامِ حق چلے جائیں گے۔ آج کے بعد تُم کو جسمانی قالب کا مِلاپ نہیں ہوگا۔"

کامِل مُرشد سے جُدائی کا دُکھ کوئی کامِل فرمانبردار مُرید ہی جانتا ہے۔ سوامی جی مہاراج کے بچن سُن کر باباجی کی آنکھوں سے آنسوؤں کی دھارا بہہ نکلی۔ اُن کی یہ حالت دیکھ کر سوامی جی مہاراج نے اُنہیں گلے لگالیا اور بڑے پیار سے فرمایا، "تُم

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitzed by eGangotri

میرے پیارے بیٹے اور کامل مُرید ہو۔ مَیں نے تُم کو اپنا رُوپ (صُورت) ہی بنا لیا ہے۔ صاحب تُم پر ہمیشہ مہربان رہیں گے۔ میرا روم روم تُم سے خُوش ہے۔"

باباجی کے ایک گورُ بھائی چنداسنگھ اُس وقت وہاں مَوجُود تھے۔ وُہ پنجاب کے رہنے والے تھے۔ اچھے ابھیاسی تھے۔ اُنہوں نے سوامی جی مہاراج کی خِدمت میں عرض کی کہ حضُور تو مقامِ حق سِدھارنے کی بات کرتے ہیں، لیکن ہماری سنبھال اور رہنُمائی کرنے والا کون ہوگا؟ اور اب پنجاب میں بھی عام ست سنگ جاری ہونا چاہیئے۔

سوامی جی مہاراج نے فرمایا: "یہ عرض کُل مالِک نے قبُول کر لی ہے اور صاحب کے دربار سے یہ کام پہلے ہی بھائی جیمل سنگھ کے نام سونپا جا چُکا ہے۔ پنجاب میں نام کا پرواہ خُوب چلے گا اور سب کی پُوری سنبھال ہوگی۔" اُس کے بعد سوامی جی مہاراج نے دِیگر پرشاد کے ساتھ ایک پگڑی بھی پرشادی کر کے باباجی کو دی اور بڑے پیار سے اُنہیں رُخصت کیا۔

یکم مئی ۱۸۷۶ء کو باباجی حوالدار بن گئے۔ کُچھ دِنوں بعد آپ کی پلٹن کابُل کی طرف بھیج دِی گئی۔ ۱۸۸۰ء میں پلٹن مُلتان آگئی اور تین سال وہاں رہی۔ ۱۸۸۳ء میں مِیاں مِیر، جُولائی ۱۸۸۵ء میں راولپنڈی اور ۱۸۸۷ء میں سیالکوٹ آگئی۔ اِس تمام عرصے میں باباجی نوکری کے بعد اپنا پُورا وقت بھجن (عِبادت) میں صَرف کرتے تھے۔ چُھٹیوں میں آپ کُچھ دِن گھُمان میں رہ کر دریائے بیاس کے کنارے آجاتے اور دِن رات بھجن میں مگن رہتے۔ ۲۸۔ اگست ۱۸۸۹ء کو باباجی لگ بھگ ۳۳ برس کی فوجی نوکری کے بعد پنشن پاکر اپنے گاؤں گھُمان آگئے۔

بی بی رُکّو جو پنجاب کی رہنے والی تھیں کافی عرصہ سے آگرہ میں، سوامی جی کے مقامِ حق سِدھانے کے بعد ماتا رادھا جی کی خِدمت میں رہتی تھیں۔ وہ ہمیشہ

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitzed by eGangotri

ماتا جی اور چاچا جی صاحب (سوامی جی مہاراج کے بھائی سیٹھ پرتاپ سنگھ جی) کی سیوا میں عرض کرتی رہتی تھیں کہ پنجاب جو گورو صاحبان کی دھرتی ہے، ایک عرصہ سے نام سے خالی پڑی ہے۔ اِس لئے وہاں نام کے پرچار کے لئے کسی مہاتما کو بھیجا جائے۔ ماتا جی فرمایا کرتیں، "سوامی جی نے سب انتظام کیا ہُوا ہے فکر نہ کرو۔ وقت آنے پر سب کچھ ہو جائے گا، ابھی کوئی سادھو یہاں نہیں ہے۔"

پھر ایک بار بی بی رُکو کے عرض کرنے پر فرمایا، "تو ہی کیوں نہ پنجاب چلی جا" لیکن بی بی رُکو نے ست سنگ چھوڑ کر جانا نہ چاہا اور عرض کی کہ یہ کام تو کسی سنت مہاتما کا ہے اور سنت بھی ایسا عظیم اور کامل ہونا چاہیئے جو پنجاب جیسی کٹھور اور سخت سرزمین پر پھر سے رُوحانی بیداری لا سکے۔ وہاں کسی عام سادھو کا بس نہیں چلے گا۔ ماتا جی نے کہا، "فکر نہ کر، سوامی جی نے ایسے ہی مہاتما کو وہاں بھیجنے کا اِنتظام کیا ہُوا ہے۔ بس کچھ مہینے اور اِنتظار کرلے۔"

کچھ عرصہ بعد ایک روز آدھی رات کے بعد جب ماتا جی اشنان کرنے کے لئے اُٹھیں تو بی بی رُکو کو آواز دے کر جگایا اور فرمایا، "کل صبح تیرا گورو یہاں پہنچ جائے گا۔ جیسا گورو تو چاہتی تھی، سوامی جی مہاراج نے ویسا ہی بھیجا ہے۔ وہ سوامی جی کا قابل بیٹا اور کامل مُرید ہے۔ بہت عرصہ پہلے سوامی جی مہاراج پنجاب کی دھرتی اُس کے حوالے کر گئے ہیں، کل سٹیشن پر جا کر اُسے لے آنا۔"

سوامی جی مہاراج کے رحلت فرمانے کے بعد بابا جی پہلی بار آگرہ تشریف لا رہے تھے۔ دُوسرے دِن آپ آگرہ پہنچے۔ آپ کو ماتا جی نے کئی دِن بڑی عزّت اور مان سے اپنے پاس ٹھہرایا، رُخصت کرنے سے ایک دِن پہلے ماتا جی نے چاچا پرتاپ سنگھ جی اور کچھ پُرانے و پریمی ست سنگیوں کو اپنے ہاں بُلایا۔ آپ اندر سے ایک ریشمی پگڑی لائیں، اور فرمایا کہ یہ پگڑی اپنے جانے سے پہلے سوامی جی مہاراج مجھے دے گئے تھے اور کہا تھا کہ جیمل سنگھ میرا بہت عزیز اور فرمانبردار مُرید ہے۔ یہ

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitzed by eGangotri

پگڑی اُس کے سر پر بندھوا دینا۔

سب کی مَوجُودگی میں باباجی کے سر پر پگڑی بندھوا کر ماتاجی نے باباجی کو یاد دِلایا کہ سوامی جی مہاراج آپ کو پنجاب میں نام کا پرچار کرنے کا حُکم دے گئے تھے، سو اُن کے حُکم کے مُطابِق سَت سنگ اَور نام کا پرچار جاری رکھو۔

ماتاجی نے بی بی رُکّو کو باباجی کی خِدمت کے لِئے آپ کے ساتھ روانہ کیا۔ اور حُکم دِیا کہ باباجی کی سِیوا کو سوامی جی مہاراج کی سیوا سمجھنا۔

اُنہی دِنوں باباجی مہاراج ایک دِن رائے بہادُر سالِگ رام صاحب سے بھی مِلنے گئے۔ وُہ بھی 1887ء میں پنشن پاکر آگئے تھے۔ اَور پیپل منڈی آگرہ میں ست سنگ جاری کر دِیا تھا۔ آپ کو لوگ 'حضُور صاحب' کے نام سے پُکارتے تھے۔ چاچا پرتاپ سِنگھ جی اَور بابا غریب داس جی بھی بابا جیمل سِنگھ جی کے ساتھ تھے۔ حضُور رائے بہادُر صاحب بڑے پریم اور تپاک سے اُٹھ کر باباجی سے گلے مِلے اَور بڑے پیار سے فرمایا، "بھائی صاحِب، اصلی سیوا تو سوامی جی کی آپ نے کی ہے، اَور بھجن سِمرن کر کے اپنے نِج گھر پہُنچ گئے ہَیں۔" باباجی نے جواب دِیا، "آپ جیسی سیوا کَون کر سکتا ہے۔ سوامی جی کی آپ پر بڑی دَیا تھی۔"

دُوسرے دِن حضُور صاحِب ایک ریشمی طِلائی پوشاک لے کر باباجی کے پاس آئے لیکن باباجی نے اُسے لینے سے اِنکار کر دِیا اَور کہا، "یہ ریشم اَور کمخواب مجھ غریب کِسان کے کِس کام آئیں گے۔" حضُور نے پھِر اِصرار کیا اَور کہا، "کیا سوامی جی مہاراج نے آپ کو بادشاہوں کا بادشاہ نہیں بنا دِیا ہے، اَور رُوحانی دَولت سے مالا مال نہیں کر دِیا ہے؟" لیکن باباجی نے پوشاک لینا منظُور نہیں کیا۔ لیکن ماتا رادھا جی نے جب وُہ پوشاک حضُور صاحب سے لے کر اپنے ہاتھ سے باباجی کو دِی تو آپ نے لے لی۔

چاچا جی مہاراج نے ایک آسن لا کر باباجی کے لِئے بچھایا اَور اُن سے اُس پر بیٹھنے کو کہا، لیکن باباجی نے ہاتھ جوڑ کر اِنکار کر دِیا۔ اِس پر ماتا رادھا جی نے کہا کہ

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitzed by eGangotri

یہ آسن سوامی جی کا ہے اور سوامی جی اِسے آپ کو دینے کے لئے کہہ گئے تھے۔ یہ سُنکر باباجی نے اُسے دونوں ہاتھوں میں لے کر اپنے سر سے لگا لیا۔ یہ آسن بھی ڈیرہ میں موجود ہے۔

سوامی جی کے دورانِ حیات جب بھی باباجی لمبی چھٹی پر آتے تو چھٹی کا پُورا وقت سوامی جی کی خدمت میں رہ کر بھجن سمرن میں گزارتے۔ سوامی جی کے رحلت فرمانے کے بعد 1879ء سے باباجی کا دستور تھا کہ پہلے اپنے گاؤں گھُمان جاکر وہاں دو تین دِن ٹھہرتے، پھر دریائے بیاس کے کنارے، جہاں اب ڈیرہ ہے آکر دِن رات بھجن سمرن میں محو رہتے، جیسا کہ اُوپر ذکر کیا جا چُکا ہے۔ بیاس سٹیشن سے بھائی نہال سنگھ تندور والے کی دُکان سے کچھ مسّی روٹیاں خرید کر لاتے اور اُنہیں پوٹلی میں باندھ کر کسی درخت کی ٹہنی سے لٹکا دیتے۔ تیسرے چوتھے دِن جب بھوک لگتی یا جب بھجن سے اُٹھتے تو ایک دو سُوکھی روٹی نکال کے پانی میں بھگو کر کھا لیتے، اور دریا کا ہی پانی پی کر اپنی پیاس بجھا لیتے۔ یہ جگہ آپ کو بہت پسند تھی، کیونکہ یہ دُنیا کے شور و غُل سے دُور بالکل شانت جگہ تھی۔ چاروں طرف ویران و سُنسان تھا۔ اِردگرد کے موضع وڑائچ و بلسرائے کے لوگوں میں عام مشہور تھا کہ اِس جگہ پر ایک دیو یا جن رہتا ہے اور جو بھی اُس طرف جاتا ہے اُسے مار کر کھا جاتا ہے۔ گاؤں کے کچھ بُزرگ لوگ بتایا کرتے تھے کہ اُن دِنوں کئی مویشیوں، جانوروں و کچھ اِنسانوں کے پنجر وہاں پائے گئے تھے۔ اِس لئے لوگوں نے اُس طرف آمد و رفت بند کر دی تھی۔

ایک رسیدہ ابھیاسی (عابد) کو بھجن بندگی کے لئے اِس سے بہتر جگہ اور کہاں مِل سکتی تھی۔ جب آپ پنشن یاب ہو کر آئے تو اِس جگہ کے پُرسکون ماحول کو پسند کر کے اِسی جگہ اپنا ٹھکانہ بنا لیا۔

وڑائچ گاؤں کے بُزرگ لوگ بتایا کرتے تھے کہ اُن کے گاؤں کا ایک مست

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitzed by eGangotri

فقیر، جسے لوگ "کاہنا کملا" کہتے تھے۔ بابا جیمل سنگھ جی کے آنے سے کئی سال پیشتر یہاں گھوما کرتا تھا۔ اور ارد گرد سے جہاں کہیں بھی اُسے کوئی اینٹ، پتھر، روڑا، کنکر گرا پڑا ملتا وہ اُٹھا لاتا اور یہاں ڈھیر لگا دیتا۔ لوگ جب پوچھتے کہ کیا کرتے ہو تو کہتا کہ یہاں ایک بادشاہ آنے والا ہے، اُس کے محل بنانے کیلئے سامان اکٹھا کر رہا ہوں، پھر کہتا کہ یہاں ایک بڑا شہر آباد ہوگا۔

وڑائچ اور بلسرائے کے کچھ بزرگوں نے باباجی کو یہاں اپنا ڈیرہ بنانے سے بہت روکا، کیونکہ جنگل ہونے کی وجہ سے یہاں جنگلی جانور، سانپ، بچھو وغیرہ بہت تھے۔ کچھ لوگوں کا خیال تھا کہ یہاں ایک جن رہتا ہے۔ لیکن باباجی نے کہا، "کوئی ڈر نہیں، جن ہمارا کیا بگاڑے گا۔"

باباجی کے ست سنگوں کا اثر اتنا گہرا ہوتا تھا کہ ایک دفعہ بلسرائے کا ایک شخص کسی ست سنگی کا جوتوں کا نیا جوڑا چرا کر لے گیا۔ باباجی کو پتہ لگا تو آپ نے فرمایا کہ کوئی فکر نہ کرو۔ چور خود آکر جوڑا لوٹا جائے گا۔ دوسرے دن صبح ہی وہ شخص جوڑا لے کر حاضر ہو گیا، اور معافی مانگتے ہوئے بولا، "ساری رات ان جوتوں کا میرے سینے پر بوجھ رہا اور میں ایک پل بھی سو نہیں سکا۔" اس کے بعد کسی دیو یا بھوت یا انسان کی طرف سے باباجی کی کبھی کوئی مخالفت نہیں ہوئی۔

جب شمع روشن ہوتی ہے تو پروانے خود بخود اُس کی طرف کھنچے چلے آتے ہیں۔ آپ کی بزرگی، روحانی کمائی اور اعلیٰ ست سنگوں کی مشہوری جلد ہی ارد گرد کے دیہاتوں میں پھیل گئی۔ آپ کی زندگی بھی سنت مت کے اصولوں کا نمونہ اور زندہ مثال تھی۔ اور لوگوں پر اپنا اثر کرنے لگی۔ آپ اپنی پنشن پر ہی اپنا گزارہ کرتے تھے۔ کبھی کوئی چیز کسی سے نہ لیتے اور نہ ہی اپنا بوجھ کسی پر ڈالتے تھے۔ (یہی روش آپ کے بعد آپ کے جانشینوں کی بھی رہی ہے) ایسے مہاتما کے ست سنگوں پر بھیڑ کیوں نہ جمع ہوتی؟

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitzed by eGangotri

پہلے تو باباجی مہاراج ایک کچّی کوٹھڑی میں ہی رہتے تھے۔ لیکن جب حضُور مہاراج ساون سنگھ جی آپ کے مُرید بنے تو اُن کے اِصرار پر اُس کوٹھڑی کو پختہ کرنے کی اِجازت دے دی۔ اُن دِنوں ڈیرہ میں کوئی کُنواں نہیں تھا۔ ست سنگی پاس کے گاؤں سے پانی لاتے تھے، جب سنگت کم ہوتی تو بی بی رُکّو ہی گاگر میں پانی بھر کر لاتی تھیں۔

حضُور مہاراج ساون سنگھ جی جب پہلی بار یہاں آئے تو اُنہوں نے دیکھا کہ بی بی رُکّو کہیں سے گاگر بھر کر پانی لائیں اور باباجی سے اشنان کرنے کی عرض کی۔ اُسکے بعد مہاراج جی کے لیئے پانی لائیں۔ مہاراج جی نے سوچا کہ اِتنا صاف ستھرا پانی نزدیک ہی بہنے والی بیاس ندی کا نہیں ہو سکتا۔ بی بی رُکّو ضرور کِسی کُنوئیں سے لائی ہیں، لیکن حضُور کو ڈیرہ میں کُنواں کہیں نظر نہیں آیا۔ پُوچھنے پر بی بی رُکّو نے بتایا کہ باباجی کے غُسل کے لیئے اور کھانا وغیرہ بنانے کے لیئے وہ ہر روز وڑائچ گاؤں کے کُنوئیں سے پانی بھر کر لاتی ہیں۔ مہاراج جی کو بڑا افسوس ہُوا کہ بی بی رُکّو کو روز اِتنی دُور سے پانی لانا پڑتا ہے۔ حضُور نے بی بی رُکّو سے کہا کہ جب تک وُہ ڈیرہ میں رہیں گے، یہ سیوا خُود کریں گے۔ دُوسرے دِن اُنہوں نے باباجی کے لیئے پانی لانے کی سیوا کا کام خُود سنبھالا۔ راستے میں اُونچی نیچی زمین اور کگڑھے تھے۔ حضُور نے یہ کام پہلے کبھی نہیں کیا تھا۔ بڑی مُشکل سے پانی کی گاگر سر پر سنبھالتے ہُوئے، اُونچے نیچے راستے کو طے کرتے ہُوئے ڈیرہ آئے۔ تمام راستہ آپ سوچتے رہے کہ اگر سنگت کے لیئے یہاں ایک کُنواں بن جائے تو کیا ہی اچھا ہو۔ آخر بہُت سوچ وِچار کے بعد ایک دِن ہچکچاتے ہُوئے اُنہوں نے باباجی مہاراج سے عرض کی کہ حضُور! پانی کے بغیر سنگت کو بڑی تکلیف ہوتی ہے، اگر آپ مُجھے یہاں ایک کُنواں بنوانے کی اِجازت دیں تو سنگت کو بھی آرام ہوگا اور بی بی رُکّو کو بھی اِتنی دُور پانی لینے کیلئے نہیں جانا پڑے گا۔

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitzed by eGangotri

باباجی نے جواب میں کہا، "آج مَیں یہاں ہُوں، کل کہیں اَور۔ مَیں کسی ایک جگہ بندھنا نہیں چاہتا، سو کُنواں کھُدوانے سے کیا فائدہ؟"

حضُور ساون سنگھ جی مہاراج نے عرض کی، "حضُور مَیں آپ کو باندھنا نہیں چاہتا، آپ اگر ایک بار کُنوئیں کا پانی اِستعمال کر لیں تو میرے لئے کافی ہے۔"

باباجی نے مُسکرا کر جواب دِیا۔ "اچھّی بات ہے کُنواں بنوا لو، مَیں تو اُس سے بندھ کر نہیں بیٹھُوں گا، تمہیں ہی اِس سے بندھ کر یہاں رہنا پڑیگا۔"

باباجی کی اِس بات کا راز تب سمجھ میں آیا جب باباجی نے حضُور کو اپنے بعد گدّی بخشی۔

کُنواں بنوانے کی اِجازت مِلنے پر کُنوئیں کے لئے اِینٹیں بنانے کے لئے بھٹّہ بھی لگایا گیا۔

باباجی مہاراج نے اپنے ہاتھ سے بھٹّے کو بتاریخ ۱۶ مئی ۱۸۹۷ء کو سُلگایا۔[1] کُنواں بن کر مکمّل ہونے کی خبر باباجی مہاراج نے حضُور کو اپنی ۹ دسمبر ۱۸۹۸ء کی چِٹھّی میں اِس طرح دِی: "پانی پہلے صُراحی میں بھر کر آگرہ (چاچاجی سیٹھ پرتاپ سنگھ جی کے پاس) بھیجا ہے۔ سَت سنگ میں بانٹا گیا ہوگا۔ سو کُنواں بن گیا ہے اَور پانی سات ہاتھ (تقریباً ساڑھے دس فُٹ کی گہرائی) پر آیا ہے۔ سو بہُت ہے اَور ریت تھوڑی آئی ہے۔ سو اِسی گہرائی تک کُنواں رہا ہے۔ 24 مگھر، 8 دسمبر کو پُورا ہو گیا ہے۔ مہُورت آپ کے آنے پر کرنا ہے۔"

اِنہی دِنوں ایک دِن سَت سنگ میں مہاراج ساون سنگھ جی نے باباجی مہاراج سے عرض کی کہ حضُور! سنگت کے ٹھہرنے کے لئے کوئی مکان

---

[1] ڈیرہ میں اِینٹوں کا بھٹّہ تب سے قائم ہے۔ ڈیرہ کے سب مکان، سڑکیں اَور دِیواریں وغیرہ اُسی بھٹّے کی اِینٹوں سے بنے ہیں۔

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitzed by eGangotri

نہیں ہے۔ اُس وقت چھوٹا سا ست سنگ گھر تھا، جو کُنوئیں کے بنانے سے بچی ہُوئی اِینٹوں سے بنایا گیا تھا، باباجی نے فرمایا، "دریا لاگے ہی ہے" (دریا نزدیک ہی ہے) پھر کچھ سوچ کر اِجازت دے دی۔ اُن دِنوں دریائے بیاس کے پانی کی مار سے کنارے کی مٹی کھسک رہی تھی۔ اور ڈاچ گاؤں دریا کی زد میں آکر گر رہا تھا۔ گاؤں والوں نے مہاراج ساون سنگھ جی سے کہا، "یہ آپ کیا کر رہے ہیں؟ دریا کی زد میں کوٹھڑیاں بنوا رہے ہو؟" لیکن حضُور نے جواب دِیا کہ اگر باباجی کی سنگت اِس میں ایک دِن بھی ٹھہر جائے تو میرے لیئے بہُت ہے۔ میری ساری سیوا سپھل ہو جائے گی۔ اُس وقت پانچ کوٹھڑیاں نیچے اور چار اُوپر بنوائی گئیں۔

آہستہ آہستہ سنگت بڑھنے لگی۔ یہ دیکھ کر حضُور نے پھر باباجی سے عرض کی کہ ایک بڑا ست سنگ گھر بنایا جائے، کیونکہ چھوٹے سے ست سنگ گھر میں ساری سنگت نہیں سما سکتی۔ اِس پر باباجی نے فرمایا، دریا قریب ہی ہے یہاں زیادہ رُوپیہ خرچ نہیں کرنا چاہیئے۔ حضُور نے نہایت عاجزی سے عرض کی، "حضُور اگر آپ ایک دِن بھی ست سنگ گھر میں ست سنگ کر لیں گے تو مَیں اپنی سیوا سپھل (کامیاب) سمجھوں گا۔ اُس کے بعد چاہے دریا بہا لے جائے۔"

یہ سُن کر باباجی نے بڑی خُوشی کے ساتھ منظُوری دے دِی۔ اِس طرح بڑا ست سنگ گھر (جو کُنوئیں کے پاس ہے) بنایا گیا۔

ایک دفعہ باباجی سے امرتسر کے ایک بیوپاری ست سنگی نے کہا: "حضُور! آپ نے یہ کیسی جگہ پسند کی ہے؟ یہاں تو چاروں طرف ببُول (کیکر) کے درختوں اور کانٹے دار جھاڑیوں کے سوائے کچھ نہیں ہے۔" باباجی نے جواب

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitzed by eGangotri

دیا، "بچّو[1]! مَیں چاہتا ہوں کہ اِن ببُول کے دَرختوں کو بھی منُش جنم (انسانی جامہ) دے دُوں"۔ پھر فرمایا، یہی جگہ ایک دِن بیاس سٹیشن تک آباد ہو جائے گی۔

جِس سُنسان جگہ لوگ آنے سے بھی ڈرتے تھے وہ آج سچ مُچ آباد ہی نہیں ہو گئی بلکہ دُنیا کے لئے رُوحانیت کا ایک بڑا مرکز بن گئی ہے۔

باباجی مہاراج سَت سنگ کے لئے، دھالیوال، بھنڈال اَور کالے بھی کئی بار گئے۔ دھالیوال کی سنگت زور دیتی تھی کہ آپ پنشن کے بعد دھالیوال میں آکر رہیں اَور اپنا پکّا ڈیرہ یہیں بنائیں۔ لیکن باباجی نے کہا کہ "یہ جگہ دریا کی زَد میں ہے۔ مَیں تو ڈیرہ کِسی اُونچی جگہ بناؤں گا، جہاں دَریا مار نہ کر سکے"۔ دھالیوال گاؤں کو بعد میں دَریا نے کافی نُقصان پہُنچایا اَور اُس کا بہُت سا حِصّہ پانی میں چلا گیا۔

بھنڈال کا اِندر سِنگھ باباجی مہاراج کے پہلے ست سنگیوں میں سے تھا۔ وہاں سے آہستہ آہستہ اَور بھی پریمی سَت سنگ سُننے آنے لگے۔ لیکن کرم کانڈ سے بندھے کچھ لوگ باباجی کی نُکتہ چینی کرنے لگے اَور کچھ لوگ تو باباجی مہاراج کی بُرائی بھی کرنے لگے۔ سنگت نے دُکھی ہو کر باباجی کی سیوا میں چِٹھی لِکھی۔ باباجی ہمیشہ مہربان اَور بخشِند تھے، آپ نے جواب دیا ..... "ست سنگیوں کو آپس میں بہُت میل مِلاپ رکھنا چاہیئے، کیونکہ آپ سب ایک ہی ہیں جی، اَور ستگُورو پر پکّا بھروسہ کرو کہ ایک دِن ہمیں ساتھ لے جائیں گے۔ اگر کوئی ہماری بُرائی کرے تو گھبرا نہیں جانا چاہیئے جی۔ سنتوں کی موج ہوتی ہے کہ جن کو بھجن دیا ہے اُن کا وہ اُدّھار (آواگون سے چھٹکارہ) کر ہی چُکے ہیں، اَور جو ست سنگی نہیں

---

[1] باباجی مہاراج اپنے سَت سنگیوں کو پیار سے "بچّو" کہہ کر پُکارتے تھے۔

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitzed by eGangotri

اُن کا اپنی نِندا کروا کر اُدھار کریں گے۔ دوسرا اور کوئی اُپائے نہیں ہے۔ اِس طرح جو بھجن سے محروم ہیں وُہ بھی تریں گے۔ سنتوں کی موج کو سنت ہی جانتے ہیں۔ مَیں آپ پر بہت بہت راضی ہُوں جی۔"

کئی بار باباجی اپنے ست سنگیوں کو پہلے ہی بتا دیتے تھے کہ کرموں کی وجہ سے تُم پر تکلیف آنے والی ہے۔ لیکن تھوڑے دِن کے بُخار میں بخش دِی جاویگی اپنی چھٹیوں میں آپ کئی بار توست سنگیوں کو پہلے سے ہی لِکھ دیتے تھے کہ فُلاں تکلیف آنے والی ہے، لیکن تھوڑے میں ہی بُھگتا دی جاوے گی۔

باباجی مہاراج پریم اور رحمت کا مجسّمہ تھے۔ آپ کی دَیا مہر کی کئی ساکھیاں آپ کے ست سنگی سُنایا کرتے تھے۔ حضُور مہاراج ساون سِنگھ جی نے ایک بار آپ سے چِٹھی میں عرض کی کہ میرے دفتر میں ایک شخص[1] کام کرتا ہے جو نام لینے کا بڑا خواہش مند ہے۔ آپ نے یہ بھی لِکھا کہ وُہ باباجی کو کامل مُرشِد مانتا ہے اور چاہتا ہے کہ اِسی جنم میں اُسے نام مِل جائے۔ باباجی مہاراج نے بڑے صاف لفظوں میں جواب لِکھا، "جس دِن سے ہری رام ہم پر پکّا بھروسہ کر چُکا ہے۔ اُسی دِن سے اُس کے رات دِن لیکھے (حساب) میں ہیں۔ اُس کو نام دان کی دَیا مہر دِرشٹی (نظر) سے ہی پہُنچے گی۔ اب اگر اُس کا یہ اِنسانی جسم چھُوٹ جائے تو پھِر سے اِنسانی جامہ مِلے گا۔ چوراسی میں نہیں جاوے گا۔"

باباجی مہاراج کے بارے میں اُن کے ست سنگی سُنایا کرتے تھے کہ باباجی کا رنگ ہلکا گندمی تھا۔ قد درمیانہ، چہرہ نہایت دِلکش اور بارعب، آنکھیں پُرنُور اور آواز شِیریں و شفقت بھری تھی۔ آپ کی جسمانی طاقت کے بارہ میں بھی کئی واقعات مشہور ہیں۔

---

[1] ہری رام

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitzed by eGangotri

سردار فتح سنگھ بٹوہ والا اپنے وقت کا مشہور پہلوان تھا۔ وہ کنوئیں کے رہٹ کی ماہل (مالا) جب کہ ڈول بھرے ہوتے، اُٹھا لیا کرتا تھا۔ دو اُونٹوں کو پاس پاس کھڑا کر کے چھلانگ لگا کر اُنہیں پار کر لیتا تھا۔ ایک بار اُونٹ پر سوار جنگل میں اکیلا جا رہا تھا۔ ہاتھوں میں سونے کے کڑے پہنے ہُوئے تھا۔ راستے میں دو ڈاکو مل گئے اور بولے کہ کڑے اُتار دو۔ اِس پر فتح سنگھ بولا کہ تم دونوں ایک ایک آ کر میرے ہاتھوں سے خود ہی اُتار لو۔ جب وُہ دونوں اُونٹ کی دونوں طرف سے کڑے لینے آئے تو فتح سنگھ نے ایک ایک ہاتھ سے ایک ایک ڈاکو کو سر کے بالوں سے پکڑ لیا اور اُنہیں ویسے ہی اُٹھا کر لٹکائے ہُوئے میل بھر لے گیا۔ بڑی منت سماجت کرنے پر چھوڑ دیا۔ باباجی مہاراج کے متعلق وُہ بتایا کرتا تھا کہ مَیں اور باباجی مہاراج 1857ء میں ساتھ رہے تھے۔ ایک دن مَیں نے اپنی طاقت کی ڈینگ ماری تو باباجی نے کہا کہ دُنیا میں بڑے بڑے طاقتور ہیں، اِنسان کو اپنی طاقت کا غرور نہیں کرنا چاہیئے۔ فتح سنگھ نے کہا کہ سچّی بات کا فخر کیوں نہ کروں۔ باباجی اُسوقت چارپائی پر بیٹھے تھے۔ اُٹھ کر چارپائی پر ایک پاؤں رکھ کر بولے، "اچھّا اِس چارپائی کا ایک پایہ اُٹھا دو۔" فتح سنگھ نے بہتیرا زور لگایا، لیکن چارپائی کا پایہ نہ اُٹھا سکا، جس پر وُہ باباجی کے قدموں میں گر پڑا۔

حضور مہاراج ساون سنگھ جی سے باباجی کو خاص اُنس تھا۔ حضور کے عرض کرنے پر باباجی آپ کے گھر مہاسنگھ والا تشریف لے گئے۔ ابھی حضور کو نام لیئے تھوڑے ہی دِن گزرے تھے۔ آپ کے مَن میں خیال تھا کہ رادھا سوامی نام کچھ نیا سا نام ہے اور لوگ ابھی اِس سے واقف نہیں ہیں، اِس لیئے اگر باباجی یہاں ست سنگ میں گورو گرنتھ صاحب کا شبد لیویں تو اچھّا ہے۔ باباجی اَنتریامی تھے۔ آپ نے ست سنگ میں گورو گرنتھ صاحب کا شبد لے لیا۔ لیکن رات کو بی بی رُکو نے کوٹھے پر چڑھ کر اُونچی آواز میں سوامی جی کے شبد پڑھنے

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitzed by eGangotri

شروع کر دیئے۔ بی بی رُکو کی آواز بڑی اُونچی تھی، جب شبد پڑھتیں تو دُور دُور تک اُن کی آواز جاتی۔ اب بی بی رُکو کو کون روک سکتا تھا۔ حضور فرمایا کرتے تھے کہ "اُس کے شبد پڑھنے سے دس پندرہ منٹ میں میری لوک لاج (دُنیاوی شرم) جاتی رہی۔"

مہاراج ساون سنگھ جی کی خواہش تھی کہ آپ کی ماتا جی کو نام دان مل جائے۔ آپ کے عرض کرنے پر باباجی مہاراج نے وہاں مہاراج جی کی ماتا جیونی جی، بیوی کشن کور، دادا سردار شیر سنگھ (جن کی عمر اُس وقت ۹۰ برس کی تھی) اور بڑے صاحبزادے سردار بچنت سنگھ جی کو نام دان بخشا۔ حضور کے ایک دوست منشی نرائن سنگھ حضور کو ست سنگی بن جانے پر طعنے دیا کرتے تھے۔ اُنہوں نے بھی باباجی سے نام دان لیا اور آخر اپنے سارے خاندان کو بھی نام دِلوایا۔

اِس کے بعد بھی باباجی مہاراج کئی دفعہ مہما سنگھ والا تشریف لے جاتے رہے۔ جب بھی باباجی وہاں جاتے، حضور مہاراج ساون سنگھ جی آپ کی ہر قسم کی تمام سیوا خود اپنے ہاتھوں سے کرتے۔ ایک بار باباجی مہاراج کے لئے خود آٹا پیس رہے تھے۔ آپ کو چکی سے آٹا پیستے دیکھ کر آپ کے صاحبزادے (سردار بچنت سنگھ) کی بیوی (آپ کی بہو) نے عرض کی کہ مَیں آٹا پیس دُوں۔ اِس پر حضور نے جواب دیا، "نہیں بیٹی! یہ تو میری ہی سیوا ہے۔" خود آٹا پیس کر کھانا تیار کر کے باباجی کو کھلایا۔ باباجی مہاراج کے اشنان کے لئے حضور خود کنوئیں سے پانی بھر کر لاتے تھے۔

باباجی مہاراج نے ۳۳ سال فوج میں نوکری کر کے حق حلال کی کمائی سے اپنا گزارہ کیا اور پنشن پر ریٹائر ہو کر آئے۔ آپ ہر مہینے اپنی پنشن لینے سٹھیالہ گاؤں (ڈیرہ سے ۲۔ ۳ میل دُور) جاتے تھے۔ آپ کی زندگی نہایت سادہ اور رہن سہن بہت نیک و پاک تھا۔ اپنی پنشن سے اپنا خرچ چلانے کے بعد ڈیرہ

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitzed by eGangotri

آنے والے ست سنگیوں کی سیوا میں خرچ کرتے تھے۔ کچھ نزدیکی اور پریمی ست سنگیوں کو آپ عام لنگر سے نہیں کھانے دیتے تھے۔ بلکہ انہیں اپنی رسوئی سے کھانا کھلاتے تھے۔ کپڑے بہت کم رکھتے تھے۔ سامان کے نام پر تھالی، کٹوری، لوٹا، ایک چارپائی بستر، ایک جوڑی جوتے و کھڑاؤں، ایک چھڑی اور گنتی کے کپڑے رکھتے تھے۔ اپنے ست سنگیوں کو آپ ہمیشہ حق حلال کی کمائی کھانے کی ہدایت فرمایا کرتے تھے۔ فرماتے تھے کہ اعلیٰ اصول، نیک زندگی اور حق حلال کی کمائی بھجن کے لئے بہت ضروری ہے۔

باباجی مہاراج جب بھی ڈیرہ میں ہوتے تو روز ست سنگ کرتے تھے۔ بھنڈارہ کے دنوں میں ۴۰-۵۰ آدمی و عورتیں آجاتے تھے۔ ویسے ہر روز کے ست سنگ پر کبھی چار پانچ تو کبھی آٹھ دس ست سنگی ہوتے تھے۔ کبھی کبھی آپ زمین پر موٹی چٹائی پر سفید آسن بچھا کر بیٹھتے اور ست سنگ فرماتے تو کبھی چارپائی پر بیٹھ کر۔ بی بی رکو یا بھائی جوالا سنگھ شبد پڑھا کرتے تھے۔

بی بی رلی جو کہ چھ برس کی عمر سے ڈیرہ میں رہتی آئی ہیں اور جنہوں نے باباجی مہاراج کے بھی درشن کیے ہیں۔ بتاتی ہیں کہ اُن دنوں بھنڈارے کے موقعہ پر سنگت ۳۰-۴۰ تک ہوتی تھی۔ اور پرشاد بنانے میں دس سیر سوجی اور بیس سیر شکر لگتی تھی۔ آج بھنڈاروں میں تین چار لاکھ آدمی آتے ہیں اور لنگر میں صرف ایک وقت کے کھانے میں تین چار من نمک لگتا ہے۔

باباجی مہاراج کے وقت میں ڈیرہ میں کوئی دکان نہ تھی۔ سوائے آٹے دال کے اور کوئی بھی چیز پاس کے گاؤں میں نہیں ملتی تھی۔ ڈاک ہفتے میں تین بار آتی تھی۔ چٹھی لکھنے کا کاغذ بھی شہر سے منگوانا پڑتا تھا۔ باباجی اپنے خط ملکھی رام جی (بی بی رلی کے پتا) سے لکھواتے تھے۔ ست سنگیوں کا رہن سہن سادہ ہوتا تھا۔ سادہ کھانا، سادہ لباس اور اعلےٰ اخلاق اُس زمانے میں لوگوں کی خاصیت تھی۔ گھی کھانے کا ضروری حصہ تھا۔ لیکن باباجی کی خوراک بہت کم تھی۔ جو بی بی رکو

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitzed by eGangotri

بنا دیتی کھا لیتے۔ کئی بار آٹھ آٹھ دِن بھجن میں بیٹھے رہتے۔ بی بی رُکو فِکر مند ہو جاتی اور وڑائچ سے آنے والے سَت سنگیوں سے کہتی، بھائی! باباجی آج دس دِن سے بیٹھے ہیں، اُٹھنے کا خیال ہی نہیں ہے۔

باباجی اور آنے والے سنگت کے لیئے بی بی رُکو ہی کھانا بناتیں اور پانی بھر کر لاتیں۔ باباجی کی آپ نے بہُت سیوا کی۔ اور اُن کے چرنوں میں آپ کا بہُت پیار تھا۔ اِس لیئے بی بی رُکو جی کا خیال تھا کہ باباجی کے بعد گورو گدّی اُن کے گھر میں ہی رہے، اور وُہ باباجی کے بھائی جیون سِنگھ کے بیٹے سوامی سِنگھ کو گدّی دِلانا چاہتی تھیں۔ باباجی مہاراج بی بی رُکو کو سمجھاتے کہ بی بی یہ اِس گدّی کے لائق نہیں ہے۔ اِسے بڑی جلدی ہی دُنیا سے چلے جانا ہے۔ سوامی سِنگھ باباجی کے بعد جلد ہی گزر گئے۔

باباجی کے دو بھائی تھے، جیون سِنگھ اور دان سِنگھ۔ دونوں کا باباجی سے بہُت پریم تھا۔ اور ست سنگ میں برابر آیا کرتے تھے۔ دو بہنیں بی بی تالو اور بی بی راجو تھیں۔ بی بی تالو شروُع سے ہی جانتی تھیں کہ اُن کے بھائی جیمل سِنگھ جی معمولی اِنسان نہیں ہیں، اور اپنے خاندان کے لوگوں سے کہتی تھیں کہ میرے یہ بھائی بڑی کرنی والے مہاتما ہیں۔ باباجی کے چولا چھوڑنے کے کچھ عرصہ بعد بھائی دان سِنگھ گزر گئے، اور اُس کے کچھ عرصہ بعد اُن کے دُوسرے بھائی بھی چولا چھوڑ گئے۔ اِس وقت باباجی کے پریوار یا خاندان کا کوئی بھی آدمی موجُود نہیں ہے۔

باباجی مہاراج ہمیشہ بھجن کرنے پر بہُت زور دیتے تھے۔ سیدھے سادے معصُوم دِل لوگوں میں بھجن کی لگن تھی۔ حضُور مہاراج کبھی کبھی سَت سنگ میں اُس وقت کے ابھیاسیوں کی باتیں سُنایا کرتے تھے۔ جب حضُور مہاراج باباجی مہاراج کے پاس آئے، اُن دِنوں مچھّر اور رام دِتّہ نامی دو جاٹ منڈھالی گاؤں

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitzed by eGangotri

سے آیا کرتے تھے۔ اچھے پریمی تھے۔ جب تک صبح بھجن میں اُنہیں باباجی مہاراج کے درشن نہیں ہوتے، وہ اپنے کام کاج کو ہاتھ نہ لگاتے تھے۔ اُنہیں ہر روز اندر باباجی کے درشن ہوتے تھے۔ جو سچے پریمی ہوتے ہیں، گورو بھی کبھی کبھی اُن کی آزمائش کرتا ہے۔ ایک بار اُنہوں نے مکّی بوئی ہوئی تھی اور فصل بڑھ رہی تھی۔ ایک دِن رہٹ سے پانی لینے کی اُن کی باری تھی۔ رام دِتّہ بولا، چھُٹّا آج باباجی مہاراج کے درشن نہیں ہوئے۔" چھُٹّا نے کہا، "مجھے بھی نہیں ہوئے لیکن اگر آج پانی نہ دِیا تو مکّی سُوکھ جائے گی۔" رام دِتّہ بولا، "سُوکھ جائے گی تو گورو کی ہی تو ہے، سُوکھ جانے دو۔" یہ کہہ کر دونوں دوبارہ بھجن میں بیٹھ گئے۔ جب اندر باباجی کے درشن ہوئے تو اُٹھ کر پانی دِیا۔

حضور مہاراج ساون سنگھ جی جب بھی ڈیرہ آتے تو باباجی ہمیشہ اُنہیں اپنی کوٹھری میں ٹھہراتے تھے۔ اُن دِنوں ڈیرہ میں صرف دو چارپائیاں تھیں۔ ایک تو باباجی مہاراج کی چارپائی (جو اب تک ڈیرہ میں موجود ہے) اور دُوسری بی بی رُکّو کی چارپائی بہت چھوٹی تھی۔ سنگت سب زمین پر سوتی تھی۔ سردی میں لوگ پرال[1] بچھا کر اُس پر کھیس یا چادر بچھا کر سوتے تھے۔ گرمی میں زمین پر چٹائی یا کھیس بچھا لیتے تھے۔ مہاراج ساون سنگھ جی باباجی کے پلنگ کے نیچے فرش پر ہی سو جاتے تھے۔

باباجی کے رحلت فرمانے کے بعد حضور مہاراج کبھی اُس کوٹھری میں نہیں سوتے تھے۔ آپ جب بھی ڈیرہ آتے تو باباجی کی کوٹھری میں بھجن کرنے ضرور بیٹھتے تھے۔ بعد میں جب کوٹھری کی جگہ کمرہ اور موجودہ عمارت بنائی تب حضور نے اِس بات کا خاص خیال رکھا کہ باباجی مہاراج کی مُقدّس کوٹھری کے ملبے میں سے تمام اینٹیں، مٹّی اور پتھر وغیرہ ذرا بھر بھی باہر نہ جائے۔ آپ نے باباجی کی کوٹھری کی

---

[1] غلّہ نکالے ہوئے دھان کا لانگ، پوال

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitzed by eGangotri

دیواروں اور چھت کی تمام مٹی اور اینٹیں وغیرہ اُسی جگہ بُنیاد میں دبا دیں اور اُس پر باباجی کا کمرہ بنا دیا۔ اِسی لئے اِس عمارت کی بُنیاد اتنی اُونچی ہے۔ باباجی مہاراج کا پلنگ اور بستر اب بھی اُسی کمرے میں اُسی جگہ پر رکھا ہُوا ہے۔ حضُور مہاراج جی جب بھی نام دان دینے جاتے یا ڈیرہ سے باہر دَورے پر جاتے تو جانے سے پہلے کچھ دیر باباجی کے کمرے میں بھجن میں بیٹھا کرتے تھے۔ یہی دستُور سردار بہادر مہاراج جی اور مہاراج چرن سنگھ جی کا رہا ہے۔

بی بی رلی سُنایا کرتی تھیں کہ ایک بار سوامی جی مہاراج نے اپنا شال باباجی مہاراج کو بخشا۔ وُہ شال باباجی مہاراج کبھی کبھی اوڑھتے تھے۔ رحلت فرمانے سے کچھ عرصہ پہلے باباجی نے وُہ شال حضُور مہاراج ساون سنگھ جی کو دے دیا۔ حضُور اکثر بھنڈاروں کے موقعوں پر اُسے اوڑھ کر ست سنگ میں تشریف لاتے تھے۔ بعد میں حضُور مہاراج چرن سنگھ جی کبھی کبھی باباجی مہاراج کے بھنڈارے کے دِن اُس شال کو اوڑھ کر ست سنگ میں تشریف لاتے تھے۔

سوامی مہاراج کے مقامِ حق (سچ کھنڈ) سدھارنے کے بعد بھی باباجی، ماتا رادھا جی و چاچا جی (سیٹھ پرتاپ سنگھ جی) کے پاس آگرہ جاتے رہتے تھے۔ کئی بار آپ حضُور مہاراج ساون سنگھ جی کو بھی ساتھ لے جاتے تھے۔ ماتا جی اور چاچا جی، اور اُن کا سارا خاندان باباجی سے بہُت پیار کرتے تھے، اور آپ کی بہُت عزّت کرتے تھے۔ یہ پریم، آگرہ سے آئی اور وہاں لکھی گئی چٹھیوں سے صاف ظاہر ہوتا ہے۔[1]

ایک بار سیٹھ پرتاپ سنگھ جی کی باباجی کے پاس چٹھی آئی کہ چُوں کہ ست سنگ میں "فرقہ بندی" ہوتی جا رہی ہے اِس لئے سب مِل کر ایک

---

[1] دیکھئے "پرمارتھی پتر" حصّہ اوّل

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitzed by eGangotri

صدر سبھا قائم کریں، جس میں آپ بھی ایک ممبر[1] ہوں۔ اُس کے جواب میں باباجی نے لکھا اور سیٹھ پرتاپ سنگھ جی طرف سے جو چٹھی آئی اُس کا ذکر حضور مہاراج ساون سنگھ جی کو لکھی اپنی نومبر ۱۹۰۲ء کی چٹھی میں باباجی نے اِس طرح کیا ہے۔ "آگرہ سے جناب چاچا جی کا حکمنامہ آیا تھا کہ دس ممبروں کے لئے تم دستخط کر دو، جو کہ طے ہوئے ہیں۔ میں نے چاچا جی سے یہ عرض کی کہ میں حضور مہاراج سوامی جی دین دیال کو اور آپ کو اور مہاراج سچیت سنگھ اور سدرشن سنگھ اور سوامی جی کے خاندان کے سوائے کسی کو نہیں مانوں گا۔ پیچھے مانا نہیں، نہ آگے مانوں گا۔ پھر وُہ حکم نامہ دوبارہ واپس ہُوا کہ "اِسی طرح چاہیئے تھا۔ تمہاری محبت اور عقیدت دیکھنی تھی۔ سو دیکھی گئی اور بہت خوش ہُوئے۔"

باباجی مہاراج کے وقت میں سوامی جی مہاراج کی بانی ہندی میں چھپ چکی تھی۔ لیکن باباجی کی خواہش تھی کہ پنجابی میں بھی سار بچن نثر اور سار بچن نظم چھپوائے جائیں۔ ۱۹۰۲ء میں باباجی نے سوامی جی مہاراج کے چھوٹے بھائی سیٹھ پرتاپ سنگھ جی سے اِجازت لے کر سار بچن نثر اور نظم دونوں کتابیں پنجابی میں چھپوانے کا حکم دیا۔ باباجی مہاراج اپنی چٹھیوں میں حضور مہاراج ساون سنگھ جی کو اِن کے چھپوانے کے بارے میں برابر لکھتے رہے۔ آپ کا حکم تھا کہ جو کتاب سیٹھ پرتاپ سنگھ جی کے پاس سے آئی ہے۔ اُس میں زیر زبر کا بھی فرق نہیں ہونا چاہیئے، اِس سلسلے میں اپنی ایک چٹھی میں آپ نے لکھا، "مگر اِتنا فرق ضرور ہو کہ یہ نہ لکھا جائے کہ سوامی جی کا کوئی گورو نہیں تھا۔" کیونکہ باباجی مہاراج فرمایا کرتے تھے کہ سوامی جی نے اُپدیش (رازِ کلمۂ الٰہی) تُلسی صاحب ہاتھرس والوں سے لیا تھا۔ ۱۹۰۳ء میں دونوں کتابیں پنجابی میں چھپ کر آ گئیں۔

---

[1] دیکھئے پرمارتھی پتر حصہ اوّل، سوامی باغ آگرہ چٹھی نمبر ۴

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitzed by eGangotri

بابا جی مہاراج اپنے سَت سنگوں میں ہمیشہ ظاہری شرعی رسُومات (باہر مُکھی کرم کانڈ) کے خِلاف تھے۔ سنتوں کے فوٹو یا مُورتیوں وغیرہ کی پُوجا کے بارہ میں بھی آپ کے خیالات بڑے واضح تھے۔ آپ بار بار تاکید کیا کرتے تھے کہ فوٹو کی پُوجا کرنا غلط ہے اور یہاں تک فرماتے تھے کہ میری فوٹو کوئی سَت سنگی نہ رکھے۔ ایک بار کچھ سَت سنگیوں نے آپ سے عرض کی کہ حضُور آگرہ میں سوامی جی مہاراج کی سمادھی بنائی جا رہی ہے اور وُہ لوگ چندہ بھی مانگ رہے ہیں۔ اِس پر بابا جی نے فرمایا، "سنتوں کی تعلیم ہی اُن کی یادگار ہے۔ سَنت سمادھیوں کے سہارے زِندہ نہیں رہتے۔ سمادھیاں تو شرعی رسم و رَواج کی طرف لے جاتی ہیں۔ سوامی جی کا اُپدیش تو ہمیشہ انتر مُکھ ابھیاس (باطنی شغل) کا ہی رہا ہے۔" پھر بابا جی نے سَت سنگیوں کو حُکم دِیا کہ میرے بعد میری سمادھی ہرگز نہ بنوانا۔

حضُور مہاراج ساون سِنگھ جی کی کمائی سے بابا جی ہمیشہ ڈیرہ میں سیوا میں رُوپیہ لگاتے تھے۔ کنُواں، چھوٹا بڑا سَت سنگ گھر، کئی کوٹھڑیوں اور کمروں وغیرہ میں تقریباً کُل رُوپیہ حضُور کی سیوا ہی میں سے لگا ہے۔ آگرہ میں سوامی باغ میں جو کوٹھڑیاں بنیں اُن میں بھی حضُور کی سیوا کا حِصّہ بہُت بڑا ہے۔ کئی بار حضور پہاڑوں میں اپنی نوکری کے دَوران وہاں سے گرم کپڑا یا اِسی قسم کی چیزیں سیٹھ پرتاپ سِنگھ جی کے لئے بابا جی کے پاس بھیجا کرتے تھے۔ بابا جی اُنہیں آگرہ بھیجتے۔ اور چاچا جی بڑے پریم سے قبُول فرماتے، بابا جی کے حُکم کے مُطابِق مہاراج سنگھ والا کی زمینداری میں سے حضُور لنگر کے لئے گندُم، مکّی وغیرہ اناج برابر بھیجتے رہتے تھے۔ جب حضُور مہاراج جی نے سِرسہ میں زمینیں خریدیں تو وہاں سے آپ ہمیشہ لنگر کے لئے سامان بھیجتے رہے، یہی سِلسِلہ آج تک چل رہا ہے، اور حضُور کے خاندان کی طرف سے سِرسہ سے ہر سال سینکڑوں مَن

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitzed by eGangotri

سامان ٹرکوں میں بھر کر لنگر کے لئے بھیجا جاتا ہے۔

رائے صاحب مُنشی رام جی اپنی ڈائری میں لکھتے ہیں کہ حضور مہاراج ساون سنگھ جی فرمایا کرتے تھے کہ سیوا بڑی خوش قسمتی سے ملتی ہے۔ اور کبھی ضائع نہیں جاتی۔ جب حضور نے نام نہیں لیا تھا تو اپنی ساری کمائی اپنی ماتا جی کے سامنے لاکر رکھ دیتے تھے۔ کبھی اپنی بیوی کو نہیں دی۔ اگر بیوی مانگتی تو فرماتے کہ ماتا جی سے لے لو۔ جب نام لیا تو گھر والوں سے کہہ دیا کہ اب گورو کا حق پہلے ہے۔ تنخواہ میں سے خرچ کے بعد جو بچتا، آپ باباجی کے سامنے لاکر رکھ دیتے۔ وُہ جو مناسب سمجھتے گھر والوں کو دے دیتے۔ اور باقی سادھ سنگت کی سیوا میں خرچ کر دیتے۔ ڈیرہ میں کنوّاں، ست سنگ گھر چھوٹا و بڑا، رسوئی، کوٹھڑیاں وغیرہ سب باباجی نے حضور کی سیوا میں سے بنوائیں۔ اِس بات کا ذکر کرتے ہوئے حضور فرمایا کرتے تھے کہ یہ سب اُس سیوا کا پھل ہے جو آج باباجی نے لاکھوں رُوپے سالانہ آمدنی میرے لڑکوں کو بخشی ہے۔

ایک بار باباجی مہاراج حضور کے ساتھ مَری پہاڑ پر تشریف لے گئے حضور کے بنگلے کے سامنے موج پُوری یا موکش پُوری کا پہاڑ تھا جو ہندوؤں کا مُتبرک مقام تھا۔ وہاں کے خوب صورت نظارے کی طرف اِشارہ کرتے ہوئے حضور نے عرض کی، "مہاراج جی! دیکھیئے کتنا خوب صورت پہاڑ ہے۔ اِس پر باباجی نے فرمایا کہ مَیں پہلے اِس جگہ کو دیکھ چُکا ہُوں۔ حضور نے سوچا کہ شاید باباجی فوجی نوکری کے وقت اپنی پلٹن کے ساتھ یہاں آئے ہوں گے۔ جب پُوچھا تو باباجی نے جواب دیا کہ نہیں، اِس سے بھی پہلے یہاں آچُکا ہُوں، جب یہ پہاڑ بنے بھی نہیں تھے۔ اور اِس جگہ مَیدان تھا۔

باباجی مہاراج کئی بار فرمایا کرتے تھے کہ مالکِ کُل آپکو اِس سے پہلے بھی جیوؤں کو سچ کھنڈ لے جانے کے لئے یہاں بھیج چُکا ہے۔

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitzed by eGangotri

ایک بار باباجی مہاراج کے پاس تین پنڈت آئے، اُن کا کسی شاستر کے معنے کے متعلق آپس میں اختلاف رائے تھا۔ اُن میں سے ایک نے کہا، چلو، مہاراج جیمل سنگھ جی کے پاس چلیں۔ وُہ بڑے پہنچے ہُوئے مہاتما ہیں۔ (اندر) باطن میں جانتے ہیں۔ جب وُہ آئے اور اپنے شکوک بتلائے تو باباجی نے بڑی سادگی سے کہا کہ مَیں سنسکرت نہیں جانتا، لیکن عام بات چیت کرتے ہُوئے اُن کو پُوری بات سمجھا دی۔ تب اُنہوں نے عرض کی کہ مہاراج، ہمیں نام دان دیجئے۔ باباجی نے جواب دِیا کہ واچک گیانی (کتابی پنڈت) اور علم کا سہارا لینے والے نام کی کمائی نہیں کر سکتے۔ یہ سُن کر باقی پنڈت تو چلے گئے، لیکن ایک رہ گیا اُس نے نام دان مانگا، بابا نے دے دِیا۔

چھ مہینے کے بعد وُہ پھر باباجی کے پاس آیا اور کہنے لگا کہ یہ سُرت شبد یوگ (سُلطان الاذکار) کا طریقہ اچھا نہیں ہے، پرانا یام اچھا ہے۔ کچھ مہینوں بعد پھر آیا اور بولا، پرانا یام اچھا نہیں ہے۔ آپ مجھے دِکھائیے کہ اندر کیا ہے؟ اِس پر باباجی نے اُسے سمجھایا کہ نام کی کمائی کرو۔ وُہ چلا گیا۔ کئی دِن بعد ایک بار جب باباجی مہاراج اپنی پنشن لینے سٹھیالہ جا رہے تھے تو وہی پنڈت راستے میں مِل گیا، اور ضِد کرنے لگا کہ یہاں تنہائی ہے۔ مجھے ذرا اندر کا حال دِکھاؤ۔ باباجی مہاراج نے اُسے سمجھایا کہ اُس کا نقصان ہو جائے گا۔ لیکن اُس نے اپنی ضِد نہ چھوڑی، اِس پر باباجی نے اُسے وہیں بٹھایا اور اپنی ذرا سی توجہ دی تو وہ چلاّ کر ایک طرف گر پڑا اور کہنے لگا، "مجھے سنبھالو" باباجی نے فرمایا کہ اندر سے خیال چھوڑ دو، جب خیال چھوڑا تو باہر آ گیا۔ بولا کہ اندر کروڑوں بجلیاں لوٹ پڑیں تھیں۔ پھر باباجی نے اُس سے کہا، کہ تیری عُمر کے تین سال باقی ہیں، چاہے بھجن کر لے چاہے دُنیا کے کام کر لے۔

آپ فرمایا کرتے تھے کہ سنتوں سے کبھی ضِد نہیں کرنی چاہیئے، بلکہ اُن

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitzed by eGangotri

کی رضا میں رہنا چاہیئے۔ جب بھی وُہ ٹھیک سمجھیں گے، خُود اندر لے جائیں گے۔

یہ واقعہ حضُور مہاراج ساون سنگھ جی کبھی کبھی ست سنگ میں سُنایا کرتے تھے۔ ایک بار حضُور باباجی مہاراج ست سنگ کے لِئے انبالہ تشریف لے گئے۔ وہاں موتی رام ٹیلر ماسٹر بڑے پریمی ست سنگی تھے۔ باباجی اُن کے یہاں ٹھہرے اَور کچھ دِن ست سنگ کرتے رہے۔ باباجی کا ست سنگ سُن کر لوگ بہُت مُتاثر ہُوئے۔ وہاں کے مجسٹریٹ کا ایک رِشتے دار حُکم سنگھ روز ست سنگ میں آتا تھا۔ اُس نے نام دان کے لِئے درخواست کی۔ لیکن باباجی نے ٹال دِیا۔ حُکم سنگھ نے موتی رام کے آگے نام دان پانے کی خواہش ظاہر کی۔ موتی رام نے سوچا کہ یہ ایک بڑا آدمی ہے، عقلمند اَور باوقار شخص ہے، اگر یہ نام لے لے تو ست سنگ کی رَونق بڑھ جائے گی۔ یہ سوچ کر اُنہوں نے باباجی سے عرض کی، لیکن باباجی نے اِنکار کر دِیا۔ مگر موتی رام نے بہُت ضِد کی، اِس پر باباجی نے فرمایا کہ چاہے ہزار اشخاص کو نام دِلوالو، لیکن حُکم سنگھ کے لِئے ضِد نہ کرو، کیونکہ اِس کے کرم بڑے سخت ہَیں۔ بھائی موتی رام نے کہا، "باباجی! اگر آپ کے پاس آکر بھی کرم رہ گئے تو پھر دُنیا میں اِس کے لِئے اَور کونسی جگہ ہے؟"

باباجی مہاراج کا خیال انبالہ میں ایک مہینہ رہ کر ست سنگ کرنے کا تھا۔ لیکن موتی رام کے بہُت ضِد کرنے پر آپ نے فرمایا، "اگر تُم اُسے نام دِلوانا ہی چاہتے ہو تو نام تو مَیں دے دُوں گا۔ لیکن پھر یہاں اَور نہیں ٹھہرُوں گا۔ نام دیتے ہی چلا جاؤں گا۔" موتی رام نے ضِد نہ چھوڑی، بولا، "اچھّا مہاراج! مَیں ست سنگ ڈیرہ آکر سُن لُوں گا۔"

لہٰذا دُوسرے دِن باباجی نے تانگہ منگوالیا۔ اپنا بستر باندھ کر اُس میں رکھوا دیا حُکم سنگھ کو نام دِیا اَور فوراً تانگے میں بیٹھ کر سٹیشن چلے گئے اَور بیاس کیلئے روانہ ہو گئے۔

جب گاڑی لُدھیانہ سٹیشن پر رُکی تو اِتفاق سے حضُور مہاراج ساون سنگھ جی

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitzed by eGangotri

سٹیشن پر مِل گئے۔ آپ نے باباجی سے عرض کی، "حضُور! میرا گاؤں (مہما سنگھ والا) نزدیک ہی ہے، حضُور تشریف لے چلیں اور درشن دیتے جائیں۔" باباجی نے فرمایا، "میں اِس وقت نہیں اُتروں گا، اور تُم اِس اِتوار کو ڈیرہ بھی مت آنا۔" مہاراج جی کا دستُور تھا کہ جب بھی چُھٹی پر گھر آتے تو ہر اِتوار کو باباجی کے سَت سنگ و درشنوں کے لِئے ڈیرہ جاتے تھے۔ آپ حیران ہُوئے کہ آج کیا بات ہے، پہلے تو کبھی باباجی مہاراج نے ایسا حُکم نہیں دِیا، لیکن حُکم مان کر حضُور اپنے گاؤں چلے گئے۔

جب باباجی ڈیرہ پُہنچے تو اِتنا تیز بُخار ہُوا کہ نیچے کی سانس نیچے اور اُوپر کی سانس اُوپر، ایسا لگنے لگا کہ شاید بچیں گے ہی نہیں۔ بارہ دِن اِتنا تیز بُخار رہا کہ سب گھبرا گئے۔ جسم ایسا تپتا تھا کہ پاس کھڑے ہُوئے آدمی کو بھی اُس کی گرمی محسُوس ہوتی تھی۔ بی بی رُکو اور دِیگر ست سنگیوں نے بھی دوا کھانے کے لِئے عرض کی۔ آپ نے فرمایا، "ابھی میں بارہ دِن کوئی دوا نہیں کھاؤں گا۔" بی بی رُکو رونے لگی۔ باباجی نے فرمایا، "ابھی میں جاتا نہیں ہُوں، تُو فِکر نہ کر۔"

بارہ دِن بعد بُخار اُترا۔ جب حضُور ساون سِنگھ جی مہاراج قریب تیرہ چودہ دِن بعد اگلے اِتوار کو ڈیرے پُہنچے تو آپ کو باباجی کے سخت بیمار ہونے کا پتہ چلا۔ آپ نے عرض کی، "حضُور! آپ نے مُجھے آنے سے روک دِیا، اگر میں آتا تو آپ کی کچھ سیوا کرتا۔" باباجی نے جواب دیا، "بچُو! تُم سے برداشت نہیں ہونا تھا، اِس لِئے مَیں نے ٹال دِیا۔"

جب حضُور نے بار بار اِلتجا کی اور پُوچھا کہ سخت تکلیف کا سبب کیا تھا؟ تو باباجی مہاراج نے بتایا کہ حُکم سِنگھ کے کرم اِتنے سخت تھے کہ کال نے اُسے سات جنم تپتے ہُوئے توَوں پر تپانا تھا۔ موتی رام کے ضِد کرنے پر ہمیں اُس کے کرم اُٹھانے پڑے۔

حضُور مہاراج ساون سِنگھ جی نے اِس بات کا حُکم سِنگھ کو زِندگی بھر پتہ نہ

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitzed by eGangotri

لگنے دیا۔ اُس کی موت کے بعد اِسے ظاہر کیا۔

حضُور کی نوکری کے دِنوں میں آپ کے پاس کشن سنگھ نامی ایک چوکیدار تھا۔ تیرہ سال حضُور کی خِدمت میں رہا۔ نیک خیال کا تھا۔ بانی کے پاٹھ کا شوق تھا آدھی رات کو اُٹھ کر اشنان کر کے پاٹھ کرتا تھا۔ حضُور کا خیال تھا کہ یہ آدمی نیک ہے، بانی کا پاٹھ کرتا ہے، اِسے نام مِل جائے تو اچھا ہے۔ ایک بار جب باباجی حضُور کے پاس دَرشن دینے آئے۔ حضُور نے کہا کہ کشن سنگھ آپ کے پاس آئے گا۔ حضُور کی صلاح مان کر کشن سنگھ باباجی کے پاس آیا، کچھ دیر بیٹھا، مگر کچھ بولا نہیں۔ قدموں میں سر جُھکایا اور چلا گیا۔ سنت از خُود جیو سے نہیں کہتے کہ تُو نام لے لے، اور کشن سنگھ نے نام مانگا نہیں۔

جب حضُور اپنے دفتر سے واپس آئے تو باباجی سے پُوچھا، "حضُور! کیا کشن سنگھ آپ کے پاس آیا تھا؟" باباجی نے جواب دِیا، "ہاں، آیا تو تھا، لیکن جو تُمہارا خیال ہے وہ نہیں ہوگا،" حضُور نے کہا، "آدمی نیک ہے، بانی برابر پڑھتا ہے، نام مِل جائے تو اچھا ہے۔" اِس پر باباجی نے فرمایا، "پڑھنا پڑھانا اور چیز ہے۔ اِس جنم میں اِس کے کرموں میں نام کا مِلنا نہیں ہے۔ اِسے جل کر مرنا ہے۔" حضُور فرمایا کرتے تھے کہ کئی سال بعد جب آپ راولپنڈی گئے تو کشن سنگھ کے گاؤں سیّد قصراواں کی سنگت سے پُوچھا کہ کشن سنگھ کا کیا حال ہے؟ اُنہوں نے حضُور کو بتایا کہ ایک بار کشن سنگھ کے مکان میں آگ لگ گئی۔ وُہ کوٹھے پر چڑھ کر آگ بُجھانے گیا تو آگ میں گر گیا اور جلکر مر گیا۔

اِسی طرح کا ایک اور واقعہ حضُور سُناتے تھے۔ مری میں حضُور کا ہری سنگھ نامی ایک اردلی تھا۔ اُس نے گیارہ برس حضُور کے ساتھ کام کیا۔ ایک بار جب باباجی مہاراج کوہ مری گئے تو حضُور نے ہری سنگھ کو باباجی سے مِلایا۔ اُس کے جانے کے بعد باباجی نے حضُور سے کہا، "آپ چاہے سَو سال تک ہری سنگھ کو ست سنگ سُناؤ اِسے اِس جنم میں نام نہیں مِلے گا۔ اِسے ڈوب کر مرنا ہے۔" کچھ سال بعد ہی ہری سنگھ

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitized by eGangotri

اپنے گھر چلا گیا۔ وہاں اُس پر کوئی مقدمہ بن گیا، وُہ گھبرا گیا۔ چِٹھی لِکھ کر رکھ دی کہ مَیں خود مَر رہا ہُوں، میرے لِئے کِسی کو نہ پکڑنا اَور ایک تالاب میں چھلانگ لگا کر ڈُوب مرا۔

حضُور فرمایا کرتے تھے کہ سنتوں کی نظر میں کوئی بھلا یا بُرا نہیں ہوتا۔ اُنہیں جیو کے کرم اِس طرح نظر آتے ہَیں جِس طرح کِسی شیشے کی بوتل میں رکھی چیز ہمیں صاف دِکھائی دیتی ہے۔

باباجی مہاراج نے حضُور مہاراج کو حُکم دے رکھا تھا کہ مہینے میں دو نہیں تو ایک خط ضرُور لِکھا کریں۔ باباجی نے جو چِٹھیاں حضُور کو لِکھی ہَیں، اُن سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ باباجی کو حضُور سے خاص محبّت تھی۔ اِس بات کو واضح کرنے کے لِئے کچھ مِثالیں مُندرِجہ ذیل ہَیں۔

"برخُوردار بابُو ساون سِنگھ، تُم میری جان ہو، تُم میرے بیٹے ہو، گورمُکھ ہو..... مَیں تُم پر بہُت بہُت خُوش ہُوں۔ تُم ایک دِن ضرُور سچکھنڈ پہنچو گے اَور (وہاں) ہمیشہ میرے ساتھ رہو گے جی۔"

"آپ مُجھے اپنے جِسم و جان سے بھی عزیز ہو۔ پھر جنم نہیں ہوگا۔ جہاں مَیں رہوں گا اُسی جگہ آپ بھی میرے ساتھ رہیں گے۔ مَیں آپ پر بہُت بہُت راضی ہُوں۔"

"مَیں آپ پر سب طرح سے بہُت بہُت راضی ہُوں۔ آپ میری صُورت سے جُدا نہیں ہو..... کام کاج کے لِئے دُوسرا جِسم معلُوم ہوتا ہے جی۔"

حضُور کی چِٹھیاں پاکر باباجی بہُت خُوش ہوتے تھے۔ آپ خُود لِکھتے ہیں "جِس وقت آپ کی چِٹھی آتی ہے اُس وقت دِل میں اِتنی خُوشی اَور آنند ہوتا ہے کہ جِس کا بیان نہیں ہو سکتا ہے جی۔"

بھائی منّا سِنگھ (جو باباجی مہاراج کی خِدمت میں رہ کر کئی برس سیوا کرتے رَہے تھے) نے یہ واقعہ سُنایا۔ "ایک دِن حضُور مہاراج کی چِٹھی آئی۔

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitzed by eGangotri

تھی۔ مَیں نے دیکھا کہ باباجی مہاراج اِسے بار بار ہاتھ میں لے کر پڑھ رہے ہیں۔ مُجھے معلُوم نہ تھا کہ وُہ کیا کاغذ ہے اَور اُس میں کیا لِکھا ہے، میرے پُوچھنے پر باباجی نے فرمایا کہ یہ چِٹھی بابُو ساون سِنگھ جی کی ہے۔ بڑے پریم اَور ویراگ سے بھرپُور ہے اَور اُنہوں نے نوکری چھوڑ کر چرنوں میں آکر رہنے کی تڑپ ظاہر کی ہے۔ اِس پر مَیں نے عرض کی، "حضُور! جب اُن کو اِتنی تڑپ ہے تو اُنہیں یہاں بُلا لیں۔" تب باباجی مہاراج نے جواب دِیا کہ ابھی اُن سے بہُت دُنیاوی کام لینا ہے۔ لیکن بچُّو ایک دِن آئے گا جب تُم دیکھو گے کہ سوامی جی اُن سے پرمارتھ کا کِتنا کام لیتے ہیں۔"

باباجی کئی بار حضُور ساون سِنگھ جی مہاراج کو لِکھا کرتے تھے، کہ "آپ سب میری سیوا کر رہے ہو۔ یہ جو گھر کا کام کاج کرتے ہو یہ بھی ستگُورُو کا کام ہے۔ بھجن اَور سمرن کرنا بھی ستگُورُو کا کام ہے۔" جب مہاراج جی نے لِکھا کہ مُجھے نوکری چھوڑ کر چرنوں میں آنے کی اِجازت دیں تو باباجی نے جواباً لِکھا، "سچکھنڈ (مقامِ حق) تو اِسی پردے کے پیچھے ہے جی، دُور نہیں ہے۔ کیوں گھبراتے ہو، خُود گھر جاؤ گے جی۔ آپ نے لِکھا ہے کہ گھر چھوڑ کر، نوکری چھوڑ کر بھجن کرُوں، گھر میں آپ کا کیا ہے؟ اَور نوکری میں آپ کا کیا ہے؟ رُوپے میں آپ کا کیا ہے؟ سوچ کر دیکھو، اِس کو چھوڑنا کیا اَور لینا کیا! یہ تو مداری کا کھیل ہے۔ دُنیا خواب ہے جی۔ آپ نے لِکھا ہے کہ مَیں نے رُوپے کا ذِکر کِسی سے نہیں کِیا ہے۔ مُجھے کہیں غرُور نہ ہو جائے۔ کیوں ہو جائے؟ آپ کا کیا ہے اِن میں۔ سب کُچھ ستگُورُو ہے۔ آپ اُس کے کامدار بنے رہو۔"

حضُور مہاراج کو بھجن کی لگن شرُوع سے تھی۔ کئی بار خیال آتا تھا کہ آپ سرکاری نوکری کی وجہ سے بھجن کو زیادہ وقت نہیں دے پا رہے ہیں۔ باباجی آپ کو دُنیاوی فرائض اَدا کرنے اَور بھجن کرنے، ہر دو کی ہدایت فرمایا کرتے تھے، "بھجن اَور سمرن

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitzed by eGangotri

روز روز کرنا، جب بھی وقت ملے، جس وقت آپ سرکاری کام کر رہے ہو اُس وقت کا بھجن میری طرف ہے جی۔"

ایک بار حضور کے منجھلے صاحبزادے سردار بسنت سنگھ امتحان میں فیل ہو گئے۔ حضور کو خیال ہُوا کہ میرے لڑکے پڑھائی میں دھیان نہیں دیتے جبکہ دُوسروں کے چھوٹی عُمر میں بھی مَن لگا کر پڑھتے ہیں۔ آپ نے اِس کا ذکر ایک چِٹھی میں کیا۔ باباجی مہاراج نے جواباً لکھا، "بسنت سنگھ کے لیئے گھبراؤ نہیں، پڑھائے جاؤ اور نقشہ کشی (DRAFTSMAN SHIP) بھی سِکھاؤ۔ اگر دو دفعہ پاس نہ ہُوا تو کیا حرج ہے۔ پھر ہو جائے گا۔ اِس کی قسمت کو کون دیکھ آیا ہے۔ آپ ایسا افسوس کرتے ہو کہ میرے لڑکے نہیں پڑھتے اَوروں کے چھوٹے چھوٹے پڑھتے ہیں۔ خیال کرو، اَوروں کے لڑکوں کو اِنعام بھی مِلا ہے؟ وُہ جو مریں گے، دوزخ کو جاویں گے اَور آپ کے لڑکے سیدھے گھر جاویں گے۔ آپ کا خاندان اَوروں سے کیسے مِل سکتا ہے۔"

ایک بار باباجی مہاراج نے بی بی رُکوّ سے کہا کہ بچنت سنگھ (حضور ساون سنگھ جی مہاراج کے بڑے صاحبزادے) کے کرم بہُت بھاری ہیں، اِس کو اپنے گھر کے صحن میں درخت کے نیچے پھانسی لگے گی۔ اِس پر بی بی رُکوّ نے عرض کی کہ باباجی! بابو ساون سنگھ جی تو آپ کے پریمی سیوک اَور کامل مُرید ہیں اگر بچنت سنگھ کے ساتھ ایسا ہُوا تو کیا بابو جی کو دُکھ نہ ہو گا۔ اِس پر باباجی مہاراج نے کوئی جواب نہ دیا۔ اِس کے بعد جب باباجی مہاراج بی بی رُکوّ کے ساتھ مہما سنگھ والا تشریف لے گئے تو ایک روز تمام رات بھجن میں بیٹھے رہے۔ صُبح اُٹھ کر بی بی رُکوّ کو بُلایا اَور فرمایا کہ میرے بستر کی رسّی کھول کر اِسے صحن کے درخت سے باندھ کر لٹکا دو۔ جب بی بی رُکوّ نے رسّی درخت سے لٹکا دی تو باباجی نے بچنت سنگھ کو بُلا کر رسّی کے دُوسرے سرے کا پھندہ بنا کر بچنت سنگھ کے گلے میں ڈالا اَور بی بی رکوّ کو حکم دیا کہ جب میں رسی کھینچوں تو چاقو کے ایک ہی وار

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitzed by eGangotri

سے سر سے اُوپر کی رسّی کو کاٹ دینا۔ جب بابا جی نے رسّی کو کھینچا تو بی بی رکّو نے اُسے ایک ہی وار سے کاٹ دیا۔ اِس کے بعد بابا جی مہاراج نے بچِنت سنگھ سے فرمایا، "جا تجھے سوامی جی مہاراج نے بخش دیا۔" یہ واقعہ سردار بچِنت سنگھ جی کبھی کبھی سُنایا کرتے تھے۔ بی بی رکّو سے بھی یہ بات میں ایک دو بار سُن چُکا ہُوں۔

حضُور کو بابا جی مہاراج نے ایک چِٹھّی میں سَت سنگی کی طرزِ زندگی (رہنی) کے بارے میں لِکھتے ہُوئے یہ ہِدایت فرمائی، "جس وقت سرکاری کام کر چُکو پھر کِسی کے ساتھ نہیں بولنا اَور شام کے وقت ۷ بجے سے ۸ بجے تک بھجن میں بیٹھنا۔ پھر آٹھ بجے سے دس بجے تک سَت سنگ کرنا۔ اِس کے بعد چاہے سو جانا چاہے پھر کپیّں مارتے رہنا۔ پھر صُبح کے ساڑھے چار بجے بھجن میں بیٹھ جانا۔ پھر دِن بھر سرکاری کام کرنا، ساتھ ہی باتیں کرتے رہنا، لیکن جِس وقت سرکاری کام سے چھُٹّی ہو، تب باتیں نہیں کرنا اَور نہ ہی غیر ست سنگیوں کے ساتھ بیٹھ کر وقت ضائع کرنا۔ روٹی اکیلے رسوئی میں بیٹھ کر کھانا۔ دُنیا میں چھُپے رہنا ہے جی۔ آپ کو تو لوگوں کے ساتھ کام کرنا ہے۔ رہن سہن آپ کا الگ ہونا چاہیئے جی۔ اگر آپ کو کوئی چیز مُفت میں دے تو نہیں لینی۔ جیسے مُرغابی دِن بھر پانی میں تیرتی ہے لیکن جِس وقت اُڑتی ہے، سُوکھی کی سُوکھی۔ اِس طرح سنسار میں رہنا ہے جی۔ خُود میری عرض ہے کہ آپ پر دَیا مہر پہنچے اِسی وقت جی۔"

اِس مُشکل رہنی پر مہاراج ساون سنگھ جی جیسے کامل اِنسان ہی چل سکتے ہیں۔ پھر چِٹھّی میں بابا جی کا حُکم ہوتا تھا کہ جِس وقت بھی سرکاری کام سے فُرصت مِلے، بھجن سمرن کرو۔ حضُور مہاراج جی بھی بابا جی مہاراج کے حُکم و ہِدایت پر چلنے کی پُوری کوشش کرتے تھے۔ اپنی ساری تنخواہ آپ بابا جی سے پُوچھ کر اُن کے حُکم کے مُطابق خرچ کرتے تھے۔ بابا جی کبھی کبھی خُود آپ سے آئندہ سال کی آمدنی کی تفصیل

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitzed by eGangotri

پُوچھتے اور پھر خرچ کرنے کے بارے میں ہدایت فرماتے۔ 25 نومبر 1898ء کی چٹھی میں آپ نے حضور کو لکھا، "یہ بھی لکھنا کہ روپیہ اِس سال میں کِتنا آئے گا۔ تنخواہ اور بھتہ اِکٹھا ہے یا الگ، لکھنا۔ پھر مَیں آپ کو اِس سال کی کمائی و خرچ کے بارہ میں بتاؤں گا اور آپ میری جان ہو جی۔ خُود میرے ساتھ رہو گے۔"

جب ڈیرہ میں چھوٹا ستسنگ گھر بن کر تیار ہو گیا تو اِس میں بابا جی مہاراج نے صِرف ایک ہی ستسنگ کیا۔ پریمی ستسنگیوں کے بار بار عرض کرنے پر فرمایا "یہاں ساون سنگھ جی ستسنگ کیا کریں گے۔"

اپنے مقامِ حق سِدھارنے سے کچھ مہینے پہلے آپ نے فرمایا۔ "ہمارا یہاں کا کام ختم ہو چکا ہے۔ پھر فرمایا، ہم بہت عرصے سے کام کرتے آئے ہیں۔ اِس کے بعد اب فانی دُنیا میں واپس نہیں آئیں گے۔"

رِحلت فرمانے سے کچھ مہینہ پہلے جُولائی 1903ء میں ایک اِتوار کے دِن بابا جی مہاراج نے حُکم دِیا کہ سب ستسنگی جا کر بھجن گھر میں بھجن میں بیٹھیں۔ آپ خُود نہیں گئے۔ بی بی رُکو اور ایک دِیگر ستسنگی بھی نہیں گئے۔ بابا جی مہاراج نے حُکم دِیا، کہ بی بی آپ دونوں بھی ستسنگ گھر میں جا کر بھجن میں بیٹھو۔ بی بی رُکو نے کہا کہ آپ جائیں گے تو ہم بھی جائیں گے۔ آپ چل کر ستسنگ کریں۔ بابا جی بولے، "تُم جاؤ تو سہی۔ ستسنگ کرنے والا وہاں بیٹھا ہے۔" بابا جی کے حُکم دینے پر بی بی رُکو اُس ستسنگی کے ساتھ گئی اور ستسنگی تو باہر کھڑا رہا اور بی بی رُکو ستسنگ گھر میں گئی۔ جب ستسنگ گھر کے اندر پاؤں رکھا تو بول اُٹھیں، "یہ کیا موج بدل گئی!" اور وہیں سے واپس لَوٹ آئیں۔ بابا جی کے پاس آ کر بولیں، "نہ چاچا جی کے درشن ہُوئے نہ آپ کے درشن ہُوئے اور وہاں تو بابو ساون سنگھ جی گدی پر بیٹھے ہُوئے ہیں۔"

اِس پر بابا جی مہاراج نے فرمایا، "بی بی حُکم مانو۔" اور پھر فرمایا، "جس

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitzed by eGangotri

دِن بابو ساون سنگھ پہلے دِن بابو کاہن سنگھ کے ساتھ آئے تھے، اُسی دِن مَیں نے تُم سے کہہ دِیا تھا کہ یہ پچھلا انکوری ہے۔ (پچھلی چتائی ہُوئی رُوح) اِس سے سوامی جی مہاراج رُوحانیت کا کام لیں گے، اَور ابھی اِس بات کو چُھپائے رکھنا۔"

اِس کے بعد بی بی رُکو نے سب سَت سنگیوں سے کہا کہ سب پھر سے بھجن میں بیٹھو، تب سبھی دوبارہ بھجن میں بیٹھے۔ جب بھجن سے اُٹھے تو بی بی رُکو نے پُوچھا، ٹھیک ٹھیک اَور سچ سچ بتاؤ کہ آج کِس کے دَرشن ہُوئے ہیں؟" تو سب سَت سنگیوں نے کہا کہ بابو ساون سنگھ جی کے درشن ہُوئے ہیں۔

اِس طرح باباجی مہاراج فانی جسم چھوڑنے سے کئی ماہ پہلے اپنے جانے کے اَور حضُور مہاراج ساون سنگھ جی کو اپنا جانشیں مُقرّر کرنے کے صاف صاف اِشارے دیتے رہے۔ اِنہی دِنوں، اِن باتوں کو سُن کر ایک سَت سنگی نے باباجی مہاراج سے کہا کہ مَیں تو آپ کے سِوائے کِسی کو نہیں مانوں گا۔ اِس پر باباجی مہاراج نے فرمایا کہ تُم لوگوں کا کبھی آواگون سے چُھٹکارہ نہیں ہوگا۔ تب سَت سنگی نے ہاتھ جوڑ کر عرض کی، سچّے پاتشاہ! مَیں تو بہُت بھُولا ہُوا ہُوں۔ مہربانی کر کے مُجھے اپنی بات سمجھائیے۔

باباجی نے جواب دِیا، "حاضرہ حضُور (موجُودہ) سنت جِسے اپنا جانشیں مُقرّر کرتے ہیں، وُہ اُن کی ہی صُورت ہوتے ہیں۔" پھر فرمایا، جِسے مَیں مُقرّر کرُوں گا، وُہ مُجھ سے بھی پُرجلال (تیجسوی) ہوگا۔ مَیں پوشیدہ رہا ہُوں، وُہ ظاہر رہے گا۔ مَیں تو ہر ایک کا لِحاظ رکھتا تھا، وُہ سِوائے پرمارتھی کے کِسی سے میل جول نہیں رکھے گا۔"

پھر باباجی نے کہا، "سنت مَت کی کِسی کو سمجھ نہیں آئے گی۔ جِسے سنت خُود سمجھ دیں گے، وہی سمجھے گا۔ اِنسان کو کیا خبر ہے؟"

ایک سَت سنگی نے پُوچھا کہ سنت ایک سے دُوسرے جِسم میں کِس

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitzed by eGangotri

طرح سما جاتے ہیں؟ اِس پر باباجی نے فرمایا کہ جس طرح پانی میں مصری گھل جاتی ہے پانی کا رنگ نہیں بدلتا، لیکن ذائقہ بدل جاتا ہے۔

خاکی جسم چھوڑنے سے تین چار مہینہ پہلے باباجی نے بھائی سرائین سنگھ اور بھائی مگھر سنگھ کو نام دان بخشا۔ یہ دونوں بہت عرصہ تک ست سنگ میں حضور مہاراج ساون سنگھ جی کے پاٹھی کے طور پر سیوا کرتے رہے۔ 26 دسمبر 1903ء کو باباجی نے مقام حق سدھارنے سے تین دن پہلے لالہ منگت رائے جی کو نام دان بخشا۔ لالہ منگت رائے جی حضور کے سب سے پہلے سیکرٹری تھے۔

جب سچ کھنڈ جانے میں کچھ ہی دن رہ گئے تھے۔ تو ایک ست سنگی نے ذکر کیا کہ حضور ہوتی مردان والے بابا کرم سنگھ نے اپنے جانے سے کئی دن پہلے کہہ دیا تھا کہ اب وہ خاکی جسم چھوڑ جائیں گے، اِس پر باباجی مہاراج نے فرمایا، "ہاں، مہاتماؤں میں طاقت ہوتی ہے کہ وہ چاہیں تو برسوں پہلے بتا دیں کہ ہم فلاں دن اور تاریخ کو جائیں گے۔" پھر آپ نے فرمایا، "ہمارے جانے میں اب مہینے یا ہفتے نہیں، بس کچھ دن ہی باقی ہیں۔"

یہ سُن کر سنگت کی آنکھوں میں آنسو بھر آئے۔ بھائی ملکھی رام نے بھرائی ہوئی آواز سے پوچھا، "حضور! ہمیں کس کے سپرد کر چلے ہیں؟"

باباجی مہاراج نے جواب دیا۔ "تم لوگ کوئی فکر نہ کرو۔ ہمارے بعد بابو ساون سنگھ کام کریں گے۔ اُن کا مجھ سے چوگنا تپ، تیج (جاہ و جلال) ہوگا۔ ہماری کمائی کے جوہر ہمارے جانے کے بعد ظاہر ہوں گے۔ بابو ساون سنگھ جی کے ذریعے لاکھوں جیووں کا کلیان ہوگا۔ گاؤں، گاؤں اور شہر شہر میں رادھا سوامی نام گونج اُٹھے گا۔"

باباجی کے آخری دنوں کے حالات کی اطلاع بی بی رُکو اور ملکھی رام جی کبھی کبھی حضور مہاراج ساون سنگھ جی کو دیتے رہتے تھے۔ اپنے 25 اکتوبر 1903ء

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitzed by eGangotri

کے خط میں بی بی رُکو لکھتی ہیں کہ تین چار دِن سے باباجی کا خیال زیادہ تر اندر میں ہی رہتا ہے اور فرماتے ہیں کہ اب رُوح اُوپر کی طرف جاتی ہے اور نیچے نہیں اُترتی۔ جب بات کرتے ہیں تو اچھی طرح سمجھاتے ہیں۔ پھر رُوح چڑھا لیتے ہیں۔ اور نہ کوئی بیماری ہے نہ کچھ تکلیف ہے، اور نہ کچھ دوا ہی لیتے ہیں۔ اور ایک دفعہ بی بی دیوان مہاراج جی کے پاس درشن کرنے گئی تو حکم فرمایا کہ اب بابو ساون سنگھ کو پکڑو۔

28 اکتوبر 1903ء کو مٹھا پور والے ست سنگی بھائی ملکھی رام جی ست سنگ میں آئے تو باباجی مہاراج نے اپنے پاس بُلا کر فرمایا، "کچھ پوشیدہ راز کھولنے کا ارادہ ہے۔ یہ بچن سوامی مہاراج کے حکم سے بولتا ہوں، سو تم لکھو، جو نامی پد کے گرد و نواح پوشیدہ دھاریں (دھنیں) ہیں۔ سو سوامی جی مہاراج کا حکم ہے کہ تحریری طور پر ظاہر کرو۔" اُس وقت بی بی رُکو بھی حاضر تھیں، اُس نے کہا کہ "پہلے ہی بہت بانی بڑے ہنس (سوامی جی) کی بولی ہوئی ہے۔ اگر بخشش کرنی ہے تو سوامی جی سے عرض کریں کہ سنگت پر اندرونی دَیا بخشیں، باہر لکھنے کی نہیں۔" اِس پر باباجی مہاراج کچھ دیر خاموش رہ کر بی بی رُکو سے بولے کہ مَیں نے سوامی جی مہاراج کے آگے عرض کر دی ہے۔

چار یا پانچ دسمبر کو باباجی مہاراج کے پاس کچھ ست سنگی بیٹھے ہوئے تھے۔ تب باباجی مہاراج نے فرمایا کہ پوش کی چتر دشی (چودھویں) انگریزی حساب سے دسمبر کی 28 تاریخ کی رات کو مجھے ضرور چلے جانا ہے۔[1] پھر کچھ پرمارتھی باتیں کیں۔ اور فرمایا کہ جو ستگورو کے حکم اور ہدایت کے اندر رہتے ہیں۔ وہ جیتے جی نجات حاصل کر لیتے ہیں۔

---

[1] باباجی مہاراج 28 دسمبر کی رات اور 29 کی صبح کے بیچ مقامِ حق کو رحلت فرما گئے۔

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitzed by eGangotri

باباجی کے رحلت فرمانے سے بارہ دِن پہلے بی بی رُکو نے عرض کی "باباجی مہاراج! آپ نے فرمایا تھا کہ چھ جانشیں مُقرّر کریں گے۔" اِس پر باباجی نے فرمایا کہ "پہلے میرا خیال تھا کہ چھ ہونگے۔ اب سوامی جی مہاراج کی موج ایک کی ہی ہے۔ سو ایک سے ہی چھ کا کام لیں گے اور یہ کام بابو ساون سنگھ جی سے لیا جائے گا۔"

مقامِ حق سدھارنے سے کچھ دِن پہلے آپ کی کوٹھڑی سے شبد (کلمے) کی ایسی زوردار گونج اور زبردست کشش تھی کہ بھائی منا سنگھ، بی بی رُکو و ایک اور سیوادار کے سوائے جو بھی کوٹھڑی کے اندر جاتا اُس کی رُوح ایکدم چڑھ جاتی اور وہ دونوں اُسے اُٹھا کر باہر لاتے۔

باباجی مہاراج 28 ردِسمبر کی رات اور 29 ر کی صُبح کے درمیان جوتی جوت سما گئے۔ اُس وقت حضور مہاراج ساون سنگھ جی ایبٹ آباد میں تھے۔ حضور نے ایک دفعہ باباجی مہاراج سے عرض کی تھی۔ "حضور اپنے آخری وقت اپنے قدموں کے پاس ہی رکھیئے گا۔" باباجی نے جواب دیا۔ "نہیں بچو! تم سہار نہیں سکو گے لیکن بعد میں سنسکار (آخری رسوم) سب تمہارے ہی ہاتھوں ہوگا۔"

حضور 29 ردِسمبر کی شام کو ڈیرہ پہنچ گئے۔ دوسرے دِن صبح 30 ردِسمبر کو باباجی کے جسمِ خاکی کا سنسکار حضور کے ہاتھوں سے ہُوا۔ باباجی مہاراج دورانِ حیات کئی بار ہدایت فرمایا کرتے تھے کہ اُن کے بعد اُن کی کوئی سمادھی، چبوترہ یا چھتری وغیرہ نہ بنائی جائے۔ باباجی کے پاک جسم کا سنسکار بیاس ندی کے کنارے کیا گیا۔ حضور مہاراج جی فرمایا کرتے تھے کہ جس جگہ باباجی مہاراج کا سنسکار کیا گیا تھا وہاں دوسرے دِن ہی دریا کا پانی چڑھ گیا۔ دریا وہ جگہ ہی بہا لے گیا جہاں سنسکار کیا گیا تھا اور اُن کے پھول (استھیاں) بھی نہ چُنے جا سکے۔

باباجی مہاراج بچپن سے ہی رُوحانیت کے پریمی اور حقیقت کے مُتلاشی

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitzed by eGangotri

تھے۔ 12 برس کی نازک عُمر میں آپ پانچ نام اَور رشبد کے بھید کی کھوج میں گھر سے نکل پڑے تھے۔ پانچ سال تک جگہ جگہ تلاش کرتے رہنے اور کئی مہاتماؤں سے مُلاقات کرنے کے بعد 17 برس کی عُمر میں سوامی جی مہاراج کے پاس آگرہ پہنچے اَور نام دان پایا۔ اُسی برس آپ فوج میں بھرتی ہو گئے اَور تقریباً 33 برس کی فوجی مُلازمت کے بعد 50 برس کی عُمر میں پنشن پاکر ریٹائر ہُوئے۔ آپ نے 78-1877ء سے نام کی بخشش شروع کی جبکہ آپ کی عُمر 39 برس کی تھی اَور فوج میں حوالدار تھے۔ 52 برس کی عُمر میں آپ دریائے بیاس کے کنارے ڈیرہ میں آکر مُستقل طور پر رہنے لگے اَور 2343 خوش قسمت اشخاص کو نام دان دیا۔ اور 29 دسمبر 1903ء کو 64 برس کی عُمر میں آپ مُقامِ حق کو کُوچ کر گئے۔

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitzed by eGangotri

باباجی مہاراج کے

چند بچن[1]

1

ہر وقت مَن میں یہ سمجھو کہ سب کام گورُو کا ہے، میرا کچھ نہیں۔ مَیں کسی لائق نہیں ہُوں۔ یہ سب گورُو کی بڑائی ہے۔ بھجن اَور سمرن روز روز کرنا باطن (اندر) میں سُرت اَور نرت میں یہ خیال رہے کہ مُرشد کے قدموں کی پناہ میں رہنا ہے۔ ستگورُو پر پکّا بھروسہ اور اُن سے صِدق دِلی سے پیار کرو۔ اُن کے بچن کے اندر مَن کو چلانا سب کچھ ستگورُو کا سمجھنا، اپنا کچھ نہیں جاننا۔ سب کچھ گورُو کا ہے۔ میں نہیں ہُوں رات اور دِن رُوح کو مُرشد کے قدموں میں رکھنا ہے۔ دُنیا کا کاروبار جھوٹا جان کر کرنا۔ شبد سرُوپ ستگورُو کو حاضر و ناظر سمجھنا۔

2

اگر چودہ لوک کا راج مِلے تو خُوشی نہیں ہونی چاہیئے۔ کیونکہ وُہ جھوٹا ہے اَور جانے والا ہے۔ جھوٹی چیز سے پیار کرو گے تو دھوکا کھاؤ گے اَور اگر وُہ راج واپس لے لیا جائے تو ناراض نہیں ہونا۔ کیونکہ جس نے دیا، اُسی نے لے لیا۔ اُسی کا تھا اَور جھوٹا تھا۔ کوئی کیسی ہی عزّت مان کرے یا بُرائی کرے تو عزّت

---

[1] حضُور مہاراج ساون سنگھ جی اور ستسنگیوں کو لکھے گئے باباجی مہاراج کی چٹھیوں میں سے لئے ہُوئے بچن۔

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitzed by eGangotri

وتعریف سے خُوش نہیں ہونا چاہیئے۔ اَور بُرائی سے ناراض نہیں ہونا چاہیئے، ہمیشہ مالِک کی رضا میں راضی و خُوش رہنا چاہیئے۔ جہاں بھی رکھے اَور جیسا بھی رکھے، اُسی حال میں خُوش رہنا جب اِن کا مَن پر اثر نہ ہو اَور مَن ہمیشہ ساکن رہے۔ پھر "شبد دُھن" کی راہ پر مقامِ حق جانے کی بخشش مُرشد کی رحمت سے روز روز ہوتی ہے۔

3

آپ لوگوں نے لکھا ہے کہ بھجن نہیں ہوتا۔ یہ کوئی لاچاری نہیں ہے جی۔ یہ تو آپ کی غفلت اَور لاپرواہی ہے، کیونکہ آپ کا مَن دونوں وقت روٹیاں اَور اچھی اچھی چیزیں کھانے کی خواہش کرتا ہے، اَور کھاتا ہے۔ اَور بھجن سمرن جو سب کچھ دے رہا ہے، جس کی کمائی کے لئے یہ اِنسانی وجُود مِلا ہے جو کہ خُود نرائن دیہہ ہے اَور جس میں وُہ کُل مالِک سے مِل سکتا ہے، تو کیا ایسی چیز (انمول جنم) یُوں ہی فضُول چلی جائے جی؟ آپ کہتے ہیں کہ نوکری سخت ہے، لیکن رات کو گاؤں کے لوگ ساری ساری رات ہل چلاتے ہیں، رہٹ چلاتے ہیں، گنّے کا بیلنا چلاتے ہیں، کھیتوں میں پانی دیتے ہیں۔ یہ سب کام رات کو ہی کرتے ہیں۔ آپ کی زِندگی کامیاب ہے، کیونکہ آپ کو ستگورو پُورے مِلے ہیں۔ راستہ پُورا مِلا ہے آپ جو فِکر کرتے رہتے ہیں، اُتنی دیر بھجن کیوں نہیں کرتے، تاکہ وقت لیکھے میں ہو۔

4

اپنی حق حلال کی کمائی کے سوائے کبھی کِسی کا کچھ نہیں کھانا چاہیئے۔ یہ رُوحانیت کی پہلی سیڑھی ہے۔ چاہے ساری دُنیا کا راجہ ہو، تب بھی اِنسان کو اپنے حق کی، اپنے ہاتھوں سے کمائی کر کے کھانی چاہیئے۔ سو اپنے حق کی کمائی کرو۔ آپ بھی کھاؤ، اَوروں کو بھی دو، گھر والوں کو بھی دو، اَور حسبِ توفیق سادھ سنگت کو بھی دو۔

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitzed by eGangotri

5

ہر وقت یاد رکھو کہ اِس دُنیا سے ضرور چلے جانا ہے۔ جو کچھ اِس من کے کہے پر لگ کر کریں گے، اُس کی سزا ضرور بھگتیں گے۔ مَن کو ہر وقت یہ سمجھاؤ کہ ستگورو کے حکم میں رہے۔ پھر سب کرنی ہو گئی۔

شہر میں رہنا ہے۔ لیکن اُجاڑ میں رہنے کی طرح لاتعلق رہنا ہے۔۔۔۔ کسی دُنیاوی کام میں مُستقل طور پر مَن نہیں لگانا۔ جیسے مہمان سب کام کرتا ہے لیکن مَن میں یہ سمجھتا ہے کہ یہ میرا گھر نہیں ہے۔ سو کُل دُنیا و اُس کے اَسباب جھوٹے ہیں۔ اَور جھوٹے جان کر کیے جانا ہے۔ مَن اَور رُوح کو ست گورو کے قدموں میں لگائے رکھنا ہے۔

6

سب سے بڑی کرنی (عمل) یہ ہے کہ اِنسان "مَیں، میری" کو چھوڑ کر الگ ہو جائے کہ 'مَیں' نہیں، سب کچھ ستگورو کا ہے۔ میرا کچھ نہیں۔ "مَیں" اندر سے پُوری طرح نکل جائے۔ پھر جو کچھ یہ کرے، خُود مالِک سب کام آپ آکر کرتا ہے۔

7

سب کو یہ تاکید ہے کہ بھجن سمرن روز روز کرنا، کیونکہ سوائے بھجن کے کوئی چیز اپنی نہیں ہے۔ دُنیا کا کوئی بھی سامان دیکھ کر بھول نہیں جانا۔ پھر یہ وقت ہاتھ نہیں آنا ہے۔ مَن کی خواہشوں کے پیچھے مَت جاؤ، صِرف ستگورو کے نام کے اندر رہو، مَن کے کہے نہیں چلنا، دُنیا کا کام کرنا، لیکن پیار اَور بھروسہ ست گورو کے چرنوں میں رکھنا کیونکہ سانس اَور گراس (لُقمے) گِنے ہُوئے ہیں۔ دُنیا کا کام پیٹ کے لیئے ہے۔ بھجن اپنے اُدّھار (آواگون سے نجات) کے لیئے ہے۔ یہ دو کام کرنے ہیں۔ باقی (کے لیئے) مَن کو جواب دے دو کہ تیرا کہنا نہیں ماننا ہے، دِل میں مُرشِد کی ہدایت ہمیشہ سامنے رکھو۔

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitzed by eGangotri

8

بیماری میں گھبرانا نہیں بلکہ ایسا سمجھنا چاہیئے کہ رُوح، جسم و جان (جیو، پنڈ و پران) سب ستگورُو کے ہیں اور ہیں بھی ضرور ستگورُو کے ہی۔ سُکھ دُکھ جو اِس زندگی میں بویا ہُوا ہے سو اپنا پھل ضرور دیں گے۔ دُکھ کو سُکھ سمجھو، برداشت کرو۔ شری گورُو گرنتھ صاحب کا بچن ہے۔

جے سُکھ دیہہ تہ تُجھہِ ارادھی، دُکھ بھی تُجھے دھیائی
جے بُھکھ دیہہ تہ اِتھی راجا، دُکھ وِچ سُوکھ مَنائی

(آدگرنتھ، محلہ 4، صہ 757)

اِن ہدایتوں کو یاد کرو اور اپنے مَن کو اِن پر قائم کرو۔ حضُور سوامی جی دین دیال کا بچن ہے کہ "دُکھ کی گھڑی غنیمت جانو" دُکھ کی گھڑی سب سے بہتر ہے۔ کیونکہ اِس میں مالِک یاد آتا ہے۔ سو دَیا مہر سے دُکھ آتا ہے۔ یوں ہی نہیں آتا۔ سو دُکھ میں گھبرانا نہیں چاہیئے۔ خیال مالِک کی طرف رکھنا چاہیئے۔ ستگورُو سب کے کرتار ہیں، جس چیز کو اچھا سمجھیں گے سو دے دیں گے اگر سُکھ سے فائدہ ہوتا ہے تو سُکھ دیں گے اور اگر دُکھ سے فائدہ ہوگا تو دُکھ دے دیں گے۔ سو دُکھ سُکھ ایک سا سمجھو۔

9

پکّا یقین کرو کہ دُنیا ہمیشہ ایک خواب کی طرح ہے۔ اور اِس کے رِشتے بھی صرف خواب کی طرح ہیں۔ اِن کو اچھی طرح دِل سے جھوٹا جان کر دُنیا کا کاروبار کرو۔ سمرن کو ہمیشہ دِل میں رکھو۔ شبد ہی سچّا دھن ہے۔ باقی سب جھوٹ ہے اور ستگورُو کا بچن سچّا ہے۔ کبھی غلط نہیں ہوتا۔ اِسے ہمیشہ دِل میں رکھو اور سمرن کو ہمیشہ ہردے میں رکھو۔ اور شبد دھن (ندائے کلمہ) میں پیار اور بھروسے کے ساتھ اپنے مَن اور رُوح کو لگاؤ اور اُسی میں محو ہو جاؤ، جس وقت بھجن میں بیٹھو اور شبد دھن کو سُنو، دُنیا کی سب فکر چھوڑ دو۔ اِس سے بڑھ کر اور کچھ

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitzed by eGangotri

نہیں، روز روز اِس (ابھیاس) کو بڑھاؤ، کم نہیں کرنا۔

10

پاک ہونا، مقامِ حق میں پہنچنے کی طاقت حاصل کرنا، الکھ، اگم اگوانامی رادھا سوامی کے دیش پہنچ کر اُس میں سما کر آنند لینا اور تمام بندھنوں سے رہا ہو کر آزاد ہو جانا۔ یہ سب شبد دُھن کو، جو ستگورُو کا سروپ (صورت) ہے روز روز سُن کر اُس کی دَیا مہر سے ہی مُمکن ہو سکے گا۔ لیکن شرط یہ ہے کہ مُرشد کی جسمانی صورت سے پیار ہو۔ اُسی پیار سے وُہ درجہ مِلے گا۔ سو پہلے اِسی سروپ سے مِل سکتا ہے۔ جسے اِس پر پکّا یقین یا بھروسہ نہیں آیا۔ اُسے کچھ نہیں مِلے گا۔ کیونکہ وُہ جو کُل مالک پُورن دھنی اَنامی رادھا سوامی ہے۔ وُہ خود انسانی جامہ میں سنت صورت ہو کر جیووں کے لئے آیا ہے۔ جسے اُس کے ساتھ پیار ہو گیا اور یقین آ گیا کہ یہی سب کچھ ہے۔ وُہ شبد دُھن (کلمۂ الٰہی) کو پکڑ کر نجات پا گیا۔

11

بھجن سمرن روز روز کرنا، ہر وقت یہ سمجھنا کہ اپنی چیز یہاں کوئی بھی نہیں ہے، جو ہماری آخری وقت مدد کرے گی۔ صِرف ایک ست گورُو اور شبد دُھن اور اُن کی دَیا مہر کے سوائے اِس کی کوئی بھی مدد نہیں کرے گا۔ اِس لئے جسم سے تو کام دُنیا کے کرو اور مَن و سُرت، (رُوح) نِرت سے کام اصلی گھر کا کرو ــــ ستگورُو کا کام ــــ بھجن اور سمرن کرو۔ من میں کبھی کسی چیز کا غرُور نہ آئے کہ یہ میری ہے۔ نہیں، چاہے برہمانڈ کا راجہ بھی ہو جائے تو بھی یہ سمجھنا ہے کہ میرا اِس میں کوئی حِصّہ نہیں ہے۔ مَیں صِرف کارِندہ، نوکر ہُوں۔ جو کوئی چیز ہے وُہ سب ستگورُو کی ہے۔ مَیں کچھ نہیں ہُوں۔ ہر وقت ست گورُو کی ہدایت مَن کے سامنے رہے۔ مَیں نہیں، مَیں نہیں جی! اور سمرن ہر وقت دِل میں رہے۔ ستگورُو کی صُورت ہر وقت، کاروبار کرتے وقت مَن کے سامنے رہے۔ یہ دُنیا کا کاروبار

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitzed by eGangotri

تو آپ کو نوکری کے طور پر دیا ہے۔ سب خواب کی مانند ہے، آپ کی قسمت نہایت اچھی ہے کہ آپ کو مقامِ حق کو پہنچنے کا راستہ ملا ہے۔ ایک دن ست گورو سچکھنڈ (مقامِ حق) لے جائیں گے۔ اپنا آپ چھوڑ کر اُن کی شرن پکی کرو۔

12

بھجن سمرن روز روز کرنا۔ کیونکہ بھجن سمرن کی کرنی (عمل) انسانی وجود میں ہی ہو سکتی ہے۔ مالک ہمیں انسانی جامہ میں مل سکتا ہے۔ مگر مکمل راستہ، کامل مرشد کا وصال اور پورا یقین اور پیار من میں آجائے، کبھی بھی (بھروسے میں کمی یا شک) بے یقینی یا کسی قسم کے شک و شبہ کی بات دل میں نہ آئے۔ تو پھر کام پورا ہو۔ نام سے بڑا کوئی رتبہ نہیں ہے۔ آپ کو راستہ بھی پورا ملا ہے۔ من بیری کی خام خیالی سے بچو! جو بھی من کی قیاس آرائیاں ہیں، سب جھوٹی ہیں۔ من کے غلط خیال اور خواہشات نے ہی ساری دنیا کو دکھ سکھ کے کنوئیں میں باندھ کر ڈال رکھا ہے۔ ستگورو کے حکم میں رہو، اور شبد دھن کو پریم پیار سے سنو۔

13

جو بھی کام کرتے ہو دل میں سمجھو کہ سب کام ستگورو ہی کرتے ہیں۔ میں کچھ نہیں کرتا۔ چاہے دنیاوی ہو چاہے روحانیت کا۔ سب کام ستگورو کا ہے۔ "میں" نہیں، سب "تو" ہی ہے، سب ستگورو ہی ہیں۔

ہر کاروبار میں یہ سمجھو کہ ہم کچھ نہیں کرتے، سب اچھے کام آپ مرشد کرتے ہیں اور برے کام اپنا نفس کرتا ہے، لیکن وہ نہیں کرنے۔ نفس کے کہے پر نہیں چلنا۔

14

جو کچھ کرنا، کہنا ہے سب خود رادھا سوامی کے حکم سے ہو رہا ہے۔ بغیر اُس کے کوئی کچھ نہیں کر سکتا۔ پکا بھروسہ رکھو، انسان کچھ نہیں کر سکتا۔ نہ کچھ گھٹا سکتا ہے، نہ کچھ بڑھا سکتا ہے۔ جو کچھ اِس کی (انسان کی) قسمت میں اِس کے لائق ہوتا ہے۔

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitzed by eGangotri

جو کچھ دُنیا میں ہوتا ہے، اِنسان کے ذریعہ ہی آتا ہے۔ جو کچھ اِس کی قسمت کے مُطابِق (چھینا) جاتا ہے۔ اِس سے لینا ہے یعنی قسمت سے زیادہ نہیں دینا ہے۔ تو اِنسان کے ذریعہ ہی چھین لیا جاتا ہے۔ سو کبھی کوئی فِکر نہ کرنا۔ جو اپنی قسمت میں ہے، اُسے کبھی کوئی چھین نہیں سکتا۔ اپنی قسمت پر خُوش رہو، زیادہ نہیں مِلنا ہے، نہ کم ہی مِلنا ہے۔ جتنا حضُور دِین دیال، اَنامی رادھا سوامی (کُل مالِک) کی مَوج ہوگی۔ اُتنا ہی مِلے گا اور اُسی میں خُوش رہو۔

15

جس دِن اِنسان کو پُورے ست گُورو مِلے اور اُنہوں نے نام دُھن پکڑائی تو سب کچھ اُسی وقت ہو گیا۔ وہ شبد دُھن چاہے کبھی کم ہو، بڑھے یا ہٹ جائے۔ یہ چاہے اُسے نہ سُنے لیکن وہ ایک جیسی ہی ہے۔ ستگُورو کی دی ہُوئی بخشِش کو کوئی مِٹا نہیں سکتا۔

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitzed by eGangotri

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitzed by eGangotri

2

حضُور مہاراج

ساون سِنگھ جی

اِبتدائی زِندگی

ڈیرہ کی بُنیاد تو بابا جیمل سِنگھ جی مہاراج نے رکھی، لیکن مَوجُودہ ڈیرہ کے تعمیر کرنے والے حضُور مہاراج ساوَن سِنگھ جی تھے۔ اُن کے زمانہ میں ڈیرہ نے دِن دُگنی رات چوگُنی ترقّی کی۔ اَور ڈیرہ ایک کچّی کوٹھڑی سے ترقّی کرتا ہُوا ایک خُوبصُورت بستی بن گیا۔

حضُور کی پیدائش و خاندان

حضُور مہاراج ساوَن سِنگھ جی کا جنم ۷ ساوَن سمت ۱۹۱۵ بمُطابِق ۲۰ جُولائی ۱۸۵۸ء بروز منگلوار آپ کے ننہال موضع جٹانہ میں ہُوا۔ آپ موضع مہاسِنگھ والا، ضِلع لُدھیانہ کے ایک مُعزّز گریوال خاندان کے رُکن تھے۔ حضُور کے دادا صاحِب شیر سِنگھ جی تھے۔ جو ۱۹۱۴ء تک زِندہ رہے۔ ۱۱۵ سال کی عُمر میں اُنہوں نے وفات پائی۔ آپ کے والِد صاحِب سردار کابُل سِنگھ جی فوج میں صُوبیدار میجر تھے۔ اُن دِنوں برٹِش سرکار میں ہِندوستانیوں کو مِلنے والا یہ سب سے اعلےٰ عُہدہ تھا۔ حضُور کی

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitzed by eGangotri

والدہ صاحبہ کا نام ماتا جیونی جی تھا۔ آپ کا خاندان علاقہ میں تین خوبیوں کے لئے مشہور تھا: جسم کی خوب صورتی، اعلیٰ چال چلن، اور سادھو مہاتماؤں کی سیوا کا شوق۔ سادھو مہاتما آپ کے یہاں برابر آتے رہتے تھے۔ انہیں کھانا، کپڑا اور راستے کے لئے خرچ تو ملتا ہی لیکن اور بھی جس چیز کی ضرورت ہوتی مل جاتی تھی حضور کی پیدائش سے تین سال پہلے ایک مہاتما نے پیشینگوئی کی تھی کہ اس خاندان میں ایک لاثانی اور تیجسوی بچے کا جنم ہوگا۔ جو پرماتما کا بھگت، خدا پرست ہوگا اور جس کا نام ساری دنیا میں مشہور ہوگا۔

نام کرن

حضور کے جنم کے دو دن بعد حضور کے دادا شیر سنگھ جی نے پاس کے گاؤں گوجروال میں گورودوارے کے گرنتھی کو پوتا ہونے کی خوشخبری سنائی تو اس نے ہری گورو گرنتھ صاحب کا پرکاش کر کے "واک" لیا اور بتایا کہ ہری گورو گرنتھ صاحب تو بچے کا نام ساون سنگھ بتلاتے ہیں۔ بابا شیر سنگھ جی نے خوش ہو کر کہا کہ ان کے دل میں بھی پچھلے دو دن سے یہی نام بار بار آ رہا ہے۔ پچھلے سال موسم برسات میں بالکل بارش نہیں ہوئی تھی۔ گرمی سے کھیت سوکھ گئے تھے۔ اس سال بھی ابھی تک موسم برسات میں بارش بالکل ہی نہیں ہوئی تھی۔ گرمی سے کھیت جھلس رہے تھے، پیڑ پودے سوکھ رہے تھے۔ اور خوف ناک قحط پڑنے کا خوف تھا۔ ایک مہینے سے کسان آسمان کی طرف آنکھیں لگائے تاک رہے تھے۔ لیکن حضور کی پیدائش کے دن صبح سے بارش شروع ہو کر شام تک لگاتار ہوتی رہی اور اس کے بعد تو سارا مہینہ ہی خوب بارش ہوتی رہی۔ کنوئیں اور تالاب پانی سے بھر گئے۔ خشک کھیت لہلہانے لگے۔ سب کی زبان پر یہی بات تھی کہ یہ بچہ بڑا خوش قسمت ہے۔ اس نے آتے ہی سب کچھ ہرا بھرا کر دیا۔ ورنہ قحط کے آثار دکھائی دینے لگے تھے۔

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitzed by eGangotri

حضُور کا بچپن

حضُور مہاراج جی کی ماتا جی جیونی جی فرمایا کرتی تھیں کہ ایک عجیب بات تو حضُور کے بچپن سے ہی دیکھنے میں آتی ہے۔ حضُور چھوٹی عُمر میں بھی کبھی روتے یا چلاّتے نہ تھے۔ اور نہ ہی عام بچّوں کی طرح کسی چیز سے ڈرتے تھے۔ بیخوفی اور خُوشی تو بچپن ہی سے آپ کے مزاج میں شامل تھی۔ دو تین مہینے کی عُمر میں ہی اُن کی عادت تھی کہ صُبح چار بجے جاگ اُٹھتے اور پلنگ پر لیٹے لیٹے دیئے کی (جوت) لَو کو ٹکٹکی باندھ کر دیکھتے رہتے۔ پہلے تو پلنگ پر چُپ چاپ لیٹے رہتے۔ پھر دِن چڑھنے کے وقت اپنی سُریلی آواز میں کچھ گُنگنانا شروع کر دیتے۔ کئی بار لیٹے لیٹے اپنے آپ ہی مُسکراتے اور ہنستے رہتے۔ خُوب صُورت اور دِلفریب اِتنے تھے کہ ہر ایک کا دِل گود میں لینے کو کرتا۔ یہی دِل کش حالت آخری دِنوں تک بڑھاپے میں بھی رہی۔ ماتا جی کے اُٹھانے پر اُن کے پاس خُوشی سے جاتے۔ خُوراک بچپن سے ہی بہُت کم تھی۔ لیکن خُوراک کم ہونے پر بھی جِسم کی خُوب صُورتی یا طاقت میں کبھی کوئی کمی نہیں ہُوئی۔ جب ماتا جی صُبح سُکھمنی صاحب اَور جپ جی صاحب کا پاٹھ کرتیں تو آپ بڑے دھیان سے چُپ چاپ لیٹے ہُوئے سُنتے رہتے۔ اَور کبھی کبھی اِس دَوران آپ کا چہرہ ایک دِل کش مُسکراہٹ سے کھِل اُٹھتا۔

آپ چھوٹی عُمر میں گھر سے باہر بچّوں کے ساتھ کھیلنے بہت کم جاتے تھے۔ زیادہ تر اپنے گھر کے صحن میں اور گھر کے سامنے ہی کھیلتے رہتے۔ وہیں اَور لڑکے بھی آجاتے۔ پڑھائی کے دِنوں میں بھی اکثر اکیلے ہی پڑھا کرتے۔ کتابوں کو بہُت سجا کر صاف سُتھرا رکھتے۔ صفائی کی آپ کو شروع سے ہی عادت تھی۔ کبھی آپ کے ہاتھوں پر، کسی کاپی کتاب یا کپڑوں پر سیاہی کے دھبّے نہیں دیکھے گئے۔

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitzed by eGangotri

جپ جی صاحب کا پاٹھ

ماتا جیونی جی ہر روز صبح سورج نکلنے سے پہلے اُٹھ کر جپ جی صاحب کا پاٹھ کیا کرتی تھیں۔ آپ کا دستور تھا کہ جب تک پاٹھ نہ کر لیتیں، کچھ کھاتی پیتی نہ تھیں ایک بار جب حضور کی عمر نو برس کی تھی، ماتا جی کو بہت تیز بخار آ گیا۔ بخار میں بھی دو تین دن تو وہ نہا دھو کر حسبِ معمول جپ جی صاحب کا پاٹھ کرتی رہیں۔ لیکن چوتھے دن بخار نے اتنا کمزور کر دیا کہ بستر سے اُٹھنا مشکل ہو گیا۔ چارپائی پر لیٹے لیٹے پرماتما سے معافی مانگ رہی تھیں، تبھی مہاراج جی نے اُن کے پاس آ کر پوچھا، "ماں آج جپ جی صاحب کا پاٹھ نہیں کرو گی؟" ماتا جی کو بہت بیمار دیکھ کر بولے، "ماتا جی آج پاٹھ میں کر دوں؟" اور پاٹھ شروع کر دیا۔ ماتا جی کی حیرانی کی کوئی حد نہ رہی جب بچے نے 8 چوپائی، چھند اور ایک شلوک کا پاٹھ پریم سے صحیح طور پر کرتے ہوئے سنا دیا۔ ماتا جی کے خوشی سے آنسو بہنے لگے اور بچے کو گلے سے لگا لیا اور پیار سے اُس کا ماتھا چوما۔

دن چڑھتے ہی سارے گاؤں میں خبر پھیل گئی کہ چھوٹے سردار جی نے اتنی چھوٹی عمر میں جپ جی صاحب کا پاٹھ زبانی سنا دیا ہے۔ آدمی و عورتیں جھنڈ کے جھنڈ آنے لگے۔ جب آس پاس کے گاؤں نارنگ وال اور گوجر وال سے بھی کچھ نمبردار آئے تو ماتا جی نے اُن سے کہا، "بھائی ایسے ہی کسی نے جھوٹ کہہ دیا ہے۔ بچے کو کچھ نہیں آتا۔" لیکن لوگوں کو بھلا کون روک سکتا تھا۔ تنگ آ کر دوسرے دن ماتا جی بچے کو لے کر اپنے مائیکے موضع جٹانہ چلی گئیں۔ سوچا کہ ایک تو شکل پورن ماشی کے چاند جیسی اور ازحد ذہین اور اس پر بچے کی میٹھی میٹھی باتیں، کہیں بچے کو نظر نہ لگ جائے۔ ان کے پتا جی کے پاس آئے ہوئے ایک مہاتما بولے۔ "بیٹی! اس کے دیدار سے تو بری نظر کا اثر دور ہو جاتا ہے، اس کو بھلا کس کی نظر لگ سکتی ہے؟" ماتا جی نے کہا، "نہ مہاراج میرے بچے کو لکا (پوشیدہ) رہنے دو، کہیں آپ کی یہ بات پھیل گئی تو لوگوں سے پیچھا چھڑانا مشکل ہو جائے گا۔"

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitzed by eGangotri

حصُولِ علم

حضُور نے اِبتدائی تعلیم نارنگ وال گاؤں کے ایک سکُول میں حاصِل کی۔ نارنگ وال کی حد مہماسِنگھ والا سے ملتی ہے۔ حضُور کا سکُول گھر سے ایک مِیل دُور تھا۔ آپ صبح جاتے اور بعد دوپہر واپس آتے۔ اِس کے بعد حضُور گُوجر وال گاؤں کے مِڈل سکُول میں داخل ہو گئے۔ گوجر وال سکُول حضُور کے گھر سے دو ڈھائی مِیل دُور تھا۔ حضُور پیدل ہی سکُول جاتے اور دوپہر کا کھانا ڈِبّے میں رکھ کر ساتھ لے جاتے۔ اور شام کو واپس آتے۔

آپ بچپن ہی سے بڑے ذہین و محنتی تھے۔ ہمیشہ اپنی جماعت میں اوّل رہتے۔ اپنے اُستادوں کی والِد کے برابر عزّت کرتے۔ آپ کے قابلِ تعریف برتاؤ اور نیک چال چلن سے اُستاد ہمیشہ آپ سے خُوش رہتے۔ اپنے فارسی کے اُستاد مُنشی جی کا حضُور اکثر ذِکر کیا کرتے اور فرماتے کہ آپ خُود کُنوئیں سے پانی نِکال کر مُنشی جی کو غُسل کراتے اور اُن کے گھر کا سارا کام کاج خُوشی سے کرتے۔ تعلیم مُکمّل کرنے کے بعد نوکری کے دِنوں میں بھی آپ اپنے پُرانے اُستادوں کو وقتاً فوقتاً کوئی نہ کوئی تُحفہ بھیجتے رہتے۔ آپ کے ایک اُستاد پنڈت دَولت رام آپ کے ریٹائر ہونے کے بعد بھی کئی بار ڈیرہ میں آکر آپ سے مِلا کرتے تھے۔ حضُور اُن کی بہُت عزّت کرتے تھے۔ پنڈت جی بتایا کرتے تھے کہ حضُور ایبٹ آباد اور کوہ مری سے ہمیشہ اُن کے لئے گرم پوٹّو بھیجا کرتے تھے۔ پنڈت جی کہتے کہ ہم شرُوع سے ہی کہا کرتے تھے۔ کہ یہ لڑکا ایک دِن بہُت بڑا آدمی بنے گا۔

گُوجر وال سکُول سے پاس ہونے کے بعد حضُور لُدھیانہ کے مِشن ہائی سکُول میں داخِل ہُوئے۔ لُدھیانہ مہماسِنگھ والا سے چودہ مِیل کے فاصلہ پر ہے۔ اُن دِنوں لُدھیانہ دُھوری والی ریلوے لائن نہیں تھی۔ حضُور ہر سنیچر وار کو سکُول سے چھُٹی

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitzed by eGangotri

ہونے پر پیدل چل کر مہما سنگھ والا پہنچتے اور سوموار کو صبح سویرے ہی لدھیانہ کے لئے چل پڑتے۔ جب سوموار کو گھر سے روانہ ہوتے تو ایک ہفتے کا راشن (آٹا، دال وغیرہ) خود اٹھا کر ساتھ لے جاتے۔ اِس طرح پیدل چلنے اور سیر کرنے کا آپ کو بچپن سے ہی شوق اور ابھیاس ہو گیا تھا، بعد میں 80 - 85 برس کی عمر میں بھی حضور ست سنگ کے لئے کئی کئی میل پہاڑوں میں پیدل چلا کرتے تھے، جہاں اُن دِنوں موٹر وغیرہ کی سواری کے لائق سڑکیں نہیں تھیں، پہاڑوں کی چڑھائی پر بھی آپ اِس پھرتی سے چڑھتے کہ کئی نوجوان بھی تھک کر پیچھے رہ جاتے۔

سرکاری نوکری

تعلیم ختم کرنے کے بعد آپ کچھ عرصہ گھر پر کھیتی کے کام کاج کی نگرانی کرتے رہے لیکن کچھ ہی دِنوں بعد آپ کو پنجاب کے محکمہ سنچائی (انہار) میں نوکری مل گئی اور آپ ضلع روہتک میں گوہانہ نہر پر ایک سال تک ضلع دار کے عہدے پر کام کرتے رہے۔ اِس علاقے میں ملیریا بخار کی بہت شکایت ہوتی تھی۔ آپ کو یہاں کی آب و ہوا موافق نہ آئی اور بخار کی وجہ سے نوکری چھوڑ کر گھر واپس آ گئے۔ دراصل آپ کی دِلچسپی فوج کی نوکری میں زیادہ تھی۔ فوجی نوکری آپ کا خاندانی پیشہ ہونے کی وجہ سے آپ کو بھی اِسی طرف جانے کا شوق تھا۔ اِس لئے گوہانہ سے لوٹ کر صحت یاب ہو جانے کے بعد آپ پنجابی پلٹن نمبر 14 میں بھرتی ہو گئے۔ چار پانچ مہینوں کی فوجی ٹریننگ کے بعد کرنل صاحب نے آپ کو فوجی افسروں کو پڑھانے کے لئے ٹیچر کا کام دے دیا۔ لیکن کچھ عرصہ بعد انگریز افسروں کی صلاح پر آپ تھامسن کالج رُڑکی میں اوورسیئر کی کلاس میں پلٹن کی طرف سے داخل ہو گئے۔

تھامسن انجینئرنگ کالج رُڑکی میں حضور ہر مضمون میں بہت اچھے نمبروں سے پاس ہوتے رہے، کپورتھلہ کے ریٹائرڈ ایس۔ ڈی۔ او پنڈت بنسی لال جو کہ

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitzed by eGangotri

رُڑکی میں حضُور کے ہم جماعت تھے۔ وہ حضور سے مِلنے ڈیرہ آتے رہتے تھے وہ بتایا کرتے تھے کہ حضُور نہایت ذہین اور محنتی طالب علم تھے اور اپنے پروفیسروں کی بہُت عزّت کرتے تھے، اِسی لِئے پروفیسر بھی آپ کی طرف خاص توجہ دیتے تھے۔ ایک بار پنڈت جی نے مذاق کے طوَر پر حساب کے پروفیسر سے کہا، "پروفیسر صاحب فیس تو ہم بھی اِتنی ہی دیتے ہیں جتنی کہ یہ دیتا ہے لیکن وقت آپ ہمیں اِن سے ایک تہائی بھی نہیں دیتے۔" پروفیسر صاحب نے جواب دیا۔ "تعلیم حاصل کرنے کا شوق خُود ہی اُستاد کو مُتوجّہ کر لیتا ہے۔ تُم سارا دِن باتیں بناتے رہتے ہو، یہ کام کرتا ہے۔ اِس کے شوَق اور لگن کی وجہ سے ہم بھی اِس کے شوَق کو پُورا کرنے پر مجبُور ہو جاتے ہیں۔

پنڈت جی بتایا کرتے تھے کہ حضُور اپنے کالج میں نہایت ہر دِلعزیز تھے طالب علم اور پروفیسر سبھی آپ کی عزّت کرتے تھے۔ آپ کو صفائی بہُت پسند تھی۔ ہوسٹل میں آپ کا کمرہ صفائی کا نمونہ تھا۔ فرش ہمیشہ صاف ہوتا۔ پلنگ پر صاف سُتھری چادر بچھی ہوتی۔ کاپیاں، کتابیں، اوزار بکس، قلم دوات سبھی ترتیب سے میز پر رکھے ہوتے۔ حالانکہ آپ فِطرتاً بہُت کم بولتے تھے۔ لیکن ہنسی مذاق میں سب کا ساتھ دیتے اور ہمیشہ خُوش رہتے تھے۔ آپ اکثر مُطالعہ میں ہی مشغُول رہتے تھے اور کمرے کا دروازہ اندر سے بند رکھتے۔ آپ کے شانت اور سنجیدہ مزاج کا ہم جماعتوں پر بہُت رُعب تھا۔ فراخدِل آپ اِتنے تھے کہ جو بھی چیز کوئی ہم جماعت مانگتا آپ فوراً دے دیتے۔ پنڈت جی کہا کرتے تھے۔ "سچ پُوچھو تو رُڑکی کالج میں اپنی تعلیم کے دِنوں میں مَیں نے کاغذ کاپی، پنسل، قلم، دوات وغیرہ کوئی چیز اپنے پیسے سے خریدی ہی نہیں۔" حضُور اِس پر ہنس کر فرمایا کرتے، بھائی پنڈتوں کی بھینٹ پُوجا (شُکرانہ وغیرہ) بھی تو کچھ کرنی ہی تھی نا۔

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitzed by eGangotri

پنڈت جی نے بتایا کہ حضور ایک بار خوب صورت نیا جوتوں کا جوڑا لدھیانہ سے خرید کر لائے۔ اُن دِنوں انگریزی جوتوں کا رواج نہیں چلا تھا۔ پنڈت جی کو جوتے بہت پسند آئے اور اُنہوں نے جوتوں کی بڑی تعریف کی، حضور کی عادت تھی کہ کسی چیز کی تعریف سُن کر کہتے کہ اگر تمہیں پسند ہے تو لے لو، مَیں اور لے آؤں گا۔ لیکن اِس بار آپ نے کہا کہ "بھائی یہ جوتا تو نول کشور کو پسند آگیا ہے اور وہ کہہ گیا ہے کہ ابھی باہر سے لوٹ کر لے جائے گا۔" لیکن پنڈت جی نے وہ جوتا پہن لیا اور کہا، "نول کشور سے مَیں خود نپٹ لُوں گا۔" پنڈت بنسی لال جی بتایا کرتے تھے کہ حضور صبح ہر روز اشنان کر کے جپ جی صاحب کا اور رات کو سونے سے پہلے گورو بانی کا پاٹھ ضرور کیا کرتے تھے۔

۱۸۸۶ء میں رُوڑکی کالج سے بہت اچھے نمبروں سے پاس ہو کر حضور اپنی پلٹن میں واپس آگئے اور آپ کی تبدیلی ملٹری اِنجینئرنگ سروس (ایم، ای، ایس) میں کر دی گئی۔ اپنی نوکری کا بیشتر حصہ (تقریباً ۲۸ برس) آپ نے کوہ مری، نتھیا گلی، ایبٹ آباد، چراٹ، کالا باغ وغیرہ پہاڑی علاقہ میں گزارا۔ شروع شروع میں آپ راولپنڈی، نوشہرہ، پشاور وغیرہ جگہوں پر بھی رہے۔ سرگودھا میں مونہ کا مشہور ریماؤنٹ ڈپو بھی آپ کی زیرِ نگرانی تعمیر ہوا۔ تین انگریز افسر جنہیں یہ کام سونپا گیا تھا، اِسے وقت پر پورا نہ کر سکے، اُنہیں تبدیل کر کے جب یہ کام حضور کے سپرد کیا گیا تو وہ افسر بہت خفا ہوئے کہ ایک ہندوستانی افسر کو اُن سے بہتر سمجھا گیا۔ لیکن کمانڈنگ رائل اِنجینئر (سی، آر، ای) نے کوئی پرواہ نہ کی اور بولا، "سال ختم ہونے کو ہے، تم لوگوں نے سات مہینوں میں کچھ نہیں کیا۔ اِس طرح تو بجٹ کا روپیہ خرچ ہی نہ ہوگا۔ حضور نے باقی کے چار پانچ مہینوں میں وہ کام بخوبی تمام مکمل کر دیا۔

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitzed by eGangotri

حضُور میں انکساری شُروع سے ہی بہُت تھی۔ جن دِنوں حضُور نے نوکری شُروع ہی کی تھی، تب کی بات ہے۔ آپ کالج سے نئے نئے آئے تھے۔ ایک انگریز افسر جس کے ماتحت آپ کام کرتے تھے تبدیل ہو کر کسی دُوسری جگہ جا رہا تھا، وُہ حضُور سے بہُت خُوش تھا۔ جس دِن وُہ جا رہا تھا، حضُور اُس کے پاس گئے اَور بولے کہ مَیں آپ سے ایک چیز مانگتا ہُوں، اُس نے جواب دیا کہ اب تو مَیں چارج دے چُکا ہُوں، اَب مَیں تمہیں کیا دے سکتا ہُوں۔ حضُور نے کہا، "میں کالج سے حال ہی میں آیا ہُوں اَور کام کرنے کا تجربہ بہُت کم ہے۔ مَیں آپ سے یہی چاہتا ہُوں کہ میری جو بھی خامیاں آپ نے دیکھی ہوں وُہ مجھے بتلا دیں۔" افسر بڑا حیران ہُوا اَور بولا، "آج تک اِتنے برسوں میں مجھ سے ایسی چیز کبھی کسی نے نہیں مانگی"۔ پھر اُس نے جو بھی خامیاں اُسے دِکھائی دیں، وُہ بتلا دیں۔ حضُور نے اُس کی بات کو بخُوبی سمجھ لیا تاکہ آئندہ اَور اچھی طرح کام کر سکیں۔

بابُو گلاب سِنگھ حضُور کے نوکری کے دِنوں میں بہُت عرصہ تک حضُور کے ماتحت ہیڈ کلرک اَور سٹور کیپر رہے تھے۔ وُہ اُن دِنوں کی باتیں سُنایا کرتے تھے۔ آپ بتلاتے تھے کہ حضُور بہُت محنتی تھے۔ اپنا کام اِس محنت اَور لگن سے کرتے تھے کہ ہم لوگ بھی جو کہ عُمر میں آپ سے بہُت چھوٹے تھے، تھک کر چُور ہو جاتے، جب بھی کوئی بہُت ذِمّہ داری کا کام آپ کے سپُرد کیا جاتا تو اُسے پُورا کرنے میں آپ کھانا پینا تک بھُول جاتے تھے۔ اپنے ماتحتوں کو بھی ہمیشہ پُوری لگن سے کام کرنے کی ہدایت فرمایا کرتے تھے۔ جو کام دِیگر افسر ایک مہینے میں کروا سکتے تھے اُسے آپ پندرہ دِن میں مُکمّل کروا لیتے۔ آپ کی اِنکساری اَور آپ کی میٹھی زبان نے ماتحتوں کے دِل جیت لیئے تھے۔ وُہ آپ کے حُکم کی تعمیل میں خُوشی محسُوس کرتے تھے۔ حضُور کبھی کسی کے خِلاف سختی کا رویّہ اِختیار نہ کرتے تھے۔ وقت کی پابندی، فرض ادا کرنے کی لگن اَور ڈِسپلن کی آپ زِندہ مثال

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitzed by eGangotri

تھے۔ آپ کے ساتھی اور ماتحت بھی آپ کی طرح ڈسپلن اور لگن کے ساتھ اپنا اپنا فرض ادا کرتے تھے۔

جہاں بھی کوئی مشکل کام ہوتا وہاں حضور کو بھیج دیا جاتا۔ کوہ مری کا واٹر ورکس بھی آپ کی زیرِ نگرانی تیار ہوا تھا۔ بڑی دور سے پانی لانا تھا۔ راستے میں سخت چٹانیں اور دشوار گزار پہاڑیاں تھیں۔ جن میں سے پائپ لائن لانا بہت مشکل تھا۔ پہلے جو انگریز افسر اس کام میں لگے تھے۔ وہ چھینی اور ہتھوڑی وغیرہ سے پتھر کٹواتے تھے، لیکن اس میں وقت بہت لگتا اور خرچ بھی کافی آتا تھا۔ محکمے کے افسرانِ اعلیٰ نے اس پر غور کرنے کے لئے ایک میٹنگ بلائی، اس میں حضور نے تجویز پیش کی کہ اگر بارود سے سرنگیں اڑائی جائیں تو خرچ بہت کم ہو جائے گا۔ حضور کی تجویز کو پسند کیا گیا اور آپ کو اسے عملی جامہ پہنانے کیلئے کہا گیا۔ حضور کی رہنمائی اور نگرانی میں کام تیزی سے چلنے لگا۔ جب اس کام کے آخری منزل پر پہنچے تو شہر کا وہ حصہ آگیا جہاں یورپین لوگوں کے بنگلے تھے۔ اب پائپ لائن کو اس سڑک کے نیچے سے جانا تھا جہاں کچھ بڑے انگریز بیوپاریوں کی دکانیں تھیں اور ایک شاندار گرجا گھر تھا۔ بیوپاریوں اور پادریوں نے سرکار کو نوٹس دے دیا کہ اگر بارود سے سرنگیں اڑانے سے ان کی جائیداد کو کوئی نقصان پہنچا، یا اگر کھڑکیوں کا ایک شیشہ بھی ٹوٹ گیا تو سرکار کو ہرجانہ ادا کرنا پڑے گا۔ اس پر سرکار کو بڑی فکر ہوئی۔ اوپر سے حکم آیا کہ بارود سے سرنگیں اڑانا بند کر دیا جائے۔ اور دوبارہ چھینی و ہتھوڑی وغیرہ سے پتھر کاٹنا شروع کیا گیا لیکن وہاں کی چٹان بہت سخت نکلی۔ پندرہ دن کام کرنے کے بعد پتہ چلا کہ اس رفتار سے دو سال میں بھی یہ چھوٹا سا ٹکڑا نہ کٹ سکے گا۔ اور ساری سکیم کے لئے منظور شدہ رقم اسی چٹان کو کاٹنے میں ہی خرچ ہو جائے گی۔

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitzed by eGangotri

بڑے بڑے افسران پھر اکٹھے ہو کر مشورہ کرتے رہے۔ لیکن انہیں اس مسئلے کا کوئی حل نظر نہ آیا، آخر حضور سے کہا گیا کہ وہ ہی کوئی تجویز سوچیں۔ حضور نے کہا کہ ایک تدبیر انہیں سوجھی ہے۔ لیکن اس کے لئے تین چار سو شہتیروں کی ضرورت ہوگی۔ کرنل صاحب نے کہا کہ آپ تین چار سو کیا تین چار ہزار شہتیر لے لیں۔ لیکن اس کام کو جیسے بھی ہو جلدی مکمل کریں۔ آپ اس پر جتنا چاہیں خرچ کر سکتے ہیں۔

حضور نے یہ انتظام کیا کہ سرنگیں لگا کر چٹانوں کے اوپر لکڑی کے شہتیروں کی دو تین تہہ جما کر ان پر بھاری پتھر رکھوا دیئے۔ ایسا کرنے سے دھماکوں کا پورا اثر شہتیروں پر ہی ختم ہو جاتا تھا۔ اس حصے میں پائپ لائن ڈالنے کا سارا کام حضور خود کھڑے ہو کر اپنے سامنے کرواتے تھے۔ حضور کے ماتحت اور مزدور اس کام میں ماہر ہو چکے تھے۔ اور کام اچھی طرح چل رہا تھا۔

ایک دن صبح جب عین گرجا گھر اور ایک عالیشان انگریزی دکان کے درمیان کام چل رہا تھا تو حضور کا نوکر دودھ لے کر آیا۔ اس صبح حضور ہر روز کی نسبت جلدی ہی چلے آئے تھے اور نوکر سے کہہ آئے تھے کہ دودھ موقعہ پر ہی لے آنا۔ حضور نے اپنے آدمیوں کو پہلے سے لگی سرنگوں کے پلیتوں کو آگ لگانے کے لئے کہا اور دودھ پینے کے لئے کچھ منٹوں کے واسطے ایک طرف آ گئے۔ حضور نے اس جگہ آٹھ سرنگیں خود کھڑے ہو کر اپنے سامنے لگوائی تھیں۔ اور چار پر شتیریاں (سلیپر) لگا دی گئی تھیں، اور باقی چار پر ابھی رکھی جانی تھیں۔ جب حضور لوٹ کر آئے تو دیکھا کہ چار سرنگیں کامیابی سے اڑائی جا چکی تھیں، اس پر آپ نے کہا کہ چلو اب باقی کی چار سرنگوں پر بھی شہتیر لگا دیں تو حضور کے اوورسیر نے کہا، "لیکن صاحب، ہم تو پہلے ہی ان میں پلیتے کو آگ لگا چکے ہیں۔

یہ سن کر حضور پل بھر کے لئے سکتے میں آ گئے۔ لیکن دوسرے ہی پل

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitzed by eGangotri

آپ اُن سُرنگوں کی طرف دَوڑ پڑے جن میں آگ لگا دی گئی تھی۔ حضُور کا خیال تھا کہ اگر ممکن ہو تو اُن کے فیُوز (FUSE) باہر نکال لیں۔ پاس کھڑے افسروں نے آپکو روکنا چاہا۔ وُہ سب پُکارنے لگے۔ "چٹان پھٹنے والی ہے خُدا کے لئے لَوٹ آؤ۔" لیکن اُس وقت حضُور کو اپنا خیال کہاں تھا۔ اُس وقت کا بیان حضُور نے ایک بار اِس طرح سُنایا تھا، "اُس وقت اچانک میرے مُنہ سے پرارتھنا (دُعا) نکلی۔ مُجھے کچھ ہی دِن پہلے باباجی مہاراج سے نام دان مِلا تھا۔ مَیں نے نہایت عاجزی سے اُنہیں یاد کیا، "اے مالِک! اِس وقت میری عزّت تیرے ہاتھ میں ہے۔" اپنے جسم کو چوٹ لگنے کا مُجھے کوئی ڈر نہ تھا۔ لیکن یہ خیال سَتا رہا تھا کہ وُہ یُورپین افسر کیا سوچیں گے جنہوں نے مُجھے اِتنی ذِمّہ داری کا اَور اِتنا ضرُوری کام سونپا ہے۔"

حضُور کے ساتھی و مزدُور خوفزدہ و ہکّا بکّا کھڑے تھے۔ وُہ سب آپ کی حِفاظت و سلامتی کے لئے فکرمند تھے، کیونکہ وُہ حضُور کو بہت چاہتے تھے حضُور سُرنگوں میں چلے گئے، پہلے فیُوز کو نکالا تو پتہ چلا کہ بتّی اُوپر سے چوتھائی اِنچ جلنے کے بعد خُود بخُود بُجھ گئی تھی۔ دُوسری تیسری اَور چوتھی سُرنگوں پر گئے تو وہاں بھی ویسی ہی حالت تھی۔ چاروں پلیتے اُوپر سے تھوڑا تھوڑا جل کر بُجھ گئے تھے۔ کیسے بُجھے، یہ کوئی نہ سمجھ سکا، اُن میں کوئی خرابی نہ تھی، کیوں کہ جب اُنہیں تھوڑا تھوڑا چاقو سے کاٹ کر دوبارہ لگایا گیا تو وُہ برابر آگ پکڑ گئے۔

حضُور فرمایا کرتے تھے کہ اُس وقت مُرشد مہربان کے فضل و کرم کے لئے جو جذبات میرے دِل میں اُبھرے وُہ میرا دِل ہی جانتا ہے۔ میرا روم روم مُرشد کا شُکر گزار تھا۔ دِل کرتا تھا کہ اپنا تن مَن اُس گورُو کے قدموں پہ قُربان کر دُوں جس نے ایسے وقت میں میری عزّت رکھی اَور حِفاظت کی۔

جب حضُور نے باباجی مہاراج سے اِس واقعہ کا ذِکر کیا تو اُنہوں نے

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitzed by eGangotri

فرمایا کہ مالِک ہمیشہ اپنے پیارے بھگتوں کی مدد کرتا ہے۔ سوامی جی مہاراج تمہارے سبھی کام ٹھیک کریں گے۔

حضُور کی خُوش خُلقی اَور نیک اَطوار

حضُور کی خُوش خُلقی، فرض شناسی، حد درجہ کی دیانت داری اَور سب کے لِئے محبّت اَور ہمدردی کے جذبات کے چرچے ہر خاص و عام کی زبان پر رہا کرتے تھے۔ اپنے ماتحتوں کے تئیں آپ کا رویّہ رحم دِلانہ اَور شفقت بھرا تھا۔ آپ کے افسران آپ کی قابلیّت، فرض شناسی اَور اُن سے بڑھ کر آپ کی بارُعب شخصیت کے زیرِ اثر آپ پر فِدا تھے۔ انگریز افسران سے جو کام کوئی اَور افسر نہ کروا سکتا تھا، وُہ آپ کروا لیتے تھے۔

ایک بار ایک انگریز افسر آپ کے عِلاقہ میں تبدیل ہو کر آیا جو اپنے رُوکھے پن اَور بدمزاجی کے لِئے مشہُور تھا۔ آپ کے ساتھی افسر کہنے لگے کہ اگر اِس کو سِیدھا کر لیا تب اِنہیں مانیں گے۔ ایک مہینہ حضُور کے ساتھ کام کرنے کے بعد اُس کی یہ حالت ہو گئی کہ وُہ کئی ضرُوری باتوں میں آپ سے صلاح لینے لگا۔ حضُور نوکری پیشہ سَت سنگیوں کو اکثر ہدایت فرمایا کرتے تھے کہ اپنے افسران کی ہمیشہ عزّت کرنا۔ اُن کا حُکم ماننا اَور ہمیشہ اُن کی طبیعت کو پرکھ کر کام کرنا اَور اپنے ماتحتوں کے تئیں محبّت اَور شفقت بھرا رویّہ اپنانا نوکری میں کامیابی کی کُنجی ہے۔

اپنے ایک افسر کرنل لانسبری کا ذکر حضُور بڑے پیار اَور عزّت سے کیا کرتے تھے۔ وِلایت لَوٹنے سے پہلے اُس نے نام دان کے لِئے درخواست بھی کی تھی، لیکن اِس جنم میں اُس کی قسمت میں نام نہیں تھا۔

28 سال نہایت خُوش اسلُوبی سے مُلازمت کرنے کے بعد یکم اپریل 1911ء

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitzed by eGangotri

کو حضور ریٹائر ہو کر ڈیرہ میں آ گئے۔ اُس وقت آپ ایبٹ آباد میں تعینات تھے۔ ابھی آپ کی نوکری کے دو تین سال باقی تھے، اور 55 برس کی عمر کے باوجود بھی آپ کے افسر آپ کی مُلازمت میں توسیع کا یقین دِلاتے تھے۔ بلکہ ساٹھ برس کی عُمر تک آپ کو سروس میں رکھنا چاہتے تھے۔ لیکن افسران کے مجبور کرنے کے باوجود آپ 55 برس کی عُمر میں پنشن لے کر اُس مہان کام (کارِ عظیم) کے لئے جس کے لئے بابا جی مہاراج نے آپ کو چُنا تھا، ڈیرہ آ گئے۔ بابا جی کی زندگی میں ہی حضور نے کئی بار نوکری چھوڑ کر گورو چرنوں میں آ کر رہنے کی اِجازت مانگی تھی لیکن بابا جی نے اُن کی اِس عرض کو قبول نہیں فرمایا تھا۔

ماتا جیونی جی کا حضور مہاراج کیلئے مُرشد پرستی کا جذبہ

حضور کی ماتا جیونی جی کو بابا جی مہاراج سے نام دان مِلا تھا۔ آپ بہت نیک پاک اور بھجن بندگی والی خاتون تھیں۔ جب بابا جی نے اپنے بعد حضور کو جانشین بنایا اور حضور نے سنگت کی رہنمائی کا کام سنبھالا، تب سے ماتا جی نے حضور کو کبھی بیٹے کے طور پر نہیں دیکھا۔ اُسی دِن سے آپ اُنہیں مُرشد کی صورت دیکھتیں اور عزت کرتی تھیں۔ ایک دِن کا واقعہ تو خود مجھے یاد ہے۔ ٹھیک مہینہ تو یاد نہیں لیکن اِتنا یاد ہے کہ مجھے نام دان مِلے ہوئے کچھ ہی عرصہ ہُوا تھا، اُس دِن کا پُورا نظارہ آج بھی میری آنکھوں کے سامنے ہے۔ شام کا وقت تھا، حضور اپنے کمرے سے نکل کر کھُلے صحن میں کھڑے تھے، حضور نے سفید لباس پہنا ہُوا تھا اور ماتا جی بھی سفید لباس میں تھیں۔ حضور ماتا جی کے سامنے ہاتھ جوڑے کھڑے تھے اور ماتا جی حضور کے سامنے ہاتھ جوڑے ہُوئے کھڑی تھیں۔ حضور کا قد لمبا تھا لیکن اُس وقت ماتا جی کے سامنے آپ بچے معلوم ہوتے تھے۔ ماتا جی کا لمبا قد، پتلا جسم اور بیضوی چہرہ تھا جس پر شہنشاہی رُعب کے ساتھ پریم بھری اِنکساری

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitzed by eGangotri

ایک نرالی ہی شان پیدا کر رہی تھی۔ اُس وقت کی تمام گفتگو تو مجھے یاد نہیں۔ صرف اِتنا یاد ہے کہ حضُور نے فرمایا، "ماتا جی، آپ ہاتھ نہ جوڑا کریں۔" ماتا جی نے اُسی طرح بڑی عزّت اور پیار سے جواب دِیا، "نہیں مہاراج، میرے لئے یہی ٹھیک ہے۔"

ماتا جیونی جی کا چولا چھوڑنا۔

حضُور مہاراج جی کے ریٹائر ہو کر ڈیرہ میں آنے کے کچھ مہینے بعد 1941ء میں ماتا جیونی جی سچ کھنڈ سِدھار گئیں، سردار کابل سِنگھ جی تو بہت پہلے ہی رِحلت فرما چکے تھے۔ یہاں مَیں ماتا جی کے جسمِ خاکی چھوڑنے کا واقعہ تحریر کر رہا ہُوں جو باباجی کی عظمت بیان کرتے ہُوئے حضُور کبھی کبھی ست سنگ میں سُنایا کرتے تھے۔

حضُور ریٹائر ہونے کے بعد ایک بار کسی کام سے کالا باغ تشریف لے گئے تھے۔ وہاں گھر (مہما سِنگھ والا) سے تار آیا کہ ماتا جی بیمار ہیں۔ اِس سے پہلے ماتا جی کی بیماری کی کوئی چِٹھّی یا خبر نہیں آئی تھی، اِس لئے یکایک تار مِلنے پر حضُور نے سوچا کہ ضرُور زیادہ بیمار ہوں گی۔ آپ فوراً کالا باغ سے روانہ ہو گئے۔ جب مہما سِنگھ والا پہنچے تو دیکھا کہ ماتا جی سخت بیمار ہیں۔ حضُور کو دیکھ کر ماتا جی نے فرمایا کہ اب کوُچ کی تیاّری ہے۔ حضُور نے پوُچھا، "کب جائیں گے؟" ماتا جی خاموش ہو گئیں اور کچھ جواب نہیں دِیا۔ مہاراج جی نے پھر پوُچھا، "کیا کوئی تکلیف ہے؟" ماتا جی نے کہا کہ اور تو کوئی تکلیف نہیں، البتّہ دو تین مہینہ سے باباجی کے دَرشن نہیں ہوتے تھے، اِس کا بہت دُکھ تھا۔ سو آج دَرشن ہو گئے۔ یہ تکلیف بھی جاتی رہی۔" حضُور نے ماتا جی سے کہا کہ باباجی مہاراج سے پوُچھیں کہ دَرشن کیوں بند ہو گئے تھے؟ اِس پر ماتا جی نے کچھ دیر بعد باباجی کا جواب بتایا کہ اگر ست سنگی کو

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitzed by eGangotri

ہر روز ستگورو کے درشن ہوتے ہوں تو بیماری کے وقت نہیں ہوتے تاکہ تکلیف کے وقت ست سنگی یہ عرض نہ کرے کہ تکلیف دور کرو، اس لئے ستگورو اُس وقت درشن نہیں دیتے۔

پھر حضور نے کہا کہ آپ باباجی سے پوچھیں کہ کب جانا ہے؟ ماتاجی نے جواب دیا۔ "پرسوں رات کو" یہ سُن کر مہاراج جی خاموش ہو گئے۔ ماتاجی نے آپ کو خاموش دیکھ کر پوچھا کہ کیا بات ہے؟ حضور نے فرمایا، "جب باباجی کی یہی موج ہے اور وہ آپ کے ساتھ ہیں تو مجھے آپ کے جانے کا کوئی غم نہیں ہے۔ صرف یہی فکر ہے کہ پرسوں ڈیرہ میں ست سنگ کا دن ہے۔ اگر میں وہاں نہ ہوا تو سنگت آئے گی اور مایوس ہو کر واپس چلی جائے گی اور اس وقت آپ کو چھوڑ کر بھی نہیں جا سکتا۔"

حضور کے یہ بچن سُن کر ماتاجی نے اندر خیال لگایا اور بولیں، "آپ ضرور جاؤ، باباجی کہتے ہیں کہ جب آپ ست سنگ کر کے واپس آؤ گے تب لے جائیں گے۔" اس پر حضور نے کہا کہ میں ست سنگ کر کے اُسی دن آجاؤں گا۔"

حضور مہاراج جی ڈیرہ آ گئے۔ دوسرے دن ست سنگ کیا، لیکن ست سنگ کے فوراً بعد روانہ نہ ہو سکے، کیونکہ ڈیرہ میں بہت سا انتظامیہ کام تھا۔ حضور نے خیال کیا کہ جب تک میں نہیں پہنچتا باباجی مہاراج ماتاجی کو نہیں لے جائیں گے پس ڈیرہ کا کام ختم کر لوں، جب حضور کام ختم کر چکے تو اندھیرا ہو گیا تھا، اس لئے رات کو ڈیرہ میں ہی رہنا پڑا۔

دوسرے دن جب حضور نے بی بی رکو کو بتایا کہ ماتاجی کی جانے کی تیاری ہے تو بی بی رکو بھی حضور کے ساتھ مہما سنگھ والا آ گئیں۔ جب حضور پہنچے اور ماتاجی سے حال پوچھا تو ماتاجی نے جواب دیا کہ کل باباجی مہاراج آئے تھے اور پوچھ رہے تھے کہ آج بابو جی آنے کو کہہ گئے تھے کیا ست سنگ کر کے نہیں آئے؟ ماتاجی نے

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitzed by eGangotri

جواب دِیا کہ جی نہیں آئے۔ اِس پر باباجی نے فرمایا، "کوئی بات نہیں، کل جب وُہ آجائیں گے، تب لے چلیں گے۔"

آخری وقت ماتاجی کا چہرہ خُوشی اَور نُور سے چمک رہا تھا۔ آپ نے سب کو بھجن میں بیٹھنے کو کہا، جب بھجن سے اُٹھے تو ماتاجی اِس جہانِ فانی سے کُوچ کر چُکی تھیں۔

شادی اَور گرہست آشرم

اُس وقت کی رِوایات کے مُطابق حضوُر مہاراج ساون سنگھ جی کے دادا صاحِب سردار شیر سنگھ جی نے اُن کی شادی دس سال کی عُمر میں ہی کروادی تھی لیکن گونا ہونے سے پہلے ہی لڑکی کی وَبا سے موت ہوگئی۔ حضوُر کی دُوسری شادی 25 - 26 برس کی عُمر میں ہُوئی جبکہ حضوُر سرکاری نوکری شرُوع کر چُکے تھے۔ ایک دفعہ برہمچریہ پالن کرنے کی ہِدایت کرتے ہُوئے حضوُر نے فرمایا کہ اُنہیں تو قدرتی طَور پر ہی برہمچریہ پالن کا موقعہ مِلتا رہا۔ 28 برس کی نوکری میں صِرف تین دفعہ دو دو مہینے کے لئے آپ کی بیوی آپ کے ساتھ رہیں۔ باباجی مہاراج کے دِیدار کے چند مہینے بعد تو آپ نے مُکمّل برہمچریہ کا اصُول ہی اپنا لیا تھا۔ اُس وقت آپ کی عُمر چالیس برس کے قریب تھی۔ اپنی بیوی بی بی کشن کوَر جی کے 1944ء میں رِحلت فرمانے کے بعد ایک بار حضوُر نے فرمایا کہ گو اپنی بیوی کی تعریف کبھی نہیں کرنی چاہیئے، لیکن اُس کی وفات کے بعد یہ بات ظاہر کرنے میں کوئی ہرج نہیں کہ اُس نے ہمیشہ مجھے اپنا عہد نبھانے میں پُوری مدد کی۔ اَور باباجی مہاراج نے اُسے حُکم دِیا تھا کہ "اب اِنہیں شوہر کے طَور پر نہیں دیکھنا" وُہ اِس حُکم پر پُوری طرح قائم رہیں۔

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitzed by eGangotri

ماتا کشن کور جی

جن کو پوجیہ ماتا جی کے دیدار کی خوش نصیبی ملی ہے، وہ اس بات کی تائید کریں گے کہ ماتا جی ایک اعلےٰ درجہ کی ایسی دیوی تھیں، جن کے درشن کر لینے سے ہی دل پاک وصاف ہو جاتا تھا۔ اور من کو سکون مل جاتا تھا۔ آپ دیا اور مہر کی زندہ تصویر تھیں۔ جب ہم لوگ جا کر قدموں پر سر رکھتے تو آپ بڑے پیار سے دونوں ہاتھ ہمارے سر پر رکھ دیتیں۔ پھر بڑی شفقت سے گھر کے ہر ایک ممبر کا نام لے لے کر اُس کی خیریت کا حال پوچھتیں۔ اور سب کی خوشی اور خیریت کا حال سُن کر بہت خوش ہوتیں۔ آواز اتنی شیریں تھی اور بولنے کا ڈھنگ اس قدر پیارا تھا کہ بات کرتے ہی دل میں ٹھنڈک آجاتی۔ غریب لوگوں سے بھی اُتنی ہی عزت اور پیار سے بات کرتیں جتنی کہ کسی کروڑ پتی سے۔ اُن کے دیا، مہر اور پیار کے جذبات دُوسروں کے دِل کو بھی بے حد خوش کر دیتے تھے۔ ماتا جی اتنی نرم دِل تھیں کہ کسی کا دُکھ نہیں دیکھ سکتی تھیں۔ کسی بھی شخص کے دُکھ کا حال سُن کر آپ کا دِل بھر آتا اور اُس کا دُکھ دُور کرنے کے لئے بڑے پیار سے اُسے صلاح دیتیں۔ آدھا دُکھ تو تبھی دُور ہو جاتا تھا جب وُہ پیار بھری آواز سے "بچّو" کہہ کر پکارتیں۔ اُن کے تو یُوں سمجھئے، روم روم سے پریم ٹپکتا تھا۔ آواز دھیمی اور میٹھی تھی۔ اور آہستہ آہستہ اس طرح بات چیت کرتیں کہ جیسے ماں بچّے کو پیار سے سمجھاتی ہے، ہمیشہ خندہ پیشانی سے پیش آتیں۔ 25 - 30 برس کے لمبے عرصے میں مَیں نے کبھی ماتا جی کی پیشانی پر شکن یا طبیعت میں غُصّہ یا زبان پر کوئی سخت لفظ نہیں دیکھا یا سُنا۔

حضُور مہاراج کے صاحبزادے

حضُور کے تین فرزند تھے۔ (1) سردار بچنت سنگھ جی، (2) سردار

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitzed by eGangotri

بسنت سنگھ جی اور (3) سردار ہربنس سنگھ جی، حضور کے منجھلے بیٹے سردار بسنت سنگھ جی تو جوانی میں ہی، 32 برس کی عمر میں وفات پا گئے تھے۔ آپ اپنے پیچھے ایک جوان بیوی اور ایک معصوم بچہ چھوڑ گئے تھے۔ آپ کی بیوی بھی کچھ عرصہ بعد اس جہانِ فانی کو خیرباد کہہ گئیں۔ آپ کے بیٹے سردار ست نام سنگھ[1] آجکل سرسہ میں ایک بہت بڑے زمیندار ہیں۔

سردار بچنت سنگھ جی انگریزوں کی حکومت کے دوران سرسہ میں کئی سال تک آنریری مجسٹریٹ کی خدمات سرانجام دیتے رہے۔ آپ اپنے علاقہ میں نہایت ہردل عزیز اور باعزت بزرگ تھے۔ آپ نے 1952ء میں رحلت فرمائی۔ آپ کے اکلوتے بیٹے سردار نگیندر سنگھ[2] جی اپنے علاقہ کی خاص ہستیوں میں شمار ہوتے ہیں۔

حضور کے سب سے چھوٹے فرزند سردار ہربنس سنگھ جی ایک بہت بڑے زراعتی فارم اور کھانڈ کے کارخانے کے مالک تھے۔ آپ بڑے عقلمند، سنجیدہ اور محنتی ہونے کے ساتھ ساتھ نہایت فراخدل اور سچے گورو بھگت بھی تھے۔ آپ کے دو صاحبزادے ہیں۔ سردار چرن سنگھ[3] جی۔ بی۔ اے۔ ایل۔ ایل۔ بی اور سردار پرشوتم سنگھ[4] جی۔ سردار چرن سنگھ جی ہمارے چوتھے سنت ستگورو تھے اس سے پہلے آپ سرسہ اور حصار کے چوٹی کے وکیلوں میں شمار ہوتے تھے سردار پرشوتم سنگھ جی۔ بی۔ اے۔ ایل۔ ایل۔ بی۔ سرسہ میں اپنے خاندانی زراعتی فارم کا کام سنبھالے ہوئے ہیں۔ آپ فوج میں کپتان تھے۔ اور اپنی بہادری کے

---

[1] ست نام سنگھ جی رحلت فرما گئے ہیں۔ [2] سردار نگیندر سنگھ بھی رحلت فرما گئے ہیں۔
[3] مہاراج چرن سنگھ جی 12 جون 1990ء کو مقام حق کوچ فرما گئے۔
[4] سردار پرشوتم سنگھ جی اکتوبر 1990ء کو رحلت فرما چکے ہیں۔

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitzed by eGangotri

لئے مشہور ہیں۔

حضور کے صاحبزادوں اور پوتوں کا رویہ اور مزاج بے مثال رہا ہے۔

حضور مہاراج ساون سنگھ جی مقام حق (پرم دھام) سدھارنے سے کچھ دن پہلے جب اپنا جانشین مقرر کرنے والے تھے تو کچھ پریمی ست سنگیوں اور نزدیکی سیوادراروں نے حضور کی خدمت میں عرض کی، "حضور گورو گدی گھر کی گھر میں ہی رہے۔" اس پر سرکار کے صاحبزادوں نے ہاتھ جوڑ کر عرض کی۔ حضور گورو گدی کوئی جدی جائیداد نہیں ہے جو باپ سے بیٹے کو ملے۔ سنگت میں سے جسے بھی حضور اس قابل سمجھیں اُسے اپنا جانشین مقرر فرمائیں۔" حضور اپنی اولاد کے یہ الفاظ سُن کر بہت خوش ہوئے۔ پھر جب حضور نے سردار جگت سنگھ جی۔ ایم۔ ایس۔ سی (زراعتی کالج لائلپور کے سابق وائس پرنسپل) کو جو ریٹائر ہونے کے بعد ڈیرہ میں حضور کے قدموں میں رہ کر دن رات بھجن میں محو رہتے تھے اور جو بڑے اعلےٰ درجے کے شاغل تھے اور تمام ست سنگیوں میں پہنچے ہوئے بزرگ مانے جاتے تھے، اپنا جانشین مقرر فرمایا تو حضور کے صاحبزادوں اور پوتوں نے سب سے پہلے انہیں تسلیم کیا اور اُن کے قدموں میں سر جھکا کر ماتھا ٹیکا۔ بڑے صاحبزادے سردار بچنت سنگھ جی نے اُس وصیت پر جو حضور نے سردار بہادر جگت سنگھ جی کے حق میں لکھی تھی، بڑی خوشی سے گواہ کے طور پر سب سے پہلے دستخط کیے۔

(2) رُوحانی تعلیم

حضور فرمایا کرتے تھے کہ اُن کے ماتا پتا اور دادا دادی سبھی دھارمک خیالات کے تھے۔ اس لئے آپ میں بھی بچپن سے ہی رُوحانیت کا شوق پیدا ہو گیا تھا۔ جب آپ تین چار برس کے تھے تو اپنے دادا کے ساتھ اُن کی اُنگلی پکڑ کر اپنے گاؤں میں آنے والے سادھو مہاتماؤں کے درشنوں کے لئے جایا کرتے تھے

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitzed by eGangotri

گھر کے سبھی مرد و عورتیں صبح اُٹھ کر جپ جی صاحب کا پاٹھ کیا کرتے تھے۔ اِس لیئے آپ کو بھی چھوٹی عُمر میں جپ جی صاحب زبانی یاد ہو گیا تھا۔ نو دس برس کی عُمر میں آپ نے گرنتھ صاحب پڑھنا شروع کر دیا تھا۔ کتابیں پڑھنے کا شوق آپ کو شروع سے ہی تھا۔ لیکن آپ فضُول کی کتابیں پڑھنے میں اپنا وقت ضائع نہیں کرتے تھے، صرف مذہبی کتابیں ہی پڑھتے تھے۔ حضُور بتایا کرتے تھے کہ دسم گرنتھ، رامائن، مہابھارت، بھاگوت وغیرہ کتابیں آپ نے چھوٹی عُمر میں ہی پڑھ لی تھیں، اُس وقت اچھی کتابیں بہُت کم ملتی تھیں۔ لیکن آپ کوشش کر کے اُنہیں کہیں نہ کہیں سے حاصل کر ہی لیتے تھے۔ بعد میں نوکری کے دِنوں میں آپ نے 'مُنشی نوَل کشور پریس لکھنؤ' سے چھپی تمام مذہبی کتابوں کے اُردو ترجمے اور دیگر کئی گرنتھ کافی رقم خرچ کر کے منگوا لیئے تھے۔ مشہور مُسلمان مُصنفوں کی کتابیں مثلاً اِمام غزالی کی کیمیائے سعادت و اِحیاء عُلوم الدّین اور کئی فارسی کتابیں آپ نے کافی قیمت دیکر منگوائی تھیں۔ حضُور کو عربی و فارسی کا اچھا علم تھا اور آپ نے آہستہ آہستہ بہُت سے عربی اور فارسی سنتوں کی کتابوں کا مجمُوعہ اکٹھا کر لیا تھا۔ اِن میں بہُت سی ہاتھ سے لکھی کتابیں بھی تھیں۔

حضُور کی اپنی کتابوں کی الماری آج بھی ویسی ہی محفوظ ہے۔ اِس میں کُلیاتِ شمس تبریز کے علاوہ مولانا رُوم، خواجہ حافظ، امیر خسرو، ابن العربی وغیرہ صُوفی سنتوں کے بہُت سے عربی و فارسی کُتب مَوجُود ہیں۔ ہر ایک کتاب پر حضُور کے ہاتھ سے پنسل یا قلم کے نِشان لگے ہیں اور کئی کتابوں میں حضُور نے ورق کے دونوں طرف چھوٹے چھوٹے نوٹ لکھے ہُوئے ہیں۔ سری گورو گرنتھ صاحب کی ایک کتاب میں حضُور نے ہر ایک صفحہ کے ساتھ ایک ایک خالی کاغذ لگایا ہُوا ہے، جس پر آپ نے ہر صفحہ پر آنے والے شبدوں کی تشریح، اُن پر اپنی رائے اور خیالات تحریر کیئے

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitzed by eGangotri

ہیں، اُسے دیکھنے سے پتہ چلتا ہے کہ حضُور نے سری گورو گرنتھ صاحب کا کتنا گہرا مُطالعہ کیا تھا۔ گورو مت پر لکھی حضُور کی ضخیم کتاب "گورو مت سدھانت" کے پسِ پُشت حضُور کا یہ برسوں کا گہرا مُطالعہ تھا۔ حضُور کے مُطالعے کے شوق کا اندازہ اِس بات سے لگایا جا سکتا ہے کہ "فتوحات المکیّہ" نامی ایک عربی کتاب جو قریباً نایاب تھی، آپ نے ایک دوست کے ذریعے مصر سے منگوائی تھی۔

باباجی مہاراج کی حضُوری میں آنے سے پہلے حضُور اپنا کافی وقت سادھو مہاتماؤں کی صُحبت میں گزارتے رہتے۔ کوئی نہ کوئی فقیر، سادھو یا مہاتما آپ کے پاس ٹھہرا ہی رہتا۔ آپ کو کبھی اِس بات کی پرواہ نہ تھی کہ سادھو ہندو ہے یا مُسلمان۔ کُل مالِک سے راہِ وِصال کی کھوج میں آپ جہاں بھی کسی مہاتما کے بارہ میں سُنتے وہیں پہنچ جاتے۔ اِس سلسلے میں آپ کئی بار مذہبی مجلسوں میں گئے۔ کئی بار سبھا سوسائیٹیوں کے پریذیڈنٹ و سیکرٹری بھی بنے۔ حضُور کو سچّے پرمارتھ کی اِتنی گہری لگن تھی کہ آپ فرمایا کرتے تھے کہ اگر کسی نیچ سے نیچ ذات والے کے پاس بھی یہ دولت ہے تو مَیں اُس کے قدموں میں بیٹھنے کو تیّار ہُوں۔

خِدمتِ فُقراء اور دان کی خُوبیاں تو آپ کو وِراثت میں ہی ملی تھیں۔ آپ فقیروں اور مہاتماؤں کی سیوا کے لئے ہمیشہ تیّار رہتے۔ ۱۸۹۱ء میں حضُور کی تبدیلی کوہ مَری ہو گئی۔ وہاں لالہ بھر پُورا مل ساہُوکار کی ایک دھرم شالہ تھی۔ جس میں امرناتھ کی یاترا کو جانے والے مہاتما اکثر ٹھہرا کرتے تھے۔ حضُور نے اُس کے پاس ہی ایک مکان کرایہ پر لے لیا تاکہ مہاتماؤں کے ست سنگ کا موقعہ آسانی سے مِلتا رہے۔ امرناتھ جانے والے سادھوؤں میں یہ بات جلد ہی مشہور ہو گئی کہ حضُور کے ہاں سادھو مہاتماؤں کی سبھی ضرُوریات کو پُورا کر دیا جاتا ہے اور اُنہیں کھانا و کپڑے وغیرہ کے عِلاوہ راستے کا خرچ بھی مِل جاتا ہے۔

اُن دِنوں حضُور کو ویدانت، گیتا، اُپنِشد، یوگ وِششٹ وغیرہ کے مُطالعہ

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitzed by eGangotri

واُن پر وچار کرنے کا اچھا موقعہ ملتا رہا۔ آپ نے اِن کتابوں اور دیگر گرنتھوں کا مُطالعہ اچھے عالم اور عامل مہاتماؤں کی مدد سے کیا۔ اِس لیئے حضورؔ کو ویدانت، درشن، اُپنشدوں وغیرہ کا خاصا علم ہوگیا تھا۔ بابو گلاب سنگھ جی بتایا کرتے تھے کہ کئی بار اچھے اچھے مہاتما حضورؔ سے مذہبی مُعاملات پر گفتگو کرنے کی خواہش ظاہر کرتے اور رات کے گیارہ بجے تک ست سنگ چلتا رہتا۔ اُنہی دِنوں حضورؔ نے ایک بُدھ بھکشو سے بُدھ اور جین دھرم کا مطالعہ کیا۔ آپ کے مَن میں کِسی بھی دھرم کے لیئے بھید بھاؤ یا تعصّب نہ تھا۔ مُسلمان فقیر، صُوفی، ہندو یوگی اور ویدانتی سبھی سے آپ پیار سے مِلتے تھے۔ حضورؔ کی یہ فراخدِلی اور بلند نظری آخر تک قائم رہی۔ آپ کے ست سنگیوں میں ہزاروں مُسلمان بھی تھے۔ کچھ صُوفی فقیروں کی صحبت میں آپ نے کُلیاتِ شمس تبریز کے علاوہ مولانا رُوم، خواجہ حافظ امیر خسرو وغیرہ صُوفی سنتوں کے کلام کا بھی مُطالعہ کیا۔ اِسی طرح حضورؔ نے قرآن شریف کا بھی مُطالعہ کیا۔ ایک عیسائی پادری کے ساتھ آپ اِنجیل کے بارہ میں بھی چرچا کیا کرتے تھے۔ حضورؔ کو کِسی بھی سماج میں جانے سے گُریز نہ تھا۔ چاہے غریب یا اچھوت لوگوں کی صُحبت ہی کیوں نہ ہو، آپ اپنی جُستجو کی تسلّی کے لیئے وہاں جانے سے بھی گُریز نہ کرتے۔ جہاں بھی کوئی اچھی بات دِکھائی دیتی، آپ اپنانے کے لیئے تیار رہتے۔ اِس طرح ۳۵ برس کی عُمر تک مُرشدِ کامل کی تلاش اور اِس کارِ عظیم کی تکمیل کیلیئے بندوبست ہوتا رہا، جسے حضورؔ کی باقی ماندہ زِندگی میں سرانجام دینا تھا۔

اگرچہ حضورؔ کو سادھو مہاتماؤں کی صُحبت کا بچپن سے ہی شوق تھا۔ لیکن آپ نُمائشی یا بھیکی سادھوؤں کے پاس نہیں جاتے تھے۔ آپ کو مہاتماؤں کی خُوبیوں کی شروع سے ہی پرکھ تھی۔ جب حضورؔ ایس۔ ڈی۔ او تھے۔ تب کا ایک واقعہ ہے۔ ایک دِن حضورؔ گھوڑے پر سوار پہاڑوں میں جا رہے تھے یکایک حضورؔ کے دِل میں خُوشی پیدا ہوگئی۔ لوگ اپنے بچّوں کو، یا دُنیاوی کامیابیوں وغیرہ

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitzed by eGangotri

کو یاد کر کے خوش ہوتے ہیں، لیکن یہ خوشی کچھ اور ہی قسم کی تھی۔ علاوہ ازیں حضور کو بہت اچھی خوشبو بھی آنے لگی۔ حضور نے سوچا کہ اپریل کا مہینہ ہے، شاید خوشبودار درختوں کے پھولوں کی خوشبو ہے۔ لیکن پھر خیال آیا کہ مجھے پہاڑوں میں رہتے ہوئے اٹھارہ سال ہو گئے ہیں۔ آج تک ایسی خوشی اور خوشبو کا احساس کبھی نہیں ہوا۔ جیسے جیسے حضور آگے بڑھے خوشبو بڑھتی گئی۔ آگے جانے پر آپ نے دیکھا کہ سڑک کے کنارے ایک مست فقیر بیٹھا ہے، یہ خوشبو اس کی تھی۔ اسے دیکھ کر حضور گھوڑے سے نیچے اتر گئے۔ وہ فقیر حضور کو دیکھ کر بڑا خوش ہوا اور بولا، "خوشبو لینے والی ناک بھی کوئی کوئی ہی ہوتی ہے"۔

1894ء میں جب آپ کوہ مری میں تعینات تھے، حضور کی بابا جیمل سنگھ جی مہاراج سے ملاقات ہوئی۔ اس وقت سے حضور کی زندگی کا ایک نیا باب شروع ہو گیا۔ اس بات کا اشارہ بہت پہلے ہی پشاور کے ایک پہنچے ہوئے فقیر بابا کاہن نے دیا تھا۔ جب حضور نوشہرہ میں تعینات تھے تو اتوار کے دن اکثر اس سے ملنے جایا کرتے تھے۔ وہ ہمیشہ مستی اور محویت کی حالت میں رہتا تھا لوگوں کو اپنے پاس بیٹھنے نہیں دیتا تھا۔ اور کئی بار تو آنے والوں کو گالیاں دے کر یا لاٹھی سے ڈرا کر بھگا دیا کرتا تھا۔ لیکن حضور جب کبھی اس سے ملنے جاتے تو وہ بہت عزت سے اور پیار سے پیش آتا۔ حضور بھی اس کی عزت کرتے تھے اور اسے جس چیز کی بھی ضرورت ہوتی لا کر دے دیتے تھے۔ ایک بار حضور بلیک ماؤنٹین کی لڑائی سے لوٹ کر ایک مہینے کی چھٹی پر گھر جا رہے تھے۔ آپ کے پاس تقریباً دو ہزار روپے تھے۔ راستے میں بابا کاہن سے ملنے کے لئے پشاور سٹیشن پر اتر گئے۔ آپ نے دیکھا کہ بابا کاہن پہلے ہی سٹیشن پر موجود تھے پوچھنے پر بولا، "آج ہماری سرکار کو آنا تھا۔ سوچا کہ چلو خود ہی سٹیشن جا کر لے آئیں حضور کو بڑی عزت اور پیار سے اپنی کٹیا میں لے گیا۔ بڑی دیر تک باتیں کرتا رہا۔

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitzed by eGangotri

پھر روانہ ہوتے وقت حضور نے اُسے پانچ رُوپے نذر کیے، وُہ کہنے لگا، "مَیں تو پُورے بیس لُوں گا، گول گول اَور سفید سفید" حضور نے ہنس کر فرمایا، "بابا، اب تم لالچی ہو گئے ہو پہلے کبھی چار کبھی پانچ لیتے تھے، آج بیس مانگ رہے ہو۔" اُس نے کہا، "مَیں لالچی نہیں ہُوں، مال کے مُطابق زکوٰۃ ہوتی ہے۔ تُم دو ہزار لے کر آئے، مَیں نے بیس مانگ لیے۔" حضور نے بیس رُوپے نِکال کر اُس کے سامنے رکھ دیئے۔ اُس نے کہا، "تُمہیں معلوم ہے مجھے رُوپوں کی ضرورت نہیں ہے۔ مَیں چاہتا ہُوں کہ تُمہاری کمائی پاک و نیک ہو جائے۔" وُہ رُوپے اپنے پاس نہیں رکھتا تھا، چھوٹے چھوٹے غریب لڑکے آ کر اُس کے کپڑوں سے رُوپے نِکال کر لے جاتے تھے۔ کچھ دیر بعد لڑکے آئے اَور رُوپے نِکال کر لے گئے۔

ایک بار بہت رات تک اُس کے پاس ہی بیٹھے رہے۔ آدھی رات کے بعد اُس نے کہا، "اب تُم جاؤ،" حضور نے جواب دِیا، "آج مَیں خالی ہاتھ نہیں جاؤں گا، آج تو آپ سے ضرور کچھ لے کر ہی جاؤں گا۔" اُس نے کہا، "تُم کو اِتنا مِلے گا جس کا کوئی حساب نہیں۔ لیکن ابھی وقت نہیں آیا۔" حضور نے پُوچھا کہ وقت کب آئے گا؟ اُس نے جواب دِیا، "بس اب آنے والا ہے۔" حضور نے پھر پُوچھا، "کیا آپ دیں گے یا کوئی اَور؟" اِس پر وُہ بولا، "تُمہارا حصّہ میرے پاس نہیں ہے۔ کوئی اَور دے گا۔" حضور نے پُوچھا، "وُہ کون ہیں؟ کہاں رہتے ہیں؟ کچھ پتہ تو بتا دیں۔" اِس پر بابا کاہن نے کہا، "وُہ خُود تُمہارے پاس آئے گا، تُمہاری امانت اُس کے پاس ہے۔"

ہُوا بھی ایسا ہی۔ اکتوبر ۱۹۴۸ء میں حضور ایک دِن کوہ مَری میں اپنے دفتر سے نیچے کی طرف جا رہے تھے۔ سامنے سے بابا جیمل سنگھ جی مہاراج اَور بی بی رُکو اُوپر کی طرف آ رہے تھے۔ حضور نے باباجی کو دیکھ کر سوچا کہ شاید کوئی

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitzed by eGangotri

فوجی پنشنر سردار ہے جو پنشن لینے آیا ہے یا کمشنری میں کوئی اپیل ہوگی۔ جب حضور باباجی مہاراج کے پاس سے گزر گئے تو باباجی نے بی بی رُکو سے کہا، "ہم اِس سِکھ کو لینے آئے ہیں۔ یہ ہمارا پُرانا میلی (ساتھی) ہے۔" بی بی رُکو بولی، "اِس نے تو آپ کو فتح[1] بھی نہیں بُلائی، یہ اچھا میلی ہے۔" باباجی نے جواب دیا، "اِس بے چارے کو کیا پتہ ہے، آج سے چوتھے دِن یہ ہمارے پاس آئے گا۔"

ایسا ہی ہُوا۔ حضور فرمایا کرتے تھے کہ اُن دِنوں آپ ایک ویدانتی مہاتما کے ساتھ ویدانت کے ایک گرنتھ کا مُطالعہ کر رہے تھے۔ تیسرے دِن جب شام کے وقت وُہ سادھو آپ کے پاس بیٹھا ہُوا تھا تو بابُو کاہن سِنگھ جو باباجی کے ست سنگی تھے اور حضور کے دوست تھے، آپ کے پاس آئے۔ اُنہوں نے حضور سے کہا، "آپ کو بہت عرصہ سے کسی کمائی والے مہاتما کی تلاش ہے، آج کل ایک بڑے اعلےٰ درجہ کے مہاتما آئے ہُوئے ہیں، اگر درشن کرنے ہوں تو چلو، حضور کے پُوچھنے پر بابُو کاہن سِنگھ جی نے بتایا کہ وُہ رادھا سوامی مارگ کے سنت ہیں۔ اور سُرت شبد یوگ (سُلطان اُلاذکار) کے شغل کی تعلیم دیتے ہیں۔ اُس ویدانتی سادھو نے رادھا سوامی مارگ کا نام سُنتے ہی بُرائی کرنی شروع کر دی اور بولا، "یہ لوگ ناستک (کافر) ہیں۔ ایشور کو نہیں مانتے اور سَریں ایک باجہ لیئے پھرتے ہیں۔" اِس پر حضور نے کہا کہ مَیں انجنیئر ہُوں۔ مَیں نے تو آج تک کوئی ایسا باجہ نہیں دیکھا جو سبر میں رکھا جا سکتا ہو۔ سادھو پھر بھی حضور کو وہاں جانے سے روکنے کی کوشش کرنے لگا، لیکن اُس کی باتوں کا کوئی اثر نہ ہُوا۔

دُوسرے دِن حضور بابُو کاہن سِنگھ کے ساتھ بابُو سُکھ دیال جی ست سنگی کی بیٹھک میں گئے جہاں باباجی مہاراج ٹھہرے ہُوئے تھے۔ تین چار دِن حضور

---

[1] سِکھ رواج کے مطابق نمستے کہنا، سلام کہنا

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitzed by eGangotri

نے ست سنگ سُنے، کئی سوال پُوچھے اَور آپ کو یقین ہو گیا کہ یہی حقیقی راستہ ہے۔ حضُور فرمایا کرتے تھے کہ تین چار دِن کے ست سنگ سے میرے 20 - 25 سال کے تمام شکوک دُور ہو گئے۔

آپ نے بڑی عاجزی سے باباجی کے حضُور میں نام کی بخشش کے لئے عرض کی۔ لیکن ایک جھجک مَن میں تھی۔ رادھا سوامی نام آپ کو نیا نیا لگتا تھا اِس لئے آپ نے باباجی سے نام دان کی درخواست کرتے وقت یہ بھی عرض کر دی کہ مجھے رادھا سوامی نام نہ دیا جاوے۔ باباجی بڑے پیار سے مُسکرائے اَور پُوچھا، "اِس نام پر تمہیں کیا اِعتراض ہے؟" حضُور نے جواب دِیا، "اِعتراض تو نہیں ہے لیکن یہ نام مجھے نیا اَور عجیب سا لگتا ہے۔"

اِس پر باباجی مہاراج نے پُوچھا، "کیا آپ کسی بانی کا پاٹھ کرتے ہو؟" حضُور نے عرض کی کہ جپ جی اَور جاپ صاحب کا روزانہ پاٹھ کرتے ہیں۔ باباجی نے پُوچھا، جاپ صاحب میں گورُو گوبند سنگھ صاحب نے پرماتما کے ایسے کتنے نام دِیئے ہیں جو پہلے کسی گرنتھ یا پوتھی میں نہیں آئے؟" حضُور نے جواباً کہا کہ ٹھیک گِنتی تو مجھے یاد نہیں، لیکن گیارہ بارہ سَو کے قریب ہونگے۔

تب باباجی مہاراج نے بڑے پیار سے فرمایا، "جب آپ کو مالِک کے بارہ سَو ایسے ناموں پر کوئی اِعتراض نہیں جو پہلے کسی گرنتھ میں نہیں آئے تو اگر کسی مہاتما نے اُس واہگورو پرماتما (کُل مالِک) کا پیار سے ایک اَور نام رکھ دِیا تو کیا ہو گیا؟" پھر آپ نے سمجھایا، "رادھا سوامی بھی اُسی مالِک کا ایک اَور نام ہے۔ رادھا آتما کو کہتے ہیں اَور سوامی اُس کے مالِک کو۔ اِس طرح 'رادھا سوامی' کے معنی ہُوئے "آتما کا سوامی" کُل مالِک کو سوامی تو سبھی مہاتماؤں نے کہا ہے۔ گورُو نانک صاحب کہتے: "اُوچ اَپار بے اَنت سوامی" سوامی جی مہاراج نے اس کے ساتھ رادھا لفظ اَور جوڑ دِیا۔" پھر باباجی نے سوامی جی مہاراج

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitzed by eGangotri

کی کتاب 'سارنچن منظم' میں سے یہ کڑی نکال کر پڑھنے کو دی۔

"رادھا آدسُرت کا نام، سوامی آدشبد نج دھام
سُرت شبد اور رادھا سوامی، دونوں نام ایک کرجانی"

(سارنچن 2: صفت 4: 1-2)

حضور کو حقیقت کا علم ہو گیا۔ آپ نے عرض کی اگر یہ بھی پرم پتا پرماتما (کُل مالک) کا ہی ایک اور نام ہے تو آپ کو اس پر کوئی اعتراض نہیں ہونا چاہیئے۔ دُوسرے دِن حضور کو نام دان مِل گیا۔ نام دان کے بعد باباجی مہاراج نے فرمایا، "یہ تمہاری اَمانت میرے پاس تھی، آج تمہارے حوالے کر دی گئی ہے۔" اِس پر بابا کاہن کے لفظ حضور کو یاد آ گئے، "جس کے پاس تمہاری اَمانت ہے وُہ خُود تمہارے پاس آئے گا۔"

نام دان کے بعد حضور کا خیال بھجن سمرن کی طرف لگ گیا۔ باباجی مہاراج کے چرنوں کی پریت دِن بدِن بڑھنے لگی۔ آپ برہ اور پریم بھری چٹھیاں اپنے مُرشد کی خِدمت میں بھیجتے رہتے۔ حضور لکھتے، "آپ کے دِیدار کی خواہش دِن رات رہتی ہے۔" "آپ کے دِیدار کے لئے مچھلی کی طرح تڑپ رہا ہُوں۔" سب کچھ ست گورو کا ہی دِکھائی دینے لگا، اور مُرشد کے دِیدار کی طلب ہی باقی رہ گئی۔ اپنی ایک چٹھی میں حضور نے لکھا، "مَیں سچ کھنڈ (مقامِ حق) بھی نہیں مانگتا۔ مَیں تو ہمیشہ پیار و عقیدت اور آپ کے چرنوں کا پریم مانگتا ہُوں۔" باباجی مہاراج کے چرنوں میں اَٹوٹ پیار اور بھجن کی لگن اِتنی بڑھ گئی کہ آپ کئی بار عرض کرتے کہ مُجھے قدموں میں آ کر رہنے کی اِجازت بخشیں، نوکری میں بھجن کے لئے وقت نہیں مِلتا۔ لیکن باباجی فرمایا کرتے، "آپ ہمیشہ میرے پاس ہی ہو، دُور نہیں۔ جو نوکری آپ کر رہے ہو یہ بھی سب میری خِدمت ہے۔ سو اپنے کو ستگورو کا کارِندہ سمجھ کر نوکری کیئے جاؤ۔" نوکری کے دِنوں میں آپ برابر ست سنگ

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitzed by eGangotri

اور بھجن کیا کرتے تھے۔ روز چھ چھ آٹھ آٹھ گھنٹے بھجن میں گزارتے۔ نوکری کے بعد پورا وقت پرمارتھ میں ہی گزرتا۔ رات کو بہت کم سوتے تھے۔ اگر نیند آنے لگتی تو کھڑے ہو کر بھجن کرتے تھے۔ کھڑے ہو کر بھجن کرنے کے لیے حضور نے ایک پانچ فٹ کی بیراگن (لکڑی کا سٹینڈ) بنوائی تھی جو اب بھی حضور کے کمرے میں رکھی ہوئی ہے۔

جب بھی چھٹی ملتی حضور باباجی مہاراج کے قدموں میں ڈیرہ آجاتے۔ 1898ء میں حضور ایکبار بیاس آئے ہوئے تھے۔ واپس نوکری (ڈیوٹی) پر جاتے وقت باباجی کے حکم سے ایک دن اپنے گھر گئے۔ جب واپس لوٹ رہے تھے تو باباجی مہاراج بیاس سٹیشن پر حضور سے ملے۔ آپ حضور سے کچھ کہنا چاہتے تھے لیکن کہنا ٹھیک نہیں سمجھا۔ واپس ڈیرہ آکر بی بی رکو سے فرمایا کہ بابو ساون سنگھ پر ایک بڑا بھاری دکھ آنے والا ہے، لیکن سوامی جی مہاراج سنبھال کریں گے۔

حضور اس وقت مری سے آٹھ دس میل دور خیرا گلی میں سروس میں تھے۔ اردگرد کے تعمیر کے کاموں کو دیکھنے کے لیے گھوڑے پر جایا کرتے تھے۔ آپ گھوڑے کی سواری میں کافی ماہر تھے اور گھوڑے کی ایال (گردن کے بال) پکڑ کر اچھل کر سوار ہو جایا کرتے تھے۔ دوسرے دن حضور کو دورے پر جانا تھا۔ سائیس نے آپ کی غیر حاضری میں گھوڑے کی گردن کے بال کاٹ دیئے تھے۔ لیکن آپ کو بتانا بھول گیا۔ جب حسب معمول گھوڑے پر سوار ہونے کے لیے حضور گھوڑے کی گردن پر ہاتھ رکھ کر چڑھنے لگے، بال ہاتھ میں نہ آئے اور آپ گر پڑے۔ ران کی ہڈی سرے کے پاس سے ٹوٹ گئی، اور ساتھ ہی ٹانگ بھی اتر گئی۔ خبر ملتے ہی فوج کا ڈاکٹر آپ کو ہسپتال لے گیا اور کلوروفارم دے کر ہڈی کو اپنی ٹھیک جگہ بٹھا کر پٹی باندھ دی۔

جب حضور ہسپتال میں تھے تو ڈاکٹروں نے گوشت کا شوربہ اوپورٹ

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitzed by eGangotri

وائن (ایک قسم کی شراب) استعمال کرنے کے لئے بہت زور دیا۔ حضور نے ان چیزوں کے لینے سے صاف انکار کر دیا۔ ڈاکٹروں نے کہا کہ اگر یہ چیزیں نہ لوگے تو صحت اور کمزور ہو جائے گی اور ہڈی نہیں جڑے گی۔ حضور کے ساتھی افسروں اور ماتحتوں نے کافی مجبور کیا کہ آپ اپنے سنگورو کو چٹھی لکھ کر پوچھ لیں، ان کے بار بار کہنے پر حضور نے باباجی مہاراج کو چٹھی لکھی۔ باباجی مہاراج نے جواب دیا کہ میرا حکم تو وہی ہے جو پہلے دن دیا گیا تھا یعنی گوشت و شراب سے پرہیز کرنا۔ ڈاکٹروں کو شک تھا کہ ہڈی شاید نہ جڑے یا ٹانگ میں کوئی خرابی رہ جائے، سو باباجی نے لکھا، "ٹانگ بالکل ٹھیک ہو جائے گی اور ہڈی اس طرح جڑ جائیگی کہ پتہ بھی نہ لگے گا کہ کہاں سے ٹوٹی تھی۔" قریب تین مہینہ بعد جب پٹی کھولی تو معلوم ہوا کہ ہڈی بالکل ٹھیک جڑ گئی ہے۔ جب حضور ہسپتال سے گھر آئے تو باباجی مہاراج آپ کے پاس کچھ دنوں کے لئے خیراگلی تشریف لائے۔

حضور کا ملازمت کا زمانہ اپنے دنیاوی فرائض ادا کرنے اور ابھیاس کرنے میں گزرتا گیا۔ باباجی مہاراج کے چرنوں کا پریم اور ان کے دیدار کیلئے تڑپ دن رات بنی رہتی۔ باباجی مہاراج اپنی چٹھیوں میں ایک طرف تو خوب بھجن کرنے کی ہدایت فرماتے اور دوسری طرف پیار سے دلاسہ دیتے کہ آپ کو درشن کا پھل مل رہا ہے۔ آپ اور میں الگ الگ نہیں ہیں۔ آپ میری جان ہو، پیارے بیٹے ہو، ہمیشہ میرے ساتھ رہو گے۔

حضور کو باباجی مہاراج کا حکم تھا کہ دفتر کے کام کاج کے بعد لوگوں سے زیادہ میل جول نہ رکھیں۔ اور شام کو اپنے بنگلے پر لوگوں کو بات چیت کرنے کے لئے نہ آنے دیں۔ حضور اس بات کو دھیان میں رکھ کر ہمیشہ آبادی سے علیحدہ تنہائی میں بنگلہ لیتے تھے۔ کالا باغ میں تو حضور کا بنگلہ بالکل ویرانے میں تھا۔ جب آپ کی تبدیلی کوہ مری میں ہوئی تو آپ نے بستی سے باہر تنہائی میں ایک بنگلہ کرائے پر

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitzed by eGangotri

لیا۔ بنگلہ بالکل سُنسان میں تھا۔ کوئی اُسے کرائے پر نہ لیتا تھا۔ کیونکہ لوگوں کا خیال تھا کہ اُس میں بھوت رہتا ہے۔ لوگوں نے حضوُر سے کہا کہ آپ یہ کوٹھی نہ لیں، اِس میں ایک بھوت رہتا ہے جو رات کو اِس میں رہنے والوں کو پتھر اور اینٹیں مار کر بھگا دیتا ہے۔ حضوُر نے جواب دیا، "کوئی بات نہیں مَیں اور بھوت اکٹھے رہ لیں گے۔"

رات کو مکان پر پتھر گرنے کی آواز آنے لگی۔ اُن دِنوں بھائی بنتا سنگھ[1] حضوُر کی نوکری میں تھا۔ وُہ گھبرا کر باہر بھاگ نکلا۔ شور اور پتھر گرنے کی آواز سُن کر حضوُر باہر آئے۔ آپ نے دیکھا کہ کوٹھی سے لگا ہُوا ایک درخت ہے، جس کے اخروٹ جیسے سخت پھل ہیں۔ جو رات کو تیز ہَوا چلنے پر کوٹھی کے ٹین سے ٹکرا ٹکرا کر آواز کر رہے ہیں۔ دُوسرے دِن حضوُر نے درخت کی وُہ ٹہنی کٹوا دی۔

بنتا سنگھ بتایا کرتا تھا کہ اُن دِنوں حضوُر کا خیال دِن رات بھجن کی طرف رہتا تھا۔ خوراک بہت کم ہو گئی تھی اور کئی بار تو کھانے کی چھٹی کر دِیا کرتے تھے کئی بار باہر سیر کے لیے جانے کا خیال آتا تو سائیس سے گھوڑا منگواتے، وُہ گھوڑا لے کر باہر کھڑا رہتا۔ اُدھر اس دَوران حضوُر بانی کے ایک دو شبد پڑھتے اور پریم میں مگن ہو کر بھجن میں بیٹھ جاتے۔ سیر کا خیال ہی نہ رہتا۔ دُنیا داری کی باتوں یا گپ شپ میں آپ کو کوئی دِلچسپی نہ تھی اگر کوئی پرمارتھ کی بات چیت کرنے یا سُننے والا آجاتا تو پھر گھنٹوں اُس سے شبد اور گورُو کی عظمت کے بارے میں بات چیت کرتے رہتے۔ آپ کے ساتھ کام کرنے والے اور دیگر واقف کار جو ہندو اور مُسلمان دونوں ہی قوموں سے تعلق رکھتے تھے، آپ کے پاس آتے تو آپ

---

[1] بھائی بنتا سنگھ زندگی بھر حضوُر کی نوکری میں رہا۔ حضوُر کے سرسہ میں زمین خریدنے کے بعد وُہ سرسہ میں رہا اور حضوُر کے خاندان کی سیوا کرتا رہا۔ پریمی ابھیاسی تھا۔ حضوُر کی زندگی کی کئی باتیں سُنایا کرتا تھا۔ 1951ء میں اُس کا اِنتقال ہو گیا۔

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitzed by eGangotri

بغیر کسی تعصّب کے اُن سے رُوحانیت کی چرچا کیا کرتے تھے۔ بنتا سنگھ سُنایا کرتا تھا کہ کئی بار جب رات کو اُس کی نیند کھُلتی تو دیکھتا کہ حضُور بھجن میں بیٹھے ہیں۔

حضُور کو سبھی دھرموں، فرقوں وقوموں کے لوگوں سے پیار تھا۔ آپ سب کی عزّت کرتے تھے۔ کسی مذہب کی بُرائی کرنا تو دُور رہا، نکتہ چینی تک نہ کرتے تھے ایک عیسائی پادری حضُور سے ہمیشہ بحث اور نوک جھونک کرتا رہتا تھا۔ ایک دفعہ جب حضُور بیاس سٹیشن پر گاڑی سے اُتر رہے تھے تو وُہ مِل گیا۔ بولا، "میرے ایک سوال کا جواب دو۔" حضُور نے کہا، "خوشی سے پُوچھو۔" وُہ بولا، "مجھے یہ بتاؤ کہ گورو نانک صاحب بڑے ہیں، کبیر صاحب بڑے ہیں یا بابا جیمل سنگھ جی۔" اِس پر حضُور نے فرمایا، "آپ تینوں کو میرے سامنے کھڑا کر دو۔ پھر میں بتا دُوں گا کہ کون بڑا ہے۔" وُہ بولا، "یہ تو ناممکن ہے۔" اِس پر حضُور نے فرمایا، "میں نے تو بابا جیمل سنگھ جی کو دیکھا ہے۔ میں تو اُنہی کو بڑا کہوں گا۔ میرے لئے تو اُن کے برابر کوئی نہیں۔ مجھے تو جو کچھ مِلا ہے اُنہی سے مِلا ہے۔"

حضُور میں یہ خُوبی تھی کہ چند لفظوں میں ہی مطلب کی بات سمجھا دیتے تھے۔ جب حضُور پہاڑوں میں نوکری پر تھے تو آپ کے ساتھ ایک مُسلمان افسر بھی کام کرتا تھا۔ وُہ حضُور سے بہت پیار کرتا تھا اور آپ کی بہت عزّت کرتا تھا۔ ایک بار وُہ چھٹّی لے کر حج کے لئے جا رہا تھا۔ جانے سے ایک دو دِن پہلے حضُور سے بولا، "میں حج کے لئے کعبہ جا رہا ہُوں۔ اگر آپ کو وہاں کچھ کام ہو تو بتائیں۔" حضُور نے کہا، "وہاں کے خُدا کو میرا اسلام کہہ دینا۔" یہ سُن کر وُہ دو مِنٹ سوچتا رہا۔ پھر بولا، "کیا وہاں کا خُدا کوئی اَور ہے؟" حضُور نے مُسکرا کر فرمایا، "پھر آپ وہاں کیا کرنے جا رہے ہیں؟" حضُور کبھی بحث کرنا پسند نہ کرتے تھے بلکہ چند ہی لفظوں میں اپنی بات کہہ دیتے تھے۔

ایک دفعہ کا ذِکر ہے، تب آپ ایس۔ ڈی۔ او۔ تھے۔ آپ کی طبیعت

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitzed by eGangotri

ٹھیک نہیں تھی۔ اور کچھ دِنوں کی چھٹی پر تھے، اِس لئے ایک دُوسرا ایس۔ ڈی۔ او۔ حضُور کی جگہ کام کرنے کے لئے آیا، اُس کا نام بابُو کیتھل رام تھا۔ کھنّہ کے پاس اُس کا گاؤں تھا، وُہ حضُور کی کوٹھی میں ہی ٹھہرا۔ وُہ ڈھائی گھنٹہ صُبح اور ڈھائی گھنٹہ شام کو ٹھاکُر جی کی پُوجا کیا کرتا تھا۔ حضُور نے اُس کے ٹھاکُر جی کے آرام کے لئے اپنے پاس کا چھوٹا کمرہ دے دِیا تھا۔ اُس کی خِدمت کے لئے ایک نوکر بھی تھا۔ ایک دفعہ جب رات کو سونے لگا تو نوکر کو آواز دِی کہ میری رات والی ٹوپی لاؤ۔ نوکر کو پتہ نہیں تھا کہ کون سی ٹوپی چاہیئے۔ ٹھاکُر جی کے صندُوق میں ایک ٹوپی تھی۔ اُس نے وہی لاکر دے دی۔ دیکھ کر اُس نے پُوچھا۔ "کہاں سے لائے ہو؟" نوکر نے جواب دِیا، "جی صندُوق میں سے۔" یہ سُن کر وُہ بابُو بڑا ناراض ہُوا اور لگا نوکر کو گالیاں دینے۔ پھر اُٹھ کر اپنے ٹھاکُر جی کے پاس گیا۔ اور کہنے لگا، "اِس لڑکے نے آپ کو جگا دِیا، مُعاف کرنا! مُجھے مُعاف کرنا۔"

اُن دِنوں حضُور کے پاس موہن سِنگھ نامی ایک بڑا ہنس مُکھ کلرک ہُوا کرتا تھا۔ وُہ بابُو کی باتیں سُن رہا تھا، جب اُس نے بابُو کی یہ بات سُنی کہ "اِس لڑکے نے آپ کو جگا دِیا" تو بولا، "یہ کبھی جاگے ہی نہیں، ہمیشہ سوتے رہتے ہیں۔" دُوسرے دِن بابُو کیتھل رام نے حضُور سے شکایت کی کہ آپ کا کلرک بڑا شیطان ہے۔ اِس پر حضُور نے بڑے پریم سے سمجھایا کہ پرماتما کی اصلی بھگتی کیا ہے اور سچّا ہری مندر کہاں ہے، کچھ منٹوں کی بات چیت سے اُسے سمجھ آگئی اور باہر مُکھی کرم کانڈ (ظاہری شرعی رسُومات) سے اُس کا خیال ہٹ گیا۔ پھر حضُور نے موہن سِنگھ کو سمجھایا کہ کبھی کِسی کے جذبات کو ٹھیس نہیں پہنچانا چاہیئے۔

3. سَت سنگ اور نام دان

جب حضُور ڈیرہ آتے تو اپنا سارا وقت باباجی مہاراج کی خِدمت، ست سنگ

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitzed by eGangotri

اور بھجن میں گزارتے۔ کئی بار باباجی کے اشنان کے لئے پانی اپنے ہاتھ سے بھر کر وڑائچ گاؤں سے لاتے۔ کنواں بن جانے پر کنوئیں سے خود پانی کھینچ کر بھرتے اور باباجی کے لئے لاتے، اس کے بعد دیگر ست سنگیوں کے ساتھ لنگر کے لئے بھی پانی بھرتے۔ باباجی نے آپکی اس سیوا کو دیکھ کر ایک بار فرمایا، "بابو جی، یہ پانی کی سیوا میں آپ سے پہلے بھی لے چکا ہوں۔" باباجی مہاراج کے مقام حق (سچ کھنڈ) جانے کے بعد ستگورو کا رتبہ سنبھالنے کے بعد بھی حضور جب بھی ڈیرہ آتے تو لنگر کے لئے کچھ گاگریں پانی کی بھر کر خود لے جاتے تھے۔ ۱۹۷۷ء میں ریٹائر ہو کر مستقل طور پر ڈیرہ میں آنے کے بعد بھی بھنڈاروں اور اتوار کے ست سنگوں کے دنوں میں حضور کم از کم ایک گاگر پانی اپنے ہاتھوں سے کنوئیں سے کھینچ کر لنگر میں لے جاتے تھے۔

باباجی کے جوتی جوت سمانے کے بعد شروع شروع میں جب بھی حضور ڈیرہ میں آتے تو ست سنگ کے بعد سارا وقت بھجن میں گزارتے۔ بی بی رکو آپ کے ابھیاس کا حال چاچا جی سیٹھ پرتاپ سنگھ جی کو لکھتی رہتیں۔ چاچا جی نے ایک چٹھی کے جواب میں بی بی رکو کو لکھا، "بابو ساون سنگھ کا حال، شوق بھجن ابھیاس کا کہ چار چار روز کوٹھے سے باہر نہیں نکلتے، معلوم کر کے طبیعت نہایت خوش ہوئی۔"

گدی نشینی کے بعد حضور نے کچھ عرصہ تک نام کی بخشش شروع نہیں کی، ابھی آپ کو پنشن پانے کے لئے کچھ سال اور ملازمت کرنی تھی۔ جب حضور کالا باغ میں تھے تو کبھی کبھی اپنی کوٹھی پر ست سنگ کرتے تھے۔ لیکن اپنے آپ کو چھپائے رکھتے تھے۔ کیونکہ سنت کبھی اپنے منہ سے نہیں کہتے کہ میں گورو ہوں۔ حضور کا فرصت کا پورا وقت ابھیاس میں ہی گزرتا تھا۔ لوگوں سے میل جول تو

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitzed by eGangotri

پہلے ہی کم تھا۔ اُن دِنوں بابُو گجّا سنگھ[1] بھی وہیں تھے، وُہ کبھی کبھی اپنے گھر میں ست سنگ کیا کرتے تھے۔ شبد اَور نام کے صحیح معنی سمجھا کر وُہ سنتوں کی مہما کیا کرتے تھے۔ لوگوں کو گورُبانی سے پریم تو تھا۔ لیکن مُرشد کی عظمت کا پتہ نہ تھا۔ کیونکہ مُجسّم مُرشد کی عظمت کا پتہ تو اُن کے دِیدار کرنے پر ہی چل سکتا ہے۔ ایک دِن دو یا تین شخص ست سنگ کے بعد رُک گئے، اُنہوں نے بابُو گجّا سنگھ سے پُوچھا کہ آپ جس قسم کے مہاتما کی بات کرتے ہیں ایسا مہاتما آج کل کہیں ہے بھی؟ بابُو گجّا سنگھ نے جواب دِیا، "ہاں، ہے۔" اِس پر اُنہوں نے ایسے مہاتما کا پتہ معلوم کرنے کے لیئے ضد کی۔ اُن لوگوں میں سے ایک دو آدمی حضُور کے محکمے میں حضُور کے ماتحت کام کرتے تھے۔ گجّا سنگھ جی نے اُن سے کہا اپنے بابُو جی کو پکڑو، اُنہی سے یہ دَولت مِل سکتی ہے۔ یہ سُن کر وُہ حضُور سے نام دَان کے لیئے عرض کرنے لگے۔ اِس طرح 1904ء میں حضُور دِین دیال نے پہلی بار 'نام دان' بخشا۔

آہستہ آہستہ حضُور کے پاس رُوحانیّت کے عاشق اِکٹھے ہونے لگے۔ نام کی بخشش شرُوع ہوگئی اَور آئندہ چالیس برسوں میں گورُو صاحِبان کی سَرزمین پر ہی نہیں بلکہ سارے ہندوستان اَور دُنیا کے دُور دراز مُلکوں میں بھی نام گُونج اُٹھا۔ حضُور کی تمام زِندگی ہی پرمارتھ اَور سنگت کی نذر ہوگئی۔ ست سنگ، نام دان اَور سنگت کی سیوا ہی آپ کا روزانہ کا کام ہوگیا۔ باباجی مہاراج کے سَت سنگی اَور نئے مُتلاشیانِ حق آپ کے قدموں میں آکر رُوحانی پیاس بُجھانے لگے۔

باباجی مہاراج کا ایک حُکم سنگھ نامی ست سنگی تھا۔ وہ ایک مِنٹ بھی خالی نہیں بیٹھتا تھا۔ رات کو بھجن کرتا اور دِن میں سیوا کیا کرتا تھا۔ جب محنت کی اندر (باطن میں) پردہ کھُل گیا۔ لیکن وہ ہضم نہ کر سکا۔ باباجی مہاراج نے کہا، "حُکم سنگھ، ہضم کرو۔"

---

[1] بابُو گجّا سنگھ باباجی کے ست سنگی تھے۔ آپ حضُور مہاراج جی کیساتھ کافی عرصہ رہے۔

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitzed by eGangotri

وُہ بولا، "اِس وقت اگر چاروں وید پڑھا پنڈت بھی سامنے آجائے تو میرے ساتھ بات نہیں کرسکتا۔" اَور وُہ اندر کی باتیں بتانے لگا، اِس پر باباجی نے اندر راستہ بند کردِیا۔ اُس نے ازحد کوشش کی لیکن اندر پردہ نہ کھُل سکا۔ ناراض ہوکر اپنے گاؤں چلا گیا۔ لیکن باباجی کے جسم خاکی چھوڑنے کے بعد پھر ڈیرہ آگیا اَور یہیں مہاراج جی کی سیوا میں رہنے لگا۔ اگرچہ اندر پردہ بند تھا۔ لیکن اُس نے بھجن نہیں چھوڑا۔ بھجن میں کبھی ناغہ نہیں کیا۔ کبھی خالی نہ بیٹھتا۔ حُکم کے مُطابق بھجن کرنا، بانی کا پاٹھ کرنا یا سیوا کرنا اُس کا دِن بھر کا کام تھا۔ اگر کوئی سیوا نہ ہوتی تو رسّیاں بٹنے بیٹھ جاتا۔ آخری دِنوں میں بیمار ہوگیا۔ حضُور مہاراج جی روز اُسے دیکھنے کے لِئے جاتے تھے۔ ایک دِن حضُور اُس کی طرف جانے کی تیاری کررہے تھے کہ وُہ خُود آگیا۔ حضُور نے کہا، "مَیں تیری طرف ہی آرہا تھا۔" وُہ بولا، "حضُور مَیں ایک چیز مانگنے آیا ہُوں۔" حضُور نے پُوچھا، "کیا؟" اُس نے عرض کی، "سچّے پاتشاہ! ایک بار اِن قدموں پر ماتھا ٹیک لینے دیں۔" حضُور نے اُسے سمجھایا کہ مَیں ماتھا ٹکوانا پسند نہیں کرتا۔ تو اُس نے کہا، "اگر یہ آپ کا جسم باباجی کا ہے تو قدم بوسی کرلینے دیں، اگر نہیں ہے تو مَیں نہیں ٹیکتا۔" کوئی پیارا مُرید یہ کیسے کہہ سکتا ہے کہ میرا جسم میرے ستگورُو کا نہیں ہے۔ پس حضُور باباجی مہاراج کا دھیان کرکے کہا کہ اچھّا ماتھا ٹیک لے۔ جب اُس نے چرنوں میں ماتھا ٹیکا تو اُسی وقت بولا، میری جو سولہ برس کی کمائی بند پڑی تھی، ایک دَم کھُل گئی ہے اَور پھر سے میری سنبھال ہوگئی ہے۔

حضُور کو تو اُس دِن آگرہ جانا تھا۔ پیچھے سے حُکم سنگھ اِنتقال کرگیا۔ آخری وقت بہُت ہی خُوش تھا اَور ست سنگیوں کو اندر کی باتیں بتاتا اَور حضُور کی بہُت تعریف کرتا تھکتا نہ تھا۔

نام دان کی ذِمّہ واری سنبھالنے کے بعد حضُور کو جب بھی چھُٹی مِلتی تو

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitzed by eGangotri

ڈیرہ میں آکر رہتے۔ کبھی کبھی آپ آگرہ چاچا جی مہاراج کے پاس بھی جاتے تھے۔ وہاں چاچا جی آپ سے مِل کر بہُت خُوش ہوتے۔ بابا غریب داس جی، جو چاچا جی کے پاس آیا کرتے تھے، آپ کی بہُت عِزّت کرتے تھے۔ ایکبار جب حضُور آگرہ گئے تو چاچا جی مہاراج آپ سے مِل کر بہُت خُوش ہُوئے۔ ایک دِن اِسی خُوشی میں حضُور سے فرمایا، "بیٹا مَیں تُم سے بہُت خُوش ہُوں، بولو کیا چاہتے ہو؟ جو چاہو مانگ لو۔" حضُور نے جواب دِیا۔ "آپ کا دِیا ہُوا سب کُچھ ہے، بس آپ کی دَیا مہر چاہیئے اَور کِسی چیز کی خواہش نہیں۔" چاچا جی کے پھر زور دینے پر حضُور نے عرض کی، "جب کُچھ بخشنے ہی کی مَوج ہے تو سوامی جی کا جو سِری گُورُو گرنتھ صاحب آپ کے پاس ہے، عِنایت فرما دیں۔" چاچا جی نے گُورُو گرنتھ صاحب نِکلوا کر دیتے ہُوئے آنسُو بھری آنکھوں سے کہا، "سوامی جی کو تو پہلے ہی، تُم لے گئے ہو۔ اب اُن کی یہ نِشانی جو ہمارے پاس تھی، وُہ بھی تُم لے چلے" پھر آپ نے حضُور کو سِینے سے لگا لیا اَور بڑے پیار سے فرمایا، "جاؤ، سوامی جی کی تُم پر ہر وقت دَیا مہر رہے گی۔" سوامی جی کا وُہ سِری گُورُو گرنتھ صاحب آج بھی ڈیرہ میں محفُوظ ہے۔

آہِستہ آہِستہ ڈیرہ کا کام بڑھنے لگا۔ سنگت بھی اپنے مُرشِد کے دِیدار کے لِئے بے چَین رہنے لگی۔ اس لِئے حضُور اپریل ۱۹۱۱ء میں دو سال پہلے ہی ریٹائر ہو کر ڈیرہ آ گئے۔ یہاں آتے ہی سَت سنگ، سیوا اَور مُتلاشِیانِ حق سے مُلاقاتیں کرنے میں سارا سارا دِن مشغُول رہنے لگے۔ اِن فرائض کی ادائیگی کے بعد جو بھی وقت مِلتا آپ اُسے بھجن میں گُزارتے۔ حضُور کی خُوراک شرُوع سے ہی کم تھی، ڈیرہ آنے کے بعد تو اَور بھی کم ہو گئی۔ آپ کے نزدیکی خِدمت گار یہ دیکھ کر فِکرمند ہوتے اَور حضُور سے خُوراک بڑھانے کے لِئے عرض کرتے۔ وُہ کہتے کہ اِتنی کم خُوراک پر اِنسان کیسے تندرُست رہ سکتا ہے۔ اِس پر حضُور

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitzed by eGangotri

فرماتے، "نام امرت (آبِ حیات) ہے۔ جسم کو کمزور نہیں ہونے دیتا۔ جو نام ساری کائنات کو لئے کھڑا ہے، اُس کے لئے ایک جسم کو سنبھالے رکھنا کیا مشکل ہے؟"

ایک دِن بھائی بنتا سنگھ نے پوچھا، "کیا حضور کو بھوک نہیں لگتی؟ حضور نے جواب دیا، "اندر نام کی وہ خوراک ملتی ہے کہ بھوک کا نام و نشان بھی نہیں رہتا۔" اُس نے پھر پوچھا، "حضور تو سوتے بھی بہت کم ہیں، کیا نیند نہیں ستاتی؟" مہاراج جی نے فرمایا، "خوراک اور نیند آدمی جتنی چاہے بڑھالے یا کم کرلے، یہ اس کے اپنے ہاتھ میں ہے۔ زندہ رہنے کے لئے کم خوراک اور بہت کم نیند کی ضرورت ہے۔ بھجن سے یہ دونوں اپنے آپ کم ہو جاتی ہیں۔

ایک تو حضور کا کھانا بہت کم تھا اور دوسرے ذائقہ کی طرف کوئی توجہ نہ ہوتی۔ بھائی بنتا سنگھ کئی برس تک حضور کا کھانا بناتا رہا۔ ایک دِن اُس نے بڑے چاؤ سے حضور کے لئے کھیر بنائی اور کھانے کے ساتھ ایک کٹوری میں لے گیا۔ حضور نے کھیر کھالی۔ جب بنتا سنگھ کھانے لگا تو پتہ چلا کہ کھیر میں چینی کی بجائے غلطی سے نمک ڈالا گیا تھا۔ وہ بہت دُکھی ہُوا کہ اِتنی بڑی غلطی ہوگئی اور ساتھ ہی خیال آیا کہ مَیں تو یہ کھیر ایک چمچہ بھر بھی نہ کھا سکا اور حضور نے چُپ چاپ پُوری کٹوری کھیر کھالی۔ دوڑا دوڑا حضور کے پاس گیا اور معافی مانگنے لگا۔ حضور نے کہا، "بھائی مجھے تو پتہ نہیں لگا۔" ایسی غلطیاں اور بھی کئی بار ہو جاتی تھیں۔ اِسی طرح ایک بار بنتا سنگھ نے دُودھ میں چینی کی جگہ سُوجی ڈال دی تھی لیکن حضور ایسی باتوں کی نہ تو کبھی شکایت کرتے اور نہ ہی کبھی ناراض ہوتے تھے۔

حضور رست سنگ سے دو تین گھنٹے پہلے کھانا کھا لینا پسند کرتے تھے یا پھر رست سنگ کے بعد۔ کئی بار رست سنگ کے دوروں میں حضور کار سے

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitzed by eGangotri

ست سنگ کے وقت پہنچتے۔ تھوڑی دیر آرام کر کے آپ ست سنگ میں تشریف لے جاتے۔ اور ساتھ والے لوگوں کو کھانا کھا لینے کا حکم دے دیتے لیکن حضور خود نہ کھاتے۔ ست سنگ ختم ہوتے ہوتے کبھی کبھی شام کے تین یا چار بج جاتے۔ پہاڑوں کے دوروں میں تو عام طور پر ایسا ہوتا تھا۔ سردی کی وجہ سے دو بجے دوپہر کا ست سنگ رکھا جاتا تھا۔ اُن دِنوں سڑکیں اچھی نہ ہوتی تھیں اور کبھی کبھی موٹر کو خراب سڑک یا پانی کے نالوں کی وجہ سے پہنچنے میں کافی دیر ہو جاتی تھی۔ حضور ست سنگ سے پانچ دس منٹ پہلے پہنچتے اور موٹر سے اُتر کر سیدھے ست سنگ میں تشریف لے جاتے۔ ست سنگ میں چار بج جاتے پھر لنگر میں نظرِ مہر ڈالتے، ست سنگیوں سے مِلتے، کسی پریمی ست سنگی کے عرض کرنے پر اُس کے گھر پر تشریف لے جاتے۔ اور ان سب کے بعد جب اپنے ٹھہرنے کی جگہ پر آتے تو شام ہو جاتی تھی۔ صبح ایک گلاس دودھ پی کر نکلتے تھے اور پھر شام کے چھ سات بجے کھانا کھاتے۔ یہ سب کام بڑی خوشی اور پریم سے کرتے اور یہ ظاہر ہی نہ کرتے کہ آپ نے کھانا نہیں کھایا ہے یا آرام کی ضرورت ہے۔

حضور کبھی کبھی فرمایا کرتے تھے کہ مَیں نے باباجی مہاراج سے تین چار مانگیں مانگی ہیں۔ پہلی تو یہ تھی کہ حضور کا لنگر کبھی کم نہ ہو۔ حضور نے باباجی مہاراج سے عرض کی تھی کہ "مَیں نے کبھی کسی سے کچھ مانگا نہیں ہے، آپ کا لنگر برابر چلتا رہے اور مجھے سنگت سے کبھی یہ نہ کہنا پڑے کہ آج لنگر میں فلاں چیز کی ضرورت ہے۔" اِس پر باباجی نے فرمایا، "بچو! تمہارے لنگر میں کبھی کوئی کمی نہیں آئے گی اور لنگر کبھی ختم نہیں ہوگا۔" اور آج تک ایسا موقعہ کبھی نہیں آیا کہ لنگر میں کوئی چیز کم ہو گئی ہو۔ حضور خود لنگر کے سیواداروں سے فرمایا کرتے تھے کہ آپ لوگ سنگت کو لنگر میں بڑی خوشی اور پیار سے کھلاؤ: باباجی کا بھنڈارا کھُٹ (کبھی ختم

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitzed by eGangotri

نہ ہونے والا) ہے۔ یہاں کبھی کوئی کمی نہیں آئے گی۔

دُوسری مانگ (وردان) حضُور نے مانگی تھی کہ اگر مَیں کبھی غُصّے میں آکر کسی سے کچھ بھی کہہ دُوں تو اُس کا نقصان نہ ہو۔ تیسری یہ کہ میری اَولاد کسی کے سامنے ہاتھ نہ پھیلائے۔ ایک بار حضُور نے بات چیت کے دَوران فرمایا، کہ مالِک کا شُکر گزار ہُوں کہ میری اَولاد باروزگار اَور لائق ہے۔ خُود کما کر کھاتی ہے اَور سادھ سنگت کی مُفت سیوا کرتی ہے۔ کِسی کے سامنے ہاتھ نہیں پھیلاتی۔ چوتھی بخشش باباجی نے یہ کی تھی کہ جِس کو بھی حضُور مہاراج جی نام دان کریں گے اُس کی پُوری سنبھال ہوگی۔

حضُور فرمایا کرتے تھے کہ باباجی مہاراج کے بچن تھے، "بچّو! یہاں ہمیشہ تیسہ[1] کرنڈی چلتی ہی رہے گی۔ باباجی کے یہ قول سچّے ثابت ہُوئے ہیں۔ جِس دِن باباجی مہاراج نے ڈیرہ میں کوٹھڑیاں اَور نام گھر بنانے کی اِجازت حضُور کو بخشی اُسی دِن سے تیسہ کرنڈی چل رہی ہے اَور عمارتی کام ایک دِن کے لِئے بھی نہیں رُکا ہے۔ آج ترقّی کرتے کرتے ڈیرہ ایک بڑی کالونی بن گیا ہے۔ باباجی کے فرمان کے مُطابِق آج بھی عمارتی کام لگاتار چل رہا ہے۔

اُن دِنوں ڈیرہ میں بہُت تھوڑے سے مکان تھے اَور باہر سے آنے والی سنگت، ست سنگ گھر، نام گھر، برآمدوں اَور چوباروں وغیرہ میں ٹھہرا کرتی تھی۔ کچھ افسر یا پڑھے لِکھے لوگ اُس وقت کے پانچ چھ چھوٹے کمروں میں ٹھہرا کرتے تھے۔ سب زمین پر سوتے تھے اَور کمروں میں رات کو بستر بالکل ایک دُوسرے سے مِلا کر لگانے پڑتے تھے۔ صُبح ساری سنگت فراغت کے لِئے باہر کھیتوں اَور کھڈّوں وغیرہ میں جایا کرتی تھی۔ نہانے کے لِئے یا تو دریا کا کنارہ تھا یا کُنوئیں۔

---

[1] تعمیری کام کرنے کے اَوزار، یعنی تعمیری کام ہمیشہ چلتا رہے گا۔

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitzed by eGangotri

خود حضور مہاراج جی بھی صبح رفع حاجت کے لئے جنگل میں جاتے اور کنوئیں پر ہی نہاتے۔ بجلی تب تک نہیں آئی تھی۔ بیاس سٹیشن سے ڈیرہ پیدل ہی آنا پڑتا تھا۔ اور راستہ کھیتوں میں سے تھا۔

جب حضور ڈیرہ میں آکر رہنے لگے تو آپ نے دو کام ہاتھ میں لئے۔ ڈیرہ کی ترقی اور سنت مت کی تبلیغ۔ جیسے جیسے سنگت بڑھنے لگی۔ مکان بننے شروع ہو گئے۔ ڈیرہ کے اندر کی سڑکیں تیار ہونے لگیں اور سنگت نے سیوا کر کے بیاس سٹیشن سے وڑائچ گاؤں سے کچھ آگے تک سڑک بنا دی۔ حضور نے آس پاس کے کھیت خریدے اور ڈیرہ کی ترقی کا کام شروع ہو گیا۔ جتنے بھی مکان، سڑکیں وغیرہ تعمیری کام اُس وقت ہوئے سب حضور کی ذاتی دیکھ ریکھ اور رہنمائی میں ہوئے حضور خود کئی کئی گھنٹے بیٹھ کر اپنے سامنے تعمیر وغیرہ کا کام کرواتے اور سنگت آپ کی موجودگی میں پیار اور لگن سے سیوا کرتی رہتی۔

جس وقت باباجی مہاراج یہاں آکر رہنے لگے تھے، اُس وقت وڑائچ اور بلسرائے کے درمیان کی بہت تھوڑی سی زمین میں ڈیرہ بنا ہوا تھا۔ حضور مہاراج جی نے آہستہ آہستہ موضع وڑائچ اور بلسرائے کے زمینداروں سے ڈیرہ کی رقم سے بڑے پیار و رضامندی سے زمینیں خریدیں۔ جب 52 - 1951ء میں مربع بندی ہوئی تو اُس وقت ڈیرہ کی ساری زمین اکٹھی ہو گئی۔ آج ڈیرہ کے چاروں طرف دیوار ہے اور اب دیوار کے اندر قریب دو سو ایکڑ زمین ہے۔ اِس کے علاوہ ڈیرہ کی دیوار کے باہر بھی ڈیرہ کی کافی زمین ہے۔ دیوار کے باہر دریائے بیاس کی طرف ایک چھوٹے سے ٹکڑے کو چھوڑ کر باقی سب طرف سڑک بن گئی ہے۔

ایک بار حضور نے بات چیت کے دوران فرمایا، "بھائی میں نے تو بھجن سمرن کچھ کیا نہیں۔ مجھے تو باباجی مہاراج نے کیا کرایا بخشا ہے۔" بھائی بنتا سنگھ جو پاس ہی کھڑا تھا، بولا، "حضور وہ چھ چھ اور نو نو گھنٹے کا بھجن، تین تین

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitzed by eGangotri

گھنٹے ایک ہی آسن پر بیٹھے رہنا، بھوک، پیاس اور نیند کی پرواہ نہ کرنا، کیا کسی گنتی میں ہی نہیں ہے" حضور نے فرمایا، "نام بڑی قیمتی چیز ہے، اگر ہر دے کر بھی مل جائے تو بھی سستی ہے۔"

جب بنتا سنگھ حضور کی محنت، ابھیاس اور سادھنا کی باتیں سناتا تو پریم اور خوشی سے جھوم جھوم اٹھتا تھا۔ حضور ست سنگ میں اکثر فرمایا کرتے تھے، "بھجن کرنا جوانی کی موت مرنا ہے۔ یہ بزدلوں اور کمزوروں کا کام نہیں۔ راتوں کو جاگنا، کم کھانا، ہر قسم کی تکلیف برداشت کرنا، نفس کو خواہشات سے ہٹانا۔ یہ سب کوئی خالہ جی کا گھر نہیں۔" پھر فرماتے، "یہ سب کچھ تبھی ہوگا جب دل میں ستگورو کے پیار کے علاوہ اور کوئی پیار باقی نہ رہے۔ انسان ایک ایک سانس کی چوکیداری کرے اور دیکھے کہ دل کو مرشد کی صورت کے علاوہ اور کوئی صورت یا خیال تو نہیں بھاتا۔ دل باطن میں مرشد کے قدموں میں رہے۔ باہر دنیا میں صرف فرض نبھانے کے لئے کام کرے، تبھی کچھ بنے گا۔" اسی طرح ایک دن حضور نے فرمایا، "سمرن (ذکر کلمہ) سے اتنا پیار ہو کہ پل بھر کے لئے بھی سمرن نہ بھولے پپیہے کی طرح آٹھوں پہر رٹ لگی رہے۔ جسے سمرن سے پیار نہیں، اسے گورو کے عشق کی ابھی ہوا تک نہیں لگی۔ زبانی جمع خرچ سے مالک نہیں ملتا۔ یہ تو کرنی کا مارگ ہے۔ جو سر نہیں دے سکتا وہ اسے پا بھی نہیں سکتا۔ جب تک اس دنیا کا پیار نہیں جاتا، ستگورو کا پیار آئے کیسے؟"

ہمارے من میں کئی بار یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ حضور تو خود پورن سنت (کامل فقیر) ہیں اور سنت جنم سے ہی سنت ہوتے ہیں۔ پھر حضور کو بھجن سمرن کرنے اور اتنے دکھ اٹھانے کی کیا ضرورت تھی؟ اور اب بھی حضور اپنا تمام خالی وقت بھجن ابھیاس میں ہی گزارتے ہیں۔ رات کو دو بجے جاگ کر بھجن (ریاضت) میں بیٹھ جاتے ہیں۔ گورو نانک صاحب، سوامی جی، باباجی مہاراج وغیرہ سبھی

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitzed by eGangotri

سنت بھجن کرتے رہے ہیں اُنہیں اِتنا بھجن کرنے کی کیا ضرورت ہے۔ لیکن ہم میں کسی کو حضور سے ایسے سوال پوچھنے کی عام طور پر ہمت نہ ہوتی۔ حضور کا کارُعب ہی کچھ ایسا تھا کہ اُن سے ایسے سوال پوچھنے کے لئے زبان سے الفاظ ہی نہ نکلتے تھے۔

ایک بار ہم پانچ چھ ست سنگی حضور کے کمرے میں بیٹھے تھے۔ ابھی حضور تشریف نہیں لائے تھے۔ راولپنڈی کے ایڈووکیٹ لالہ دھن راج کے پتا لالہ میّا داس جی بھی موجود تھے۔ وہ بہت عرصہ تک حضور کے ماتحت نوکری کر چکے تھے۔ اُنہیں ہم نے حضور سے یہ سوال پوچھنے کے لئے مجبور کیا۔ اُنہوں نے حضور کے تشریف لانے پر پوچھ ہی لیا۔ "حضور آپ کیوں بھجن کرتے ہیں؟ حضور کو بھجن کرنے کی کیا ضرورت ہے؟" پہلے تو حضور نے ٹالنے کی کوشش کرتے ہوئے فرمایا۔ "بھجن سب کو کرنا پڑتا ہے۔ بھجن نہ کریں تو اور پھر کیا کریں؟" لیکن لالہ میّا داس کب چھوڑنے والے تھے، بولے، "باباجی مہاراج نے تو حضور کو نام دیتے وقت ہی رُوحانیت کی دولت سے بھرپور کر دیا تھا اور فرمایا تھا کہ یہ آپ کی امانت میرے پاس تھی جو آپکے حوالے کرتا ہوں۔ آخری دِنوں میں تو اُنہوں نے یہ بھی فرمایا تھا کہ جو اُن کے بعد کام کرے گا وہ اُن سے چوگنا تپ تیج لے کر آئے گا، پھر حضور کیوں بھجن کرنے کی تکلیف کرتے ہیں؟"

بابا نظام الدّین ملتان والے بھی اُس وقت موجود تھے۔ اُنہوں نے باباجیمل سنگھ جی مہاراج سے نام لیا تھا اور بہت پُرانے ست سنگی و کمائی والے مہاتما تھے۔ حضور مہاراج جی بھی اُن کی بہت عزّت کرتے تھے۔ لالہ میّا داس جی کا سوال سُن کر بابا نظام الدّین بول اُٹھے، "بالو جی، یہ سب بھجن سمرن ہمارے اور آپ کے لئے کیا جاتا ہے۔ نظیر خود مجاہدہ[1] کر کے سنت جیوؤں

---

[1] سنت خود ابھیاس کر کے زندہ مثال پیش کرتے ہوئے جیوؤں کو سکھاتے ہیں۔

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitzed by eGangotri

کو سکھاتے ہیں کہ مالک سے پیار کس طرح کرنا چاہیئے۔ اگر وُہ خود کر کے ہمیں نہ سکھائیں تو ہم سیکھ ہی نہیں سکتے۔"

حضور نے ہنس کر فرمایا، "کر کے دِکھانے پر بھی کوئی ایک آدھ ہی کرتا ہے۔" اِس پر بابا نِظام الدّین نے کہا، "اِسی لیئے اُن کی جگہ حضور کو کرنا پڑتا ہے۔"

حضور ہمیشہ بھجن سمرن پر زور دیتے تھے۔ آپ خود بلا ناغہ بھجن کرتے تھے۔ اور سنگت کو بھی بھجن کرنے کی ہدایت فرماتے تھے۔ 1920ء میں جب مجھے (مصنّف کو) ریاست کپورتھلہ میں اچھّے عہدے پر نوکری ملی تو مَیں نے خط لکھ کر حضور کو اِس کی خبر دی اور اِس مہربانی کے لیئے آپ کا شکریہ ادا کیا۔ جواب میں حضور مہاراج جی نے لکھا:

"عزیزم بابو دریائی لال جی!

رادھا سوامی!

حضور ست گورو مہاراج کی دَیا پہنچے۔ آپ کا محبّت نامہ ملا، پڑھ کر خوشی ہوئی کہ آپ کو آرام کی جگہ مل گئی۔ اگر مالک نے آرام بخشا ہے تو آپ پر لازم ہے کہ اب بھجن میں لگو، کیوں کہ بغیر بھجن کے جیو کا کوئی ٹھکانہ نہیں۔ آدمی دُنیاوی کاموں میں تو محنت بھی کرتا ہے، کوشش بھی کرتا ہے، خیال بھی کرتا ہے۔ لیکن جب بھجن کا وقت آتا ہے تو مجھ کو چھٹّی لکھی جاتی ہے کہ "مجھ سے بھجن کراؤ۔" نہیں ایسا نہیں ہونا چاہیئے، یہ کورا مکھتا (مُرشد پرستی) نہیں ہے۔ چاہیئے کہ جیسے اور کاموں میں غفلت نہیں کی جاتی، ویسے ہی بھجن میں غفلت نہ کی جاوے۔ کیا افسوس ہے کہ بھجن جو کہ فرضِ مُقدّم تھا، اُس کی بالکل پرواہ نہیں، جیسے

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitzed by eGangotri

اَور کاموں کی خاطِر مالِک کے چرنوں میں پُکار کرتے ہو کہ وُہ پُورے ہُوں، ایسے بھجن کی بابت بالکُل خیال نہیں کیا جاتا۔ اِس کی وجہ یہ ہے کہ دُنیا کو تو سچ سمجھا ہے اَور پرمارتھ کو بطورِ دِل لگی سمجھا ہے۔ جیسے اَور کاموں کو محنت اَور مُستقِل مزاجی سے کرتے ہو، ویسے ہی بھجن کو بھی باقاعدگی اَور پریم سے کرو۔ آج سے آپ کو واجِب ہے کہ بھجن کے واسطے وقت مُقرّر کرو۔ وقت کی پابندی کے بغیر بھجن نہیں ہو سکتا۔ اگر نیم پُورا نہ ہو تو روٹی بھی حرام سمجھو۔ مَن اِس طرح ہی قابُو آتا ہے۔ یہ مَن کو بَس میں کرنے کا نُسخہ ہے، جو تُم کو لِکھا جاتا ہے۔ اَے عزیز! اِس پر عمل کرو اَور چلتے پھرتے جاگتے اِس کا خیال رکھو۔ سب سنگت کی طرف سے رادھا سوامی۔"

ساون سنگھ

ڈیرہ بابا جیمل سنگھ

3 - 11 - 1920

حضُور کی شخصیّت

حضُور کی شان، اُن کا جلال اَور اُن کی خُوبصُورتی کا بیان تو قلمبند نہیں کیا جا سکتا ہے۔ لمبا قد، پتلا سڈول جسم، نازک اندام، سُرخی مائل گورا رنگ، رحم و کرم اَور مُسکراہٹوں بھرا چہرہ، کُشادہ پیشانی، چہرے پر رُوحانی نُور اَور ہونٹوں پر میٹھی مُسکراہٹ۔ یہی جی چاہتا کہ بس دیکھتے ہی رہیں آنکھیں اِتنی چمک دار، پُرکشش اَور رسیلی کہ جیسے آبِ حیات کا سرچشمہ ہو، جس میں سے دَیا اَور مہر کی دھاریں

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitzed by eGangotri

لگاتار پھوٹ پھوٹ کر بہہ رہی ہوں۔ ایسا لگتا تھا کہ آنکھوں میں تو بس اَمرت ہی اَمرت ہے، جس نے بھی آپ کی طرف دیکھا مانو وُہ اَمر ہو گیا۔ خُوبصُورت چہرے کا بیان کرنے میں تو خُود سرسوتی بھی لاچار ہو گی۔ جب حضُور بات کرتے تو گویا مُنہ سے پھُول جھڑتے۔

حضُور کی طبیعت ہنس مُکھ تھی۔ جب کوئی مزاحیہ بات سُنتے تو آنکھ، ناک، مُنہ، پیشانی، ہونٹ اَور سبھی اعضا ہنسی سے کھِل جاتے ..... بچّوں کی سی معصُوم اَور بے باک ہنسی جس سے چہرہ لالی سے چمک اُٹھتا۔ لمبی نوکدار ناک کے نیچے ہونٹوں کو چھُوتی ہُوئی سفید مونچھیں، سفید بے داغ داڑھی سے مِلتی ہُوئی، چہرے کے رُعب و جلال کو دوگُنا کر دیتی تھیں۔ سامنے آتے ہی راجاؤں، مہاراجاؤں کے سر بھی اَدب سے جُھک جاتے۔ بائیں گال پر آنکھ سے ذرا نیچے ایک کالا تِل تھا۔ جس کی خُوب صُورتی کے سامنے خواجہ حافظ کی پیش کردہ قیمت یعنی سمرقند و بُخارا کی بادشاہت بھی حقیر معلُوم ہوتی تھی۔ داہنے گال پر ایک چھوٹا سا کالا نِشان تھا جس کی سیاہی نے پاس کی داڑھی کے کچھ بالوں کو سیاہ رنگ دے رکھا تھا۔ پیشانی پر ناک کی سیدھ میں اُوپر کی طرف پانچ سیدھی لکیریں تھیں۔ لمبے بازو گھُٹنوں کو چھُوتے تھے۔ پاک قدموں کی خُوبصُورتی کا تو بیان ہی کیا کروں۔ دیکھتے ہی دِل کرتا تھا کہ چُوم لیں اَور اُن سے لِپٹ کر اُنہیں دِل میں بسا لیں۔ جب کبھی اُن مُقدّس قدموں پر سر جُھکانے کا خُوش نصیب موقعہ حاصِل ہوتا۔ تو اندر کا اندھیرا اَور مَن کا سب دُکھ دُور ہو جاتا اَور دِل ایک دم پُرسکون ہو جاتا اَور کئی کئی دِنوں بلکہ ہفتوں تک اُس سرُور کا اثر رُوح پر چھایا رہتا۔

حضُور کے کس کس انگ کی خُوب صُورتی کا بیان کروں؟ جس کے ایک روم کی چمک کے سامنے کروڑوں سُورج اَور چاند شرمندہ ہیں۔ اُن کے اعضا

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitzed by eGangotri

کی عظمت کا بیَان کیا کِیا جاسکتا ہَے۔

گوسوامی تُلسی داس جی گورُو کے چرن (مُرشِد کے پائے مُقدّس) کے ایک ناخُن کے بارے میں کہتے ہَیں :

سری گورُو پدنکھ منی گن جوتی ⁂ سُمرت دِویّہ درِشٹی ہِیئے ہوتی
دلن موہ تم سو سپر کاسُو ⁂ بڑے بھاگ اُر آوئی جاسُو
⁂ (رام چرِت مانس بال کانڈ 1.1.3

اُگھر ہیں بِمل بِلوچن ہیئے کے ⁂ مِٹہیں دوش دُکھ بھوَر جنی کے
جتھا سوانجن آنج درِگ ⁂ سادھک سِدّھ سُجان
کَوتُک دیکھت سَیل بن ⁂ بھُوتل بھُور نِدھان

(رام چرِت مانس بال کانڈ (1).1.4.1)

یعنی مُرشِد کے چرنوں کے ایک ناخُن کی نُورانی چمک ہِیرے اَور جواہرات کے ڈھیر کی چمک کے مانند ہَے۔ اُن کے چرن دِل میں بس جانے سے اندر باطنی نُور ظاہر ہوجاتا ہَے، اُن کا سُورج جیسا نُور موہ (دُنیاوی لگاؤ) کے اندھیرے کو مِٹا دیتا ہَے۔ وُہ بڑا خُوش قِسمت ہَے، جِسکے دِل میں مُرشِد کے چرن بس جائیں۔ اُن کے نُور سے مَن کی آنکھیں کُھل جاتی ہَیں اَور اِس فانی دُنیا کی اندھیری رات کے دُکھ اَور تکلیفیں دُور ہوجاتی ہَیں۔ جنہوں نے مُرشِد کی خاکِ پا کا سرمہ اپنی آنکھوں میں ڈال لِیا وہ سادھک، سِدّھ اَور سُجان بن گئے اَور وُہ اپنے اندر کئی قِسم کے نظّارے دیکھتے ہَیں۔

حضُور عام طَور پر سفید لِباس پہنا کرتے تھے۔ آپ سفید دستار، سفید جاکٹ، کُرتہ اَور سفید پاجامہ پہنا کرتے تھے، اَور جب ڈیرہ سے باہر جانا ہوتا تو سفید کوٹ پہن لیتے۔ دستار اَور سفید لِباس کے ساتھ سفید داڑھی نہایت خُوبصُورت اَور شاندار نظر آتی تھی۔ حضُور کی شخصیت تو ویسے بھی بڑی پُرکشِش اَور دِل کش

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitzed by eGangotri

تھی، لیکن اُس پر سفید لباس سونے پر سُہاگے کا کام کرتا تھا۔ ایسا جمال اور جلال شاذ و نادر ہی دیکھنے کو ملتا ہے۔ دِل چاہتا کہ گھنٹوں بغیر پلک جھپکے دِیدار کرتے رہیں۔

15 - 1914ء کی بات ہے، اُس وقت مَیں جالندھر میں وکالت کرتا تھا۔ میرے ایک مُسلمان دوست چودھری رحیم بخش ایم۔ اے۔ ایل۔ ایل۔ بی بھی وہاں وکالت کرتے تھے۔ آپ بعد میں لا کالج لاہور میں پروفیسر تعینات ہو گئے تھے اور پھر پرنسپل کے عہدے سے ریٹائر ہوئے۔ آپ کے مُرشد ایک اچھے پہنچے ہوئے بزرگ تھے۔ ایک دِن مَیں اور سردار بھگت سنگھ جی وکیل حضور کو سٹیشن پر چھوڑنے گئے۔ گاڑی لیٹ تھی۔ حضور نے پلیٹ فارم پر ٹہلنا شروع کر دیا۔ چودھری رحیم بخش اور اُن کے مُرشد بھی اِتفاقاً سٹیشن پر آئے ہوئے تھے۔ جب اُن کے مُرشد نے حضور کو دیکھا تو وہیں ایکدم کھڑے رہ گئے، اور ٹکٹکی باندھ کر حضور کو دیکھنے لگے۔ حضور جدھر جاتے وُہ بھی اُدھر ہی مُنہ پھیر لیتے۔ پانچ دس منٹ تک یہی حالت رہی۔ آخر اُن سے رہا نہ گیا۔ حضور کے پاس آکر کہنے لگے، "آپ کے چہرے کا نُورِ الٰہی اور رُوحانی جلال ایسا پُرکشش ہے کہ جی چاہتا ہے کہ دیکھتا ہی رہوں۔" حضور نے فرمایا، "یہ سب آپ کی بزرگی اور دِل کی صفائی ہے، ورنہ مجھ میں تو کوئی خُوبی نہیں۔" اِس پر وُہ بولے کہ بزرگوں کے مُنہ سے ایسی اِنکساری کی باتیں ہی بھلی لگتی ہیں۔ پھر جب تک گاڑی نہ آئی وُہ حضور سے بات چیت کرتے رہے۔ دُوسرے دِن چودھری رحیم بخش نے بتایا کہ حضرت کہہ رہے تھے کہ آپ کے مہاراج جی فقیروں کی سلطنت کے شہنشاہ ہیں۔

مشہور امریکن ست سنگی ڈاکٹر جانسن جب جون 1932ء میں ڈیرہ آئے تو اُنہوں نے حضور کے دِیدار کے بعد امریکن ست سنگیوں کو اپنے ایک خط میں لکھا

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitzed by eGangotri

کہ "کاش، مَیں اُن کا بیان کر سکتا۔ لیکن کیا آپ نے کبھی غروب ہوتے ہُوئے سُورج کے خُوب صُورت نظّارے کو بیان کرنے کی کوشش کی ہے؟..... کوئی شہنشاہ بھی اِتنا رُعب والا نہیں ہو سکتا، اَور شاہی شان بھی ایسی جو دِلکش اِنکساری اَور رسیلی عاجزی سے پُر ہو۔ اُن کی آواز دھیمی، صاف اَور شیریں ہے جب بولتے ہیں تو ایسا لگتا ہے جیسے کہ چاندی کی گھنٹیاں بج رہی ہوں۔ اُن کی مُسکراہٹ فضل و کرم سے لبریز ہے اَور یہ ظاہرہ طَور پر دیکھا جا سکتا ہے کہ اُن کے دِل میں ہر خاص و عام کے لئے صرف دَیا بھری شفقت کے جذبات ہی ہیں۔ اُن کے پاس ایک گھنٹہ تک بیٹھنے کے بعد مَیں اُن کی لاثانی صُورت کے سوا اَور کسی کا خیال بھی نہیں کر سکتا تھا۔ اُن کی شیریں اَور موسیقی جیسی آواز اب بھی میرے کانوں میں گُونج رہی ہے۔ اُن کی موجُودگی میں سارا ماحول ایک لامثال نُور سے جگمگا رہا تھا۔ اُن کا دِیدار کرنا چاہیئے، اُن کا بیان ناممکن ہے۔ اُن کو دیکھ کر مَیں سب کچھ بھُول گیا ہُوں۔ اُن کی دِلکش صُورت اب بھی میری آنکھوں کے سامنے گھُوم رہی ہے۔ مَیں نے اِس سے پہلے کبھی ایسا خُوبصُورت اَور دِلکش چہرہ نہیں دیکھا۔ مَیں کبھی سوچ بھی نہیں سکتا تھا کہ اِنسانوں میں ایسا بشرہ (بے مثال ہستی) بھی کوئی ہو سکتا ہے۔"

حضُور کا ست سنگ دِل کش، پُر دلیل اَور با اثر ہوتا تھا۔ آواز شیریں، نغمہ نُما اَور بُلند تھی۔ دو دو تین تین گھنٹے تک ست سنگ فرماتے رہتے اَور ذرا بھی تھکاوٹ محسُوس نہ کرتے۔ جس وقت ست سنگ کے لئے تشریف لاتے تو اُن کی نہایت خُوبصُورت اَور دِلکش صُورت کو دیکھ کر گندے سے گندے دِل بھی کھِل اُٹھتے اَور ناپاک سے ناپاک آنکھیں بھی اُنہیں ٹکٹکی باندھ کر دیکھنے لگتیں۔ ست سنگ کرتے کرتے حضُور جب کبھی مُسکراتے یا ہنستے تو ایسا لگتا جیسے اَمرت کی وَرشا ہو رہی ہو، اَور سارا ماحول رُوحانی لُطف اَور خُوشی سے بھر جاتا۔ آپ کا پاک ترین ست سنگ جنم جنم کے بُرے کرموں کو دھو ڈالتا تھا۔ حضُور کے ست سنگ میں آ کر بدترین وِشے وِکاروں کے شِکار لوگوں میں

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitzed by eGangotri

ایسی تبدیلی آتی کہ جیسے وُہ پیدائش سے ہی نیک تھے۔ حضُور کے پُرشفقت بچن (اقوال) سُننے والوں کے دِل جیت لیتے تھے۔ ست سنگ میں اکثر سنگت کی آنکھوں سے آنسوؤں کی دھاریں بہتی دِکھائی دیتی تھیں۔ گھنٹوں تک درشن کر کے بھی سنگت دِیدار کی پیاسی ہی رہتی، اور آنکھیں یہی چاہتیں کہ یہ عرشی جمال کا مجسمہ کبھی ایک پل کے لئے بھی دُور نہ ہو۔

حضُور مہاراج جی کے ست سنگوں کے بارہ میں مہاراج چرن سنگھ جی فرماتے ہیں :

"حضُور مہاراج جی کے ست سنگ آج بھی میرے کانوں میں گُونج رہے ہیں۔ چالیس سال تک ہزاروں لوگوں نے اِنہیں دُنیا کی سب نعمتوں سے بڑھ کر مانا تھا۔ حضُور کے مُنہ سے نِکلا ہُوا ہر ایک لفظ اور ہر ایک بچن آپ کے مُریدوں کی زِندگی کا سہارا بن جاتا۔ آپ کے ست سنگ سنگت کو مگن کر دیتے تھے، حوصلہ بڑھاتے اور لوگوں کے مَن و آتما کو موہ لیتے تھے۔ حضُور کے ست سنگ میں سب لوگوں کو اُن کے سوالات کا جواب مِل جاتا، اور اُن کے سب شکُوک دُور ہو جاتے۔ آپ کا ہر ایک لفظ اکسیر مرہم کا کام کرتا اور سنگت کے دُکھی دِلوں کو ٹھنڈک پہنچاتا۔ ہر ایک لفظ امرت کی بُوند ہوتا تھا جو پیاسی رُوحوں کی پیاس بُجھاتا۔ لاکھوں کی تعداد میں مرد، عورتیں اور بچّے اپنے آپ کو بھُول کر مکمل سکُون سے خاموش بیٹھے ست سنگ سُنتے رہتے۔ اور اُن کے چہرے رُوحانی نُور، شردھا اور سکُون سے چمکتے تھے۔ وُہ کبھی نہ بُھلایا جا سکنے والا نظارہ ہوتا تھا۔ مہاراج جی کے سنجیدہ اور شیریں الفاظ سُننے والوں کو اپنی شِیرینی اور مٹھاس سے موہ لیتے تھے۔ ہر ایک شخص رُوحانی بیداری، اندرونی چڑھائی اور تازگی محسُوس کئے بغیر نہ رہتا۔"[1]

---

[1] حضُور مہاراج چرن سنگھ جی کے ست سنگوں کے انگریزی مجمُوعے کی تمہید میں سے۔

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitzed by eGangotri

حضور کا مزاج اور بلند اخلاق

پانچویں پاتشاہی گورو ارجن دیو جی کا بچن ہے :

"ہر کا سیوک سو ہر جیہا بھید نہ جانہو مانس دیہا" (آدگرنتھ، صـ 1076)

یعنی ہری کا سیوک ہری کی ہی صورت ہوتا ہے۔ صرف انسانی جسم میں موجود ہونے کی وجہ سے اُس میں اور پرماتما میں بھید نہ سمجھو۔ اِس میں ذرّہ بھر بھی شبہ نہیں کہ پرماتما اور اُس کے پیارے سنتوں کے درمیان جسم کا پردہ دکھائی دیتا ہے۔ لیکن اندر اُن میں کوئی بھید نہیں۔ گورو گوبند سنگھ جی فرماتے ہیں :

"ہر ہر جن دوئے ایک ہیں، بھید بچار کچھ ناہیں"

پرماتما اور اُس کے پیارے سنت ایک ہی ہوتے ہیں۔ اُن میں کوئی فرق نہیں ہوتا۔ اِس لئے حضور مہاراج جی کے مزاج اور اعلےٰ اخلاق کا بیان کرنا اُس اننت، اپار، الکھ و اگم۔ (لامنتہا، لامحدود، نادیدہ و نارسیدہ) کی صفات کا بیان کرنے کی مانند ہوگا، جس تک من اور عقل کی رسائی نہیں۔

حضور رحمت کے سمندر اور رحم و کرم و شفقت کا خزانہ تھے۔ اگر آپ کو فیاضی و فراخدلی کی کان اور بخشش کا خزانہ کہا جائے تو غلط نہ ہوگا۔ جب کوئی پاپی یا گنہگار آپ کے سامنے آتا تو رحمت کا سمندر جوش میں آکر اُس کے پاپوں کی میل دھو ڈالتا۔ معاف کرنے والا ہاتھ اُس کے سر پر رکھ دیتے۔ اور فرماتے کہ انسان بھولنے والا ہے۔ جتنا کوئی زیادہ پاپی ہوتا اُتنی ہی زبردست لہر آپ کی رحمت کے سمندر میں اُٹھتی۔ جوں ہی کوئی آپ کے حضور میں پیش ہوتا اُس کے سب نیک و بد اعمال، گناہ و ثواب آپ کو اِس طرح صاف دکھائی دیتے جیسے شیشے کی بوتل میں رکھی چیز نظر آتی ہے۔ لیکن کوئی کتنا ہی پاپی یا گنہگار کیوں نہ ہو آپ اُس کی کوئی برائی کبھی ظاہر نہ کرتے۔ اور نہ ہی اُس سے کوئی طنز کے لفظ یا دل دکھانے والی بات کہتے۔ میں نے کبھی

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitzed by eGangotri

حضور کی زبانِ مبارک سے کوئی طعنہ یا نکتہ چینی نہیں سُنی۔ آپ فرمایا کرتے تھے: "سنت اِنسانوں کے پاپ نہیں دیکھتے۔ اگر وُہ ہمارے کرموں (اعمال) کی طرف دیکھیں تو کوئی بھی شخص اِن کے پاس ٹھہرنے کے قابل نہیں ہے۔" حضور کِسی کی بُرائی کو دیکھتے ہی نہ تھے۔ اُن کے دِل میں سب کے لئے دَیا اَور مہر کے جذبات تھے۔ دُوسروں کے عیبوں کو ظاہر نہ کرنا اُن کی خصلت تھی۔ آپ اکثر فرمایا کرتے: "سب اِنسان ایک ہی پرماتما کے بیٹے اَور ہمارے بھائی ہیں۔ بُرا کِس کو کہیں"۔ ہمیشہ ہدایت فرماتے، "کِسی میں بُرائی نہ دیکھو، صِرف اُس کی صِفتوں کی طرف توجہ دو، کوئی ایسا اِنسان نہیں جِس میں کوئی نہ کوئی وَصف نہ ہو، اگر کِسی میں ہمیں کوئی خُوبی نظر نہیں آتی تو یہ ہماری آنکھوں اَور ہمارے دِل کا قصور ہے، ورنہ مالِک تو ہر ایک کے اندر خُود موجُود ہے۔"

بچّے، بُوڑھے، جوان، امیر، غریب، تندرست، بیمار، خُوب صُورت، بدصُورت، اچھے چال چلن والے یا بدچلن سبھی کو حضور ایک سی پریم بھری نظر سے دیکھتے تھے۔ معصُوم بچّوں سے لے کر بُوڑھے سے بُوڑھے بُزرگ سبھی یہی سمجھتے کہ حضور اُسی کے ہیں۔ چھوٹے بچّے آپ کے چرنوں سے لپٹ کر اِتنے ہی خُوش ہوتے، جتنے کہ سنجیدہ بُزرگ آپ کی زبانِ مُبارک سے کِسی پیچیدہ مسئلے کی تشریح سُن کر۔ حضور مہاراج جی اِس قدر نرم دِل تھے کہ کِسی کا دُکھ نہیں دیکھ سکتے تھے۔ کِسی مُصیبت زدہ کے آتے ہی اُس کے سبھی بُرے کرموں کا بوجھ خُود اُٹھا لیتے، لیکن کبھی اِس بات کو ظاہر نہ ہونے دیتے، اگر کوئی ذِکر بھی کرتا تو منع کر دیتے۔

ایک آپ بیتی مجھے یاد آگئی: جُون کا مہینہ تھا ۱۹۷۱ء یا ۱۹۷۲ء میں کوئی چھُٹّی کا دِن تھا۔ مَیں حضور کے دِیدار کے لئے ڈیرہ آیا اَور دوپہر ڈیڑھ دو بجے کے قریب یہاں پہنچا۔ اُس وقت سب لوگ کھانا وغیرہ کھا کر اپنی کوٹھڑیوں کے اندر آرام کر رہے تھے۔ جُوتے، کوٹ اَور پگڑی اُتار کر مَیں بارہ دری میں ایک

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitzed by eGangotri

چھوٹی سی چٹائی بچھا کر لیٹ گیا اور سر کے نیچے ایک پکّی اینٹ رکھ لی۔ یہ بارہ دری مہاراج جی کے جائے رہائش کے ساتھ لگتی تھی۔ اُس کے تین طرف بڑے بڑے دروازے تھے اور نیچے پکّی اینٹوں کا فرش تھا۔ اُن دِنوں دونوں ست سنگ گھر، بارہ دری اور چوباروں (بالائی منزلوں) کے علاوہ ست سنگیوں کے ٹھہرنے کے لئے اور کوئی جگہ نہ تھی۔ حضور دوپہر کے وقت اُوپر بارہ دری سے لگے مشرق کی طرف کے کمرے میں آرام کے لئے تشریف لے جاتے تھے۔ حضور اٹھارہ برس لگاتار پہاڑی علاقوں میں رہ کر آئے تھے اور یہاں کی سخت گرمی میں ڈیرہ میں رہنے کا آپ کا پہلا ہی سال تھا۔

مَیں بارہ دری میں لیٹ تو گیا لیکن چین کہاں اور نیند کیسی؟ نیچے زمین تپ رہی تھی، اُوپر آسمان آگ برسا رہا تھا۔ بارہ دری کے دروازوں سے لُو کے جھونکے سائیں سائیں کرتے تیزی سے آ رہے تھے اور بارہ دری بالکل بھٹی بنی ہُوئی تھی۔ میرا جسم بُھنا جا رہا تھا۔ آنکھیں جل رہی تھیں، ہونٹ پیاس سے خشک ہو رہے تھے۔ مَیں آنکھیں بند کئے پڑا تھا کہ کیا دیکھتا ہُوں کہ اِس کڑکتی دُھوپ میں حضور اُوپر کے چوبارے سے اُتر کر میرے سرہانے کی طرف آ کر کھڑے ہیں۔ مَیں گھبرا کر اُٹھ بیٹھا۔ حضور نے پُوچھا، "تُم یہاں لُو میں کیوں پڑے ہو؟ جلدی اُٹھو۔" ست گورو کے اچانک درشن ہو جانے کی خوشی کے ساتھ ساتھ مَیں حیران بھی تھا کہ میرے یہاں لیٹے رہنے کی خبر حضور کو اُوپر اپنے بند کمرے میں کس نے دی۔

مَیں اپنے جذبات میں ڈُوبا ہُوا تھا کہ حضور نے بھائی بنتا سنگھ کو آواز دے کر بُلایا اور میرے لئے چارپائی منگوائی۔ حضور کے رہائشی کمرے کے پیچھے ایک پکّی کوٹھڑی تھی جس کا دروازہ بارہ دری میں کُھلتا تھا۔ مہاراج جی نے اُس میں پانی چھڑکوا کر چارپائی بچھوائی۔ بھائی بنتا سنگھ نے اُس پر ایک دری و کھیس بچھایا اور تکیہ لگا دیا۔ پھر حضور نے بنتا سنگھ کو حکم دیا کہ اُوپر حضور کے چوبارے سے صُراحی کا ٹھنڈا

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitzed by eGangotri

پانی لاکر مجھے پلائے اور ایک چھوٹی صُراحی میں پانی بھر کر میرے پاس رکھ دے۔ حضُور کے دِلفریب دِیدار اور پیار بھرے لفظوں سے میرا تن مَن ٹھنڈا ہو گیا۔ آنکھوں سے شُکر گزاری کے آنسو بہہ رہے تھے۔ اپنے انتریامی پیارے مُرشِد کے شُکرانے کے لئے میرے پاس اور کیا تھا۔ دِل سے ہُوک اُٹھ رہی تھی کہ ہائے! اِس پھُول سے نازک جسم کو مُجھ گُنہگار کے لیئے اِس سخت گرمی میں لُو سے تپتی دوپہر کے وقت اِتنی تکلیف اُٹھانی پڑی۔ آج بھی جب سرکار کی دَیا مہر، پیار اور رحمت کی باتیں یاد آتی ہیں تو دِل بھر آتا ہے۔ گلا رُندھ جاتا ہے اور آنسو صبر کا باندھ توڑ کر اُمڈ آتے ہیں۔

مہاراج جی کا تحمّل و قوّتِ برداشت

مہاراج جی کی قُوّتِ برداشت لاانتہا تھی۔ گرمی کا مَوسم، دوپہر کا وقت، جیٹھ کا مہینہ، کڑکتی دھُوپ، لیکن حضُور تھے کہ چھتری کے بغیر ہی کھیتوں میں کھڑے ہو کر گندم کی کٹائی کی سیوا اپنے سامنے کرواتے۔ ہم لوگ کھڑے کھڑے تھک جاتے۔ کہیں سایہ میں بیٹھنے کی جگہ تلاش کرتے۔ لیکن حضُور فوجی کمانڈر کی طرح ڈٹے رہتے۔ مَن تو کوروں سے بھی چالاکی کرنے سے باز نہیں آتا۔ تھک تو مَیں خُود جاتا۔ لیکن حضُور سے جاکر کہتا کہ حضُور صبح سے دھُوپ میں کھڑے ہیں، آپ ذرا آرام فرمالیں حضُور مُسکرا کر فرماتے، "ابھی چلتے ہیں، بس اب تھوڑا سا کام باقی رہ گیا ہے۔" حضُور کی مَوجُودگی کا یہ اثر ہوتا کہ دو دِن کا کام آدھے دِن میں ہی پُورا ہو جاتا۔ نہ کسی کو گرمی محسُوس ہوتی نہ سردی۔ سبھی سیوا کرنے والے گورُو کے پریمی، اُن کی نظر گورُو کے سرُوپ پر لگی ہوتی اور ہاتھ مشین کی طرح تیزی سے کام کرتے رہتے۔ ایک دفعہ کی بات ہے، حضُور اسی طرح دُھوپ میں کھڑے تھے۔ مَیں نے چھتری لاکر آپ کے اُوپر سایہ کر دیا، لیکن آپ نے بڑے پیار سے کہا، "نہیں بیٹا، مجھے اِس کی کوئی ضرورت نہیں۔ سنگت بھی تو دھُوپ میں سیوا کر رہی ہے۔"

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitzed by eGangotri

اِسی موضوع پر ایک بات یاد آگئی حضور اُن دِنوں ایبٹ آباد میں سرکاری نوکری پر تھے۔ ایک دفعہ گرمی کے دِنوں میں آپ وہاں سے ڈیرہ کے لئے روانہ ہُوئے۔ جب بیاس سٹیشن پر اُترے تو دوپہر کا وقت تھا، دُھوپ تیز تھی۔ اَور لُو چل رہی تھی۔ اُن دِنوں سٹیشن سے ڈیرہ پیدل ہی آنا پڑتا تھا۔ حضور دوپہر کی سخت دُھوپ میں ڈیرہ کی طرف چل پڑے، راستے میں ایک جگہ سائے میں کچھ دیر آرام کرنے کا خیال آیا کہ دُھوپ کم ہونے پر آگے چلیں لیکن اُسی وقت خیال آیا کہ سوہنی نے ایک اِنسان کی مُحبّت میں اپنی جان کی بھی پرواہ نہ کی۔ یہ جانتے ہُوئے بھی کہ گھڑا کچّا ہے اَور پانی میں ڈالتے ہی گھُل جائے گا، اُس کے سہارے پانی میں کُود پڑی لیکن عِشق کے نام پر حرف نہیں آنے دِیا۔ حضور فرمایا کرتے تھے کہ یہ خیال آتے ہی مَیں نے سوچا کہ مَیں باباجی کے درشنوں کے لئے آیا ہُوں اَور اِس طرح رُک کر اپنے پیارے محبُوب کے دِیدار میں دیر کر رہا ہُوں۔ سوہنی نے تو ایک اِنسان کیلئے جان دے دی اَور مَیں اپنے مُرشِد غریب نواز کے دِیدار کے لئے ذرا سی دُھوپ اَور لُو کا خیال کر رہا ہُوں، یہ سوچ کر آپ اُسی وقت چل پڑے۔

اُدھر ڈیرہ میں یہ حال تھا کہ باباجی مہاراج نے اُس وقت بھری دوپہر میں اپنی کوٹھڑی سے نکل کر دُھوپ میں ٹہلنا شروع کر دِیا۔ باباجی مہاراج گرمی زیادہ محسُوس کرتے تھے، اَور دُھوپ میں کبھی باہر نہ نکلتے تھے۔ بی بی رُکّو نے پُوچھا، "مہاراج! آپ نے تو سردیوں میں بھی دُھوپ برداشت نہیں کی، آج گرمی میں دوپہر کی دُھوپ میں باہر کیوں پھر رہے ہیں؟ باباجی نے کوئی جواب نہیں دِیا اَور اُسی طرح دُھوپ میں ٹہلتے رہے۔ جب حضور ڈیرہ سے قریب ایک فرلانگ کی دُوری پر تھے تب باباجی اپنی کوٹھڑی کے اندر چلے آئے۔

جب حضور ڈیرہ میں پہنچے تو بی بی رُکّو نے ہنس کر کہا، "بھائی جی! مجھے تو پہلے ہی علم ہو گیا تھا کہ آپ آ رہے ہیں۔" حضور نے جواب دِیا، "ہاں بی بی جی!

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitzed by eGangotri

آپ انتریامی مہاتما ہیں، آپ کو سب کچھ معلوم ہے۔" بی بی رُکو بولیں، "نہیں باباجی ایک گھنٹے سے دھوپ میں ٹہل رہے تھے، ابھی ابھی اندر گئے ہیں۔ مجھے خیال آیا کہ آج کسی نہ کسی پیارے کے لئے یہ دھوپ اپنے جسم پر سہی جا رہی ہے۔ جب آپ کو آتے ہوئے دیکھا تو سمجھ گئی۔" حضور نے کہا، "اسی لئے مجھے ماہ جیٹھ کی دوپہر کی دھوپ بھی ذرا محسوس نہیں ہوئی۔"

حضور نہ سردیوں میں سردی کی پرواہ کرتے، نہ گرمیوں میں گرمی کی۔ بارش ہو یا طوفان، جو کام کرنا ہوتا اُسے ضرور کرتے۔ کوئی طاقت آپ کو اُسے کرنے سے روک نہ سکتی تھی۔ بدبو یا خوشبو کی بھی سرکار کبھی پرواہ نہ کرتے۔ ایک دفعہ حضور لنگر میں پرساد پر نگاہِ مہر ڈالنے اور روٹی پکانے والی بیبیوں کو درشن دینے گئے۔ میں سیوا میں ساتھ تھا۔ جہاں عورتیں بڑے بڑے توؤں پر روٹیاں پکا رہی تھیں وہاں کچھ بھٹیوں میں سے بہت کالا دھواں نکل رہا تھا۔ سنگت کو درشن دینے کے لئے حضور کو اسی دھوئیں کے غبار میں کھڑا ہونا پڑا۔ میرا تو دم گھٹنے لگا، اور آنکھوں میں پانی آگیا۔ عرض کی، "حضور یہاں دھواں بہت ہے۔ ذرا ایک طرف ہو جائیں۔" حضور نے فرمایا، "مجھے دھواں کچھ نہیں کہتا۔" اور وہیں کھڑے رہے۔

شملہ اور ڈلہوزی کی پہاڑیوں پر حضور کے ساتھ چلتے چلتے ہم لوگ تو تھک کر چور ہو جاتے، لیکن سرکار اتنی تیزی و پھرتی سے چڑھائی چڑھتے جاتے کہ جوان فوجیوں کو بھی پریڈ و پی۔ ٹی کے دن یاد آجاتے، موٹر کے سفر میں تو آپ کی قوتِ برداشت کی کوئی حد ہی نہ تھی۔ مثال کے طور پر صرف ایک بار کا واقعہ یہاں لکھتا ہوں جس سے اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ حضور کتنی سخت محنت کے عادی تھے۔ ایک بار جب آپ ایبٹ آباد تشریف لے گئے۔ یہ وہاں سے لوٹتے وقت کی بات ہے۔ حضور صبح اُٹھ کر اشنان وغیرہ سے فارغ ہوئے اور پہلے ایبٹ آباد میں ست سنگ فرمایا:

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitzed by eGangotri

ست سنگ کے فوراً بعد ہی موٹر سے روانہ ہو کر راولپنڈی پہنچے۔ یہاں سنگت کے مجبور کرنے پر دو گھنٹے ست سنگ کیا۔ ست سنگ کے بعد وہاں سے روانہ ہو کر لائلپور پہنچے، لائلپور جانے سے پہلے شاہدرہ (لاہور سے چار میل مغرب کی طرف) جانا پڑتا تھا۔ اور پھر وہاں سے باہر کے راستے لائلپور جاتے تھے۔ یہ سفر تین سو میل سے کچھ زیادہ ہی ہوگا۔ لائلپور پہنچ کر ست سنگ کیا۔ وہاں سے چل کر رات کو دو تین بجے کے قریب کپورتھلہ پہنچے جہاں صبح پانچ بجے کسی پریمی کے گھر میں شادی تھی۔ حضورؔ وقت سے پہلے ہی قریباً ساڑھے چار بجے وہاں موجود تھے۔ آنند کارج کے بعد صبح سات آٹھ بجے چل کر آپ جالندھر آئے۔ یہاں آکر حضورؔ نے اُس موٹر ڈرائیور کو (جسے سردار سیوا سنگھ نے حضورؔ کو راولپنڈی سے لانے کے لئے لائلپور سے بھیجا تھا) الوداع کہا، اور اُسے ایک پگڑی اور گیارہ روپے انعام میں دیئے۔ حضورؔ نوکروں کو انعام دینے میں بہت فراخ دل تھے۔ وہ ڈرائیور قوم کا پٹھان تھا۔ جلال آباد (افغانستان) کا رہنے والا تھا۔ الوداع کے وقت سلام کر کے بولا! "بابا! ہم لوگ کو پھر بھی یاد کرنا، ہم تیس سال کا جوان آدمی نیند اور تھکاوٹ سے بے حال ہو گیا۔ مگر تم نہ تو سویا، نہ کھایا پیا۔ تمہارے رُخ پر نورِ الٰہی برستا ہے، تم آدمی نہیں، خدا کا دیدار ہے۔" اُس وقت حضورؔ کی عمر اسّی برس سے زیادہ تھی۔

ایک اور واقعہ سُنا کر اس مضمون کو ختم کرتا ہوں۔ ایک دن حضورؔ مہاراج جی کی طبیعت ٹھیک نہ تھی۔ ازحد محنت کی وجہ سے زُکام اور بُخار تھا۔ میرا خیال تھا کہ آج سرکار ست سنگ میں تشریف نہیں لے جائیں گے۔ لیکن جونہی گھڑی نے شام کے چار بجائے، آپ ست سنگ میں جانے کے لئے تیار ہو گئے۔ ہم لوگوں نے ہاتھ جوڑ کر عرض کی۔ "حضورؔ آج آپ کی طبیعت کچھ ٹھیک نہیں ہے، ست سنگ میں تشریف نہ لے جائیں۔" حضورؔ نے جواب دیا، "نہیں میری طبیعت بالکل ٹھیک ہے۔ ست سنگ میں ضرور جاؤں گا۔" لیکن میں نے بی بی رانی اور کچھ دیگر سیواداروں

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitzed by eGangotri

نے دو تین بار حضور سے آرام فرمانے کی عرض کی۔ اِس پر حضور نے فرمایا۔ "اِس جسم سے جتنا کام لیا جائے اچھا ہے۔ ایک دِن اِسے آگ کے ہی حوالے کرنا ہے۔ بابا جی مہاراج نے جو کام سونپا ہے اُس میں کوتاہی نہیں کرنی چاہیئے۔" جب حضور ست سنگ میں تشریف لائے تو چہرے پر ایسا نُور اور آواز میں ایسی گرج تھی کہ کِسی کو شُبہ بھی نہ ہُوا کہ حضور کو تیز بُخار ہے۔ پُورے ڈھائی گھنٹہ ست سنگ میں اَمرت وَرشا کرنے کے بعد حضور واپس اپنی کوٹھی میں تشریف لائے۔ مَیں اندر سے دروازہ بند ہی کر رہا تھا کہ ایک شخص بھاگتا ہُوا آیا اور کہنے لگا کہ وُہ ابھی آیا ہے اور حضور مہاراج جی کے دَرشن کرنا چاہتا ہے۔ مَیں نے کہا، "بھائی، آج حضور کی طبیعت ٹھیک نہیں ہے۔ ابھی ڈھائی گھنٹہ ست سنگ میں بیٹھ کر آئے ہیں، اب اندھیرا ہو گیا ہے، کل صُبح دَرشن کر لینا۔" لیکن وُہ اِصرار اور ضد کرتا ہی رہا کہ اُسے ابھی دَرشن کر کے واپس جانا ہے۔ کیونکہ کل صُبح اُسے میرٹھ چھاؤنی میں اپنی نوکری پر حاضِر ہونا ہے۔ جب وُہ بہُت ضِد کرنے لگا تو مجھے غُصّہ آ گیا اور مَیں نے سختی سے کہا، "بابا، رحم کرو سرکار پر، چند سال اور جی لینے دو اُنہیں۔" اور زبردستی دروازہ بند کر کے اندر سے کُنڈی لگا دی۔ اُسوقت اُس شخص کے چہرے پر ایسی اُداسی اور مایُوسی چھا گئی کہ میرے پتھر دِل پر بھی چوٹ سی لگی۔ لیکن مَیں نے دروازہ نہیں کھولا۔

جب مَیں اُوپر پہُنچا تو مہاراج جی نے فرمایا، "ایک شخص بہُت دُور سے آیا ہے، مجھ سے مِلنا چاہتا ہے، جاؤ دروازہ کھول آؤ۔" مَیں نے عرض کی، "حضور ایک شخص آیا تو تھا لیکن مَیں نے اُسے اُوپر آنے سے روک دِیا۔ کیونکہ حضور بے حد تھکے ہُوئے ہیں۔" یہ سُن کر حضور نے حکم دِیا کہ جاؤ اور اُسے اُوپر لے آؤ۔ مَیں نے نیچے آ کر دیکھا

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitzed by eGangotri

تو وُہ شخص وہاں نہ تھا، باہر آکر دیکھا لیکن وُہ نہ ملا۔ مَیں نے روڑ سنگھ[1] کی دُوکان بڑے ست سنگ گھر کے اندر واس پاس، آفس، لائبریری وغیرہ سب طرف اُسکی تلاش کی۔ لیکن وُہ نہ ملا۔ آخر مایُوس ہوکر واپس آگیا۔ جب اُوپر جانے لگا تو کیا دیکھتا ہُوں کہ وُہ شخص حضُور کے برآمدے میں ایک کھمبے کے ساتھ لگا ہُوا کھڑا ہے۔ مَیں نے ہاتھ جوڑ کر اُس سے مُعافی مانگی۔ اَور کہا چلو بھائی، تُمہیں حضُور یاد کر رہے ہیں۔ مَیں تو سارے ڈیرہ میں تُمہیں تلاش کر آیا۔ یہ سُنتے ہی خُوشی سے اُس کی آنکھوں میں آنسُو بھر آئے، ساتھ ہی میرے بھی آنسُو اُمڈ پڑے، ہم دونوں اُوپر آئے۔

حضُور آرام کُرسی پر بیٹھے اُس کا اِنتظار کر رہے تھے۔ مَیں نے سوچا کہ حضُور اُسے دو چار منٹ دے کر آرام کے لِئے چلے جائیں گے۔ لیکن جیسا کہ حضُور کبھی کبھی فرمایا کرتے تھے، سنتوں کو آرام کہاں، سنتوں کی جاگیر ہی بے آرامی ہے۔ اُس شخص نے بڑی عاجزی سے نام دان کے لِئے عرض کی۔ اَور مہاراج جی اُسے اُسی وقت نام دان دینے کو تیّار ہو گئے۔ مَیں نے سمجھاؤ دینے کی کوشش کی کہ بہُت دیر ہو گئی ہے۔ حضُور دُوسرے دِن صُبح نام بخش سکتے ہیں۔ لیکن حضُور نے حُکم دِیا کہ سیڑھیوں کا دروازہ بند کر دو اَور کسی کو اُوپر نہ آنے دو۔ حضُور نے اُسے وہیں اپنے پاس بِٹھا کر نام کی بخشش کر دی۔ اَور اِتنی زیادہ توجّہ دی کہ مَیں سوچنے لگا کہ بات کیا ہے؟ کافی رات گئے نام دے کر اُٹھے اَور وُہ شخص مجھے اپنا نام و پتہ لِکھا کر اُسی وقت سٹیشن چلا گیا۔ حضُور نام دان کے بعد نہایا ضرُور کرتے تھے چاہے گرمی ہو یا سردی۔ اُدھر حضُور نہانے کے لِئے غُسل خانے میں گئے،

---

[1] بھائی روڑ سنگھ حضُور کی مُلازمت کے دَوران آپ کا نوکر تھا اَور بہُت عرصہ تک حضُور کی خِدمت میں رہا۔ حضُور نے روڑ سنگھ کو ریٹائر ہونے پر ڈیرہ میں ہی ایک مٹھائی و نمکین وغیرہ کی دُکان لگوا دی تھی۔ وُہ اپنے آخری وقت تک ڈیرہ میں ہی رہا۔

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitzed by eGangotri

ادھر میں سیدھا اپنے کمرے میں آکر بستر پر لیٹ گیا۔ تھکان اور نیند کی وجہ سے کھانا کھانے کا بھی ہوش نہ رہا۔

کچھ دِنوں کے بعد حضور نے مجھے ایک چٹھی پڑھنے کو دی۔ اُس میں خبر تھی کہ وُہ شخص نام لے کر جانے کے دس دِن بعد انتقال کر گیا ہے۔ اُس کی آخری وقت میں جو حضور نے سنبھال کی، اُس کی پُوری تفصیل لکھی تھی کہ اُسے صرف دو دِن بُخار آیا۔ مرنے سے کچھ وقت پہلے وُہ اُٹھ کر بیٹھ گیا اور اپنی بیوی اور بھائی سے بولا، "اِس وقت میرے اندر کا پردہ کھُل گیا ہے۔ ستگورو مہاراج میرے پاس بیٹھے ہُوئے ہیں اور کہہ رہے ہیں کہ تم تیار ہو جاؤ، ہم تمہیں لینے آئے ہیں۔" پھر اُس نے کہا، "اگر تم میرے سچے خیر اندیش ہو تو میرے بعد رونا نہیں اور نہ کسی کو رونے دینا۔" پہلے تو گھر والوں کو اُس کی بات کا یقین نہ آیا۔ کہنے لگے کہ لو، اِسے ایک دِن بُخار آیا اور کہتا ہے کہ موت کا پیغام آگیا ہے۔ لیکن جب اُس نے اُنہیں یقین دِلایا تو اُس کی بیوی نے پُوچھا، "تمہارے بعد میرا کیا ہوگا؟" اُس نے جواب دِیا، "تم کوئی فِکر نہ کرنا، ستگورو مہاراج جی کی شرن میں بیاس چلی جانا۔" پھر اپنے بھائی سے بولا، "اگر تم جنم مرن کے بندھن سے چھُٹکارہ پانا چاہتے ہو تو جتنی جلدی ہو سکے سیدھے بیاس چلے جانا اور نام دان لے لینا۔"

چٹھی پڑھتے پڑھتے میری آنکھیں بھر آئیں۔ اب پتہ چلا کہ ستگورو دِیندیال نے اُس دِن بُخار کی حالت میں بھی اُسے اُسی وقت نام کیوں بخشا تھا۔

گرمی، سردی، بھوک، پیاس، بیماری و تندرستی حضور کے لیے سبھی یکساں تھیں۔ کتنے ہی بیمار کیوں نہ ہوں، حضور کبھی اپنے فرض کی ادا کرنے میں سستی نہ کرتے تھے، نفع نقصان کی فِکر نہ تھی۔ رُوپے پیسے کے نقصان کی کبھی پرواہ نہ کرتے تھے۔ ہر حالت میں راضی بہ رضا رہتے۔ مالِک کی موج میں خوش رہتے۔ خوشی اور غم، سُکھ و دُکھ سے کبھی متاثر نہ ہوتے۔ جیسا کہ پہلے بیان کیا جا چکا ہے حضور کے منجھلے صاحبزادے

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitzed by eGangotri

سردار بسنت سنگھ جی جوانی میں اِنتقال کر گئے تھے لیکن اُس دردناک مَوت پر بھی حضُور کا دِل ذرا بھی نہیں ڈگمگایا۔ جب بسنت سنگھ جی بیمار تھے۔ تو حضُور اُن کو لے کر ڈیرہ آ رہے تھے۔ ساتھ میں بنتا سنگھ تھا۔ حضُور نے دیکھا کہ حالت خراب ہو رہی ہے۔ اَور آخری وقت نزدیک ہے۔ آپ نے سوچا کہ اگر ایسی حالت میں ڈیرہ میں پہُنچیں گے تو بی بی رُکو رونے پیٹنے لگے گی، اَور ضِد کرے گی کہ اِسے رکھ لو۔ حضُور تو جو بھی باباجی کی مَوج تھی اُس میں راضی تھے۔ اِس لئے حضُور راستے میں ایک خُشک نالے کے پاس ایک سایہ دار درخت کے نیچے رُک گئے۔ جب آخری وقت آیا تو بسنت سنگھ نے کہا کہ باباجی مہاراج آ گئے ہیں۔ اِس پر حضُور نے کہا، "جب باباجی مہاراج آ گئے ہیں تو مَیں تجھے خُوشی سے بھیجتا ہُوں"۔ بتّیس برس کا جوان تعلیم یافتہ بیٹا، اعلےٰ سرکاری نوکری پر لگا ہُوا، پچیس چھبیس برس کی جوان اُس کی بیوی اَور ننّھا سا بچّہ ہو تو کِس کا دِل نہیں ٹوٹتا۔ لیکن حضُور بالکُل شانت تھے۔ آپ کبھی کبھی بتایا کرتے تھے کہ "اُس وقت مَیں نے اپنے آپ کی پڑتال کی تو دیکھا کہ دِل میں نہ رنج تھا نہ خُوشی چِت کورے کاغذ کی مانند تھا"۔

نیک کمائی

پاک وصاف خُوراک اَور نیک کمائی کا حضُور خیال رکھتے تھے۔ آپ اکثر فرمایا کرتے تھے کہ مَن کی پاکیزگی کے لئے نیک کمائی کی خُوراک کھانا نہایت ضرُوری ہے۔ "جیسا کھایئے اَنّ ویسا ہووے مَن"، حضُور ہمیشہ اپنی محنت و اپنے حق حلال کی کمائی پر گُزارہ کرتے تھے۔ اپنی جائز آمدنی کو چھوڑ ایک دانہ بھی کسی دُوسرے کا مُنہ میں نہ ڈالتے، اَور نہ ہی کبھی کِسی سے ایک پیسے کی چیز تک اپنے ذاتی اِستعمال کے لئے قبُول کرتے۔ ایک بار حضُور کو سوڈا بائی کارب منگوانا تھا مجھے چار آنے دیکر فرمایا کہ آئندہ اِتوار کو آتے وقت اِس کا سوڈا بائی کارب لیتے آنا۔ مَیں نے عرض کی کہ

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitzed by eGangotri

حضور پیسے آکر لے لوں گا۔ لیکن آپ نے فرمایا، "نہیں، ابھی لے لو۔" آپ کبھی کسی سے کوئی نذرانہ نہ لیتے اور نہ ہی کسی کے گھر کا کچھ کھاتے پیتے۔ جب کبھی ست سنگ یا کسی اور کام کے لئے باہر جاتے تو کھانا بنوا کر ٹفن میں ساتھ لے جاتے۔ اگر کہیں دو چار دن رہنا ہوتا تو کھانا بنانے والے نوکر کو ساتھ لے جاتے اور وہاں ہمیشہ اپنا کھانا اُس سے تیار کرواتے۔ آپ کے ساتھ رہنے والے بھائی شادی وغیرہ سیوک بھی کسی کی کوئی چیز نہ کھاتے۔ بھائی گاندھی رام تو کسی کا لایا ہوا پرشاد تک نہ لیتے تھے۔

مہاراج جی پوری قیمت ادا کئے بغیر کسی سے کوئی چیز قبول نہ فرماتے تھے۔ پہاڑوں کی طرف سے کچھ ست سنگی بڑے پریم سے جب شہد وغیرہ لے آتے یا کشمیر سے سیب یا کوئٹہ اور چمن سے بادام انگور وغیرہ لے آتے تو حضور لانے والے کو چیز کی قیمت سے دوگنا دام دیتے تب کہیں اُسے قبول کرتے اور کہتے، "مجھے آپ کے پیار کی ضرورت وقدر ہے اِن چیزوں کی ضرورت نہیں۔" بی بی رلی اِن ست سنگیوں سے ہمیشہ کہتی رہتیں کہ حضور کچھ کھاتے تو ہیں نہیں اور فضول اُن کے دوگنا پیسے خرچ ہوتے ہیں اِس لئے آئندہ جب تک آپ کو کسی چیز کے لئے لکھا نہ جائے، کچھ نہ لایا کریں مہاراج جی ہمیشہ ہدایت فرمایا کرتے تھے کہ ہمیں ایمانداری وحق حلال کی کمائی پر گزارہ کرنا چاہیئے اور فرماتے کہ جو سادھو کسی کا ایک دانہ بھی لیتا ہے وہ دینے والے کے کرموں کا بوجھ اُٹھاتا ہے۔ اور اُس کا بدلہ دیئے بغیر نہیں چھوٹتا۔ بھیک دھاری (دکھاوی) سادھوؤں، مہنتوں، بھینٹ پوجا لینے والے گرنتھیوں، مندروں کے پجاریوں اور دیگر ایسے لوگوں کو جن کا گزارہ دوسروں کی کمائی پر ہوتا، حضور نام دان نہ دیتے تھے۔

ایک بار ایک مسلمان فقیر سائیں شرف الدین نے حضور کی خدمت میں بڑی عاجزی سے نام دان (بیعت ہونے) کیلئے درخواست کی۔ اُس نے گلے میں ٹاٹ

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitzed by eGangotri

کی کفنی پہنی ہُوئی تھی۔ حضُور نے نام دینے سے اِنکار کر دیا۔ اُس کے بار بار اِلتجا کرنے پر آپ نے فرمایا، "نام کی کمائی کے لِئے حق حلال کی کمائی ضرُوری ہے۔ جو آدمی اپنی روٹی خُود نہیں کماتا اُسے نام دینے سے کیا فائدہ؟ دُوسرے دِن سائیں نے کفنی اُتار پھینکی، عام کپڑے پہن لِئے، اَور کُلہاڑی لے کر لکڑی کاٹنے کا کام شرُوع کر دِیا۔ اِس پر حضُور نے اُسے نام کا دان بخشا، اَور اپنے مُریدوں میں شامل کر لیا۔ نام لے کر وُہ کہنے لگا کہ سچّا کلمہ مُجھے اب مِلا ہے اَور آج مَیں اصلی مُسلمان ہُوا ہُوں۔ اُس نے محنت اَور لگن کے ساتھ نام کی کمائی شرُوع کر دی۔ کُلہاڑی لے کر دِن بھر بازار میں لکڑی کاٹنے کی مزدُوری کرتا اَور باقی وقت بھجن میں محو رہتا۔ بڑا نڈر آدمی تھا۔ اپنی برادری میں کُھلّم کُھلا اپنے کامل مُرشِد کی تعریف کرتا اَور کہتا، "جو کِتابوں سے مُجھے چالیس سالوں میں نہیں مِلا وُہ اِس مُرشِد نے چالیس دِنوں میں دے دِیا ہے۔" جب میں جالندھر میں وکالت کرتا تھا، وُہ کبھی کبھی مُجھے مِلا کرتا تھا۔ اب تو بہُت عرصہ سے اُسے نہیں دیکھا۔ شاید زِندگی کی قید سے آزاد ہو گیا ہو۔

حضُور رست سنگ میں اکثر فرمایا کرتے تھے کہ سچّا مُرشِد مُرید کی کبھی ایک پائی بھی نہیں لیتا۔ جو اپنے مُریدوں کے رُوپے پیسے سے اپنا یا اپنے کُنبے کا گزارہ کرتا ہے، وُہ گورُو نہیں بھکاری ہے۔ گورُو داتا ہوتا ہے۔ وُہ حق حلال کی کمائی سے اپنا گزارہ کرتا ہے، اَور اپنے بال بچّوں کی پرورِش کرتا ہے۔ اَور جو کُچھ بچتا ہے، اُس سے سادھ سنگت کی سیوا کرتا ہے۔ حضُور گورُو نانک صاحب کے یہ بچن کئی بار سُنایا کرتے تھے۔

گورُ پیر سدائے منگن جائے ؛ تاکے مُول نہ لگیئے پائے
گھال کھائے کچھ ہتھو دے ؛ نانک راہ پچھانے سے

(آدگرنتھ، محلہ ۱، صہ 1245)

یعنی جو گورُو اَور پیر کہلاتا ہو اَور لوگوں کے آگے ہاتھ پھیلائے اَور اُن کے

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitzed by eGangotri

پیسوں سے پیٹ پالتا ہو، وہ گورو نہیں، منگتا ہے۔ اُس کے قدموں میں سر ہی نہ جھکاؤ۔ جو حق کی کمائی کر کے اپنے بال بچوں کی پرورش کرتا ہے اور اُس میں سے سادھ سنگت کی سیوا کرتا ہے وہی مالک سے راہِ وصال کو پہچاننے والا ہوتا ہے۔

جتنے بھی اعلےٰ درجہ کے فقرا ہوئے ہیں، سبھی نے کوئی نہ کوئی کام کر کے اپنا گزارہ کیا ہے۔ کبیر صاحب ساری عمر کپڑا بُنتے رہے، رویداس جی نے جوتیاں گانٹھ کر گزارہ کیا۔ نامدیو جی کپڑے رنگا کرتے تھے۔ اِسی طرح گورو صاحبان نے کھیتی وغیرہ کر کے اپنا گزارہ کیا۔ گورو نانک صاحب نے کرتارپور میں کھیتی کی۔ گورو ارجن صاحب کا لگایا ہوا "چھہرٹہ" کا کنواں ابھی تک مشہور ہے۔ باباجی مہاراج نے فوج میں نوکری کی پنشن پر گزارہ کیا۔ اور سنگت کی مفت سیوا کی، حضور مہاراج ساون سنگھ جی نے تو زندہ مثال قائم کر کے دِکھا دیا کہ سنت کس طرح اپنی محنت اور اپنی کمائی پر گزارہ کرتے ہیں۔ سنتوں کی اِن اعلےٰ روایات اور اُونچے اصولوں کی پابندی آج بھی ڈیرہ کے سنت ستگورو بڑی مستقل مزاجی سے کر رہے ہیں۔ حضور مہاراج اکثر فرمایا کرتے تھے۔

بہرِ طاعت لقمۂ باید حلال — تا نہ افزائید ترا رنج و ملال[1]
لقمۂ کاں نور افزود و کمال — آں بود آورده از کسبِ حلال
علم و حکمت زاید از لقمہ حلال — عشق و رقّت زاید از لقمہ حلال
زاید از لقمہ حلال اندر دہاں — میلِ خدمت عزمِ رفتن آں جہاں
زاید از لقمہ حلال اے مہ حضور — در دلِ پاکِ تو و در دیدہ نور
چوں ز لقمہ تو حسد بینی دوام — جہل و غفلت زاید آنرا داں حرام[2]"

یعنی خدا کی عبادت کے لئے حلال کی روٹی ضروری ہے تاکہ وہ دُکھ اور تکلیف پیدا نہ کرے۔ حلال کی روزی سے گیان، پریم اور تڑپ پیدا ہوتے ہیں۔ حلال کی روٹی ستگورو کی خدمت کا شوق اور مالک سے ملنے کی چاہ پیدا کرتی ہے۔ تیرے

---

[1] حضرت بوعلی قلندر، مثنوی، ص 17 [2] مولانا رومؒ، مثنوی دفتر ۱، ص 88 - 187

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitzed by eGangotri

پاک دِل میں شوق اور آنکھوں میں نور پیدا ہوتا ہے۔ اے میرے دوست! جس کھانے سے حسد، سستی اور جہالت بڑھے، اُسے حرام کی کمائی سمجھو۔

4. ست سنگ کے دورے اور نام کا پرچار

1910ء میں حضور کے ست سنگ شروع کرنے سے پہلے پنجاب کی یہ حالت تھی کہ یہاں اصل رُوحانیت گُم ہو چکی تھی۔ گورو نانک صاحب کے شبد مارگ کی تعلیم کا اثر کم ہو گیا تھا۔ اُن کے بتائے ہوئے ابھیاس کے مارگ اور پرماتما سے ملاپ کے راستے کو لوگ بھول چکے تھے۔ گورو صاحبان کا جاری کیا ہوا سُرت شبد یوگ کا مارگ اور پانچ نام کے راز کا واقف کار کوئی نہ ملتا تھا۔ بہت سے عالم سکھ بھی گورو گرنتھ صاحب کی تعلیم کو ویدانت اور یوگ کے ساتھ ملانے میں فخر محسوس کرتے تھے۔ کوئی گورو صاحبان کو ویدانتی مانتا تو کوئی اُنہیں یوگ مارگ کا پیروکار سمجھتا۔ کوئی کوئی تو اُنہیں دیوی دیوتاؤں کے پجاری بتاتے۔ سنت مت کے جس بنیادی اصول کو سمجھانے کے لئے گورو صاحبان نے اپنی زندگی صرف کر دی اور خود مثال قائم کر کے جس اصلیت کو ثابت کرنے کے لئے اپنی جان تک قربان کر دی، اُس کی ہی جڑ پر کلہاڑی چلنا شروع ہو گئی تھی۔ گورو صاحبان تو پکار پکار کر فرماتے رہے۔

"مت کو بھرم بھلے سنسار گور بن کوئے نہ اُترس پار"

(آدگرنتھ، ص 864)

"بن گور داتے کوئے نہ پائے لکھ کوٹی جے کرم کمائے"

(آدگرنتھ، ص 1057)

لیکن اُن کی اِس واضح تعلیم، "گورو کے بغیر کوئی نجات حاصل نہیں کر سکتا" کے باوجود لوگ گورو دھارن (مرشد کی پناہ لینے) کے خلاف ہو گئے تھے۔

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitzed by eGangotri

گورو بھگتی اور شبد ابھیاس کا کوئی نام تک نہ جانتا تھا۔ انگریزی تعلیم کے زیرِ اثر تعلیم یافتہ نوجوان ناستکتا اور مادہ پرستی کی طرف کھنچے چلے جا رہے تھے۔ کئی لوگ دھرم کی طرف سے مُنہ موڑ رہے تھے۔ اور پرماتما سے یقین اُٹھ رہا تھا۔

رحمت کے بادل برسنے سے پہلے آسمان پر سیاہ گہرے بادل چھا جاتے ہیں۔ اُسی پنجاب میں گورو صاحبان کی تعلیم کو بھول کر لوگ باہر کھی کرم کانڈ (شریعت) میں اُلجھ گئے جس علاقہ میں گورو صاحبان نے کسی وقت نام کا بیج بویا، وہ زرخیز زمین، ناستکتا اندھوشواس اور دقیانوسی خیالات کی تپش سے بنجر ہو گئی۔ حضور مہاراج جی اُسے اپنی دیا مہر سے ست سنگ کے آبِ حیات سے سینچ کر پھر سے زرخیز بنانے میں لگ گئے۔ چالیس برس تک آپ نے لگاتار محنت کر کے گورو صاحبان کی سرزمین کے گاؤں گاؤں اور گھر گھر میں از سرِ نو نام کا پرچار کیا، اور سنتوں کے بھولے ہوئے پیغام کو مُلک کے کونے کونے میں ہی نہیں بلکہ دُور دراز مُلکوں میں بھی پہنچایا۔

حضور نے ۱۹۷۰ء سے ڈیرہ کے آس پاس کے مقامات اور موجودہ پاکستان کے پہاڑی علاقوں میں ست سنگ کے لئے دورہ پر جانا شروع کر دیا۔ اگرچہ اُن شروع کے دِنوں میں حضور کا زیادہ تر وقت ڈیرہ کے تعمیری کاموں اور بندوبست وغیرہ میں صرف ہوتا تھا، لیکن جب بھی وقت ملتا آپ ست سنگ کے لئے باہر ضرور جایا کرتے تھے۔ اُن دِنوں امرتسر میں صرف چار یا پانچ، جالندھر میں پانچ یا چھ اور کپورتھلہ میں تین ست سنگی تھے۔ یہی حال پنجاب کے دیگر شہروں اور گاؤں کا تھا۔

امرتسر، جالندھر، لُدھیانہ، انبالہ، لاہور وغیرہ شہروں میں جب حضور تشریف لے جاتے تو کسی ست سنگی کے گھر میں ست سنگ ہوتا تھا۔ گورو بانی کا

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitzed by eGangotri

پاٹھ تو پنجاب میں گھر گھر ہوتا تھا۔ لیکن بانی کے اصلی معنوں کا علم کسی کو نہ تھا۔ جب حضور مہاراج جی نے گورو بانی کے شبد لے کر نام، شبد اور دیہہ سروپ ست گورو کی عظمت سمجھانا شروع کیا تو لوگ حیرانی سے پوچھنے لگے کہ کیا اتنے عرصہ سے جس بانی کو ہم پڑھ رہے تھے اس کے اصل معنی یہ ہیں؟ کئی عالم سکھ حضور سے بحث کرنے آتے۔ کچھ لوگ تو یہاں تک کہتے کہ آپ نے جو شبد لیا ہے وہ سری گورو گرنتھ صاحب میں ہے ہی نہیں۔ حضور انہیں بڑی عاجزی اور پیار کے ساتھ سمجھاتے اور سری گورو گرنتھ صاحب سے وہ شبد نکال کر پڑھا دیتے۔ کئی بار سری گورو گرنتھ صاحب کا دو دو سو پاٹھ کر چکنے والے لوگ حضور کے پاس آتے اور کہتے کہ "شبد" کے معنی تو وہ بچن ہیں جو گورو صاحبان نے اپنی زبانِ مبارک سے فرمائے ہیں۔ حضور انہیں سری گورو گرنتھ صاحب سے مثالیں دے کر سمجھاتے کہ جس شبد کے ذریعہ سرشٹی[1] (کائنات) وجود میں آتی ہے اور پرلے (قیامت) ہوتی ہیں۔ جو شبد یا نام کھنڈوں، برہمنڈوں[2] کو لئے کھڑا ہے۔ وہ کوئی لکھنے پڑھنے یا بولنے میں آسکنے والا لفظ نہیں ہے۔ حضور کے سمجھانے کا ڈھنگ اتنا صاف ہوتا تھا کہ ان کی تسلی ہو جاتی۔ ایک بار رام سنگھ ایک بزرگ سکھ حضور سے ملا اور اس نے بتایا کہ میں نے آٹھ سو بار سری گورو گرنتھ صاحب کا پورا پاٹھ کیا ہے۔ حضور نے کہا، "بھائی صاحب میں آپ کی عزت کرتا ہوں، لیکن یہ بتائیے کہ کبھی روح اندر گئی؟ اندر پرکاش ہوا؟" وہ بولا، "نہیں"۔

جب حضور ایبٹ آباد، پشاور، راولپنڈی وغیرہ شہروں میں تشریف

---

[1] اتپت پرلو سبدے ہووے .... (آدگرنتھ، محلہ 3، صـ 147)

[2] نام کے دھارے کھنڈ برہمنڈ .... (آدگرنتھ، محلہ 5، صـ 284)

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitzed by eGangotri

لے جاتے تو آپ کے ست سنگ میں سکھ، آریہ سماجی، ویدانتی اور مسلمان وغیرہ سبھی مذہبوں کے لوگ آتے تھے۔ حضور سب کے ساتھ پیار سے ملتے اور اُن کی عزت کرتے۔ جب کوئی آپ سے بحث کرنے آتا تو آپ اپنی بات نہایت پیار محبت سے کہہ دیتے اور جو کچھ وہ کہنا چاہتا، اُسے صبر سے سُنتے، حضور کی انکساری کے کارن بحث عام گفتگو کی شکل اختیار کر لیتی۔ آپ نہ کبھی اپنی بات منوانے کے لئے زور دیتے اور نہ ہی کبھی جوش میں آکر بحث کرتے۔ ہر ملنے والے پر حضور کی میٹھی زبان، محبت، انکساری اور بارعب شخصیت کا گہرا اثر پڑتا۔ ایک دفعہ ایک مسلمان پیر حضور سے وزیر آباد میں ملنے آیا۔ حضور نے اُس کے سوالوں کا جواب دیا۔ اور مولانا رومؒ، شمس تبریز، حافظ وغیرہ صوفی سنتوں کے کلام سے اپنی بات کی تائید کی۔ دو تین گھنٹہ تک گفتگو ہوتی رہی۔ جب وہ اُٹھا تو اُس نے جھک کر آداب کیا اور اُلٹے پاؤں اِس طرح باہر نکلا کہ حضور کی طرف پیٹھ نہ ہونے پائے۔

آہستہ آہستہ پڑھے لکھے نوجوان بھی ست سنگ میں آنے لگے۔ ایک صاحب جو ایڈیٹر تھے۔ اتفاقاً امرتسر میں کسی ست سنگی سے ملنے گئے۔ سنت مت پر گفتگو ہوئی تو بیاس آنے کو تیار ہو گئے۔ ویدانت وغیرہ کا اچھا مطالعہ تھا، ایڈیٹر تھے، سوال پوچھنے اور بحث کرنے کا شوق تھا۔ راستہ میں تقریباً پچاس ساٹھ سوال لکھ لئے۔ پہلا ست سنگ سُنا تو کئی سوالوں کے جواب مل گئے۔ لیکن من نہ مانا۔ ست سنگ کے مضمون پر کچھ اور سوال نوٹ کر لئے۔ دوسرے دن پھر ست سنگ سُنا۔ معلوم ہوا کہ زیادہ تر سوالوں کے جواب مل گئے ہیں۔ حضور سے ملاقات کے لئے عرض کی۔ حضور نے اپنے کمرے میں بلایا، کہاں سے آئے ہیں، کیسے آئے ہیں، وغیرہ پوچھنے کے بعد حضور نے دریافت کیا، "کچھ پوچھنا ہے؟" انہوں نے جواب دیا، "ہاں پوچھنا ہے"، حضور نے مسکرا کر فرمایا کہ جو کچھ پوچھنا ہے پوچھ لیں۔ لیکن اوّل تو انہیں بہت سے سوالوں کا جواب (ست سنگ میں ہی) مل چکا

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitzed by eGangotri

تھا، دُوسرے باقی سوال بھُول چُکے تھے۔ حضوُر نے اُنہیں خاموش دیکھ کر کہا، "اپنا کاغذ نکالو اَور جو پُوچھنا ہو پُوچھ لو۔" اُن کے سوال تو ایک طرف رہے، آنکھوں میں آنسُو آ گئے۔ ہاتھ جوڑ کر بولے، "حضوُر کرپا کریں اَور نام کی بخشش کریں۔"

ایک بار حضوُر ست سنگ فرما رہے تھے۔ کُچھ اکالیوں کی پارٹی بیچ میں آکر بیٹھ گئی۔ حضوُر نے پُوچھا، "اگر آپ کو کُچھ کہنا ہو تو مَیں بانی کی تشریح بند کر دُوں۔" اُنہوں نے کہا، "نہیں۔" جب ست سنگ ختم ہُوا تو بولے کہ آپ کے ساتھ کُچھ باتیں کرنی ہَیں۔ حضوُر نے فرمایا، "بہُت اچھّا۔" اُنہوں نے حضوُر کی تشریح پر اپنے سوال پُوچھنے شرُوع کیے۔ حضوُر سری گورُو گرنتھ صاحب کی بانی کی مثالیں دے کر اُنہیں سمجھانے لگے۔ آخر اُن میں سے ایک نے پُوچھا کہ اِس کا کیا ثبوُت ہے کہ شبد ہمارے اندر گوُنج رہا ہے۔ حضوُر نے پُوچھا، "آپ سری گورُو گرنتھ صاحب کو مانتے ہَیں؟" وُہ بولے، "بے شک مانتے ہَیں۔" حضوُر نے فرمایا، "دیکھو سری گورُو گرنتھ صاحب کیا کہتا ہے:

گھر مہہ گھر دیکھائے دے — سو ستگورُ پرُکھ سُجان
پنچ سبد دُھنکار دُھن — تہہ باجے سبد نیسان

(آدگرنتھ، محلہ ۱، صہ ۱۲۹۰-۹۱)

اِس پر اُس نے کہا، "جی آپ نے جو کُچھ بیان کیا ہے، بالکُل سچ ہے اَور مَیں مانتا ہُوں۔"

اُن دِنوں سنتوں کے بتائے ہُوئے اندرونی سچّے مارگ کا بھید کِسی کو معلوُم نہ تھا۔ کئی بار جب لوگ حضوُر سے نام دان لے کر جاتے تو گھر اَور برادری والے اُن سے ناراض ہوتے اَور لڑتے لیکن جب وُہ خُود اصلیّت کا پتہ لگانے کے لئے ڈیرہ آتے تو یہیں کے ہو کر رہ جاتے۔ مدھیہ پردیس کے ایک بیوپاری کی بیوی حضوُر سے نام دان لے کر گئی۔ جب بیوپاری کو معلوُم ہُوا تو وُہ بہُت ناراض ہُوا۔ مار پیٹ

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitzed by eGangotri

کرنے اور اُسے گھر سے باہر نکالنے کے لیئے تیار ہو گیا۔ اِس پر بیوی نے عرض کی کہ آپ ایک بار میرے ستگورو کے درشن کر لیں اور ست سنگ سُن لیں، اُس کے بعد آپ میرے ساتھ جیسا چاہیں سلوک کر سکتے ہیں۔ وہ کئی برسوں سے پوجا پاٹھ وغیرہ کرم کانڈ کرتے آئے تھے۔ پہلے تو راضی نہ ہوئے۔ لیکن جب باقی گھر والوں نے بھی یہی کہا تو حضور کے درشنوں کے لیئے آئے، ایک ست سنگ سُنا تو حضور کے قدموں میں سر جھکا کر بولے، "مہاراج جی مجھے معاف کر دیں اور نام کی بخشش کریں۔"

جب بھی کوئی ست سنگی حضور سے عرض کرتا کہ میرے گھر والے پریشان کرتے ہیں تو حضور جواب دیتے کہ اپنا بھجن سمرن کرتے رہو اور سب سے پیار بھرا سلوک رکھو اور کسی سے بحث نہ کرو، مالک سب ٹھیک کرے گا۔ مہاراج جی کسی کو مندر، گورودوارے یا گرجے میں جانے سے نہ روکتے تھے۔ جب کسی دورہ میں یا شادی وغیرہ میں حضور کو کسی مندر یا گورودوارے میں جانا پڑتا۔ تو آپ بڑی عاجزی سے سر جھکاتے اور باقی لوگوں کے ساتھ زمین پر بیٹھ جاتے۔ ایک بار کسی ست سنگی کے سوال کرنے پر حضور نے فرمایا کہ ہمیں کسی دھرم کی برائی یا نکتہ چینی نہیں کرنی چاہیئے، سب کے ساتھ عزت سے پیش آنا چاہیئے اور اپنے مرشد کا دھیان کر کے سر جھکا دینا چاہیئے تاکہ کسی بھی دھرم کے لوگوں کے دِلوں کو ٹھیس نہ پہنچے۔

پہاڑوں میں چلیٹ نام کا ایک چھوٹا سا قصبہ ہے۔ راجپوتوں کی بستی ہے لوگ شکار کے شوقین اور شرعی رسم و رواج کے غلام تھے۔ کچھ خاندانوں کو مسلم حکمرانوں کی طرف سے "میاں" کا خطاب ملا ہوا تھا۔ وہاں کے میاں امر سنگھ جو کہ پلٹن میں حوالدار تھے، کی ملاقات جہلم چھاؤنی میں حضور مہاراج کے ایک پریمی ست سنگی پنڈت جھنڈی رام سے ہو گئی۔ اُن سے سنت مت کے بارہ میں سُن کر وہ ڈیرہ آئے اور

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitzed by eGangotri

حضُور مہاراج جی سے نام دان کی بخشش پائی۔ ہماچل کے پہاڑی علاقوں میں آپ پہلے ست سنگی تھے۔ کچھ دِنوں بعد میاں اَمر سنگھ کے ماں باپ بھی حضُور مہاراج جی کی شرن میں ڈیرہ آئے اَور نام کی بخشش پائی۔ میاں صاحب کے بڑے بھائی اِس کے خِلاف تھے اَور سنتوں کی نُکتہ چینی کرتے تھے۔ وُہ بھی محض یہاں کے حالات دیکھنے کی غرض سے ڈیرہ آئے اَور ست سنگ سُنا، بولے، "مَیں نام تو لینا چاہتا ہُوں، لیکن دُو شرطیں ہَیں۔ ایک تو مَیں شِکار کھیلنا نہیں چھوڑُوں گا، کیونکہ راجہ رامچندر بھی شِکار کیا کرتے تھے اَور دُوسرے مَیں جو جاپ کرتا ہُوں اُسے جاری رکھوں گا۔" اِس پر حضُور نے اُس کو کرم فلاسفی بتائی کہ کِس طرح اپنے کرموں کے نتیجہ سے بڑے بڑے عالِم، مہاتما اَور اَوتار بھی نہیں بچ سکے ہَیں۔ آپ نے گوشت خوری اَور شِکار کھیلنے کا نتیجہ بتایا اَور پھر فرمایا، "رہی آپ کے جاپ کی بات، سو مَیں آپ کو جاپ کا صحیح اَور بہترین طریقہ سمجھا سکتا ہُوں۔" کچھ دِن اَور ست سنگ سُن کر آپ نے ایک دِن حضُور سے عرض کی، "سچّے پاتشاہ! مَیں گوشت اَور شراب چھوڑتا ہُوں۔ اب میری کوئی شرط نہیں ہے، مُجھے نام بخشیں۔" حضُور نے بخش دِیا۔

میاں اَمر سنگھ دان کے خاندان کے لوگوں کے عرض کرنے پر حضُور 1926ء میں پہلی بار چلیٹ تشریف لے گئے۔ تب موٹر یا بس کا راستہ نہیں تھا پہاڑوں اَور نالوں کی کثرت سے اُوبڑ کھابڑ (ناہموار) راستے کو حضُور نے کہیں گھوڑے پر سوار ہو کر اور کہیں پیدل چل کر طے کیا۔ راستے میں آنے والے گاؤں میں درشن وست سنگ دیتے ہُوئے حضُور چلیٹ پہنچے تو لوگ خُوشی سے جھُوم اُٹھے۔ بینڈ باجے کے ساتھ حضُور کا اِستقبال کیا۔

چلیٹ تین محلّوں میں بسا ہُوا تھا۔ کچھ پُجاریوں وغیرہ کے بہکاوے میں آکر دُوسرے محلّے کے کچھ لوگ خِلاف ہو گئے۔ اُنہوں نے اپنے محلّے میں

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitzed by eGangotri

رات کو ڈھنڈورا پٹوا دیا کہ جو شخص بھی ست سنگ میں جائے گا اُسے پچاس رُوپے جُرمانہ دینا ہوگا۔ اگلے دِن ست سنگ میں دُوسرے محلّے سے کوئی نہ آیا لیکن مرحوم جمعدار لال سنگھ کی بیوہ بی بی دھرم دیوی[1] جُرمانے کی پرواہ نہ کرتے ہُوئے آئی۔ بی بی دھرم دیوی کی لگن اور مُستقل مزاجی کو دیکھ کر باقی لوگ بھی جُرمانے کی پرواہ نہ کر کے دُوسرے دِن ست سنگ میں آ گئے۔ اور حضُور کی دَیا سے مُخالفت ختم ہو گئی۔

اِس طرح گوشت اور شراب کے عادی، پُوجا پاٹھ اور قُربانی کی رسموں میں اُلجھے ہُوئے راجپُوتوں کے عِلاقے میں کُھلے لفظوں میں بے دھڑک ہو کر سنت مت کا پرچار کیا۔ سیدھے سادے پہاڑی لوگ حضُور کے قدموں میں آنے لگے حضُور نے وہاں کئی مَردوں اور عورتوں کو نام بخشا۔

حضُور کی اِنکساری، پریم اور تحمّل کے سامنے مُخالف موم ہو جاتے تھے۔ چلیٹ کی طرح ہی بہوٹہ کا حال تھا۔ ۱۹۷۶ء میں اِس عِلاقہ کے کچھ اشخاص حضُور کی عظمت سُن کر ڈیرہ آئے اور نام کی بخشش لے گئے۔ وہاں کے لوگ جو کرم کانڈ (شرعی رسُومات) میں اُلجھے ہُوئے تھے، ست سنگیوں کا بائیکاٹ کرنے لگے۔ اگرچہ حضُور کی دَیا سے سنگت آہستہ آہستہ بڑھنے لگی اور مُخالفت کچھ کم ہو گئی پھر بھی ست سنگی جھجکتے اور یہ ظاہر کرنے سے ڈرتے کہ ہم ست سنگی ہیں۔ حضُور سے لوگوں نے اپنی تکلیف کے بارہ میں عرض کی۔ حضُور نے بہوٹہ کا دَورہ

---

[1] بی بی دھرم دیوی سے بعد میں حضور مہاراج نے بہت سیوا لی۔ پہاڑوں میں بی بی دھرم دیوی کی کوششوں اور اعلےٰ من سہن کے زیرِ اثر ست سنگ خُوب پھیلا۔ حضُور نے آپ کو کالو کی بڑ کے ست سنگ گھر کی دیکھ بھال کی سیوا سونپی۔ بڑی ابھیاسی پریمی اور نیک ست سنگن تھی۔

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitzed by eGangotri

رکھا۔ راستے میں سنگیاں، سنتوکھ گڑھ وغیرہ کئی گاؤں میں حضورؔ نے دو دو تین تین دِن ٹھہر کر ست سنگ بخشا۔ کئی جگہوں پر سارا سارا دِن گھوڑے کی سواری کر کے اَور کبھی کبھی آٹھ آٹھ دس دس میل پیدل چل کر گئے۔ سنگیاں میں سات سَو اَور سنتوکھ گڑھ میں تین سَو مَردوں و عورتوں کو نام بخشا۔ حضورؔ کے اِن ست سنگوں کے زیرِ اثر آج اِس علاقے میں بہُت بڑی تعداد میں ست سنگی ہیں۔ بھوٹہ میں سنگت نے اپنی سیوا سے جو ست سنگ گھر بنایا ہے وُہ پُورے علاقہ میں اپنی قِسم کا ایک ہی ہے اَور اِس علاقہ کی سب سے خُوب صُورت عمارت خیال کی جاتی ہے۔[1]

حضورؔ بھوٹہ وغیرہ جگہوں کا کئی بار دَورہ رکھتے تھے۔ ایک بار حضورؔ کو بھوٹہ میں ایک سادھو ملا۔ اُس نے وید شاستروں کے حوالے دے کر حضورؔ سے بحث کرنا شرُوع کر دیا۔ حضورؔ شانتی سے سُنتے رہے، جب وُہ چُپ ہُوا تو حضورؔ نے پُوچھا، "مہاتما جی، آپ کی رسائی کہاں تک ہے؟ کیا آپ کبھی اندر گئے ہیں؟ یہ سُن کر وُہ حیران ہو گیا۔ بولا، "اندر کہاں؟" حضورؔ کئی بار فرمایا کرتے تھے کہ وِدوان، پنڈت، تشریح کار اَور عالم فاضل دُوسروں کو تو مذہبی کتابیں پڑھ پڑھ کر سمجھاتے ہیں، لیکن خُود کبھی اندر (باطن میں) نہیں جاتے۔ اپنا گھر تو لُٹا جا رہا ہے، دُوسروں کے گھروں کی چوکیداری کر رہے ہیں۔ ایک بار حضورؔ نے بات چیت کے دَوران فرمایا کہ عالم خُدا کے دروازے کے چوکیدار ہیں۔ خُود تو اندر جا نہیں سکتے اَور اگر کوئی کہتا ہے کہ مَیں اندر گیا ہُوں تو ماننے کو تیار نہیں ہوتے۔

پہاڑوں میں سُجان پُور ٹیہرہ میں بھی کچھ ست سنگی تھے جو پنڈتوں کی مُخالفت کی وجہ سے چُپ چاپ ابھیاس کرتے رہتے۔ اَور ڈیرہ آ کر

---

[1] بھوٹہ میں پہاڑی علاقہ کے لوگوں کے لئے ایک ہسپتال بن رہا ہے۔

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitzed by eGangotri

مہاراج جی کے درشن کرتے رہتے۔ 1939ء میں حضور نے سجان پور ٹہرہ کا دورہ رکھا۔ حضور کار سے دریا کے کنارے پہنچے۔ اور کشتی میں بیٹھ کر سجان پور ٹہرہ آئے۔ اُن دِنوں سجان پور میں تلسی رام جی[1] نامی ایک ابھیاسی مہاتما تھے۔ جن کا اِس علاقہ میں بہت رسوخ اور عزت تھی، جب حضور کی کشتی دریا پار کر رہی تھی تو دوسرے کنارے پر ہزاروں کی تعداد میں آدمی و عورتیں اِستقبال کے لئے کھڑے تھے۔ جب کشتی پاس آئی تو لوگوں نے دیکھا کہ دریا کے عین کنارے پر مہاتما تلسی رام جی کھڑے ہیں۔ ہاتھوں میں پھول ہیں اور سر ادب سے جھکا ہوا ہے۔ جب حضور نے کشتی سے اُتر کر آگے قدم بڑھائے تو تلسی رام جی نے حضور کے قدموں میں سر رکھ دیا اور پھول پیش کیے۔ کچھ بولنے کی کوشش کی لیکن اُن کا گلا بھر آیا اور آنکھوں سے آنسو جاری تھے۔ حضور نے پیچھے ہٹتے ہوئے دونوں ہاتھ جوڑ کر رادھا سوامی بلائی۔

حضور کے ست سنگ کے بعد رات کو تلسی رام جی درشن کیلئے آئے اور حضور نے بڑے پریم سے آپ کے ساتھ بات چیت کی۔ اُسی دِن رات کو (پنڈتوں و پجاریوں) نے طے کیا کہ اگلے دِن ست سنگ میں حضور سے بحث کر کے اپنے پوجا پاٹھ کی بڑائی کو ثابت کرنا چاہیئے۔ دوسرے دِن صبح حضور نے کبیر صاحب کا شبد "کر نینوں دیدار محل میں پیارا ہے" لیا اور اُس کی تشریح کرتے ہوئے کرم کانڈ (شرعی رسومات) کی اصلیت اور جسم انسانی میں دیوی دیوتاؤں کی اصل جگہ سمجھائی۔ اپنے پروگرام کے مطابق اُن میں سے ایک عالم نے اُٹھ کر مورتی پوجا کے حق میں ایک چھوٹی سی تقریر کی اور حضور سے جواب مانگا۔ حضور نے بڑے پیار سے جواب دیا کہ اصلی ہری مندر انسان کا جسم ہے۔ باہر کے مندر تو ہمیں

---

[1] مہاتما تلسی رام جی کے گورو سنت رام جی تھے جو کہ ایک مسلمان فقیر کے پیرو تھے۔

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitzed by eGangotri

اندر کی طرف جانے کا اشارہ دیتے ہیں۔ یہ انسانوں کے ذریعہ بنائے ہوئے مندر نقلی ہیں، اصلی نہیں۔ اصلی مندر تو انسان کا وجود ہے، جسے پرماتما نے بنایا ہے۔ اور جس میں وہ خود رہتا ہے۔ ہمیں اس اصلی ہری مندر میں پرماتما کی تلاش کرنی چاہیئے اور اسی میں وہ ملے گا۔ پھر حضور نے موجودہ (دیہہ سروپ) گورو کی ضرورت پر زور دیتے ہوئے فرمایا کہ اگر طالب علم کسی ایسے استاد سے پڑھنا چاہے جو ہزاروں برس پہلے گزر چکا ہے یا کوئی شخص اپنے مقدمے کا فیصلہ راجہ ویر وکرمادتیہ سے کروانا چاہے یا اگر کوئی بیمار اپنا علاج دھنونتری سے کروانا چاہے تو آج یہ کیسے ہو سکتا ہے؟

حضور کے اس واضح جواب سے ان کی تسلی ہو گئی۔ ان میں سے کچھ تو حضور کی شرن میں آ گئے لیکن دو تین پنڈت مہاتما تلسی رام جی کے پاس گئے اور بولے، "آپ کو شرم نہیں آتی، آپ براہمن ہو کر ایک سکھ کے قدموں میں سر جھکاتے ہیں۔ تلسی رام جی نے بڑے جوش سے جواب دیا۔ "ذرا اس سکھ کو میری نظر سے دیکھو، تمہیں کیا معلوم کہ وہ کتنی اعلےٰ ہستی ہے۔"

آج سجان پور ٹیہرہ اور آس پاس کے گاؤں میں ہزاروں ست سنگی ہیں۔ ڈیرہ میں ہر بھنڈارہ پر سجان پور، بھوٹہ، بلاس پور، ہمیر پور، پردر، منڈی، نور پور، وغیرہ جگہوں کے ہزاروں ست سنگی آتے ہیں۔ قریب قریب پورے کانگڑہ ضلع میں اب بہت ست سنگی ہیں۔

دیوان یتو مل بھونانی کے عرض کرنے پر حضور مہاراج کراچی تشریف لے گئے۔ اس وقت سندھ میں چند ست سنگی تھے۔ پہلے دن ست سنگ میں حاضری اتنی کم تھی کہ دیوان صاحب مایوس ہو گئے۔ حضور سے عرض کی، "مہاراج جی ست سنگ میں بہت کم لوگ آئے ہیں۔ میرا خیال ہے کہ حضور کے بارہ میں اور سنت مت کے پرچار کے لیئے کچھ اشتہار چھپوا کر بٹوا دوں تاکہ لوگوں کو پتہ لگ

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitzed by eGangotri

جائے"۔ حضور نے مسکرا کر فرمایا، "دیوان صاحب! ذرا ٹھہر جائیے، آپ کو اشتہار کی ضرورت نہیں پڑے گی۔ آپ کے اشتہار دینے والے خود ہی آجائیں گے۔

دوسرے دن کچھ مخالفوں نے جگہ جگہ اشتہار بانٹ دیئے کہ کراچی میں رادھا سوامیوں کے گورو آئے ہیں اور وہ سری گورو گرنتھ صاحب کی بانی کے غلط معنی بیان کرتے ہیں، اس لیئے اُن کے ست سنگ میں کوئی نہ جائے۔ سندھیوں میں گورو بانی کا پرچار تو گھر گھر میں تھا ہی۔ اشتہار پڑھ کر لوگ ست سنگ میں بڑے جوش سے آنے لگے۔ اگلے دن ست سنگ میں پاؤں رکھنے کی جگہ نہ تھی اس لیئے تب ست سنگ باہر کھلی جگہ میں کرنا پڑا۔ اس کے بعد سندھیوں نے برابر ڈیرہ میں آنا اور نام دان لینا شروع کر دیا، اور آج سنگت میں سندھیوں کی بہت بڑی تعداد ہے۔

حضور مہاراج جی کئی بار موجودہ پاکستان کے علاقوں کا دورہ کرتے تھے۔ لاہور، راولپنڈی، لائلپور، سیالکوٹ، پشاور، نوشہرہ، کوئٹہ، ملتان، کراچی، گوجرانوالہ، وزیرآباد، جہلم، منٹگمری، کالاباغ، ایبٹ آباد وغیرہ شہروں میں کئی بار ست سنگ کے لیئے تشریف لے جاتے تھے۔ ان مقامات کے راستے میں آنے والے چھوٹے چھوٹے قصبوں اور گاؤں میں بھی رُک کر ست سنگ فرماتے تھے۔

جب حضور 1932ء میں کالاباغ تشریف لے گئے تو آپ کے ساتھ جانے والے ست سنگیوں کو پتہ چلا کہ حضور اپنی سرکاری ملازمت کے دنوں میں کتنی سخت محنت کرتے تھے۔ کالاباغ سطح سمندر سے آٹھ نو ہزار فٹ کی بلندی پر واقع ہے۔ ایبٹ آباد سے جس سڑک سے حضور جا رہے تھے۔ وہ اپنی ملازمت کے دنوں میں حضور نے ہی بنوائی تھی۔ اس کا زیادہ تر حصہ پہاڑوں اور چٹانوں کو کاٹ کاٹ کر بنایا گیا تھا۔ اُن دنوں حضور اپنی جائے رہائش

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitzed by eGangotri

سے کئی کئی میل دُور جا کر اپنی زیرِ نگرانی سڑک بنواتے تھے اور سارا سارا دِن پہاڑوں میں گزارتے تھے۔ اِس سارے راستے پر حضورؔ نے چنار کے درخت لگوائے تھے جو اَب نشوونما پا کر بہت خُوب صُورت دِکھائی دیتے ہیں۔ ڈاکٹر جانسن نے جو اِس سفر میں حضورؔ کے ساتھ تھے اپنے خطوں میں اِس دَورے کا ذِکر کیا ہے۔ آدھا سفر طے کرنے کے بعد حضورؔ اور سنگت ایک کھُلے میدان میں رُکے۔ یہاں پانی کا چشمہ تھا اور راہ گیروں کے بیٹھنے اور تازہ دَم ہونے کے لیئے، پہاڑ کاٹ کر جگہ بنائی گئی تھی۔ یہ خُوب صُورت جگہ حضورؔ نے اپنی مُلازمت کے دَوران بنوائی تھی۔ حضورؔ کالا باغ میں اپنے بنوائے گئے ایک چھوٹے سے مکان میں ٹھہرے پتھّر کا بنا ہُوا یہ بنگلہ حضورؔ کی ذاتی جائیداد تھا۔ یہ کالا باغ کی بستی سے بالکل الگ ایک سُنسان پہاڑی پر تعمیر تھا۔ اُس کے تین طرف گہری کھائی تھی۔ اور چاروں طرف کا نظارہ بڑا دِلکش تھا۔ حضورؔ نے دوپہر کے دو بجے ست سنگ کیا۔ دُور دراز کے پہاڑی عِلاقہ سے سنگت اِکٹھّی ہو گئی تھی، اُن کے چہروں پر چمک اور آنکھوں سے پیار اور خوشی کے آنسو بہہ رہے تھے۔

۱۴ر اکتوبر ۱۹۳۲ء کو ڈاکٹر جانسن نے ایک عجیب و غریب نظارہ دیکھا۔ صُبح آٹھ بجے حضورؔ نے کچھ چھوٹے بچّوں و لڑکوں کو اپنے پاس بٹھا کر اُنہیں بھجن میں بیٹھنے کا طریقہ سِکھایا اور دُھن بخشی۔ یہ ست سنگیوں کے بچّے تھے۔ کالا باغ میں پانچ دِن ست سنگ اور نام دان کے بعد حضورؔ ۱۸ر اکتوبر کو وہاں سے اُتر کر ایبٹ آباد آئے۔ ایبٹ آباد افغانستان کے نزدیک آخری انگریزی چھاؤنی تھی۔ درّہ خیبر یہاں سے زیادہ دُور نہیں ہے۔ یہاں حضورؔ سے کچھ ایسے بزرگ لوگ آکر مِلے جو مُلازمت کے دِنوں میں آپ کے ماتحت کام کرتے رہے تھے۔ یہاں ست سنگ میں کچھ لوگوں نے رُکاوٹ ڈالنے کی کوشش کرتے ہُوئے بحث شروع کر دی۔ لیکن جب حضورؔ نے پیار سے اُن کے سوالوں کا جواب دِیا تو وُہ

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitzed by eGangotri

خاموش ہو گئے۔ حضور ڈاکٹر جانسن کے ساتھ اُس جگہ پر بھی گئے۔ جہاں باباجی مہاراج نے اُن دِنوں آکر ست سنگ کیا تھا، جب حضور یہاں تعینات تھے۔

ست سنگ میں بحث یا مخالفت اُن دِنوں کوئی نئی بات نہ تھی۔ ایک دفعہ کالا باغ میں کچھ امیر سکھ ست سنگ میں آئے۔ اُس دِن ست سنگ کے بعد پرشاد بانٹا جا رہا تھا۔ ست سنگ کی نکتہ چینی کرنے والوں نے افواہ پھیلا رکھی تھی کہ رادھا سوامیوں کے ست سنگ میں جوٹھا پرشاد بانٹا جاتا ہے۔ ایک سکھ نے پرشاد لینے سے پہلے اُٹھ کر پوچھا، "جی، کیا یہ پرشاد جوٹھا ہے؟" حضور نے ذرا مسکراتے ہوئے فرمایا، "جوٹھا ہے بھی اور نہیں بھی۔" اُس نے کہا کہ یہ دونوں باتیں نہیں ہو سکتیں۔ حضور نے جواب دیا، "ہاں، ہو سکتی ہیں۔ جس وقت ہم گورُدوارے میں ارداس کرتے ہیں کہ "اے سچے پاتشاہ! آپ کا پرشاد تیار ہے، آپ کو بھوک لگے اور آپ کا سیت (جوٹھا) پرشاد آپ کی سنگت کی رسنا کے لائق ہو،" تو اُس وقت اگر گورو صاحب نے کھایا تو جوٹھا ہے اور اگر گورو صاحب نے نہیں کھایا تو پرشاد بنا نہیں۔ اب ہم جب پرشاد دیتے ہیں۔ تو اُس واہگورو اکال پُرش کا دھیان کرتے ہیں کہ تیرا پرشاد تیار ہے، تیری سادھ سنگت کی رسنا (کھانے) کے لائق ہو۔" یہ سُن کر اُن لوگوں کی تسلی ہو گئی۔

1932ء میں کالا باغ کے دورے سے پہلے حضور راولپنڈی تشریف لے گئے۔ راولپنڈی میں حضور ست سنگ گھر میں ٹھہرے۔ جو کہ وہاں کی خوبصورت عمارتوں میں شمار ہوتا تھا۔ حضور نے 6 تا 12 اکتوبر تک وہاں ہر روز ست سنگ بخشا۔ ست سنگ میں ہندو اور مسلمان تو آتے ہی تھے آہستہ آہستہ سکھ بھی آنے لگے۔ آخری دو دِنوں میں تو ست سنگ میں سکھوں کی تعداد بہت بڑھ گئی۔ سری گورو گرنتھ صاحب کی بانی کی صاف صاف تشریح اور مہاراج جی کی پُرکشش شخصیت اُنہیں کھینچ کر لانے لگی۔ 12 اکتوبر کی صبح کو حضور کالا باغ کے لئے

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitzed by eGangotri

روانہ ہو گئے۔ چلنے سے پہلے حضور نے فرمایا کہ آپ 24 اکتوبر کی دوپہر کو واپس تشریف لائیں گے اور شام کو راولپنڈی میں ست سنگ کر کے 25 تاریخ کو صبح چھ بجے یہاں سے روانہ ہو جائیں گے۔

اِدھر سکھوں کی ایک جماعت میں کھلبلی مچ گئی کہ اگر اسی طرح ست سنگ ہوتا رہا تو سب سکھ رادھا سوامی بن جائیں گے۔ اکالی لیڈروں اور گوردوارے کے گرنتھیوں نے خفیہ طور پر میٹنگ کی اور یہ طے کیا کہ اب راولپنڈی میں ست سنگ نہیں کرنے دیں گے۔

حضور مہاراج جی کالا باغ، ایبٹ آباد وغیرہ مقامات پر ست سنگ کرنے کے بعد 24 اکتوبر 1932ء کو دن کے تین بجے راولپنڈی واپس آئے، شام کو ست سنگ ہونا تھا۔ ست سنگ میں اکالیوں کا گروہ تلواریں اور کرپانیں لیکر آ گیا۔ وہ لوگ سنگت کے درمیان جگہ جگہ بیٹھ گئے۔ سنگت میں کسی کے پاس ہتھیار نہیں تھا۔ ڈاکٹر جانسن اپنے خطوط میں تحریر کرتے ہیں کہ دو اکالی اُن کے دائیں اور بائیں بیٹھ گئے اور تلواریں اپنے سامنے رکھ لیں۔ حضور نے ست سنگ سے کچھ گھنٹے پہلے ہی منتظمین کو بتا دیا تھا کہ ست سنگ میں پولیس کا انتظام کروالیں، لیکن اُن لوگوں نے اِس پر دھیان نہ دیا۔ جب حضور نے ست سنگ شروع کیا تو ایک دو اکالیوں نے کھڑے ہو کر شور مچانا شروع کر دیا۔ ست سنگیوں نے اُنہیں خاموش کرنے کی کوشش کی، لیکن وہ کچھ سُننے کو تیار نہ تھے۔ باقی ہتھیار بند اکالیوں نے بھی شور مچانا شروع کر دیا۔ اُنہوں نے تلواریں اور کرپانیں نکال لیں۔ لیکن ست سنگی بے خوفی سے اُنہیں سمجھانے کی کوشش کرتے رہے۔ شور اور کھینچا تانی ہونے لگی۔ ایسا معلوم ہونے لگا کہ کافی خون خرابہ ہو گا۔ لیکن تبھی پولیس آ گئی اور گڑبڑ پھیلانے والے لوگ چپ چاپ کھسک گئے۔ اِس شور و غل میں حضور مہاراج جی اپنی جگہ پر بالکل شانت، ساکن اور

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitzed by eGangotri

اڈول بیٹھے تھے۔ اُس وقت اُن کا نورانی چہرہ اپنے رُوحانی نُور سے چمک رہا تھا۔ حضُور سے کچھ ہی فٹ کے فاصلے پر چار پانچ شخص کرپانیں نکالے کھڑے تھے۔ وُہ شور تو مچا رہے تھے لیکن آگے قدم بڑھانے کا حوصلہ نہ ہوتا تھا۔ حضُور کے چہرے پر کوئی پریشانی نہیں تھی۔ جنہوں نے اُس وقت حضُور کے درشن کیئے، وُہ حضُور کے اُن بے مثال دیدار کو کبھی نہ بھُول سکیں گے۔ کچھ ست سنگیوں نے بعد میں بتایا کہ جتنی دیر اکالیوں نے گڑبڑ جاری رکھی۔ حضُور کے پیچھے ایک عُمر رسیدہ بُزرگ اُنہیں دِکھائی دیتے رہے۔ حضُور نے فرمایا کہ وُہ باباجی مہاراج تھے۔ ست گورُو ہمیشہ ساتھ ہیں۔

جب امن ہو گیا تو حضُور نے اپنی شانت اور شیریں آواز میں ست سنگ شروع کیا۔ سنگت کی گھبراہٹ دُور ہو گئی اور ایسا محسُوس ہونے لگا جیسے کچھ ہُوا ہی نہ ہو۔ ست سنگ کے بعد حضُور نے اعلان کیا کہ صبح سات بجے اِسی جگہ پرست سنگ ہو گا۔ یہ ست سنگ حضُور کے پروگرام میں نہیں تھا۔ ظاہر تھا کہ حضُور مُخالفت، نُکتہ چینی اور تلواروں کے سامنے بھی ست سنگ جاری رکھنا چاہتے تھے۔ دُوسرے دِن صبح کے ست سنگ میں مُکمل امن تھا۔ اور سِکھوں کی حاضری اور بھی زیادہ ہو گئی تھی۔ حضُور جہلم، لائلپور اور لاہور ہوتے ہُوئے ڈیرہ تشریف لے آئے۔

اِس کے بعد راولپنڈی میں ست سنگ نے خُوب ترقی کی۔ اور کئی مُعزز سِکھ خاندان حضُور کے قدموں میں آ گئے۔ جب حضُور کچھ برس بعد دوبارہ راولپنڈی تشریف لے گئے تو ست سنگ کے بعد کچھ ست سنگیوں نے حضُور کی تعریف کرتے ہُوئے کہا کہ کچھ عرصہ پہلے حضُور کے ست سنگ کی اکالیوں نے سخت مُخالفت کی تھی، اب حضُور کی دَیا سے سب شانت ہو گئے ہیں اور ست سنگ نے خُوب ترقی کی ہے۔ حضُور نے پریم اور انکساری سے جواب دِیا، "بھائی صاحب،

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitzed by eGangotri

یہ میری خوبی نہیں ہے۔ گورو نانک صاحب کی بانی کی خوبی ہے جس میں سچی روحانیت کی تعلیم کوٹ کوٹ کر بھری ہوئی ہے۔"

حضور مہاراج جی گرمی کے موسم میں کچھ دنوں کے لئے اکثر ڈلہوزی تشریف لے جایا کرتے تھے۔ جہاں سنگت بھی آجایا کرتی تھی اور ست سنگ ملاقاتوں اور روحانی بات چیت کا پروگرام چلتا رہتا تھا۔ ستمبر ۱۹۴۳ء میں ڈلہوزی میں حضور بیمار ہو گئے۔ جس سے ڈاکٹر فکرمند ہو گئے، انہوں نے اس بات پر زور دیا کہ کسی کم اونچائی والی پہاڑی جگہ پر مہاراج جی کو گرمی کے دن گزارنے چاہئیں۔ اس لئے گگریٹ سے آگے بھروائیں اور چنت پورنی کے پاس ایک جگہ چنی گئی، جس کا نام ہے کالو کی بڑ۔ چاروں طرف کھائیوں سے گھری ہوئی اس جگہ پر پہاڑی کے اوپر ایک بڑا میدان ہے، جس کے ایک کنارے پر بڑ کا ایک بہت بڑا درخت ہے۔ آس پاس ایک میل تک کوئی بستی نہیں ہے۔ حضور نے اس جگہ کو پسند کیا اور کالو کے بڑ کی زمین خریدی گئی۔ آہستہ آہستہ یہاں ست سنگ گھر، لنگر اور دیگر مکان بنائے گئے۔ اور مہاراج جی سال میں دو تین بار ست سنگ کے لئے یہاں تشریف لانے لگے۔ یہ جگہ آس پاس کے علاقہ کے لئے ست سنگ کا مرکز بن گئی۔ اور آج کالو کی بڑ کے چاروں طرف کے علاقہ میں ہزاروں ست سنگی ہیں۔ اس علاقہ میں راجپوتوں، برہمنوں اور چھوٹی مانی جانے والی جاتیوں کے گاؤں ہیں۔ حضور نے کالو کی بڑ کو ایک ایسا مقام بنا دیا جہاں سب لوگ اپنے اختلافات بھول کر اکٹھے ہو کر سنتوں کے روحانی پیغام کا فائدہ اٹھا سکیں۔

کالو کی بڑ میں ہی نہیں بلکہ پورے کانگڑہ ضلع میں گوشت اور شراب کا استعمال عام ہوتا تھا، دیوی کی پوجا اور جانوروں کی قربانی دینے کا عام رواج تھا، چھوت چھات زوروں پر تھی۔ حضور کو سبھی جاتیوں سے بہت پیار تھا

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitzed by eGangotri

آپ کے ست سنگوں نے سب کو اکٹھا کر دیا۔ اور آج بھی جاتیوں کے لوگ لنگر میں ایک ساتھ بیٹھ کر کھانا کھاتے ہیں۔ حضور نے اس علاقہ میں روحانیت کا جو سلسلہ جاری کیا، اس کا نظارہ دیکھنے لائق ہے۔ یہاں کے ست سنگی سادہ دل، پریمی اور ابھیاسی ہیں۔

ایک بار حضور کالو کی بڑ تشریف لے گئے تھے تو ماسٹر تارا سنگھ، کچھ اکالی لیڈر اور کچھ معزز سکھ حضور سے ملنے کے لئے آئے، وہ ست سنگ میں آئے۔ حضور نے سری گورو گرنتھ صاحب میں سے شبد لیا، قریباً دو گھنٹہ تک تشریح کی۔ ست سنگ میں قریباً بیس ہزار لوگ حاضر تھے۔ سنگت ایک دم خاموش اور ساکن بیٹھی تھی۔ ٹکٹکی لگی ہوئی تھی، اور سب اپنے آپ کو بھولے ہوئے تھے۔ ست سنگ کے بعد اکالی لیڈروں نے حضور سے کہا، "ہم حیران ہیں کہ یہ سیدھے سادے پہاڑی لوگ سری گورو گرنتھ صاحب کی بانی کو سمجھتے ہیں اور اس قدر خاموشی سے سنتے ہیں۔ کئی ایک کی آنکھوں سے تو آنسو بہہ رہے تھے، اور ایسا لگتا تھا کہ انہیں اپنے تن بدن کی بھی ہوش نہیں ہے۔"

حضور نے ہنس کر جواب دیا۔ "گورو نانک صاحب کی بانی کے ساتھ تو میں نے پیار پیدا کر دیا، اگر آپ کو ضرورت محسوس ہو تو باقی رہنی سہنی آپ سکھا لیں۔" پھر حضور نے پیار سے فرمایا۔ گورو نانک صاحب کی بانی کو سمجھ کر اس پر عمل کرنے سے انسان سکھ بنتا ہے۔ باہری پہناوے سے سکھ نہیں بنتا۔

حضور سے اپنے دوروں میں، جہاں بھی لوگ نام دان کیلئے درخواست کرتے وہاں نام ضرور بخشتے۔ کئی بار درختوں کے نیچے، میدانوں میں، اونچی پہاڑی جگہوں پر یا گاؤں سے دور کھلی جگہوں میں نام دان دے دیتے تھے۔ ڈاکٹر جانسن اپنے ایک خط میں لکھتے ہیں کہ اپریل 1933ء کے اپنے ایک دورے میں حضور نے چار ہزار نو سو لوگوں کو نام دان بخشا۔ یہ دورہ چھوٹے چھوٹے گاؤں کا تھا۔

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitzed by eGangotri

اُن دِنوں سڑکیں خراب ہُوا کرتی تھیں اَور کئی جگہوں پر تو ہوتی ہی نہ تھیں۔ حضُور پیدل یا گھوڑے پر یا لاری سے اُن مُقامات پر پہنچتے۔ کئی بار موٹر کے خراب ہو جانے کے باعث راستے میں گھنٹوں رُکنا پڑتا اَور حضُور اُس جگہ پر پہنچتے ہی سیدھے ست سنگ میں تشریف لے جاتے۔ مُتلاشی، واقفِ کار اَور ست سنگی اِن دَوروں پر حضُور کو دِن رات گھیرے رکھتے۔ رات کو گیارہ بجے تک آپ اُن کے سوالوں کا جواب دیتے رہتے۔ جب آرام کے لئے جاتے تو اُس وقت بھی سنگت باہر سے آتی رہتی۔ رات بھر شبد گاتی رہتی۔ حضُور سنگت کی خِدمت کی نسبت اپنی سہُولت کا بھی خیال نہ کرتے۔ اَور کئی بار آپ کے ساتھ کے لوگ اَور اِنتظام کرنے والے بھی بھُول جاتے کہ حضُور کو آرام مِلنا چاہیئے۔ کئی گاؤں میں ایک چھوٹا سا کمرہ یا کچّی کوٹھڑی ہوتی جِس میں مُشکل حضُور کی چارپائی آپاتی۔ جب حضُور سب کام ختم کر کے رات کو 11 - 12 بجے آرام کے لئے جاتے تو جہاں حضُور ٹھہرتے وہاں کے گھر والے میزبان رات کو سونے سے پہلے ماتھا ٹیکنے آتے۔ حضُور اُن سے بڑے پریم سے مِلتے۔ اُن کے مسئلوں کو سُنتے اَور اُنہیں سمجھاتے۔ کئی مُقامات پر نہانے کے لئے کُھلے میدان میں مکان کے پچھواڑے یا کُھلی چھت پر دو چارپائیاں کھڑی کر کے اُن کے چاروں طرف چادریں تان کر بنایا گیا غُسل خانہ ہی اِستعمال کیا جاتا تھا۔ پہاڑوں میں ایسی کئی جگہوں پر اِس طرح سے بنائے گئے غُسل خانوں میں حضُور صُبح پانچ بجے نہا کر چھ بجے تک تیار ہو جاتے تھے۔ آپ کے ساتھی لوگ جب نہانے جاتے تو برف سے ٹھنڈے پانی میں مُشکِل ہاتھ اَور مُنہ دھو کر آجاتے۔

اُنہی دِنوں کی بات ہے، حضُور کے ست سنگ میں پساوہ کے راؤ بہادر رِشو دھیان سنگھ جی بڑے پریمی ست سنگی تھے۔ آپ حضُور سے عرض کرتے کہ حضُور ایک بار پساوہ بھی ست سنگ کے لئے تشریف لادیں۔ حضُور فرماتے، "راؤ صاحب، آپ کے یہاں بھی کبھی چلیں گے۔" راؤ صاحب کے دو تین بار عرض کرنے پر وہی

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitzed by eGangotri

جواب ملتا رہتا۔ پیادہ کے پروگرام کی تاریخ نہیں ملتی۔ ایک بار راؤ صاحب حضور مہاراج جی کے ساتھ ایک ست سنگ کے دورے پر گئے۔ وہاں آپ نے حضور کو ایک کچے مکان کی ایک چھوٹی سی کوٹھڑی میں ٹھہرے ہوئے دیکھا۔ راؤ صاحب یہ ذکر کئی بار سنایا کرتے تھے کہ آپ کے دل میں خیال آیا کہ جب مہاراج جی اس غریب کے کچے مکان کی چھوٹی سی کوٹھڑی میں ٹھہر سکتے ہیں تو میرے یہاں آنے میں کیا عذر ہو سکتا ہے۔ جہاں حضور کے لئے اچھی حویلی اور سجے ہوئے کمرے حاضر ہیں۔ جب ڈیرہ لوٹ کر آئے تو مہاراج جی سے پھر پیادہ کے لئے عرض کی۔ حضور نے پھر ٹال دیا۔ راؤ صاحب بڑے دکھی ہوئے۔ آنکھوں میں آنسو بھر آئے۔ اور رات کو اسی سوچ میں مایوس ہو کر سو گئے۔ راؤ صاحب بیان کرتے ہیں کہ رات کو مہاراج جی نے خواب میں درشن دیئے اور فرمایا، "راؤ صاحب آپ کو اپنے محلوں اور کمروں کا غرور ہے۔ ہم نے کیا کرنا ہے ان سب کو۔" دوسرے دن صبح راؤ صاحب حضور کے سامنے حاضر ہوئے، آنکھوں سے پریم کے آنسو بہہ رہے تھے۔ گلا رک رہا تھا۔ ہاتھ جوڑے ہوئے تھے۔ بڑی مشکل سے بولے، "حضور مجھے معاف کریں۔ مجھے غرور تھا کہ ....." حضور نے بات پوری نہ کرنے دی۔ بڑے پیار سے انہیں اپنے پاس بٹھاتے ہوئے رائے صاحب منشی رام جی سے فرمایا، "بھائی ڈائری نکالو اور پیادہ کے لئے تاریخ لکھو۔"

حضور کا پیادہ کا دورہ آپ کا اتر پردیش کا پہلا دورہ تھا۔ اس دورے کا مفصل حال اور راؤ بہادر رشو دھیان سنگھ جی کا گورو سے پیار کا ذکر رائے صاحب منشی رام جی نے اپنی ڈائری میں لکھا ہے۔

1911ء سے 1932ء تک حضور نے زیادہ تر وقت ڈیرہ میں ہی گزارا۔ اس عرصہ میں آپ ڈیرہ کی ترقی کی طرف زیادہ دھیان دیتے رہے۔ ویسے حضور ست سنگ کے دوروں پر بھی جاتے رہتے تھے۔ لیکن یہ دورے 1932ء سے

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitzed by eGangotri

۱۹۴۷ء کے درمیان دوروں کے مقابلے میں بہت کم تھے۔ حضور کے ست سنگ کے دورے زیادہ تر اُن علاقوں میں ہوتے تھے جو آج کل پاکستان میں ہیں۔ راولپنڈی، لاہور وغیرہ بڑے شہروں میں ست سنگ گھر اُس وقت بن چکے تھے۔ جبکہ جالندھر، لدھیانہ وغیرہ شہروں میں ست سنگ گھروں کی بنیاد تک نہیں رکھی گئی تھی۔ اِس طرح موجودہ پاکستان کے چھوٹے شہروں اور گاؤں میں بھی ست سنگ گھر بن چکے تھے۔ لاہور میں تو حضور سال میں تین چار بار ست سنگ فرمایا کرتے تھے۔ سرحدی صوبہ کے پشاور، نوشہرہ وغیرہ شہروں اور راستے میں آنے والے گاؤں میں حضور کئی بار ست سنگ کے لئے گئے تھے۔ وہاں ست سنگوں میں ہندو اور سکھ تو آتے ہی تھے۔ مسلمان اور پٹھان بھی کافی تعداد میں آتے تھے۔

پشاور وغیرہ سرحدی علاقوں کا آخری دورہ حضور نے نومبر ۱۹۴۵ء میں کیا تھا۔ اِس دورہ میں حضور نے لاہور، گجرانوالہ، مُریدکی، کامونکی، وزیرآباد، گجرات، جہلم، راولپنڈی، ہری پور، کالاباغ، نتھیاگلی، ایبٹ آباد، پشاور، شیدو، جہانگیا، حضرو، گجرخاں، سیالکوٹ وغیرہ مقامات پر ست سنگ، دیدار اور نام دان بخشا۔ اِن میں سے کئی جگہوں پر حضور کے ست سنگوں میں کافی بڑی تعداد میں پٹھان بھی آتے رہے۔ حضور سبھی دھرموں کے مہاتماؤں کی عزت کرتے تھے۔ پشاور میں شیدو کے بابا جاگیر سنگھ جی حضور کے پاس آئے اور اپنے گاؤں شیدو تشریف لانے کے لئے عرض کی۔ حضور کا آئندہ دو دِن نام دان کا پروگرام تھا۔ لیکن بابا جاگیر سنگھ جی کے ہاتھ جوڑ کر بار بار عرض کرنے پر حضور نے دُوسرے دِن دو تین بیٹھکوں میں نام دان کا دو دِن کا پروگرام ایک ہی دِن میں مکمل کر لیا۔ اور بابا جاگیر سنگھ جی کے ساتھ شیدو تشریف لے گئے۔ شیدو میں حضور کے ست سنگ میں پٹھانوں اور مسلمانوں کی حاضری زیادہ تھی۔

شیدو سے حضور حضرو تشریف لے گئے۔ جہاں آپ بابا بالک سنگھ جی

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitzed by eGangotri

کے گدّی نشین مہاتما وزیر سنگھ جی سے ملے، بابا لک سنگھ جی کے پاس بابا جیمل سنگھ جی مہاراج اپنی کھوج کے دوران کئی میل پیدل چل کر پانچ نام کے بھید کی تلاش میں آئے تھے۔ حضور کے حضور پہنچتے ہی بابا وزیر سنگھ جی آپ سے ملنے آئے۔ بڑے پریم سے ملے، اور حضور کا احترام کیا۔ ست سنگ میں بھی آئے۔ اور ست سنگ کے بعد حضور کی تعریف میں ایک نظم سنائی، حضور نے یہاں پچاس اشخاص کو نام دان دیا۔

شری رام ناتھ مہتہ جو اس سفر میں حضور کے ساتھ تھے، یہ واقعہ سناتے ہیں۔ اس سفر میں پشاور کے پاس ایک چھوٹے سے گاؤں میں حضور ایک دن ٹھہرے اور گاؤں میں صرف پٹھانوں کی آبادی تھی۔ کئی پٹھان آپ کے دیدار کے لئے آئے۔ ایک بزرگ پٹھان رات کو حضور سے گفتگو کرنے آئے اور سنت مت کے بارہ میں کئی سوال پوچھے، حضور نے بڑے پیار سے ان کی باتوں کا جواب دیا اور فارس کے صوفی سنتوں کے کلام سے حوالے دے کر ثابت کیا کہ سنت چاہے کسی قوم، مذہب یا ملک میں کیوں نہ آئے ہوں ہمیشہ ایک ہی پیغام دیتے ہیں۔ حضور نے اندر کے روحانی منڈلوں کے فارسی نام بتلائے اور فرمایا کہ سبھی مذہبوں کی شریعت رازِ باطن سے محروم ہے، لیکن حقیقت اور معرفت سب کی ایک ہی ہے۔ تقریباً آدھی رات تک گفتگو ہوتی رہی۔ آخر اس پٹھان بزرگ نے کہا کہ آپ جو کچھ فرماتے ہیں، وہ درست معلوم دیتا ہے، لیکن اس کا کیا ثبوت ہے کہ اللہ کے دیدار کا جو راستہ آپ بتلاتے ہیں وہ صحیح ہے۔ اس پر حضور نے انہیں ذکر (سمرن) کا طریقہ بتلاتے ہوئے کہا کہ اس طریقہ سے آپ ہر روز دو گھنٹے خدا کے کسی بھی نام کا سمرن کریں۔ گوشت و شراب سے پرہیز کریں اور اگر آپ کو چالیس دن یہ شغل کرنے کے بعد میری بات کا ثبوت نہ ملے تو بیاس آکر مجھے پکڑ لینا۔

وہ صاحب روحانیت کے شوقین اور دھن کے پکّے تھے۔ دوسرے دن سے حضور کے بتلائے ہوئے ابھیاس میں لگ گئے۔ ابھی ایک مہینہ ہی ہوا تھا کہ وہ

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitzed by eGangotri

ایک دِن ڈیرہ آ گئے۔ حضور کی خِدمت میں حاضِر ہو کر اُنہوں نے بتایا کہ اپنے شغل میں اُنہیں اب باطِن میں حضور کے دِیدار ہوتے ہیں۔ اُن کے چہرے پر رُوحانی خُوشی کی رَونق اَور آنکھوں میں پریم کے آنسو تھے۔ اَور حضور سے نام دان کے لِئے عرض کر رہے تھے، مُرشِد مہربان نے اُنہیں نام دان دِیا۔ 1947ء کے بٹوارے کے وقت اُس پٹھان ست سنگی نے شیدو، حضرو اَور اُس پاس کے عِلاقہ کے ست سنگیوں کی حِفاظت کی اَور اُنہیں صحیح سلامت ہِندوستان پہُنچنے میں مدد دی۔

حضور کے مَوجُودہ پاکِستان کے دَورے اکتوبر 1946ء تک ہوتے رہے نومبر 1946ء میں حضور بیمار ہو گئے اَور 27 نومبر 1946ء کے بعد حضور کو ست سنگ کے دَورے بند کرنے پڑے۔

باباجی کی جائے پیدائش گُھمان میں حضور ست سنگ کے لِئے کئی بار تشریف لے جایا کرتے تھے۔ گُھمان کی سنگت سے حضور کو بہُت پیار تھا۔ اپنے ست گورُو کے گاؤں کی سنگت ہونے کے ناطے آپ اُن کو بہُت پیار کرتے تھے۔ گُھمان میں باباجی کی کوٹھڑی اب بھی اُسی حالت میں مَوجُود ہے، جَیسی کہ باباجی کے وقت تھی۔ حضور کا گُھمان کا پروگرام دیکھنے لائق ہوتا تھا۔ چاروں طرف خُوشی اَور پریم کی لہر اُمڈ پڑتی تھی۔

ایک بار جب حضور گُھمان تشریف لے گئے تو گُھمان کے لوگوں نے حضور کے سواگت کے لِئے ریشمی کپڑے، بیل بُوٹے دار چادریں اَور پُھلکاریاں بچھائی ہُوئی تھیں۔ سنگت کے چہرے خُوشی اَور پیار سے چمک رہے تھے۔ جب حضور مہاراج ست سنگ میں تشریف لائے تو حضور کی طرف سب کی ٹکٹکی لگی ہُوئی تھی۔ حضور سنگت کا پریم دیکھ کر بہُت خُوش ہُوئے۔ ست سنگ میں حضور نے فرمایا "مَیں باباجی کے گاؤں والوں کا پیار دیکھ کر بہُت خُوش ہُوں۔" آپ باباجی کے بنس (خاندان) کے ہو، مَیں گُھمان سے بہُت خُوش ہُوں....." اِتنا کہتے کہتے حضور کی

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitzed by eGangotri

آنکھوں سے پریم کے آنسو بہنے لگے اور گلا بھر آیا۔ سنگت بھی یہ دیکھ کر پریم میں مگن ہو گئی۔

کچھ دیر بعد سنگت کی طرف سے ایک ست سنگی نے عرض کی۔ "سچے پاتشاہ! باباجی کا مکان پرانا ہو رہا ہے، اُسے ٹھیک کر کے پختہ بنوا دیں، اِس پر حضور نے کہا "مَیں باباجی کی یاد میں کیا نہیں بنوا سکتا، میرا بس چلے تو پورا مکان سونے کا بنوا دوں، لیکن باباجی کا حکم نہیں ہے۔"

ایک بار گھمان والوں نے حضور سے عرض کی، "سچے پاتشاہ! ہم زمیندار لوگ ہیں۔ موٹی عقل والے ہیں۔ ہم ست سنگ کے اصولوں پر بھی نہیں چل سکتے، بھجن سمرن تو کیا کرنا ہے۔ آپ بخشنہار ہو، ہمیں بخش دو۔" حضور نے پیار سے جواب دیا۔ "آپ تو باباجی کے بنس (خاندان) کے ہو۔ مَیں نے تو گھمان کے کتے کو بھی نہیں چھوڑنا ہے۔ اُسے بھی لے جاؤں گا۔"

گھمان گاؤں کے ست سنگی اور غیر ست سنگی لوگوں کا حضور سے بہت پیار تھا آج بھی اُن کا پیار ویسا ہی بنا ہوا ہے۔ گھمان والوں نے ڈیرہ میں بہت سیوا کی ہے۔ اور اب بھی کر رہے ہیں۔ جب بھی کوئی ضروری کام یا محنت اور ذمہ داری کا کام ہوتا ہے تو خبر ملتے ہی وہ ڈیرہ چلے آتے ہیں۔ اور جب تک کام پورا نہیں ہو جاتا یہیں رہتے ہیں۔ باباجی مہاراج کے زمانہ کی سنگت کی اب تیسری پشت وہاں چل رہی ہے۔ لیکن اُن کا ڈیرہ وستگورو کے ساتھ پیار ویسا ہی ہے۔ گھمان کی طرح ہی وڈالہ اور مانکو گاؤں کی سنگت بھی جب ضرورت ہوتی ہے، سیوا کے لئے آجاتی ہے اور تن من لگا کر سیوا کرتی ہے۔

حضور اُن چھوٹے چھوٹے گاؤں میں بھی جا کر ست سنگ اور نام دان بخشتے تھے جو اب پاکستان کے سرحدی صوبہ اور پنجاب میں واقع ہیں۔ اور جن کی آبادی چار پانچ سو سے بھی کم تھی۔ حضور کے اُن بے شمار دوروں کا کوئی مفصل

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitzed by eGangotri

ذکر آج نہیں ملتا۔ ۱۹۳۳ء کی سردیوں میں ایک دن حضور اپنی کوٹھی سے اُتر کر سیوا میں سنگت کو درشن دینے جا رہے تھے۔ اچانک لائبریری کے پاس ایک نہایت بوڑھی عورت نے آگے آکر مہاراج جی کے قدموں میں سر رکھ دیا۔ حضور نے اُس کو دیکھ کر فرمایا، "ماتا تُو نے ۴۰ برس پہلے کھانس پور گاؤں میں مجھ سے نام لیا تھا، تبھی ڈیرہ آنے کی اجازت مانگی تھی۔ ۴۰ سال تو کہاں رہی؟ تو راضی تو ہے۔" اِتنے برسوں بعد بھی ستگورو کے واقفیت جتلانے پر اور مہاراج جی کی ذاتی دلچسپی کی باتیں سُن کر وہ بڑھیا حیران سی کھڑی رہ گئی۔ اُس کی نگاہیں حضور کی، پریم بھری آنکھوں و پُرنور چہرے پر گڑی ہوئی تھیں۔ اور آنکھوں سے آنسو بہہ رہے تھے۔ حضور نے بڑے پیار سے اُس کی خیر خیریت کا حال پوچھا، آہستہ آہستہ اُس نے اپنا تمام ماجرا سُنایا کہ کس طرح وہ اپنی خانگی و مالی مشکلات کی وجہ سے اِتنے برس تک نہ آسکی۔

ہم لوگوں نے کھانس پور کا (جو کہ اب پاکستان میں ہے) نام تک پہلے نہیں سُنا تھا۔ اِسی طرح اپریل ۱۹۳۳ء میں جب حضور نے پہاڑوں کا دورہ کیا اُس وقت کئی چھوٹے چھوٹے گاؤں میں جا کر ست سنگ بخشا۔ مہاراج ۲ر اپریل کو ڈیرہ سے اِس تیس دن لمبے ست سنگ کے دورہ پر روانہ ہوئے۔ جالندھر، لوان شہر، جیجوں، للہیلی، سنتوکھ گڑھ، بنی بگّی، کھڈ، کال، سنگی، دھسارڑہ، نہری، انب، کٹھیڑہ جسولاں، کلوہ، سنگھنی، ننگل، چلیٹ، گنّو اور امبوڑہ میں ست سنگ و نام دان کے بعد یکم مئی ۱۹۳۳ء کو واپس ڈیرہ تشریف لائے۔ اِس سارے دورہ میں آپ نے ہر روز قریب قریب دو دو ست سنگ بخشے اور ۹۰۰ جیوؤں کو نام دان بخشا۔

حضور پنجاب سے باہر بھی ست سنگ کے لئے تشریف لے جایا کرتے تھے۔ اُتر پردیش میں بساوہ، بُلند شہر، خورجہ، میرٹھ وغیرہ جگہوں میں، مدھیہ پردیس

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitzed by eGangotri

میں گوالیار، اُجین، دیواس، اِندور وغیرہ شہروں اور دیولی، چیڑاوت، کناسیا، بلاولی وغیرہ گاؤں میں اور مہاراشٹر میں ممبئی، پونہ، سانگلی، امراوتی وغیرہ شہروں میں بھی حضور ست سنگ کے لئے تشریف لے گئے تھے۔ قریب قریب سبھی مقامات میں نام دان بھی بخشا تھا۔ اِن سبھی جگہوں میں آج ست سنگ گھر بن گئے ہیں اور گاؤں یا دور سے آنے والے ست سنگیوں کے لئے شیڈ، لنگر اور دیگر سہولیات کا اِنتظام بھی ہو چکا ہے۔ کناسیا، دیولی وغیرہ چھوٹے چھوٹے گاؤں میں 80 - 90 فی صد لوگ ست سنگی ہیں۔ اور یہاں ہر روز ست سنگ ہوتا ہے۔ یہ سب حضور مہاراج بابا ساون سنگھ جی کے لگائے ہوئے پودے ہیں جو آج نشوونما پاکر لہلہا رہے ہیں۔

حضور کے ست سنگ کے دوروں کا حال یہاں ترتیب وار یا تفصیل سے بیان نہیں کیا گیا ہے۔ کیونکہ رائے صاحب منشی رام جی نے اپنی ڈائری میں حضور کے دوروں کا تفصیل سے ذکر کیا ہے۔

1911 میں جب حضور نے ڈیرہ میں آکر ست سنگ شروع کیا تو اُس وقت ست سنگیوں کی تعداد بہت کم تھی۔ باباجی مہاراج نے لگ بھگ 2400 جیوؤں کو نام دان بخشا تھا۔ اُن دِنوں ہر اِتوار کو ست سنگ ہوتا تھا۔ جس میں حاضری دو سو کے قریب ہوتی تھی۔ اور چھوٹے ست سنگ گھر میں سبھی لوگ بیٹھ جاتے تھے لیکن حضور کے ست سنگ شروع کرنے سے کچھ عرصہ بعد ست سنگ میں دِن دوگنی رات چوگنی ترقی ہونے لگی۔ ست سنگیوں کی تعداد بڑھتی رہی اور چھوٹے ست سنگ گھر میں سب کے لئے بیٹھنے کو جگہ نہ رہی۔ اِس لئے اُس ست سنگ گھر کے باہر مغرب کی طرف کے میدان میں ست سنگ کا اِنتظام کیا جانے لگا لیکن کچھ ہی عرصہ بعد یہ جگہ بھی کم پڑنے لگی۔ پہلے ہر اِتوار کو ست سنگ ہوتا تھا پھر ہفتے کی بجائے ہر پکھواڑے (پندرہویں دِن) اور بعد میں ہر مہینے ست سنگ

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitzed by eGangotri

کرنا پڑا، اِس ست سنگ میں آہستہ آہستہ چالیس پچاس ہزار کی حاضری ہونے لگی۔ اور اب تو ماہواری ست سنگوں میں سنگت کی تعداد دو تین لاکھ سے بھی زیادہ ہو جاتی ہے۔[1]

1933ء میں جب بڑے ست سنگ گھر، 'بابا جیمل سنگھ ہال' کی تعمیر شروع ہوئی تو اُس وقت دس ہزار اشخاص کی حاضری کا اندازہ لگا کر اِس میں اِتنے ہی لوگوں کے بیٹھنے کی جگہ رکھی گئی، لیکن اِس کے بنتے بنتے ہی سنگت اِتنی بڑھ گئی کہ ہال میں ست سنگ کرنا ناممکن ہو گیا۔ اِس پر حضور نے فرمایا کہ اب چاہے جتنے بڑے ہال بنائے جائیں، ست سنگ تو میدان میں ہی کرنے پڑیں گے۔

جیسے جیسے سنگت بڑھنے لگی۔ کچھ پُرانے خیالات کے لوگوں میں گھبراہٹ پھیلنے لگی۔ سنت مت کے اِس زبردست سیلاب کو روکنے کے لئے اُنہوں نے نکتہ چینی و ست سنگ کے خلاف پرچار وغیرہ شروع کر دیا۔ لیکن اِس کا کوئی اثر نہ ہوا۔ آخر کچھ جوشیلے مخالف نوجوانوں نے "رادھا سوامی مت وچارنی سبھا" نامی ایک کمیٹی بنائی۔ یہ لوگ ست سنگ کے وقت اور خاص طور پر بھنڈارہ کے دِنوں میں سنگت کو ست سنگ میں جانے سے روکنے اور ست سنگ کے خلاف پروپیگنڈا کرنے کی کوشش کرتے تھے۔ ڈیرہ کے سامنے اُنہوں نے اپنا اڈّہ جمایا اور بڑے بڑے اِشتہار لگا کر سنگت کو گمراہ کرنے کی کوشش کرنے لگے۔ ستگورو اور سنتوں کے بے لاگ رُوحانی پیغام کے خلاف جوشیلی اور نفرت بھری تقریریں کرنا اور نعرے لگانا شروع کر دیا لیکن اِس کا کوئی اثر نہ ہونے پر اُنہوں نے عین ست سنگ کے موقعوں پر کبڈی اور کشتیوں کا اِنتظام کرنا شروع کر دیا۔

سنگت نے حضور مہاراج سے عرض کی کہ اِن لوگوں کی کارگزاریاں

---

[1] آج کل سنگت چار پانچ لاکھ سے بھی اُوپر ہو جاتی ہے۔

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitzed by eGangotri

برداشت سے باہر ہوتی جا رہی ہیں۔ اِس پر حضور نے فرمایا کہ صبر اور تحمّل سے کام لو۔ اُن لوگوں کے کام میں کوئی رُکاوٹ نہ ڈالو۔ اپنا خیال ست سنگ اور ابھیاس کی طرف رکھو۔ ساتھ ہی حضور نے حُکم دیا کہ اُن لوگوں میں سے جو بھی لنگر میں کھانا کھانے آئیں، اُنہیں پریم سے بھوجن کرایا جائے اور ست سنگ میں آنے سے اُنہیں روکا نہ جائے۔

کھانا کھانے کے لئے اور کوئی اِنتظام نہ ہونے کی وجہ سے یہ مُخالِف لوگ لنگر میں ہی کھانا کھاتے۔ سیوادا روں کے پریم اور سیوا کے جذبات، لنگر میں مُفت کھانے کا اِنتظام، ست سنگیوں کے آپس میں پریم پیار سے مُتاثر ہو کر وُہ بھی ست سنگ میں آنے لگے۔ حضور کے سیدھے سادے وصاف صاف ست سنگوں کے ذریعہ گورُو بانی کے اصلی معنی سمجھ لینے پر اُن میں سے کئی نام لے کر ست سنگی بن گئے۔ کُشتی، کبڈّی وغیرہ دیکھنے کے لئے آنے والے لوگ بھی شوقیہ طور پر ست سنگ میں آتے اور اُن میں سے کئی نام دان لے کر جاتے۔ آہستہ آہستہ مُخالِفت ختم ہو گئی اور مُخالِفوں نے اُلٹا اثر ہوتا دیکھ کر اپنی کارگزاریاں بند کر دیں۔ کچھ عرصہ بعد اِس مُخالِفت کے مُنتظمین حضور کے تحمّل، پیار اور پُرکشش شخصیت کے زیرِ اثر حضور کے قدموں میں آئے۔ اور اپنے اِس رویّے کے لئے مُعافی مانگی۔

ایک وقت تھا جب پنجاب میں سنتوں کی تعلیم اور رادھا سوامی نام تک سے کوئی واقف نہ تھا۔ آج ہر شہر و گاؤں میں کافی ست سنگی ہیں۔ پہلے لوگوں کو اِس نام پر اعتراض تھا۔ لیکن اب لوگ رادھا سوامی مارگ کے پیرو کہلانے میں فخر محسوس کرتے ہیں۔ دیہہ دھاری گورُو (مجسّم مُرشد) کی ضرورت کو لوگ اب محسوس کرنے لگے ہیں۔ پڑھے لکھے لوگوں میں اِس رُوحانی تعلیم کے بارہ میں خاص دِلچسپی پیدا ہو گئی ہے۔ ہر ست سنگ میں سینکڑوں کی تعداد میں تعلیم یافتہ

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitzed by eGangotri

لوگ اُستاد، پروفیسر، سائنسدان، وکیل اور جج شبد ابھیاس (شغلِ کلمہ) کا طریقہ سیکھ کر بڑے شوق اور پریم سے نام کی کمائی میں مشغول ہو گئے ہیں۔ رُوحانیت کا سیلاب آگیا ہے۔ ست سنگیوں کی پاکیزہ زندگی، اعلےٰ اخلاق اور نیک چال چلن سے لوگوں کے دِلوں پر گہرا اثر ہُوا ہے اور ہر جگہ ست سنگ و رُوحانیت کا ذکر ہونے لگا ہے۔ سنت مَت کے نکتہ چین بھی اب اِس بات کو مانتے ہیں کہ ست سنگی شراب نہیں پیتے۔ گوشت نہیں کھاتے، رِشوت نہیں لیتے، ایمانداری اور اِنکساری سے زندگی گزارتے ہیں اور کسی چرند یا پرند کو بھی نُقصان نہیں پہنچاتے۔ یہ سب حضُور کے ست سنگوں اور ست سنگ کے لمبے اور پُر محنت دوروں کا نتیجہ ہے۔ حضُور کی دَیا مہر سے سنت مَت کی رَوشنی دُنیا کے کونے کونے میں پہنچ گئی ہے۔ اور ڈیرہ آج دُنیا بھر میں رُوحانیت کا ایک بے مِثال مرکز بن گیا ہے۔

یہ تو ہُوئی باہری مہر اور دَیا کی بات۔ جو باطن میں بخشش جیوؤں پر ہو رہی ہے، اُس کا ذکر کوئی کیا کرے۔ اندر ستگورُو کی نُوری صُورت کے دِیدار، رَوشنی اور رُوحانی نظارے، شبد کا پرگٹ (کلمے کا ظہُور) ہونا وغیرہ ذاتی تجربوں کا بیان نہیں ہو سکتا۔ لیکن اِتنا ضرور ہے کہ اِس قسم کی اندرُونی دَیا مہر پانے والے بہت سے خُوش نصیب سنگت میں موجُود ہیں۔ مَوت کے وقت جیوؤں کی جو سنبھال ہوتی ہے، اُس کی مِثال تو بہُت کم مِلتی ہے۔ کلجُگ کا زمانہ ہے۔ نہ لوگوں میں ضبط ہے نہ جسم میں طاقت، نہ مَن میں شکتی ہے اور نہ دِل میں پریم۔ اور اِس پر کام کرودھ کی ماری ہُوئی عقل! عبادت و ریاضت (بھجن سمرن) کِس سے ہو سکتا ہے لیکن جیوؤں کی سنبھال کا یہ حال ہے کہ اِس فانی دُنیا کو چھوڑنے سے کئی کئی دِن پہلے اعلانیہ کہہ دیتے ہیں کہ ستگورُو مہاراج اندر ظاہر ہو گئے ہیں۔ اور فرماتے ہیں کہ تُمہارا اِس دُنیا کا لین دین ختم ہو چُکا ہے۔ اور فلاں دِن فلاں وقت تمہیں

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitzed by eGangotri

یہاں سے لے چلیں گے۔ اَور ست سنگی خوشی خوشی ہنستے ہوئے خاکی جسم چھوڑ دیتے ہیں۔ بڑے بڑے بہادروں کے دِل موت کے وقت دہل جاتے ہیں۔ لیکن ست سنگی موت کا سواگت کرتے ہوئے کہتے ہیں:

"جِس مرنے سے جگ ڈرے، میرے مَن آنند"

مُرشِد (ستگورو) مہربان کی عظمت کا کیا کیا بیان کیا جائے۔

5. چند مُتفرّق مضامین

ماتا کِشن کَور جی کا چولا چھوڑنا

ماتا کِشن کَور جی کا اپنے پوتے سردار چرن سِنگھ جی سے بہت پیار تھا۔ آپ کی خواہش تھی کہ اُن کی شادی دیکھ کر دُنیا سے جائیں جب جُون ۱۹۴۳ء میں سگائی ہُوئی تو ماتا جی بہت خوش ہوئیں۔ اَور سردار چرن سِنگھ جی سے کہا کہ اب شادی جلدی کر لے۔ جب اپنے پتا جی راؤ بہادر رشو دھیان سِنگھ جی کے ساتھ بی بی ہرجیت کَور سگائی کے بعد پہلی بار ڈیرہ آئیں تو ماتا جی نے اُنہیں گود میں بٹھا کر بہت پیار کیا۔ ماتا جی حضُور مہاراج سے پُوچھا کرتیں، "چرن کی شادی کب کریں گے؟" حضُور جواب دیتے، "تُو اپنا خیال اِس طرف سے ہٹا لے۔ شادی اپنے آپ ہو جائے گی۔"

ماتا جی چھ سات مہینے ڈیرہ میں بی بی رَلّی کے پاس رہتی تھیں۔ آپ مارچ میں آتیں اَور ستمبر میں واپس چلی جاتیں۔ ۱۹۴۴ء میں جب آپ آئیں تو اگست کے تیسرے ہفتے بیمار ہو گئیں۔ بیمار ہونے سے کچھ عرصہ پہلے آپ نے سردار چرن سِنگھ جی سے کہا، "میرا خیال تو تیری شادی دیکھ کر جانا تھا۔ لیکن بابا جی مہاراج کی

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitzed by eGangotri

موج نہیں ہے۔" پھر آپ نے چار سو روپے دیئے اور کہا، "ان سے کوئی پسند کی چیز لے کر میری طرف سے بہو کو دے دینا۔"

بیمار ہونے سے دو مہینہ پہلے آپ کے گھٹنوں میں درد رہنے لگا۔ ایک دن جب مہاراج جی نے پوچھا کہ کیا حال ہے تو آپ نے جواب دیا، "گوڈے (گھٹنے) بہت دکھتے ہیں"۔ اس پر حضور نے ہنس کر فرمایا، "لوگوں سے متھے بھی تو تو ہی ٹکواتی تھی۔"

جس وقت بیمار تھیں مہاراج جی روز درشن دینے آتے تھے۔ کمزوری کی وجہ سے آپ پلنگ سے اتر کر چرنوں پر متھا نہ ٹیک سکتی تھیں۔ اس لئے عرض کرتیں کہ متھا ٹیکنا چاہتی ہوں۔ آپ کے بار بار عرض کرنے پر حضور ایک کے بعد ایک اپنے دونوں پاؤں پلنگ پر رکھ دیتے تھے۔ ماتا جی بڑے پریم سے دونوں ہاتھوں سے پاؤں پکڑ کر اپنی پیشانی ان پر رکھ دیتیں۔ آپ پچھلے کئی مہینوں سے جانے کی خواہش مند تھیں۔ حضور سے عرض بھی کرتی تھیں۔ لیکن حضور کو معلوم تھا کہ آپ کے دل میں اپنے پوتے کی شادی دیکھنے کی خواہش ہے، سو آپ فرماتے کہ باباجی سے پوچھ لو۔ باطن میں باباجی مہاراج سے عرض کرتیں تو جواب ملتا کہ ہمیں کوئی عذر نہیں ہے۔ لیکن باہر مہاراج جی سے پوچھ لو۔ باہر سے حضور منع کر دیتے۔ جانے سے تین چار دن پہلے حضور سے ناراض ہو گئیں کہ مجھے کیوں روکتے ہو۔ آخر اک دن جب حضور درشن دینے کے لئے تشریف لائے تو اجازت دیدی۔ اور فرمایا، "اچھا اب اندر دھیان رکھو۔" آپ کا خیال اندر لگ گیا اور روح اندر چلی گئی۔ آخری وقت تک یہی حال رہا۔

7 ستمبر 1944ء کی صبح جب شری رام ناتھ مہتہ حضور کے پاس متھا ٹیکنے گئے تو حضور نے ایک طرف لے جا کر ان سے فرمایا، "آج شام کو تمہاری اماں جی چولا چھوڑ دیں گی۔ تم ابھی لاہور چلے جاؤ اور وہاں سے موتیا کے پھول اور دیگر

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitzed by eGangotri

خوشبودار سفید پھول لے آؤ۔" حضور نے یہ بھی بتایا کہ پھول کہاں ملیں گے اور کچھ دیگر سامان کے لئے بھی ہدایت فرماتے ہوئے کہا کہ شام کو پانچ بجے والی گاڑی سے سب سامان لے کر آجانا۔ سٹیشن پر تمہارے لئے تانگہ بھیج دیا جائے گا۔

اتنے میں رام ناتھ جی مہتہ نے دیکھا کہ ڈاکٹر صاحب ہاتھ میں انجیکشن کا پارسل لئے ہوئے آرہے ہیں۔ انہوں نے حضور کو انجیکشن دکھلائے اور بتایا کہ انجیکشن اماں جی کے لئے منگوائے گئے ہیں۔ اور ان سے ضرور انہیں آرام ہوگا۔ حضور نے اماں جی کو انجیکشن دینے کی اجازت دے دی۔ جب ڈاکٹر صاحب نیچے جارہے تھے تو رام ناتھ مہتہ نے حضور سے عرض کی، "مہاراج جی آپ نے فرمایا ہے کہ اماں جی کو آج چلے جانا ہے۔ اس وقت ان کا خیال اندر لگا ہوا ہے۔ ڈاکٹر صاحب انہیں سوئی چبھوئیں گے اور بڑے بڑے انجیکشن دیں گے، اب اس وقت اماں جی کو کیوں پریشان کیا جاوے؟"

اس پر حضور مہاراج نے جواب دیا کہ اگر ڈاکٹروں کو انجیکشن نہ دینے دیں تو بعد میں کہیں گے کہ ہم اماں جی کو بچا لیتے۔ لیکن مہاراج جی نے اجازت نہ دی۔ پھر حضور نے فرمایا، "ڈاکٹروں کو اپنا کام کرنے دو، تم فکر نہ کرو، اماں جی کا دھیان اوپر لگا ہوا ہے۔ جتنے مرضی انجیکشن دے لیں، کوئی تکلیف نہیں ہوگی۔"

مہتہ صاحب تو اسی وقت لاہور کے لئے روانہ ہوگئے۔ ادھر شام کو چار بجے کے قریب ماتا کشن کور کی سانس کی رفتار بہت دھیمی ہوگئی۔ بی بی رلی اوپر مہاراج جی کے کمرے میں گئیں، اور عرض کی کہ اماں جی کا حال کچھ ٹھیک دکھائی نہیں دیتا۔ حضور ست سنگ میں جانے کی تیاری کر رہے تھے۔ بولے، "کوئی بات نہیں میں نہا کر آتا ہوں۔"

سنت نہیں چاہتے کہ آخری وقت جیو کا خیال باہر کی طرف آئے۔ یہاں تک کہ اس وقت خیال باہر مجسم مرشد کی طرف بھی نہ جائے۔ پس حضور اسی وقت

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitzed by eGangotri

نیچے آئے۔ جب حضور نہا کر نیچے آئے تو ماتا جی کی رُوح پرواز کر چکی تھی۔ بی بی رلی نے کہا کہ امرتسر سے لال رنگ کے شال لانے کے لئے آدمی بھیج دیا جائے۔ حضور نے فرمایا کہ شال کی ضرورت نہیں۔ میری سفید چادر اوڑھا کر لے چلنا۔ اُسی وقت ست سنگ کی گھنٹی بج گئی۔ حضور نے بی بی رلی سے کہا کہ سنگت کو خبر نہ دینا، سنگت کو مَیں خود خبر دے دوں گا۔ حضور ست سنگ میں تشریف لے گئے اور ہمیشہ کی طرح ست سنگ شروع کر دیا۔

شری رام ناتھ مہتہ شاہ عالمی دروازہ لاہور سے پھول خرید کر شام کی گاڑی سے واپس آ گئے۔ سٹیشن پر تانگہ موجود تھا۔ آپ نے تانگے والے سے پوچھا کہ ڈیرہ کا کیا حال ہے؟ تو جواب ملا کہ سب ٹھیک ہے۔ یہ سُن کر مہتہ صاحب گھبرائے کہ جب مَیں پھول اور سنسکار کا دیگر سامان لے کر تانگے سے اُتروں گا تو سنگت کیا کہے گی۔ جب ڈیرہ پہنچے تو دیکھا کہ حضور ست سنگ فرما رہے ہیں۔ یہ دیکھ کر وہ اور بھی پریشان ہوئے۔ ست سنگ کے بعد حضور نے کہا، "آپ کی ماتا جی آج رحلت فرما گئی ہیں سو یہاں سے اُٹھ کر چلیں اور سنسکار کر آئیں۔"

ماتا جی کے پاک جسم پر حضور کی سفید چادر ڈالی گئی۔ پاکیزگی اور نرملتا کی مجسمہ ماتا جی کے جسم کو خوشبودار اور سفید پھولوں سے اچھی طرح سجایا گیا۔ سنسکار دریائے بیاس کے کنارے کیا گیا۔ حضور بھی ساری سنگت کے ساتھ تھے۔

ماتا جی بڑی سادہ دل اور ہنس مکھ دیوی تھیں۔ سب کے ساتھ محبت و پیار سے پیش آتیں۔ اور سنگت کو اپنے بچوں کی طرح پیار کرتی تھیں۔ اُن کی زندگی پاک و سادہ تھی۔ رہن سہن اعلےٰ درجہ کا تھا۔ جب بابا جی مہاراج نے یہ فیصلہ کر لیا کہ اُن کے بعد حضور مہاراج ساون سنگھ جی سنگت کی رہنمائی کریں گے تو انہوں نے ایک دن ماتا کشن کور جی کو اپنے پاس بُلایا۔ بڑے پیار سے اپنے چرنوں میں بٹھایا اور یہ خیال ظاہر کیا، ساتھ یہ بھی کہا کہ "مَیں چاہتا ہوں کہ

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitzed by eGangotri

اب سے بابو ساون سنگھ جی برہم چریہ سے رہیں، تمہارا کیا خیال ہے؟" ماتا جی نے بڑی عاجزی سے جواب دیا، "مَیں آپ کے حکم میں راضی ہوں، میری کوئی خواہش نہیں ہے۔" اِس پر باباجی مہاراج بہت خوش ہوئے۔ پھر حکم فرمایا کہ آج سے بابو ساون سنگھ کو خاوند کی صورت میں نہ دیکھنا۔

ماتا جی کے مَن میں فکر تھی کہ اگر باباجی حضور کے کندھوں پر ست سنگ اور گورو گدی کی ذمہ داری ڈال رہے ہیں تو میرے بچوں کا کیا ہوگا؟ جب آپ نے یہ خیال ظاہر کیا تو باباجی مہاراج نے بڑے پیار سے آپ کے سر پر ہاتھ رکھا اور کہا، "بچو! اُن کی کوئی فکر نہ کر، تیرے بچوں کا مَیں ذمہ دار ہوں۔"

ماتا جی کی عمر اُس وقت 35 برس کی تھی، تینوں بیٹے چھوٹے تھے صاحبزادہ سردار ہربنس سنگھ کی عمر تو چار پانچ برس کی تھی۔ ماتا جی نے اُس دن سے حضور کو کبھی خاوند کی صورت میں نہیں دیکھا۔ جب حضور نے گدی سنبھالی تو آپ اُنہیں ہمیشہ مُرشد کی صورت میں دیکھتی رہیں، ساری عمر مُرشد کے حکم میں رہیں۔

سرسہ کی زمین : حضور مہاراج جی کا خیال تھا کہ منٹگمری یا سرگودھا میں کچھ زمین خرید لیں۔ جب باباجی مہاراج سے پوچھا تو اُنہوں نے جواب دیا کہ یہ بار (علاقہ) تو کئی دفعہ اُجڑی ہے اور کئی دفعہ بسی ہے۔ مَیں زمین تمہیں ایسی جگہ لے کر دوں گا جہاں سے تمہیں ہلنا نہیں پڑے گا۔ پھر حضور نے سرسہ میں 1912-13ء میں شہر سے پانچ چھ میل دُور زمین خریدی، اُس وقت یہاں زمین بہت سستی تھی۔

جب حضور نے زمین خریدی اُس وقت اُس زمین میں ریگستان، ٹیلے اور کانٹے دار جنگلی جھاڑیاں تھیں، پانی کا کہیں نام و نشان تک نہ تھا۔ ایسی زمین میں کھیتی کرنا تو محنت کا کام تھا ہی لیکن وہاں جا کر رہنا بھی کچھ کم ہمت کا

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitzed by eGangotri

کام نہ تھا۔ چاروں طرف ویرانہ تھا۔ سانپ بچھوؤں کی کوئی کمی نہ تھی۔ اور آس پاس کے گاؤں میں جرائم پیشہ لوگوں کی آبادی تھی۔

کچھ عرصہ بعد جب سردار بھگت سنگھ اور رائے صاحب منشی رام کے ساتھ حضور زمین دیکھنے گئے تو سردار بھگت سنگھ نے کہا، "اگر کوئی مجھے یہاں مفت زمین دے تو بھی میں نہ لوں۔" اس پر حضور نے ہنس کر فرمایا، "زمین کی قدر زمیندار ہی جانتا ہے۔ محنت کرنے پر یہ زمین بڑی زرخیز ثابت ہوگی۔" آج ہریانہ میں یہ سب سے اچھا اور زرخیز علاقہ مانا جاتا ہے۔

گھر کے لوگ حضور سے عرض کرتے، "حضور سکندرپور ارائیوں کا گاؤں ہے، اُن کے ساتھ کیسے گزارہ کریں گے؟" حضور جواباً فرماتے، "پیار کے ساتھ" حضور کی اپنے کنبے کے لوگوں کو یہی ہدایت تھی کہ سب کے ساتھ پیار بھرا برتاؤ کرو، اُن کے سکھ دکھ کا خیال رکھو، بوقتِ مشکل اُن کی مدد کرو، کچھ ہی برسوں میں وہی گاؤں والے حضور اور حضور کے خاندان کے لوگوں کے ساتھ بڑے پیار اور عزت سے پیش آنے لگے۔ جب حضور وہاں جاتے تو آس پاس کے مسلمان آپ کے پاس آتے اور رات کو گیارہ بجے تک بیٹھ کر اپنے مسائل اور روحانیت کے بارہ میں باتیں کرتے رہتے۔

شروع شروع میں سردار بچنت سنگھ جی بہت گھبراتے تھے۔ ایک بار حضور سے بولے، "حضور نے کہاں زمین لے لی ہے! چاروں طرف غیر ست سنگی ہیں، اس سے تو ہم مہاسنگھ والا میں اچھے تھے۔" حضور نے فرمایا، "فکر نہ کرو، یہاں کی جھاڑی جھاڑی رادھا سوامی بولے گی۔" حضور کے یہ بچن آج پورے ہو رہے ہیں۔

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitzed by eGangotri

دریائے بیاس اور ڈیرہ :

سردار امر سنگھ گریوال جب بھی ہما سنگھ والا سے ڈیرہ آتے تو حضور مہاراج جی کو گاؤں کا حال بتاتے۔ ایک بار انہوں نے حضور کو بتایا کہ گاؤں کے کچھ لوگوں نے مہنت مت سنگھ سے پوچھا کہ لوگ بابو ساون سنگھ کے ساتھ کیوں لگے رہتے ہیں؟ مہنت مت سنگھ نے جواب دیا، "میں بھی دو تین بار بیاس گیا ہوں، دریافت کرنے پر معلوم ہوا کہ بابو ساون سنگھ کے پاس کوئی جادو کا گرنتھ ہے، اس کو پڑھ کر جب وہ کسی آدمی کی طرف دیکھتے ہیں تو اس پر جادو ہو جاتا ہے اور اسی وقت وہ ان کے زیر اثر ہو جاتا ہے۔"

یہ سن کر مہاراج جی نے فرمایا، "وہ سچ کہتے ہیں۔" گورو نانک صاحب کی بانی سے بڑا جادو کون سا ہے؟"

پھر سردار امر سنگھ نے بتایا کہ انہی لوگوں میں سے بات چیت کے دوران ایک شخص نے کہا، "انہوں نے دریائے بیاس کے کنارے ڈیرہ بنایا ہے۔ اس وقت رادھا سوامیوں کو دیکھیں گے جب دریا آئے گا اور سب کچھ بہالے جائیگا۔"

اس پر حضور مہاراج جی نے جوش سے کہا، "باباجی کی طاقت کیا دریا سے کم ہے؟"

پہلے دریا ڈیرہ سے لگ کر بہتا تھا۔ ایک دو بار دریا میں کچھ حادثے بھی ہو گئے تھے۔ ان دنوں دریائے بیاس کے دوسرے کنارے سے سنگت لنگر کے لئے ایندھن لایا کرتی تھی دریا کے کنارے لمبا موٹا گھاس ہوتا ہے، جسے کاٹ کر پورے سال کے لئے رکھ لیا جاتا ہے۔ سنگت صبح کشتیوں میں دریا پار کر کے دوسرے کنارے جاتی اور گھاس کاٹ کر کشتیوں میں بھر کر شام کو لاتی تھی۔ حضور خود کھڑے رہ کر یہ سیوا کرواتے تھے۔ کئی بار گھاس لاتے لاتے رات کے گیارہ بج جاتے تھے اور کبھی کبھی پانی کے بہاؤ، ہوا کے رخ اور زیادہ وزن کی وجہ سے

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitzed by eGangotri

کشتیوں کو لانے میں بڑی تکلیف ہوتی تھی۔ حضور خود رات کو دیر تک بیٹھے رہتے۔ ایک بار اسی طرح بہت دیر ہو گئی۔ ایک سیوادار نے عرض کی، "حضور دریا میں پانی کا زور تھا، کشتی لانے میں بہت دیر لگ گئی۔ دریا کی وجہ سے بہت پریشانی ہوتی ہے۔" اس پر حضور نے فرمایا، "چلو کوئی بات نہیں، اگر بابا جی کی موج ہوئی تو دریا ہٹ جائے گا، اور بریتی[1] اس طرف ہو جائے گی۔"

اس کے بعد دریا کا رُخ آہستہ آہستہ بدل گیا اور دریا ڈیرہ سے ہٹ کر تقریباً دو میل دور چلا گیا ہے۔ اب اسی کنارے سے پورا ایندھن آنے لگ گیا ہے۔

معافی ہی معافی

کئی چور اور ڈاکو حضور کے درشن کر کے اور ست سنگ سن کر اپنے پاپ بھرے کاموں کو چھوڑ دیتے تھے۔ لابھ سنگھ نامی ایک ڈاکو نے جب حضور کا ست سنگ سنا تو اپنا سامان اور زمین بیچ کر اُن سب لوگوں کا روپیہ واپس کر دیا۔ جو اُس نے کسی وقت لوٹا تھا۔ حضور سے نام کی بخشش ملی۔ اور اُس کی کایا ہی پلٹ گئی۔ گھمان گاؤں میں ایک شخص بلونت سنگھ نام کا ایک ڈاکو تھا۔ جب اُس نے حضور کے درشن کیے اور نام دان پایا تو ڈاکو سے ایسا مہاتما بن گیا کہ حضور کے حکم سے اُس نے ست سنگ کرنا شروع کر دیا۔ اور وہ لوگ جو کسی وقت اُس سے نفرت کرتے تھے اب پیار سے اُس کا ست سنگ سننے لگ گئے۔

ایک بار اس علاقہ میں ایک خونخوار ڈاکو پکڑا گیا۔ پولیس سب انسپکٹر اُسے گرفتار کر کے لے جا رہا تھا کہ راستے میں ڈیرہ کے پاس سے گزر ہوا۔ ڈاکو نے سب انسپکٹر سے کہا کہ سنا ہے یہاں ایک بڑے اونچے درجے کے فقیر رہتے ہیں۔ جب مجھے لے ہی

---

[1] ندی کے کنارے کی ریتلی زمین

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitzed by eGangotri

جانا ہے تو راستے میں اُن کے دیدار تو کروا دو۔" سب اِنسپکٹر نے سوچا کہ اِس میں ہرج ہی کیا ہے۔ ہم سب بھی درشن کر لیں گے۔ پس اُس نے جیپ ڈیرہ کے اندر کی طرف گھُما لی۔ سب نے حضُور کے درشن کیئے۔ سب اِنسپکٹر نے حضُور سے کہا، "اِس بدمعاش ڈاکو نے کئی ظُلم کیئے ہیں۔ آپ دُعا کریں کہ ہمارا کیس کامیاب ہو اور اِسے پھانسی کی سزا مِلے۔" حضُور مہاراج جی نے مُسکرا کر فرمایا، "بھائی جس سرکار کا مَیں سیوک ہُوں اُس کے دربار میں صِرف مُعافی ہی مُعافی ہے۔" چُنانچہ اُس ڈاکو پر کیس چلا اور وُہ بَری ہو گیا۔ رِہائی پانے کے بعد وُہ سیدھا حضُور کی پناہ میں آیا۔ ست سنگ سُنا، نام لیا اور ابھیاس کر کے ڈاکو سے سادھو بن گیا۔

درشن بند ہو گئے

ایک بار ست سنگ میں ایک گاؤں کی بُزرگ بی بی نے کھڑے ہو کر عرض کی، "سچے پاتشاہ! مجھے روز اندر آپ کے دَرشن ہوتے تھے۔ لیکن کچھ دِنوں سے بند ہو گئے ہیں۔" حضُور نے کہا، "بی بی! تُجھ سے کوئی غلطی ہُوئی ہو گی۔" اِس پر اُس بی بی نے کہا، "کچھ دِن ہُوئے میرا جوان لڑکا گزر گیا۔ مَیں نے ستگورو کی موج مان کر صبر رکھا۔ پڑوسیوں نے طعنے دیئے لیکن مَیں نے ذرا بھی رونا پیٹنا نہ کیا۔ پھر گھر والوں کے ساتھ اُس کے پھُول (استھیاں) لے کر ہردوار گئی۔ وہاں لوک لاج کے خیال سے مَیں نے بھی پُوجا کی اور پیسے چڑھائے، اُسی دِن سے آپ نے اندر آنا بند کر دیا۔" حضُور نے فرمایا، "اچھا بی بی، کان پکڑ کہ آئندہ ایسا نہیں کرے گی۔" اُس بی بی نے اپنے دونوں کان پکڑے اور بڑی سادگی سے کہا، "مَیں کان پکڑتی ہُوں آپ بھی کان پکڑو کہ اب اندر سے نہیں جاؤ گے۔" اُس سیدھی سادی بی بی کے بھولے پن پر حضُور کھِل کھِلا کر ہنس پڑے۔ اور ساتھ ہی ساری سنگت بھی ہنس پڑی۔

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitzed by eGangotri

ایک پریمی ہریجن :

گھُمان گاؤں کا ایک پریمی ہریجن لہنا نامی ابھیاسی ست سنگی تھا۔ ڈیرہ میں ست سنگ و درشنوں کے لئے آتا رہتا تھا۔ ست سنگ میں سب سے پیچھے بیٹھا کرتا تھا۔ لیکن کچھ لوگ اُسے دیکھ کر الگ ہٹ جایا کرتے تھے، یہ دیکھ کر ایک دِن حضوُر مہاراج جی نے اُسے حُکم دِیا کہ آگے آکر بیٹھے۔ وُہ جھجکا لیکن دوبارہ حضوُر کے حکم دینے پر وُہ آگے آکر ایک طرف بیٹھ گیا۔ جب وُہ بیٹھا تو وہاں بیٹھے کچھ پڑھے لکھے معزّز لوگ اپنے کپڑے سمیٹ کر اُس سے ذرا الگ ہٹ گئے۔ اِس پر بھائی لہنا کو ذرا ہنسی آگئی۔ لیکن وُہ چُپ رہا، اُس کی مُسکراہٹ دیکھ کر حضوُر نے فرمایا، "لہنا، تیرے دِل میں جو بات آرہی ہے، اُسے ظاہر کر دے۔" یہ بچن سُنکر بھائی لہنا نے ہاتھ جوڑ کر عرض کی، "حضوُر! میری پھُوس کی کچّی جھونپڑی ہے، ٹوٹی ہُوئی کھاٹ اور پھٹی ہُوئی میلی رضائی ہے۔ حضوُر انہیں بتلا دیں کہ جس خُدا کو یہ ڈھونڈتے پھرتے ہیں اور جس کے پیچھے پیچھے یہ بھاگتے ہیں وُہ تو ہر رات میری جھونپڑی میں آتا ہے، میری پھٹی ہُوئی میلی رضائی اوڑھتا ہے۔ اور میری بغل میں بیٹھتا ہے۔"

6. ڈیرہ میں تعمیری کام

جِس وقت حضوُر مہاراج جی نے بابا جیمل سِنگھ جی مہاراج کے دَرشن کیئے اُس وقت ڈیرہ میں صِرف ایک کچّی کوٹھڑی اور چھوٹی سی چھپری تھی۔ کوٹھڑی میں باباجی کی رِہائش اور چھپری میں بی بی رُکّو رہتیں اور کھانا پکاتی تھیں۔ باباجی کے وقت ہی حضوُر مہاراج جی کے خرچ پر یہ دونوں کوٹھڑیاں پکّی بنوا دی گئی تھیں اور بی بی رُکّو کی کوٹھڑی کے پاس ایک کوٹھڑی اور بنا دی گئی تھی۔ سوامی

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitzed by eGangotri

ساگر کنواں، چھوٹا و بڑا ست سنگ گھر، چوبارہ اور کمرے اور برآمدہ بنوانے کا ذکر پہلے کیا جا چکا ہے۔ صرف یہی مکانات حضور مہاراج جی کی گدی نشینی کے وقت موجود تھے۔ جب حضور نے ۱۹۷۱ء میں پنشن پاکر ڈیرہ میں رہنا شروع کیا تو تعمیری کام کی رفتار بہت بڑھ گئی۔ ڈیرہ میں تعمیرات کا سلسلہ ایسا شروع ہوا کہ باباجی کے قول کے مطابق اور حضور کی دیا و مہر سے آجتک جاری ہے اور جاری رہیگا۔

۱۹۷۱ء کے بعد سب سے پہلے وہ دو منزلی کوٹھی تیار ہوئی، جس کی نچلی منزل میں اس وقت لائبریری ہے۔ اُس وقت وہاں کھیت تھے۔ اور ڈیرہ کی حد اس طرف سوامی ساگر کنوئیں تک ختم ہو جاتی تھی۔ مغرب میں ڈیرہ کی حدود اُس چبوترے تک تھی جو کہ رائے بہادر گلونت رائے اور رائے بہادر شنکر داس کے مکانوں کے سامنے ہے۔ اس چبوترے پر پھلاہی کے درخت ہیں۔ پھلاہی کے ان پیڑوں کی باڑ اُس وقت کچی مٹی کی دو اڑھائی فٹ اونچی منڈیر پر تھی۔ ان مکانوں کے سامنے کی جگہ اب خالی پڑی ہے۔ وہاں سے وڑائچ گاؤں کو راستہ جاتا تھا۔ یہ راستہ وڑائچ گاؤں کے بیچ میں سے ہو کر پگڈنڈی کی شکل میں کھیتوں میں سے ہوتا ہوا دریا کے کنارے کنارے گاؤں بڈھا تھیہ کی طرف جاتا تھا۔ آہستہ آہستہ ڈیرہ بڑھنے لگا اور نئے نئے مکان بن کر تیار ہونے لگے۔

حضور خود ایک ماہر اور تجربہ کار انجینئر تھے۔ ڈیرہ کی سبھی عمارتیں، سڑکیں، مکمل پلان اور نقشہ وغیرہ حضور کا اپنا بنایا ہوا تھا۔ حضور کے زمانہ میں ڈیرہ میں جتنی بھی عمارتیں بنیں سب حضور کی زیر نگرانی بنیں۔ آپ خود کھڑے ہو کر اپنے سامنے کام کرواتے تھے۔ اور خود مستریوں اور انجینئروں کو سمجھاتے کہ فلاں کام اس طرح کرنا ہے۔ سب سے خوب صورت تعمیر جو پنجاب کی قابلِ دید عمارتوں میں شمار ہوتی ہے، وہ بڑا ست سنگ گھر ہے۔ جس کا نام باباجیمل سنگھ ہال رکھا گیا ہے۔ یہ نہایت خوب صورت ست سنگ گھر خود حضور کا اپنا تیار کردہ ڈیزائن

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitzed by eGangotri

ہے۔ اس کا پورا پلان حضور نے خود بنوایا تھا۔ یہ سنہری کلسوں سے بنی ہوئی عمارت قابلِ دید ہے۔ اس کی بنیاد ۳۰ ستمبر 1934ء کو حضور نے خود اپنے دستِ مبارک سے رکھی۔ اس کی شان و خوب صورتی کا بیان لفظوں میں نہیں آسکتا۔

اس لاثانی ست سنگ گھر کا سنگِ بنیاد رکھنے کا نظارہ بھی بے مثال تھا۔ سنگت خوشی اور پیار میں پھولی نہیں سما رہی تھی۔ جب اس کی تعمیر شروع ہوئی تو حضور نے خود بنیاد رکھی اور پہلی پانچ ٹوکریاں مٹی اپنے سر پر رکھ خود لائے۔ راولپنڈی کے لالہ راجہ رام صراف اس موقعہ کے لیے ایک چاندی کا تسلہ اور سونے کی کرنڈی بنوا کر لائے تھے۔ حضور نے اپنے دستِ مبارک سے سنگِ بنیاد رکھا اور اس پتھر اور بنیاد کی اینٹوں کی چنائی خود کی۔ بنیاد میں سنگِ مرمر کا ایک صندوق رکھا گیا جس میں حضور سوامی جی مہاراج کی بانی "سار بچن نظم" اس زمانہ کے سکے اور حضور کے سیکرٹری رائے ہرنارائن صاحب کی لکھی ہوئی ڈیرہ کی مختصر تواریخ رکھی گئی۔ اس تحریر کے نیچے حضور نے انگریزی میں "اپروو ڈ" (منظور شدہ) لکھ کر اپنے دستخط کیے۔ صندوق کے چاروں طرف اینٹوں کی چنائی حضور نے اپنے ہاتھ سے کی۔

اس عمارت کی تعمیر مکمل طور پر مہاراج جی کی نگرانی میں ہوئی۔ آپ ہر روز صبح و شام موجود رہ کر سب کام اور سیوا اپنے سامنے کرواتے تھے۔ جب تعمیر کے کسی حصے کو مستری یا انجینئر سمجھ نہ پاتے تو حضور اپنے سامنے اینٹیں رکھوا کر مختصر سا کچا سانچہ بنا کر انہیں سمجھاتے۔ اس ست سنگ گھر کو بنانے میں سنگت نے بڑے جوش سے سیوا کی اور بہت سا کام سیوا سے مکمل کیا گیا۔ حضور سنگت کی پریم بھری سیوا دیکھ کر بہت خوش ہوتے۔ مہاراج جی ہمیشہ سیوا پر زور دیتے تھے اور فرمایا کرتے تھے کہ سیوا نقد سودا ہے۔ سیوا کرنے والا کبھی گھاٹے میں نہیں رہتا۔

سنگِ بنیاد رکھتے وقت جو تقریریں ہوئیں ان سب کا بیان کرنا یہاں

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitzed by eGangotri

ممکن نہیں ہے، پھر بھی رائے ہرنارائن جی اور حضور مہاراج جی کی تقریریں اور ڈیرہ کے بارہ میں چھوٹا سا مضمون رکھا گیا ہے۔ یہاں درج کیے جاتے ہیں۔

رائے ہرنارائن صاحب کی تقریر

شری حضور مہاراج جی صاحب اور سادھ سنگت جی!

1 سب سے پہلے میں سنگت سے معافی مانگتا ہوں کہ کل شام آپ کو خبر دی گئی کہ حضور پرم پتا مہاراج جی کل یکم اکتوبر کو صبح سات بجے سنگ بنیاد رکھیں گے۔ اور ماہواری ست سنگ ڈیرہ میں آج کیا جائے گا۔ بعد میں صلاح کرنے پر یہ مناسب خیال کیا گیا کہ دو جگہ شامیانے لگانے اور فرش بچھانے کی بجائے ایک ہی جگہ پر دونوں کا انتظام کیا جائے۔ یہ عام رواج ہے کہ جس استھان پر ایسے نیک اور مبارک کام سرانجام پائیں وہاں پرشاد بانٹا جائے۔ اس لیے انتظام کرنے والوں نے سنگت کو بغیر منہ میٹھا کیے وداع کرنا ٹھیک نہ سمجھا۔ اس کے علاوہ یہ بات بھی تھی کہ جس جگہ پر آج حضور کا تخت لگایا گیا ہے یہ وہی جگہ ہے جہاں ست سنگ گھر بن جانے کے بعد حضور کا تخت ہمیشہ رکھا جائے گا۔ ان سب باتوں کا خیال رکھتے ہوئے رات کو ڈیڑھ بجے حضور نے جگہ کا معائنہ کر کے اور سنگت پر خاص دیا کر کے منتظمین کی اس عرض کو قبول کیا۔

2۔ جیسا کہ آپ کو کل بتایا گیا تھا، حضور بابا جیمل سنگھ جی مہاراج 1889ء میں فوجی ملازمت سے ریٹائر ہوئے۔ اور اس کے بعد وڑائچ و بلسرائے گاؤں کے درمیان اس جگہ پر ابھیاس کرتے رہے۔ آپ ایک ہفتے کے لیے بیاس سٹیشن سے روٹی لا کر درخت سے لٹکا دیتے اور جب بھوک لگتی تو اس میں سے کچھ ٹکڑے توڑ کر دریا کے پانی میں بھگو کر کھا لیا کرتے تھے۔ 1891ء میں حضور بابا جی مہاراج نے اس ڈیرہ کی بنیاد رکھی۔ اس وقت اس جگہ پر صرف ایک کچی کوٹھڑی موجود

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitzed by eGangotri

تھی۔ حضُور باباجی مہاراج 1894ء میں کوہ مری تشریف لے گئے اور وہاں حضُور بابا ساون سنگھ جی مہاراج کو نام دان بخشا۔ حضُور بابا ساون سنگھ جی نے باباجی مہاراج کے دورانِ حیات ایک چھوٹا ست سنگ گھر، ایک بڑا ست سنگ گھر، سوامی ساگر نامی ایک کنواں اور ست سنگیوں کے لیئے ایک پکّی بیرک تعمیر کروائی۔

3- باباجی مہاراج، حضُور مہاراج ساون سنگھ جی کو اپنا جانشیں مقرر کر کے 1903ء میں جوتی جوت سما گئے۔ اب آپ دیکھتے ہیں کہ ڈیرہ میں سینکڑوں مکان لاکھوں رُوپے کی لاگت سے بن چکے ہیں۔ ست سنگ کا سندیش مُلک کے مختلف حصّوں میں اور خاص طور پر پنجاب کے کونے کونے میں پہنچ چکا ہے۔ جو ترقی حضُور مہاراج جی کے وقت میں ڈیرہ نے کی ہے اُس کی تواریخ لکھنے کے لیئے ایک بہت بڑی کتاب کی ضرورت ہوگی۔ حضُور مہاراج جی ساٹھ ہزار اشخاص کو نام دان دے چکے ہیں۔ حضُور نے ہوشیار پُور ضلع میں ایک مہینہ کے دورے میں لگ بھگ پانچ ہزار جیوؤں کو کال کے پنجے سے چھڑا کر دیال دیش کا حق دار بنایا ہے۔

4. حضُور مہاراج جی کی مُبارک ہستی کا جس نے ایک بار دیدار کر لیا وُہ پار ہو گیا۔ جن لوگوں کو حضُور کا قُرب حاصل ہُوا ہے وُہ جانتے ہیں کہ حضُور کتنے کھنڈوں، برہمنڈوں (رُوحانی منڈلوں) کے مالک ہیں۔ گورُو کو سمجھنا کوئی آسان بات نہیں۔ صرف وہی شخص گورُو کو سمجھ سکتا ہے۔ جس کو وُہ یہ دات بخشیں۔ آنکھوں والے کو اندھا ہرگز نہیں پکڑ سکتا، جب تک کہ سُوجا کھا (آنکھوں والا) خُود اندھے کو اپنا ہاتھ نہ پکڑوائے۔ ہم لوگ اندھے ہیں۔ گورُو سُوجا کھا ہے۔ وُہ اندر دیکھتا ہے۔ ہم لوگ مَن کے لذّات میں اُلجھے ہُوئے ہیں اور من کے کہے سب کام کرتے ہیں، یہی وجہ ہے کہ ہمیں پُورا بھروسہ نہیں آتا۔ مُبارک ہیں آپ جن کو پُورن گورُو کا وِصال حاصل ہو گیا۔ مُبارک ہے یہ زمانہ جب کہ خُود کُل مالک

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitzed by eGangotri

اِنسانی جامہ میں آپ کو درشن دے رہا ہے۔ جنہوں نے اِس وقت پرم پِتا حضور مہاراج جی جو مُقامِ حق اَور انامی دیش کے مالِک ہیں .... کی تعلیم کو مان کر اُس پر عمل کر لیا وُہ چوراسی کے چکّر سے نِکل کر ہمیشہ کے لِئے سچ کھنڈ کے حقدار ہو گئے۔ حضُور مہاراج کی صِفات کا ذرا بھی ذِکر کرنا گویا سمندر کُوزہ میں بند کرنا ہے۔

5۔ آپ کو معلُوم ہی ہے کہ پہلے دو بھنڈارے ہُوا کرتے تھے .... ایک گرمیوں کا، ایک سردیوں کا ..... جِس پر سات آٹھ ہزار آدمی جمع ہوتے تھے۔ اُس تکلیف کو محسُوس کر کے جو ایسے موقعوں پر اِنتظام کے بارے میں ہُوا کرتی ہے بھنڈارے بند کر دِیئے گئے۔ اَور بجائے اُن کے ماہواری ست سنگ تجویز ہُوا، جو ہر انگریزی ماہ کے آخری اِتوار کو ہوتا ہے۔ اب ہر ایک (ماہواری) ست سنگ بھنڈارے جیسا ہی ہو گیا ہے۔ سب ست سنگیوں کو گُورو کے لنگر سے کھانا مِلتا ہے۔ جِس کے لِئے اُن سے کچھ نہیں لِیا جاتا۔ جو ست سنگی اپنی خُوشی سے سیوا فنڈ میں دے جاتے ہیں وُہ ماہواری خرچ ہو جاتا ہے۔ نہ حضُور کو اِس رُوپے سے کچھ واسطہ ہے نہ کسی اَور کو۔ خرچ میں نہ کبھی کمی ہُوئی ہے اَور نہ اِس قدر جمع ہُوا کہ کچھ باقی بچا کر اَور کام بنایا جائے۔ جیسا کہ کبیر صاحب فرماتے ہیں:

سائیں اِتنا دِیجئے، جا میں کُٹمب سمائے۔
مَیں بھی بھُوکا نہ رہُوں، سادھ نہ بھُوکا جائے (کبیر باکھی سنگرہ، ص 77)

ڈیرہ میں سوائے چند آدمیوں کے جو باغ و مویشیوں کی دیکھ بھال کرتے ہیں کوئی تنخواہ دار نہیں ہے۔ ڈیرہ میں قریباً 80 - 70 سادھُو رہتے ہیں جو ستگُورو کی سیوا کے جذبے کے زیرِ اثر ڈیرہ کی خِدمت کرتے ہیں اَور باقی وقت بھجن اَور ابھیاس میں گزارتے ہیں۔

6۔ مَوجُودہ ست سنگ گھر جو ڈیرہ میں واقع ہیں وُہ ست سنگ کے لِئے کافی عرصہ سے ناکافی ثابت ہو چکے ہیں۔ عرصہ سے ست سنگ شامیانوں کے نیچے کیا

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitzed by eGangotri

جاتا ہے مگر ایک سب سے بڑی دِقّت جو اَب محسوس ہونے لگی ہے کہ سنگت کے بیٹھنے اَور سونے کے لِئے کافی جگہ نہیں ہے۔ اِس لِئے حضُور مہاراج جی نے جو مُجسّم نیکی، مُجسّم دَیا و مُجسّم پاکیزگی کا نمونہ ہیں دَیا فرما کر یہ تیسرا ست سنگ گھر بنانے کا فیصلہ کیا ہے۔ اِس کا خرچ قریباً ایک لاکھ پچاس ہزار روپیہ ہوگا۔ یہ ۴۵۰ × ۵۵۰ لمبا چوڑا ہوگا۔ اَور اِس کی شکل انگریزی کے حرف (T) ٹی جیسی ہوگی۔ اِس کا لکڑی کا ایک نمونہ بنا کر بابُو گجّا سنگھ صاحب اِنجینئر اِنچارج نے اپنے مکان کے دروازے پر رکھا ہوا ہے۔

7۔ یہ عمارت پنجاب کی قابلِ دید عمارتوں میں سے ایک ہوگی۔ اَور آپ اِس کی اِفتتاحی رسم منانے کے لِئے بھی اِسی طرح جمع ہوں گے۔ جیسا کہ آج اِس بُنیادی پتھر رکھنے کی رسم کے وقت آئے ہیں۔ سب سے زیادہ شکریہ کے مُستحق بابُو گجّا سنگھ صاحب ہیں جو سب ڈویژنل آفیسر ملٹری ورکس ہیں۔ اَور اب چھٹّی پر آئے ہُوئے ہیں اَور جلد ہی پنشن پر آنے والے ہیں۔ آپ بال برہمچاری ہیں۔ آپ نے شادی نہیں کی اَور تمام عُمر بھجن سمرن میں گزاری ہے۔ اب آپ ڈیرہ میں رہ کر نئے ست سنگ گھر کی عمارت بنوا رہے ہیں۔ شکریہ کے دُوسرے مُستحق رائے بہادُر نارائن سنگھ جی ہیں، آپ اُن کی عُمر کو دیکھیں، صِحت کو دیکھیں، لیکن اُس سے اُن کے سنگورُو پریم کا اندازہ لگ سکتا۔ آپ بھی مُجسّم پریم ہیں اَور اِس کام کے لِئے ڈیرہ میں ٹھہرے ہُوئے ہیں۔ اگرچہ اُن کی صِحت اُن کو اِجازت نہیں دیتی۔ مگر پریم کے بس ہمّت کر رہے ہیں۔ ایسی ایسی ہستیوں کو دیکھ کر یقین ہوتا ہے کہ یہ عمارت جلد مکمّل ہو جائے گی۔ میں اُن پریمی ست سنگیوں کے علیحدہ علیحدہ نام نہیں لے سکتا جو بطور مستری، کلرک، اوورسیئر اس کام میں مدد دے رہے ہیں اَور جنہوں نے اپنے ہاتھوں سے سیوا کر کے پُن کمایا ہے۔ مَیں مجموعی طَور پر اُن کا شکریہ ادا کرتا ہُوں اِس کے عِلاوہ قریباً ایک سو ساٹھ ست سنگی پندرہ روز سے کام کر رہے ہیں۔ وُہ بھی شکریہ کے مُستحق ہیں۔ چُونکہ مجھے کہا گیا ہے کہ بہت مُختصر کہا جاوے اِس

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitzed by eGangotri

لئے میں اب کمالِ ادب و انکساری سے حضور مہاراج کُل مالک کی سیوا میں درخواست کروں گا کہ حضور اپنے مُقدّس ہاتھوں سے اِس مُبارک رسم کو ادا فرماویں۔

"تم سلامت رہو ہزار برس
ہر برس کے ہوں دِن پچاس ہزار"

پرم سنّت پُورن دھنی حضور مہاراج ساون سنگھ جی کی تقریر

(اِس خوشی کے موقع پر حضور نے ایک چھوٹی سی تقریر کی) جو اِس طرح ہے:

گزارش ہے کہ میں اِس خوشی کا بیان نہیں کر سکتا جو میرے جیسے کامی، کرودھی، ادنےٰ اِنسان کو اِس رسم کو ادا کرنے سے ہوگی۔ یہ میری طاقت اور لیاقت نہیں ہے بلکہ اُس عظیم فقیر (باباجی مہاراج) کا کام ہے جس نے ساری عُمر ابھیاس میں گزاری۔

میرے والد صاحب کو سادھوؤں سے مِلنے کا شوق تھا۔ وُہ چاہتے تھے کہ کوئی کامل مہاتما مِلے، سکھ گھرانے میں پیدا ہونے کے ناطے میں نے سات سال کی عُمر میں گورو گرنتھ صاحب کا مُطالعہ کرنا شروع کر دیا تھا۔ مجھے ویدانت پڑھنے کا بھی شوق تھا۔ میری صُحبت ہر مذہب کے بُزرگوں کے ساتھ رہی۔ میں تعصّب کے ساتھ نہیں بلکہ پیار کے ساتھ ہر ایک مذہب کے بُزرگوں سے مِلتا تھا۔ مجھے شوق تھا کہ آریہ، سناتن، سکھ، مُسلمان غرضیکہ کسی قوم کا ہو، کوئی کامل مہاتما مِلے، چاہے ہر بچنوں میں مِلے۔ بائیس برس اِسی کھوج میں گزر گئے۔ لیکن حسبِ منشا مہاتما نہ مِلے۔ جو میرے سوالات کا تسلّی بخش جواب دے سکتے۔ کئی کمائی والے مہاتما مِلے۔ میں نے کہا کہ مجھے کچھ بتاؤ، اُنہوں نے جواب دِیا، "ابھی وقت نہیں آیا، وقت آئے گا۔" آخر وقت آگیا۔ میں کوہ مری میں ایکس۔ای۔این کے بنگلے سے کام کر کے آرہا تھا کہ مہاراج جی (باباجیمل سنگھ جی مہاراج) ایک

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitzed by eGangotri

مُرید کے ساتھ میرے پاس سے گزرے۔ مہاراج جی نے اُس کو کہا، "ہم اِس آدمی کیلئے یہاں آئے ہیں۔ ہمارا پچھلے جنم کا اِس کے ساتھ تعلق ہے۔" وُہ ہنس کر کہنے لگا، کہ اِس نے تو آپ کو "فتح" بھی نہیں بُلائی۔ مہاراج جی نے کہا، "اِس بیچارے کو کیا خبر۔ آج سے چوتھے روز یہ ہمارے پاس آئے گا۔" چُنانچہ بابُو کاہن سنگھ ہیڈ کلرک نے مجھ سے کہا کہ آپ سادھوؤں کے مُتلاشی ہیں۔ آج کل ایک کامل سادھو کوہ مری آئے ہُوئے ہیں، آؤ درشن کرلیں۔ اُس کی مہربانی سے میں باباجی مہاراج کے دیدار کے لیئے گیا۔ میرے بائیس برسوں کے سوالات اور شکوک سب حل ہوگئے۔ چار دِن کے بعد نام دان کے لیئے عرض کی۔ اُنہوں نے کہا، اور سوچ سمجھ لے۔ جب مَیں پہلے پڑھی ہُوئی کتابوں کی طرف دھیان کرتا تو طرح طرح کے شکوک پیدا ہوتے۔ پھر ایک دِن چھٹی لی اور ست سنگ کی بدولت سب شکوک رفع ہوگئے۔ خیر! مجھے نام دان بخشا گیا۔

باباجی مہاراج نے شادی نہیں کی۔ ساری عُمر ابھیاس میں گزار دی۔ آگرہ جاکر نام لیا۔ قریباً 33 سال پلٹن میں نوکری کی اور ابھیاس کرتے رہے۔ گیارہ برس یہاں ڈیرہ میں ابھیاس کیا۔ بعض دفعہ کہتے تھے کہ دُنیا میں سمجھائیں کس کو؟ میرے کہنے کا مطلب یہ ہے کہ یہ طاقت میری نہیں، جو کچھ ہو رہا ہے، اُس مہاتما کی کمائی کی برکت ہے۔ یہ سب اُن کی کمائی کا ظہور ہے۔ میں تو زمیندار کے "ڈراوے" کی طرح ہُوں جو وُہ زمین میں لگا دیتے ہیں۔ باقی سب کچھ باباجی مہاراج آپ کرتے ہیں۔ مَیں تو بطور خدمت گار کے ہُوں اور اُس عظیم فقیر کا شکرانہ ادا کرتا ہُوں جس نے مجھے سادھ سنگت کے جُوتے جھاڑنے کی سیوا بخشی ہے۔"

اپنے عظیم ستگورو کے یہ مُرشد پرستی، پریم اور اَنکساری کے بچن سُن کر سنگت میں پیار کے جذبات اُمڈ آئے، گلے رُک گئے اور آنکھیں بھر آئیں۔ اِس مختصر لیکن دِل کش تقریر کے بعد ستگورو دین دیال نے اپنے دستِ مُبارک سے

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitzed by eGangotri

ست سنگ گھر کی بُنیاد رکھی۔

بُنیادی پتّھر پر کُندہ مضمُون

رادھا سوامی دیال کی دَیا۔ رادھا سوامی سہائے!

آج بروز اِتوار بتاریخ 15؍ اَسوج 1981 بکرمی، بمُطابق 30؍ ستمبر 1934ء کو رادھا سوامی ست سنگ گھر کا سنگِ بُنیاد پرم سَنت پُورن دھنی ستگورُو بابا ساون سِنگھ جی مہاراج، گدّی نشیں ڈیرہ بابا جیمل سِنگھ جی مہاراج نے اپنے دستِ مُبارک سے نصب کِیا۔ رادھا سوامی، یعنی سنّت مَت کے بانی پہلے گورُو پرم سنّت پُورن دَھنی سیٹھ شِو دیال سِنگھ جی حضُور سوامی جی مہاراج صاحِب آگرہ والے کے بعد بابا جیمل سِنگھ جی دُوسرے گدّی نشِین اَور اُن کے بعد بابا ساون سِنگھ جی مہاراج تِیسرے سنّت ستگورُو ہُوئے۔

اِس ڈیرہ کی بُنیاد پرم سَنت پُورن دھنی ستگورُو بابا جَیمل سِنگھ جی مہاراج نے 1891ء بمُطابق 1948 بِکرمی سَال میں رکھی۔

مُندرجہ ذیل تحریر، اُس تحریر کی نقل ہے جو حضُوری بانی سار بچن (نظم) فوٹو اَور سکّہ جات رائج الوقت کے ہمراہ ست سنگ گھر کی بُنیاد میں رکھی گئی۔

تحریر:

پرم پُرش پُورن دھنی حضُور سوامی جی مہاراج، جِن کا اصل نام سیٹھ شِو دیال سِنگھ جی تھا، پنّی گلی آگرہ کے ایک مُعزّز سیٹھ کھتری گھرانے میں بروز جنم اشٹمی 25؍ اگست 1818ء کو پَیدا ہُوئے۔ آپ کے پِتا کا نام سیٹھ دِلوالی سِنگھ جی تھا۔ آپ کے دادا سیٹھ ملُوک چند جی ریاست دَھولپُور میں دِیوان کے عہدہ پر مُمتاز تھے۔ آپ کی ماتا جی کا نام مہا مایا تھا۔ جو تُلسی صاحب ہاتھرس والے کی بڑی بھگت تھِیں۔ آپ کی شادی قصبہ فرید آباد، ضِلع گوڑگاؤں کے ایک مُعزّز کھتری

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitzed by eGangotri

گھرانے میں ہوئی تھی۔ آپ کی دھرم پتنی کا نام نارائنی دیوی جی تھا، جو بعد میں رادھا جی کے نام سے مشہور ہوئیں۔ آپ کی کوئی اولاد نہیں تھی۔

سوامی جی مہاراج نے چھوٹی عمر میں ہی سب سے اونچے پرمارتھ کو سمجھانا بجھانا شروع کر دیا تھا۔ آپ قریباً سترہ برس تک اپنے مکان کے ایک کمرہ میں، جو کہ دالان کے اندر تھا، سرت شبد یوگ کا ابھیاس (شغلِ سلطان الاذکار) کرتے رہے۔ دو دو روز تک آپ اس کمرہ سے باہر نہیں نکلتے تھے اور نہ ہی اس عرصہ میں حاجاتِ ضروری کی طرف توجہ ہوتی تھی۔ جنوری ۱۸۶۷ء میں بسنت پنچمی کے روز سوامی جی مہاراج نے پنی گلی آگرہ میں عام ست سنگ جاری فرمایا اور سرت شبد یوگ کے گہرے راز کو جو کچھ عرصہ سے پوشیدہ اور گم ہو گیا تھا، از سرِ نو عوام پر ظاہر فرما کر جیوؤں پر اُپکار اور احسان کیا۔ سوامی جی مہاراج کے زمانہ میں ہر مذہب و ملّت کے لوگوں اور مختلف فرقوں کے سربراہوں نے آپ کے اُپدیش سے فائدہ اُٹھایا۔ سوامی جی مہاراج ۱۵ جون ۱۸۷۸ء کو مقامِ حق سدھارے۔

سوامی مہاراج کے بعد ست سنگ کا کام رائے بہادر سالگ رام نے جو کہ یو۔پی میں پوسٹ ماسٹر جنرل تھے، پیپل منڈی آگرہ میں اور رادھا جی و سیٹھ پرتاپ سنگھ جی جو کہ سوامی جی مہاراج کی پتنی و چھوٹے بھائی تھے، نے پنی گلی اور سوامی باغ میں جاری رکھا۔ پنجاب میں ست سنگ کی سیوا بابا جیمل سنگھ جی مہاراج سے لی گئی جو کہ حضور سوامی جی مہاراج کے سیوکوں میں خاص الخاص تھے۔

بابا جیمل سنگھ جی مہاراج

بابا جی مہاراج کی پیدائش موضع گھمان ضلع گورداس پور میں 1839ء میں ایک جاٹ سکھ خاندان میں ہوئی۔ آپ کے والد صاحب کا نام سردار جودھ سنگھ اور والدہ صاحبہ کا نام بی بی دیا کور جی تھا۔ سری گورو گرنتھ صاحب کے مطالعے

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitzed by eGangotri

سے باباجی مہاراج کو پانچ شبد اور نام کا علم ہُوا، جس کی تلاش میں آپ مختلف مذہبوں اور فرقوں کے مہاتماؤں سے ملتے رہے لیکن کوئی بھی اُن کو تسلی بخش جواب نہ دے سکا۔ اِسی تلاش میں آپ رِشی کیش پہنچے، تب آپ 16-17 برس کے تھے وہاں سے تپوبن رِشی کیش گئے وہاں ایک سادھو نے آپ کو بتلایا کہ آگرہ شہر میں کامل سنت ستگورو ظاہر ہُوئے ہیں، جو پانچ شبد کا بھید دے سکیں گے جس کا ذکر آپ نے سری گورو گرنتھ صاحب میں پڑھا ہے۔ یہ معلوم کر کے باباجی مہاراج آگرہ کی طرف روانہ ہو گئے۔ اور بہت تلاش کے بعد سوامی جی کی جائے رہائش کا پتہ لگایا۔ کئی روز ست سنگ کے بعد جب باباجی مہاراج کے تمام شکوک دُور ہو گئے تو اُنہوں نے سوامی مہاراج سے نام کی بخشش پائی۔ اور سوامی جی کے حکم سے آگرہ میں سکھ پلٹن نمبر 24 میں بھرتی ہو گئے جتنا بھی وقت باباجی کو مُلازمت سے ملتا بھجن سمرن میں لگاتے۔ 33 سال پلٹن میں مُلازمت کرنے کے بعد اور سوامی جی کے ست سنگ سے بھرپور ہو کر 1889ء میں پنشن یاب ہو کر دریائے بیاس کے کنارے مواضعات بلسرائے اور وڑائچ کے درمیان جس جگہ اب ڈیرہ باباجیمل سنگھ آباد ہے، ایک چھوٹی سی کُٹیا بنا کر سُرت شبد یوگ کے ابھیاس میں تن من سے لگ گئے۔

بی بی رُکو (جو باباجی مہاراج کی سیوا میں رہا کرتی تھیں) کے اِصرار پر 1891ء میں اِسی جگہ ڈیرہ کی بُنیاد ڈالی۔ اکتوبر 1894ء میں باباجی مہاراج نے بابو ساون سنگھ جی مہاراج کو نام بخشا جو کہ اُس وقت کوہ مری میں سب ڈویژنل آفیسر ملٹری ورکس تعینات تھے۔ بابو ساون سنگھ جی نے باباجی مہاراج کی زندگی میں ہی ایک چھوٹا ست سنگ گھر 30 × 30 اور ایک بڑا ست سنگ گھر 56 × 20 اور ایک کنواں بنام "سوامی ساگر" ڈیرہ میں تعمیر کروائے۔ باباجی مہاراج مؤرخہ 29 دسمبر 1903ء کو بابو ساون سنگھ جی کو اپنا جانشین نامزد کر کے جوتی جوت

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitzed by eGangotri

سما گئے۔

حضور مہاراج بابا ساون سنگھ جی

بابا ساون سنگھ جی ۵ ساون ۱۹۱۵ بکرمی بمطابق ۲۰ جولائی ۱۸۵۸ء کو موضع مہما سنگھ والا ضلع لدھیانہ کے ایک معزز جاٹ گریوال خاندان میں پیدا ہوئے۔ آپ کے والد صاحب کا نام سردار کابل سنگھ تھا اور آپ کی والدہ صاحبہ کا نام جیونی جی تھا۔ آپ کے والد صاحب فوج میں صوبیدار کے عہدہ پر ممتاز تھے۔ آپ گوجروال کے سکول سے انٹرینس تک تعلیم پاکر فوجی اسکول فرخ آباد میں سکول ماسٹر کے طور پر دو سال تک کام کرتے رہے۔ اس جگہ سے تھامسن کالج آف انجینئرنگ روڑکی میں انجینئرنگ کی تعلیم حاصل کرنے کے لئے ۱۸۸۴ء میں داخل ہوئے۔ اور امتحان پاس کرنے کے بعد ۱۸۸۷ء میں ملٹری ورکس نوشہرہ میں ملازم ہو گئے۔ آپ بابا جیمل سنگھ جی مہاراج کے مقام حق کو رحلت فرمانے کے بعد ۱۹۰۳ء میں گدی نشین ہوئے۔ آپ ملازمت کے دوران بھی ست سنگ کے لئے ڈیرہ تشریف لایا کرتے تھے۔ محکمہ ملٹری ورکس میں نہایت کامیابی کے ساتھ ملازمت کرنے کے بعد آپ سب ڈویژنل آفیسر کے عہدہ سے ۱۹۱۷ء میں پنشن یاب ہوئے اور اس وقت سے متواتر ڈیرہ میں رہائش فرما کر ست سنگ کے اہم فرائض ادا کرتے رہے۔ آپ کے زمانہ میں ساٹھ ہزار سے زیادہ مرد و زن ست شبد یوگ کی بے بہا دولت سے فیض یاب ہو چکے ہیں اور ست سنگ کا پیغام پنجاب کے تمام ضلعوں میں خاص طور پر و اتر پردیس، صوبہ سرحد، بمبئی، کلکتہ اور مدھیہ پردیش میں عام طور پر پہنچ چکا ہے۔ یہاں تک کہ امریکہ میں بھی حضور بابا ساون سنگھ جی کے مرید موجود ہیں۔

ست سنگ کے بڑھنے کی وجہ سے ڈیرہ میں اس وقت سینکڑوں پختہ مکانات کئی لاکھ روپیہ کی لاگت سے تیار ہو چکے ہیں۔ ڈیرہ ریلوے سٹیشن

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitzed by eGangotri

بیاس سے سات کلومیٹر کے فاصلے پر واقع ہے۔ 1932ء سے پہلے ایک کچّا راستہ دریا کے کنارے موضع وڑائچ سے گزر کر ڈیرہ تک پہنچنے کے لئے تھا۔ اب ایک سیدھی پکّی سڑک موضع وڑائچ سے باہر ڈیرہ تک ست سنگیوں کے خرچ سے تیار کی گئی ہے۔ اور اُس کو پختہ بنانے کی تجویزیں بنائی جا رہی ہیں۔ پہلے بنے ہوئے دونوں ست سنگ گھر ست سنگ کرنے کے لئے ناکافی ثابت ہو چکے ہیں، اِس لئے نیا ست سنگ گھر جو ۵۰ فٹ × ۴۰ فٹ ہے کا بُنیادی پتھر ۳۰ دسمبر 1934ء کو حضُور مہاراج بابا ساون سنگھ جی نے نصب فرمایا ہے۔

ڈیرہ کے درمیان ایک بڑا اُونچا مکان ہے جس کا کلس دُور سے نظر آتا ہے، یہ مکان لالہ منگت رائے صاحب مرحُوم اِنسپکٹر پولیس پنشنر نے بنوایا تھا۔ لالہ منگت رائے بابا جیمل سنگھ جی مہاراج کے آخری ست سنگی تھے اور 1919ء میں پولیس کی مُلازمت سے سُبکدوش ہو کر حضُور مہاراج بابا ساون سنگھ جی کے ہمراہ 1926ء تک بطور سیکرٹری ڈیرہ اور ست سنگ کی سیوا کرتے رہے۔ اُن کے رحلت فرمانے کے بعد یہ سیوا راقم (رائے صاحب لالہ ہرنرائن ریٹائرڈ ایکسٹرا اسسٹنٹ کمشنر) سے لی جا رہی ہے۔ ڈیرہ خرید کردہ زمین میں قائم کیا گیا ہے اور نئے ست سنگ گھر کی عمارت زیرِ نگرانی بابُو گجّا سنگھ صاحب سب ڈویژنل آفیسر ملٹری ورکس و رائے بہادر سردار نرائن سنگھ ٹھیکیدار دہلی، تکمیل پا رہی ہے۔ اِس وقت ماہواری ست سنگ ہر انگریزی مہینے کے آخری اِتوار کو ہوتا ہے جس میں پندرہ ہزار کے قریب ست سنگی شامل ہوتے ہیں اور اُن کے کھانے پینے کا اِنتظام کورُو کے لنگر سے کیا جاتا ہے۔

اصُول سُرت شبد مارگ

سُرت شبد مارگ کوئی نیا راستہ نہیں ہے۔ یہ ابھیاس کا وُہ طریقہ ہے

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitzed by eGangotri

جو ست جُگ، تریتا، دواپر اور کل جُگ میں شروع سے چلا آتا ہے۔ نہ اِس کو کوئی بدل سکتا ہے اور نہ اِس میں ترمیم کر سکتا ہے۔ جب یہ طریقہ گُم ہو جاتا ہے تو سنت مہاتما آکر اس کو دوبارہ جاری کر دیتے ہیں۔ کبیر صاحب، گورو نانک دیو جی، پلٹو صاحب، دادو جی، مولانا رُوم، شمس تبریز وغیرہ مہاتماؤں نے اِسی راستے کا راز اہلِ دُنیا پر ظاہر کیا تھا۔ اِس راستے کا کسی فرقہ، مذہب، قوم یا مُلک سے تعلق نہیں ہے۔ ہر مرد و عورت اِس نعمت کا حقدار ہے۔ مالکِ کُل ایک ہے اور اُس سے مِلنے کا طریقہ بھی ایک ہی ہے۔ وُہ مالِک ہر ایک کے اندر سمایا ہُوا ہے اور مُرشِد کامِل کے ذریعہ مِل سکتا ہے۔ جب تک مُرشِد کامِل نہیں مِلتا اُس شبد کا پتہ نہیں لگتا۔ ہندو اِس کو نادیا شبد کہتے ہیں، مُسلمان اِس کو کلامِ ربّانی یا کلمہ کہتے ہیں گورو صاحبان اِس کو گورُبانی، سچ یا حُکم کہتے ہیں۔ عیسائی اُس کو 'ورڈ' یا "لوگاس" کہتے ہیں۔ مُختلف سنتوں نے مالکِ کُل کو مُختلف ناموں سے یاد کیا ہے۔ کبیر صاحب اِس کو انامی کہتے ہیں۔ گورو نانک دیو جی اِس کو سوامی یا نرالا کہتے ہیں۔ سوامی جی مہاراج نے اِس کو رادھا سوامی کے نام سے پُکارا ہے۔ رادھا سے مطلب آدِ سُرت یعنی آتما (رُوح) ہے اور سوامی سے مطلب مالکِ کُل یا آدِ شبد ہے۔ اِس لئے مالکِ کُل کا نام رادھا سوامی قرار پایا۔

دستخط۔ راقم: ہرنرائن، ایکسٹرا اسسٹنٹ کمشنر، پنشنر
سیکرٹری، ڈیرہ باباجیمل سنگھ، ڈاکخانہ خاص ضلع امرتسر

30 ستمبر 1934ء

منظور شُدہ (اپروڈ)
دستخط ساون سنگھ

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitzed by eGangotri

7. دیگر ممالک میں نام کا پرچار

۱۹۷۱ء سنت مت کی تواریخ میں ایک ناقابلِ فراموش سال ہے۔ ہندوستان کے ایک سکھ ست سنگی سردار کیہر سنگھ کینیڈین سٹیم شپ لائنز میں ملازم تھے۔ ۱۹۷۱ء میں آپ کینیڈین پیسفک ریل روڈ میں تعینات کیے گئے۔ اپنے کام کے سلسلے میں آپ کو امریکہ کے شمال مشرقی ساحل پر واقع واشنگٹن سٹیٹ میں بھی جانا پڑتا تھا۔ یہاں ایک دن شام کو سردار کیہر سنگھ کہیں پیدل جا رہے تھے کہ راستے میں پورٹ اینجلس (واشنگٹن سٹیٹ) میں رہنے والا ایک امریکن جوڑا ڈاکٹر اور مسز براک آپ کو ملا۔ اور انہوں نے دیکھا کہ اس ہندوستانی سردار کے پیچھے ایک سفید پگڑی پہنے سفید داڑھی والے بزرگ ہیں جن کا چہرہ از حد خوب صورت، دل کش اور پُر نور ہے۔ وہ اپنے آپ کو روک نہ سکے۔ انہوں نے آپ سے پوچھا، کہ آپ کے سر کے پیچھے دکھائی دینے والے نورانی انسان کون ہیں؟" یہ سوال سن کر کیہر سنگھ کچھ دیر کے لئے حیران سے رہ گئے، پھر حضور مہاراج کی موج سمجھ کر بولے، "یہ میرے سنت ستگورو بابا ساون سنگھ جی مہاراج ہیں"۔

لیکن ڈاکٹر اور مسز براک اتنی سی بات سے مطمئن نہ ہوئے۔ مزید دریافت کرنے پر کیہر سنگھ نے انہیں سنت مت اور حضور مہاراج جی کے بارے میں کچھ اور باتیں بتائیں۔ ان کی چاہ بڑھتی گئی اور وہ سردار کیہر سنگھ سے اکثر ملتے رہے۔ کچھ دنوں میں ان دونوں کے دل میں نام کے لئے اتنی تڑپ اٹھی کہ کہنے لگے، "جیسے بھی ہو ہمیں نام دلاؤ، ہندوستان تو ہم جا نہیں سکتے۔" اس پر سردار کیہر سنگھ نے حضور کو ان کے بارے میں تحریر کیا۔ جواب میں حکم فرمایا کہ ڈاکٹر براک اور انکی بیوی کو میری طرف سے نام دان دے دو۔ حکم کے مطابق سردار کیہر سنگھ نے انہیں حضور کی طرف نام دے دیا۔ اس کے کچھ عرصہ کے بعد سردار کیہر سنگھ تو ہندوستان

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitzed by eGangotri

واپس آ گئے۔ لیکن معرفت کے متلاشی آہستہ آہستہ ڈاکٹر براک کے پاس آنے لگے جس پر ڈاکٹر براک کو حضور نے امریکہ میں نام دینے کے لئے اپنا نمائندہ مقرر کر دیا۔

ڈاکٹر براک اور اُن کی بیوی یہ سیوا قریب بیس سال پریم پیار سے کرتے رہے۔ کئی دفعہ جب کوئی متلاشی اُن کے پاس نہیں آپاتا تو یہ اپنے مقام سے دو، دو ہزار میل لمبا سفر طے کر کے اُس کے پاس جاتے۔ اور نام دیتے تھے۔ پہلے وہ حضور کو نام لینے والے کا پورا حال لکھ کر بھیجتے اور حضور کی منظوری ملنے پر اُسے نام دے دیتے۔

۱۹۳۱ء میں ڈاکٹر جانسن ایک امریکن ست سنگی خاتون محترمہ جولیا میکولکن کے یہاں واشنگٹن آکر ٹھہرے، شریمتی میکولکن کی عمر اُس وقت اسّی برس کی تھی اور پندرہ بیس سال پہلے وہ نام لے چکی تھیں۔ ڈاکٹر جانسن اُس وقت ایک سچے روحانی رہنما کی تلاش میں تھے۔ ڈاکٹری کا ایم ڈی کا امتحان پاس کر چکے تھے اور بڑے اعلیٰ ڈاکٹر آف ڈیونٹی (D.D) یعنی عیسائی دھرم میں بھی ڈاکٹر تھے اور عیسائی دھرم کے پرچارک پادری بن کر ایک بار ہندوستان بھی آچکے تھے۔ لیکن کہیں بھی اُنہیں سکون حاصل نہ ہوا۔ مسز میکولکن نے جب سنت مت کے بارہ میں اُن کو بتایا تو ڈاکٹر جانسن نے نام دان پانے کی خواہش ظاہر کی۔ ڈاکٹر براک سے تعلق قائم کیا۔ حضور کی منظوری ملنے پر 21 مارچ ۱۹۳۱ء کو ڈاکٹر جانسن کو شری براک کے ذریعہ نام دان مل گیا۔

اُسی سال شری ہاروے میئرس کو بھی نام مل گیا۔ جسے بعد میں مہاراج جی نے اپنا نمائندہ بنایا۔ اور اُن کے ذریعہ امریکہ میں باقاعدہ ست سنگ شروع ہوا۔ ڈاکٹر جانسن کو تو اپنے مرشد سے ملنے کی ایسی تڑپ تھی کہ 1932ء میں حضور سے اجازت ملنے پر اپنا اعلیٰ پیمانہ کا ڈاکٹری کا کام، ذاتی ہسپتال اور مکان وغیرہ سب چھوڑ کر ہندوستان کے لئے روانہ ہو گئے۔ جب ڈاکٹر جانسن کے پرانے ساتھیوں اور واقف کاروں نے سنا کہ وہ کسی فقیر کی پناہ میں ہندوستان جا رہے ہیں تو بڑے

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitzed by eGangotri

حیران ہوئے۔ کئی لوگوں نے انہیں روکنے کی کوشش کی۔ سمجھایا کہ وہاں جاکر کیا کروگے، وہاں کیا رکھا ہے؟ اور اسی سلسلے میں درجنوں خط لکھے۔ لیکن ڈاکٹر جانسن کی لگن کا اُن لوگوں کو کیا اندازہ ہو سکتا تھا۔ ایک لمبا سمندری سفر طے کر کے جب ڈاکٹر جانسن ڈیرہ آئے تو پھر واپس جانے کا نام نہ لیا۔ ڈیرہ میں حضور کے قدموں میں رہے۔ خوب ابھیاس کیا۔ اور 1939ء میں یہیں اس جہانِ فانی سے کوچ کر گئے۔

یہاں آکر ڈاکٹر جانسن نے دو کتابیں لکھیں۔ ایک تو ہے اُن خطوط کا مجموعہ جو انہوں نے ہندوستان سے امریکن ست سنگیوں کو لکھے اور دوسری کتاب ہے سنت مت کے اصولوں پر ایک واضح جائزہ " دی پاتھ آف دی ماسٹرز" اُس وقت تک غیر ملکی ست سنگیوں و متلاشیانِ حق کے لئے سنت مت کی کوئی کتاب انگریزی میں نہ تھی۔ ست سنگیوں اور کھوجیوں کو لکھے گئے حضور کے خطوط ہی اُن کے لئے سنت مت کا لٹریچر تھا۔ اور کئی بار وہ حضور کے خطوط کو ہی اکٹھے بیٹھ کر پڑھ لیا کرتے تھے۔ اُسی زمانہ میں سردار سیوا سنگھ (سیشن جج) نے سار بچن نثر کا انگریزی میں ترجمہ کیا اور حضور کی اجازت سے وہ چھپوایا گیا۔

انگلینڈ میں رہنے والے کرنل سانڈرس جو کہ برطانوی فوج میں ایک افسر تھے۔ 38 - 1937ء میں ہندوستان میں تعینات تھے۔ وہ 1938ء میں حضور کی پناہ میں آئے۔ اور نام دان پایا۔ جب 1943ء میں کرنل سانڈرس واپس انگلینڈ جانے لگے تو حضور نے انہیں وہاں کے لئے نمائندہ مقرر کیا۔ کچھ دنوں بعد انگلینڈ میں کرنل مارٹن اور مس رگ کو نام دان ملا، اور اس طرح انگلینڈ اور یورپ میں ست سنگ شروع ہوا۔ کرنل سانڈرس نے انگریزی میں ایک چھوٹی سی کتاب " دی اِنر وائس" (اندر کی آواز) لکھی جو سنت مت کے متلاشیوں کے لئے کافی فائدے مند ثابت ہوئی۔

جنوبی افریقہ میں بھی سنت مت کی شروعات 1935ء اور 1940ء کے

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitzed by eGangotri

درمیان ہُوئی۔ سرکالن گارنیٹ[1] پنجاب سرکار کے چیف سیکرٹری اَور فائینشل کمشنر تھے۔ جب وُہ حضُور سے مِلے تو سنت مَت کے بارہ میں پتہ چلا۔ بائبل کا گہرا مُطالعہ کیا ہُوا تھا۔ اَور رُوحانیت میں کافی دِلچسپی تھی۔ جب حضُور مہاراج جی کے درشن کیئے اَور سنت مَت کا علم ہُوا تو یقین ہوگیا کہ یہی وُہ راستہ ہے جس کا اِشارہ بائبل میں مِلتا ہے۔ حضُور نے سرکالن کو نام دان بخشا۔ اُنہیں دِنوں میجر اِی۔ پی۔ لٹل اَور ڈاکٹر لینڈر کو بھی نام بخشا۔ یہ تینوں صاحبان ریٹائر ہونے کے بعد جنوبی افریقہ میں جاکر آباد ہوگئے۔ اَور اُن کے ذریعہ وہاں سنت مَت کی شروعات ہُوئی۔ ڈاکٹر لینڈر لا ئلپور ایگریکلچرل کالج میں پرنسپل تھے۔ سردار بہادر جگت سنگھ جی اُن دِنوں آپ کے کالج میں پروفیسر تھے۔ سردار بہادر جی کے اعلیٰ اخلاق، پریم بھرے سلوک اَور نیک و پاک زندگی سے ڈاکٹر لینڈر بہُت مُتاثر ہُوئے۔ اَور اُن کے ذریعہ بیاس آکر حضُور مہاراج جی سے نام دان پایا۔

حضُور مہاراج ساون سنگھ جی نے دِیگر ممالک میں جو سنت مَت کی شروعات کی اَور جو نام کا بیج بویا وُہ آج کل پھل پھُول کر ایک بہُت بڑے درخت کی شکل اِختیار کر رہا ہے۔ اِس کا مُفصّل حال آگے دِیا جائے گا۔

حضُور کے فولوٹو

سَت سنگی کئی بار حضُور سے فولوٹو بنوانے کے لئے عرض کرتے تھے۔ لیکن حضُور اجازت نہیں دیتے تھے۔ حضُور فرمایا کرتے تھے کہ لوگ فولوٹو کی پرستش کرنے لگیں گے اَور باہر مُکھی ہو جائیں گے۔ دِیگر ممالک سے بھی ست سنگی حضُور کے

---

[1] سرکالن گارنیٹ اگست 1972ء میں، ۷۰ برس کی عمر میں اِس دُنیائے فانی کو خیرباد کہہ گئے۔

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitzed by eGangotri

فوٹو کے لیئے درخواست کرتے اور خط لکھتے رہتے۔ ایک بار ایک غیر ملکی ست سنگی نے حضور کی ایک تصویر بنا کر بھیجی اور لکھا کہ اندر مجھے اس سروپ کے درشن ہوئے ہیں، تب لوگوں نے حضور سے غیر ملکی ست سنگیوں کے لیئے فوٹو کھچوانے کے لیئے درخواست کی۔ حضور نے دیا کر کے اُن کو بھیجنے کے لیئے فوٹو اُتروایا۔ لیکن آہستہ آہستہ اُس فوٹو کی کاپیاں ہندوستان میں بھی ست سنگیوں نے خرید نا شروع کر دیں جب مشہور فوٹو گرافر زرام چند مہتہ اور شری رام ناتھ مہتہ ست سنگی بنے تو حضور نے دیا کر کے فوٹو لینے کی عام اجازت بخش دی۔ لیکن حضور فرماتے تھے کہ فوٹو کی پوجا یا فوٹو کا تصور نہیں کرنا چاہیئے، بلکہ فوٹو ایسے رکھنا چاہیئے جیسے گھر میں کسی بزرگ یا کسی دوست کا فوٹو رکھتے ہیں۔

دونوں مہتہ بھائیوں نے حضور کی چلتی پھرتی تصویریں بھی لیں۔ اور اُن کی مہربانی سے آج سنگت حضور مہاراج جی کی فلم دیکھ کر اپنی یاد تازہ کر لیتی ہے۔

8. ڈیرہ کا انتظام اور حضور کے وصیّت نامے

حضور مہاراج ساون سنگھ کے وقت ڈیرہ نے بہت ترقی کی۔ اور ڈیرہ میں اور باہر بھی ست سنگ کی کافی جائیداد ہو گئی۔ حضور دیندیال نے اس جائیداد اور ڈیرہ میں سیوا میں آنے والی چیزوں و رقم کا اپنے لئے یا اپنے خاندان کے لئے کبھی استعمال نہیں کیا۔ روحانی نظریہ اور سنت مت کی روایات کے مطابق حضور اس تمام جائیداد کے واحد مالک تھے۔ لیکن اُنہوں نے اسے ہمیشہ سنگت کی امانت کی شکل میں رکھا، اس کی سنبھال کی اور اس کی توسیع و ترقی میں مدد دی۔ اتنا ہی نہیں بلکہ حضور اپنی ذاتی کمائی سے روپیہ و سامان وغیرہ برابر ست سنگ کی سیوا میں دیتے رہے اور خود اپنی سیوا کے ذریعہ تن من اور دھن کی سیوا کی

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitzed by eGangotri

مثال پیش کی۔ اِس سب کے بندوبست کے لئے اور اِسے قانونی شکل دینے کیلئے حضورؔ نے حضورؔ نے وقتاً فوقتاً جو وصیتیں لکھوائیں، اُن کو یہاں درج کیا جاتا ہے:

(۱) 79 برس کی عمر میں مہاراج جی نے ۳۰ نومبر ۱۹۳۷ء کو اپنی پہلی وصیّت لکھوائی جسے اُسی دِن رجسٹرڈ بھی کروا دیا۔ اِس وصیت میں حضورؔ نے اپنی ذاتی یا خاندانی جائداد اور ست سنگ کی جائداد کی تفصیل دی۔ اور اپنی ذاتی جائداد کی اپنی اولاد کے حق میں وصیّت کر دی۔ اور اپنی رُوحانی اور پرمارتھی جائداد کے بارہ میں حضورؔ نے لکھا کہ اِس جائداد کا وارث وُہ شخص ہوگا، "جسے میں ایک الگ وصیّت کے ذریعہ ڈیرہ بابا جیمل سنگھ میں اپنی جگہ جانشین مُقرر کروں گا۔" نقل وصیّت مندرجہ ذیل ہے:

منکہ ساون سنگھ (عُمر لگ بھگ 79 سال) ولد سردار کابل سنگھ، ذات جاٹ ساکن ڈیرہ بابا جیمل سنگھ، تحصیل وضلع امرتسر کا ہُوں۔

مَیں دو قسم کی جائداد کا مالک و قابض ہُوں۔ قسم اوّل میری ذاتی وخاندانی منقولہ وغیر منقولہ جائداد ہے۔ جو کہ مُجھ کو اپنے باپ دادا سے وِرثہ میں ملی ہے یا جو میں نے اپنی تنخواہ یا پنشن سرکاری سے خریدی ہے، یہ جائداد موضع جہما سنگھ والا ضلع لدھیانہ و مواضعات سکندر پور، رسول پور، کاسن کھیڑہ وغیرہ تحصیل سرسہ ضلع حصار میں واقع ہیں۔

دُوسری قسم منقولہ غیر منقولہ ست سنگ کی جائداد ہے۔ جو کچھ تو مُجھ کو اپنے گورو صاحب مرحوم مہاراج جیمل سنگھ صاحب سے وِرثہ میں ملی ہے، اور باقی مَیں نے بحیثیت گدّی نشین ڈیرہ بابا جیمل سنگھ، اُس روپیہ سے خریدی ہے۔ جو ست سنگی رادھا سوامی مارگ، ڈیرہ ہٰذا وقتاً فوقتاً سیوا میں نذر کرتے رہے ہیں۔ جائداد قسم دوم کی تفصیل حسب ذیل ہے۔

(۱) کُل مکانات و خالی کھلی زمین اندر فصیل ڈیرہ بابا جیمل سنگھ جو

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitzed by eGangotri

اندر حدودِ رقبہ مواضعات بل سرائے و وڑائچ واقع ہیں۔

(2) ست سنگ گھر بڑا و دیگر مکانات اراضیات و خالی زمین (پلاٹ) واقع بیرون فصیل، ڈیرہ بابا جیمل سنگھ مذکور جو اندر حدودِ رقبہ بل سرائے و وڑائچ واقع ہیں۔

(3) جملہ اراضیات واقع رقبہ مواضعات وڑائچ و بل سرائے۔

(4) کوٹھی و اراضیات واقع رقبہ موضع بڈھا تھہیہ متصل ریلوے سٹیشن بیاس۔

(5) کوٹھی مع احاطہ واقع رگھوناتھ پور شہر امرتسر۔

(6) کوٹھی مع احاطہ واقع راوی روڈ، لاہور

(7) ست سنگ گھر معہ احاطہ و دکانات متعلقہ ست سنگ گھر واقع شہر راولپنڈی محلہ گندہ نالہ۔

(8) اراضیات و مکانات واقع موضع گھمان، ضلع گورداس پور۔

(9) روپیہ جو مختلف بنکوں میں میرے نام جمع ہے، سوائے اس روپیہ کے جو کہ ست سنگیوں کا بطور امانت یا بغرضِ تعمیر مکانات جمع ہے، جس کی تفصیل ڈیرہ کے کاغذات میں موجود ہے۔

(10) کوٹھی مع احاطہ منٹگمری۔

(11) کوٹھی مع احاطہ واقع کالا باغ نتھیا گلی، ضلع ایبٹ آباد، جس کی تہہ زمین کے مالکان زمینداران ہیں۔

(12) ست سنگ گھر، جہلم مع احاطہ۔

کل جائیداد منقولہ متعلقہ دکانات مکرر مکانات مذکورہ بالا ماسوائے مندرجہ بالا قسم دوم کے باقی تمام جائداد میری ذاتی و خاندانی جائداد ہے، جو کہ قسم اوّل میں شمار ہوگی۔ میں چاہتا ہوں کہ میری حیات کے بعد کسی قسم کا کوئی تنازعہ نہ ہو اس لئے میں بقائمی ہوش و حواسِ خمسہ و درستیٔ عقل و برضا

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitzed by eGangotri

ورغبتِ خود یہ وصیت کرتا ہوں:

کہ میری وفات کے بعد میری جائداد قسم اوّل مذکورہ بالا کی وارث میری اولاد ہوگی۔ یعنی میرے دو بیٹے سردار بچنت سنگھ و سردار ہربنس سنگھ و ایک پوتا سردار ست نام سنگھ بحصص برابر اِس جائداد کے بموجب قانون اور رواج مالک ہوں گے جو کہ میری قوم میں رائج ہے۔

میری دوسری قسم کی جائداد کا وارث و مالک وہ شخص ہوگا جس کو میں اپنی جگہ گدّی نشین ڈیرہ بابا جیمل سنگھ بذریعہ علیحدہ تحریر نامزد و مقرر کرونگا۔ وہ میری طرح جائداد قسم دوم مالکِ کامل ہوگا۔ اور اُس کو بمثلِ مُظہر اُس کے انتقال کے پورے اختیارات ہوں گے۔

ڈیرہ بابا جیمل سنگھ میں کئی ست سنگیوں نے مکانات تعمیر کئے ہوئے ہیں وہ سب میری مملوکہ و مقبوضہ جگہ پر میری اجازت سے تعمیر کئے گئے ہیں۔ اور اس شرط پر تعمیر کئے گئے ہیں کہ جب تک میں یا میرے بعد کوئی جانشین جو ڈیرہ ہٰذا میں وقت کا گدّی نشین ہو، اُن ست سنگیوں کو یا اُن کی اولاد کو جو ڈیرہ ھٰذا کے گدّی نشین کے معتقد ہوں، اِس قابل سمجھیں کہ وہ رہائش رکھیں، تب تک وہ رہائش رکھ سکتے ہیں۔ ورنہ اُن کو رہائش رکھنے کا کوئی اختیار نہیں ہوگا۔ اور میں یا میرا کوئی جانشین جس وقت چاہیں اُن کو بے دخل کر سکتے ہیں۔ بہ صورتِ بے دخلی اُن ست سنگیوں کا یا اُن کے قائم مقامان (نامزدگان) کا کوئی کسی قسم کا حق اِن مکانات یا قیمتِ ملبہ میں نہیں رہے گا۔ اگر کوئی ست سنگی یا اُس کا وارث اپنے تعمیر کردہ مکان کا کسی دوسرے ست سنگی ڈیرہ ہٰذا کے پاس منتقل کرنا چاہے تو میری اجازت سے یا میرے بعد میرے جانشین کی اجازت سے جو بوقتِ انتقال ڈیرہ میں گدّی نشین ہو منتقل کر سکتا ہے۔

رادھا سوامی مارگ کے جو دیگر سینٹر ہیں، اُن سب سے میرے برادرانہ

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitzed by eGangotri

تعلقات ہیں۔ لیکن اُن میں سے کسی کا تعلق میری جائداد قسم دوم (ست سنگ کی) سے نہیں ہے اور نہ ہی میرا کوئی تعلق اُن کی جائداد سے ہے۔ ویسے ہی کسی دیگر قوم یا مذہب والوں کا کوئی تعلق میری جائداد قسم دوم سے نہیں ہے۔ یہ ڈیرہ و اُس کے متعلق جائداد میری واحد ملکیت ہے اور میرے بعد میرے نامزد کردہ جانشین کی بھی واحد ملکیت ہوگی۔ لہٰذا وصیت تحریر کر دی ہے، تاکہ سند رہے۔

دستخط ساون سنگھ

تحریر تاریخ 30 نومبر 1937ء

گواہ شد:

گواہ شد: دستخط کالا سنگھ

دستخط: ہرنرائن (ریٹائرڈ آنریری کیپٹن ساکن نسی)

(ریٹائرڈ۔ ڈی۔ اے۔ سی)

ڈیرہ باباجیمل سنگھ

پانچ برس بعد جب دیکھا گیا کہ (ست سنگ کی جائیداد میں اضافہ ہو گیا ہے تو حضور نے ۲۶ اپریل 1942ء کو ایک تتمہ وصیت تحریر کی۔ جس کی 7 جولائی 1942ء کو رجسٹری کرائی گئی۔ اِس تتمہ وصیت کے ذریعہ اُس تمام ست سنگ کی جائداد کو جو پہلی وصیت کے بعد حاصل کی گئی تھی اور جو حضور کے جانشین کو وراثت میں ملنے والی تھی، پہلی وصیت میں درج ست سنگ والی جائیداد کی فہرست میں شامل کر لیا گیا۔ یہ تتمہ وصیت مندرجہ ذیل ہے:

منکہ ساون سنگھ ولد سردار کابل سنگھ ذات جاٹ چیلا حضور مہاراج باباجیمل سنگھ جی رادھا سوامی ساکن ڈیرہ باباجیمل سنگھ تحصیل و ضلع امرتسر کا ہوں۔ بدرستی بدن بہ اثبات عقل بہ قائمی ہوش و حواس خمسہ یہ تحریر کرتا ہوں۔

کہ میں نے ایک وصیت نامہ مورخہ 30 نومبر 1937ء کو تحریر کر کے رجسٹری کرایا ہوا ہے۔ چونکہ میں نے بعد از تحریر وصیت نامہ مذکور جدید ست سنگ

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitzed by eGangotri

کی جائداد بذریعہ خرید وغیرہ حاصل کی ہے اور کئی اراضیات خرید شدہ پر بطریق سابق برائے مفاد روحانی اغراض ست سنگیان بیاس، مکانات تعمیر کئے ہیں، اِس لئے اِس جائداد سے متعلق تتمہ وصیت کرنا مناسب سمجھتا ہوں، جو حسب ذیل ہے :

1. دو عدد کوٹھیاں موسومہ السمیر و کوزی نک واقع ڈلہوزی مع اراضی تحتیاتی و اراضی و مکانات متعلقہ جو تمام جائداد میری رہائش و اغراض ست سنگ و اُپدیش و عبادت کے لئے استعمال ہوتی ہیں۔

2. ست سنگ گھر ملتان معہ عمارت ہائے و اراضی تہہ زمین۔

3. کوٹھی موضع پرور ضلع کانگڑہ مع اراضی تہہ زمین و اراضیات و مکانات متعلقہ۔

4. ست سنگ گھر ہائے واقع اضلاع ہوشیار پور و کانگڑہ مع جملہ حقوق متعلقہ۔

5. جائداد ست سنگ گھر واقع ڈسکہ، ضلع سیالکوٹ۔

6. جائداد ست سنگ گھر واقع گجرانوالہ

7. جائداد ست سنگ گھر واقع سیالکوٹ۔

یہ جملہ جائداد ہائے میرے ست سنگ و اُپدیش و عبادت کے لئے استعمال ہوتے ہیں۔ اِس جائیداد کے ساتھ مثل دیگر ست سنگ (پرمارتھ) کی جائداد کے جس کا ذکر میری سابقہ وصیت میں آچکا ہے میری اولاد کا کوئی واسطہ یا تعلق نہ ہوگا۔ اِس کا مالک میری حیات کے بعد میرا نامزد کردہ جانشین ہوگا۔ اور اُس کو وہی تمام حقوق متعلقہ جائداد مذکورہ حاصل ہونگے جو مجھ کو میری زندگی میں حاصل ہیں۔ شبد سنیہی سچ کھنڈ آنامی کے نواسی سنتوں کا دستور زمانہ قدیم سے چلا آیا ہے کہ اُن کے مرید یعنی اُن کے چتائے ہوئے ست سنگی بھی اُن کو کل مالک روپ (خدا کی صورت) سمجھتے ہیں۔ اور اِس لئے تمام

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitzed by eGangotri

ست سنگ کی جائداد جو اُن کے نام پر ہو۔ اُن کی ملکیتی جائداد ہوتی ہے، جس کے متعلق اُن کو پورے حقوقِ انتقال ہوتے ہیں، اور کسی کو اُن کے وسیع اختیارات میں دخل انداز ہونے کا حق حاصل نہیں ہوتا۔ لیکن ایسے سنت باوجود مالک ہوتے ہوئے بھی اُس جائداد کو یا اُس جائداد کی آمدنی کو اپنی ذاتی اغراض کے لئے استعمال نہیں کرتے بلکہ ست سنگیوں کے روحانی مفاد و ترقی ست سنگ کے اغراض کے لئے اُس جائداد اور اُس کی آمدنی کو استعمال کرتے ہیں۔ میرے گورو صاحب بابا جیمل سنگھ جی مہاراج، جن کی یادگار ڈیرہ بابا جیمل سنگھ بیاس ہے، اُن ہی کامل سنتوں میں سے تھے، اور اُن کی لائن (گدی) اب تک چل رہی ہے اور آگے بھی سلسلہ وار چلے گی۔ چنانچہ میرا بھی یہی طریقہ چلا آیا ہے کہ میں اپنا اور اپنی اولاد کا گزارہ اپنی پنشن اور اپنی ذاتی زرعی و دیگر جائداد کی آمدنی سے کرتا چلا آیا ہوں۔ میں نے اپنے نام کی ست سنگ کی جائداد کو یا اُسکی آمدنی کو اپنے ذاتی یا اولاد کے خرچ کے لئے کبھی استعمال نہیں کیا۔ لہٰذا یہ تتمہ وصیت نامہ تحریر کر دیا ہے تاکہ سند رہے اور بوقت ضرورت کام آوے۔

(دستخط) ساون سنگھ
26/4/42

کاتب
(دستخط) ہرنارائن
(ریٹائرڈ ایکسٹرا اسسٹنٹ کمشنر ڈیرہ بابا جیمل سنگھ)

گواہ شد:
وصیت کنندہ نے یہ وصیت میرے سامنے لکھوائی اور اس پر دستخط کئے۔
(دستخط) چندر بنسی
(ریٹائرڈ سول سرجن) 26/4/42

گواہ شد: (دستخط) بالک رام
(پی۔ سی۔ ایس)

گواہ شد: وصیت کنندہ نے یہ وصیت میرے سامنے لکھوائی اور اس پر دستخط کئے۔
(دستخط)
منشی رام ایم۔ اے
(ریٹائرڈ، پی۔ سی۔ ایس)

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitzed by eGangotri

ستمبر 1947ء میں نوّے (۹۰) برس کی عمر میں دُنیاوی کاروبار سے کچھ چھٹکارا پاکر اپنا وقت بھجن سمرن میں گزارنے کے لئے تاکہ حضور کو "آرام وسہولت حاصل ہو" حضور مہاراج جی نے ڈیرہ و اُس سے متعلقہ ست سنگ گھروں کے انتظام و بندوبست کے لئے ایک بڑی دانشمندانہ اور عظیم سکیم بنائی۔ اِس مقصد کے لئے حضور نے تین کمیٹیاں بنائیں۔ پہلی منیجنگ کمیٹی (انتظامیہ کمیٹی) تھی، جس کے پریذیڈنٹ حضور مہاراج خود اور وائس پریذیڈنٹ سردار بہادر جگت سنگھ جی تھے۔ ڈیرہ و اُس کے متعلقہ ہندوستان کے دیگر مُلکوں کے سبھی اِداروں کے بندوبست و انتظام کے لئے یہ چیف ایگزیکٹو کمیٹی تھی۔ رائے صاحب مُنشی رام جی کو اِس کا سکریٹری و خزانچی مُقرر کیا گیا۔ سردار ہربنس سنگھ، سردار بچنت سنگھ و ملک رادھاکشن اِس کے ممبران تھے۔ دُوسری کمیٹی جو آپ نے بنائی وہ تھی اہتمامیہ کمیٹی، اِس کے پچیس ممبران تھے، جنہیں ڈیرہ کے الگ الگ کام سونپے گئے تھے۔ حضور مہاراج جی اِس کمیٹی کے بھی پریذیڈنٹ تھے۔ اور سردار بہادر جگت سنگھ جی وائس پریذیڈنٹ تھے۔ اِس کمیٹی کے ممبران انتظامیہ کمیٹی کے ماتحت وزیرِ ہدایت اپنا کام کرتے تھے اور انتظامیہ کمیٹی کو اس کے ممبران کو گھٹانے بڑھانے یا بدلنے کا مکمل اختیار تھا۔ تیسری ایک عام مشاورتی کمیٹی بنائی، جس کے چھپن ممبران ہندوستان کے مُختلف حصّوں سے لئے گئے تھے، اِس کمیٹی کے بھی حضور مہاراج جی پریذیڈنٹ اور سردار بہادر جگت سنگھ جی وائس پریذیڈنٹ تھے۔

اِس سکیم کے تواریخی دستاویز کے آخر میں حضور مہاراج ساون سنگھ جی کی مندرجہ ذیل ہدایت ہے:

کہ یہ انتظام اُن کی وفات کے بعد بھی جاری رہے گا اور اُس حالت میں سردار بہادر جگت سنگھ جی ہر سہ کمیٹیوں کے صاحبِ صدر ہونگے۔

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitzed by eGangotri

اور تمام ست سنگ کی دیرپا رکھی غیر منقولہ جائداد خواہ کہیں بھی ہو اُن کے نام تصوّر ہوگی، لیکن ایسی جائداد اُن کی ذاتی یا نجی تصوّر نہیں کی جائے گی۔"

یہ مکمّل دستاویز ملک رادھا کشن کھنّہ، ایڈوکیٹ ہائی کورٹ، کے اپنے ہاتھ سے لکھی گئی ہے اور اس پر بطور گواہان ملک رادھا کشن کھنّہ اور لالہ منشی رام جی کے دستخط ہیں۔ حضور مہاراج جی نے اِس دستاویز کے ہر صفحے پر اور آخر میں دستخط کئے ہیں۔

سکیم برائے نظم و نسق ڈیرہ

زیرِ ہدایت حضور مہاراج ساون سنگھ جی، سنت ست گورو ڈیرہ بابا جیمل سنگھ جی مندرجہ ذیل سکیم برائے اِنتظام رادھا سوامی اِدارہ وکالونی موسومہ ڈیرہ بابا جیمل سنگھ وتمام اِراضیات، مکانات ست سنگ گھر ہائے وتمام جائیداد منقولہ وغیر منقولہ جو اِس ادارہ سے تعلّق رکھتے ہیں، جو پورے ہندوستان یا ممالک میں کہیں بھی واقع ہیں، کے متعلّق تمام معاملات بابت اِنتظام و بندوبست کے لئے تیار کی گئی ہے۔

تین کمیٹیاں زیرِ صدارت مہاراج کی بہ نفسِ نفیس ہونگی، جو کہ مندرجہ ذیل ہیں:

1. جنرل کمیٹی ..... (عام کمیٹی)
2. اِہتمامیہ کمیٹی ..... (ایڈمنسٹریٹو کمیٹی)
3. اِنتظامیہ کمیٹی ..... (مینجنگ کمیٹی)

(1) جنرل کمیٹی اُن ممبران پر مشتمل ہوگی جن کے نام فہرست نمبر 1 میں دیئے گئے ہیں۔ اِس کا کام صلاح و مشورہ دینا ہوگا۔ اور سال بھر میں ایک دفعہ ضرور اِس کی مجلس منعقد ہوگی، ماسوائے اِس کے کہ صاحب صدر ایک سے زیادہ بار اس کی مجلس منعقد کروانا چاہیں۔ سردار بہادر جگت سنگھ ریٹائرڈ پروفیسر، ایگریکلچرل کالج اِس کے نائب صدر ہوں گے، جو کہ حضور مہاراج کی عدم موجودگی میں صدارت کریں گے۔

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitzed by eGangotri

اور رائے صاحب منشی رام اس کمیٹی کے سیکرٹری ہوں گے۔

(2) اہتمامیہ کمیٹی اُن ممبران پر مشتمل ہوگی جن کے نام فہرست نمبر 2 میں دیئے گئے ہیں۔ مہاراج جی اِس کمیٹی کے صدر اور سردار بہادر جگت سنگھ جی نائب صدر ہوں گے۔ رائے صاحب منشی رام جی اِس کمیٹی کے سیکرٹری ہونگے۔ یہ اہتمامیہ کمیٹی اُن سیوا داروں پر مشتمل ہوگی جو اپنے اپنے محکمہ جات کے جو اُن کے سپرد کئے جائیں گے، اِنچارج ہوں گے اور جو اپنے اپنے محکمے کی خوشگوار ایماندارانہ و صحیح کارسرانجام دہی کے ذمہ دار ہوں گے تاکہ وہ رادھا سوامی ست سنگ ڈیرہ بابا جیمل سنگھ، اُس کی جائداد دست سنگیوں کی بہبودی و مکمل مفاد کے کام کو سرانجام دے سکیں۔ اِن مختلف ممبران کمیٹی کے فرائض فہرست نمبر 3 میں درج ہیں۔ اگر کوئی ممبر کمیٹی ذاتی طور پر دیگر ممبروں سے مشورہ کرنا چاہے تو وہ ایسا کرسکتا ہے اور صدر و نائب صدر اہتمامیہ کمیٹی کے جزو و تمام کا اجلاس جب چاہیں اور جس کام کے لئے چاہیں بُلا سکتے ہیں۔

(3) اِنتظامیہ کمیٹی رادھا سوامی اِدارہ ڈیرہ بابا جیمل سنگھ اور اُس سے متعلقہ اِداروں و جائداد ہائے سے متعلقہ انتظام کے بارے میں چیف ایگزیکٹو کمیٹی تصوّر ہوگی اور اُن کے تمام معاملات کا چاہے وہ پرمارتھی ہوں یا دُنیاوی اِنتظام کرے گی۔ اِہتمامیہ کمیٹی سبھی معاملوں میں اِنتظامیہ کمیٹی کے زیرِ نگرانی و ہدایت کام کرے گی، جبکہ تمام اِقتصادی و مالی امور اِنتظامیہ کمیٹی کے ہاتھ میں ہونگے۔

یہ اِنتظامیہ کمیٹی مندرجہ ذیل ممبران پر مشتمل ہوگی:

1. حضور مہاراج جی ..... صدر (پریذیڈنٹ)
2. سردار بہادر جگت سنگھ جی ..... نائب صدر (وائس پریذیڈنٹ)
3. رائے صاحب لالہ منشی رام } ممبران
4. سردار ہربنس سنگھ }

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitzed by eGangotri

سردار بچنت سنگھ
شری رادھا کشن کھنہ ایڈوکیٹ } ممبران

رائے صاحب منشی رام اِس کمیٹی کے سکریٹری و خزانچی ہوں گے اور روپے پیسے کی آمدنی و خرچ کا درست حساب کتاب رکھنے و دفتر کا کام کرنے اور دیگر ضروری رجسٹروں و کتابوں کی دیکھ ریکھ کے لئے ذمہ وار ہوں گے۔

حضور مہاراج ساون سنگھ جی نے مزید یہ ہدایت فرمائی ہے کہ یہ انتظام اُن کی وفات کے بعد بھی جاری رہے گا۔ اور اُس حالت میں سردار بہادر جگت سنگھ جی ہر سہ کمیٹیوں کے صاحب صدر ہوں گے اور تمام پرمارتھی ست سنگ کی غیر منقولہ جائداد خواہ کہیں بھی ہو، اُن (سردار بہادر جگت سنگھ جی) کے نام تصور ہوگی۔ لیکن ایسی جائداد اُن کی ذاتی یا اپنی ملکیتی جامداد تصور نہیں کی جائے گی۔

(دستخط) ساون سنگھ
20-9-47

گواہ شُد
دستخط: منشی رام
(ریٹائرڈ پی۔سی۔ایس)

گواہ شُد
دستخط: رادھا کشن کھنہ
(ایڈوکیٹ)

(فہرست نمبر ۱)
اسمائے ممبران جنرل کمیٹی:

1. جملہ ممبران انتظامیہ کمیٹی
2. جملہ ممبران اہتمامیہ کمیٹی
3. بخشی چانن شاہ، اسسٹنٹ کمشنر، انکم ٹیکس

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitzed by eGangotri

4. لالہ رام ناتھ لوتھرا، ڈی۔سی
5. لالہ پربھو دیال، سب جج
6. مہتہ رنگ لال، کاٹن کلاتھ کنٹرولر
7. جناب رامیشور دیال ماتھر، پی۔سی۔ایس
8. سردار بچتر سنگھ، پی۔سی۔ایس
9. راؤ بہادر رشو دھیان سنگھ
10. بابو ہیم چندر ساکن دہلی
11. سردار گوربخش سنگھ، ساکن دہلی
12. لالہ نند لال، بار-ایٹ-لاء
13. بھگت کندن لال
14. مہتہ ایشر سنگھ، ساکن دہلی

لکھنؤ
15. لالہ راموشاہ
16. لالہ بلدیو سہائے
17. لالہ دینا ناتھ
18. لالہ بالو رام

امرتسر
19. لالہ اروڑ چند
20. لالہ برج لال
21. لالہ امرناتھ
22. لالہ ناتھو رام بھٹناگر

23. پروفیسر گوراں لال
24. جناب ایس۔ایس بھارگو، ساکن ڈیرہ دون
25. جناب امرناتھ بھارگو، ساکن دہلی

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitzed by eGangotri

26. جناب سادھو سنگھ	گھمان
27. جناب دلیپ سنگھ	
28. جناب بلونت سنگھ	
29. جناب بوڑھ سنگھ	ویلہ
30. جناب ارجن سنگھ	
31. جناب کشن سنگھ نمبردار	وڑائچ
32. جناب چنن سنگھ	
33. جناب رام سنگھ، ساکن وڈالہ	
34. جناب رامو مل	بلند شہر
35. جناب گینڈا رام	
36. جناب ٹی۔ ٹی۔ بھونانی	کراچی
37. جناب لیلا رام	
38. جناب سومناتھ	بمبئی
39. جناب ڈھونڈھی رام	
40. سردار پرتاپ سنگھ ڈوگرا	ضلع ہوشیار پور
41. پروفیسر لیکھراج	
42. محترمہ دھرم دیوی	
43. جناب پریم سنگھ	
44. جناب دیوراج	
45. رائے صاحب گیان چند	
46. پنڈت لال چند	
47. ٹھاکر دیال سنگھ،	ضلع کانگڑہ

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitzed by eGangotri

48. جناب نروت چند
49. لالہ بھگت رام
50. لالہ کرتار چند
51. صوبیدار وکیل سنگھ
52. ماسٹر سرون سنگھ
53. دفعدار نند سنگھ
54. جناب بنو رام
55. جناب کشن دیال
56. جناب پیارا سنگھ

ضلع کانگڑہ۔

دستخط : ساون سنگھ

فہرست نمبر 2

اسمائے (نام) و فرائض ممبران اہتمامیہ کمیٹی

حضور مہاراج ساون سنگھ جی ، صدر..... ہدایت و نگرانی کلیہ

سردار بہادر جگت سنگھ ، نائب صدر..... منتظم اراضیات ڈیرہ بابا جیمل سنگھ و تمام غیر منقولہ جائداد واقع ڈیرہ بابا جیمل سنگھ اور ہندوستان و غیر ملکوں کے دیگر شہروں میں جو کہ حضور مہاراج کے نام ہیں۔ (ماسوائے اُس جائداد کے جو کہ مواضعات سکندر پور، رسول پور، تھیہڑی، کاسن کھیڑا و ڈربی ضلع حصار و ست سنگ گھر واقعہ سرسہ ماسوائے اراضیات واقع موضع مہما سنگھ والا ضلع لدھیانہ، جو کہ حضور مہاراج کی ذاتی و اپنی

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitzed by eGangotri

جائیداد ہے) نیز تمام اقتصادی و مالی امور
کے متعلق مشترکہ ذمہ دار۔

رائے صاحب منشی رام، (سکریٹری) ذمہ دار برائے جملہ اقتصادی و مالی
امور و دیکھ ریکھ، حسابات کتب و ریکارڈ وغیرہ۔

سردار ہربنس سنگھ (صاحبزادہ حضور مہاراج جی) مشترکہ ذمہ دار برائے
جملہ اقتصادی و مالی امور۔

سردار بچنت سنگھ (صاحبزادہ حضور مہاراج جی) مشترکہ ذمہ دار
برائے جملہ اقتصادی و مالی امور۔

ملک رادھا کشن (ایڈوکیٹ) مشترکہ ذمہ دار برائے جملہ اقتصادی
و مالی امور و قانونی معاملات۔

لالہ ترلوک چند ذمہ دار و مہتمم انجینئرنگ و تعمیری معاملات۔

ڈاکٹر دیوان چند مہتمم امور ڈاکٹری و صحت عامہ۔

سردار ہزارہ سنگھ جی مشترکہ نائب مہتمم امور ڈاکٹری و صحت عامہ۔

بھائی شادی جی مہتمم ورکشاپ و میکنیکل انجینئرنگ۔

سردار کرپال سنگھ مہتمم رہائش یاتری ست سنگیان، مشترکہ
ذمہ دار برائے ست سنگ و روحانی لٹریچر۔

سردار جگت سنگھ جاٹ (ساکن وڑائچ) نائب مہتمم جملہ امور اراضیات
تحت نگرانی و ہدایت، سردار بہادر جگت سنگھ جی۔

سردار گوپال سنگھ لٹھا نائب مہتمم رہائش و آسائش یاتری ست
سنگیان زیر ہدایت و نگرانی سردار کرپال سنگھ
و مہتمم اسٹور پارچہ جات

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitzed by eGangotri

سردار گلاب سنگھ
باوا رامیشور سنگھ
سردار گوکل سنگھ
مشترکہ ذمہ دار برائے ست سنگ ہائے

ایضاً، اورانچارج رسد محکمہ زیر نگرانی و ہدایت لالہ منشی رام

ملک ہری رام
لالہ دیوان چند
لالہ جگن ناتھ
مشترکہ مہتمم و ذمہ دار معاملات لنگر

صوبیدار میجر شو سنگھ، سی۔ بی۔ آئی، مہتمم چوکیدارا نگرانی و بچاؤ (سکیورٹی) ڈیرہ بابا جیمل سنگھ۔

پنڈت سادھو رام، پلیڈر، مہتمم سیوا سمتی، ڈیرہ بابا جیمل سنگھ۔

خلیفہ نعمت رائے
رائے بہادر گلونت رائے
مشترکہ ذمہ دار برائے ملاقات قانونی اور برائے ملاقات افسران۔

بی بی لاجو
مہتمم رہائش و آسائش زنانہ یاتری ست سنگیان

بی بی رکھی
مہتمم برائے تیاری خوراک لنگر

دستخط ساون سنگھ

تتمہ وصیت نامہ، حضور مہاراج ساون سنگھ جی 1947ء

حضور مہاراج ساون سنگھ جی نے اس سکیم کو 24 ستمبر 1947ء کے ایک وصیت نامے کے ذریعے منظور فرما کر اس کی تائید کر دی۔ اس وصیت نامہ کی نقل مندرجہ ذیل ہے۔

من کہ سردار ساون سنگھ ولد سردار کابل سنگھ جاٹ گریوال گدی نشین رادھا سوامی ست سنگ ڈیرہ بابا جیمل سنگھ، تحصیل و ضلع امرتسر کا ہوں جو کہ بدرستی ہوش و حواس اور بہت غور و خوض تحریر کرتا ہوں کہ میری اپنی ذاتی جائداد موضع

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitzed by eGangotri

بہادر سنگھ والا تحصیل و ضلع لدھیانہ و موضع سکندر پور و رسول پور تھیہڑی و کاسن کھیڑا و ڈربی تحصیل سرسہ ضلع حصار میں واقع ہے۔ جس کی بابت میں نے علیحدہ وصیت اپنی اولاد کے حق میں کردی ہوئی ہے اور بموجب اُس وصیت کے میری اولاد میرے بعد تمام اُس جائداد کی مالک کامل ہوگی۔ ایک ست سنگ گھر سرسہ میں بنا ہوا ہے، اُس کے متعلق نصف اراضی جو شہر کی طرف ہے، ست سنگ کی ہے اور دوسرا نصف حصہ جو مغرب کی طرف ہے وہ میرے پسر سردار ہربنس سنگھ کی ذاتی جائداد ہے۔ اِس ست سنگ گھر کا ہر طرح کا اِنتظام و اہتمام میری اولاد کے ہاتھ میں رہیگا۔

علاوہ جائداد بالا کے بہت سی ست سنگ کی جائداد زرعی و سکنی و غیر منقولہ و منقولہ و نقدی و حسابات بینک ہائے وغیرہ میرے نام ہے۔ جو کہ ڈیرہ بابا جیمل سنگھ و مواضعات بلسرائے و وڑائچ ضلع امرتسر میں ہے اور ست سنگ گھر ہائے و جائیداد ہمہ قسم جو ست سنگ سے متعلقہ ہے جو کہ شہر و ضلع امرتسر، لاہور، گجرانوالہ، جہلم، راولپنڈی، منٹگمری، ملتان و لائلپور میں، نتھیا گلی و ضلع ہزارہ میں، شہر و ضلع سیالکوٹ اور بمقام ڈلہوزی، و گھمان و دیگر مواضعات ضلع گورداسپور میں و سانگلہ ہلز و جڑانوالہ و ضلع شیخوپورہ اور مختلف مقامات اندرون ضلع ہوشیار پور و کانگڑہ و شہر و ضلع جالندھر، دہلی، کوئٹہ (بلوچستان) و سندھ میں واقع ہیں، اِس تمام جائداد سے میری اولاد کا کوئی تعلق نہیں ہے۔

میں 1903ء و 1904ء سے اب تک رادھا سوامی ست سنگ کی سیوا بطور گدی نشین کے کرتا چلا آیا ہوں۔ اب میری عمر تقریباً نوّے سال کی ہوگئی ہے اب بوجہ ضعیف العمری میں تمام کاروبار کو پورے طور پر سرانجام نہیں دے سکتا۔ اِس لئے میں نے تین کمیٹیاں مقرر کردی ہیں۔ جن میں سے ایک مینجنگ کمیٹی ہے، جس کا پریذیڈنٹ میں خود ہوں اور وائس پریذیڈنٹ سردار بہادر جگت سنگھ

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitzed by eGangotri

ریٹائرڈ پروفیسر ایگریکلچرل کالج لائلپور ہیں۔ اور اس کمیٹی کے ممبران میں نے مقرر کر دیئے ہیں۔ جن کے نام علیحدہ تحریر انگریزی میں درج ہیں۔ تمام روپے پیسے کا حساب کتاب اس انتظامیہ کمیٹی کے ہاتھ میں ہوگا۔ اور تمام امور متعلق ڈیرہ بابا جیمل سنگھ وجائیداد ہائے متعلقہ وست سنگ گھر ہائے مختلف مقامات پر ہیں۔ اور تمام کاروبار متعلق رادھا سوامی ست سنگ ڈیرہ بابا جیمل سنگھ پر اس کمیٹی کا کنٹرول (اختیار) ہوگا۔

ایک اور کمیٹی خاص کارکنان کی بھی میں نے بذریعہ تحریر انگریزی علیحدہ موسومہ ایڈمنسٹریٹو کمیٹی قائم کر دی ہے۔ اور اس کمیٹی کے ممبران اور ان کے فرائض میں نے تحریر انگریزی میں درج کر دیئے ہیں۔ یہ کمیٹی اپنا سب کاروبار حسب ہدایت اور تابع کنٹرول منیجنگ کمیٹی کرے گی۔ اور منیجنگ کمیٹی کو اس کمیٹی میں کارکنان کو کم یا تبدیل یا زیادہ کرنے کا اختیار ہوگا۔

ان دو کمیٹیوں کے علاوہ ایک جنرل کمیٹی صلاح و مشورہ دینے کے قائم کی گئی ہے جس کے ممبران کے نام علیحدہ تحریر انگریزی میں درج ہیں۔

یہ تینوں کمیٹیاں اپنا اپنا کام جب تک میں زندہ ہوں میری صدارت اور نگرانی میں کریں گی اور میرے بعد ان تینوں کمیٹیوں کے پریذیڈنٹ سردار بہادر جگت سنگھ موصوف ہوں گے۔ جن کے نام میرے بعد تمام ست سنگ کی جائداد ہائے جن کا حوالہ اوپر دیا گیا ہے منتقل ہوں گی اور سرکاری کاغذات میں بھی ان کے نام درج کی جائیں گے۔ لیکن یہ جائدادیں سردار بہادر موصوف کی ذاتی جائداد تصور نہ ہونگی۔

میں نے یہ انتظام دوران حیات کاروبار دنیاوی سے فراغت پاکر اپنا وقت بھجن میں صرف کرنے کے لئے کیا ہے۔ جس میں میرے آرام اور سہولت کی صورت ہوگی۔ میرے بعد بھی یہ تمام انتظام جاری رہے گا۔ اور یہ تینوں

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitzed by eGangotri

کمیٹیاں اپنا اپنا کام کرتی رہیں گی۔

العبد

گواہ شُد — دستخط : ساون سنگھ

(دستخط) مُنشی رام — گواہ شُد

ریٹائرڈ پی۔سی۔ایس — (دستخط) رادھا کشن (ایڈوکیٹ)

اِن وصیّتوں کے پڑھنے سے ظاہر ہوگا کہ : (۱) حضُور مہاراج ساون سنگھ جی اپنا جانشین مقرر کرنے میں کسی قسم کے شک کی گنجائش نہیں رکھنا چاہتے تھے اور 30 رنومبر 1937ء و 26 راپریل 1942ء کی اپنی وصیّتوں کے ذریعہ صاف ظاہر کر چکے تھے کہ حضُور اپنا جانشین ایک الگ وصیّت کے ذریعہ مُقرر کریں گے۔ (2) حضُور اپنی ست سنگ کی جائداد کے مُتعلق واضح طور پر بتانا چاہتے تھے کہ اُن کے بعد یہ جائداد اُن کے رُوحانی وارث کے نام ہوگی تاکہ اِس جائیداد کے مُتعلق کسی قسم کی قانونی دِقّت نہ ہو۔ اور حضُور کے جانشین کے نام اِسے مُنتقل کرنے میں کوئی رُکاوٹ پیش نہ آئے۔ (3) اِن دستاویزوں پر حضُور نے اپنی تمام ست سنگ کی جائداد کی، اُس شخص کے حق میں وصیّت کر دی جسے آپ اپنا جانشین بنانا چاہتے تھے اور جس کا صِرف نام ظاہر کرنا ہی باقی رہ گیا تھا۔

1937ء و 1942ء کی وصیّتوں میں واضح شُدہ ڈیرہ کے نظم و نسق اور 24 رستمبر 1947ء کی وصیّت کو پڑھنے سے ظاہر ہوتا ہے کہ مہاراج جی نے اِن دونوں دستاویزات کے ذریعہ صاف طور پر اِشارہ کر دیا تھا کہ آپ کے بعد سردار بہادر جگت سنگھ جی گدّی نشین ہوں گے۔ اس طرح 20 رمارچ 1948ء کی حضُور مہاراج ساون سنگھ جی کی آخری[1] وصیّت حضُور کے پیشتر فیصلے کی عین قدرتی وضاحت تھی۔

---

[1] یہ وصیّت آگے مُناسب جگہ پر دی جائے گی۔

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitzed by eGangotri

حضُور کی دَیا و مہر کی چند ساکھیاں

حضُور مہاراج جی کی عظیم طاقت اور لاانتہا رحمت کا بیان کوئی کیا کر سکتا ہے۔ یہاں اُن کی دَیا و مہر کی چند ایک ساکھیوں کا ذکر کیا جاتا ہے۔

گنگو ڈاکو کی ساکھی :

کُل مالک جب سنت ستگورو کی صُورت میں جیوؤں (رُوحوں) کی نجات کے لئے دُنیا میں آتے ہیں تو جیوؤں کی بُرائیوں اور گناہوں کی مَیل کی طرف دھیان نہیں دیتے۔ عموماً سبھی سنتوں کے زمانے میں چور، ڈاکو، گنہگار اُن کے ست سنگ میں آئے۔ اور نام دان مِل جانے پر اُن کی کایا ہی پلٹ گئی۔ بھومیا چور، بدھی چند ڈاکو، سجن ٹھگ، کوڈا راکشش وغیرہ کچھ نام ایسے ہیں جو سنتوں کی ساکھیوں میں بیان ہونے کی وجہ سے مشہور ہو گئے ہیں لیکن بے شمار اور بھی ہیں جو گمنام ہی رہے اور جن کی تعداد بہت بڑی ہے۔ حضُور مہاراج ساون سنگھ جی کے رحم وکرم کا تو یہ حال تھا کہ جیسے چُن چُن کر پاپی اور گنہگار لوگوں کی نجات کے لئے ہی آئے ہوں۔ حضُور مہاراج جی نے خُود بھی ایک بار فرمایا تھا کہ میرے حِصّے میں تو سوامی جی نے بڑے ہی سخت کرموں والے جیوُ دیئے ہیں۔ یہاں گنگو نامی ایک

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitzed by eGangotri

ڈاکُو کا قِصّہ درج کِیا جاتا ہَے، جِس سے حضُور کی عجیب و غریب رحمت و بخشِش ظاہِر ہوتی ہَے۔

گنگُو ڈاکُو کا نام پنجاب کے لوگ بہت عرصے تک نہ بھُولیں گے۔ یہاں کا محکمہ پولیس تو ہمیشہ یاد رکھے گا۔ ایک زمانے میں اُس کی ایسی دھاک جمی ہُوئی تھی کہ اُس کا نام لیتے ہی لوگوں پر خَوف طاری ہو جاتا تھا۔ گنگُو گُورُداس پُور ضِلع بٹالہ کی تحصیل کے بِیجا چک گاؤں کا باشِندہ اور ذات کا جاٹ تھا۔ اُس کا اصلی نام گنگا سِنگھ تھا۔ اُس کا قد لمبا اور جسم سڈول تھا۔ بچن ہی سے وہ نِڈر اَور بہادُر تھا۔ وہ ڈاکُو کَیسے بنا، یہ بھی ایک لمبی کہانی ہَے۔

جب اُس کی عُمر انیس بِیس سال کی تھی تو وہ اپنے گاؤں کے دو اور نوجوانوں کے ساتھ پلٹن میں بھرتی ہونے کے لئے روانہ ہُوا۔ اِتفاقاً جب وہ شِری ہرگوبِند پُور کے تھانے کے سامنے سے گُزر رہا تھا تو اُس وقت تھانیدار صاحِب تھانے کے باہر ایک درخت کے سائے میں کِسی مُقدّمے کی تفتیش کر رہا تھا اَور اِس سِلسِلے میں ایک شخص کی بُری طرح پِٹائی کر رہے تھے۔ اُس کی چِیخ و پُکار سُن کر گنگا سِنگھ سے نہ رہا گیا۔ وہ اَور اُس کے ساتھی اُس طرف چل دیئے۔ وہاں اُن کا کوئی کام نہ تھا۔ لیکن ہونی کَون ٹال سکتا ہَے۔ چلا تھا پلٹن میں بھرتی ہونے، لیکن قِسمت اُسے کہاں لے گئی۔ پاس جانے پر گنگا سنگھ اور اُس کے ساتھیوں نے دیکھا کہ جس شخص کو مار پڑ رہی ہَے وہ اُن ہی کے گاؤں کا ایک ہریجن ہَے جِسے پولیس نے چوری کے اِلزام میں پُوچھ تاچھ کے لئے پکڑا ہَے اُسے لوہے کی کِیلوں والے جُوتے اور ڈنڈوں سے پِیٹا جا رہا ہَے۔

گنگا سِنگھ نے تھانیدار سے پُوچھا کہ اُسے کیوں پیٹا جا رہا ہَے؟ اِس پر تھانیدار نے اُسے گالیاں دیتے ہُوئے کہا، "کیا یہ تُمہارا باپ لگتا ہَے؟ اگر اِس سے ہمدردی ہَے تو اِس کی جگہ تُم آجاؤ۔" تھانیدار نے گنگُو کو ایک معمُولی

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitzed by eGangotri

کسان کا بیٹا سمجھا تھا۔ اُسے گنگا سنگھ کی غیرت اور جرأت کا اندازہ نہ تھا۔ گنگا سنگھ گالیاں برداشت نہ کر سکا۔ اُس نے اپنے ہاتھ کی لاٹھی اُٹھائی اور تھانیدار پر حملہ کر دیا۔ اور اُس ہریجن جوان سے کہا، "اُٹھ بے وقوف! کیوں پڑا پڑا مار کھا رہا ہے۔" یہ سُنتے ہی وہ اُٹھ کھڑا ہُوا، اُدھر پولیس والوں نے بھی گنگا سنگھ پر لاٹھی سے حملہ کیا۔ گنگا سنگھ کے ساتھیوں نے بھی لاٹھیاں اُٹھا لیں۔ پولیس والے مار کھا کر بھاگ گئے۔ اور تھانے دار بیہوش ہو کر گر پڑا۔

اِس واقعہ کے بعد سب لوگ چھُپ گئے۔ پولیس نے بہت تلاش کی۔ لیکن اُنہیں پکڑ نہ سکے۔ تب سے گنگا سنگھ اور پولیس میں ٹھن گئی اور آہستہ آہستہ وہ گنگا سنگھ سے گنگو ڈاکو بن گیا۔ اور اس کے بعد تھانوں اور ڈاکخانوں پر حملے شروع کر دیئے۔ اُس کا ایک گروہ بن گیا۔ پولیس نے اُس کی گرفتاری کے لئے اِنعام کا اِعلان کر دیا۔ گنگو کی فہم بہت تیز تھی۔ عین موقعہ پر ایسی چال چلتا کہ پولیس دنگ رہ جاتی۔ بندوق چلانے میں اُس کا نشانہ چوکتا نہ تھا۔ تین چار بار پولیس کی حراست اور جیل کی مضبوط کوٹھڑیوں میں سے بھاگ چکا تھا۔ جلد ہی اُس کی چالاکی، بے خوفی اور بے رحمی کے بے شمار قصّے مشہور ہو گئے۔

گنگو کو نام دان ملنے کی کہانی بڑی دلچسپ ہے۔ حضور مہاراج جی اُن دنوں ہر سنکرانت کو امرتسر جا کر ست سنگ فرمایا کرتے تھے۔ ایک سنکرانت کے دن حضور مجیٹھہ روڈ سے ہو کر اپنی کار میں ست سنگ گھر جا رہے تھے۔ راستے میں تانگے، رکشے، سائیکل، موٹر اور پیدل چلنے والوں کی بہت بھیڑ تھی۔ جب حضور کی کار مجیٹھہ روڈ سے ست سنگ گھر کی طرف مڑی تو ایک شخص حضور کی موٹر کے آگے گر پڑا۔ ڈرائیور نے کار روک لی۔ اور حضور کار سے نیچے اُترے کہ دیکھیں کیا بات ہے۔ ایک شرابی کار کے سامنے پڑا تھا۔ لیکن خوش قسمتی سے اُسے

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitzed by eGangotri

کوئی چوٹ نہیں آئی تھی۔ حضور نے اُس شخص کے ایک ساتھی کی مدد سے اُسے اُٹھانے کی کوشش کی لیکن وہ لڑکھڑا کر گر پڑا۔ کچھ ست سنگیوں نے جو کار کے پاس اِکٹھے ہو گئے تھے اُسے راستے سے ایک طرف کر دِیا۔ شرابی تب پورے ہوش میں نہ تھا۔ لیکن وُہ حضور کے پُرنور چہرے اور شہنشاہی رُعب سے مُتاثر ہُوئے بغیر نہ رہ سکا۔ وہ پُوچھنے لگا کہ موٹر میں کون تھا۔ اُس کے ساتھی نے جو خُود بھی کچھ نشے میں تھا، جواب دیا کہ یہ رادھا سوامیوں کا ربّ ہے اور کہتے ہیں کہ یہ لوگوں کو نرک سے بچاتا ہے۔ شرابی (گنگو) نے کہا، "ہاں! لگتا بھی ربّ ہے۔ چلو، اُس کے پاس چلیں"۔

ست سنگ گھر کے برآمدہ میں حضور آرام کرسی پر بیٹھے ہُوئے تھے۔ ہمیں گنگو کے آنے کا تب پتہ چلا جب وہ اچانک آکر مہاراج جی کے قدموں میں گر پڑا اور سر حضور کے چرنوں میں رکھ دِیا۔ اُس نے حضور کے چرن اپنے بازوؤں میں جکڑ لئے اور بولا، "تُو ربّ ہے، مجھے بچالے"۔ حضور نے جواب دِیا، "نہیں، مَیں ربّ نہیں ہُوں، مَیں تو ایک معمولی اِنسان ہُوں"۔ لیکن اُس نے حضور کے چرنوں کو پکڑے رکھا۔ اور بار بار عرض کرنے لگا کہ مجھے بخش لو۔ اُس کی آنکھوں سے آنسو بہہ رہے تھے حضور نے رحمت بھری مُسکراہٹ سے اُسے اُٹھایا اور ست سنگ کے لئے پنڈال میں تشریف لے گئے۔

شام کو نام دان کے وقت گنگو بھی نام دان مانگنے والوں کی قطار میں کھڑا تھا۔ سَو کے لگ بھگ خواہشمندوں میں سے کچھ کو لَوٹا دِیا گیا، لیکن گنگو کو اندر بھیج دِیا گیا۔

حضور نے فرمایا، "تُم کو گوشت و شراب چھوڑنا پڑے گا"۔

اُس نے کہا، "شراب تو میری گھُٹّی میں ہے۔ مَیں تو اِسے چھوڑ نہیں سکتا۔ آپ ہی مہر کر کے چھڑوا دیں"۔

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitzed by eGangotri

پھر حضور نے پوچھا، "تمہاری آمدنی کا کیا ذریعہ ہے؟"

اُس نے جواب دیا، "چوری اور ڈاکہ زنی۔"

آپ نے فرمایا، "یہ بھی چھوڑنا ہوگا، کوئی ایمانداری کا کام شروع کرو۔"

"مجھے سب کچھ منظور ہے، لیکن مجھے بھوکا نہ مارنا۔" گنگو نے ہاتھ جوڑ کر عرض کی۔ یہ کہہ کر وہ پھر حضور کے چرنوں میں گر پڑا۔ حضور نے اُسے نام دان بخش دیا۔

اِس کے بعد اُس نے صرف ایک بار چوری کی۔ نام دان مِلنے کے کچھ عرصہ بعد وہ ضلع گورداس پور میں اپنے ایک رشتہ دار کی لڑکی کی شادی میں گیا، وہاں جو کچھ اُس کے پاس تھا خرچ کر دیا۔ رات کو وہ ایک ساہوکار کے گھر میں گھس گیا۔ اور اُس کی تجوری کا تالا توڑا۔ سو سو کے نوٹوں کی گڈی ہاتھ میں لی ہی تھی کہ اُوپر سے تجوری کا لوہے کا بھاری ڈھکنا اُس کے بازوؤں پر آپڑا۔ اُس کے بازوؤں پر چوٹ آگئی۔ اور ہاتھ بھی اندر پھنس گئے۔ اُس تجوری کی کچھ بناوٹ ہی ایسی تھی کہ کوشش کرنے پر بھی وہ اُس میں سے ہاتھ نہ نکال سکا آخر وہ تھک کر بے بس ہو گیا اور بھاگ نکلنے کی تمام اُمیدیں چھوڑ دیں۔ اچانک کیا دیکھتا ہے کہ مہاراج جی سامنے کھڑے ہیں۔ تجوری میں سے اُس کے ہاتھ نکال کر ستگورو نے فرمایا۔ "تم نے وعدہ کیا تھا کہ کبھی چوری نہیں کرو گے۔ اب اپنی جان بچا کر بھاگ جاؤ۔ یہ سب کچھ یہیں پڑا رہنے دو۔" اِس کے بعد اُس نے کبھی چوری نہیں کی۔

نام دان مِلنے کے بعد جس دِن وہ اپنے گھر آیا تو اُس کے ساتھی شام کو شراب کی محفل جمانے کے لئے جمع ہو گئے۔ پہلے تو وہ اِنکار کرتا رہا، لیکن ساتھی کب ماننے والے تھے۔ اُس نے منت کی، ہاتھ بھی جوڑے، لیکن وہ نہ مانے۔ اُنہوں نے طے کیا کہ اُس کے ہاتھ پاؤں پکڑ کر چار آدمی اُسے زمین پر لٹا دیں اور شراب کی بوتل اُس کے منہ میں اُنڈیل دی جائے۔ موقع کی نزاکت کو سمجھ کر گنگو آخر کار اُن کا

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitzed by eGangotri

ساتھ دینے کے لئے رضامند ہو گیا۔ سب نے اپنے اپنے گلاس شراب سے بھر کر پینا شروع کر دیا۔ گنگو نے ابھی گلاس منہ سے لگایا ہی تھا کہ ستگورو حضور مہاراج جی سامنے ظاہر ہو گئے اور بولے، "اپنا وعدہ یاد کرو۔"

گنگو ایک دم اٹھ کھڑا ہوا۔ شراب کا گلاس زمین پر دے مارا اور فوراً باہر نکل آیا۔ جلد ہی وہ ایک بندوق لے کر واپس آیا اور اپنے ساتھیوں سے بولا، "تم جانتے ہو کہ میرا نشانہ کبھی خالی نہیں جاتا اور میں نے کبھی اپنی حکم عدولی برداشت نہیں کی۔ اس لئے جہاں ہو وہیں چپ چاپ بیٹھے رہو۔ خاموشی سے میری بات سنو۔ اگر کسی نے ذرا بھی حرکت کی تو گولی مار دوں گا۔"

کوٹھڑی میں شمشان کی سی خاموشی چھا گئی۔ گنگو نے کہا، "ہم نے آج تک اکٹھے چوری کی اور ڈاکوؤں کی طرح زندگی بسر کی، لیکن اب مجھے ایک مہاتما مل گئے ہیں جن کی ایک مہر بھری نظر نے میری کایا ہی پلٹ دی ہے۔ میں نے وعدہ کیا ہے کہ اب شراب نہیں پیوں گا، کوئی گناہ نہیں کروں گا۔ آج ہمارا یہ گروہ ختم ہوتا ہے۔ تم لوگ بھی گناہوں کی زندگی کو چھوڑ کر کسی شہر میں جا کر نیکی کے ساتھ اپنی روزی کماؤ۔ میں اتنا ضرور کہوں گا کہ کم از کم ایک بار بیاس جا کر میرے مرشد کے دیدار ضرور کرنا۔"

اس کے بعد گاؤں والوں نے یا اس کے ساتھیوں نے اسے کبھی نہیں دیکھا۔ گمنام رہ کر وہ اپنی زندگی بسر کرتا رہا۔ چھپ کر وہ کبھی کبھی حضور کے درشن اور ست سنگ کے لئے ڈیرہ ضرور آتا تھا۔ اس کے علاوہ اس کی زندگی کے بارہ میں کسی کو کچھ پتہ نہیں۔ لیکن اتنا ضرور معلوم ہے کہ اس کی کایا پلٹ گئی تھی۔ وہ بھجن سمرن خوب کرتا تھا۔

1948ء میں حضور مہاراج جی کے جوتی جوت سما جانے کے بعد زندگی بے کار سمجھ کر گنگو نے اپنے آپ کو پولیس کے حوالے کر دیا۔ اس پر مقدمہ چلا،

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitzed by eGangotri

اُس کے خلاف قتل، چوری، ڈکیتی وغیرہ کے کئی اِلزامات لگائے گئے۔ آخر کار پھانسی کی سزا ہُوئی جو ہائی کورٹ تک قائم رہی۔ اُسے پھانسی پر لٹکانے کے لئے انبالہ جیل میں پہنچایا گیا۔ وہ جیل میں بھی لگاتار بھجن کرتا رہا۔ اُس کے پھانسی پر لٹکائے جانے سے کچھ دِن پہلے اِنسپکٹر جنرل جیلخانہ جات انبالہ جیل کا معائنہ کرنے آئے۔ جب وہ گنگو کی کوٹھڑی کے آگے سے نِکلے تو جیلر سے بولے کہ یہ بڑا خطرناک مُجرم ہے، یہ کئی بار جیل سے بھاگ چُکا ہے، اِس پر بڑی کڑی نگرانی رکھنی چاہیئے۔ اِنسپکٹر جنرل کے چلے جانے کے بعد گنگو نے جیلر سے کہا، "دیکھو بھاگ تو مَیں اِس بار بھی جاتا اور بھاگنے کی سب تیّاری بھی کر چُکا تھا، لیکن میرے مُرشد نے ایسا کرنے سے روک دیا ہے۔ کل رات ستگورو مہاراج نے درشن دِئے اور فرمایا کہ اب تمہارا آخری وقت آگیا ہے۔ اب بھاگنے کا خیال چھوڑ دو۔ پھر گنگو نے کہا، "اگر تمہیں اعتبار نہیں تو یہ دیکھ لو، کوٹھڑی کے چھواڑے کی سلاخیں مَیں نے کاٹ رکھی ہیں کہ جب چاہُوں، اُنہیں نِکال سکوں۔ تمہارے افسر کے سامنے مَیں یہ بات کہنا چاہتا تھا۔ لیکن یہ سوچ کر خاموش رہا کہ برابر نگرانی نہ کرنے کے جُرم میں تمہارا کوئی نقصان نہ ہو جائے۔" یہ سُن کر جیلر صاحب نے اُس کا شکریہ ادا کیا۔

تین دن بعد اُسے پھانسی دی جانے والی تھی۔ یہ تین دِن اُس نے بھجن میں گزارے۔ صُبح جب جیل کے ڈاکٹر نے اُس کا معائنہ کیا تو معلوم ہُوا کہ اُس کا وزن دو پونڈ بڑھ گیا تھا۔ اُس وقت وہ بہت خوش تھا۔ اُس کی نبض کی رفتار بالکل نارمل تھی۔ نہ دِل میں کوئی دھڑکن تھی اور نہ ہی کوئی گھبراہٹ کے نِشان تھے۔

پھانسی دینے سے پہلے جب اُس کی آخری خواہش پُوچھی گئی تو گنگو نے کہا "میری لاش کو بیاس، ڈیرہ بابا جیمل سنگھ پہنچا دینا اور میرا سنسکار وہیں کرنا۔"

مجسٹریٹ نے پُوچھا، "کوئی اور خواہش ہو تو بتاؤ۔"

گنگو نے جواب دیا۔ "اور کوئی خواہش نہیں ہے۔ مَیں نے تو اِنسانی جنم سے

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitzed by eGangotri

کوئی فائدہ نہیں اُٹھایا۔ لیکن آفریں ہے میرے ستگورو بابا ساون سنگھ جی مہاراج پر، جس نے مجھ جیسے پاپی کو نجات دِلائی۔" پھر وہ مُرشدِ مہربان کا دھیان کرتے ہُوئے پھانسی کے تختے پر چڑھ گیا۔ اُس وقت خوشی سے اُس کا چہرہ دمک رہا تھا۔ اپنے ہاتھ سے پھانسی کا پھندہ گلے میں ڈال لیا اور پھانسی دینے والے سے بولا، "لو بھائی، اب تم اپنا کام کرلو۔"

مجسٹریٹ، جیلر اور ڈاکٹر سے اُس کے آخری الفاظ تھے۔ "اگر کبھی ہو سکے تو بیاس جاکر دیہہ دھاری پرماتما (مجسّم خُدا) کے دِیدار ضرور کرنا۔ دھن ستگورو بابا ساون سنگھ جی! دھن ستگورو!!"

پھانسی کے بعد گنگو کی لاش ڈیرہ لائی گئی۔ یہ ۱۹۴۹ء کی بات ہے۔ سردار بہادر مہاراج جی کے حُکم سے اُس کا آخری سنسکار یہیں کیا گیا۔

بابو بُوآداس کی ساکھی

بیاس ریلوے سٹیشن پر ایک بار بابو بُوآداس نامی نئے سٹیشن ماسٹر مُقرّر ہو کر آئے۔ وہ ڈِسپلن کے پکّے اور قاعدے قانون کے بڑے پابند تھے۔ اصُولوں پر چلنا ہے تو اچھّا، لیکن کبھی کبھی کِسی اچھّی بات کا حد سے گزر جانا بھی پریشانی کا باعث بن جاتا ہے۔ سنگت اُن کی سختی اور قاعدے کی پابندی سے پریشان ہو گئی۔ بابو بُوآداس کے آنے کے کچھ ہی عرصہ بعد پہاڑوں کی سنگت نے حضُور مہاراج جی سے عرض کی، "حضُور، یہ جو نیا سٹیشن ماسٹر آیا ہے، یہ مُسافروں کو بہت تنگ کرتا ہے۔ ہمیں ست سنگ سُننے دیر ہو جاتی ہے۔ اور بھاگ کر بڑی مُشکل سے گاڑی کے وقت سٹیشن پہنچتے ہیں۔ لیکن ہمیں ٹکٹ نہیں مِلتا ہے۔ اگر ہم لائنوں کو پار کر کے جاتے ہیں تو یہ ہمیں پولیس کے حوالے کر دیتا ہے۔ پہلا سٹیشن ماسٹر بہت اچھّا آدمی تھا۔ اِس پر حضُور نے فرمایا۔ "کوئی بات نہیں

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitzed by eGangotri

سٹیشن ماسٹر کو سمجھا دیں گے۔"

اُس کے کچھ ہی دِن بعد کی بات ہے۔ ایک اتوار کا ست سنگ تھا۔ اِتّفاقاً بابو بُوآ داس ایک افسر کے ساتھ ڈیرہ میں ست سنگ کا میلہ دیکھنے آگیا۔ بُوآ داس اُونچی ذات کا براہمن تھا۔ جب وہ ڈیرہ پہنچا تو مَیں دفتر کے باہر برآمدے میں بیٹھا ہُوا تھا۔ سٹیشن ماسٹر صاحب نے اپنا اور اپنے افسر کا تعارف کرایا اور بولے، "آج ہماری چھٹّی کا دِن تھا۔ ہم نے سوچا چلو میلہ دیکھ آئیں۔" پھر ست سنگ کے بارے میں پُوچھتے رہے۔ گورُو کی ضرورت پر بات چیت ہوتی رہی۔ ایک گھنٹہ کی بات چیت کے بعد اُنہوں نے فیصلہ دِیا۔ "ہم تو براہمن ہیں براہمن خُود دُنیا کے گورُو ہوتے ہیں، اُنہیں کوئی گورُو دھارن کی ضرورت نہیں۔"

مَیں اس کے جواب میں کچھ کہنے ہی والا تھا کہ حضُور اپنی کوٹھی سے نکل کر ہماری طرف آگئے۔ حضُور نے بُوآ داس کی طرف ایک مہر بھری نظر ڈالی۔ مَیں نے عرض کی کہ یہ بیاس کے سٹیشن ماسٹر صاحب ہیں۔ حضُور نے فرمایا، "ہاں! مجھے معلوم ہے۔ اِنہیں کچھ چائے وغیرہ بھی پلائی ہے یا نہیں؟" مَیں نے کہا، "حضُور! بات چیت میں کچھ پُوچھنے کا خیال ہی نہیں رہا۔" اِس پر حضُور نے فرمایا، "اِنہیں چائے پلا کر ست سنگ میں لے آؤ۔"

دونوں نے بڑے دھیان سے ست سنگ سُنا خاص طور پر سٹیشن ماسٹر تو بُت بنا بیٹھا رہا۔ حضُور نے شبد کی مہما اور گورُو بھگتی کے دو شبد لئے۔ حضُور نے ست سنگ اِس طرح شروع کیا جیسے برآمدے میں ہُوئی ہماری بات چیت کے وقت حضُور موجُود ہُوں۔ اگر مَیں اِس دوران سارا وقت سٹیشن ماسٹر کے ساتھ نہ رہا ہوتا تو وہ دونوں ضرُور یہ خیال کرتے کہ مَیں نے اُس بات چیت کا ذِکر حضُور سے پہلے ہی کر دیا ہے۔ ست سنگ سے لَوٹنے پر وہ مجھ سے پُوچھنے لگے، "مہاراج جی کو ہماری باتوں کا پتہ کیسے لگ گیا؟ اُنہوں نے وہی مضمُون لیا۔

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitzed by eGangotri

جس پر ہم بات چیت کر رہے تھے۔ کئی بار تو ایسا لگا کہ جو سوال میرے دل میں اُٹھ رہے تھے مہاراج جی اُن کا ساتھ ساتھ ہی جواب دے رہے تھے۔" مَیں نے کہا، "اِس کا جواب تو آپ مہاراج جی ہی سے پُوچھیں۔ مَیں تو اِتنا کہہ سکتا ہُوں کہ جو کچھ آپ کو کل یا پرسوں پُوچھنا ہے وہ بھی اُنہیں معلوم ہے۔" اِس پر بابُو آداس نے حیرانی سے پُوچھا، "مہاراج جی تو ضرور انتریامی معلوم ہوتے ہیں۔ لیکن آپ کو یہ کیسے پتہ چل گیا کہ مجھے کل یا پرسوں بھی ست سنگ میں آنا ہے؟" مَیں نے جواب دیا۔ "صرف یہی نہیں بلکہ کچھ دِنوں میں آپ "نام" بھی لیں گے۔" اُنہوں نے کہا، "نہیں، "نام" تو مَیں نہیں لُوں گا۔ ہاں، کل اور پرسوں ست سنگ سُننے کا فیصلہ میرے افسر نے کر لیا ہے۔ کیونکہ وہ دو دِن اور یہاں ٹھہریں گے اور وہ چاہتے ہیں کہ بیاس آنے کا یہ فائدہ ضرور اُٹھائیں۔"

دُوسرے دِن ست سنگ میں حضور نے فرمایا۔ "دیکھو! دُنیا میں کتنی بھُول چل رہی ہے۔ لوگ کہتے ہیں کہ عورت کا شوہر ہی اُس کا مُرشد ہے۔ کوئی دُوسرا گورُو دھارن کرنے کی اُسے ضرورت نہیں۔ لیکن یہ نہیں سوچتے کہ اگر خاوند خود شرابی، کبابی، مُورکھ اور جاہل ہو تو وہ اپنی بیوی کو کیسے پار اُتارے گا؟ وہ تو خود ڈُوبا ہُوا ہے، بیوی کو بھی اپنے ساتھ ہی نرک میں لے جائے گا۔ اِسی طرح کچھ بڑے سمجھدار و عقلمند لوگ اِسی خیال کے زیرِ اثر اپنا نقصان کر لیتے ہیں کہ وہ تو براہمن ہیں اور خود دُنیا کے گورُو ہیں۔ اُن کو گورُو دھارن کرنے کی ضرورت نہیں۔ لیکن جس ملّاح کے بیٹے نے کشتی چلانا تک نہ سیکھا ہو، وہ مُسافروں کو طُوفانی دریا سے پار کیسے لے جا سکے گا؟ وہ تو کشتی کو منجدھار میں ہی ڈبو دے گا۔ دس جماعت انگریزی کی پڑھ کر دفتر میں نوکر ہو گئے اور دِن رات کام میں اِس طرح ڈُوبے رہے کہ سر اُٹھانے کی فرصت بھی نہ ملی۔ خود اپنے بچّوں کی پڑھائی لکھائی دیکھنے تک کا وقت نہیں ملتا، وہ دُوسروں کو کیا تعلیم دیں گے۔ جس نے خود کسی

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitzed by eGangotri

شہر کا راستہ نہیں دیکھا ہے وُہ دُوسروں کو راہ کیسے دکھائے گا؟"

اِس ست سنگ نے بابُو بُوآ داس کے تمام شکوک اور بھرم کے مَیل کو دِل سے نِکال دِیا۔ اب ہر روز شام کو سٹیشن سے سائیکل پر ست سنگ میں آنا اُن کا معمُول ہو گیا۔ ایک دِن وہ مُجھ سے بولے، "آپ کی پیشین گوئی سچ ہونے والی ہے۔ میرا دِل نام لینے کا بن گیا ہے۔ جو سچّی بات ہے اُسے ماننے سے اِنکار نہیں کرنا چاہیئے۔"

بابُو بُوآ داس کو نام مِل گیا۔ نام دان تو اَور بھی سینکڑوں لوگوں کو مِل جاتا ہے۔ لیکن اُن کی تو کایا ہی پلٹ گئی۔ اب وُہ پہلے والے بابُو بُوآ داس نہ تھے۔ خُوب بھجن کرنے لگے۔ دِن رات جب بھی سرکاری کام سے فُرصت مِلتی، بھجن میں بیٹھ جاتے۔ اب ڈیوٹی کے وقت بھی من کو سمرن میں لگائے رہتے، گورُو کے دھیان میں مست رہتے۔ کُرسی پر بیٹھے بیٹھے کبھی کبھی شبدِ اتنے زور سے گونج اُٹھتا کہ آنکھیں بند ہو جاتیں۔ اور قلم ہاتھ ہی میں رہ جاتا۔ من اِتنا پاک اَور عاجز ہو گیا تھا کہ اپنے ماتحتوں کو بھی اُونچی آواز سے نہ بُلاتے۔ اُن دِنوں عموماً سٹیشن ماسٹر خُود رات کی ڈیوٹی نہیں دیتے تھے اور اپنے ماتحتوں کے ذِمّے یہ ڈیوٹی لگا دیتے۔ لیکن اب بُوآ داس اپنی ڈیوٹی خُود ادا کرتے۔ اور اپنے ماتحتوں کی سہُولت کا ہمیشہ خیال رکھتے۔ اب مُسافروں کی شکایتیں دُور ہو گئیں۔ آپ ہر بات میں اُن کی مدد کرتے اور اُن کی سہُولت اَور اِمداد کا بہت زیادہ خیال رکھتے تھے۔ اِس بارہ میں ایک چھوٹے سے واقعہ کا ذِکر یہاں کیا جاتا ہے۔

ایک دِن شام کی گاڑی سے انبالہ کا ایک جنٹلمین بابُو ست سنگی بیاس سٹیشن پر اُترا۔ وہاں سٹیشن پر اُس وقت کوئی قُلی نہ تھا۔ گاڑی چلی گئی۔ اور پلیٹ فارم خالی ہو گیا۔ وہ بابُو بڑی مُشکل سے سامان اُٹھا کر تانگوں کے کھڑے ہونے کی جگہ تک آیا۔ لیکن اُس وقت وہاں کوئی تانگہ بھی موجُود نہ تھا۔ اُن دِنوں تانگے بھی بہت کم تھے۔

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitzed by eGangotri

بابُو پریشان تھا کہ کیا کرے۔ اِتنے میں اِتفاقاً بابُو بُوآداس جی کہیں سے گھومتے پھرتے آنکلے۔ اُنہوں نے بابُو کو پریشان دیکھ کر پُوچھا کہ اُسے کہاں جانا ہے؟ بابُو نے جواب دیا کہ اُسے ڈیرہ جانا ہے، ست سنگ کے لئے آیا ہے۔ بُوآداس جی بولے "مجھے بھی ڈیرہ جانا ہے۔ مَیں آپ کا سامان لے چلتا ہوں۔" اُن کی اُس وقت چھٹی تھی اور وُہ عام کپڑے پہنے ہوئے تھے۔ ست سنگی بابُو نے سمجھا کہ کوئی معمولی کِسان ہے۔ پُوچھا کہ سامان اُٹھانے کا کیا لوگے؟ بُوآداس نے کہا، "جو آپ دینگے لے لوں گا۔"

بُوآداس اُس کا صندوق اور بستر اسر پر رکھ کر چل پڑے۔ تھوڑی دُور چلے کہ تھک کر رُک گئے، تھوڑا ٹھہرے اور پھر چل پڑے۔ اِس طرح رُکتے رُکتے مُشکل سے ایک مِیل کا فاصلہ طے کیا ہوگا کہ پسینے سے بھیگ گئے۔ اور تھک کر رُک گئے۔ اُدھر وُہ بابُو ڈیرہ پہنچنے کے لئے جلدی کر رہا تھا۔ رُکتے رُکتے اور بابُو کی سخت کلامی سُنتے ہوئے ابھی آدھا راستہ طے کیا ہوگا کہ اُدھر سے حضُور کا سیوک سوہن آتا ہُوا دِکھائی دیا۔ پاس آنے پر اُس نے سٹیشن ماسٹر کو پہچان لیا اور اُن سے سامان لے لیا۔ سوہن بولا، "مجھے پتہ نہ تھا کہ حضُور سٹیشن کی طرف کیوں بھیج رہے ہیں۔ اَب پتہ چلا کہ کیا بات تھی۔"

اَنبالہ والے بابُو کو جب معلوم ہُوا کہ اُن کا سامان اُٹھانے والا شخص سٹیشن ماسٹر ہے تو وُہ بہت شرمندہ ہُوا۔ معافی مانگنے لگا، "بُوآداس جی بولے، "معافی مانگنے کی کوئی بات نہیں۔ یہ تو میری خُوش قسمتی ہے کہ ست گورُو کے پریمی کی سیوا کرنے کا موقع ملا۔" جب ڈیرہ پہنچے تو حضُور بابُو بُوآداس کا اِنتظار کر رہے تھے۔ انبالہ والے سجّن سے پُورا حال سُن کر حضُور مہاراج جی بُوآداس سے بہت خُوش ہُوئے۔

ایک دفعہ سٹیشن ماسٹر صاحب ست سنگ کے لئے شام کے پانچ بجے

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitzed by eGangotri

ڈیرہ آئے۔ ست سنگ سُن کر باطن (انتر) میں ایسی لگن لگی اور پیار جاگا کہ ست سنگ سے اُٹھتے ہی ڈیرہ کے ایک کمرے میں جاکر بھجن میں بیٹھ گئے۔ توجہ اندر لگ گئی اور تن بدن کا ہوش نہ رہا۔ اِدھر جب بابو بوآ داس رات کو نو بجے تک سٹیشن پر نہ پہنچے تو اسسٹنٹ سٹیشن ماسٹر ڈیرہ آگیا۔ اُس نے اُنہیں اُٹھانے کی کوشش کی۔ لیکن اُنکا خیال باہر نہ آیا۔ آخر دس بجے حضور مہاراج جی کی خدمت میں عرض کی۔ "حضور! آج سٹیشن ماسٹر صاحب کی رات کی ڈیوٹی ہے شام سے ہی سٹیشن پر ٹریفک اِنسپکٹر آیا ہُوا ہے۔ وہ ڈسپلن کا بہت پابند ہے، اور بہت سخت مزاج انگریز ہے۔

حضور نے فرمایا کہ بوآ داس کو ابھی بھجن سے اُٹھا کر کہو کہ فوراً سٹیشن پہنچ جائے۔ اور موٹر ڈرائیور سے کہو کہ اُن کو موٹر میں چھوڑ آئے۔ اسسٹنٹ سٹیشن ماسٹر نے کہا کہ ہم اُنہیں اُٹھانے کی بہت کوشش کر چکے ہیں۔ کئی بار پاس جاکر آواز دے چکے ہیں۔ لیکن وہ اُٹھتے ہی نہیں۔ اِس پر مہاراج جی نے فرمایا، "اچھا! بیٹھا رہنے دو، جو ہوگا دیکھا جائے گا۔"

اسسٹنٹ سٹیشن ماسٹر جب حضور کے پاس سے آیا تو فکر میں ڈوبا ہُوا تھا۔ کہنے لگا، "سٹیشن ماسٹر تو اب ضرور برخاست کر دیا جائے گا۔ مَیں بھی اُس کی جگہ کام نہیں کر سکتا۔ کیوں کہ ٹریفک اِنسپکٹر کو معلوم ہے کہ آج مَیں چھٹی پر ہوں اور سٹیشن کے سب حساب کتاب اور رجسٹروں وغیرہ کے صندوق کی چابی بھی بابو بوآ داس کے پاس ہے۔" لوگوں نے کہا کہ اب تو صاحب سو گیا ہوگا۔ اُس نے جواب دیا کہ صاحب سونے والا شخص نہیں ہے۔ وہ تو ہمیشہ آتا ہی رات کے وقت ہے۔ اور جانچ پڑتال کئی بار رات کے وقت بارہ بجے شروع کرتا ہے۔

اُس رات اسسٹنٹ سٹیشن ماسٹر بھی ڈیرہ ہی میں رہا۔ سٹیشن جاکر صاحب کا سامنا کرنے کی ہمت اُس میں نہ تھی۔ رات بھر انگریز ٹریفک اِنسپکٹر

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitzed by eGangotri

کی شکل اُس کی آنکھوں کے سامنے گھومتی رہی۔ صبح ہوتے ہی اُس نے بابو بوآ داس کو اُٹھایا اور اُن کو سٹیشن لے جانے لگا۔ لیکن بوآ داس کہنے لگا کہ وہ مہاراج جی کے درشن کئے بغیر نہیں جائے گا۔ حضور صبح دیر تک بھجن کیا کرتے تھے۔ جب آٹھ بجے صبح باہر تشریف لائے تو بوآ داس جی کو حکم دیا کہ جلدی اپنے کام پر جاؤ۔ اپنی ڈیوٹی سے کبھی غیر حاضر نہیں رہنا چاہیئے۔ پرساد لے کر بوآ داس چل پڑے۔

جب دس بجے کے قریب سٹیشن پہنچے تو دیکھا کہ صاحب ابھی ویٹنگ روم میں ہی تھا۔ سٹیشن ماسٹر صاحب منہ ہاتھ دھو کر اپنی وردی پہن کر دفتر میں آ بیٹھے۔ رجسٹر نکال کر میز پر رکھ لئے اور رات کی اپنی غیر حاضری کے نتیجے کا انتظار کرنے لگے۔

جب صاحب دفتر میں آیا تو بابو بوآ داس نے اُن کے سامنے رجسٹر وغیرہ رکھتے ہوئے کہا، "مہربانی کر کے رجسٹر، ریکارڈ وغیرہ کی پڑتال کر لیں۔"

یہ سُن کر صاحب حیرانی کے ساتھ اُن کی طرف دیکھنے لگا۔ پھر بولا، "اب کون سے رجسٹر باقی ہیں، سب رجسٹر تو تم نے کل رات کو ہی دکھا دیئے۔ میں نے اُن پر ریمارکس بھی لکھ دیئے ہیں۔" یہ سُن کر بابو بوآ داس کی آنکھوں میں شکور و کے پریم اور شکرانے کے آنسو بھر آئے۔ چپ چاپ دفتر سے باہر چلے آئے۔

اپنی رائے میں ٹریفک انسپکٹر نے لکھا تھا: "میں نے اس علاقہ کے سبھی سٹیشن ماسٹروں میں بابو بوآ داس کام بہت اچھا اور ایماندارانہ و بے نقص پایا۔ یہ کسی بڑے عہدے کا مستحق ہے۔" بڑے آفیسر اُس کی رپورٹ کی بڑی قدر کرتے تھے۔ ایک مہینے بعد بابو بوآ داس کو اطلاع ملی کہ تم کو اعلےٰ گریڈ دے کر کسی بڑے سٹیشن پر لگانے کا سجھاؤ ہے۔ آپ بتائیں کہ کون سا سٹیشن لینا چاہتے ہیں؟ لیکن بابو بوآ داس نے جواب دیا کہ وہ بیاس سے تبدیلی نہیں کرانا چاہتے۔ اس پر اُن کو

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitzed by eGangotri

بیاس سٹیشن پر ہی اگلا گریڈ دے دیا گیا۔

اب تو بابو بوآداس کا یہ حال تھا کہ اپنے آپ کو گورو کا چاکر ہی سمجھتے۔ ست سنگیوں کی سیوا ہی گویا اب اُن کی سرکاری ڈیوٹی بن گئی تھی۔ اگر کوئی ست سنگی رات کے وقت گاڑی سے اُترتے تو اُنہیں اپنے گھر لے جاتے اور اُن کے کھانے پینے کا اِنتظام کرتے۔ ست سنگ کے لئے جاتے وقت کبھی کسی کی گٹھڑی اُٹھا لیتے، تو کبھی کسی کا بچّہ۔ گرمی کے موسم میں سٹیشن کے دونوں طرف ٹھنڈے پانی اور شربت کا پیاؤ لگوا دیتے۔ تنخواہ کا کافی حصّہ سنگت کی سیوا میں خرچ کر دیتے۔ ایک بار اُن کے کُنبہ کے لوگوں نے مہاراج جی کی خدمت میں شکایت کی تو حضور نے جواب دیا کہ پرمارتھ میں خرچ کرنے سے دَھن گھٹتا نہیں بلکہ بڑھتا ہے۔ اِس کے کچھ ہی دِنوں بعد اُن کا بیٹا سٹیشن ماسٹر بن گیا۔

بابو بوآداس کا ایک چھوٹا سا واقعہ سُنا کر اِس ساکھی کو ختم کیا جاتا ہے۔ شاید جنگِ عظیم کے دِن تھے یا بعد میں کسی اور وجہ سے مٹّی کے تیل کی بہت کمی ہو گئی تھی۔ ڈِپٹی کمشنر کے پرمِٹ کے بغیر کسی کو مٹّی کا تیل نہیں ملتا تھا۔ اور وہ بھی ایک کُنبہ کے لئے مہینے میں مُشکل سے چند بوتلیں ہی ملتی تھیں۔ اِدھر ڈیرہ میں باباجی مہاراج کے بھنڈارے کا موقع تھا۔ اور اُدھر تیل ختم ہو گیا۔ بجلی اُن دِنوں نہیں تھی۔ امرتسر سے ایک آدمی لوٹ آیا کہ ڈِپٹی کمشنر صاحب نے صِرف ایک کنستر دینا منظور کیا ہے۔ ست سنگ کے منتظمین بڑی مُشکل میں تھے کہ بیس پچیس ہزار لوگوں کے لئے رَوشنی کا اِنتظام کیسے ہو گا؟ اُن کو اندھیرے میں کھانا کیسے کھلایا جائے گا؟ اُن کے رہنے کی جگہوں اور سڑکوں و چوک میں روشنی کیسے ہو گی؟

بابو بوآداس کو اِس پریشانی کا پتہ لگا۔ اُنہوں نے پوچھا کہ بھنڈارے کے موقع پر کتنے کنستر تیل کی ضرورت ہو گی؟ بھنڈاری نے بتایا کہ اگر بارہ کنستر مِل جائیں تو تھوڑا بہت گزارہ ہو جائے گا۔ کمروں میں جلانے کے لئے موم بتیاں منگا لیں گے۔ سٹیشن

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitzed by eGangotri

ماسٹر کے سٹور میں سٹیشن پر لالٹینوں کے لئے چھ کنستر موجود تھے۔ بابو بوآ داس نے دوسرے دن ڈھلواں، ہمیرا، کرتار پور اور بوٹاری کے سٹیشن ماسٹروں سے التجا کر کے کچھ وقت کے لئے آٹھ کنستر اُدھار منگوا لئے۔ اِس طرح چودہ کنستر اکٹھے کر کے ڈیرہ میں پہنچا دیئے۔ بھندارہ بخوبی نکل گیا۔ لیکن بات کافی پھیل گئی تھی۔ کرتار پور کے کسی بابو نے بڑے افسروں کو گمنام چٹھی لکھ کر اِس بات کی خبر دے دی تھی۔ اِس لئے سٹور چیک کرنے کے لئے اِنسپکٹر آ گیا۔ اب بابو بوآ داس کے پاس اِن سٹیشن ماسٹروں کے ٹیلیفون آنے لگے۔ کسی سٹیشن ماسٹر کا بیٹا آ گیا، کسی کا کوئی اور قابلِ اعتبار آدمی آ گیا کہ فوراً کنستر لوٹاؤ یا کچھ اِنتظام کرو، ورنہ سب قید ہو جائیں گے۔

اب بوآ داس جی کے پاس سوائے بھاگ کر مُرشد کے قدموں آنے کے اور کوئی چارہ نہ تھا۔ جب یہاں آ کر حضور کی خدمت میں اِس بات کی خبر دی تو حضور بہت ناراض ہوئے، فرمایا، "سرکاری چیزیں چوری کر کے لانا کہاں کی عقلمندی ہے؟ تم لوگ ڈیرہ کو بھی بدنام کرتے ہو اور خود بھی مُصیبت میں پھنستے ہو۔ اب اِس معاملے میں کیا ہو سکتا ہے، جاؤ اور جس طرح سے بھی ہو سکے اِنتظام کرو۔"

بے چارہ بابو بوآ داس کیا اِنتظام کرتا۔ مٹی کا تیل کہیں ملتا نہیں تھا۔ دوسرے سٹیشنوں والے گالیاں دے رہے تھے کہ اِس بھلے مانس نے ہمیں اچھا پھنسایا، خیر جب بابو بوآ داس واپس سٹیشن پر پہنچے تو اِنسپکٹر آ کر بیٹھا ہوا تھا۔ باقی سٹیشنوں پر پڑتال کر آیا تھا۔ بوآ داس کو دیکھ کر بولا، کسی بدمعاش نے جھوٹی خبر دے کر مجھے پریشان کیا ہے۔ سبھی سٹیشنوں پر سٹور پورا نکلا ہے۔" بابو بوآ داس نے سوچا کہ بے چاروں نے کہیں اِدھر اُدھر سے کوشش کر کے کمی پوری کر لی ہو گی۔ اُنہوں نے اِنسپکٹر سے کہا، "صاحب میرے سٹور میں تو چھ کنستروں کی کمی ہے۔"

سٹور کا دروازہ کھول کر وہ اِنسپکٹر کو اندر لے گیا۔ اِنسپکٹر نے پڑتال کی تو پتہ چلا کہ پورے کنستر موجود ہیں۔ وہ بولا، "کنستر تو سب برابر ہیں۔" صاحب آپ

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitzed by eGangotri

نے شاید خالی کنستروں کو گن لیا ہے۔ مَیں آپ کو دھوکا نہیں دینا چاہتا۔" بابُو بُوآ داس نے کہا۔ لیکن جب کنستروں کو اُٹھا کر دیکھا گیا تو سب بھرے ہُوئے تھے اِنسپکٹر نے کہا، "ہم جانتے ہیں تُم بہت ایماندار شخص ہو۔ ہم جھُوٹی رپورٹ دینے والے کو پکڑنے کی کوشش کریں گے، اور اُس کے خلاف سخت کارروائی کی جائے گی۔"

اِدھر انسپکٹر واپس گیا اور اُدھر بابُو بُوآ داس ڈیرہ کی طرف بھاگے۔ حضُور کی خِدمت میں حاضِر ہو کر پُوری بات سُنائی، "دھنّ ستگورو! دھنّ ست گورو!!" کہتا جاتا تھا، زمین سے سر نہیں اُٹھاتا تھا۔ شُکرانے و پیار کے آنسُو بہہ رہے تھے۔ حضُور نے کہا، "بھائی! مجھے تو اِس بات کا کچھ پتہ نہیں، وُہ رحمت کرنے والی طاقت کوئی اور ہی ہے۔" پھر کچھ دیر خاموش رہ کر فرمایا، "ایسی باتوں کا شور نہیں مچانا چاہیئے۔"

بٹالہ شہر کے ایک مولوی صاحِب کی ساکھی

ایک مرتبہ بٹالہ شہر کی ایک مُسلمان عورت جِس کا نام بی بی حشمت تھا اِتفاقاً کچھ ست سنگی عورتوں کے ساتھ ڈیرہ آ گئی۔ کچھ دِن ست سنگ سُنا اور جاتے وقت مہاراج جی سے نام دان بھی لے گئی۔ نام لیتے وقت جب اُس عورت نے بتایا کہ وُہ مُسلمان ہے تو حضُور نے پُوچھا، "بی بی! تیرے گھر والے تُجھے پریشان کریں گے؟" اُس نے بڑی دلیری سے جواب دیا، "مَیں تو رب کا نام لے رہی ہُوں، رَبّ کا نام لینا کوئی گُناہ تو ہے نہیں کہ مُجھے لوگ پریشان کریں۔" حضُور اُس کے جواب سے بہت خُوش ہُوئے اور نام دان دِیا۔

وہ عورت بڑی ہمّت والی اور محنتی تھی۔ واپس گھر آ کر بڑی لگن کے ساتھ باقاعدگی سے بھجن سمرن کرنے لگی۔ اصل میں تو بھجن اور ابھیاس ہے بھی محنتی لوگوں کا کام۔ نازک مزاج اور کمزور اشخاص کیا بھجن کریں گے۔ بھجن تو نفس کو روکنا اور

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitzed by eGangotri

جوانی کی موت مرنا ہے۔ بی بی حشمت نے خوب محنت کی۔ اُس نے اپنے گھر میں گوشت و مچھلی وغیرہ پکانے سے اِنکار کر دیا۔ مُرشد کی رحمت سے اُس کے خاوند نے بھی کوئی خاص اعتراض نہیں کیا اور گھر میں امن و سکون بنا رہا۔

جس باغ میں حشمت بی بی کا خاوند کام کرتا تھا۔ وہاں ایک مولوی صاحب رہتے تھے۔ ایک دِن پُوچھنے لگے کہ بہت دِنوں سے حشمت بی بی کو نہیں دیکھا، وہ ٹھیک تو ہے نا؟ خاوند نے جواب دیا، کہ وہ ٹھیک ہے اور اب دِن رات اللہ کی عبادت میں مشغول رہتی ہے۔ بات چیت میں مولوی صاحب کو پتہ لگا کہ وہ اب گوشت اور انڈہ وغیرہ نہیں کھاتی اور اُس نے ایک سکھ مہاتما کو اپنا مُرشد بنا لیا ہے۔ مولوی اور پنڈت تو شریعت اور کرم کانڈ کے قیدی ہوتے ہی ہیں۔ وہ بھلا اِس بات کو کیسے برداشت کرتے؟ مولوی صاحب نے اُس کے خاوند کے کان بھرنے شروع کر دیئے۔ آہستہ آہستہ اُس کے دِل میں مولوی صاحب کی باتیں گھر کرنے لگیں۔ گھر میں ناچاقی پیدا ہو گئی اور گھر والے حشمت بی بی کو پریشان کرنے لگے۔ کچھ دِنوں کے بعد بات یہاں تک بڑھ گئی کہ مولوی صاحب نے کہہ دیا کہ اِن دونوں کا نکاح بھی قائم نہیں رہ سکتا اور حشمت بی بی کے خاوند کو چاہیئے کہ اُسے طلاق دے کر گھر سے نکال دے۔

حشمت بی بی بال بچوں والی اَدھیڑ عُمر عورت، کرے تو کیا کرے، اور جائے تو کہاں جائے؟ بہت دُکھی اور پریشان ہو کر حضور مہاراج کے پاس آئی اور آنکھوں سے آنسو بہاتے ہوئے حضور کو سارا حال کہہ سُنایا۔ حضور نے اُسے دِلاسا دیا اور فرمایا، "کوئی بات نہیں، بھجن سمرن کرتی رہو۔ اپنے خاوند کو پیار اور محبت سے سمجھانے کی کوشش کرو۔ اور اُن کے کہنے کے مُطابق کام کرو۔" حشمت بی بی گھر واپس آ گئی آگے کا ذِکر مولوی صاحب کے الفاظ میں دِیا جاتا ہے۔ جیسا کہ اُنہوں نے خود مجھے سُنایا تھا:

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitzed by eGangotri

"مَیں رات کی نماز کے بعد اپنی کوٹھڑی کا دروازہ بند کر کے اَور رَوشنی گُل کر کے نفل پڑھنے لگا۔ ابھی مَیں نے نفل شروع کی ہی تھی کہ کوٹھڑی میں یکایک بجلی جیسی تیز رَوشنی ہُوئی اَور اُس میں سے ایک شخص نکلا۔ جس کی سفید داڑھی تھی، قد لمبا اور سفید لباس پہنے ہُوئے تھا۔ اُس کا جمال اَور جلال ایسا تھا کہ اُس پر نگاہ نہ ٹھہرتی تھی۔ اُس کو دیکھ مَیں گھبرا گیا۔ کلمہ، نماز وغیرہ سب بھُول گیا۔ مَیں نے ڈرتے ڈرتے اُن سے ہاتھ جوڑ کر عرض کی، "صاحب، آپ کون ہیں؟ اور کیا چاہتے ہیں؟ مَیں نے آپ کا کیا بگاڑا ہے؟" اُس بزُرگ نے جواب دیا۔ "تُو خُدا کے عزیز بندوں کو پریشان کرتا ہے۔ صُبح ہوتے ہی حشمت بی بی اور اُس کے خاوند سے جا کر مُعافی مانگو۔ اپنی غلطی کا اِعتراف کرو اور اُن دونوں کے ہمراہ ہمارے پاس پہنچو۔ اِتنا کہہ کر وہ بزُرگ غائب ہو گئے۔ میرے دِل پر عجیب حَیرانی اَور دہشت چھا گئی، نیند غائب ہو گئی۔ اُس بزُرگ کی صُورت آنکھوں کے سامنے گھُومتی رہی۔"

دُوسرے دن صُبح مَیں رات کے واقعات کے بارہ میں سوچ ہی رہا تھا کہ سامنے سے حشمت بی بی اور اُس کا خاوند آتے ہُوئے نظر آئے۔ اُنہیں دیکھ کر میرے جسم میں کپکپی سی آ گئی۔ اُن کے ہاتھوں میں ایک گٹھڑی اَور کچھ سامان تھا۔ ایسا معلوم ہوتا تھا کہ کہیں سفر پر جا رہے ہیں۔ نزدیک آنے پر، اِس سے پہلے کہ مَیں کچھ بولتا، وہ بول اُٹھے۔ "مُرشِد کے دربار میں حاضِر ہونے کا حُکم ہُوا ہے، آپ کا کیا خیال ہے؟" مَیں نے فوراً کہا، "مَیں بھی آپ کے ہمراہ چلُوں گا۔" میرے اِس جواب سے اُن کو ذرا بھی حَیرانی نہ ہُوئی۔ بلکہ حشمت بی بی نے مُسکراتے ہُوئے کہا، "مُرشِد کا ایسا ہی حُکم تھا۔" میرے دِل میں خیال آیا کہ شاید رات کے واقعات کا اِنہیں بھی عِلم ہے۔ مَیں اُس کا ذِکر کرنے ہی لگا تھا کہ حشمت بی بی نے کہا، رات کو مُرشِد مہربان کا دِیدار حاصِل ہُوا تھا۔ اُنہوں نے فرمایا کہ مَولوی صاحب کو ساتھ لیکر ہمارے پاس آؤ۔ ہم نے مَولوی صاحب کو سمجھا دِیا ہے۔"

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitzed by eGangotri

ابھی ہم ڈیرہ سے کچھ فاصلے پر ہی تھے کہ حضور مہاراج صاحب چند سنت سنگیوں کے ساتھ آتے ہوئے دکھائی دیئے۔ اُن کی طرف دیکھا تو دیکھتا ہی رہ گیا۔ وہی سفید داڑھی، لمبا قد اور سفید لباس تھا۔ پاس آنے پر مجھے دیکھ کر ذرا سا مسکرائے اور فرمایا، "مولوی صاحب! آپ آ گئے، بہت اچھا کیا۔"

حشمت بی بی اور اُس کے خاوند نے مہاراج جی کے سامنے سجدہ کیا۔ لیکن مہاراج جی نے پاؤں پیچھے ہٹا لئے۔ میں کسی انسان کو سجدہ کرنا شرع کے خلاف مانتا تھا۔ لیکن اُس وقت میں اپنے آپ کو بھول چکا تھا اور اُس فقیر کا رُعب بھی کچھ ایسا تھا کہ میرا سر خود بخود جھک گیا۔ حیرانی کی بات یہ تھی کہ حضور نے اپنے قدم پیچھے نہ ہٹائے۔ میرے سر کا قدمِ مبارک کو چھونا تھا کہ مجھے اپنے آپ کا ہوش ہی نہ رہا۔ ایک لابیان خوشی میرے دل پر چھا گئی۔ حضور نے فوراً اپنے ہاتھوں سے میرا سر اُوپر کر دیا۔ لیکن میرا دل چاہتا تھا کہ اُن قدموں سے لپٹ جاؤں۔

حضور نے مجھے ایک مسلمان سنت سنگی میاں چراغ دین کے حوالے کر دیا اور کہا، "یہ ہمارے پرانے واقف ہیں۔ ان کا اچھی طرح خیال رکھنا۔" مگر میرا اب خیال کیا رکھنا تھا۔ میں تو میاں چراغ دین کی کوٹھڑی میں پہنچتے ہی چارپائی پر لیٹ گیا۔ کسی سے بات کرنے کو جی نہیں چاہتا تھا۔

دوسرے دن مرشدِ کامل نے ہمیں "نام" بخش دیا اور چودہ طبق کا حال واضح کر دیا۔ حقیقت کی راہ پر لگا دیا۔ سمجھنے کیا تھے، اور اصلیت کیا نکلی۔ پھر اب تو آپ کے سامنے صحیح سلامت بیٹھا ہوں۔ بس اب تو مرشد ہی سب کچھ ہے۔ اُن کے سوا اور کچھ نہیں۔"

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitzed by eGangotri

سردار گوردیال سنگھ ڈی۔ ایس۔ پی کی ساکھی

(اُن کی اپنی زبانی)

مجھے حضُور مہاراج جی نے پہلی مارچ 1936ء کو فضل و کرم کر کے نام کا دان بخشا تھا۔ اُن کی خاص رحمت کی ایک ساکھی یہاں لکھتا ہُوں۔

ہندوستان کے بٹوارے کے وقت کی بات ہے۔ تب مَیں ضلع جھنگ میں بطور ڈسٹرکٹ انسپکٹر پولیس تعینات تھا۔ مَیں ماہ جولائی 1947ء کے آخری ہفتہ میں کچھ دِنوں کی چھٹی لے کر حضُور کے قدموں میں حاضر ہُوا۔ بال بچے بھی میرے ساتھ تھے۔ مُلک کی خراب حالات کو دیکھتے ہُوئے مَیں نے حضُور سے عرض کی کہ نوکری پر واپس جھنگ جاؤں یا نہیں؟ حضُور نے کچھ سیکنڈ کے لئے آنکھیں بند کر لیں اور کچھ سوچنے لگے۔ پھر حکم فرمایا، "اچھا، جو ہوگا دیکھا جائے گا۔ نوکری پر چلے جاؤ لیکن بال بچّوں کو ساتھ نہ لے جاؤ۔ مُرشد کو ہمیشہ یاد رکھنا۔ وُہ تمہاری حفاظت کریں گے۔" یہ حضُور کے جسمانی صُورت کے میرے آخری دیدار تھے۔ ہائے! اگر یہ اُس وقت معلوم ہوتا کہ حضُور کو جلدی ہی اِس فانی دُنیا سے چلے جانا ہے، تو مَیں نوکری کے لئے واپس جھنگ کبھی نہیں جاتا۔

جب میں جھنگ پہنچا تو دیکھا کہ وہاں فسادات و قتل و غارت ہو رہے تھے۔ چاروں طرف دہشت گردی کا ماحول چھایا ہُوا تھا۔ 15 اگست کو مُلک کی تقسیم ہُوئی۔ مَیں نے ہندوستان میں مُلازمت کرنے کی پسندیدگی دی ہُوئی تھی۔ لیکن مجھے اپنے افسرانِ بالا کی طرف سے کوئی حکم نہ مِلا۔

جھنگ میں حالات اِتنے خطرناک ہو گئے کہ ایک دِن مَیں اپنے مکان کے اندر بند ہو گیا اور قسمت کی طرف دیکھ رہا تھا کہ اَب کیا ہوتا ہے۔ ملازمانِ پولیس بھی اِس لُوٹ مار میں بڑھ چڑھ کر حصّہ لے رہے تھے۔ 25 اگست 1947ء کی صُبح میرے مکان پر ایک ہندو سپاہی آیا اور التجا کی کہ اُس کی بیوی اور

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitzed by eGangotri

بچے بہت خطرے میں ہیں۔ اُن کی جان بچائی جائے۔ مَیں نے اُن کو بچانے کے لئے اپنے مکان کا دروازہ تھوڑا سا کھولا ہی تھا کہ ایک بڑا گروہ میرے مکان کے اندر گھس آیا۔ اُن کے پاس لاٹھیاں، تلواریں اور دیگر خطرناک ہتھیار تھے۔ اُنہوں نے میرے مکان کو لُوٹنا شروع کر دیا۔ دو سپاہی جو میرے ماتحت رہ چکے تھے، میری طرف اِشارہ کر کے بولے کہ پہلے اِس سکھ کی بوٹی بوٹی کر دو۔ تب میرے ہوش و حواس اُڑ گئے۔ کچھ نہیں سُوجھتا تھا کہ کیا کروں اور کیسے جان بچاؤں۔ ٹھیک اُسی وقت حضور مُرشدِ مہربان دین دیال کی صُورت میرے سامنے ظاہر ہوئی اور فرمایا۔ "سرکاری پستول تمہارے پاس ہے، اُسے نکال کر سب کو ڈرا دو، تمہارا بال بھی بانکا نہ ہوگا۔"

مَیں ایک میز کے اُوپر چڑھ گیا۔ اپنا سرکاری ریوالور نکال کر ہوا میں ایک دو فائر کر دیئے۔ گولی کا چلنا تھا کہ وہ سب ہجوم دُم دبا کر بھاگ گیا۔ بڑا نازک موقع تھا۔ مَیں نے پھر مکان کا دروازہ بند کر لیا۔ دو گھنٹے بعد فوج کا ہتھیار بند دستہ آیا اور میرے مکان پر گھیرا ڈال دیا۔ اُس فوجی دستے کے افسر نے میرے ہتھیار لے لئے۔ اور کہا کہ تم کو قتل کے جُرم میں گرفتار کیا جاتا ہے۔ مجھے سیدھا جیل میں لے جایا گیا اور ایک بارک میں اکیلے بند کر دیا گیا۔ مَیں نے اُس تمام واقعہ کی ایک تحریری رپورٹ تیار کر کے اپنے سپرنٹنڈنٹ پولیس کو بھیجنے کے لئے دے دی۔ ایس۔ پی صاحب مسٹر جی۔ رائن ایک شریف اور نیک انگریز تھے۔ لیکن میری یہ رپورٹ تلف کر دی گئی اور صاحب تک نہ پہنچی۔

جیل میں مجھے میری بُنیادی ضروریات سے بھی محروم رکھا گیا۔ مَیں نے جیل سپرنٹنڈنٹ سے عرض کی کہ میرے اگست کے مہینے کی تنخواہ منگوا کر دی جائے تاکہ اپنی ضروریات پر خرچ کر سکوں اور میرے خرچ پر مجھے چائے دی جائے۔ لیکن اُن دِنوں کیا ہندو اور کیا مُسلمان سب میں ہمدردی اور معمولی اِنسانی فرض ختم ہو چکا تھا۔

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitzed by eGangotri

کچھ وقت تک تو مجھے یہ اُمید رہی کہ اعلےٰ عہدوں پر ممتاز میرے دوست ایسی حالت میں میری مدد کریں گے اور مغربی پنجاب میں میرے دوست اور لائل پور میں رہنے والے میرے رشتہ دار میری مدد کو آئیں گے لیکن ایسا نہیں ہو پایا۔ پورے پنجاب میں فسادات شروع ہو گئے تھے۔ ہندو و سکھ پاکستان سے اور مسلمان ہندوستان سے جان بچا کر بھاگ رہے تھے۔ آہستہ آہستہ جیل سے رہائی کی میری ساری اُمیدیں ختم ہو گئیں۔ اب یہ حالت تھی کہ نہ کوئی دوست، نہ ساتھی، نہ مددگار، نہ رشتے دار، نہ کوئی ہمدرد اور نہ کوئی مہربان نظر آتا تھا۔ مَیں نے جیل کے افسران کو عرض کی کہ مجھے عدالت میں پیش کیا جائے۔ جواب ملا کہ تمہارا عدالت میں پہنچنا بھی مشکل ہے راستے میں ہی لوگ مار دیں گے۔

ستگورو کی رحمت سے مجھے نام دان تو ۱۹۳۷ء میں ہی مل گیا تھا۔ لیکن نہ تو مَیں نے بھجن سمرن کیا تھا، نہ اندر کوئی رسائی تھی۔ سُرت (رُوح) نے کیا یکسو ہونا تھا۔ جبکہ بھجن سمرن میں پوری لاپرواہی رہی ہو۔ اُس وقت دل میں بڑا افسوس ہُوا کہ حیف میری زندگی پر! ایسے کامل مُرشد ملے، لیکن کوئی خدمت نہیں کی، نہ مُرشد سے پیار کیا اور نہ اُن کے حکم کی تعمیل کی۔

ماہ ستمبر کے آخری دن تھے۔ مَیں بڑی فکر اور گھبراہٹ کی حالت میں مٹی کے چبوترے پر جو سونے کے لئے بنا ہُوا تھا، لیٹ گیا۔ دل زار زار رو رہا تھا۔ دُکھ بیان سے باہر تھا۔ اچانک کیا دیکھتا ہُوں کہ حضور مہاراج جی خود بہ نفسِ نفیس اپنی دلکش و خوب صورت جسمانی شکل میں میرے سامنے کھڑے ہیں۔ آنکھوں سے پیار کی نوری شعاعیں نکل رہی تھیں۔ زبانِ مبارک سے یہ فرمایا، "گھبرانے کی ضرورت نہیں، سب خیریت رہے گی۔" اِس فرمان کے بعد پھر فوراً غائب ہو گئے۔ مَیں حیران تھا کہ بات کیا ہے؟ چونکہ مَیں سو نہیں رہا تھا۔ اِس لئے خواب نہیں ہو سکتا تھا۔ خیر، اِس واقعہ نے مجھے زبردست ڈھارس بندھا دی، میری گھبراہٹ بہت

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitzed by eGangotri

کم ہو گئی اور دِل میں کچھ تسلّی ہو گئی۔ جیل کے دن حسبِ معمول گزرتے گئے۔

کچھ دِن بعد خبر ملی کہ ہندوستان اور پاکستان کی سرکاروں میں قیدیوں کے تبادلے کو لے کر بات چیت چل رہی ہے۔ مجھے ایک مُسلمان ڈاکٹر کے عوض میں جن پر قتل کرنے کا جُرم تھا، رِہا کر کے ہندوستان بھیجا جائے گا۔ مَیں بہت خُوش ہُوا۔ مَن پھُولا نہیں سماتا تھا۔ خُوشی کی لہر سارے جسم میں دَوڑ رہی تھی۔

ستمبر میں جب حضُور مہاراج جی نے درشن دِیئے۔ مَیں نے سمرن بھجن میں بیٹھنا شرُوع کیا۔ اچانک حضُور مہاراج نے درشن دِیئے اور فرمایا، "تسلّی رکھّو! ابھی ایک سال کے قریب اور جیل خانہ میں رہنا پڑے گا۔" اپنے مُلک جلدی ہی پہنچنے کی خُوشی تو ختم ہو گئی، لیکن ستگُورو کے دَرشن کی خُوشی بھی کچھ کم نہ تھی۔ حضُور کی مَوج پر راضی ہو گیا۔ دِن گزرتے گئے۔

دونوں سرکاروں کے افسران قیدیوں کے تبادلہ کی تفصیلات مرتّب کرنے میں مصرُوف تھے۔ مارچ کے آخر میں فیصلہ ہُوا کہ ۱۴ اپریل ۱۹۴۸ء سے تبادلہ شرُوع ہو جائے گا۔ اِس دَوران مارچ کی شرُوعات میں مجھے مہاراج جی کا ایک خط مِلا۔ جس میں لِکھا تھا، "مَیں نے آپ کے سب خطوں کے جواب دِیئے ہیں، اگر نہیں مِلے تو بھی کوئی فِکر نہ کریں۔ مالِک پر بھروسہ رکھو اور بھجن سمرن کرتے رہو۔"

اِس خط کو پا کر بڑی خُوشی ہُوئی۔ مارچ ۱۹۴۸ء میں میرا چھوٹا بھائی میجر سردار سنگھ مجھ سے مِلنے آیا۔ اُس نے بتایا کہ حضُور بہت بیمار ہیں۔ اِس سے میرے دِل میں کچھ فِکر اور تشویش پیدا ہُوئی۔ ۲ر اپریل کو حضُور کے اِنسانی قالِب کو چھوڑنے کی دِلسوز اور دردناک خبر مِلی۔ میری ساری اُمیدیں خاک میں مِل گئیں۔ مَیں محسُوس کرنے لگا کہ مَیں پُوری طرح تباہ ہو گیا ہُوں۔ اب میرا کوئی ہمدرد و مددگار نہیں رہا۔ میری حالت ایک بے سہارا بیوہ جیسی ہو گئی۔

۱۴ اپریل ۱۹۴۸ء کی صُبح کو بہت سے قیدیوں کو ہندوستان بھیجنے کے

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitzed by eGangotri

لئے جیل خانے سے ریلوے سٹیشن پر پہنچایا گیا۔ لیکن اُن میں میری باری نہیں آئی۔ دِن کے دس بجے کے قریب جیل کے اَفسروں نے مجھے اَور دِیگر قیدیوں کو حُکم دِیا کہ فوراً تیاّر ہو جاؤ۔ تُم سب کو ہندوستان بھیجا جائے گا۔ ہمارا کھانا بن رہا تھا۔ قریب تیاّر ہو گیا تھا۔ لیکن ہم نے پکا پکایا کھانا وہیں چھوڑ دِیا۔ اَور کہا کہ اب ہندوستان جاکر ہی کھانا کھائیں گے۔ میرے دِل میں ایک دو بار یہ خیال ضرُور آیا کہ ستگورُو مہاراج جی نے نومبر 1947ء میں درشن دے کر فرمایا تھا کہ قریب ایک سال اَور جیل میں کاٹنا پڑے گا۔ لیکن جو بات مَن کی چاہت کے خِلاف ہو، مَن اُسے رَد کرنے کی کوئی نہ کوئی وجہ ڈھونڈ ہی لیتا ہے۔ خیر! اِنتظار میں شام کے چھ بج گئے۔ تب کہیں قیدیوں کو لے جانے والی لاری آئی۔ ہمیں اِس لاری میں بند کر دِیا گیا اَور بتایا گیا کہ یہ لاری ہمیں سِیدھے ہندُوستان لے جائے گی۔ لاری جی۔ ٹی روڈ پر سے ہوتی ہُوئی دَریائے راوی کے پُل کو پار کر گئی اَور مغرب کی طرف سفر کرنا شرُوع کر دِیا۔ میرے ساتھی رونے لگے۔ اُن کو شک ہو گیا کہ ہمیں قتل کرنے کے لئے لے جایا جا رہا ہے۔ مَیں ہنس پڑا اَور اُنہیں تسلّی دی کہ فِکر نہ کرو۔ ایک پُولیس کے سپاہی نے جو کِسی وقت میرے ماتحت کام کر چُکا تھا، بتایا کہ ہمیں راولپنڈی کی سنٹرل جیل میں لے جایا جا رہا ہے۔ آدھی رات کے قریب ہم بھُوکے پیاسے سنٹرل جیل راولپنڈی پہنچے۔

ہمیں جیل خانہ کی تنگ اَندھیری کوٹھڑیوں میں بند کر دِیا گیا۔ ہم سب بڑے پریشان تھے۔ ہماری حالت اُس پرِندے جیسی تھی جو شِکاری کے جال میں سے نِکل کر پھر اُس میں پھنس گیا ہو۔ اُس رات کو جب مَیں سو رہا تھا، حضُور نے عجیب کرشمہ دِکھایا۔ مجھے اب تک پتہ نہیں تھا کہ شبد دُھن کی آواز کیسی ہے اَور اُس کا اصل ٹھکانہ کہاں ہے۔ اُس رات بڑے گھڑیال یا گھنٹے کی گونجتی ہُوئی آواز اپنے آپ پیشانی کے اندر سُنائی دینی شرُوع ہو گئی۔ صُبح سویرے اُس رحمت

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitzed by eGangotri

کے شبد نے سارا دُکھ دَرد اَور پریشانی کو دُور کر دیا۔ اِس کے بعد پھر کِسی وقت بھی وہاں میرے من میں کوئی چِنتا نہ آئی۔ اب صِرف ایک غم تھا، وُہ تھا ستگورُو کی جُدائی کا۔

مُجھے یہ اِطلاع مِل چُکی تھی کہ حضُور مہاراج جی سردار بہادُر جگت سِنگھ جی کو اپنا جانشِین مُقرر کر گئے ہیں۔ لیکن مَیں نے سوچا کہ مُرشد ہمارے تو چلے گئے ہیں، اب ہمیں بیاس جا کر کیا کرنا ہے۔ وہاں اب ہمارا کون ہے؟ اگر ہمارے سَت گورُو وہاں ہوتے تو اُن کے چرنوں میں ماتھا ٹیکتے۔ لیکن یہ سر جو حضُور مہاراج جی کے چرنوں میں جُھک چُکا ہے اَور کِسی کے آگے اب کیسے جُھکے گا۔ مَیں اپنے ستگورُو کے عِلاوہ اَور کِسی کے آگے جُھکنا نہیں چاہتا تھا۔

حضُور مہاراج جی کی جُدائی کا خیال میرے دل میں ہر دَم رہتا تھا۔ ایک رات تین بجے حسبِ معمُول اُٹھا اور سِمرن بھجن میں بیٹھ گیا۔ لیکن میری عجیب حالت ہو گئی۔ حضُور مہاراج جی نُورِی صُورت میں درشن دینے کے لئے آگئے۔ چہرے کے چاروں طرف نُور کا چکّر تھا جِس سے شُعاعیں نِکل رہی تھیں۔ لِباس زرق برق تھا۔ روم روم سے نُور کی شُعاعیں نِکل رہی تھیں۔ کافی دیر تک یہ دِلکش اور جانفزا نظارہ پیشِ نظر رہا۔ پھر وہ صُورت آہستہ آہستہ تبدیل ہو کر اُسی طرح نُورانی صُورت سردار بہادُر جگت سنگھ جی مہاراج کی بن گئی۔ اِسی دَوران حضُور باباساون سِنگھ جی مہاراج نے اپنی زبانِ مُبارک سے فرمایا، "یہ جسم بھی میرا ہی ہے۔ دیکھو، دھوکا نہ کھانا۔" کُچھ دیر بعد یہ نظّارہ ختم ہو گیا۔ مُجھے بے حد خُوشی ہُوئی۔ صُبح کو مُعافی نامہ کا خط حضُور مہاراج سردار بہادُر جگت سنگھ جی کی خِدمت میں لِکھا اور تمام واقعہ کی تفصیل سردار بچِنت سِنگھ صاحب (حضُور مہاراج بابا ساون سنگھ جی کے بڑے صاحبزادے) کو ایک الگ خط میں لِکھی۔ اب حَوصلہ ہو گیا۔ مَیں پھُولا نہ سماتا تھا۔ میرا رنگ بدل گیا۔ میری قِسمت بدل

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitzed by eGangotri

گئی۔ سب دُکھ بھول گیا۔ اَب تو بس یہی تمنّا تھی کہ جلد سے جلد جا کر حضور سردار بہادر جگت سنگھ جی مہاراج کے مبارک قدموں میں سر رکھ دوں۔

آخر جو یا 4 نومبر 1948ء کو ہمیں لاہور سے فیروز پور لایا گیا اور وہاں رہا کر دیا گیا۔

فیروز پور سے مَیں سیدھا بیاس حضور سردار بہادر جی مہاراج کے مبارک قدموں میں ماتھا ٹیکنے پہنچا اور اُن کے درشن کرنے کا شرف حاصل ہوا۔ حضور نہایت مہربانی اور پیار سے پیش آئے۔ شام کو مَیں ست سنگ میں حاضر ہوا۔ یہ 5 نومبر 1948ء کی بات ہے۔ حضور سردار بہادر صاحب نے ست سنگ شروع کیا۔ مَیں بالکل سامنے بیٹھا تھا۔ کیا دیکھتا ہوں کہ تخت پر سردار بہادر مہاراج جگت سنگھ جی کے بجائے حضور بابا ساون سنگھ جی مہاراج جسمانی صورت میں رونق افروز ہیں۔ مَیں حیران رہ گیا۔ آنکھوں میں آنسو بھر آئے۔ ساتھ ہی ایسی خوشی ہوئی جو بیان سے باہر تھی۔

سردار بچنت سنگھ صاحب سے ملنے پر معلوم ہوا کہ میرا خط اُن کو ملا اور اُنہوں نے ست سنگھ میں پڑھ کر سُنانا چاہا، لیکن سردار بہادر جگت سنگھ جی مہاراج نے ایسا نہ کرنے دیا۔ اور خط خود لے لیا۔

(دستخط) گوریال سنگھ
(ڈپٹی سپرنٹنڈنٹ پولیس، حصار)

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitzed by eGangotri

ڈیرہ کے کچھ سیوک و سیوکائیں

بھائی شادی

بھائی شادی کا جنم دھالیوال گاؤں کے ایک مسلم خاندان میں ہوا تھا۔ لڑکپن سے ہی انہیں کشتی اور کسرت کرنے کا شوق تھا۔ آپکو کشتی سکھانے والے پہلوان نے اِس شرط پر شاگرد بنایا تھا کہ گاؤں سے باہر سونا اور عورتوں سے دُور رہنا۔ آپ نے زندگی بھر شادی نہیں۔ آپ کو مشینی کام کا شروع سے شوق تھا۔ ہوتی مردان میں کچھ عرصہ آپ نے ایک پُل کی تعمیر کے وقت ایک انگریز افسر کے ماتحت کام کیا اور مکینک کا کام بھی سیکھا۔ پھر امرتسر میں ایک مسلمان مستری کے یہاں آئل انجنوں پر کام کیا، اور وہاں رہ کر ایک ماہر مستری بن گئے۔ جب بھی آپ اپنے گاؤں میں آتے تو شرارتی لڑکوں کے ساتھ مل کر اودھم مچاتے۔ 20 - 22 سال کی عمر سے آپ اپنا زیادہ تر وقت گاؤں میں ہی گزارنے لگے۔ گاؤں میں اور آس پاس کی جگہوں میں لوگوں کی چیزیں و روپے پیسے چھین لینا، دھونس جمانا اور مار پیٹ کرنا، اُن کا روز کا کام ہو گیا۔ جسمانی طور پر طاقتور اور مزاج سے نڈر تھے۔ لوگ اُن سے ڈرنے لگے۔ یہ دھینگا مشتی ہی انہیں ستگورو کی شرن میں لے آئی۔ کئی بار بیاس جانے والے راہگیروں کو بھی شادی میاں راستے میں پریشان کرتے اور اُن کا سامان چھین لیتے۔ ایک دن بھائی میلا رام نامی ایک ست سنگی نے حضور مہاراج جی سے عرض کی کہ دھالیوال گاؤں کی طرف

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitzed by eGangotri

سے آنے والی سنگت کو ایک شیطان نوجوان بہت پریشان کرتا ہے۔ اِس پر مہاراج جی نے فرمایا کہ اِس دفعہ اگر وہ کچھ شرارت کرے تو اُس سے ڈیرہ آنے کے لئے کہنا۔

کچھ دِن بعد میلا رام ڈیرہ آ رہا تھا۔ راستے میں بھائی شادی مِل گئے۔ روک کر سامان لوٹنے اور مار پیٹ کرنے کو تیار ہو گئے۔ میلا رام نے کہا، "بھائی! مَیں تو کمزور اِنسان ہُوں، تیرا مُقابلہ نہیں کر سکتا۔ اگر مُقابلہ کرنا ہے تو میرے گورُو کے پاس ڈیرہ میں جا۔ وہ بہت طاقتور ہیں۔" بھائی شادی نے فوراً اِس چیلنج کو منظور کر لیا اور ڈیرہ جانے کا فیصلہ کر لیا۔ کچھ ہی عرصہ بعد ایک دِن بھائی شادی سٹھیالہ گاؤں سے کُشتیاں دیکھ کر واپس لوٹ رہے تھے۔ جب ڈیرہ کے پاس سے گزرے تو بھائی میلا رام کا چیلنج یاد آ گیا۔ اپنے ساتھیوں کے ساتھ ڈیرہ میں آ گئے۔ اُس وقت لائبریری کے پاس کے چھوٹے سے مَیدان میں سَت سنگ ہو رہا تھا۔ ساتھیوں کے ساتھ وہ بھی سَت سنگ سُننے کے لئے بیٹھ گئے۔ جب سَت سنگ ختم ہُوا تو سُورج ڈُوبنے والا تھا۔ دھالیوال ڈیرہ سے پانچ چھ مِیل کی دُوری پر تھا، چُنانچہ شادی بھائی کے ساتھی واپس چلنے کے لئے جلدی کر رہے تھے۔ لیکن مہاراج جی کے دَرشن کر کے شادی کی تو حالت ہی بدل گئی تھی۔ مہاراج جی سے مِلنے کی خواہش جاگ اُٹھی۔ اپنے ساتھیوں سے بولے، "وَلی اللہ کے مقام پر آ کر اُن سے مِلے بغیر جانا مُناسِب نہیں ہے۔"

یہ سُن کر شادی کے اُستاد نے، جو اُس کا چچا بھی تھا، ناراض ہو کر جلدی چلنے کے لئے کہا۔ شادی جانا نہیں چاہتا تھا۔ اَور نہ ہی اپنے اُستاد کو ناراض کرنا چاہتا تھا۔ کچھ دیر اِسی کشمکش میں کھڑا رہا۔ لیکن جب ساتھیوں نے زور دیا اَور اُستاد نے غُصّہ ہو کر چلنے کا حُکم دیا۔ تو اُداس دِل سے چل پڑا۔ لیکن ستگورُو کا ہاتھ تو اتنا لمبا ہے کہ آٹھوں دِیپ، نَو کھنڈ اَور چَودہ طبق اُس کی گرفت کے اندر ہیں۔

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitzed by eGangotri

کھنڈوں و برہمنڈوں پر اُن کی نظر پڑ رہی ہے۔ وُہ گھٹ گھٹ کی جانتا ہے۔ "چیونٹی کے پگ نیور باجے وہ بھی صاحب سُنتا ہے۔" جب وہ کِسی شخص کو اپنی طرف کھینچنا چاہتا ہے۔ تو اُس کی رحمت کو کون روک سکتا ہے۔ کسی نے کہا ہے، "کیڑا تھاپ دے۔ پاتسا ہی[1]"۔ ابھی یہ لوگ کچھ قدم ہی چلے تھے کہ سامنے سے سَت گورُو مہاراج جی آتے ہُوئے مِلے۔ شادی سب سے آگے تھے۔ حضُور غریب نواز نے اُس پر وُہ نظرِ رحم و کرم ڈالی، جِس کے بارے میں کبیر صاحب نے فرمایا ہے: "میرا مارا پھر جیئے تو ہاتھ نہ گہوں کمان" حضُور نے شادی کے اُستاد سے کچھ بات کی اَور فرمایا کہ اِس وقت اَندھیرے میں کہاں جاؤ گے، کل چلے جانا۔ لیکن اُس نے جواب دِیا کہ اُن کا گاؤں پاس ہی ہے۔ کچھ ہی دیر میں پہُنچ جائیں گے۔

شادی نے مہاراج جی سے کوئی بات نہ کی، لیکن ستگورُو کا پُرکشش سرُوپ مَن میں سما گیا۔ گاؤں میں چَین نہ مِلا۔ اَور تین دِن بعد بغیر کِسی سے کچھ کہے وہ ڈیرہ میں آگیا اور ایسا آیا کہ پھِر لَوٹ کر کبھی نہ گیا۔ اُس وقت شادی کی عُمر تئیس، چوبیس برس کی ہوگی۔ شام کو ست سنگ سُنا۔ حضُور نے ست سنگ میں فرمایا کہ جو لوگ پَرایا دَھن لُوٹتے ہَیں، اُنہیں سزا بھوگنی پڑتی ہے اَور اپنے کرم کا پُورا پُورا بدلہ چُکانا پڑتا ہے۔ ست سنگ میں سَارا وقت شادی کی آنکھوں سے آنسُو بہتے رہے۔ دُوسرے دِن حضُور سے نام دان کے لئے عرض کی۔ حضُور نے نام کی دولت بخش دی۔ نام پاکر بھائی شادی کی کایا ہی پلٹ گئی۔ شرارت پسندی کی بجائے گورُو کے پریم اور اِنکساری نے دِل میں گھر بنا لِیا۔ خُوب ابھیاس کِیا اَور ہمیشہ حضُور کیساتھ رہے۔

ایک بار گاؤں سے خبر آئی کہ ماں بِیمار ہے۔ بھائی شادی ماں کی خبر لینے چل پڑے۔ لیکن آدھے راستے سے واپس لَوٹ آئے۔ جِس دِن ستگورُو کے چرنوں میں آئے تھے، سب کچھ چھوڑ آئے تھے۔ ستگورُو سے ایک دِن کے لئے بھی دُور

---

[1] گورو نانک صاحب، آدگرنتھ، ص 144

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitzed by eGangotri

ہونا منظور نہ تھا۔ پس واپس آ گئے۔ رات کو بھائی شادی حضُور کے کمرے کے دَروازے پر سوتے تھے۔ رات کو حضُور نے آپ کو آواز دی۔ اَور فرمایا، "شادی! تُمہاری ماں رِحلت فرما گئیں۔ ستگُورو نے اُس کی سنبھال کر لی ہے۔"

بھائی شادی ایک بہُت اچھے مستری اور میکینک تھے۔ لیتھ مشین آئیل اِنجن و ٹریکٹروں کو چلانے و مرمّت کرنے میں بڑی مہارت رکھتے تھے۔ ایک بار آپ مہاراج جی کے ساتھ لاہور گئے۔ وہاں سے ایک ٹوٹا پھُوٹا آئیل انجن بہُت کم قیمت پر لے آئے۔ کُچھ دِنوں میں اُس کی مرمّت کر کے چالُو کر دِیا اور اُس سے ڈیرہ میں بجلی لگا دی۔ ایک بار سُلطان پُور سے صرف دو سو پچاس رُوپے میں ایک بے کار اور ٹوٹا پھُوٹا ٹریکٹر خرید لائے اور اُسے ایسا ٹھیک بنا دیا کہ کئی سال تک ڈیرہ میں اُسے کھیتی کے کام میں لایا جاتا رہا۔ اِسی طرح آپ ٹوٹے ہُوئے اِنجن سستی قیمت پر خرید کر اُسے دُرست کر کے بیچ دیتے تھے۔ ڈیرہ میں اُن کی آٹا پیسنے کی ایک مشِین لگی ہُوئی تھی۔ اِن کاموں سے آپ کو اپنے خرچ سے زیادہ آمدنی ہو جاتی تھی۔

آپ اپنی کمائی پر گزُارہ کرتے رہے۔ اپنے کھانے پینے کے بارہ میں بہُت محتاط تھے۔ کبھی کِسی سے کوئی چیز نہ لیتے۔ جب کہیں باہر جاتے تو کِسی کے ہاں کھانا تو دُور شربت یا لسّی تک بھی نہ پیتے۔ اپنا کھانا بازار سے اپنے پیسے سے خرید کر کھاتے۔ جب حضُور مہاراج جی کے ساتھ دَوروں پر جاتے تو حضُور کی ذاتی رسوئی میں سے کھاتے۔ بٹالے کے مُسلمان لوہار بھائی شادی کی مشِینوں کی جانکاری کی قدر کرتے اَور اُن کو فقیر دوست سمجھ کر اُن کی عزّت کرتے تھے۔ وہ کئی بار بھائی شادی سے کہتے کہ ہمارے ساتھ رہو اور کام کرو، تُمہاری وجہ سے ہماری ہزاروں رُوپے کی آمدنی ہو سکے گی۔ اور تُم بھی خُوب کما سکو گے۔ کُچھ کارخانوں کے مالِکوں نے اُنہیں اچھی تنخواہ پر نوکری دینی چاہی، لیکن اُنہوں نے جواب دیا۔ "اب اِس بادشاہ کی نوکری چھوڑ کر اَور

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitzed by eGangotri

کہیں جانے کو دِل نہیں کرتا، جو تنخواہ مجھے اِس دربار سے مِل رہی ہے، وہ اَور کوئی نہیں دے سکتا۔" بھائی شادی نے گورُو کی سیوا کو ہی ترجیح دی اَور زِندگی بھر ستگورُو کا ساتھ نہ چھوڑا۔

کئی بار مُعزز مُسلمان گھرانوں سے بیاہ کے پیغام آتے لیکن آپ نے شادی کرنا قبول نہ کیا۔ اگر ہم لوگ کبھی اُن سے شادی کرنے کو کہتے تو جواب دیتے، "مَیں تو خُود شادی ہُوں اور شادی کیا کرُوں"۔ عورتوں سے آپ کو سخت نفرت تھی۔ آپ کی پاکیزہ زِندگی کے لئے یہ نفرت زرّہ بکتر کا کام دیتی تھی۔ آپ کی تمام زِندگی ستگورُو کی سیوا، گورُو کے پریم اور بھجن سمرن کی نذر تھی۔ ستگورُو سے ایک دِن کی جُدائی بھی آپ کو بے چین کر دیتی تھی۔ اگر کِسی کام سے اکیلے باہر جانا پڑتا تو اُسی دِن واپس آجاتے۔ آپ کے بھجن سمرن کے بارے میں رائے صاحب مُنشی رام جی اپنی ڈائری میں لِکھتے ہیں۔ "ہم جب اِکٹھے ستگورُو کے ساتھ دَورے پر جایا کرتے تو بھائی شادی اور مَیں ایک ہی کمرے میں ٹھہرا کرتے۔ رات کو جب بھی دیکھتا اپنی چارپائی پر بھجن میں بیٹھے ہیں۔ مَیں نے اُن کو سوتے کم ہی دیکھا۔

بھائی شادی پڑھے لِکھے بالکل نہ تھے۔ لیکن اُن کو اندرونی عِلم تھا جب رُوحانیت کی باتیں کرتے تو آپ کی عقل مَندی اور گہرائی کا پتہ چلتا۔ گورُو کی ساکھیاں، گورُو کی بڑائی اور صِفات بیان کرنے پر آتے تو اچھے اچھے پڑھے لِکھے حیرانی سے سُنتے رہ جاتے۔ گورُو کے چمتکاروں کے واقعات بھی اُنہیں خُوب یاد تھے۔ ہر وقت ستگورُو کے ساتھ باڈی گارڈ کی طرح رہتے۔ جب کہیں حضُور باہر سفر پر جاتے تو شادی موٹر میں ڈرائیور کے پاس والی سیٹ پر بیٹھ جاتے۔ حضُور اپنے کمرے میں ہوتے تو شادی باہر برآمدے میں چٹائی بچھا کر بیٹھے رہتے۔ مُرشدِ مہربان کی بھی آپ پر بے حد مہر تھی۔

ایک مرتبہ سکندر پور سے سرسہ آتے ہُوئے راستے میں شادی کا پاؤں ایک

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitzed by eGangotri

سانپ پر پڑ گیا۔ سانپ نے فوراً ڈس لیا۔ سانپ ایسا زہریلا تھا کہ اُس کا کاٹا ہوا کم ہی بچتا تھا۔ کچھ ہی سیکنڈوں میں بھائی شادی زمین پر گر پڑے اور اُن کا رنگ کالا پڑ گیا۔ حضور مہاراج جی گھوڑے پر سوار آگے جا رہے تھے۔ جب ہم نے اُنہیں خبر دینا چاہی تو شادی نے روک دیا۔ جب مَیں نے حضور سے عرض کرنا ضروری بتایا تو شادی نے کہا، "کس لئے؟ کہ وہ آکر میرا زہر اپنے اُوپر لے لیں؟ نہیں حضور سے کچھ نہ کہنا۔" اور وہ بے ہوش ہو گئے، شاید مر ہی گئے۔ حضور کچھ آگے نکل گئے تھے۔ لیکن اچانک حضور نے پیچھے مُڑ کر دیکھا اور ہمیں پریشان دیکھ کر ہمارے پاس لَوٹ آئے۔ حضور نے اُسی وقت نیم کی ایک ٹہنی لانے کا حکم دیا۔ لیکن وہاں نیم کا درخت تو کیا، کوئی بھی درخت آس پاس نہ تھا۔ دُور ایک چھوٹی سی جھاڑی دیکھ کر حضور نے فرمایا کہ اچھا، اُسی کی ایک ٹہنی کاٹ لاؤ۔ ٹہنی کو لے کر حضور نے اُسے شادی کے جسم پر اُوپر سے نیچے تک پھیرنا شروع کر دیا۔ اور فرمایا، "مَیں نے سُنا ہے کہ اِس طرح ٹہنی پھیرنے سے سانپ کا زہر اُتر جاتا ہے۔" تقریباً دس منٹ میں بھائی شادی نے آنکھیں کھول دیں۔

ہوش میں آنے پر شادی خوش ہونے کے بجائے ناراض ہوئے۔ اُن کی آنکھوں میں آنسو بھر آئے۔ پہلے مجھ سے شکایت کی کہ حضور کو کیوں خبر دی۔ پھر حضور مہاراج جی سے فریاد کی، "سچے پاتشاہ! کیا مَیں اِس لائق تھا کہ میرا زہر آپ اپنے اُوپر لیتے؟ مجھے مرکیوں نہ جانے دیا؟ میرے جیسی ہزاروں جانیں بھی حضور کے ایک روم پر قربان ہو جائیں تو کم ہیں۔"

جب حضور نے سکندر پور (سرسہ) میں زمینیں خریدیں تو بھائی شادی بھی حضور کے ساتھ وہاں جاتے اور ٹریکٹر وغیرہ چلواتے۔ بعد میں شکر کے کارخانے میں مشینوں کی دیکھ بھال میں بھی وہ بہت مدد کیا کرتے تھے۔ ستگورو کے خاندان سے آپ کو ازحد محبت تھی۔ رائے صاحب منشی رام جی کے لفظوں میں، "آپ گورو کے خاندان پر جان دیتے تھے۔ گورو کی اولاد سے خوشی خوشی ملتے۔ اُن کے ہاں کھانا کھا کر و چائے

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitzed by eGangotri

پی کر خوش ہوتے۔ اُن کی خوشی، خوشحالی و ترقی دیکھ ایسے خوش ہوتے جیسے کہ اُن کو خود دولت مل گئی ہو۔ آپ اکثر کہا کرتے تھے کہ سردار چرن سنگھ جی سے حضور کو بہت سیوا لینی ہے۔"

حضور مہاراج ساون سنگھ جی کے (مقام حق) سدھارنے کے بعد بھائی شادی کا من اُداس ہو گیا۔ اگرچہ سردار بہادر مہاراج جی اور اُن کے بعد حضور مہاراج چرن سنگھ جی کے چرنوں میں بھی بھائی شادی کا بہت زیادہ پیار تھا، پھر بھی اپنے ستگورو کی جدائی کو آپ بہت زیادہ محسوس کرتے تھے۔

1952ء میں جب مہاراج چرن سنگھ جی ایک بار سرسہ جا رہے تھے تو بھائی شادی آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کی، "یہ چار ہزار روپے میرے جمع تھے۔ انہیں آپ سیوا میں دے دینا۔ میری ایک آٹے کی مشین ہے۔ اُسے بی بی رتی کو دے دینا۔" اس پر حضور نے فرمایا، "جانے کی اتنی جلدی کیا ہے؟ اور کچھ عرصہ ٹھہرو۔" تو انہوں نے کہا کہ اُن کا اب اس دُنیا میں رہنے کو جی نہیں چاہتا۔ پھر شادی نے ہنستے ہوئے کہا، "مَیں نے عورتوں سے نفرت تو بہت کی، لیکن ڈیرہ والے میرا سنسکار تو زنانہ گھاٹ پر ہی کریں گے۔"

اس پر حضور نے کہا، "ایسی کیا بات ہے، مَیں آکر کسی اور جگہ سنسکار کرا دوں گا۔"

بھائی شادی کچھ دیر خاموش رہے، پھر بولے، "حضور! لوگ آپ کا انتظار نہیں کریں گے، پہلے ہی سنسکار کر دیں گے۔" اس کے بعد بھائی شادی نے حضور کو بڑے پریم بھاؤ سے ماتھا ٹیکا اور وداع لی۔

15 نومبر 1952ء کو آدھی رات کے وقت کچھ دن کی بیماری کے بعد بھائی شادی اس فانی دُنیا سے الگ ہو کر اپنے پیارے ستگورو کے چرنوں میں محو ہو گئے۔ بیماری کے دوران زیادہ تر اُن کا خیال اندر ہی لگا رہتا تھا۔

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitzed by eGangotri

جب حال پوچھتے تو بتاتے کہ اندر سے باہر آنے کو جی نہیں چاہتا۔ بھائی شادی کی وفات کا تار ملتے ہی مہاراج چرن سنگھ جی سکندر پور سے بذریعہ کار ڈیرہ کے لئے روانہ ہو گئے، لیکن منتظمین نے حضور مہاراج کے پہنچنے سے پہلے ہی آپ کا سنسکار کر دیا۔

یہاں کچھ ایسی بیبیوں کا ذکر کرنا بھی مناسب ہوگا، جنہوں نے اپنی ساری عمر دنیاوی سکھوں کو ٹھکرا کر ڈیرہ اور ستگورو کی سیوا میں گزار دی۔

بی بی رکو : آپ کے نام سے سب ست سنگی واقف ہیں اور آپ کا اس سے پہلے بھی ذکر کیا جا چکا ہے۔ آپ بڑی کمائی والی ست سنگن اور گورو بھگت تھیں چھوٹی عمر سے ہی، دنیا کے جھنجٹوں میں نہ پڑ کر پربھو بھگتی میں لگ گئیں۔ کئی سال تک پوجیہ ماتا جی (پتنی حضور سوامی جی مہاراج) کی سیوا میں رہ کر بھجن ابھیاس کرتی رہیں۔ بابا جیمل سنگھ جی مہاراج کے ریٹائر ہونے پر ماتا جی نے آپ کو باباجی مہاراج کے ساتھ پنجاب بھیج دیا تھا۔ بڑی زبردست با اخلاق، بے خوف اور باہمت عورت تھیں۔ آواز بلند اور بہت سریلی تھی۔ گانے کا شوق تھا۔ گورو بھگتی کے شبد اس پیار اور جذبہ سے گایا کرتی تھیں کہ سننے والوں کی آنکھوں سے اشکِ عقیدت جاری ہو جاتے۔ شروع شروع میں کئی بار باباجی مہاراج کے ست سنگ میں آپ پاٹھ کرتی تھیں۔ حاضر جوابی میں ظاق اور بھجن سمرن کے پربھاؤ سے بات چیت میں بے باک اور نڈر تھیں۔ ستر پچھتر سال کی عمر میں بھی ہمت اور پھرتی پینتیس چالیس سال جیسی عورتوں کی سی تھی۔ آپ نے باباجی مہاراج اور سنگت کی بہت سیوا کی۔ کھانا بنانا، پانی بھر کر لانا، لنگر میں بھی بھوجن بنانا، وغیرہ کام بڑے پیار سے کیا کرتی تھیں۔ باباجی مہاراج کے چرنوں میں بھرپور پریم اور شردھا تھی اور انہیں سوامی جی مہاراج کی صورت ہی مانتی تھیں۔

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitzed by eGangotri

آپ کے تپ، تیج اور نظم وضبط (ڈسپلن) کے بے شمار قصے مشہور ہیں۔ یہاں صرف ایک ہی اپنی آپ بیتی عرض کرتا ہوں : بہت پہلے کی بات ہے۔ جب میں نے 'نام' کی بخشش پاکر ڈیرہ آنا شروع کیا ہی تھا۔ اچھے، خوبصورت کپڑے پہننے کا شوق تھا۔ ایک بار میں اپنی بیوی کے ساتھ ست سنگ کے لئے ڈیرہ میں آیا۔ صبح کا وقت تھا۔ میں نیلے رنگ کا ولائتی سوٹ اور سر پر ہیٹ پہنے ہوئے تھا۔ میری بیوی نے بھی ریشمی کپڑے اور زیورات پہنے ہوئے تھے۔ بی بی رکو نے میری بیوی کا تو ان لفظوں سے استقبال کیا۔ "ڈیرہ میں بیٹی بن کر آیا کر، بہو بننے کے لئے کیا اپنے گھر میں وقت کم ملتا ہے؟" اور اس کے زیور اتروا دیئے۔ پھر میرے ہاتھ میں لمبا جھاڑو دے کر حکم دیا کے برآمدے کو اچھی طرح صاف کر دوں۔ ابھی میں نے گز بھر جگہ ہی صاف کی ہوگی کہ آپ نے یہ کہہ کر جھاڑو میرے ہاتھ سے چھین لیا : "سوٹ پہننے والے یہاں جج بننے آتے ہیں، جھاڑو دینے کی سیوا کرنے تھوڑے ہی آتے ہیں۔" اس وقت تک میں جج نہیں بنا تھا بلکہ جالندھر میں وکالت کیا کرتا تھا۔

بی بی رکو سادہ رہن سہن پر زور دیتی تھیں اور چاہے کوئی کتنا ہی امیر آدمی ہو، اس سے عام ست سنگی جیسا ہی سلوک کرتیں۔ اور سیوا کی مہما بتاتی تھیں۔

ایک تھانیدار صاحب کی واردات بھی قابل ذکر ہے۔ بابا جیمل سنگھ جی مہاراج کے رحلت فرمانے کے بعد بی بی رکو اکیلی ڈیرہ میں رہا کرتی تھیں۔ ابھی حضور مہاراج ساون سنگھ جی ریٹائر ہو کر یہاں تشریف نہیں لائے تھے۔ ایک صبح آپ بعد رفع حاجت ضروری سے جب جنگل سے واپس آئیں تو کیا دیکھتی ہیں کہ ایک تھانیدار صاحب بارہ دری میں (جو باباجی مہاراج کی کوٹھڑی سے ملی ہوئی مغرب کی طرف تھی اور اب حضور مہاراج ساون سنگھ جی کی رہائشی حویلی میں اس کی

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitzed by eGangotri

چار دیواری میں آگئی) آپ کی چارپائی پر لیٹے ہیں۔ وردی کا لمبا بوٹ اُتار کر نیچے رکھا ہے۔ کمر بند، پستول و کارتوسوں کا پٹہ سرہانے رکھا ہے۔ سر سے پگڑی اُتاری ہوئی ہے۔ اور دو پولیس کے سپاہی نیچے چٹائی بچھا کر بیٹھے ہیں۔ بی بی رُکو نے تھانیدار وسپاہیوں کے سلوک کو اپنے گورو کے گھر کی بے ادبی مانا۔ پھر بھی آپ نے پوچھا کہ وہ کس لئے آیا ہے؟ اور کس کے حکم سے چارپائی، سرہانے اور چٹائی کا استعمال کر رہا ہے۔ جواب میں تھانیدار نے رُکھائی کے ساتھ بتایا کہ وہ تھانیدار ہے اور اُسے کسی کے حکم یا اجازت کی ضرورت نہیں۔ یہ سنتے ہی بی بی رُکو نے گرج کر کہا، "تیری یہ ہمت! تجھے میرے گورو کے دربار کی بے ادبی کا حوصلہ کیسے ہوا؟" ڈیرہ سے باہر جاتے وقت ہاتھ میں ایک پتلی چھڑی رکھتی تھیں، اُسے آپ نے تھانیدار کے اُوپر تان دیا۔ بی بی رُکو کی پُرجلال آنکھوں و تمتماتے چہرے کو دیکھ کر اور تیز طرار آواز کو سُن کر تھانیدار کانپنے لگا اور فوراً ہی اپنے بوٹ، کمر بند وغیرہ وہیں چھوڑ کر بھاگ کھڑا ہوا۔ پیچھے پیچھے دونوں سپاہی بھی بھاگے۔ تھانیدار صاحب بھاگتے ہوئے جب وڑائچ گاؤں پہنچے تو وہاں کے نمبردار اُنہیں اِس پریشانی کی حالت میں دیکھ کر بڑے حیران ہوئے۔ اُن کے ساتھ جا کر پگڑی، کمر بند اور بوٹ وغیرہ لانے کی پیش کش کی۔ لیکن تھانیدار صاحب کو پھر سے بی بی رُکو کے سامنے جانے کی ہمت نہ ہوئی۔ اُدھر بی بی رُکو کا غصّہ بھی چند منٹوں میں اُتر گیا۔ آپ نے ایک چرواہے کے ہاتھوں تھانیدار صاحب کی پگڑی، بوٹ کمر بند وغیرہ گاؤں میں بھیج دیا۔

بی بی رُکو کا رُعب ہی کچھ ایسا تھا کہ لوگوں کو اُن سے بحث کرنے کی ہمت نہ ہوتی۔ آخری چھ مہینوں میں آپ کی نظر کمزور ہو گئی تھی۔ آخری دنوں (34-1933ء) میں آپ امرتسر میں سردار گنڈا سنگھ کے یہاں رہیں۔ سردار صاحب کی بیوی نے جو آخری وقت میں بی بی رُکو کے پاس تھیں بتایا تھا کہ جس دن بی بی رُکو جسم خاکی کو چھوڑنے والی تھیں، اُس دن سویرے بولیں کہ آج مجھے چلے جانا ہے۔ آخری وقت

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitzed by eGangotri

آپ نے بتایا کہ باباجی مہاراج اور مہاراج ساون سنگھ جی دونوں کے درشن اندر ہو رہے ہیں۔ بہت خوش تھیں۔ اور چہرہ خوشی سے لال ہو رہا تھا۔

حضور مہاراج جی نے موٹر بھیج کر بی بی رکو کے خاکی جسم کو ڈیرہ منگوایا اور یہاں سنسکار کیا۔

بی بی رلی[1] : بی بی رلی اُن سیوادارنیوں میں سے ایک ہیں جن کی مثال ملنی مشکل ہے۔ باباجی کے وقت، دو سال کی عمر سے ہی آپ اپنے والد صاحب بھائی ملکھی رام کے ساتھ ڈیرہ آیا کرتی تھیں۔ پانچ سال کی نازک عمر میں جب بھی آپ کو ڈیرہ لایا جاتا تو آپ اپنے بزرگ رشتے داروں کے ساتھ لنگر میں روٹیاں بیلتی تھیں۔ ایک بار جب آپ روٹی بیلنے کی کوشش کر رہی تھیں تو باباجی مہاراج کی نظر آپ پر پڑی اور اُنہوں نے پوچھا، "یہ بچی کون ہے؟" جب باباجی مہاراج کو بتایا گیا کہ یہ بھائی ملکھی رام کی بیٹی ہے جو حضور کے منشی ہیں۔ اور ڈیرے کے دیگر کام بھی کرتے ہیں، تو باباجی نے ایک پل اُس کو دیکھا، مسکرائے اور فرمایا، "یہ بچی ڈیرہ کے لئے ہے۔"

ایک دو سال کے بعد آپ کی شادی طے کرنے کے لئے بھائی ملکھی رام باباجی کے پاس منگنی کے لئے آشیرواد اور اجازت لینے آئے۔ باباجی نے فرمایا، "یہ بچی تو دُنیاوی کاموں کے لئے نہیں ہے۔"

اُس وقت کے سماجک دباؤ اور رائج رواج کے مطابق اُن کے والد صاحب نے قریباً آٹھ نو سال کی عمر میں اُن کی شادی کر دی۔ کچھ مہینوں کے بعد سسرال جانے سے پہلے اُن کے خاوند کی موت ہو گئی۔ اُس وقت بیوہ کی شادی کا رواج

---

[1] بی بی رلی نے ستمبر 1983ء میں رحلت فرمائی۔

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitzed by eGangotri

نہیں تھا۔ اِس لئے اِن کے والد صاحب، رُوحانیت میں اُن کے گہرے رُجحان کو دیکھتے ہُوئے اِنہیں نَو سال کی عُمر میں ہی ڈیرہ لے آئے۔ تب بڑے حضُور مہاراج جی گدّی نشین ہُوئے تھے۔

اِس عُمر سے ہی آپ نے بڑے مہاراج جی کی سیوا کی اَور بڑے ہونے پر دِیگر ذِمّہ داریاں سنبھالیں۔ حضُور کے رسوئی گھر کا اِنتظام آپ کے سپُرد تھا۔ جہاں مہمانوں کے لیئے کھانے کا اِنتظام کرتیں، جن کی گنتی کئی بار سَو کے قریب ہو جاتی تھی۔ آپ اُن سیوادارنیوں کی بھی دیکھ بھال کرتیں جو مُلازمت سے سُبکدوشی کے بعد ڈیرے ہی میں رہتی تھیں۔ بڑے مہاراج جی کی الماری کی چابی آپ کے سپُرد تھی۔ جس میں باباجی کی ذاتی چیزیں جیسے شال، جُوتے، کپڑے، برتن وغیرہ رکھے تھے۔

آپ کو حضُور مہاراج جی کے خاندان کے بچّے پیار سے بُوا جی (والد کی بہن) کہہ کر پُکارتے تھے۔ آہستہ آہستہ ساری سنگت ہی آپ کو عزّت کے ساتھ بُوا جی کہنے لگی۔ اُس چھوٹی عُمر سے ہی بُوا جی ڈیرہ میں گورُو صاحبان کی سیوا میں رہی ہیں۔ ڈیرہ میں بڑے مہاراج جی کے سارے خاندان کے تمام کاموں کی دیکھ بھال آپ خُود کرتی تھیں۔ اُن کے خاندان کے لوگوں اور مہمانوں کی سیوا اور مہاراج جی کی ذاتی چیزوں کی دیکھ ریکھ بھی آپ کرتی تھیں۔ آپ نے حضُور کے پریوار کے بچّوں ـــــ حضُور مہاراج چرن سنگھ جی، اُن کے بھائی اور چچا زاد بھائی بہنوں کی پرورِش کی۔ بچّوں کے لئے وہ اُن کی پیاری ماں کے برابر تھیں۔ مہاراج جی کے خاندان کے سبھی لوگوں کا برتاؤ آپ کے ساتھ پیار اَور عزّت کا تھا۔

محبّت اور شفقت کے ساتھ ساتھ آپ خُوش مزاج بھی تھیں۔ طَور طریقے اَور تمیز سے پیش آنا آپ کے اوصافِ کردار تھے۔ سنگت کا آپ کے تئیں پیار اَور شردھا بھرا جذبہ اور ڈر تھا، کیونکہ ڈر بے غرض پیار کا ایک اہم جزو ہے۔ بڑے حضُور مہاراج جی کے اِبتدائی دِنوں میں بُوا جی ست سنگ میں شبد پڑھا کرتی تھیں۔

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitzed by eGangotri

آپ کی آواز بہت سُریلی تھی۔ بلند آواز میں شبد پڑھنے کی وجہ سے اُنہیں لاؤڈ سپیکر کی ضرورت نہیں پڑتی تھی۔

سردار بہادر جی مہاراج کا بھی بی بی رلّی کے تئیں بہت اِحترام تھا۔ آپ ڈیرہ سے باہر دورہ پر جانے کے لئے، اُن سے باقاعدہ اِجازت لے کر جاتے تھے، اور لوٹنے پر بھی جلد ہی آپ سے مِلتے تھے۔ بُوا جی خُود سردار بہادر جی مہاراج کو اپنے ستگورو کے رُوپ میں دیکھتی تھیں اور ہم سب کے لئے مہاراج جی کے تئیں پیار اور بھروسے کی مِثال تھیں۔

جب مہاراج چرن سنگھ جی گدّی نشین ہُوئے تو بُوا جی نے اُنہیں بھی اپنے پیارے ست گورو کے رُوپ میں قبول کیا۔ اِس حقیقت کے باوجُود کہ آپ (بی بی رلّی) نے بچپن میں اُن (مہاراج جی) کی پرورِش کی تھی۔ مہاراج جی کے دِل میں بھی اُن کیلئے پیار اور عزّت تھی اور اُنہیں اپنی والِدہ کے برابر مانتے تھے۔

بُوا جی نے باباجی مہاراج، بڑے حضُور مہاراج جی اور سردار بہادر جی مہاراج کی بیش قیمت چیزوں کی نگرانی کی ہے اور حضُور مہاراج کے گھر کی چابیاں بھی آپ کے پاس رہتی ہیں۔

ہمیشہ کسی نہ کسی کام میں مشغُول یا بھجن سمرن میں محو، بُوا جی کو ڈیرہ سیوا دارنی سمجھنے کی بھُول نہیں کی جا سکتی۔ ذاتی طور پر گورو گھر میں، آپ نے تین گورو صاحبان کی سیوا کی۔ آپ بنیادی طور پر ستگورو کی سیوا دارنی ہیں۔ جن سے گورو صاحبان نے بہت قریبی و قابلِ اعتماد رشتہ دار کی مانند برتاؤ کیا۔

بی بی رکھی : آپ ایک اُونچے درجے کی ابھیاسی ست سنگن تھیں۔ آپ کے والِد سردار منگل سنگھ جی گاؤں بڑا پنڈ ضلع جالندھر میں درزی کا کام کرتے تھے۔ چھوٹی عمر میں ہی آپ بیوہ ہو گئیں اور ڈیرے میں رہنے لگیں۔ سارا دِن

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitzed by eGangotri

بھجن سمرن، بانی کے پاٹھ، ست سنگ اور گورُو کی سیوا میں لگی رہتیں۔ اَبھیاس خُوب کرتی تھیں اور ستگورُو کی دَیا سے انتر میں اچھی رسائی حاصل کرلی تھی۔ اَبھیاس کا یہ حال تھا کہ کئی کئی دِن خیال باہر نہ آتا تھا۔ ۱۹۷۶ء میں تو یہ حالت ہوگئی کہ چھ سات مہینے آپ کا خیال زیادہ تر اندر ہی لگا رہا۔ دِین دُنیا کا کوئی ہوش نہیں تھا۔ نہ کھانے کا خیال نہ پینے کا، نہ کسی سے بات چیت نہ کچھ بول چال۔ حضوُر صُبح اَور شام دونوں وقت آپ کے پاس جاتے اور رادھا سوامی بُلاکر آپ کی سُرت کی حالت کی پڑتال کرآتے۔ اپنے سامنے دُودھ کے چند چمچے مُنہ میں ڈلوا آتے۔ ایک بی بی ہر وقت آپ کے پاس موجُود رہتی۔ کئی مہینے کے بعد جب سُرت کا ٹھہراؤ انتر میں پک گیا تو آہستہ آہستہ پھر حضوُر مہاراج جی نے آپ کے خیال کو باہر لانا شروُع کیا۔ اِس میں بھی مہینے لگ گئے۔ بعد میں یہ حالت ہوگئی کہ ساری رات بھجن میں بیٹھے رہنا اَور دِن کے وقت کچھ وقت سیوا میں دینا شروُع کردیا۔ کیوں کہ اب "دست بکار" (ہاتھ کام میں) بھی ہوتے تو "دِل بہ یار" (دِل پریتم میں) ہی رہتا گورُو ہر وقت انگ سنگ رہتے۔ جب آنکھیں بند کرتیں تو گورُو کو سامنے حاضر و ناظر موجُود پاتیں۔

ایک دفعہ کا ذِکر ہے، اُس وقت آپ کی رُوح اندر جانی شروُع ہُوئی تھی حضوُر کمرے کے باہر بیٹھے چند لوگوں سے باتیں کر رہے تھے۔ بی بی رکھی حضوُر کی کوٹھڑی کی دِیوار کے سہارے بیٹھی ہُوئی تھیں۔ آنکھیں بند تھیں اَور خیال انتر کی طرف تھا۔ یکایک بی بی رَلّی نے جو اِن کے پاس ہی بیٹھی تھیں، شور مچایا، "مہاراج جی دیکھئے، اِسے کیا ہوگیا ہے!" حضوُر نے اُٹھ کر دیکھا کہ بی بی رکھی کے چہرے پر مُردنی چھائی ہُوئی ہے۔ اور رنگ ہلدی جیسا پیلا پڑ گیا ہے۔ بنا ہلے ڈُلے پڑی ہے۔ حضوُر نے آواز دے کر بُلایا۔ لیکن کوئی جواب نہ دیا۔ اِس پر حضوُر نے اپنا ہاتھ اُس کے سر پر رکھا اَور پُوچھا کہ کیا بات ہے؟ بولیں، "ایسا لگتا ہے مَیں نرک میں چلی گئی ہُوں"۔

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitzed by eGangotri

حضور نے کہا، "سمرن کی طرف دھیان دو۔" جواب دیا، "سمرن بالکل یاد نہیں رہا۔" حضور نے پوچھا، "شبد سنائی دیتا ہے؟" بولیں، "بالکل نہیں۔" تب مہاراج جی نے حکم دیا، "میری آواز تو سنائی دیتی ہے، اسے پکڑ کر اس کے پیچھے چلی آؤ۔" کچھ دیر بعد بی بی رکھی ہوش میں آئیں، تو بولیں، "بیٹھے بیٹھے میرا خیال اندر چلا گیا۔ ایک طرف سے چیخنے چلانے کی درد بھری آوازیں آ رہی تھیں۔ آوازیں سن کر میں اس طرف گئی تو پتہ چلا کہ میں نرک کے اندر چلی گئی ہوں۔ آس پاس کے دردناک حالات دیکھ کر میں بہت گھبرا گئی۔ میرا خون خشک ہو گیا۔ آگے حضور کو معلوم ہی ہے۔"

کافی عرصہ ہو گیا کہ بی بی رکھی رحلت فرما گئی ہیں۔ سنگت آپ کی بہت عزت کرتی تھی۔

بی بی لاجو : آپ جالندھر کے پاس کی ایک بستی کی رہنے والی تھیں۔ آپ کے والد صاحب ایک اچھے ساہوکار تھے۔ آپ بھی چھوٹی عمر میں بیوہ ہو گئی تھیں۔ حضور کی کئی سال تک بڑے پیار سے سیوا کرتی رہیں۔ لیکن امیر گھرانے اور والدین کی لاڈلی بیٹی ہونے کی وجہ سے آپ میں کچھ گھمنڈ ضرور تھا۔ اکثر دیگر سیوادارنیوں سے آپ کا جھگڑا رہتا تھا۔ سردار بہادر مہاراج کے گدی نشین ہونے کے وقت آپ ڈیرہ چھوڑ کر چلی گئیں۔

آخری ایام

حضور مہاراج جی نے رحلت فرمانے سے بہت عرصہ پہلے ہی اس فانی

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitzed by eGangotri

دُنیا کو چھوڑ دینے کے اِشارے دینے شُروع کر دیئے تھے۔ حضُور کی صحت کو مدِّنظر رکھتے ہُوئے جب کوئی نزدیکی سیوادار کچھ دیر آرام فرمانے کے لئے کہتا تو آپ فرماتے، "اب یہ جسم بوڑھا ہو چُکا ہے۔ اَب مَیں جوان جسم میں آؤں گا۔" ماہ جُون ۱۹۴۷ء کے شروع میں ہم لوگ دفتر میں حضُور کے پاس بیٹھے تھے۔ حضُور نے پچھلے دو ماہانہ ست سنگوں کے بعد نام دان نہیں دِیا تھا۔ باتوں ہی باتوں میں گیانی کرم سنگھ جی نے بتایا کہ اب تک حضُور نے ایک لاکھ پچیس ہزار تین سَو پچھتر (۱۲۵،۳۷۵) جیوؤں کو نام دَان بخش کر اُن کا بھلا کیا ہے۔

یہ سُن کر حضُور نے فرمایا، "ابھی کیا ہُوا ہے، ابھی تو پھہہ میں سے پُونی بھی نہیں کتی۔ (ابھی تو بہت تھوڑا ہُوا ہے۔" پھر ایک پل خاموش رہ کر بولے، "چلو مَیں نے تو گزارہ کر لیا، جو میرے بعد آئے گا، اُس کا کیا حال ہو گا؟"

یہ آخری فقرہ سُن کر ہم سہم گئے۔ ویسے ہم نے چند سال پہلے بھی ایک دو بار حضُور کے مُنہ سے یہی بات سُنی تھی۔ لیکن اِس بار حضُور نے کچھ ایسے ڈھنگ سے بات کہی کہ ہمارے دِل دَہل گئے۔ سب خاموش ہو گئے۔ حضُور نے ہمیں خاموش دیکھ کر پھر فرمایا، "کوئی وقت تھا جب پنجاب میں لوگ 'رادھا سوامی' نام سے نفرت کرتے تھے۔ اَب جگہ جگہ یہی نام گُونج رہا ہے۔ اَب تو پہاڑی علاقوں میں بھی جگہ جگہ ست سنگ گھر بن گئے ہیں۔ یہ وہی ڈوگرہ اور راجپوت ہیں جو ہمیشہ گورو صاحبان کی مخالفت کرتے رہے۔ اب یہی پریمی ست سنگی ہیں اور آپ کے ست سنگ کی سیوا میں سب سے بڑھ چڑھ کر حصّہ لیتے ہیں۔

اگست ۱۹۴۷ء میں بھارت کا بٹوارہ ہو گیا۔ بٹوارے سے سات آٹھ مہینے پہلے سے ہی دونوں مُلکوں میں دَنگے فساد، لُوٹ مار وغیرہ شروع ہو گئے تھے۔ لوگ بے گھر ہو رہے تھے۔ مال اسباب وغیرہ چھوڑ کر جان بچانے کی فکر میں ہندو لوگ ہندوستان کو اور مُسلمان پاکستان کو بھاگ رہے تھے۔ پاکستان کے

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitzed by eGangotri

علاقوں میں ست سنگیوں کی بہت بڑی تعداد تھی۔ کوئی بڑا شہر ایسا نہ تھا، جہاں ست سنگی نہ ہوں۔ چھوٹے چھوٹے پہاڑی علاقوں میں تو ہزاروں ست سنگی تھے۔ لاہور، راولپنڈی، لائلپور، ملتان، ایبٹ آباد اور سیالکوٹ وغیرہ شہروں میں تو خوب صورت ست سنگ گھر تھے ہی، لیکن جہلم، حضرو، کالا باغ، وزیر آباد، نوشہرہ، منٹگمری اور گجرانوالہ وغیرہ جگہوں میں بھی ست سنگ کی زمین اور ست سنگ گھر تھے۔ بٹوارے سے پہلے حضور کے زیادہ تر ست سنگی موجودہ پاکستان کے علاقہ میں تھے۔

حضور سال ڈیڑھ سال پہلے ہی سے آنے والے وقت کی طرف اشارہ کر رہے تھے۔ کبھی کبھی آپ فرماتے تھے کہ زبردست آندھی آنے والی ہے۔ لیکن باباجی مہاراج ست سنگیوں کی حفاظت کریں گے۔ جب ہندوستان و پاکستان کے علاقوں سے جگہ جگہ دنگے، فساد، لڑائی جھگڑے اور لوٹ مار کی خبریں آنے لگیں تو حضور نے ست سنگیوں کو حکم دیا کہ کسی سے دشمنی نہ کرو، اپنے دل میں کسی کے لئے بھی عداوت کے جذبات نہ آنے دو۔ کسی کو تنگ مت کرو، سب کے ساتھ پیار کرو، مالک کے دربار میں کسی کا دل دکھانا بھی بہت بڑے گناہوں میں گنا جاتا ہے۔

ڈیرہ میں آس پاس کے گاؤں و شہروں سے بھاگ بھاگ کر مسلمان آنے لگے۔ حضور نے انہیں بڑے پیار اور ہمدردی کے ساتھ ڈیرہ میں پناہ دی، ان کی فریاد سنی، انہیں تسلی دی، لنگر میں دونوں وقت کھانا کھلایا۔ اور روپے پیسے و کپڑوں وغیرہ سے ان کی بھرپور مدد کی۔ انہیں دنوں مسلمانوں کے ستائے ہوئے ست سنگی شرنارتھی بھی پاکستان کی طرف سے آرہے تھے۔ انہیں بھی ڈیرہ میں پناہ دی گئی۔ اس وقت ہندو شرنارتھی اور مسلمان پناہ گزیں اپنی دشمنی بھول کر یہاں ساتھ ساتھ رہ رہے تھے۔ حضور کے حکم سے سیوادار دونوں قوموں کے لوگوں کی بڑے پیار سے دیکھ بھال کرتے اور انہیں ہر طرح سے آرام پہنچانے کی کوشش کرتے۔ ساری ساری رات لنگر چلتا۔ اور آنے والے شرنارتھیوں کو مفت کھانا کھلایا جاتا تھا۔

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitzed by eGangotri

جب مسلمان پناہ گزین یہاں سے جانے کا پروگرام بنانے لگے تو حضور نے اُن سے کہا کہ جب تک آپ کو پاکستان لے جانے کے لئے ملٹری کا ساتھ نہ ملے، یہاں سے نہ جاؤ۔ یہاں آپ بے فکر ہو کر خوشی سے ٹھہرو۔ دو تین بار اُن کو خبر ملی کہ فلاں گاڑی مہاجرین کو لے کر لاہور جا رہی ہے، لیکن حضور نے اُنہیں جانے سے روک دیا۔

بیاس سٹیشن سے آگے حضور خود بذریعہ کار ایک مسلم شرنارتھی کیمپ میں تشریف لے گئے۔ اُس کیمپ کی حفاظت بلوچ رجمنٹ کے ہتھیار بند فوجی کر رہے تھے۔ حضور اپنی موٹر کیمپ کے اندر لے گئے اور رجمنٹ کے آفیسر سے ملے۔ حضور نے فرمایا، "آپ گھبرائیں نہیں، ہمت رکھیں، مالک کی یہی موج ہے۔ جو غریب مسلمان آپ کے کیمپ میں ٹھہرے ہوئے ہیں، اُن کی حفاظت کرو۔ اُنہیں دلاسا دو اور پیار سے لے جاؤ۔ بیاس میں بھی کئی مسلمان ہمارے پاس ٹھہرے ہوئے ہیں، اُنہیں بھی پوری حفاظت کے ساتھ اور بڑے پیار سے لے جاؤ۔"

حضور کے یہ پیار بھرے الفاظ سن کر اُس مسلمان فوجی آفیسر نے بڑے ادب کے ساتھ جھک کر حضور کو آداب کیا۔ پھر اُس کی آنکھوں میں آنسو اُمڈ آئے۔

جب بلوچ فوجیوں کے ٹرک ڈیرہ میں مسلمانوں کو لینے کے لئے آئے تو سنگت نے اُنہیں بڑے پیار سے وداع کیا۔ اُس کے بعد پاکستان سے اُن کے کئی خط آئے۔ جن میں اُنہوں نے حضور کی رحمت اور سنگت کے پیار کی بہت تعریف کی۔ کچھ مسلمان تو جانے کے لئے راضی ہی نہ ہوئے۔ وہ ڈیرہ ہی میں رہ گئے، اور اب تک یہیں ہیں۔

پاکستان میں کئی مسلمان ست سنگی بھی تھے، وہ بٹوارے کے بعد برسوں تک ست سنگ و دیدار کے لئے بیاس آتے رہے۔ ۱۹۶۵ء کی جنگ کے بعد دونوں ملکوں کی سرحدوں پر رُکاوٹ ہونے کے باعث اب اُن کا آنا بہت کم ہو گیا ہے۔

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitzed by eGangotri

سکندر پور گاؤں و ارد گرد کے گاؤں میں بھی کافی مسلمان رہتے تھے۔ فسادات شروع ہونے پر وہ بھی بھاگ بھاگ کر سکندر پور میں حضور کی کوٹھی میں آنے لگے حضور کے چھوٹے صاحبزادے سردار ہربنس سنگھ صاحب نے انہیں اپنے یہاں ٹھہرایا۔ یہاں بھی انہیں کھانا و دیگر ضروری سامان مفت دیا گیا۔ حضور کو جب یہ معلوم ہوا تو بہت خوش ہوئے اور اپنے بیٹے اور پوتوں کو پیغام بھیجا کہ کسی کے ساتھ دشمنی نہ کرو۔ سب کو پیار کے ساتھ اپنے یہاں رکھو، ان کی ہر طرح حفاظت کرو اور جب تک ان کے پاکستان جانے کا پورا انتظام نہ ہو جائے انہیں اپنے ہاں ہی رکھو۔ اس لئے سردار ہربنس سنگھ جی نے لگ بھگ تین مہینے انہیں اپنے یہاں رکھا۔ اور ان کے کھانے وغیرہ کا مفت انتظام کیا۔ جاتے وقت انہیں راستے کے لئے آٹا دال وغیرہ راشن دیا۔ اور کئی میلوں تک اپنے آدمیوں کو انہیں پہنچانے کے لئے بھیجا۔ جب اس علاقہ میں کچھ حالات سدھرے تو آپ نے انہیں راجستھان کے راستے سے پاکستان کے لئے روانہ کیا۔ پاکستان پہنچنے پر ان میں سے کئی لوگوں نے اپنے پہنچنے کی خبر دینے کے لئے خط لکھے اور حضور کے خاندان کے پیار بھرے سلوک کے لئے بڑے شکر گزار ہوئے۔

حضور مہاراج جی نے موجودہ پاکستان کے علاقوں میں چالیس برسوں تک جگہ جگہ جا کر ست سنگ اور نام کا جو بیج بویا تھا، وہ بٹوارے کے وقت تک نشوونما پا کر ایک بہت بڑا پھلتا پھولتا درخت بن گیا تھا۔ وقت کی تیز آندھی نے اسے اکھاڑ دیا۔ لیکن اسی آندھی نے اس کے بیج کو اتنی دور دور تک پھیلایا کہ وہ ہندوستان کے ہر صوبے اور ہر شہر میں پہنچ گیا۔ پاکستان سے نکلے ہوئے ست سنگی ہندوستان میں چاروں طرف پھیل گئے۔ اور جیسے جیسے لوگوں کا ان کے ساتھ واسطہ پڑتا رہا، سنت مت سارے ملک میں پھیل گیا۔ ان میں سے کئی لوگ ہندوستان سے باہر سری لنکا، انڈونیشیا، سنگاپور، ہانگ کانگ،

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitzed by eGangotri

جاپان وغیرہ، مشرقِ بعید کے مُلکوں میں اور امریکہ، انگلینڈ و ویسٹ انڈیز وغیرہ مُلکوں میں پہنچ گئے۔ آج اِن مُلکوں میں بہت سارے سَت سنگی ہیں۔

پاکستان بنا، سَت سنگیوں کے گھر تباہ ہُوئے۔ لیکن اُن کی حِفاظت ہُوئی دُور دُور کے عِلاقوں سے نِکل کر وہ ستگورُو کی کرپا سے ہندوستان بحِفاظت پہنچ گئے۔ مُرشدِ مہربان کی پناہ وسنبھال کا اُنہیں ظاہر اطور پر تجربہ ہُوا۔ قدم قدم پر خطروں کے باوجُود اُن کی حِفاظت ہُوئی۔ ستگورُو کے رحم وکرم کے جو تجربے اُنہیں ہُوئے، اُن کا اگر ذِکر کیا جائے تو کئی کتابیں لِکھی جاسکتی ہیں۔ لیکن کرموں کا قرض چُکانا ہی پڑتا ہے۔ سنگت پر آنے والے کرموں کے بوجھ کو دِین دیال مُرشدِ مہربان نے اپنے اُوپر لے کر اُن کو رَنج ومُصیبت سے بچالیا۔

نومبر ۱۹۷۴ء میں حضُور مہاراج جی جب سِکندر پُور تشریف لے گئے تھے تبھی حضُور کی طبیعت خراب ہوگئی۔ مُمکن ہے کہ حضُور کی صِحت کُچھ دِن پہلے سے ہی ٹھیک نہ رہی ہو، لیکن ڈاکٹروں کو اِس کا عِلم نومبر میں ہُوا۔ حضُور اکتوبر میں گجرانوالہ وزیرآباد، لاہور اور لائل پُور کا دَورہ اور اُس کے کُچھ ہی دِنوں بعد پَرور اور کانگڑہ کا دَورہ کر چُکے تھے۔ نومبر کے پہلے ہفتہ میں حضُور نے کوٹ حاکم رائے کا دَورہ کیا۔ دُوسرے ہفتہ میں آنند پُور و روپڑ۔ اِس کے بعد حضُور ۲۶ر ۲۷ر نومبر کو لاہور تشریف لے گئے۔ یہ حضُور کا پاکستان کے عِلاقہ کا آخری دَورہ تھا۔ ۲۸ر نومبر کو آپ بذریعہ کار سِکندر پُور تشریف لے گئے۔ اُسی دِن مَعلوم ہُوا کہ حضُور کی صِحت ٹھیک نہیں ہے۔ اِس کے بعد آخری وقت تک حضُور کی صِحت خراب ہی رہی۔ تکلیف کبھی کم اور کبھی زیادہ ہوجاتی تھی۔ ڈاکٹر عِلاج کرتے رہے لیکن پُورا فائدہ نہ ہُوا۔ صِحت کی خرابی، تکلیف اور کمزوری کے باوجُود حضُور نے تین چار مہینے تک اپنے سَت سنگ کی کارروائی کو، جہاں تک مُمکن ہوسکا، جاری رکھا۔ ۲۲ر دسمبر ۱۹۷۴ء کو حضُور سِکندر پُور سے صُبح ساڑھے سات بجے روانہ ہوکر شام کو سات بجے کے قریب ڈیرہ

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitzed by eGangotri

پہنچے۔ طبیعت ٹھیک نہ ہونے پر بھی حضور نے راستے میں سرسہ، ملوٹ، مکتسر کوٹ کپورہ، پنج گرائیں، باڑیاں، موگہ، لدھیانہ، پھلور، پھگواڑہ، جالندھر اور کپورتھلہ میں رُک کر سنگت کو درشن دیئے۔ دسمبر کے بھنڈارے میں حضور نے ہمیشہ کی طرح ست سنگ، سیوا، ملاقاتوں اور نام دان کا سلسلہ جاری رکھا۔

سنگت کو معلوم ہو گیا تھا کہ حضور کی طبیعت ٹھیک نہیں ہے اور ڈاکٹر لوگ فکرمند ہیں۔ لیکن حضور کو کتنی سخت تکلیف ہے اس کا انہیں اندازہ نہ تھا۔ دسمبر کے بھنڈارہ کے بعد جب حضور سیواداروں کو پرساد دینے گئے تو وہاں پر ایک پرانے سیوادار نے عرض کی۔ "سچے پاتشاہ! ایسی موج فرماویں کہ ہماری حضور کے جسم پر کبھی نہ آئے"۔ حضور نے جواب دیا، "اگر کوئی شخص تمہیں اپنی بیماری یا مصیبت یا غریبی کی کہانی سنائے تو کیا تم کو رحم نہ آئے گا؟ کیا تم نہیں چاہو گے کہ اس کی تکلیف دور ہو جائے"۔

جنوری 1947ء میں حضور سکندر پور تشریف لے گئے۔ طبیعت میں کوئی فائدہ نظر نہیں آ رہا تھا، ملک کے بٹوارے سے پہلے ہی فسادات شروع ہو گئے تھے۔ دنگے اور لوٹ مار کی دردناک خبریں آ رہی تھیں۔ ستگورو نے ست سنگیوں کی کیسے کیسے حفاظت کی۔ اس کی کہانیاں لوگ خود آ کر سناتے تھے یا خطوں میں لکھتے تھے۔ ۱۶ فروری کو حضور نے ادلو کی طرف کا دورہ رکھا۔ وہاں بھینی صاحب کے نام دھاریوں نے سری گورو گرنتھ صاحب کا پاٹھ رکھا تھا۔ اور حضور سے اس موقع پر تشریف لانے کے لئے بڑی عرض وگزارش کی تھی۔ سفر اور تھکاوٹ کی وجہ سے ۲۶ فروری کو تکلیف پھر بڑھ گئی۔ لیکن حضور ہمیشہ کی طرح کام کرتے رہے اور چلتے پھرتے رہے۔ ۲۷ فروری کو حضور واپس ڈیرہ تشریف لائے۔ اس بار بھی مہاراج جی نے راستے میں جگہ جگہ رُک رُک کر سنگت کو درشن دیئے۔

۶ مارچ 1947ء کو حضور نے صبح ویلہ بجو میں اور شام کو گھمان میں ست سنگ

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitzed by eGangotri

فرمایا۔ ڈاکٹر حضور کو انجیکشن اور دوائیاں وغیرہ دیتے رہے۔ جب کمزوری بڑھ جاتی تو حضور کچھ آرام کر لیتے، ورنہ ست سنگ میں بیٹھنا و لوگوں سے ملنا برابر جاری تھا۔ ۲۰ اپریل ۱۹۴۷ء کو حضور سکندر پور تشریف لے گئے اور ۲۴ اپریل کو واپس ڈیرہ آئے۔ یہ حضور کا سکندر پور کا آخری دورہ تھا۔ سکندر پور کے اس دورے اور اس دورے سے پہلے بھی حضور مہاراج وہاں اپنی کوٹھی گریوال ہاؤس کی تعمیر کا معائنہ کرتے رہے۔ آپ خود سامنے بیٹھ کر کام کرواتے اور خاندان کے لوگوں سے فرماتے کہ مکان کا آخری حصہ جلدی پورا کر لو میرے پاس زیادہ وقت نہیں ہے۔ ایک بار حضور کے صاحبزادے سردار ہربنس سنگھ جی نے آپ سے عرض کی، "چرن سنگھ تو وکالت کی وجہ سے باہر ہی رہتے ہیں اور کپتان پرشوتم سنگھ فوج کی نوکری کی وجہ سے۔ اتنا بڑا مکان مجھ اکیلے کے کس کام آئے گا؟" اس پر مہاراج جی نے فرمایا، "میری سنگت کہاں ٹھہرے گی؟"

انہی دنوں کی بات ہے۔ ایک دن ڈیرہ میں شری گوپال سنگھ لٹھ کو حضور مہاراج نے چالیس روپے دیئے اور فرمایا، "کئی سال پہلے میرے دفتر میں ایک اردلی تھا۔ اس نے یہ روپے میرے پاس رکھے تھے۔ ایک بار وہ چھٹی لے کر گیا اور پھر لوٹ کر نہیں آیا۔ میں انتظار کرتا رہا، اس کے رشتہ داروں اور دارثوں کو بہت تلاش کیا کہ روپیہ اس کے بال بچوں کو دے دوں۔ مگر کوئی پتہ نہیں چلا۔ اب یہ روپے لے جا کر رائے صاحب (منشی رام جی) کو دے دو کہ سیوا میں جمع کر لیں۔"

اپریل، مئی، جون کے ماہانہ ست سنگ ہمیشہ کی طرح ہوئے۔ حضور جہاں تک ہو سکا آفس، ڈاک و ڈیرے کا کام دیکھتے رہے۔ لیکن طبیعت میں کوئی سدھار نہ ہوا۔ جولائی میں سنگت نے حضور کا جنم دن منایا۔ لیکن سنگت میں اداسی چھائی ہوئی تھی۔ ستمبر ۱۹۴۷ء کے شروع میں تو حضور نے اپنے جانے کے بارہ میں اشارے

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitzed by eGangotri

دینے شروع کر دیئے۔ 17 ستمبر 1947ء کے دِن اَسوج کی سنکرانتی کا ست سنگ تھا۔ ست سنگ کے ختم ہونے پر حضُور نے فرمایا، "مَیں نے ساری عُمر اپنی حق حلال کی کمائی پر گزارہ کر کے باباجی کے حُکم کی تعمِیل کی ہے۔ سنگت کا ایک پَیسہ بھی کبھی اپنے ذاتی کام میں اِستعمال نہیں کیا۔ بلکہ کبھی ست سنگ سے اپنے ذاتی کام کے لئے قرض بھی نہیں لیا۔ باہر ست سنگ کرنے، جانے کے لئے ڈیرہ کی موٹر کا اِستعمال ضرُور کیا ہے۔ یا ہو سکتا ہے کہ کبھی باغ سے سبزی لے کر بی بی رَلّی نے بنالی ہو، اِن دونوں کے لئے میں سنگت سے مُعافی چاہتا ہُوں، مجھے اگر کِسی سے کچھ لینا ہے تو مَیں چھوڑتا ہُوں اگر کِسی کا مجھے کچھ دینا ہے تو بتا دے اَور لے لیوے۔" پھر بولے، "جِس کِسی کو مَیں نے کبھی کچھ نرم گرم کہا ہو وہ مجھے معاف کر دے۔"

یہ بچن سُن کر سنگت میں سناٹا چھا گیا۔ آنکھوں میں آنسو بھر آئے۔ سنگت بہُت گھبرا گئی۔ دُوسرے دِن حضُور کی اِس بات کا پتہ چلنے پر آس پاس سے کافی سنگت آ گئی۔ سب کے چہروں پر اُداسی چھائی ہُوئی تھی۔ اَور آنکھیں آنسوؤں سے پُرنم تھیں۔ حضُور اُن دِنوں اپنی کوٹھی میں اُوپر سے، صُبح سنگت کو درشن دیتے تھے۔ درشن کے وقت نمبردار جگت سِنگھ نے اُوپر جا کر حضُور سے عرض کی، "سچّے پاتشاہ! آپ کے بچن سُن کر سنگت گھبرا گئی ہے۔ آپ اپنے بچن موڑ (پلٹ) لیں اَور سنگت سے فرمائیں کہ سب ٹھیک ہے۔" حضُور نے اُوپر سے سنگت کو درشن دیئے اَور فرمایا، "مَیں نے تو جو کچھ کہنا تھا کہہ دِیا ہے، جگت سنگھ نمبردار مجھ سے جھُوٹ بلوانا چاہتا ہے۔ مَیں تو باباجی کی مَوج میں راضی ہُوں۔"

دوپہر کے بعد حضُور نے اپنی الماری سے کتابیں چھانٹنا شروع کیا۔ آپ نے جو کتابیں اپنے رُوپئے سے خرِیدی تھیں، اُنہیں الماری میں رکھ دِیا، باقی سب کتابیں لائبریری میں بھجوا دیں۔

20 ستمبر 1947ء کو حضُور نے مَلِک رادھا کِشن جی، رائے صاحِب مُنشی

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitzed by eGangotri

رام جی اور کچھ دیگر ست سنگیوں کو بلایا اور ڈیرہ کے انتظام کے بارے میں ایک عظیم اور دور اندیش سکیم بنائی۔ اس کے مطابق حضور نے تین کمیٹیاں بنائیں جن کا ذکر پہلے آچکا ہے۔ حضور مہاراج جی ان تینوں کمیٹیوں کے پریذیڈنٹ اور سردار بہادر جگت سنگھ جی وائس پریذیڈنٹ تھے۔ حضور نے اس سکیم کے آخر میں صاف لفظوں میں فرمایا کہ "حضور کی وفات کے بعد یہ انتظام جاری رہے گا۔ اور ان کے بعد سردار بہادر جگت سنگھ جی ان تینوں کمیٹیوں کے پریذیڈنٹ ہوں گے اور تمام منقولہ وغیر منقولہ جائیداد ست سنگ کی یا پرمارتھی جائیداد کی شکل میں سردار بہادر جگت سنگھ جی کے نام میں رہے گی، لیکن یہ ان کی ذاتی یا نجی جائیداد تصور نہ ہوگی۔"

یہ مکمل دستاویز ملک رادھا کشن کھنہ ایڈووکیٹ ہائی کورٹ کے اپنے ہاتھ سے لکھا ہوا ہے اور بطور گواہ اس پر ملک رادھا کشن کھنہ اور لالہ منشی رام جی کے دستخط ہیں۔ حضور مہاراج جی نے اس دستاویز کے ہر صفحے پر اور آخر میں دستخط کئے ہیں۔ حضور نے 24 ستمبر 1947ء کو ایک وصیت نامہ لکھ کر اس سکیم کو اپنی منظوری دے کر اس کی تائید کر دی۔ اس تجویز اور وصیت نامہ سے یہ ظاہر ہو گیا کہ حضور نے اپنے بعد سردار بہادر جگت سنگھ جی کو اپنا جانشین بنانا طے کر لیا ہے۔

29 ستمبر 1947ء کو صبح ڈاکٹری معائنہ اور علاج کے لئے حضور بذریعہ کار امرتسر تشریف لے گئے حضور کی تکلیف بڑھتی جا رہی تھی۔ کمزوری بھی کافی تھی۔ امرتسر میں بھی صحت ٹھیک نہ ہوئی اور سبھی فکرمند ہو گئے۔

حضور امرتسر میں ست سنگ گھر میں ٹھہرے ہوئے تھے۔ ست سنگ گھر

چن ص

۱؎ دیکھئے ص 208

۲؎ دیکھئے صفحات 209 تا 215

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitzed by eGangotri

کے کمرے، ہال، دالان اور میدان، پاکستان سے آنے والے شرنارتھیوں سے بھرے ہوئے تھے۔ زیادہ تر لوگ تو اپنے گھروں سے بغیر روپے پیسے یا سامان کے نکل پڑے تھے۔ جب پاکستان میں اُن کے گھروں پر حملہ ہوا اور لوٹ مار شروع ہوئی تو وہ جیسے بیٹھے تھے اُسی حالت میں جان بچا کر بھاگ نکلے تھے۔ دُور دُور کے علاقوں سے بھی ست سنگیوں کے بخیریت پہنچ جانے کی خبریں آ رہی تھیں۔ کالا باغ، ایبٹ آباد، پشاور وغیرہ جگہوں سے سنگت کس طرح نکل کر ہندوستان آئی، اِس کا بیان سُن کر رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں۔ اِن سب آفتوں میں کس طرح حضُور نے اُن کی حفاظت کی، کس طرح دُور دراز جگہوں میں ظاہر ہو کر اُنہیں نکالا، تسلّی و ہمّت دی، اِس کا حال شرنارتھی سُناتے رہتے تھے۔ امرتسر کے ست سنگ گھر میں حضُور کے حُکم سے لنگر جاری تھا۔ اِتنی کمزوری اور تکلیف میں بھی حضُور کا ست سنگیوں کی طرف ہی خیال تھا۔ دِن میں دو تین بار اُنہیں درشن دیتے اور پاکستان سے آنے والے شرنارتھیوں سے برابر ملتے رہتے، اُن کا حال سُنتے اور اُنہیں حوصلہ دیتے۔

حضُور مہاراج جی کے پوتے سردار چرن سنگھ جی اُن دِنوں سرسہ میں وکالت کرتے تھے۔ حضُور نے اُنہیں اپنے پاس امرتسر بُلا لیا۔ حضُور کی صحت اور ڈاکٹروں کی فکرمندی کو دیکھ کر سردار چرن سنگھ جی نے حضُور کے علاج کے لئے مشہور ہومیو پیتھک ڈاکٹر کو جینوا سے بُلانے کا سوچا۔ خاندان کے ممبروں سے رائے لے کر آپ نے حضُور کی اِجازت حاصل کر کے ڈاکٹر سمتھ کو آنے کے لئے تار بھیج دیا۔

امرتسر میں حضُور کی صحت کچھ ٹھیک ہونے لگی 24 دسمبر کو حضُور امرتسر سے ڈیرہ تشریف لے آئے، کیونکہ 29 دسمبر کو باباجی مہاراج کا بھنڈارہ تھا اور حضُور باہر سے آنے والی سنگت کو مایوس نہیں کرنا چاہتے تھے۔ طبیعت پہلے سے کچھ ٹھیک تھی۔ موٹر کے سفر کی تھکاوٹ کے باوجود حضُور نے ڈیرہ پہنچتے ہی کار سے اُتر کر ست سنگ میں سنگت کو کچھ دیر کے لئے درشن دیئے۔

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitzed by eGangotri

29 دسمبر کو حضور بھنڈارہ کے ست سنگ میں تشریف لائے، لیکن ست سنگ نہیں کیا۔ بابو گلاب سنگھ جی نے ست سنگ کیا۔ ست سنگ کے بعد حضور کی طرف سے ایک پیغام پڑھ کر سنایا گیا، جس میں حضور نے اپنے پچھلے تیرہ چودہ مہینوں کی بیماری کا پورا حال سنگت کو بتایا۔ حضور نے سنگت کو یہ پیغام ایک خط کی شکل میں لکھا تھا، جس کے کچھ حصے مندرجہ ذیل ہیں۔

"پیارے بھائی صاحبان! اور حضور مہاراج جی کی پیاری سنگت!! آج بھنڈارہ کا دن ہے۔ جس کو ہر سال ہم بڑی خوشی سے منایا کرتے ہیں، لیکن افسوس اس سال مالک کی موج سے دنیا کافی پریشان ہوئی ہے۔ کیونکہ لوگ دکھی ہو کر گھر سے نکالے گئے۔ کسی کو سامان لانا ملا، کسی کو نہیں۔ مجھے اس بات کا افسوس ہے، لیکن مالک کی موج کے آگے کوئی چارہ نہیں۔ برداشت کرنا ہی پڑتا ہے۔ اگرچہ دنیا نے یہ دکھ پایا ہے، لیکن ان چودہ مہینوں میں سنگت کو دکھی دیکھ کر میں نے بھی کوئی سکھ نہیں پایا..... میرے ستگورو جی نے میری اس بیماری میں کوئی بہتری دیکھی ہوگی، اور کوئی نہ کوئی بوجھ اتارا ہوگا۔"

اس کے آگے حضور نے نومبر ۱۹۴۷ء میں جب آپ سردار بچنت سنگھ جی کی پوتی کے بیاہ کے موقعہ پر سرسہ گئے تھے، تب سے جو تکلیف شروع ہوئی تھی اس کا پورا حال بیان کیا اور علاج وغیرہ کی تفصیل دیتے ہوئے فرمایا، کہ جب کوئی علاج کارگر ثابت نہ ہوا تو میں مالک کی رضا پر راضی ہو گیا۔ اور اس عرصہ تک ست سنگ کا کام جتنا مجھ سے ہو سکا کرتا رہا۔" پھر حضور نے ستمبر ۱۹۴۷ء میں امرتسر جانے، وہاں تکلیف کے بڑھ جانے اور ڈاکٹروں سے علاج وغیرہ کی مکمل تفصیل دی۔ جن ڈاکٹروں، ست سنگیوں اور ست سنگوں نے ان دنوں حضور کی سیوا کی، ان کا شکریہ ادا کرنے کے بعد حضور نے لکھا کہ چونکہ حضور عام ست سنگیوں سے مل نہیں سکتے، اس لئے ان سے معافی چاہتے ہیں۔

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitzed by eGangotri

29 دسمبر کو ڈاکٹر پیری سمتھ جینوا سے ڈیرہ آپہنچے۔ آپ نے دو دِن تک حضُور کا مُعائنہ کرنے اور بیماری کا پُورا حال جاننے کے بعد عِلاج شرُوع کیا۔ ڈاکٹر سمتھ تب سے آخری وقت تک حضُور مہاراج جی کا عِلاج کرتے رہے۔ آپ نے بڑی لگن، سیوا بھاؤ اور پیار سے عِلاج کیا اور حضُور آپ سے بہُت خُوش ہُوئے۔ حضُور نے اپنے پوتے سردار چرن سِنگھ جی کو حُکم دِیا کہ ڈاکٹر سمتھ کی ڈیرہ میں اچھی طرح دیکھ بھال کریں۔ ایک دِن حضُور نے آپ سے فرمایا، "کہیں ایسا نہ ہو کہ ڈاکٹر سمتھ کو میرے بعد کوئی پُوچھے ہی نہیں۔ اِس لئے میرے بعد ڈاکٹر سمتھ کا خیال رکھنا اور اِن کو ہندوستان میں جو بھی جگہ یہ دیکھنا چاہتے ہیں وہ دِکھانا اور جب جانا چاہیں تو بڑے پیار اور عِزّت کے ساتھ بھیجنا۔"

حضُور کے اِس حکم کے مُطابِق سردار چرن سِنگھ جی ڈاکٹر سمتھ کو شِملہ، دہلی، اور آگرہ وغیرہ دِکھانے لے گئے۔ اور خُود جہاز پر چڑھا کر آئے۔

دسمبر 1947ء میں اَمرتسر سے واپس آنے کے بعد حضُور آخری وقت تک ڈیرہ ہی میں رہے۔ بیماری کے دِنوں میں آپ صُبح شام سنگت کو اُوپر اپنی کوٹھی میں سے درشن دِیا کرتے تھے۔ کُچھ کُچھ ست سنگیوں سے ملتے بھی رہتے تھے۔ اور اُن کے سوالوں کو سُن کر جواب دیتے۔ اکثر ڈاکٹر سمتھ کو سنت مت کے بارے میں کُچھ نہ کُچھ بتاتے رہتے اور اُن کے سوالوں کے جواب دیتے۔ بیماری کے دِنوں میں بھی سنگت کو درشن دینا، مُلاقات چاہنے والے اشخاص سے مِلنا، سکریٹری کے ساتھ ڈیرہ کے اِنتظام سے مُتعلقہ بات چیت کرنا، ڈاک وغیرہ دیکھنا اور رات کو سونے سے پہلے خاندان کے ممبروں سے و نزدیکی ست سنگیوں سے مِلنا، حضُور کے پروگرام میں شامِل تھا۔

حضُور کئی دِنوں سے اپنے جانے کا اِشارہ کر رہے تھے۔ ایک بار بی بی رَلّی نے آپ سے عرض کی کہ حضُور کو کمزوری بہت زیادہ ہے، اِس لئے تھوڑی تھوڑی

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitzed by eGangotri

دیر بعد کچھ خوراک لینی چاہیئے۔ حضور نے جواب دیا، "نہیں اب یہ جسم پرانا ہو گیا ہے۔ اب میں جوان جسم میں آؤں گا۔"

حضور مہاراج کی اِس بیماری کے دوران اکتوبر ۱۹۴۷ء سے 2 اپریل ۱۹۴۸ء تک مہاراج چرن سنگھ جی آپ کی خدمت گزاری میں رہے۔ حضور کی بیماری کے اِن آخری چھ مہینوں میں آپ ہی پریوار کے واحد ممبر تھے جو لگاتار حضور مہاراج جی کے پاس رہے۔ اور بہت خدمت کی۔ اِسی طرح ڈاکٹر ہزارہ سنگھ[1] اور شری سوہن سنگھ بھنڈاری بھی حضور کی بیماری کے وقت میں ہمیشہ ساتھ رہے اور آخری وقت تک بڑے پیار سے حضور کی خدمت کرتے رہے۔

20 مارچ ۱۹۴۸ء کو حضور مہاراج جی نے سردار بہادر جگت سنگھ جی کو اپنا جانشین مقرر کیا اور اُن کے حق میں وصیت نامہ کر دیا۔ سردار بہادر جگت سنگھ جی اپنے پیار، بھگتی، عاجزی، اعلےٰ کمائی اور پاکیزہ زندگی کے اوصاف کے لئے پہلے ہی مشہور تھے۔ حضور کے اس فیصلے کو سبھی سیواداروں اور ڈیرہ کے باشندوں نے بڑے پیار سے قبول کیا۔ کئی ابھیاسی ست سنگیوں کو تو پتہ تھا کہ سردار بہادر جی کو سنگت کی رہنمائی اور جیوؤں کی سنبھال کا ذمہ سونپا جائے گا۔ وصیت نامہ رائے صاحب منشی رام جی سے لکھوایا گیا۔ آپ پچھلے کئی برسوں سے سکریٹری تھے۔ حضور کے بڑے صاحبزادے سردار بچنت سنگھ و پوتے سردار چرن سنگھ جی نے اُس پر بطورِ گواہ دستخط کئے۔ وصیت پر ڈاکٹر سمتھ نے بھی دستخط کئے اور حضور کے وصیت نامہ پر دستخط کرتے وقت مکمل ہوش و حواس میں ہونے کی تصدیق کی۔

مندرجہ ذیل سطریں رائے صاحب منشی رام جی کی ڈائری میں سے دی

---

[1] آپ کمپاونڈر تھے۔ لیکن آپ کو ڈاکٹر کہہ کر بلایا جاتا تھا۔

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitzed by eGangotri

جاتی ہیں۔ جو اِس مضمون پر کافی روشنی ڈالتی ہیں۔

"کل ۲۰ مارچ ۱۹۴۸ء کو سنیچر کی صبح حضور کی طرف سے مجھے دفتر میں حکم پہنچا کہ وصیت تحریر کرنے کے واسطے مہاراج جی نے یاد کیا ہے۔ میں جلدی جلدی وہاں گیا تو سردار بہادر جگت سنگھ جی کو ساتھ والے کمرے میں منہ و سر ڈھکے ہوئے بیٹھے دیکھا۔ جیسے کوئی بھجن میں بیٹھا ہو۔ سردار بچنت سنگھ اور سردار چرن سنگھ اسی کمرے میں کھڑے تھے۔ میں اگلے کمرے میں چلا گیا، جہاں حضور کا پلنگ تھا۔ وہاں ڈاکٹر سمتھ کو موجود پایا، حضور نے فرمایا، "ہماری وصیت لکھ کر لاؤ۔" میں نے پوچھا کہ کس کے حق میں لکھوں؟ تو حضور نے جواب دیا، "جگت سنگھ کے نام" اِس پر میں دفتر میں واپس آگیا اور آکر حضور کے پہلے دو وصیت نامے جو کہ ڈیرہ کی جائیداد سے متعلقہ دیگر دستاویزوں کے ساتھ ڈیرہ کی سیف (تجوری) میں موجود تھے۔ اُن کی جانچ کی تو اُن کو دیکھنے سے پتہ چلا کہ زیادہ لمبی چوڑی تحریروں کی ضرورت نہیں ہے۔ کیوں کہ ان دو وصیت ناموں میں حضور اپنی خاندانی یعنی ذاتی و پرمارتھی جائیدادوں کے متعلق بڑی مفصل ہدایات دے چکے تھے، صرف اُنکے جانشین کے نام کا لکھنا باقی رہ گیا ہے اِس لئے ایک چھوٹی سی وصیت تیار کر کے میں حضور کی خدمت میں حاضر ہوا، وہاں ڈاکٹر سمتھ، حضور کے صاحبزادے سردار بچنت سنگھ اور پوتے سردار چرن سنگھ موجود تھے۔ میں نے وہ وصیت نامہ حضور کو پیش کیا۔ دوپہر کا وقت تھا۔ حضور پلنگ پر لیٹے ہوئے تھے۔ اُن کو سہارا دے کر بٹھایا گیا۔ اور اُنہوں نے عینک لگا کر وصیت نامہ کو دو دفعہ پڑھا۔ پھر مجھے حکم دیا کہ اِس کو پڑھ کر سب کو سناؤ۔ میں نے سب حاضرین کو پڑھ کر سنا دیا۔ اور حضور کو وہ دستاویز واپس کر دیا۔ سردار چرن سنگھ کے پاس حضور کا فونٹین پین تھا۔ اُنہوں نے حضور کو دستخط کرنے کے لئے پیش کیا۔ تو ڈاکٹر سمتھ اپنا پین پیش کرتے ہوئے بولے، "یہ فخر مجھے حاصل کرنے دو۔" اِس پر مہاراج جی نے ڈاکٹر صاحب کا پین لے کر اُس سے وصیت نامہ پر دستخط کیے، بعد میں ڈاکٹر صاحب سے ہم لوگوں

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitzed by eGangotri

نے کہا کہ اِس پر آپ بطور ڈاکٹر تصدیق کریں کہ حضور کے ہوش و حواس درست ہیں۔ اِس لئے اُنہوں نے تصدیق کر دی۔ پھر سردار بچنت سنگھ و سردار چرن سنگھ نے اُس پر بطور گواہ دستخط کئے اور حضور نے پڑتال کرنے کے بعد وہ وصیت نامہ مجھے دے دیا۔

29 مارچ، کل اِس مہینے کا آخری اِتوار تھا۔ ماہانہ ست سنگ و حضور کی بیماری کی وجہ سے بہت سی سنگت ڈیرہ میں آئی ہوئی تھی۔ سنیچر وار کی رات کو میرا، بی بی رانی اور سردار بچنت سنگھ کا یہ خیال ہوا کہ اب جبکہ حضور نے اپنی جگہ سردار بہادر جگت سنگھ جی کو وصیت لکھ مقرر کر دیا ہے اور اِس کی خبر خاص خاص ست سنگیوں کو ہو چکی ہے، اِس لئے بہتر ہو گا کہ اِس کی اِطلاع کل اِتوار کو ماہانہ ست سنگ میں سنگت کو دیدی جائے۔ اِس مطلب کے لئے ہم نے دفتر کے کمرے میں مَلِک رادھا کشن ایڈووکیٹ مُلتان اور سردار کرپال سنگھ کو بُلایا۔ سردار بہادر جی کو بھی بُلایا گیا تھا مگر وہ نہ آئے۔ اُس وقت یہ تجویز پیش کی کہ کل جب سردار کرپال سنگھ اِتوار کا ست سنگ ختم کریں تو یہ اعلان کر دیں کہ حضور نے اپنا جانشین سردار بہادر جگت سنگھ کو بذریعہ وصیت نامزد کر دیا ہے۔ اِس پر مَلِک صاحب اور سردار کرپال سنگھ نے یہ اعتراض کیا کہ یہ اعلان سُن کر سنگت روتی ہوئی گھروں کو جائے گی۔ صرف یہ کہہ دیا جائے کہ حضور نے اپنا جانشین مقرر کر دیا ہے۔ چنانچہ ست سنگ کے خاتمہ پر سردار کرپال سنگھ نے یہ اعلان کر دیا۔

اگرچہ اِس اعلان میں سردار بہادر جگت سنگھ جی کا نام نہیں دیا گیا، پھر بھی سنگت کو حضور کے جانشین کے نام کا پتہ لگ گیا اور ست سنگ کے کچھ ہی دیر بعد حضور کے جانشین کا نام ہر ست سنگی کی زبان پر تھا۔ حضور کی آخری وصیت اِس طرح ہے:

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitzed by eGangotri

وصیّت نامہ

من کہ ساون سنگھ ولد سردار کابل سنگھ قوم جاٹ گریوال، گدّی نشین ڈیرہ بابا جیمل سنگھ تحصیل و ضلع امرتسر کا ہوں اور اس دستاویز کے ذریعہ نیچے لکھی وصیّت کرتا ہوں :

اِس وصیّت سے پہلے مَیں نے اپنی ذاتی جائیداد اور ست سنگ کی جائیداد کے بارہ میں وصیّتیں کر دی ہیں، لیکن ابھی تک کسی کو اپنی جگہ ڈیرہ میں اپنے بعد بہ طور گدّی نشین نامزد نہیں کیا تھا۔ اِس لئے اَب مَیں پُورے ہوش و حواس میں ہوں اور اپنی مرضی سے سردار بہادر جگت سنگھ ایم۔ ایس۔ سی (ریٹائرڈ) پروفیسر ایگریکلچرل کالج، لائل پور کو ڈیرہ بابا جیمل سنگھ اور اِس سے مُتعلقہ سبھی ست سنگوں کے لئے اپنا جانشیں مُقرّر کرتا ہوں۔ جو جو کام میں کرتا رہا ہوں وہی سب کام میرے بعد سردار صاحب کریں گے۔

لہٰذا یہ وصیّت نامہ لکھ دیا کہ سند رہے۔ اور بوقت ضرورت کام آئے۔

بقلم خود مُنشی رام سکریٹری

تاریخ: وصیّت کرنے والے کے دستخط

20 مارچ 1948ء (انگریزی میں) ساون سنگھ

ڈیرہ بابا جیمل سنگھ

گواہ
بچنت سنگھ (حضور مہاراج کے بڑے صاحبزادے)

گواہ
چرن سنگھ (ایڈووکیٹ)

وصیّت پر ڈاکٹر سمتھ کا نوٹ :

وصیّت کُنندہ نے جن کا مَیں عِلاج کر رہا ہوں، میرے سامنے یہ دستاویز خود

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitzed by eGangotri

دو دفعہ پڑھا اور آپ کے سکریٹری لالہ منشی رام نے بھی انہیں پڑھ کر سنایا۔ واصی (وصیت کرنے والے) سردار ساون سنگھ نے اس پر دستخط میری موجودگی میں کئے ہیں میں تصدیق کرتا ہوں کہ واصی اپنے پورے ہوش و حواس میں ہیں اور انہوں نے اپنی خود کی مرضی سے اس پر دستخط کئے ہیں۔

(دستخط) ڈاکٹر پیری سمتھ
ساکن: جینوا، (سوئٹزرلینڈ)
دوپہر: ۱ بج کر ۳۰ منٹ
۲۰ مارچ ۱۹۴۸ء

(دستخط) گوربچن سنگھ
سب رجسٹرار،
ضلع رجسٹرار،
جالندھر

۳۱ مارچ کی رات کو حضور نے بھائی بھان سنگھ جی پاٹھی کو بلایا اور سوامی جی مہاراج کا یہ شبد پڑھنے کا حکم دیا: "دھام اپنے چلو بھائی، پرائے دیس کیوں رہنا" حضور کی کوٹھی کے نیچے سنگت لگاتار بیٹھی رہتی تھی۔ جب سنگت نے اوپر سے اس شبد کے بچن سنے تو سب کے دل نراش اور مایوس ہو گئے کہ حضور مرشد مہربان نے واپس مقام حق چلے جانے کا ارادہ پکا کر لیا ہے۔ اگرچہ ڈاکٹروں نے امید چھوڑ دی تھی اور وہ جواب دے چکے تھے، پھر بھی سنگت امید لگائے بیٹھی تھی کہ شاید حضور موج بدل دیں، اتنے مہینوں کی بیماری سے حضور کا جسم کمزور ہو گیا تھا۔ لیکن جب حضور اوپر کھڑکی میں سے سنگت کو دیدار دیا کرتے تھے، تب کئی پریمی ست سنگیوں کو حضور کے چہرے پر وہی تیج اور جلال دکھائی دیتا تھا جو کہ تندرستی کے دنوں میں حضور کے درشنوں کی خاصیت تھی، اس لئے ان کا دل کب مان سکتا تھا کہ حضور ان کے درمیان تھوڑے ہی دنوں کے لئے ہیں۔

حضور مہاراج جی کے جوتی جوت سما جانے کا ڈاکٹر سمتھ نے (انگریزی زبان میں) مفصل ذکر کیا ہے۔ جس کا ترجمہ آگے دیا جا رہا ہے۔ اس لئے اس مضمون پر

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitzed by eGangotri

یہاں زیادہ نہیں لکھا جا رہا ہے۔

2 راپریل 1948ء کی صبح سے ہی سنگت حضور کی کوٹھی پر جمع تھی۔ جب اُوپر سے حضور مہاراج جی کے پوتے سردار چرن سنگھ جی نیچے آئے تو اُن کا چہرہ دیکھ کر ہی سنگت سمجھ گئی کہ حضور مہاراج جی اپنے نج گھر واپس جا چکے ہیں۔ سارا ماحول آہ وزاری و سسکیوں کی آوازوں سے بھر گیا۔

سب نے یہ خیال ظاہر کیا کہ سنسکار ایک دِن بعد کیا جائے تاکہ باہر سے آنے والی سنگت بھی آخری درشن کر سکے۔ لیکن کچھ دیر بعد یہ خبر آئی کہ ڈیرہ آتی ہوئی سنگت نے جب حضور کی وِداعی کی دردناک خبر سُنی تو ایک دوست سنگی راستے ہی میں دریا میں چھلانگ لگا کر مر گئے۔ اِسی طرح ڈیرہ کے کمپاؤنڈر نے زہر کھا کر جان دے دی۔ جب یہ خبریں اُوپر حضور کی کوٹھی میں پہنچیں تو سردار بہادر جی مہاراج نے جو کہ گھر والوں اور نزدیکی ست سنگیوں کے ساتھ حضور کے پاک جسم کے پاس بیٹھے ہوئے تھے۔ حضور کے چرنوں میں ماتھا ٹیکا اور حکم دیا کہ آج ہی سنسکار کر دو، لہٰذا اُسی وقت سنسکار کی تیاری شروع ہو گئی۔

جب حضور مہاراج جی کے پاک جسم کو ارتھی پر سجا کر باہر دریائے بیاس کی طرف لے جانے لگے تو سارا ڈیرہ سسکیوں اور آہ و زاری سے بھر گیا۔ ہر شعبے کے مرد و عورت، امیر و غریب، بوڑھے جوان سبھی پھوٹ پھوٹ کر رو رہے تھے۔ اور تو اور چھوٹے چھوٹے بچے بھی اُداس اور دُکھی دِکھائی دے رہے تھے۔ تار و ٹیلیفون وغیرہ سے سنگت کو خبر مل گئی اور دہلی و دِیگر بڑے شہروں سے ست سنگی ہوائی جہاز و موٹروں وغیرہ سے آ گئے۔ نہ جانے اِتنی بھیڑ کیسے اکٹھی ہو گئی کہ ڈیرہ میں تِل دھرنے کو بھی جگہ نہ رہی۔ چاروں طرف صرف ماتم اور رونے کی آوازیں ہی سُنائی دیتی تھیں۔ ایسا لگتا تھا کہ تمام کائنات رو رہی ہے۔ کیونکہ تیز آندھی آ گئی اور اِتنی دھول اُڑنے لگی کہ آسمان میں اندھیرا چھا گیا۔

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitzed by eGangotri

سنسکار کے لئے دریائے بیاس کے کنارے ڈیرہ سے دو تین میل دُور جگہ چُنی گئی۔ جب چتا تیار ہو گئی تو حضور کے سب سے بڑے صاحبزادے سردار بچنت سنگھ جی نے سردار بہادر جی مہاراج سے عرض کی کہ چتا کو آپ روشن کریں۔ چونکہ یہ کام گھر والوں کا اور وہ بھی سب سے بڑے بیٹے کا ہوتا ہے۔ سردار بہادر جی نے منع کر دیا۔ اس پر سردار بچنت سنگھ نے کہا، "آپ ہی حضور مہاراج جی کے حقیقی سپوت ہیں، آپ ہی سنسکار کریں، ہمارے دُنیا داری کے رشتے سے آپ کا رشتہ بہت اعلےٰ ہے۔" اس پر سردار بہادر جی مہاراج نے سنسکار کیا۔

جب حضور مہاراج کے جسمِ خاکی کو آگ کی نذر کر کے لوٹے تو ہمیں ڈیرہ ویران اور سُنسان سا نظر آ رہا تھا۔ جس بادِ بہار سے یہ چمن ہرا بھرا ہو رہا تھا، وہ رُک گئی تھی۔ اب تو چاروں طرف خزاں ہی کی حکومت تھی۔ باہر ویرانہ تھا تو اندر تھی گہری اُداسی اور سُونا پن۔ سب کی آنکھوں سے آنسوؤں کی جھڑی لگ رہی تھی لوگ ایک دُوسرے کا مُنہ دیکھتے اور بہکے بہکے سے پھر رہے تھے۔ رُوح جسم کی قید میں پڑی تڑپ رہی تھی۔ اور اُسے توڑ کر نکل جانا چاہتی تھی۔

۴ر اپریل کو پھول چُننے کا کام ہُوا۔ جس جگہ پر سنسکار کیا گیا تھا، اُسے پھول (استھیاں) چُننے کے بعد بالکل صاف کر دیا گیا۔ پھول اور راکھ کے ساتھ اُس جگہ کی تین تین فُٹ مٹی بھی کھود کر دریا میں بہا دی گئی تھی اور اُس کی جگہ دُوسری مٹی بھر کر زمین کو ہموار کر دیا گیا تھا۔ لیکن وہاں سیواداروں نے لمبے بانس وغیرہ گاڑ کر اُن میں جھنڈیاں وغیرہ لگا دی تھیں۔ تاکہ دُور سے اُس جگہ کا پتہ لگ جائے۔ سنگت نے وہاں سجدہ کرنا شروع کر دیا۔ اور کئی لوگوں کا خیال تھا کہ حضور مہاراج ساون سنگھ جی کی یادگار میں اِس جگہ پر کچھ تعمیر کیا جائے لیکن حضور مہاراج جی ہمیشہ فرمایا کرتے تھے کہ اُن کے جانے کے بعد سمادھی نہ بنائی جائے۔ اچانک ہی دو دِن بعد اتنی زور کی آندھی اور بارش آئی کہ جھنڈیاں

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitzed by eGangotri

اُڑ گئیں، بانس اُکھڑ کر بہہ گئے اور اُس جگہ کا کوئی نشان بھی نہ بچا۔ ڈھونڈنے پر بھی سنگت اُس جگہ کا پتہ نہ لگا سکی۔

حضور مہاراج کے کارہائے نمایاں، سنت مت کے اعلیٰ اصولوں کی پابندی و پیروی، اُن کی پاکیزہ زندگی، اُن کا نیک رہن سہن اُن کے پاک اور پُراثر سخن، اُن کا بے بہا پیار، اور بے حد رحم و کرم کے واقعات اور اپنی ہدایات و تعلیم کے مطابق مثال قائم کرتی ہوئی اُن کی زندگی ہی ہمارے لئے اُن کی اصلی یادگار ہے۔

حضور نے اپنی ساری زندگی رُوحانیت کی نذر کر دی تھی۔ لیکن ساتھ ہی آپ اپنا کام بھی کرتے رہے تاکہ حق حلال کی کمائی پر اپنا گزارہ کر سکیں۔ 24، 25 برس کی عمر میں ملٹری میں انجینیر کے عہدہ پر بھرتی ہوئے۔ 28 برس کی عمر میں ایس۔ ڈی۔ او بنے اور 27 برس ملازمت کرنے کے بعد 53 برس کی عمر میں ریٹائر ہو گئے۔ 1894ء میں جب آپ کی عمر 37 سال تھی تو باباجی مہاراج سے ملاقات ہوئی اور نام دان ہوا۔ اِس کے نو برس بعد 45 سال کی عمر میں باباجی مہاراج نے آپ کو اپنا جانشیں مقرر کیا اور ست سنگ، نام دان اور جیوؤں کے اُدھار کا کام آپ کے سپرد کر دیا، جسے حضور بڑے پیار اور لگن کے ساتھ آخری وقت تک سرانجام دیتے رہے۔ 1939ء میں 53 برس کی عمر میں ریٹائر ہو کر آپ ڈیرہ میں مستقل طور پر رہنے لگے اور 37 سال یہاں قیام کیا۔ حضور نے 45 برس تک ست سنگ اور نام کا پرچار کیا۔ اور 2 اپریل 1948ء کو نوّے برس کی عمر میں جوتی جوت سما گئے۔

حضور نے سوا لاکھ سے زیادہ لوگوں کو نام دان بخش کر اُن کو آواگون سے نجات دِلائی۔ اِس کے علاوہ ایسے بے شمار لوگ ہیں جنہوں نے حضور مہاراج

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitzed by eGangotri

کے ست سنگ اور درشن کا فائدہ اُٹھایا۔ حضور کی جدائی سے ست سنگیوں کو تو بڑا گہرا صدمہ پہنچا ہی لیکن جنہوں نے صرف ایک دو بار دیدار کیے تھے، اُن کو بھی بہت دُکھ ہُوا۔ جب امرتسر میں اخبار کے نمائندہ کو یہ خبر اخبار میں دینے کے لیے دی گئی تو سُن کر اُس کی آنکھوں سے آنسو بہنے لگے اور سسکیوں سے گلا رُک گیا۔ وہ ست سنگی نہیں تھا لیکن صرف دو تین بار حضور کے درشن کیے تھے۔

حضور مہاراج ساون سنگھ جی کا جوتی جوت سمانا اور آخری درشن

از : ڈاکٹر پیری سمتھ جینوا

اِتنی تکلیف دہ بیماری کے بعد حضور مہاراج جی نے بڑی شانتی کے ساتھ جسمِ خاکی کو چھوڑا اور بغیر کسی درد یا گھبراہٹ کے، بڑے سکون اور شانتی سے اپنے مقامِ حق کے لئے کوچ کر گئے، جس طرح ایک چراغ تیل ختم ہو جانے پر آہستہ آہستہ بجھ جاتا ہے اُسی طرح اُن کی نبض کی رفتار اور سانسوں کا آنا جانا رفتہ رفتہ کم ہوتا گیا۔

اپنے جانے سے دو ہفتے پہلے جب حضور مہاراج جی کی طبیعت کچھ ٹھیک تھی تب ۲۰ مارچ کو اُنہوں نے اپنے کمرے کی کھڑکی میں سے سنگت کو درشن دیئے اِس کے بعد دوپہر کو ڈیڑھ بجے حضور کے بڑے صاحبزادے (جو کہ ۶۸ برس کے بزرگ ہیں اور جن کی داڑھی سفید ہو چکی ہے) حضور کے پوتے سردار چرن سنگھ جی، پرائیویٹ سکریٹری، قابلِ اعتبار سیوا دارنی بی بی رَلّی اور میری موجودگی میں سکریٹری نے حضور کو وہ کاغذ دیا، جس میں حضور کے حکم کے مطابق اُن کی آخری وصیت لکھی تھی۔ مہاراج جی نے اپنی عینک مانگی، اُسے بڑے آرام سے آنکھوں پر لگایا اور قدرے کانپتے ہوئے ہاتھ سے اُس کاغذ کو لیا۔ حضور نے آہستہ آہستہ اور بڑے غور سے ہر ایک سطر کو شروع سے آخر تک پڑھا اور پھر سکریٹری کی طرف

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitzed by eGangotri

دیکھتے ہُوئے کاغذ واپس کر دیا۔ اُس کے بعد حضُور پانچ منٹ تک خاموش رہے اور اپنے سامنے کی طرف دیکھتے رہے۔ ایسا لگتا تھا کہ حضُور کسی دھیان یا خیال میں ڈوبے ہُوئے ہیں۔ اُس وقت چاروں طرف گہری خاموشی تھی۔ پھر حضُور نے وہ دستاویز دوبارہ مانگا اور اُسے پھر اُسی طرح غور سے پڑھا اور سکریٹری کو دیتے ہُوئے حُکم دیا کہ اِسے پڑھ کر سُنا دو۔ سکریٹری نے اُسے پڑھ کر سُنایا۔ دستاویز پڑھ کر سب کو سُنا دینے کے بعد سکریٹری نے مہاراج جی سے پُوچھا، "کیا یہ ٹھیک ہے؟" حضُور نے جواب دیا، "ہاں"۔ اور ساتھ ہی اپنا سر ہلا کر منظُوری دے دی۔ پھر حضُور نے اپنا قلم مانگا، مَیں نے اپنا قلم پیش کیا۔ قلم ہاتھ میں لے کر حضُور نے سوالیہ نظروں سے اپنے پوتے (سردار چرن سنگھ جی) کی طرف دیکھا، جن پر حضُور کو بڑا گہرا اعتماد تھا۔ اِس کے بعد مہاراج جی نے اُس انمول دستاویز پر دستخط کیے۔ جس میں حضُور کے جانشین کا نام اور حضُور کی آخری خواہش درج تھی۔

مَیں نے حضُور کے دستاویز پر اِس ضرُوری اعلان کے ساتھ تصدیق کی کہ دستخط کرتے وقت حضُور اپنے مکمل ہوش و حواس میں ہیں اور اُنہوں نے اِس دستاویز پر خُود اپنی مرضی سے، بغیر کسی دباؤ کے، دستخط کیے ہیں۔

اُس پُرسکون، رُوحانی ماحول میں مہاراج جی کی کیا نرالی شان تھی۔ اُن کے چہرے کا تیج کتنا نُورانی، رحمت بھرا اور بارُعب تھا۔ اگرچہ اُن کے ہاتھ قدرے کانپ رہے تھے پھر بھی اُن کا ہر ایک کام بڑا خُوبصُورت اور دِل کش تھا۔ دستاویز پر دستخط کرنے کا جو کام حضُور نے کیا تھا اور جس ڈھنگ سے کیا تھا، اُس نے ہمارے دِل کو پریم اور شردھا کے جذبات سے بھر دیا تھا۔ ہاتھ جوڑ کر اُمڈتے ہُوئے دِلوں میں بھگتی بھاؤ کے ساتھ ہم اُن کے پاک قدموں میں جُھک گئے۔ وہ اُس وقت ہمارے سامنے جسمانی صُورت میں مَوجُود تھے، لیکن اپنی وصیّت کے ذریعہ یہ اعلان کر چکے تھے کہ کچھ عرصہ بعد وہ جسمانی صُورت میں ہمارے درمیان نہ رہیں گے۔

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitzed by eGangotri

مَیں اُس وقت کی خاموشی اَور اُس سے بھی زیادہ گہرے اندرُونی سکُون کو جو ستگورُو کے بے انتہا فضل وکرم کے ساتھ ہمارے روم روم میں سمایا ہُوا تھا، کبھی نہ بھُول سکُوں گا۔

اُس وقت حضُور اپنے پلنگ پر ایک موٹے نیلے مخملی تکیئے کے سہارے بَیٹھے تھے۔ کندھوں پر ایک سفید مُلائم شال لپیٹا ہُوا تھا۔ سر کُھلا تھا، پگڑی نہیں پہنی ہُوئی تھی۔ اُن کی آنکھوں میں بے اِنتہا رُوحانی طاقت و تیج کو ظاہر کرنے والی وہ جوتی اَور چمک تھی جِس کا بیان ناممکن ہے۔ اُن کے سارے جِسم سے ایسی رُوحانی شُعاعیں نِکل رہی تھیں، جِن کا مَیں بیان نہیں کر سکتا، جو رُوحانی اَور نُورانی تھیں۔ حضُور کی ہمہ دانی (سروگنا) کے سامنے ہم اپنے آپکو بہت چھوٹا اَور ناچیز محسُوس کر رہے تھے۔ اِس کے بعد ہم پر ایک گہری شانتی اَور باطنی سکُون چھا گیا۔ جِس نے ہمیں اپنے چاروں طرف کی دُنیا سے بے بہرہ کر دیا۔ ہمیں اپنے آپ کی بھی ہوش نہیں رہا۔ ہماری آنکھیں پریم اَور آنند کے آنسوؤں سے ڈبڈبا گئیں۔ ہم اپنے مہان ستگورُو کے رُوحانی ماحول کے پرم آنند میں مگن ہو گئے۔

آخری دَرشن اَور سنسکار

جب مہاراج جی نے آخری سانس لی تب مَیں اپنے ستگورُو کے مُبارک ہاتھ کو تھامے ہُوئے ایک چھوٹے سے سٹُول پر بَیٹھا تھا اَور اُن کی نُورانی آنکھوں کو ٹکٹکی باندھ کر دیکھ رہا تھا۔ مَیں نے اُن کے آخری سانس کو دیکھا اَور اُن کے دِل کی آخری دھڑکن کو محسُوس کیا۔ مَیں اُٹھ کر کھڑا ہو گیا۔ اپنے غیر معمُولی فرض کا مجھے عِلم تھا۔ بڑی سنجیدگی و خاموشی سے مَیں نے کمرے میں سر جُھکائے، پُرنم آنکھیں لئے بیٹھے سَت سنگیوں کی طرف دیکھا۔ پاس کا کمرہ بھی سَت سنگیوں سے بھرا تھا۔ جو آنکھوں میں

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitzed by eGangotri

آنسو لئے سر جھکائے بیٹھے تھے۔ گہرے دکھ اور لوٹے ہوئے دل کیساتھ میں اپنے ستگورو کے چرنوں میں جھک گیا۔ جس کا مطلب یہ بتانا تھا کہ "سب کچھ ختم ہو گیا ہے۔"

۲ر اپریل 1948ء کا دن تھا۔ اس وقت ڈیرہ بابا جیمل سنگھ میں صبح کے ساڑھے آٹھ بجے تھے۔

کتنا دردناک وقت تھا۔ کیسا خوفناک زخم تھا ہر ایک ست سنگی کے دل پر!! کیا یہ حقیقت میں سچ تھا؟ کچھ سیکنڈ کے لئے ہم سکتے میں آ گئے۔ پل پل یہی امید لگائے ہوئے تھے کہ کوئی معجزہ ہو جائے اور پھر اچانک اپنے پیارے ستگورو کی جدائی کے گہرے زخم کو نمایاں کرنے والی آہ وزاری کی آواز اوپر کے کمروں میں گونج اٹھی، جس سے نیچے صحن میں اکٹھی ہوئی سنگت کو اس دل شکن واقعہ کو خبر مل گئی۔

پچھلے دو دن سے مہاراج جی کا کمرہ اور پاس کے کمرے ست سنگیوں سے بھرے ہوئے تھے جو بغیر کچھ کھائے پیئے دن رات اپنے ستگورو پر نظریں لگائے بیٹھے تھے۔ حضور مہاراج نے کچھ دن پہلے یہ خواہش ظاہر کی تھی کہ شانتی سے سمرن کرتے ہوئے ست سنگی ہی ان کے کمرے میں رہیں۔

مہاراج جی کے دو تین نزدیکی سیوک اور ان کے بیٹے و پوتے اپنے ستگورو کے متبرک جسم کو آخری سنسکار کے لئے تیار کرنے لگے۔ انہوں نے صابن اور پانی سے مہاراج جی کے متبرک جسم کو نہلایا اور انہیں سفید کرتا اور گہرے رنگ کے کپڑے پہنانا شروع کیا۔ جس وقت سب لوگ حضور کو نہلانے میں اس قدر مگن اور مشغول تھے، کوئی ان کا سر دھو رہا تھا تو کوئی ان کے کندھوں کو نہلا رہا تھا، اس وقت حضور کا وفادار کمپاؤنڈر ہزارہ سنگھ کمرے کے ایک کونے میں غم اور دکھ میں ڈوبا ہوا بے سہارا پڑا تھا، گویا اس میں ہلنے جلنے یا بولنے کی طاقت نہ تھی۔ کمرے کے دوسرے کونے میں میں سردار بہادر جگت سنگھ جی کے پاس پرارتھنا میں جھکا ہوا تھا۔ یکایک نئے ستگورو اٹھے، بڑی شانتی سے

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitized by eGangotri

اُنہوں نے اپنا شال اُتارا، ایک چھوٹا سا پیتل کا لوٹا لیا، اُس میں پانی بھرا اور اُس بھیڑ میں سے چُپ چاپ اپنے پیارے ستگورُو کے چرنوں میں جا پہنچے جہاں کوئی نہ تھا۔ اُنہوں نے حضُور کے چرنوں پر سے کپڑا ہٹایا اور بڑے ادب اور عقیدت سے آخری بار اُن کے مُبارک پاؤں کو دھویا اور اُس مُبارک پانی کو سلیقہ کے ساتھ ایک برتن میں اِکٹھا کر لیا، جس ڈھنگ سے اُنہوں نے یہ کام کیا، اُس میں کیسا ادب اور کیسی شان تھی! دُوسروں کے پُرجوش سرگرمی سے یہ کتنا مختلف تھا! اور یہ اہم کام اِس پیار اور عاجزی سے، اِتنی بے لاگ سادگی کے ساتھ کیا گیا تھا کہ مجھے مکمّل یقین ہے کہ اُن کے اِس کارِ مُبارک کی طرف کسی کا دھیان ہی نہ گیا ہوگا۔ اپنا یہ مُبارک فرض اَدا کر کے ایک سائے کی طرح آپ واپس آ گئے۔ اور اپنا شال اوڑھ کر چُپ چاپ میرے پاس بیٹھ گئے۔ باقی لوگ اپنا اپنا کام کرتے رہے۔

مہاراج جی کی کوٹھی کی پہلی منزل کے دروازے پر سنگت کی اُمڈتی ہُوئی بھیڑ کو روکنے کے لئے کچھ سیوادار تعینات کرنے کی دُور اندیشی نے دروازوں کو ٹوٹنے سے بچا لیا، ورنہ اپنے پیارے ستگورُو کے درشن کے لئے بے چین سنگت کی بے تحاشہ بھیڑ بار بار اندر آنے کی کوشش کر رہی تھی۔ باہر سے ہمیں چیخ و پکار اور درد بھری آوازیں چلّانے کی صدائیں آ رہی تھیں۔ کمروں کا اور باہر کا ماحول دُکھ اور غم سے بھرا تھا۔ مَیں اندر ہی بیٹھا رہا۔

بڑے بڑے ست سنگ گھروں میں بذریعہ تار یہ دردناک خبر بھیجنے و چندن کی لکڑی اور سنسکار کے لئے دیگر ضروری سامان لینے کے لئے حضُور مہاراج جی کا ایک پوتا فوراً بیاس ریلوے سٹیشن ہوتے ہُوئے امرتسر کے لئے روانہ ہو گیا۔

اِسی دوران ڈیرہ میں بہت بڑی بھیڑ اکٹھی ہو گئی۔ میرے سامنے دُکھ کے

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitzed by eGangotri

ایسے دِل چیر دینے والے نظارے تھے جو شاید ہی کسی اِنسان نے اپنی زندگی میں دیکھے ہوں۔ یہ خبر فوراً ساری کالونی میں پھیل گئی اور اپنی اِس تباہی میں سنگت کی چیخ و پکار اور آہ و زاری نہایت دردناک تھی۔ ایک گھنٹہ کے اندر تین ہزار سے زیادہ لوگ آ گئے۔ اور دس بجے تک تو آس پاس کے گاؤں اور شہروں سے دس ہزار سے زیادہ لوگ آ پہنچے۔ اپنے ستگورو کے پریم اور بھگتی میں روتی ہوئی، آنسوؤں میں ڈوبی اِس بھیڑ کی دردناک آہ و زاری اور گہرے دُکھ کا اظہار نہایت ہی دِل دُکھانے والا تھا، کئی بے ہوش ہو گئے۔ ایک نوجوان ست سنگی نے کچھ کھا کر جان دے دی۔ وہ اپنے ست گورو کے بغیر زندہ نہیں رہ سکتا تھا۔ دُکھ اور درد کے اُن نظاروں کا بیان ہی نہیں ہو سکتا۔

ستگورو کے مُبارک جسم کو اشنان وغیرہ کروا کے سب کے درشن کیلئے نیچے صحن میں لایا گیا۔ جس گدّے پر حضور کے مُبارک جسم کو رکھا گیا تھا، وہ ایک خوبصورت بیل بوٹے دار چادر سے ڈھکا ہوا تھا۔ اور گدّا ایک خوبصورت غالیچے پر رکھا ہوا تھا۔ دروازے کے پاس کے پورچ (برآمدے) کے نیچے حضور کا مُبارک جسم رکھا ہوا تھا اور آئے ہوئے ست سنگی ایک ایک کر کے پاس سے درشن کرتے ہوئے نِکلتے جا رہے تھے۔ یہ سلسلہ لگاتار پانچ گھنٹے تک جاری رہا۔ ست سنگی اپنے پیارے ستگورو کو آخری خراجِ عقیدت پیش کرنے اور اُن کی لاثانی صورت کے آخری درشن کرنے کے لئے اُمڈے چلے آ رہے تھے۔ حضور کا چہرہ اگرچہ سنگ مرمر جیسا سفید اور ساکن تھا، لیکن اُس میں اب بھی گہری شانتی اور سکون نمایاں تھے۔

سنگت کی آہ و زاری، رونا، چیخ و پکار اور دُکھ کا نظارہ بیان سے باہر تھا اور اُس وقت مجھے علم ہوا کہ "بھگتی" اور "پریم" کسے کہتے ہیں۔ نیچی سے نیچی ذات سے لیکر اونچی سے اونچی ذات کے لوگ اچھوت اور ہریجن سے لے کر

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitzed by eGangotri

برہمن اور پنڈت، مسلمان، ہندو اور سبھی مذہبوں کے لوگ آکر مہاراج جی کے مبارک جسم کے سامنے بڑی عقیدت سے ماتھا ٹیک رہے تھے۔ وہ سچے من سے بھگتی بھاؤ کے ساتھ جھک رہے تھے۔ ہر ایک شخص انہیں دیکھنے اور چھونے کے لئے بے چین تھا۔ سنگت کی امڈتی ہوئی بھیڑ میں انتظام رکھنے کے لئے سیواداروں کا ایک خاص گروپ بنایا گیا تھا۔ کیونکہ کوئی بھی اس کڑوی سچائی پر یقین نہیں کر پا رہا تھا کہ مہاراج جی پرم دھام سدھار چکے ہیں اور ہر شخص اپنی آنکھوں سے دیکھ کر یقین کرنا چاہتا تھا۔ سب ان کے قدموں میں پھول و عطر وغیرہ بھینٹ کر رہے تھے۔ ادھر آخری رسومات کے لئے ان کے مبارک جسم کے آس پاس خوشبودار چیزیں رکھی جا رہی تھیں۔ اس کے بعد انہیں ایک ارتھی (لکڑی کی سیڑھی) پر لٹایا گیا۔ ارتھی لال کپڑوں، رو پہلی و سنہری آرائشوں سے سجی ہوئی تھی۔

اب اس بات کا فیصلہ کرنا تھا کہ آخری سنسکار اسی دن کیا جائے یا بعد میں، کیونکہ کئی ست سنگیوں نے بڑی منت سماجت کے ساتھ گزارش کی تھی کہ سنسکار کچھ دنوں کے بعد کیا جاوے تاکہ انکے دوست و پریوار کے لوگ جنہیں ابھی تک خبر بھی نہ مل پائی تھی، آکر اپنے ستگورو کے آخری دیدار کر سکیں۔ لیکن ہندوستان میں یہ رواج ہے کہ سنسکار اسی دن کیا جائے اور اس ملک کی آب و ہوا اور گرم موسم کو دیکھتے ہوئے آخری سنسکار کو ملتوی کرنا مشکل بھی ہے۔ اس لئے یہ طے کیا گیا کہ اسی دن شام کو سورج غروب ہونے کے وقت اگنی سنسکار کیا جائے۔

شام کو پانچ بجے تیز ہوا اور آندھی آنے لگی۔ آسمان میں گرد چھا گئی اور مطلع گرد آلود ہو گیا۔ ایسا لگتا تھا گویا قدرت بھی اس درد سے بے چین ہو۔ ایک سجے ہوئے تابوت پر ارتھی کو رکھا گیا اور اسے ستگورو کے بارہ نزدیکی ست سنگیوں

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitzed by eGangotri

نے اپنے کندھوں پر اُٹھایا۔ اُن میں نئے ستگورو سردار بہادر جگت سنگھ جی بھی تھے۔ ارتھی کو ڈیرہ سے تین میل دُور دریائے بیاس کے کنارے کی طرف لے جایا جا رہا تھا۔ ارتھی اُٹھانے والوں اور اُس کے ساتھ چلنے والوں کو ریت کے ٹیلوں اور گھٹنوں تک گہرے پانی میں سے گزرنا پڑ رہا تھا۔ اِس سفر میں ڈیڑھ گھنٹہ لگ گیا۔ ساتھ ہی بیس ہزار لوگوں کا ہجوم پھول وغیرہ پھینکتا ہُوا اور بھیڑ میں ایک دُوسرے کو دھکّے دیتا ہُوا چل رہا تھا۔ اُن کے پاؤں سے اُڑنے والی دُھول سارے ماحول پر چھا رہی تھی۔ اِس میں ارتھی اور اُس کو اُٹھانے والے چھُپ گئے تھے۔ راستے میں ارتھی کو کندھا دینے والے بدلتے جا رہے تھے۔

چِتا کے چاروں طرف رسّی کا ایک گھیرا بنا دِیا گیا تھا، لیکن بھیڑ اتنی زبردست تھی کہ کچھ ہی منٹوں میں گھیرا ٹوٹ گیا، کیونکہ ہر ایک چِتا کے پاس رہنا چاہتا تھا۔ چندن وغیرہ بیش قیمت لکڑیوں سے چِتا تیّار کی جا رہی تھی۔ چندن کی لکڑی کے بڑے بڑے ٹکڑے سنگت میں ایک سے دُوسرے کے ہاتھوں میں دِیئے جا رہے تھے۔ چِتا تیّار ہونے پر ست گورو کے خاکی جسم کو اُس کے اُوپر رکھا گیا اور اُوپر سے لکڑیاں رکھی گئیں۔ بیچ بیچ میں گھی، اگر، چندن، کافور وغیرہ خُوشبودار چیزیں رکھی گئیں۔ اور پھر چِتا کو روشن کیا گیا۔

مَیں اپنے اسسٹنٹ ڈاکٹر پُوری کے ساتھ شور و غُل اور بھیڑ سے الگ ہو کر پیچھے کی طرف آ گیا تھا۔ ہم گویا سب سے بچھڑ کر الگ سے کھڑے تھے اور من ہی من اپنے ستگورو کے چرنوں میں پرارتھنا کر رہے تھے جو ظاہرا طور پر ہمیں چھوڑ کر جا چکے تھے۔ اِس ماحول میں مجھے ایسا لگ رہا تھا کہ مَیں ایک بے یار و مددگار (پردیسی) غیر مُلکی ہُوں۔ مَیں سوچ رہا تھا کہ کیا مَیں سچ مچ زندہ ہُوں؟ مَیں اپنے آپ سے کہہ رہا تھا، "اب مَیں ایک ایسا یتیم ہُوں جس کا سب کچھ کھو گیا ہے۔ جسے لاچار اور بے سہارا چھوڑ دِیا گیا ہے، جسے سہارا اور مدد دینے والا اب کوئی نہیں ہے۔ مَیں

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitzed by eGangotri

سنسار کے ریگستان میں بھٹکتی ہُوئی ایک بے بس آتما ہُوں ....." اَور اُسی وقت بھیڑ دونوں طرف ہٹ گئی۔ اَور اُس میں سے ایک نُورانی شخصیت آگے آئی۔ اُن کے چہرے پر ربّی نُور اَور آنکھوں میں پیار بھرا تھا۔ یہ تھے نئے ست گورُو جو دونوں ہاتھ بڑھائے ہُوئے میری طرف آرہے تھے۔ اَور مجھ سے پُوچھ رہے تھے کہ کیا وہ میرے پاس بیٹھ سکتے ہیں۔ میرے ٹوٹے ہُوئے دِل اور میری لامحدُود مایُوسی کا کیسا بے مِثال جواب تھا، ستگورُو کی رحمت اَور مہر و کرم کا کِتنا پُر اثر اَور دِل کو چھُونے والا اِشارہ تھا۔ ہم خاموش بیٹھے تھے۔ مَیں بڑی عقیدت سے آخری سنسکار کی رسم کو دیکھ رہا تھا۔ چِتا سے اُونچی اُونچی لپٹیں اُٹھ رہی تھیں، سنگت شبد گا رہی تھی، لوگ چِتا میں سُپاری، کھجُور، جائیپھل وغیرہ ڈال رہے تھے۔ ہَوا تیزی سے چل رہی تھی۔ ہلکی ہلکی بارش ہو رہی تھی، ساری کائینات میں اُداسی اَور اندھیرا چھا رہا تھا۔

کُچھ دیر بعد سردار بہادُر مہاراج جی اُٹھے اَور مجھے اپنے ساتھ چلنے کو کہا، مَیں بارش اَور تیز ہَوا میں اپنی چھتری سنبھالے اُن کے ساتھ چل رہا تھا۔ باقی لوگوں کی طرح مَیں بھی ایک ہاتھ سے اپنی پتلون اُوپر اُٹھائے ہُوئے تھا تاکہ وہ بارش و کیچڑ سے خراب نہ ہو جائے۔ اچانک جب ہم نے رُک کر پیچھے چِتا کی چمکتی ہُوئی لالی کی طرف دیکھا تو آندھی اَور بارش تھم چُکی تھی اور ڈیرہ کے پیچھے ایک بے مِثال غرُوب آفتاب کا نظّارہ دِکھائی دے رہا تھا، جِس کی لال روشنی میں ہمارے ستگورُو کے بنائے عالیشان ست سنگ گھر کی عِمارت صاف دِکھائی دے رہی تھی۔ آسمان کی سُرخ لالی میں ست سنگ گھر کا یہ نظّارہ بڑا ہی خُوبصُورت اَور نرالا تھا۔ ایک طرف تو سنگت کی بے تحاشہ بھیڑ کے درمیان چِتا میں ستگورُو کا جسم خاکی تھا۔ اَور دُوسری طرف چِتا کی طرح ہی لال آسمان تھا۔ گویا آسمان اِس ناقابلِ فراموش آخری سنسکار کے نظّارے کا عکس ہی ہو۔

چِتا پر چار سیوادّاروں کا پہرہ بٹھا دِیا گیا تھا۔ چِتا میں ڈیڑھ دِن تک

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitzed by eGangotri

آگ رہی۔ 2 اپریل کی وہ رات بڑی خوفناک تھی۔ زبردست آندھی وطوفان، گرجتے ہوئے بادلوں کی گڑگڑاہٹ، بار بار کڑکتی ہوئی بجلی اور آخر میں تیز بارش کی جھڑی۔ اِتنے پر بھی وہ چاروں ست سنگی چتا کے پہرے پر ڈٹ کر بیٹھے رہے۔ آگ ستگورو کے جسم خاکی کو اپنے شعلوں میں سمیٹتی جارہی تھی۔ قدرت کے غصّے آندھی اور طوفان کی جیسے اُسے کوئی پروا ہی نہ تھی۔

4 اپریل کو دوپہر کے بعد پھول چُنے گئے۔ پھولوں کو ٹھنڈا کرنے کیلئے چتا پر دُودھ ڈالا گیا۔ اِس کے بعد مہاراج جی کے خاندان کے ممبروں نے اور اُن کے نزدیکی سیواداروں نے بالٹی میں پھولوں اور راکھ کو سمیٹنا شروع کیا۔ قریباً تین سو ست سنگی ایک قطار بنا کر چتا سے دریا کے بیچ تک کھڑے تھے۔ بالٹیاں اُسی وقت ایک دُوسرے کے ہاتھوں سے ہوتی ہوئی دریا کے بیچ تک پہنچائی گئیں۔ پھول، راکھ، اور سنسکار کی جگہ کی مٹّی تک کو پانی میں بہا دیا گیا۔ اِس کام میں پوری دوپہر گزر گئی۔

واپس جانے کیلئے سنگت نے بڑی مہربانی سے میرے لئے گھوڑے کا اِنتظام کر دیا تھا۔ حضور مہاراج جی کی تین مہینے تک سیوا اور تیمارداری کرنے کیلئے جس ڈھنگ سے لوگوں نے آکر میرا شکریہ اَدا کیا وہ بڑا ہی دِل کو چھونے والا تھا۔ نئے ستگورو خود میری جائے رہائش پر آئے، اُنہوں نے مجھے اپنے بازوؤں میں لے لیا اور بڑی مہر اور پیار کے ساتھ احسان مندی کا اِظہار کیا۔ میرا دِل بھر آیا۔ مَیں کہہ سکتا ہوں کہ اُس وقت مَیں نے ایک ستگورو سے دُوسرے میں تبدیلی کی حقیقت کا اِحساس کیا، جس نے میرے باطن میں ایک گہری و کبھی نہ مٹنے والی مُہر لگا دی۔ مَیں اُس وقت کو کبھی نہیں بھول سکتا جو آج تک میرے لئے نہایت مُتبرک ہے، جو میرے لئے ایک لازوال نعمت ہے۔

حضور مہاراج ساون سنگھ جی ایک کامل سنت اور سچّے ستگورو تھے۔ وہ آج بھی اپنے ست سنگیوں کے اَنتر میں براجمان ہیں اور ست سنگی آج بھی (اندر جاکر) باطن میں اُن کی نورانی صورت کے دیدار کر سکتے ہیں۔

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitzed by eGangotri

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitzed by eGangotri

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitzed by eGangotri

SARDAR BAHADUR MAHARAJ JAGAT SINGH JI

3

سردار بہادر مہاراج جگت سنگھ جی

سردار بہادر مہاراج جگت سنگھ جی کے والد صاحب سردار بھولا سنگھ جی جالندھر ضلع میں نُسّی گاؤں کے ایک باحیثیت زمیندار تھے۔ گاؤں میں اُن کی بہت عزت تھی۔ اور وہ ضلع بورڈ کے ممبر بھی تھے۔ گھر کی کافی بڑی زمینداری تھی۔ اور آپ کا خاندان اُس علاقے کے بڑے زمینداروں میں شمار ہوتا تھا۔ سردار بہادر مہاراج جگت سنگھ جی کا جنم ۵ ساون سمت ۱۹۴۱ بمطابق 27 جولائی 1884ء کو ہوا۔ بچپن ہی سے آپ بڑے ہنس مکھ، شانت و شیریں زبان تھے۔ ابھی آپ کی عمر پانچ برس کی ہی تھی کہ آپ کی والدہ صاحبہ کا دیہانت ہو گیا۔ آپ کے والد صاحب کی چاچی صاحبہ نے آپ کی پرورش کی۔ آپ کے خاندان کے لوگوں کو سادھو سیوا و فقراء کی صحبت کا شوق تھا۔ اور چھوٹی عمر سے ہی آپ بھی اُن کے ساتھ سادھو مہاتماؤں کے پاس جاتے رہتے تھے۔

بچپن میں آپ نے گوردوارے کے گرنتھی سے گورمکھی سیکھنا شروع کیا۔ اُس کے بعد آپ مشن سکول جالندھر میں داخل ہو گئے۔ آپ پڑھائی میں بہت دلچسپی لیتے تھے اور ہمیشہ فرسٹ ڈویژن سے پاس ہوتے تھے۔ پڑھائی کے ساتھ ساتھ کھیل کود میں بھی آپ کو کافی دلچسپی تھی۔ اور آپ ہاکی و فٹ بال خوب

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitzed by eGangotri

کھیلتے تھے۔ مشن سکول جالندھر سے میٹرک پاس کر کے آپ گورنمنٹ کالج لاہور میں داخل ہوئے اور وہاں سے ایم۔ ایس۔ سی کی ڈگری حاصل کی۔ آپ کے ہم جماعت بتاتے ہیں کہ کالج میں آپ کی شرافت، سچائی، سادگی اور انکساری کے لئے تمام طالب علم آپ کی بہت عزت کرتے تھے۔ کالج کے دِنوں میں ہی آپ کے اعلےٰ کیریکٹر، پاکیزہ زندگی اور ڈسپلن پسندی کی وجہ سے لوگ آپ کو "گورو جی" کہہ کر پکارنے لگے تھے۔

۱۹۲۹ء میں ایم۔ ایس۔ سی کا امتحان پاس کرنے کے بعد آپ کو اپنے کالج میں بطور ریسرچ سکالر رکھ لیا گیا، لیکن لائلپور ایگریکلچرل (زراعتی) کالج کا پرنسپل ڈاکٹر بارنس جو آپ کے عملی تجربے کا امتحان لینے کے لئے آیا تھا، آپ سے بے حد متاثر ہوا اور بہت ضد کر کے آپ کو لائلپور لے گیا۔ وہاں آپ کو ایگریکلچرل (زراعتی) کالج میں کیمسٹری کے اسسٹنٹ پروفیسر کے عہدے پر مامور کیا گیا۔

سردار بہادر مہاراج سنگھ جی نے طالب علموں کو پڑھانے کا کام بڑی لگن، دلچسپی اور محنت سے شروع کر دیا۔ کچھ ہی دِنوں میں آپ اپنے شاگردوں میں بہت ہر دلعزیز ہو گئے۔ آپ کے پڑھانے کا طریقہ ایسا تھا کہ مضمون کو بہت آسان اور دلچسپ بنا دیتے تھے۔ کبھی کبھی پرنسپل ڈاکٹر بارنس بھی چپ چاپ آپ کی کلاس میں آ کر بیٹھ جاتے اور آپ کا لیکچر سنتے رہتے۔ طالب علم صرف آپ کی عزت ہی نہیں کرتے تھے بلکہ آپ کو دِل سے چاہتے تھے اور آپ کی ہر بات ماننے کیلئے تیار رہتے تھے۔ آپ بڑے ضابطہ پسند تھے۔ خود ضابطہ میں رہتے اور اپنے شاگردوں کو بڑے پیار سے ضبط سکھاتے۔ جو طالب علم اپنے مضمون میں کمزور ہوتے یا جو مزید مطالعہ کرنا چاہتے اُن کو پڑھانے کے لئے آپ بعد میں بھی کالج میں رُک کر اُنہیں مفت پڑھاتے۔

ٹینس اور ہاکی کے آپ ہونہار کھلاڑی تھے۔ ہاکی میں آپ کالج کے

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitzed by eGangotri

اعلےٰ ترین کھلاڑی تھے۔ آپ کے بغیر کالج کی ہاکی کی ٹیم باہر نہیں جاتی تھی۔ کھلاڑی جذبہ کی تو آپ زندہ مثال تھے۔ کھیل کے میدان میں آپ کھلاڑیوں کے ساتھ برابری کا سلوک کرتے اور کبھی اُنہیں یہ محسوس نہ ہونے دیتے کہ وہ ایک پروفیسر کے ساتھ کھیل رہے ہیں۔

۱۹۲۵ء میں آپ حضور مہاراج ساون سنگھ جی کی شرن میں آئے۔ اُس وقت حضور مہاراج جی مُلازمت میں تھے اور ایبٹ آباد میں تعینات تھے۔ سردار بہادر جی اپنے بڑے بھائی سردار بھگت سنگھ جی و رائے صاحب مُنشی رام جی کے ساتھ حضور مہاراج جی کے درشنوں کے لئے ایبٹ آباد تشریف لے گئے۔ ست سنگ سُنا اور نام دان پایا۔ نام دان پاکر اِتنا ابھیاس کیا کہ کوئی خاص ہی کر سکتا ہے۔ جس لگن اور محنت سے آپ کالج میں کام کرتے تھے، اُسی لگن کے ساتھ اپنا فُرصت کا تمام وقت ابھیاس میں دینے لگے۔ گھر کا سارا اِنتظام لالہ[1] چند جی کو سونپ دیا۔ وہ بھی آپ کی صحبت میں آکر ست سنگی بن گئے۔

سردار بہادر جی اپنے پاس ایک پیسہ بھی نہ رکھتے تھے۔ تنخواہ ملتے ہی اُسے پنڈت لال چند جی کے حوالے کر دیتے، سارا خرچ وہی کرتے۔ آپ نے بہت سے طالب علموں کو مالی اِمداد دے کر اعلےٰ تعلیم دِلوائی۔ جب بھی کوئی طالب علم کسی قسم کی تکلیف میں ہوتا اور سردار بہادر جی کو معلوم ہو جاتا تو آپ فوراً اُس کی مدد

---

[1] پنڈت لال چند دھرمانی اپنے کالج کے دِنوں میں سردار بہادر مہاراج جگت سنگھ جی کے شاگرد اور بعد ازاں اُن کے ساتھ زراعتی کالج لائلپور میں لیکچرار رہ چکے تھے۔ اب سردار بہادر جی کے نزدیکی دوست اور ساتھی تھے۔ ہمیشہ اُن کے ساتھ رہتے تھے۔ جب سردار بہادر جی ڈیرہ تشریف لاتے تو آپ بھی اُن کے ساتھ تشریف لاتے تھے۔ اُن کی نیک صحبت سے نہ صرف آپ ہی نام کے رنگ میں رنگ گئے بلکہ آپ کے ماں باپ اور خاندان کے دِیگر ممبران بھی ست سنگی بن گئے۔ بعد میں آپ ریٹائر ہو کر ڈیرہ میں ہی رہنے لگے تھے۔

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitzed by eGangotri

کرنے کی کوشش کرتے۔ ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ ایک لڑکا بلوچستان سے آیا ہُوا تھا۔ کئی مہینے گزر جانے پر بھی اُس نے کالج میں داخلے کی فیس، تعلیم اور ہوسٹل فیس کے دو سو رُوپے نہیں چُکائے۔ اُسے اِمتحان میں بیٹھنے سے روکنے کا فیصلہ کیا جا رہا تھا۔ جب سردار بہادر جی کو پتہ چلا تو آپ نے اُس طالب علم سے فیس وغیرہ ادا نہ کرنے کا سبب پُوچھا۔ اُس نے بتایا کہ ابھی تک اُس کے گھر سے پیسے نہیں آئے۔ اِس پر آپ نے اُس کو صلاح دی کہ اپنے باپ کو تار دے کر گھر سے رُوپے منگوا لے، ورنہ وہ اِمتحان میں نہ بیٹھ سکے گا۔ اُس لڑکے نے جواب دِیا، "جی! آپ بھی تو باپ کی مانند ہیں۔" یہ سُنتے ہی سردار بہادر جی نے اپنی چیک بُک منگوا کر دو سو رُوپے اُس لڑکے کی طرف سے ادا کر دِیئے۔ کچھ عرصہ بعد اُس لڑکے کے گھر سے رُوپیہ آگیا۔ وہ رُوپیہ لے کر آپ کے پاس آیا۔ جب اُس نے رُوپیہ نِکال کر میز پر رکھا تو آپ نے پُوچھا، "یہ رُوپیہ کیسا؟" اُس نے جواب دِیا، "یہ وہ رُوپیہ ہے جو اُس دِن آپ نے دِیا تھا۔" یہ سُن کر سردار بہادر جی نے فرمایا، "کام نکل گیا تو کیا اب مَیں تیرا باپ ہی نہیں رہا؟" اور رُوپیہ لَوٹا دیا۔

آپ نے کالج کے کام کو ہمیشہ اپنے ستگورُو کا کام سمجھ کر پُوری لگن اور محنت کے ساتھ کیا۔ آپ کی ساری زِندگی ہی ستگورُو کے چرنوں پر قربان تھی۔ اُن دِنوں ایک دفعہ آپ نے اپنے دوست رائے بہادر شنکر داس سوندھی کے صاحبزادے شری کندن لال[1] سوندھی سے جو کہ اپنے طالب علمی کے زمانے میں لائلپور میں تھے، کہا کہ نام لینے کے بعد ہمیں صرف بھجن سمرن ہی نہیں بلکہ مُطالعہ اور نوکری وغیرہ سبھی کام اپنے ستگورُو کے کام سمجھ کر پُوری لگن، اِحتیاط اور بھگتی بھاؤ کے ساتھ کرنے چاہئیں۔ ہر کام کو بڑی مُستعدی اور محنت سے کریں۔ کیونکہ وہ ہمارے

---

[1] شری کندن لال سوندھی بھارتیہ ہوائی فوج میں ائر وائس مارشل کے عہدے سے ریٹائر ہو کر ڈیرہ میں رہنے لگے تھے۔

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitzed by eGangotri

ستگورو کا کام ہے۔

سردار بہادر جی نے کالج میں پڑھانے کا کام اسی جذبہ کے ساتھ کیا۔ بیماری، تندرستی، گرمی، سردی کچھ بھی آپ کے فرائض کی ادائیگی اور ڈسپلن کی پابندی میں رکاوٹ نہ ڈال سکتی تھی۔ آپ کالج یونیورسٹی ٹریننگ کور کے خاص ممبر تھے۔ اور ہر سال نومبر میں اپنے گروپ کے ساتھ ٹریننگ کیمپ میں جاتے تھے۔ ۱۹۷۲ء میں آپ کافی بیمار تھے، جسم میں سخت درد تھا۔ پرنسپل کو آپ کی بیماری کا علم تھا، اس نے صلاح دی کہ آپ کیمپ کی ڈیوٹی سے رخصت لے لیں، کیوں کہ وہاں ٹریننگ پریڈ میں کام بہت سخت ہوتا ہے۔ آپ نے کوئی جواب نہیں دیا۔ لیکن جس دن کیمپ کے لئے آپ کے شاگرد فوجیوں کا گروپ جا رہا تھا، آپ اس میں موجود تھے۔ وہاں جاکر مکمل پندرہ دن تک اپنا فرض ادا کیا۔

انگریز سرکار نے آپ کو سردار بہادر کا خطاب دیا تھا۔ آپ کی شخصیت، اعلیٰ کیریکٹر، کام کی لگن، پرخلوص سلیقہ، ضابطہ پسندی، وقت کی پابندی، شاگردوں سے پیار اور ہمدردی و ساتھی پروفیسروں سے بے لوث محبت کے نتیجے کے طور پر کالج میں جو پاکیزہ ماحول پیدا ہو گیا تھا، اس کی چرچا عام تھی۔ انہیں اوصاف کو مدنظر رکھتے ہوئے آپ کو یہ خطاب دیا گیا تھا۔

آپ فرمایا کرتے تھے کہ ست سنگی کو سنت مت کے بارے میں پرچار کرنے کے لئے کسی سے کچھ کہنے کی ضرورت ہی نہیں ہونی چاہیئے۔ اس کی طرز زندگی اتنی اونچی ہونی چاہیئے کہ لوگ اسے دیکھ کر خود بخود کھنچے چلے آئیں۔ اور خود ہی اس راہ معرفت کے بارے میں چھان بین کرنے لگیں۔ سردار بہادر جی کی تمام زندگی اس کی زندہ مثال تھی آپ کی اعلیٰ طرز زندگی سے متاثر ہو کر آپ کے کئی شاگرد اور ساتھی پروفیسر ڈیرہ آکر حضور مہاراج ساون سنگھ جی سے نام دان پا گئے۔ آپ کا پرنسپل ڈاکٹر لینڈر خود اپنی مرضی سے ڈیرہ آیا اور نام دان پایا۔ آپ نے کبھی اس سے سنت مت کے بارے

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitzed by eGangotri

میں ذکر بھی نہیں کیا تھا۔ آپ کی پاکیزہ زندگی اور اعلےٰ کیریکٹر سے متاثر ہو کر اُس نے خود تحقیقات شروع کی اور پنڈت لال چند جی کے ہمراہ ڈیرہ آیا۔

بچپن سے ہی سردار بہادر جی کا رجحان معرفت کی طرف تھا۔ دُنیاوی اشیاء سے آپ کو کوئی دلچسپی یا لگاؤ نہ تھا۔ نام دان کے بعد تو آپ کا مقصد صرف ابھیاس اور ستگورو بھگتی ہی ہو گیا۔ نام دان کے کچھ دن بعد برادری میں کسی کی موت پر آپ کو سری گورو گرنتھ صاحب کے بھوگ کی رسم میں شامل ہونا پڑا۔ سنتوں کی بانی تو ہم نے کئی بار سُنی ہو گی لیکن ایک کان سے سُنی اور دُوسرے کان سے نکال دی۔ لیکن جو آتمائیں دھر دھام سے کسی خاص مقصد کے لئے آتی ہیں، اُن کی چال ڈھال ہی نرالی ہوتی ہے۔ سری گورو گرنتھ صاحب کے پاٹھ میں سردار بہادر جی نے یہ شبد سُنا:

اور کاج تیرے کیتے نہ کام — مل سادھ سنگت بھج کیول نام
سرانجام لاگ بھوجل ترن کے — جنم برتھا جات رنگ مایا کے

(آدگرنتھ، محلہ۔ 5، صفحہ 12)

آپ کے پاک وصاف دل میں یہ بات گھر کر گئی۔ آپ فطرتاً بڑے سنجیدہ مزاج تھے اور شروع سے ہی اپنے اصولوں کو عملی جامہ پہنانے کی عادت تھی۔ فیصلہ کر لیا کہ جب انسانی جامہ کا اصلی مقصد "بھوجل ترن" ہے تو پھر "بھج کیول نام" ہی انسان کا واحد مقصد ہونا چاہیئے۔

والدین نے بچپن ہی میں آپ کی سگائی کر دی تھی۔ لیکن شادی ابھی تک نہیں ہوئی تھی۔ تعلیم ختم ہونے پر گھر والوں نے آپ کی شادی کا ذکر شروع کر دیا لیکن شادی کی طرف آپ کا رجوع نہیں تھا۔

بہت دنوں تک گھر والے شادی کے لئے زور دیتے رہے لیکن اُن کی سبھی کوششیں بے کار ثابت ہوئیں۔ سردار بہادر جی کے تایا زاد بھائی سردار بھگت سنگھ جی وکیل بڑے صاحبِ تدبیر اور حکمتِ عملی کے ماہر تھے۔ اُنہوں نے

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitzed by eGangotri

حضور مہاراج ستگورو دیندیال کی خدمت میں یہ مسئلہ پیش کرتے ہوئے عرض کی، "حضور! کئی برس پہلے میرے پتا جی اور چاچا جی اِن کی سگائی ایک اچھے خاندان میں کر چکے ہیں۔ اب لڑکی بھی بالغ ہو چکی ہے۔ اگر ہم لڑکی کی سگائی چھوڑ دیں تو اِس طرح چھوڑی ہوئی لڑکی کا رشتہ کوئی اچھا خاندان لینے کو تیار نہیں ہوگا۔ ہماری بھی علاقے میں بدنامی ہوگی اور ہماری بات کا کوئی اعتبار نہیں کریگا۔"

یہ سُن کر حضور مہاراج جی نے حکم دیا۔ سب گورو صاحبان اور سنتوں نے شادی کی ہے، اولاد کے لئے بھی شادی ضروری ہے۔ شادی کر لینی چاہیئے۔ حضور مہاراج جی کے حکم کے سامنے سردار بہادر جی نے سر جھکا دیا اور حکم کے مطابق شادی کر لی۔ لیکن بیوی کو اپنے پاس کچھ ہی مہینے رکھا۔ ایک بیٹے کے جنم کے بعد آپ کی بیوی ہمیشہ ننھی جالندھر میں ہی رہی، اور کبھی لائلپور نہیں آئی۔

آپ کی بیوی شریمتی سدا کور بڑی نیک، پاک و اعلےٰ کیریکٹر کی خاتون تھیں۔ اُن کے خیالات بڑے اونچے تھے اور اُنہوں نے سردار بہادر جی کو اپنے اعلےٰ اصولوں پر عمل کرنے سے کبھی نہیں روکا۔ آپ کو بھی حضور مہاراج جی سے نام دان مل گیا تھا۔ اور آپ اپنا وقت بھجن سمرن میں گزارتی تھیں۔ آپ کبھی خالی نہیں بیٹھتی تھیں۔ گھر کے کام کاج کے بعد بھجن سمرن میں یا چرخہ کاتنے میں لگی رہتیں۔ حضور مہاراج چرن سنگھ جی سے آپ کو بہت پیار تھا۔ آپ نے زندگی کے آخری سال ڈیرہ ہی میں گزارے۔ مارچ ۱۹۶۴ء میں لگ بھگ ۸۵ برس کی عمر میں آپ نے ڈیرہ میں ہی چولا چھوڑا۔ آخری وقت آپ بڑی خوش تھیں۔ اور آپ کا چہرہ خوشی سے دمک رہا تھا۔

سردار بہادر جی کے صاحبزادے سردار جسونت سنگھ بڑے ذہین اور قابل شخص تھے۔ آپ نے انجینئرنگ میں ہندوستان و غیر ملکوں سے اعلےٰ ڈگریاں حاصل کیں اور پنجاب سرکار کے محکمہ انجینئرنگ میں اعلےٰ افسر تھے۔ بھاکڑہ ننگل ڈیم کی تعمیر میں آپ نے کافی کام کیا۔ اور آخری وقت تک آپ وہاں چیف انجینئر کے

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitzed by eGangotri

عہدے پر تعینات رہے۔ آپ بڑے فراخ دِل، اعلےٰ کیریکٹر، مِلنسار اور پریمی سَت سنگی تھے۔

سردار بہادر جگت سنگھ جی کی تمام زندگی ایک سچّے ابھیاسی اور تپسوی کی زندگی تھی۔ دُنیاوی اشیاء کی نہ تو آپ کو خواہش تھی اور نہ ہی اُن میں اُلجھنے کے لئے فُرصت۔ نہ تو آپ کو کھانے پینے یا پہننے کا کوئی شوق تھا۔ نہ سیر تماشے کا۔ اگر کوئی شوق تھا تو صرف اپنے فرض کی ادائیگی کا یا رُوحانی شغل کا اور اِس میں آپ اِس حد تک مشغول رہتے کہ آس پاس کی دِیگر باتوں سے بے خبر رہتے۔ بس کالج جاتے اور اُس کے بعد جو بھی وقت مِلتا بھجن میں گزارتے۔ کبھی ایک مِنٹ بھی ضائع نہ ہونے دیتے۔ صُبح کالج کے وقت سے اگر دس مِنٹ پہلے تیار ہو جاتے تو دس مِنٹ کے لئے ہی بھجن میں بیٹھ جاتے۔ نوکر سے کھانا لگانے کو کہتے اور جو وقت وہ کھانا گرم کرنے میں لگاتا، اُسے آپ بھجن میں گزارتے۔ شام کو گھومنے ضرور جاتے لیکن اکثر اکیلے۔ اگر کسی روز پنڈت لال چند جی یا دِیگر کوئی نزدیکی دوست ساتھ ہوتے تو آپ سارے راستے خاموش رہتے سردار بہادر جی سِمرن کرتے ہوئے جاتے اور واپس آکر بھجن میں بیٹھ جاتے۔ حضور مہاراج جی نے آپ کو لائلپور میں سَت سنگ کرنے کا حُکم دِیا تھا۔ جس اِتوار کو آپ لائلپور میں ہوتے تھے، آپ سَت سنگ کرتے تھے۔ سَت سنگ سے پہلے کم از کم ایک گھنٹہ آپ بھجن میں ضرور بیٹھتے۔ آپ کے دِل کش اور پُر اثر سَت سنگ کو سُن کر کئی لوگ سنت مَت میں آئے۔ لائل پور و آس پاس کے جتنے بھی لوگ سَنت مَت میں آئے اُن میں سے زیادہ تر تو سردار بہادر جی کے ست سنگ اور اُنکی بے مِثال زِندگی سے مُتاثر ہو کر آئے۔ آپ کا سَت سنگ سُن کر کبھی کبھی کوئی مُتلاشیٔ حق شام کو آپ کے پاس آجاتا، اُس سے سَنت مَت اور ستگورو کی باتیں کرتے کرتے رات کو ایک یا دو بج جاتے۔ جب دو بجتے تو آپ اُسے تو رُخصت کر دیتے اور خُود بھجن میں بیٹھ جاتے۔

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitzed by eGangotri

ایک دفعہ لائلپور میں ایک ست سنگی سردار بہادر جی کے پاس اپنے بیٹے کی تعلیم و اور آئندہ روزی کمانے کے بارہ میں صلاح کے لئے آیا۔ آپ بڑے غور سے اُس کی بات سُنتے رہے۔ پوری بات سُنانے کے بعد اُس نے کہا، "مَیں نے اِس بارہ میں حضور مہاراج جی سے بھی رائے لی تھی"۔ .... یہ سُنتے ہی سردار بہادر جی اُٹھ کھڑے ہوئے، اور بولے، "کیا! سرکار سے رائے لینے کے بعد آپ میرے پاس کیسے آئے؟ کیا مَیں اُن سے بہتر رائے دے سکتا ہُوں، یا اُن کی رائے سے الگ صلاح دے سکتا ہُوں؟ اُن سے رائے لینے کے بعد مجھ سے پُوچھنے کی ضرورت کیا تھی؟"

اپنے شاگردوں کی تکلیف یا دُکھ درد کا آپ ہمیشہ بہت خیال رکھتے تھے۔ ایک دفعہ آپ نے دیکھا کہ ٹیوٹوریل گروپ میں ایک لڑکا بہت اُداس بیٹھا ہے۔ آپ کلاس کے بعد اُس کے پاس آئے۔ اور بڑے پیار سے پُوچھا کہ وہ اُداس کیوں ہے؟ آپ کے پیار بھرے بچن سُن کر اُس کی آنکھوں میں آنسو آ گئے۔ وہ بولا، "کچھ نہیں!" سردار بہادر جی چُپ چاپ چلے آئے۔ اُس کے بارہ میں دُوسرے لوگوں سے پُوچھ تاچھ کرنے پر معلوم ہُوا کہ اُس کے باپ کی مالی حالت خراب ہے اور کالج کی تعلیم جاری رکھنے کے لئے اُس کے پاس کوئی ذریعہ نہیں۔ یہ معلوم ہونے پر سردار بہادر جی نے اُس کی فیس اپنے پاس سے جمع کروا دی اور پُورے دو سال تک اُس کی تعلیم کا مکمل خرچہ بھی دیتے رہے۔ جب تعلیم حاصل کر لینے کے بعد اُس طالب علم کو اچھی نوکری مل گئی تو اُس نے اپنی پہلی تنخواہ لا کر سردار بہادر جی کے آگے رکھ دی۔ آپ نے پُوچھا، "یہ کیا ہے؟" اُس نے جواب دیا، "جناب! یہ میری پہلی تنخواہ ہے۔ مجھ پر آپ کا بہت احسان ہے"۔ آپ نے کہا، "بھائی! کیا میرا کوئی رُوپے قرض دینے کا روزگار ہے؟ یہ سب بھول جاؤ، اور تنخواہ کے پیسے اپنے باپ کے پاس بھیجو"۔

اِسی طرح ایک صاحب جو بھارت سرکار میں ایک اعلےٰ افسر ہیں، جب

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitzed by eGangotri

لائلپور میں طالب علم تھے، تب اُن کے باپ کا انتقال ہوگیا اور پیسے کی تنگی کی وجہ سے پڑھائی بند کرنے کی نوبت آگئی۔ سردار بہادر جی کو جب یہ معلوم ہُوا تو کالج و ہوسٹل وغیرہ کا پورا خرچہ اپنے پاس سے دیتے رہے اور تین سال کے اِس عرصہ میں کبھی اِس بات کا ذکر بھی نہ کیا۔

سردار بہادر جی کا ذاتی خرچ بہت کم تھا۔ تنخواہ میں سے کچھ رقم ضرورت مند طالب علموں کی اِمداد اور مہمانوں کو ٹھہرانے کا خرچہ نکال کر جو کچھ بچتا اُسے ہر چھ مہینے بعد ایک لفافہ میں رکھ کر اپنے بڑے بھائی صاحب سردار بھگت سنگھ کو دیدیتے۔ اُن سے نہ کبھی حساب مانگتے اور نہ ہی پوچھتے کہ روپے کیسے خرچ کئے ہیں۔

نام کی بخشش ملنے کے بعد آپ نے کبھی حضور مہاراج جی سے وقت نہیں نہیں مانگا، کبھی کوئی سوال نہیں کیا۔ یہاں تک کہ کبھی اپنی طرف سے حضور مہاراج جی کے ساتھ بات چیت شروع نہیں کی۔ ہمیشہ ستگورو کے حکم میں رہے۔ جب حضور مہاراج جی کے دیدار کے لئے جاتے تو کمرے میں ایک طرف بیٹھ جاتے اور بغیر پلک جھپکے درشن کرتے رہتے۔ سبھی کام اپنے ستگورو کا دھیان کر کے کرتے تھے۔ یہاں تک کہ ایک کمرے میں سے دوسرے کمرے میں جاتے تو بھی کچھ دیر کے لئے آنکھیں بند کر کے ستگورو کا دھیان کر کے جاتے۔

سردار بہادر جی کی جس سے بھی ایک دفعہ دوستی ہوگئی، اُس کو آپ نے زندگی بھر نبھایا۔ لوگوں نے کبھی کبھی آپ کی دوستی کا ناجائز فائدہ بھی اُٹھانے کی کوشش کی، لیکن آپ نے اِس بات کی کبھی کوئی شکایت نہ کی اور اپنے دوستانہ رویئے میں ذرا بھی فرق نہ آنے دیا۔

ایک دفعہ لائلپور زراعتی کالج کا ایک پروفیسر، جو سردار بہادر جی کا دوست تھا، ریشم کے کیڑوں کی پرورش و کچا ریشم بنانے کی صنعت (سیری کلچر SERI CULTURE) کی ٹریننگ کے لئے کسی دوسرے مُلک میں گیا۔ جانے سے پہلے آپ سے ایک بھاری

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitzed by eGangotri

رقم اُدھار لے گیا، اِسی طرح بنک سے بھی کچھ رُوپیہ اُدھار لے گیا۔ وِلایت جاکر اُس نے وہیں نوکری کرلی اَور واپس نہ آیا۔ نہ ہی کِسی کا رُوپیہ لوٹایا۔ ایک دِن رائے بہادُر شنکر داس سوندھی جی کے ہاں پارٹی تھی۔ سردار بہادُر جی بھی اُس میں موجُود تھے۔ باتوں ہی باتوں میں رائے بہادُر شنکر داس جی نے کہا، "پروفیسر..... بڑا دھوکے باز نِکلا۔ بنک کا رُوپیہ تو لے ہی گیا، جگت سنگھ کا رُوپیہ بھی ہضم کر گیا۔" اِس پر سردار سنت[1] سنگھ (جو وہاں موجُود تھے) نے آپ سے پُوچھا، "کیوں گورُو جی! وہ آپ کا کِتنا رُوپیہ لے گیا ہے؟" سردار بہادُر جی نے فوراً جواب دیا، "نہیں، وہ میرا کوئی روپیہ نہیں لے گیا۔" جب سب لوگ چلے گئے تو رائے بہادُر شنکر داس جی نے آپ سے پُوچھا، "کیوں جگت سنگھ، آپ نے جھُوٹ بولنا کب سے شرُوع کر دِیا؟ آپ نے اُس کو رُوپیہ دِیا اَور اب اِنکار کرتے ہو۔" سردار بہادُر جی نے بڑی اِنکساری سے جواب دیا، "مَیں دوست کی بات کیسے لوگوں کے سامنے ظاہر کر دیتا۔" یہ جواب سُنکر رائے بہادُر ایک مِنٹ خاموش رہے، پھر بڑے باادب لہجے میں بولے، "گورُو جی، ایسی بات صِرف آپ ہی کر سکتے ہَیں۔"

لائلپور میں اپنے کالج کی مُلازمت کے دِنوں میں سردار بہادُر جی نے پچیس تِیس طالِب عِلموں کو شرُوع سے آخر تک پُوری تعلِیم کا خرچہ دِیا۔ چھوٹی چھوٹی دِیگر اِمدادی باتوں کا تو کِسی کو عِلم ہی نہیں ہے۔ عموماً آپ مدد کا رُوپیہ خُود نہ دے کر پنڈت لال چند جی کی مَعرفت دِیا کرتے تھے۔ کئی طالِب عِلموں کو تو آخر تک پتہ نہ لگنے دِیا کہ اُن کی مدد کِس نے کی ہے۔ دو طالِب عِلموں کو اپنے خرچ پر غیر مُلکوں میں بھیج کر اعلےٰ تعلِیم دِلوائی۔ ایس۔ ایم۔ ناصر کو جو آپ کا لیکچرٹیبل اسِسٹنٹ تھا، آپ نے ۱۹۲۰ء میں اپنے خرچ پر اعلےٰ تعلِیم حاصِل کرنے کے لئے انگلینڈ بھیجا تھا۔ اِس کا عِلم تو پنڈت

---

[1] سردار سنت سنگھ جی رائے بہادُر شنکر داس جی کے اَور سردار بہادُر مہاراج جی کے دوست تھے اور شہر کے مُعزز اصحاب میں آپ کا نام تھا۔

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitzed by eGangotri

لال چند جی کو بھی نہ تھا۔ جب وہ لوٹ کر آیا تو اُس نے خود بتایا کہ اُسے سردار بہادر جی نے اپنے خرچ پر بھیجا تھا۔

آپ کا رویّہ سب کے تئیں ہمدردانہ تھا۔ بُردباری اور تحمّل کی آپ زندہ مثال تھے۔ ایک دفعہ بنگال سے ایک امیر گھرانے کا طالب علم پی۔ ایچ۔ ڈی کرنے کے لئے آپ کے کالج میں آیا۔ اُس کے پاس ایک بہت بڑھیا و قیمتی کیمرہ تھا۔ ایک دِن کسی لڑکے نے اُس کا کیمرہ چُرا لیا۔ پرنسپل نے سردار بہادر جی کو بُلا کر کہا کہ کیمرہ کی چوری سے کالج کی بدنامی ہے۔ کیمرہ برآمد کروانا اور چور کو پکڑوانا چاہیئے۔ سردار بہادر جی نے جواب دیا، "کیمرہ تو مِل جائے گا، لیکن شرط یہ ہے کہ چوری کرنے والے کو سزا نہیں دیں گے، بلکہ اُس کا نام بھی نہیں پُوچھیں گے۔" آپ نے اپیل کی کہ کیمرہ کے چوری ہو جانے سے کالج کی بدنامی ہے، جو کیمرہ لے گیا ہے وہ اُسے لاکر میری موٹر میں رکھ دے۔ دُوسرے دِن دوپہر کو چور خُود کیمرہ رکھ گیا۔ پرنسپل نے سردار بہادر جی سے اُس لڑکے کا نام پُوچھا، لیکن آپ نے جواب دیا کہ شرط یہی تھی کہ نام نہیں پُوچھیں گے۔ کچھ لوگوں نے سردار بہادر جی سے بحث کی کہ آپ ایک چور کو چُھپا رہے ہیں، اُسے سزا مِلنی چاہیئے۔ آپ نے سب کی بات سُنی اور جواب دیا کہ "مَیں چور کو چُھپا نہیں رہا ہُوں، اُسے پکّا چور بننے سے روک رہا ہُوں۔ سزا سے اُس کی زندگی بگڑ جائے گی اور اُس کے دِل پر اِس کا اُلٹا اثر ہوگا۔" دُوسرے دِن کیمرہ چُرانے والے لڑکے نے آپ کے پاس آکر اپنا جُرم قبُول کر لیا، اور مُعافی مانگی۔ سردار بہادر جی نے بڑے پیار سے سمجھایا کہ جو ہو چُکا ہے اُسے بھُول جاؤ اور نیکی کی راہ پر ثابت قدمی سے چلنے کی کوشش کرو۔ وہ لڑکا بعد میں سنٹرل گورنمنٹ میں ایک بہت بڑا افسر بنا۔

سردار بہادر جی کبھی کسی کی بُرائی کرنا تو دُور رہا، نُکتہ چینی تک نہ کرتے تھے۔ کسی مذہب، قوم یا دیش کو بُرا نہیں کہتے تھے۔ پنڈت لعل چند جی نے ماہ جُون ۱۹۷۷ء کا اپنا ایک واقعہ بیان کرتے ہُوئے بتایا کہ ایک بار کالج میں اُنہوں نے

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitzed by eGangotri

اعلےٰ افسر کی سردار بہادر جی سے شکایت کی۔ شکایت سُن کر سردار بہادر جی نے پنڈت جی سے کہا، "مالک ہر ایک انسان کو اُس کے کرموں کے مطابق عقل دیتا ہے اور ہر ایک انسان یہی چاہتا ہے کہ وہ دُوسروں کے سامنے اپنے آپ کو عقل مند ظاہر کرے۔ اگر دُوسرے کی عقل تم کو پسند نہیں تو تمہارا کوئی حق نہیں ہے کہ اُس سے نفرت کرو یا اُسے بُرا کہو۔ پھر فرمایا، "کبھی کسی انسان، کسی قوم، کسی مذہب اور کسی مُلک سے نفرت نہ کرو۔ اِس سے بڑا گُناہ اَور کوئی نہیں۔" پھر آپ نے پنڈت جی کو سمجھایا کہ جا کر اُس افسر سے چُغلی کھانے کے لئے مُعافی مانگو، جب پنڈت جی اُس افسر کے پاس مُعافی مانگنے گئے تو پُوری بات سُن کر اُس کا دِل بھر آیا اَور وہ پنڈت جی سے بڑی عزّت اَور پیار کے ساتھ پیش آیا۔

جب پنڈت لعل چند جی کو زراعتی کالج میں نوکری ملی تو سردار بہادر جی نے اُنہیں صلاح دی، "کبھی غلط بیانی نہ کرو، اگر اپنا قصُور ہو تو فوراً مان لو۔ نوکری حضُور مہاراج جی کی سمجھ کر کرو، وقت کے پابند رہو اَور اپنا فرض اَدا کرنے میں غفلت نہ ہونے دو، غلطی اَور بے ایمانی سے بچو، ہمیشہ اپنے افسر کی عزّت کرو۔"

سردار بہادر جی زِندگی میں اپنے ساتھ ہونے والی ہر بات کو اپنے ستگورُو کی موج سمجھ کر تسلیم کر لیتے تھے۔ سُکھ دُکھ، بیماری وغیرہ ہر بات کو آپ شانتی اور صبر سے قبُول کر لیتے۔ کبھی کسی بات کے لئے اُن کی زبان پر شکایت تو دُور پریشانی تک کے لفظ نہ آتے تھے۔ ۱۹۲۵ء میں امپیریل ایگریکلچرل سروس کمیشن نے آپ کو ہندوستانی زراعتی محکمہ کے لئے چُنا۔ اُس وقت تو کیمسٹری کے محکمہ میں کوئی جگہ خالی نہ تھی، لیکن کچھ عرصہ بعد ایک جگہ خالی ہُوئی۔ یہ درجہ اوّل کا عہدہ تھا۔ آپ کو تعیّنات کرنے کا مسوّدہ تیار ہو رہا تھا کہ اُسی دَوران ایک وزیر کے کسی نزدیکی رِشتہ دار کو، دباؤ میں آکر یہ عہدہ دے دِیا گیا۔ سردار بہادر جی کے دوستوں اَور ساتھیوں کو یہ بات بہُت بُری لگی۔ اُنہوں نے اِس بے اِنصافی کے خِلاف کارروائی کرنے کی

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitzed by eGangotri

رائے دی اور سردار بہادر جی کو اِس کے لئے مجبور کرنے کی کوشش کی۔ لیکن آپ کسی قسم کی مخالفت کے لئے راضی نہ ہوئے۔ آپ کے بھائی صاحب سردار بھگت سنگھ نے بھی بہت زور دیا کہ اِس کے خلاف افسرانِ بالا سے خط و کتابت کی جائے۔ جب سنیچر وار کو سردار بہادر جی لائلپور سے بیاس آ رہے تھے تو گاڑی میں تمام وقت پنڈت لعل چند جی سردار بہادر جی سے بحث کرتے رہے کہ آپ کیوں مخالفت نہیں کرتے۔ لیکن آپ اپنے فیصلے پر قائم رہے کہ "میری سرکار تو حضور مہاراج جی ہیں، جو کچھ ہوا ہے اُن کی موج سے ہوا ہے۔" بیاس میں سردار بھگت سنگھ جی نے آپ کے سامنے ہی ساری بات حضور مہاراج جی کو بتائی۔ حضور نے آپ کی طرف دیکھتے ہوئے پوچھا، "کیوں جگت سنگھ؟" اِس پر سردار بہادر جی نے دست بستہ عرض کی، "جو حضور نے کیا ہے وہ ٹھیک ہے۔" یہ سُن کر حضور مہاراج جی بہت خوش ہوئے، فرمایا، "شاباش! ست سنگی کو ایسا ہی ہونا چاہیئے۔"

آپ ہر سنیچر کو کالج کے بعد لائلپور سے روانہ ہو کر رات کے نو دس بجے تک ڈیرہ پہنچ جاتے اور اِتوار کی رات کو واپس چلے جاتے۔ حضور مہاراج جی ہر سنیچر وار کو آپ کا اِنتظار کرتے۔ ڈیرہ پہنچتے ہی آپ حضور کے درشنوں کے لئے اُوپر جاتے۔ اور پھر کھانا کھاتے۔ کئی بار دیر ہو جانے کی وجہ سے کھانے کی چھٹی ہو جاتی تھی۔ ایک بار حضور نے حکم دیا کہ چھٹی کے دِن بھی اپنے پرنسپل سے شہر سے باہر جانے کی اِجازت لے کر آیا کرو۔ لہٰذا آپ ہر سنیچر وار کو پرنسپل ڈاکٹر لینڈر سے چھٹی لے کر آیا کرتے تھے۔ آہستہ آہستہ ہر سنیچر وار کو آپ کا چھٹی کے لئے پرنسپل کے دفتر میں جانا ایک معمول بن گیا۔ جُوں ہی آپ آفس میں جا کر کھڑے ہوتے تو ڈاکٹر لینڈر آپ سے کہتے، "ہاں آپ بیاس جا سکتے ہیں۔" اِس طرح یہ ایک سلسلہ بن گیا تھا کہ ہر سنیچر کو آپ دفتر میں جا کر کھڑے ہو جاتے اور کچھ نہ بولتے، اور پرنسپل آپ کو دیکھ کر چھٹی دیدیتے۔ ایک سنیچر وار کو سردار بہادر جی ہمیشہ کی طرح ڈاکٹر لینڈر کے دفتر میں آ کر کھڑے

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitzed by eGangotri

ہو گئے۔ اُس نے کہا، "ہاں جگت سنگھ آپ جا سکتے ہیں۔" باہر آنے پر آپ کو یاد آیا کہ اِس بار سوموار بھی چھٹی کا دِن ہے۔ آپ واپس دفتر میں آکر کھڑے ہو گئے۔ ڈاکٹر لینڈر نے جب دوبارہ سردار بہادر جی کو دیکھا تو آپ کی پیشانی کی طرف ٹکٹکی لگا کر دیکھتا رہ گیا۔ کچھ دیر بعد بولا، ہاں، آپ سوموار کو بھی لائلپور سے باہر رہ سکتے ہیں۔ اور آئندہ چھٹی کے دِن مجھ سے اِجازت لینے نہ آئیں میری طرف سے آپ کو پوری اِجازت ہے کہ آپ ہر چھٹی کا دِن بیاس میں گزاریں۔ بعد میں ڈاکٹر لینڈر نے بتایا کہ جب سردار بہادر جی دوبارہ دفتر میں آئے تو اُسے آپ کے مستک پر حضور مہاراج ساون سنگھ جی کے درشن ہوئے۔

سردار بہادر مہاراج جی لائلپور آنے والے دوستوں اور واقف کاروں کو اپنے ہاں ٹھہراتے تھے۔ مہمانوں کے لئے الگ کمرہ تھا۔ اور نوکر کو حکم تھا کہ اُن کی برابر دیکھ بھال کرے۔ اور وقت پر دودھ، ناشتہ اور کھانا وغیرہ پیش کرے۔ لیکن مہمانوں کی آمد و رفت سے اپنے کالج کے کام اور بھجن سمرن کے روزانہ سلسلے میں کوئی رکاوٹ نہ آنے دیتے تھے۔ کئی بار مہمان آپ کے ہاں کئی کئی دِن تک ٹھہرتے اور اِس عرصہ میں آپ سے ملنے کا بھی موقعہ نہ مل پاتا۔ ایک دفعہ ڈاکٹر جگن ناتھ چاولہ جی، جو کہ آج کل ایک اعلےٰ افسر ہیں، آپ کے ہاں ٹھہرے، آٹھ دس روز تک سردار بہادر جی سے مُلاقات کا موقعہ نہ ملا۔ جب جانے لگے تو آپ سے ملے۔ سردار بہادر جی نے آپ کو دیکھ کر پوچھا کہ آپ کب آئے؟ چاولہ صاحب نے جواب دیا کہ اُن کو آئے آٹھ دس روز ہو گئے۔ اِس پر سردار بہادر جی بولے، "آپ کہاں ٹھہرے ہیں؟ آپ کو تو میرے ہاں ٹھہرنا چاہیئے تھا؟"

ایک دفعہ سردار سیوا سنگھ (جو بعد میں سیشن جج کے عہدے سے ریٹائر ہوئے) ایک مہینے کی کسی ٹریننگ کے لئے لائلپور آئے۔ سردار بھگت سنگھ جی سے آپ کے اچھے تعلقات تھے اور اُن کے اِصرار کرنے پر آپ سردار بہادر جی کے ہاں پہنچے۔

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitzed by eGangotri

نوکر نے سردار بھگت سنگھ کا نام سُن کر ٹھہرا لیا۔ ایک مہینہ تک آپ کی سردار بہادر جی سے مُلاقات نہ ہو سکی۔ سردار بہادر جی کالج سے واپس آتے ہی بھجن میں بیٹھ جاتے۔ نوکر کمرے میں کھانا رکھ دیتا تھا۔ آپ جب اُٹھتے کھا لیتے۔ صُبح بھجن سے اُٹھ کر ایک گلاس دُودھ پی کر کالج چلے جاتے۔ جس دِن سردار سیوا سنگھ کی ٹریننگ ختم ہُوئی وہ سردار بہادر جی سے مِلے اور بولے، "جی! مَیں آج جا رہا ہُوں۔" سردار بہادر جی نے پُوچھا کہ اُن کا لائلپور آنا کیسے ہُوا؟" اِس پر سیوا سنگھ نے بتایا کہ وہ ٹریننگ کے سِلسلے میں آئے تھے، اور کہا، "سردار بھگت سنگھ جی کی مہربانی سے ....." بھائی صاحب کا نام سُن کر سردار بہادر جی درمیان میں ہی بول اُٹھے، "اوہو! جب بھائی صاحب نے آپ کو بھیجا ہے، پھر آپ کو تو میرے پاس ٹھہرنا چاہیئے تھا۔" ایسے ایک دو نہیں، بہت سے واقعات ہیں۔ آپ کا گھر مہمانوں کے لئے ہمیشہ کھُلا رہتا تھا۔

جولائی 1943ء میں تقریباً تیئس سال کی مُلازمت کے بعد آپ ریٹائر ہُوئے۔ پینشن کے کاغذات تیار کرنے کے لئے آپ کو پاسپورٹ سائز کے فوٹو کی ضرورت تھی۔ جب پنڈت لعل چند جی کے ساتھ آپ لائلپور شہر میں ایک فوٹو گرافر کی دُکان پر گئے تو باتوں ہی باتوں میں معلوم ہُوا کہ آپ لائلپور شہر میں سترہ سال کے بعد آئے تھے۔ کالج کے طالب علم اور پروفیسر آپ کو ایک بڑی اعلیٰ الوداعی پارٹی دینا چاہتے تھے۔ پرنسپل آپ کا ایک بڑا رنگین فوٹو بنوا کر کالج کے بڑے ہال میں لگوانا چاہتا تھا۔ لیکن سردار بہادر جی کو اپنی مان بڑائی کروانا پسند نہ تھا اور نہ ہی وُہ چاہتے تھے کہ اُن کے شاگرد اور دوست اُن کو الوداع کہتے وقت جذبات کی رَو میں بہہ جائیں اور آنسو بہانے لگیں۔ لہٰذا آپ ایک دِن چُپ چاپ وہاں سے ڈیرہ آ گئے۔ آنے سے پہلے اپنا فرنیچر سے بھرا ہُوا مکان ویسے کا ویسا ہی پنڈت لعل چند جی کو سونپ دِیا۔ اُن سے کہا کہ جو سامان اُن کے کام آئے وہ رکھ لیں

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitzed by eGangotri

اور باقی بڑے بھائی صاحب سردار بھگت سنگھ جی کے پاس بھیج دیں۔ ڈیرہ آکر کبھی آپ نے پوچھا بھی نہیں کہ سامان کا کیا کیا۔ جو سامان پنڈت جی نے جالندھر بھیجا اُسے کبھی کھول کر دیکھا بھی نہیں۔ دھن دولت سے آپ کو شروع سے ہی کوئی لگاؤ نہ تھا۔ دُنیاوی سازوسامان کی طرف سے بالکل بے نیاز تھے۔ گھر کے مکان، زرعی زمینوں اور مشترکہ جائدادوں وغیرہ سے ہزاروں رُوپیہ کی آمدنی تھی۔ اُس کی وصولی اور انتظام سردار بھگت سنگھ ہی کرتے تھے۔ آپ نے کبھی اُن سے پوچھا تک نہیں کہ کتنی آمدن ہوئی۔ اور کیسے خرچ ہوئی۔ ریٹائر ہونے پر آپ کو سرکار کی طرف سے ملی ہوئی پراویڈنٹ فنڈ وغیرہ کی ہزاروں رُوپے کی رقم کے متعلق پنڈت لعل چند جی بتاتے ہیں کہ آپ نے جالندھر آکر سردار بھگت سنگھ جی کو بتائے بغیر اُن کے مُنشی کو دے کر بنک میں اُن کے حساب میں جمع کروادی۔ جب مُنشی نے سردار بھگت سنگھ جی سے اِس بات کا ذکر کیا تو اُن کی آنکھوں آنسو آگئے۔

ڈیرہ آنے پر یہاں بھی آپ کا روزانہ معمول ست سنگ، درشن دیدار سمرن کرنا ہی تھا۔ حضور مہاراج جی نے غیر مُلکوں سے آنے والے خطوط کا جواب دینے کی سیوا، پروفیسر جگ موہن لعل جی کے ساتھ ساتھ آپ کو بھی کئی برسوں سے دی ہوئی تھی، ڈیرہ آنے پر آپ کو لنگر میں کھانا ٹھیک طرح سے تقسیم کرنے کی سیوا بھی دی گئی۔ آپ یہ سیوا بڑی لگن اور پیار کے ساتھ کرتے تھے۔ حضور کے حکم سے آپ لائلپور میں ہر اتوار کو ست سنگ کیا کرتے تھے۔ لیکن ڈیرہ میں حضور کی موجودگی میں آپ نے کبھی ست سنگ نہیں کیا۔ کیونکہ آپ کو اپنے ستگورو کے برابر بیٹھنا ہرگز گوارا نہ تھا۔

سردار بہادر جی نے جوانی میں داڑھی نہیں رکھی تھی۔ جس دِن ریٹائر ہو کر آپ ڈیرہ آئے تو حضور مہاراج ساون سنگھ جی نے فرمایا، "جگت سنگھ، آپ داڑھی رکھ لو۔" حکم کی تعمیل کرتے ہوئے اُسی دِن سے آپ نے داڑھی رکھنا شروع کر دیا۔

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitzed by eGangotri

ستمبر 1947ء میں حضور مہاراج جی نے ڈیرہ کے بندوبست کے لئے ایک اسکیم بنائی جس میں تین کمیٹیاں تجویز کی گئیں۔ اُن تینوں کمیٹیوں کے صدر حضور تھے اور نائب صدر سردار بہادر جی تھے۔ اِس کے بعد حضور نے ایک وصیت کے ذریعہ سردار بہادر جی کو اپنے بعد اِن تینوں کمیٹیوں کا صدر بنانے کا فیصلہ کیا۔ ساتھ ہی یہ وصیت کی کہ ست سنگ کی تمام جائداد حضور کے بعد سردار بہادر جی کے نام ہوگی اور وہ اُن کی ذاتی جائداد تصوّر نہیں ہوگی۔ یہ دستاویز پہلے درج کئے جا چکے ہیں۔

ستمبر 1947ء کے آخری ہفتہ میں حضور مہاراج ساون سنگھ جی علاج کے لئے امرتسر تشریف لے گئے۔ جانے سے پہلے آپ نے ڈیرہ کے خاص منتظمین کو اپنا اپنا کام برابر کرتے رہنے کا حکم دیا۔ اور سردار بہادر جی کو سب کا صدر بنایا۔ سب کو حکم دیا کہ وہ ڈیرہ میں رہیں اور اپنا اپنا فرض ادا کریں اور امرتسر کوئی نہ آئے۔ اکتوبر کے پہلے ہفتہ میں سردار چرن سنگھ جی سکندر پور سے بذریعہ کار ڈیرہ آئے۔ آپ نے دیکھا کہ ڈیرہ میں سردار بہادر جی کے سوا اور کوئی ذمہ دار منتظم موجود نہیں ہے۔ آپ کو معلوم نہ تھا کہ حضور مہاراج جی سب کو ڈیرہ میں رہنے کا حکم دے گئے ہیں۔ آپ نے سردار بہادر جی سے کہا کہ میں کار سے آیا ہوں، آپ بھی امرتسر چلیں اور شام کو ساتھ ہی واپس آجائیں گے۔ سردار بہادر جی نے جواب دیا، "حضور مہاراج ہی کا حکم ہے کہ ڈیرہ میں ہی رہو۔ میں نہیں چل سکتا۔" اِس پر سردار چرن سنگھ جی نے کچھ خاص خاص ست سنگیوں کے نام لے کر پوچھا کہ وہ سب کہاں ہیں؟ سردار بہادر جی نے جواب دیا کہ یہاں تو کوئی نہیں ہے۔

جب سردار چرن سنگھ جی امرتسر پہنچے تو آپ نے حضور مہاراج جی کو سردار بہادر جی سے ہوئی تمام بات چیت سنائی اور بتایا کہ ڈیرہ میں اِس وقت صرف اکیلے وہ ہی ہیں۔ یہ سن کر حضور مہاراج جی کی آنکھوں میں آنسو بھر آئے۔ فرمایا، "پورے ڈیرہ میں صرف سردار بہادر نے ہی میرا حکم مانا ہے۔" سردار چرن سنگھ جی نے دیکھا

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitzed by eGangotri

کہ ڈیرہ کے باقی سبھی منتظمین کسی نہ کسی بہانے امرتسر میں موجود تھے۔ دوسرے دن صبح حضور مہاراج جی نے آپ کو حکم دیا کہ ڈیرہ جا کر سردار بہادر کو اپنے ساتھ لے آویں۔ آپ نے عرض کی کہ جب تک اُن کو حضور کی طرف سے واضح طور پر حکم نہ ملے گا، وہ ڈیرہ چھوڑ کر نہیں آئیں گے۔ حضور مہاراج جی نے رائے صاحب منشی رام کو بلا کر سردار بہادر جی کو ایک خط لکھوایا، سردار چرن سنگھ جی نے آکر آپ کو خط دیا اور اپنے ساتھ امرتسر لے آئے۔ امرتسر میں حضور مہاراج جی نے ڈیرہ کے کل حسابات میں، جو کہ وہاں مختلف بنکوں میں تھے، اُن میں اپنے نام کے ساتھ سردار بہادر جی کا نام بھی درج کروا دیا، تاکہ دونوں میں کوئی ایک یا پس ماندہ اِس حساب کتاب کو چلا سکے۔

سردار بہادر جی نے ہمیشہ اپنے ستگورو کو کل مالک سمجھا اور کبھی اُنہیں انسان کے روپ میں نہیں دیکھا۔ آپ گورو کے پریم اور بھگتی کی ایک مثال تھے۔ آپ کی شردھا اور یقین کے بارے میں پنڈت لعل چند جی و لائلپور میں رہنے والے آپ کے ساتھی سناتے ہیں۔

لائلپور میں سائیں لسوڑی شاہ نامی ایک خدا رسیدہ فقیر تھے۔ دور دور سے لوگ اُن کے درشن کرنے اور اُن سے مرادیں مانگنے آتے تھے۔ سائیں جی حضور مہاراج ساون سنگھ جی کے تئیں بڑی عقیدت رکھتے تھے۔ اور کہا کرتے تھے کہ حضور عالم فقراء کے شہنشاہ ہیں اور باقی سب فقراء اُن کے ماتحت ہیں۔ سردار بہادر جی کبھی کبھی سائیں جی کے پاس جاتے تو وہ بہت خوش ہو کر آپ سے ملتے۔ سائیں لسوڑی شاہ کہتے ہیں کہ عام لوگوں کو تو فقیروں کے حضور میں بیٹھنا بھی نہیں آتا ہے۔ اُنہیں چاہیئے کہ سردار جگت سنگھ سے سیکھیں کہ فقیروں کے سامنے کیسے رہنا چاہیئے۔ جب سردار بہادر جی بیاس جاتے تو سائیں جی کہتے، "بڑی سرکار کے نوری دربار میں جاؤ تو شہنشاہ کے قدموں میں میرا سلام کہنا۔" حضور مہاراج جی جب

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitzed by eGangotri

لائل پور تشریف لاتے تو سائیں جی استقبال کے لئے اپنے دروازے پر سر جھکا کر کھڑے ہو جاتے۔ حضور کی آمد پر اُن کے قدموں پر سر رکھ کر سجدہ کرتے۔ کبھی کبھی سائیں جی حضور مہاراج جی کے پاس رُوحانی اُمور سے مُتعلّقہ کوئی پیغام بھی بھجواتے۔ سردار بہادر جی اُن کا پیغام حضور مہاراج جی تک پہنچا دیتے۔ اور جو بھی جواب ہوتا لائل پور آنے پر سائیں جی کو بتا دیتے۔ ایک دفعہ اِسی طرح جب سردار بہادر جی نے حضور مہاراج جی کے بچن سائیں لسوڑی شاہ کو سُنائے تو سائیں جی بچن سُن کر بہت خوش ہوئے۔ اور مستی کے عالم میں آ گئے۔ جوشِ جذبات سے سردار بہادر جی کو بانہوں میں لے لیا اور بولے، "کہو سردار، تجھے رنگ دوں؟" سردار بہادر جی نے فوراً جواب دیا، "نہ سائیں جی، نہ رنگنا۔" سائیں جی اُسی لہجے میں پھر بولے، "دُوسری بار پُوچھتا ہُوں، بول تجھے رنگ دُوں؟" سردار بہادر جی نے نہایت شانتی سے لیکن مُستقل مزاجی سے کہا، "نہیں، نہ رنگنا! نہ رنگنا!! سائیں جی نے اُسی وجد میں پھر کہا، "تیسرا بچن ہے سردار! تُو کہے تو تجھے ابھی رنگ دُوں۔" سردار بہادر جی نے ایک دم اپنے آپ کو اُن کی بانہوں سے چھڑا لیا، دو قدم پیچھے ہٹ گئے، بولے، "نہ رنگنا! نہ رنگنا!! نہ رنگنا!!! اگر رنگنا ہو تو بھی نہ رنگنا!" پھر صاف لفظوں میں کہا، "آپ ہی رنگے گا رنگنے والا میرا ستگورو جب ٹھیک سمجھے گا۔"

یہ بچن سُن کر سائیں لسوڑی شاہ بہت خوش ہوئے، اور بولے، "شاباش سردار! جیسا کامل مُرشد ویسا ہی لائق مُرید۔ مَیں تیرا بھروسہ دیکھ رہا تھا۔"

حضور ستگورو دِیندیال مہاراج ساون سنگھ جی نے رحلت فرمانے سے لگ بھگ دو ہفتے پہلے ۲۵ مارچ ۱۹۴۸ء کو صبح سردار بہادر جگت سنگھ جی کو اپنے پاس بُلایا اور اپنے بعد گدّی سنبھالنے کو کہا۔ اِس پر سردار بہادر جی نے ہاتھ جوڑ کر عرض کی، "حضور! یہ شہنشاہ کی گدّی شہنشاہ کو ہی سجتی ہے۔ آپ

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitzed by eGangotri

ہمیشہ سلامت رہیں۔ مَیں تو داس ہُوں۔" اِس سے آگے آپ کچھ نہ کہہ سکے، گلا رُک گیا۔ آپ باہر آ گئے۔ لیکن حضُور مہاراج جی نے آپ کو دوبارہ بُلایا۔ آپ آ کر ہاتھ جوڑ کر کھڑے ہو گئے۔ حضُور نے پھر وہی بات دُہرائی اَور فرمایا، "یہ میرا حُکم ہے۔" اِس پر سردار بہادر جی نے چرنوں میں ماتھا ٹیکا اَور باہر آ گئے۔ اُس وقت آپ کی آنکھوں سے لگاتار آنسو بہہ رہے تھے۔ 2 اپریل کو حضُور مہاراج ساون سنگھ جی ست سنگ، نام دان وچیوں کی سنبھال کی ذمّہ داری سردار بہادر جی کے قابِل و مضبُوط کندھوں پر ڈال کر جوتی جوت سما گئے۔

13 اپریل 1948ء کو گدّی نشینی کی رسم اَدا ہُوئی۔ دُور دُور سے سنگت آئی ہُوئی تھی۔ گدّی نشینی کے مَوقعہ پر ترن تارن کے بابا دیوا سنگھ جی، نام دھاریوں کے گورُو مہاراج پرتاپ سنگھ جی (بھینی صاحب والے) اَور اُن کے کچھ خاص سیوک دیال باغ آگرہ کے ستگورُو مہتہ صاحِب کی طرف سے اُن کے سکریٹری و سردار بچنت سنگھ جی، سردار ہربنس سنگھ جی، سردار چرن سنگھ جی، کپتان پرشوتم سنگھ و حضُور مہاراج جی کے خاندان کے دِیگر ممبران وکئی ایک خاص خاص ست سنگی مَوجُود تھے۔ سب سے پہلے سردار بچنت سنگھ جی نے ایک چھوٹی سی تقریر کی۔ آپ نے فرمایا، "پیاری سادھ سنگت جی! 19 مارچ 1948ء کو حضُور مہاراج جی نے مجھے بُلایا اَور فرمایا کہ "مجھے خُوشی ہے کہ میری اَولاد فرمانبردار ہے، جس طرح تُم میرے بیٹے ہو اُسی طرح سردار بہادر جگت سنگھ بھی میرا تیسرا بیٹا ہے، تُم ہمیشہ اُن کے حُکم میں رہنا، اُن کے چرنوں میں پریم بڑھانا اَور اُنہیں میرا ہی رُوپ سمجھنا۔" حضُور مہاراج جی کے حُکم کے مُطابق مَیں یہ حضُوری دستار سردار بہادر صاحِب کو حضُور مہاراج کی طرف سے پیش کرتا ہُوں۔"

اِتنا کہہ کر سردار بچنت سنگھ جی نے وہ دستار سردار بہادر مہاراج جگت سنگھ جی کو پیش کی، جسے آپ نے بڑی اِنکساری سے پیشانی سے لگایا، کچھ دیر ستگورُو

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitzed by eGangotri

کا دھیان کیا اور پھر اپنے سر پر باندھ لیا۔ سردار بچنت سنگھ جی نے سردار بہادر جی کے ماتھے پر کیسر سے تلک لگایا اور اُن کو ماتھا ٹیکا۔ اِس کے بعد موجود دیہاتماؤں بزرگوں اور تمام سنگت نے سردار بہادر مہاراج جی کو سجدہ کیا۔

رائے صاحب مُنشی رام جی نے حضور مہاراج کا ۲۰ مارچ ۱۹۴۸ء کا وصیت نامہ پڑھ کر سنگت کو سُنایا کہ حضور مہاراج جی کے بعد سردار بہادر جگت سنگھ صاحب اُن کی جگہ گدّی نشین ہوں گے اور وہ سبھی فرائض سرانجام دیں گے جو حضور مہاراج جی کرتے رہے ہیں۔ اِس کے بعد سردار بہادر مہاراج جی نے سنگت سے کچھ بچن کہے۔ آپ نے بتایا کہ کس طرح حضور مہاراج جی نے آپ کو گدّی سنبھالنے کے لئے کہا اور کس طرح آپ نے ہاتھ جوڑ کر اِس سے اِنکار کیا، کس طرح حضور نے پھر بُلایا اور فرمایا، "جگت سنگھ، یہ میرا حُکم ہے۔" تو آپ کو حُکم کے آگے سر جُھکانا پڑا۔ پھر سردار بہادر جی نے فرمایا، "مَیں تو بیمار آدمی ہُوں، اِتنا کام نہیں کر سکتا۔ لیکن حضور کا حُکم ماننا فرض ہے۔ یہ دستار آپ لوگوں کی مدد سے قائم رہ سکتی ہے۔ میری آپ سے عرض ہے کہ پہلے کی طرح آپ بھجن سمرن اور سیوا کرتے رہیں۔"

جس لگن، ضبط اور مُستعدی سے سردار بہادر مہاراج جی نے اپنے کالج کے فرائض کو ستگورو کی سیوا مان کر ادا کیا تھا، اُسی جذبے کے ساتھ آپ نے ست سنگ، نام دان اور ڈیرے کے بندوبست کا کام کیا۔ فرق صرف اِتنا ہی تھا کہ کالج کے دِنوں میں آپ کی عُمر کم تھی اور صحت بھی تب کہیں اچھی تھی۔ لیکن ہمزوری صحت یا عُمر آپ کو سخت محنت سے یا ستگورو کی سنگت کی سیوا سے روک نہ سکتی تھی۔ آپ نے ہمیشہ اپنے آپ کو ستگورو کا داس اور سنگت کا سیوادار ہی مانا۔ غیر مُلکی ست سنگیوں کو لکھا گیا یہ خط آپ کے ستگورو پریم اور نمرتا کا اعلیٰ نمونہ ہے۔

"میرے پیارے امریکن بھائیو اور بہنو!

ہمارے پرم پیارے ستگورو کے اِس دُنیائے فانی سے مقامِ حق رِحلت

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitzed by eGangotri

فرمانے کی خبر سے آپ کو بڑا گہرا صدمہ پہنچا ہوگا۔ ست سنگ کو از حد نقصان پہنچا ہے اُن کا پیارا دلکش سروپ ہماری آنکھوں سے اوجھل ہو گیا ہے۔ لیکن ستگورو کبھی نہیں مرتے۔ اپنے نوری شبد سروپ میں وہ ہمیشہ ہمارے ساتھ ہیں، ہمارے اندر ہیں۔ ہمارے ستگورو آج بھی اونچے روحانی منڈلوں سے کام کر رہے ہیں۔ وہ اپنے سیوکوں کی لگاتار سنبھال کر رہے ہیں۔ آپ کو چاہیئے کہ اُنکی ہدایت کے مطابق لگن سے ابھیاس کریں اور اپنے اندر اُن کے درشن کریں۔

حضور مہاراج جی نے مجھے آپ کی خدمت کا حکم دیا ہے۔ میں اُن کے حکم کی تعمیل کی پوری کوشش کروں گا۔"

سردار بہادر کرتار سنگھ (ڈائریکٹر ایگریکلچر پنجاب) حضور مہاراج جگت سنگھ جی کے پرانے دوست تھے۔ جن دنوں سردار بہادر جی لائلپور میں پروفیسر تھے، تب آپ کے نیک چلن اور اعلےٰ کردار سے متاثر ہو کر بیاس آئے، حضور بڑے مہاراج جی کا ست سنگ سنا اور نام کی بخشش پائی۔ سردار بہادر مہاراج جی نے کبھی آپ سے ست مت کا ذکر تک نہ کیا تھا۔ کرتار سنگھ جی نے بھی آپ سے کوئی بات نہ کی۔ چپ چاپ ڈیرہ آئے، حضور بڑے مہاراج جی کے درشن کئے اور نام کی بخشش پائی۔ حضور سردار بہادر مہاراج جی کا ذکر کرتے ہوئے آپ کہتے تھے، "زندگی میں میں صرف دو ہی اشخاص کو پیار کرتا ہوں اور صرف انہیں دو سے ڈرتا ہوں۔ ایک تو میری والدہ صاحبہ اور دوسرے ہیں میرے دوست سردار بہادر جگت سنگھ جی۔" جب سردار بہادر مہاراج جی ڈیرہ آئے اور گورو گدی پر براجمان ہوئے تب سردار کرتار سنگھ جی نے پنڈت لعل چند جی کو ایک خط لکھا، "حضور بڑے مہاراج جی کے چلے جانے کا مجھے جو صدمہ پہنچا، اُس کا تو میں بیان ہی نہیں کر سکتا لیکن ساتھ ہی سردار بہادر جی کے گدی نشین ہونے سے یہ دکھ بھی ہے کہ میں نے اتنا پیارا اور نزدیکی دوست کھو دیا ہے۔ کیوں کہ اب وہ میرے مرشد بن گئے ہیں۔"

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitzed by eGangotri

کئی پرانے ست سنگی، جنہیں اپنے پیارے ستگورو کے جوتی جوت سمانے کا گہرا صدمہ پہنچا تھا۔ ڈیرہ آنے میں پہلے جیسی خوشی محسوس نہیں کرتے تھے۔ لیکن جب وہ ڈیرہ آئے تو انہیں ست سنگ میں سردار بہادر مہاراج کی جگہ حضور بڑے مہاراج جی کے ہی درشن ہوئے۔ سنگت کو آپ نے وہی پیار اور سہارا بخشا جو پہلے انہیں حضور مہاراج بابا ساون سنگھ جی سے ملتا تھا اور کچھ ہی مہینوں میں سنگت آپ کے چرنوں میں بھی اسی طرح آنے لگی جیسے کہ حضور بڑے مہاراج جی کے زمانے میں آیا کرتی تھی۔ اور آپ کو حضور مہاراج جی کا ہی روپ ماننے لگی۔

سردار بہادر مہاراج جی نے 30 دسمبر 1948ء کو نام دان کی بخشش شروع کی۔ اس بارے میں یہاں ایک واقعہ بیان کیا جاتا ہے: ڈاکٹر (مس) سنہا اور ان کے بھائی دسمبر 1947ء میں پہلی بار ڈیرہ آئے، حضور مہاراج ساون سنگھ جی کے درشن کئے اور ست سنگ سنا۔ اس کے بعد وہ 1947ء میں بھی آتی رہیں۔ آخر ایک دن حضور مہاراج سے وقت لیا اور نام دان کے لئے عرض کی۔ حضور مہاراج جی ان دنوں بیمار تھے اور نام دان بند کر دیا تھا۔ حضور نے فرمایا، "اس وقت تو نام دان بند ہے جب اچھا ہو جاؤں گا اور نام دان دینا شروع کر دوں گا تو سب سے پہلے آپ کو دوں گا۔" کماری سنہا اس کے بعد دو تین بار نام دان کی امید لے کر ڈیرہ آئیں، لیکن حضور مہاراج جی کی طبیعت میں بہتری نہ ہوئی اور آخر کار حضور مہاراج جی 2 اپریل 1948ء کو مقام حق لوٹ گئے۔ کماری سنہا کو بڑا دکھ ہوا، اور ساتھ ہی من میں یہ خیال آتا رہا کہ نام دینے کا بچن کیسے ادھورا رہ گیا۔

دسمبر 1948ء میں کماری سنہا اپنے بھائی و دیگر ساتھیوں کے ساتھ ڈیرہ آئیں۔ دل میں نام نہ ملنے کے دکھ کے ساتھ ساتھ سنتوں کا بچن پورا نہ ہونے کی بات بھی کھٹکتی رہتی تھی۔ کسی سے کچھ کہتی بھی نہ تھیں اور نہ ہی اپنی مایوسی سے چھٹکارہ پا سکتی تھیں۔ 29 دسمبر کو بابا جی مہاراج کے بھنڈارے کا ست سنگ ہوا۔

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitzed by eGangotri

30 دسمبر 1948ء کی شام کو سردار بہادر مہاراج جی نے کماری سنہا و اُن کے بھائی کو بُلایا اور اُنہیں نام دان بخشا۔ کماری سنہا کے ساتھ چار دیگر اشخاص کو بھی نام دان بخشا۔ جن کے نام ہیں: محمد کمار گھوش (کماری سنہا کے چچازاد بھائی)، کماری دِدّیاوتی مُظفر پُور نواسی، کپتان رگھوناتھ سنگھ و اُن کی بیوی پریم لتا۔ اِن کے نام دان بخشنے کے بعد دُوسرے دِن صُبح سے سردار بہادر مہاراج جی نے سنگت کو بھی نام دان شروع کیا۔ اِس طرح ڈاکٹر کماری سنہا کو سب سے پہلے نام دینے کا حضور مہاراج جی کا بچن پُورا ہوگیا۔

یہاں پر حضور سردار بہادر جی کا پانی پت کی سنگت کو لکھا گیا ایک خط دیا جارہا ہے جو آپ کے پریم، شیریں زبانی اور انکساری کی زندہ مثال ہے، اور جس میں آپ نے نام دان کے بارے میں بھی ذکر کیا ہے۔

"پیارے حضور مہاراج جی کی ساجی نواجی ہُوئی میری پیاری اور قابلِ تعظیم پیاری سادھ سنگت جی! رادھاسوامی!"

پریم پتر آپ کا مِلا اور حال معلوم ہُوا۔ آپ نے کئی بار ست سنگ میں شری حضور مہاراج صاحب جی کی زبانِ مُبارک سے سُنا ہوگا:

کبیر سبھ تے ہم بُرے، ہم تج بھلو سبھ کوئے
جن ایسا کر بُوجھیا، مِیت ہمارا سوئے (آدگرنتھ، صفحہ 1364)

سو بھائیو! اگر کوئی پاپی اور گُنہگار ہے تو یہ داس ہے، کیوں کہ بانی کہتی ہے:

جس پیارے سیوں نیہوں، تِس آگے مر چلیئے
دھرِگ جیون سنسار، تاکے پاچھے جیونا (آدگرنتھ، محلہ 2، صفحہ 83)

لیکن حضور مہاراج فرمایا کرتے تھے کہ سنت مت میں بڑائی حُکم ماننے میں ہے۔ میری طاقت نہیں کہ مَیں اُن کا حُکم مان سکوں۔ یہ اُن کی اپنی دَیا ہے،

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitzed by eGangotri

اگر وہ اپنا حکم منوالیں۔ لیکن جو نام کے بارہ میں آپ نے سوال پوچھا ہے، مَیں آپ کو کیا عرض کروں۔ حضور مہاراج جی کا اپنا بچن آپ کو لکھتا ہوں۔ ۲۰ جولائی 1944ء کے دِن پاٹھی نے عرض کی، "سچے پاتشاہ! بابا غریب داس جی کے بچنوں میں لکھا ہے کہ جب تک کسی کی پہنچ پار برہم میں نہ ہو اُسے کسی کو نام نہیں دینا چاہیئے۔"

شری حضور مہاراج جی نے جواب دیا، "اصل میں تو نام سچ کھنڈ پہنچ کر دینا چاہیئے اور وہ بھی تبھی جبکہ ستگورو حکم دیں۔ بغیر ستگورو کے حکم کے جیوؤں کا بوجھ اُٹھانا کوئی آسان کام نہیں ہے۔ مَیں بھی جن کو نام دیتا ہوں، بابا جی مہاراج کے حوالے کر دیتا ہوں۔"

اب جب پرم سنت ستگورو مہاراج جی خود یہ فرما گئے تو آگے سادھ سنگت خود سوچ وچار کرلے۔ مَیں نے بھی نو مہینے نام نہیں دیا، حالانکہ حضور مہاراج جی خود دیہہ میں بیٹھ کر اپنی زبانِ مبارک سے فرما گئے۔ بلکہ لکھ کر بھی چھوڑ گئے۔ میرے نو مہینے نام نہ دینے کا سبب نہ پوچھو۔

اور یہ ڈیرہ ہمارا کعبہ ہے۔ حضور بابا جی مہاراج و حضور مہاراج جی نے اِس عظیم متبرک مقام پر بیٹھ کر ساٹھ پینسٹھ سال تک بھجن کیا ہے اور جیوؤں کو نام دان بخشا ہے۔ اور جو سیوا سادھ سنگت کی میرے ذمے لگا گئے ہیں، جتنا عرصہ کرائیں گے، اُن کی دیا سے کروں گا، جب بُلائیں گے اُٹھ کر چل دوں گا:

گھلے آوہِ نانکا سدے اُٹھ جاہِ[1]

اور گھبرانے کی ضرورت نہیں، جو ستگورو ہمیں پاکستان کی جلتی آگ میں سے نکال کر لائے، ہماری خاطر اپنی قربانی دے گئے، وہ ہر وقت سنبھال کر رہے ہیں۔

---

[1] گورو نانک صاحب فرماتے ہیں کہ مَیں (مالک کے) بھیجنے پر یہاں آتا ہوں اور بُلانے پر چلا جاتا ہوں۔

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitzed by eGangotri

جنم مرن دُہہو مہہ ناہیں، جن پر اُپکاری آئے
جیہ دان دے بھگتی لائن، ہرسیوں لین ملائے

(آدگرنتھ، محلہ۔5، صفحہ 749)

بھجن سمرن میں ناغہ نہ ہو۔ دُنیا کے رنگ اُترتے تو آنکھوں سے دیکھ رہے ہو، اَور ابھی آگے کیا پتہ ہے۔ جو بھجن سمرن ہم کرتے ہیں اُسے ہی ساتھ جانا ہے اَور تو کیا یہ جسم جسے ہم دِن رات پالتے ہیں، اِسے بھی یہیں رہ جانا ہے۔ ہمارا یہاں کچھ بھی نہیں۔ صرف دو چیزیں اپنی ہیں ــــ 'ایک ستگورُو، دُوسرا نام' اِن دونوں کے ساتھ ہی ہمارا پیار نہیں ہے۔ من لگے چاہے نہ لگے آپ اپنا وقت بِلا ناغہ دیں۔ بھجن کے وقت من کو روک کر مہاراج جی کے سرُوپ کو اپنے مُستک میں ساکن کرنے کی کوشش روز روز کریں۔ آہستہ آہستہ من مان جائے گا۔ یہ جلدی کا کام نہیں، برسوں کی محنت کی ضرُورت ہے۔"

حضُور مہاراج ساون سنگھ جی کے جانے کے بعد رائے بہادر شنکر داس کی بیوی ڈیرہ آئیں۔ سردار بہادر مہاراج جی سے ملیں تو اپنے آپ کو سنبھال نہ سکیں اَور حضُور مہاراج جی کو یاد کر کے رونے لگیں۔ سردار بہادر جی نے کہا، "بی بی جی، آپ نے تو رو کر جی ہلکا کر لیا، لیکن مجھے تو اِس کی بھی اِجازت نہیں ہے۔"

گدّی نشینی کے بعد حضُور سردار بہادر جی کا روزانہ کا معمُول ہی بدل گیا۔ ڈیرہ کا اِنتظام، لوگوں سے مُلاقات، سیوا، ست سنگ، نام دان وغیرہ میں تمام دِن مشغُول رہتے تھے۔ صحت اچھی نہ ہوتے ہُوئے بھی دِن بھر کام میں مصرُوف رہتے۔ نام دان میں تو کبھی کبھی رات کے تین بج جاتے، شام کے کھانے کی بھی چھٹی ہو جاتی۔ اِتنی رات کو نام دان کا کام مُکمّل کر کے جب اپنے کمرے میں آتے تو بھجن میں بیٹھ جاتے۔ دُوسرے دِن صُبح سے پھر وُہی سِلسلہ شرُوع ہو جاتا۔ زِندگی میں آپ کا واحِد مقصد بھجن سمرن اَور اپنے مُرشِد کے حُکم کو بجالانا تھا۔ دُنیا

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitzed by eGangotri

کے ہر ایک کام میں اپنے سنت ستگورو کو سامنے رکھا اور ایک آدرش ست سنگی کے روپ میں اپنا فرض ادا کیا۔ ہر کام میں ستگورو کا سہارا لیا۔ روحانی یا دنیاوی سبھی کام اپنے ستگورو کی خوشنودی حاصل کرنے کے لئے کیئے۔ ستگورو پد پر لا انتہا روحانی قابلیت کے مالک ہوتے ہوئے بھی ہمیشہ عاجز اور حلیم بنے رہے۔ سنت مت کے جن اصولوں کی تعلیم دی، اُن پر خود عمل کر کے ایک مثال پیش کی، کئی بار اپنے پاس آنے والے ست سنگیوں سے آپ فرماتے کہ جب ڈیرہ میں آؤ تو اپنی آنکھوں پر کھوپے[1] باندھ کر آؤ، یعنی اپنی نظر، اپنا خیال صرف ست گورو کیطرف رہے اور من میں اُنہی کی آس لگی رہے۔ باقی دُنیا، دُنیاداری اور ست سنگیوں کی طرف خیال نہ جانے دیا جاوے۔

حضور سردار بہادر جی کی زندگی نہایت سادہ تھی۔ لباس سادہ تھا اور گنے چُنے کپڑے رکھتے تھے۔ صرف دو یا تین کُرتے اور پاجامے رکھتے تھے۔ ایک دفعہ بی بی رلّی نے چار جوڑی اور سلوانے چاہے تو آپ نے کہا، "بی بی، اِتنے کپڑوں کا کیا کرنا ہے؟" ایک بار حضور مہاراج چرن سنگھ جی آپ کے لئے چھ رومال لائے بی بی رلّی نے حضور سردار بہادر جی سے عرض کی، "مہاراج جی! کاکا[2] آپ کے لئے رومال لائے ہیں۔" آپ نے کہا، "میرے پاس دو رومال ہیں، ایک جیب میں ہے، دوسرا دُھلائی کے بعد سوکھ رہا ہے۔ جب یہ رومال دُھلائی کے لئے جائیگا تو دوسرا جیب میں ہوگا۔ باقی رومالوں کا میں کیا کروں گا؟"

آپ سردار چرن سنگھ جی کو بہت پیار کرتے تھے۔ پنڈت لعل چند جی

---

[1] چمڑے کے بنے چوکور ٹکڑے جو گھوڑے کی آنکھوں پر لگائے جاتے ہیں تاکہ وہ سیدھا سامنے کی طرف دیکھے، اِدھر اُدھر نہ دیکھ سکے۔

[2] پنجاب میں 'کاکا' لفظ کا اِستعمال بیٹے یا اپنے سے چھوٹے عزیز کے لئے کیا جاتا ہے۔

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitzed by eGangotri

سُناتے ہیں کہ جب کبھی سردار بہادر جی اُن کا ذکر کرتے تو فرماتے، "چرن کی کیا بات ہے، وہ تو شہنشاہ ہے۔"

ایک دفعہ سردار چرن سنگھ جی کشمیر گئے، وہاں سے آپ حضور سردار بہادر جی کے لئے ایک پشمینے کا شال لائے۔ آپ نے بی بی رلّی سے کہلوایا کہ آپ سردار بہادر جی کے لئے شال لائے ہیں۔ ست سنگ کا وقت تھا، سردار بہادر جی نیچے آئے۔ بی بی رلّی نے کہا کہ سردار چرن سنگھ جی حضور کے لئے شال لائے ہیں۔ اِس پر حضور نے کہا، "شال تو میرے پاس ہے، دو شال کا کیا کرونگا۔" سردار چرن سنگھ جی کچھ نہ بولے، شال ہاتھ میں لئے کھڑے رہے۔ سردار بہادر جی ایک منٹ رُکے، مُسکرائے، اپنا شال اُتار کر سردار چرن سنگھ کے کندھوں پر ڈال دیا۔ اور اُن کا لایا ہُوا شال اوڑھ کر ست سنگ میں چلے گئے۔

سردار بہادر مہاراج جی گدّی نشینی کے بعد بھی کافی عرصہ تک اپنے ہی کمروں میں رہے۔ سنگت اور پُرانے ست سنگیوں کے کافی کہنے کے باوجود بھی آپ نے حضور مہاراج جی کی کوٹھی میں جاکر رہنا منظور نہیں کیا۔ حضور مہاراج جی کے بڑے صاحبزادے سردار بچنت سنگھ بار بار آپ سے اِصرار کرتے رہے۔ سردار بہادر جی اُن کی بڑی عزّت کرتے تھے۔ اُن کا بار بار کا اِصرار آپ نہ ٹال سکے اور گدّی نشینی کے چھ سات مہینے بعد آپ حضور مہاراج جی کی کوٹھی میں آگئے۔ لیکن یہاں بھی آپ نے حضور مہاراج کے خاص کمروں کو اِستعمال نہیں کیا، بلکہ پیچھے کی طرف کے ایک چھوٹے سے کمرے میں رہے۔ آپ کبھی اُس کرسی پر نہ بیٹھے، جس پر حضور تشریف رکھتے تھے۔ بلکہ لوگوں کو وقت دیتے وقت کرسی کے پاس زمین پر بیٹھ جاتے تھے۔ حضور کے پلنگ، گدّے، صوفے وغیرہ پر کبھی نہ بیٹھے۔ جس پائیدان پر حضور پاؤں رکھتے تھے، اُس پر کبھی پاؤں نہ رکھا، یہاں تک کہ موٹر میں حضور ہمیشہ جس طرف بیٹھتے تھے، اُس طرف کبھی نہ بیٹھے۔

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitzed by eGangotri

اکتوبر ۱۹۷۶ء جب حضور سردار بہادر جی بہت کمزور ہو گئے اور ست سنگ میں نہیں جا پاتے تھے تو بھائی شادی نے آپ سے عرض کی کہ اوپر سے حضور مہاراج جی کی طرح ہی سنگت کو درشن دیں۔ لیکن آپ نے اس کھڑکی سے درشن دینا منظور نہیں کیا۔ آپ نے کہا، "میں ایسا نہیں کر سکتا۔ حضور مہاراج جی تو شہنشاہ تھے۔ میں ان کی برابری کیسے کر سکتا ہوں؟"

آخری دنوں میں جب آپ بیمار تھے، تب کا ذکر ہے۔ آپ اپنی ڈاک اپنے ہاتھ سے کھولتے تھے۔ ہر روز کافی خط آتے تھے۔ بھائی شادی نے دیکھا کہ آپ کو کمزوری بہت ہے اور اتنی چٹھیاں ہاتھ سے کھولنے میں شاید تکلیف ہوتی ہوگی۔ یہ سوچ کر بھائی شادی حضور بڑے مہاراج جی کی میز پر سے ایک خوبصورت سا کاغذ کاٹنے والا پیپر کٹر (چاقو) اٹھا لائے اور آپ کو پیش کیا۔ آپ نے اسے ہاتھ میں لیا۔ اپنی پڑھنے کی عینک لگائی اور کچھ دیر بڑے پیار سے دیکھتے رہے اور پھر بڑی عزت کے ساتھ اسے اپنی پیشانی سے لگایا اور بھائی شادی کو دیتے ہوئے فرمایا، "بھائی اسے واپس سرکار کی میز پر رکھ آؤ۔"

ایک دفعہ سردار بہادر جی کے پاس دفتر میں ایک سیوادار آیا اور عرض کی، "مہاراج، مجھے انصاف چاہیئے۔" آپ نے مسکرا کر فرمایا، "یہاں انصاف نہیں ملتا۔" اس پر اس سیوادار نے کہا، "حضور! میں ساری بات تو آپ کو بتا چکا ہوں، اب آپ سے انصاف چاہتا ہوں۔" سردار بہادر جی نے پھر کہا، "میں تو کہہ چکا ہوں، یہاں انصاف نہیں مل سکتا۔" یہ بچن سن کر وہ سیوادار حیران ہو گیا۔ بولا، "سچے پاتشاہ! یہاں انصاف نہیں ملے گا تو اور کہاں ملے گا؟" سردار بہادر مہاراج جی نے بڑے شیریں لہجے میں جواب دیا۔ "بھائی، حضور مہاراج جی کے دربار میں تو دیا ملتی ہے انصاف تو کال کی دنیا میں ملے گا۔" ان چند ہی الفاظ میں آپ نے بڑی گہری بات سمجھا دی۔ اور سچ بھی یہی ہے کہ اپنے پینتالیس برس کے زمانے میں حضور مہاراج جی

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitzed by eGangotri

نے کبھی کِسی کی بحث کو سُن کر اُس پر جج یا مُنصِف کا رُخ اپنا کر فیصلہ نہیں دِیا۔ پریم پیار سے سمجھایا، جھگڑا ختم کرنے کے سُجھاؤ دیئے۔ اَور دَیا و مہر کر کے مدد کی۔ دَیا و مہر کا یہی سِلسِلہ سردار بہادُر جی چلاتے رہے اَور آج بھی چل رہا ہَے۔

حضُور سردار بہادُر جی بڑے مَذاق پسند تھے اور مَوقعہ آنے پر کبھی مذاق کرنے سے نہ چُوکتے تھے۔ لیکن اُن کے مذاق میں پیار اَور مِٹھاس ضرُور ہوتی تھی۔ آپ کے مذاق پسندی کی کئی باتیں سَت سنگی اب بھی سُناتے ہَیں۔ ایک دفعہ ایک ست سنگی نے آپ سے عرض کی، "مہاراج جی، جب مَیں بھجن میں بَیٹھتا ہُوں تو میرا گھُٹنوں تک سِمٹاؤ ہو جاتا ہَے، لیکن اندر کُچھ دِکھائی نہیں دیتا۔ سَردار بہادُر جی نے کہا، "بھائی، مالِک نے تھوڑی سی غلطی کی ہَے۔ اُس نے آنکھیں بڑی دُور جا کر لگا دی ہَیں۔ اگر گھُٹنوں پر لگائی ہوتیں تو سب کُچھ نظر آجاتا۔" پھر آپ نے اُسے پیار سے سمجھایا کہ ابھیاس کے ذریعہ مزید یکسُوئی حاصِل کر کے توجّہ کو آنکھوں کے پِیچھے لے آؤ۔ جب یہاں آؤ گے تو شبد بھی سُنائی دے گا اَور اندر نظّارے بھی دِکھائی دیں گے۔

سردار بہادُر مہاراج جی ایک دِن دفتر کے برآمدے میں بَیٹھے تھے۔ پاس سکریٹری رائے صاحب مُنشی رَام و کُچھ اَور لوگ بیٹھے ہُوئے تھے۔ کنوئیں کے سامنے سے ایک مِیاں بِیوی بڑے خُوش، ہنستے ہُوئے آرہے تھے۔ حضُور نے مُنشی رام جی سے کہا، "دیکھئے رائے صاحِب، یہ دونوں خُوش خُوش چلے آرہے ہَیں۔ میرے پاس آتے ہی یہ رونے لگیں گے۔" یہی ہُوا۔ جب وہ دونوں حضُور سردار بہادُر جی کے پاس آئے تو ماتھا ٹیکا اور رونے لگے۔ آپ نے فرمایا، "بھائی! مُجھ میں ہی کوئی نقص ہوگا جو مُجھے دیکھ کر رونے لگے ہو۔ وہاں تو ہنس رہے تھے۔" یہ سُن کر وہ شرمِندہ ہو کر چُپ ہو گئے۔ پھر حضُور نے بڑے غور سے اُن کی بات سُنی اور اُن کو تسلّی دِی۔

ایک بار سَت سنگ میں درباری داس جی شبد پڑھ رہے تھے:

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitzed by eGangotri

"ککرّ پالا مینہہ برسے، بھی گورُو دیکھن جائی ....."

کہ اگر آندھی طوفان اور موسلا دھار بارش بھی آجائے تو بھی گورُو کے درشنوں کو ضرور جاؤں گا۔ سنگت بھی ساتھ ساتھ بڑی مگن ہو کر شبد پڑھ رہی تھی۔ بارش کے دِن تھے۔ یکایک برسات ہونے لگی۔ سنگت جلدی سے اُٹھ کر برآمدوں میں جا کر کھڑی ہو گئی۔ حضُور سردار بہادُر جی نے مُسکراتے ہُوئے کہا، "دو منٹ پہلے تو گورُو کے پیار کی اِتنی باتیں کر رہے تھے، اب دو بُوند پانی آیا تو سب بھاگ گئے۔"

جولائی کے دِنوں میں بھنڈارہ سے کچھ دِن پہلے ایک شام کو ست سنگ ہو رہا تھا۔ یکایک بارش آگئی۔ کچھ لوگوں نے چھتریاں تان لیں اور کچھ اُٹھ کر برآمدوں کی طرف بھاگنے لگے۔ سردار بہادُر جی مہاراج نے فرمایا، "اِتنے دِن گرمی گرمی کہہ کر پانی مانگتے رہے، اب مالِک نے پانی دِیا تو بھاگنے لگے۔ آپ اُسی طرح ست سنگ فرماتے رہے۔ لوگوں نے چھتریاں بند کر لیں اور برآمدوں سے واپس آگئے۔ حضُور ساری سنگت بھیگ گئی۔ لیکن ست سنگ جاری رہا۔ جب ست سنگ ختم کر کے اُٹھنے لگے تو حضُور نے نہایت شیریں لہجے میں فرمایا، اندر جانے کے لئے بھی بس اِتنے ہی ہٹھ، اِستقلال کی ضرورت ہے۔"

ایک مُعزز خاندان کی خاتون ایک بار آپ کے لئے ایک قیمتی ریشمی رضائی اور ایک مخمل کا گدّا لے کر آئیں۔ اُس نے عرض کی، "حضُور بڑے مہاراج جی نے مجھے بھجن میں حُکم دِیا ہے کہ آپ کے لئے رضائی اور گدّا لاؤں۔" سردار بہادُر جی نے ہنس کر فرمایا، "بی بی جی! مہاراج جی نے مجھ سے بھی کہا تھا کہ .... رضائی اور گدّا لائے گی، لیکن اُن چیزوں کو نہ لینا۔" پھر آپ نے پیار سے سمجھاتے ہُوئے کہا، "مَیں تو کھدّر کی رضائی اور کھدّر کا بستر اِستعمال کرتا ہُوں، یہ ریشمی چیزیں میرے کِس کام کی!"

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitzed by eGangotri

سردار بہادر مہاراج جی کا ست سنگ بالکل آسان، سیدھا سادہ اور سلسلے وار ہوتا تھا۔ آپ عموماً پینتالیس منٹ سے زیادہ لمبا ست سنگ نہیں کرتے تھے۔ آپ کہتے تھے کہ لوگ چالیس پینتالیس منٹ سے زیادہ دیر تک یکسوئی سے بات نہیں سُن سکتے۔ اِس لئے زیادہ دیر تک تقریر کرنے سے کیا فائدہ۔ آپ کی آواز شیریں، لیکن تشریح پُر دلیل اور واضح ہوتی تھی۔ بغیر کسی ہیر پھیر کے صاف بات کرتے تھے۔ لیکن کبھی کسی مذہب یا مت کی نکتہ چینی نہیں کرتے تھے۔

صحت ٹھیک نہ ہونے کے باوجود بھی آپ ست سنگ کے لئے ڈیرہ سے باہر دوروں پر جاتے رہتے تھے۔ کانگڑہ ضلع کے پہاڑی علاقوں میں آپ نے کئی دورے کئے۔ دہلی، امرتسر، لدھیانہ، جالندھر، پھگواڑہ وغیرہ شہروں میں پاکستان سے ست سنگی آکر آباد ہو گئے تھے۔ حضور سردار بہادر جی جگہ جگہ ست سنگ کرتے اور سنگت سے مل کر اُن کو تسلی بخشتے۔

آپ فطرتاً ضابطہ پسند تھے۔ فوجی ست سنگیوں سے مل کر آپ بہت خوش ہوتے تھے۔ ہندوستان کے بٹوارے کے بعد بیاس و ارد گرد کے مقامات میں فوجیں آتی جاتی رہتی تھیں۔ کئی بار غیر ست سنگی فوجی بھی آپ کے دیدار کے لئے آتے۔ اور جب بھی وہ آتے حضور سردار بہادر جی اُن سے بڑے پیار سے ملتے۔ ایک بار کسی ست سنگی نے آپ سے پوچھا کہ آپ فوجی ست سنگیوں کی اِتنی عزت کیوں کرتے ہیں؟ آپ نے جواب دیا کہ باباجی مہاراج اور حضور مہاراج جی نے جس محکمہ میں برسوں مُلازمت کر کے حق حلال کی روزی کمائی، اُس محکمہ کے مُلازموں کو بھلا عزت کی نگاہ سے کیوں نہ دیکھا جائے۔ پھر آپ نے فرمایا کہ اِن میں ضابطہ اور فرض کی پابندی کا جذبہ قابلِ تعریف ہوتا ہے۔

ایک دفعہ پاکستان سے ہندوستان کے تعلقات بڑے کشیدہ ہو گئے اور دونوں مُلکوں کی فوجیں سرحدوں پر تعینات کی جانے لگیں۔ لوگ گھبرا کر سرحد کے

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitzed by eGangotri

پاس کے شہروں کو چھوڑ کر جانے لگے۔ ڈیرہ میں بھی کچھ لوگوں کو خیال آیا کہ یہاں سے کسی دُوسری محفوظ جگہ پر چلے جانا چاہیئے۔ اُنہوں نے حضُور سردار بہادُر جی سے پُوچھا کہ کیا لڑائی ہوگی؟ اگر لڑائی ہو تو ہم لوگ کسی دُوسری محفوظ جگہ پر چلے جائیں، آپ نے مُسکرا کر فرمایا، "بھائی، یہ باتیں تو کسی جیوتشی سے پُوچھو۔ مَیں تو اِتنا ہی جانتا ہُوں کہ اگر آس پاس کے اور ڈیرہ کے سب لوگ اپنے گھروں کو چھوڑ جائیں تو بھی مَیں یہاں قائم رہُوں گا، کیونکہ سچّی سرکار[1] نے مجھے یہیں رہنے کا حُکم دیا ہے۔"

آپ کبھی اپنے ستگورُو حضُور مہاراج ساون سنگھ جی کا نام نہیں لیتے تھے، کبھی کوئی خط یا مضمُون پڑھتے ہُوئے اگر اُس میں حضُور مہاراج جی کا نام آتا تو آپ رُک جاتے اور نہایت شیریں لہجے میں کہتے، "آگے سچّی سرکار کا نام ہے۔" اَور پھر آگے پڑھنا شرُوع کر دیتے۔

سردار بہادُر مہاراج جی کی صحت جُولائی ۱۹۵۶ء سے بگڑنے لگی، لیکن آپ نے ستسنگ، نام دان اَور ڈیرہ کے اِنتظام کا کام بدستُور جاری رکھا۔ جُولائی میں آپ نے کالُو کی بڑ کا دَورہ رکھا۔ کمزوری کی وجہ سے آپ سٹیشن ویگن موٹر میں لیٹے لیٹے سفر کر رہے تھے۔ جب سخت دوپہر کے وقت ہوشیار پُور سے گزر رہے تھے تو دیکھا کہ سنگت نے بغیر کسی اِطلاع کے ستسنگ کا اِنتظام کر رکھا تھا۔ سنگت کے اِصرار کو آپ نہ ٹال سکے۔ اَور سخت گرمی میں بھی وہاں ست سنگ بخشا۔ آگے چل کر گگریٹ میں بھی اِسی طرح ستسنگ کرنا پڑا۔ کالُو کی بڑ میں صُبح شام ستسنگ فرمانے اَور نام دان بخشنے کے بعد آپ ۲۳ جُولائی ۱۹۵۶ء کو ڈیرہ تشریف لے آئے۔

---

[1] سردار بہادُر مہاراج جی حضُور مہاراج بابا ساون سنگھ جی کو سچّی سرکار کہہ کر یاد کرتے تھے۔

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitzed by eGangotri

آپ کی طبیعت میں کوئی سُدھار نہ ہُوا اور کمزوری بڑھتی گئی۔ جولائی اور اگست کے مہینوں میں آپ نے ہر ممکن طریقہ سے اپنا روزانہ کا معمول جاری رکھا۔ اُن دِنوں آس پاس کے فوجی کیمپوں سے ست سنگی اور غیر ست سنگی فوجی آپ کے درشنوں کے لئے آتے رہتے تھے۔ کبھی کبھی وہ سنت مت کے بارے میں سوال کرتے اور سردار بہادر مہاراج جی اُن کو دو دو تین تین گھنٹے تک وقت دیتے رہے جس میں کئی بار آپ اُن کے لئے ست سنگ بھی کرتے۔ اگر اُن میں سے کچھ فوجی نام دان کے لئے درخواست کرتے تو آپ سہولت یا صحت کی پرواہ نہ کرتے ہوئے اُنہیں اُسی وقت نام بخشنے لگتے۔ کبھی کبھی اِس پورے کام میں دِن کے ساڑھے تین بج جاتے۔ پانچ بجے سے پھر ست سنگ ہوتا اور آپ اُس میں تشریف لے جاتے۔ اُنہی دِنوں پنجاب کے گاؤں میں مربّع بندی کا کام چل رہا تھا۔ اُس سلسلے میں تحصیلدار اور گاؤں والے آپ کے پاس آتے۔ حضور سردار بہادر جی اُن سے مربّع بندی کے بارے میں کافی دیر تک بات چیت کرتے رہتے اور جب اُن میں سے کوئی سجن رُوحانیت سے متعلقہ کوئی سوال کر بیٹھتا تو آپ رُوحانیت پر بھی تب تک بات چیت کرتے رہتے جب تک کہ اُس کی تسلّی نہ ہو جاتی۔

لیکن آپ کی صحت دِن بدِن بگڑتی گئی۔ کچھ پرانے ست سنگی آپ کو آرام کرنے اور ست سنگ و دیگر انتظام سے متعلقہ کام کم کرنے کے لئے کہتے، لیکن آپ کا روزانہ معمول ویسا ہی چلتا رہا۔ ایک پرانے ست سنگی نے ایک دِن عرض کی، "حضور سے مُلاقات کرنے کے لئے فوجی و دیگر ست سنگی دِن میں کسی بھی وقت چلے آتے ہیں، اور حضور کے آرام میں خلل پڑتا ہے۔"

ستمبر ۱۹۰۷ء کے آخری ہفتے تک کمزوری بہت بڑھ گئی تھی۔ سب فکرمند ہو گئے۔ سردار بہادر صاحب کے صاحبزادے سردار جسونت سنگھ جی نے کشمیر سے ڈاکٹر بلونت سنگھ کو بُلایا۔ ڈاکٹر بلونت سنگھ وہاں کے مشہور ڈاکٹر تھے، ست سنگی

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitzed by eGangotri

تھے اور آپ کا علاج پہلے بھی کر چکے تھے۔ لیکن صحت میں کوئی سدھار نہ ہوا۔ 20 ستمبر کے بعد صحت اتنی کمزور ہو گئی کہ سردار بہادر مہاراج جی ست سنگ بھی نہ کر پاتے تھے۔ اور نہ ڈاکٹر ہی کرنے دیتے تھے۔

30 ستمبر کو حضور سردار بہادر جی نے ست سنگ کرنے کا فیصلہ کیا۔ ڈاکٹر بلونت سنگھ اور ڈاکٹر دیوان چند نے آپ کو کوٹھی سے نیچے اترنے تک سے بھی منع کیا۔ لیکن آپ نے جواب دیا کہ مجھے ست سنگ میں ضرور جانا ہے۔ اس پر ڈاکٹروں نے کرسی پر بیٹھ کر نیچے اترنے اور کرسی پر بیٹھ کر ہی واپس اوپر آنے کی رائے دی۔ لیکن آپ پنڈت لعل چند جی کا سہارا لے کر خود نیچے اترے اور موٹر میں بیٹھ کر ست سنگ گھر تشریف لے گئے۔ ست سنگ میں آپ نے سوامی جی مہاراج کا شبد "ستگورو شرن گہو میرے پیارے، کرم جگات چکائے" (سارنگ 8 : 13) لیا اور آدھ گھنٹہ بڑی صاف آواز میں تشریح کی۔ ست سنگ کے بعد آپ واپس کوٹھی میں خود سیڑھیاں چڑھ کر گئے۔ دونوں ڈاکٹر گھبرا رہے تھے، لیکن ست سنگ کے بعد جب جانچ کی تو معلوم ہوا کہ دل کی دھڑکن ٹھیک ہے۔ اور صحت پر کوئی برا اثر نہیں ہوا ہے۔ یہ حضور سردار مہاراج جی کا آخری ست سنگ تھا۔

چولا چھوڑنے سے قریب چھ مہینہ پہلے حضور سردار بہادر صاحب کے حکم سے رائے صاحب منشی رام نے بنک کے حسابات کے خالی فارم سردار چرن سنگھ جی کے پاس سرسہ بھیجے، ساتھ میں دو تین سطروں کا ایک خط تھا کہ سردار بہادر جی کا حکم ہے کہ ان خالی کاغذات پر دستخط کر کے بھیجدیں۔ دستخط کیوں چاہئیں، اس بارہ میں کوئی ذکر نہ تھا۔ سردار چرن سنگھ صاحب نے حکم کی تعمیل کرتے ہوئے دستخط کر کے فارم لوٹا دئے۔ فارم آنے پر سردار بہادر مہاراج جی نے بنکوں میں ڈیرہ کے سبھی حسابات میں جو کہ آپ کے نام تھے، سردار چرن سنگھ جی کا نام جوڑ دیا تاکہ دونوں میں سے کوئی بھی ایک یا پس ماندہ

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitzed by eGangotri

اُنہیں چلا سکے۔

ستمبر ۱۹۵۷ء میں سردار چرن سنگھ جی کو چناؤ میں کھڑا ہونے کے لئے کانگرس کی طرف سے ٹکٹ پیش کیا جا رہا تھا۔ آپ اپنے والد صاحب سردار ہربنس سنگھ جی و تایا سردار بچنت سنگھ جی کے ساتھ ڈیرہ تشریف لائے۔ آپ کے والد صاحب نے سردار بہادر مہاراج جی سے عرض کی، "حضور! چرن سنگھ چناؤ میں کھڑا ہونا چاہتا ہے، کانگرس کے لیڈر اس کو ٹکٹ دینا چاہتے ہیں اگر اجازت ہو تو ٹکٹ منظور کر کے چناؤ لڑیں۔" یہ سن کر سردار بہادر مہاراج جی ایک دم اُٹھ کر بیٹھ گئے۔ اور ناخوشی کے سے لہجے میں سردار چرن سنگھ جی سے بولے، "نہیں، ہرگز نہیں! یہ لائن تمہارے لئے نہیں ہے۔ چھوڑو اس خیال کو۔ تم دیکھو ابھی حضور مہاراج جی کی کیا موج ہے۔" اس پر سردار چرن سنگھ جی نے حکم کے آگے سر جھکا دیا اور چناؤ میں کھڑا ہونے سے انکار کر دیا۔

جب وہ کمرے سے چلے گئے تو بھائی شادی نے سردار بہادر مہاراج جی سے عرض کی، "حضور! کیا حرج تھا، اگر سردار چرن سنگھ جی چناؤ لڑتے؟ ان کو چناؤ لڑنے کی خواہش ہے اور وہ کامیاب بھی ہو جائیں گے۔ آپ نے انہیں بڑے سخت الفاظ کہہ کر منع کر دیا۔" اس پر سردار بہادر مہاراج جی نے فرمایا، "میں نہ کہوں گا تو اور کون کہے گا؟" پھر کچھ دیر خاموش رہ کر نہایت شیریں لہجے میں بولے، "بھائی شادی! حضور مہاراج جی نے ان سے بہت کام لینا ہے۔"

جولائی ۱۹۵۷ء کے آخری ہفتہ میں کچھ پرانے ست سنگیوں کو پتہ لگ گیا تھا کہ سردار بہادر مہاراج جی کی صحت تشویشناک ہے۔ وہ آپ سے اپنے جانشین کا نام بتانے اور وصیت لکھنے کے لئے عرض کرنے لگے۔ آپ جواب میں فرماتے، "فکر نہ کریں، وقت آنے پر سب کچھ بتا دیا جائے گا۔" جیسے جیسے صحت کمزور ہوتی گئی، لوگوں میں آپ کے جانشین کا نام جاننے کی فکر بڑھنے لگی۔ ستمبر میں کچھ لوگوں نے

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitzed by eGangotri

نمبردار جگت سنگھ کو آپ کی خِدمت میں اِسی سوال کو لے کر بھیجا۔ سردار بہادُر جی مہاراج نے صاف صاف الفاظ میں جواب دیا، "مَیں پکّا بندوبست کر کے جاؤں گا، بے خبر نہیں جاؤں گا۔" کچُھ دِن بعد ایک دو پُرانے سَت سنگیوں نے پھر بی بی رلّی سے یہی بات کہلوائی اَور وہی جواب پایا۔ اکتوبر کے شرُوع میں اُنہی لوگوں نے بھائی سرائین سِنگھ کو اُن کے گاؤں سے بُلوایا۔ بھائی سُرائین سِنگھ باباجی مہاراج کے سَت سنگی تھے۔ اَور کئی برس تک حضُور بڑے مہاراج جی کے پاٹھی بھی رہ چُکے تھے۔ بھائی سُرائین سِنگھ نے عرض کی، "حضُور آپ کی صِحت اچھّی نہیں ہَے، کچُھ اپنے بعد کا اِنتظام کرلیں۔" حضُور نے جواب دیا، "بھائی صاحب! اِن لوگوں نے آپ کو یُونہی تکلیف دی ہَے۔ مَیں نے اِن سے کہہ دیا ہَے کہ پکّا اَور بہُت اچھا اِنتظام کر کے جاؤں گا۔"

14؍ اکتوبر 1951ء کو ایک امریگن جِگیاسُو مِسٹر جیری ایف سَیفِنس شِری بِرج لعل کپُور کے ساتھ ڈیرہ آئے۔ مسٹر سَیفِنس امریکن سفارت خانہ کے بمبئی آفِس میں ایک اعلےٰ افسر تھے۔ اُس دِن حضُور سردار بہادُر جی کف کی وجہ سے بات چِیت کرنے میں دِقت محسُوس کر رہے تھے۔ اِس لئے مِسٹر سَیفِنس سے کوئی بات نہ ہوسکی، لیکن سیفِنس صاحِب کے دِل میں نام دان پانے کی زبردست خواہش تھی۔ وہ زیادہ رُک بھی نہ سکتے تھے۔ کیونکہ اُنہیں کچُھ ہی دِنوں میں واپس امریکہ جانا تھا۔ دوپہر کو پروفیسر جگموہن لعل جی اُن سے مِلنے گئے تو اُنہوں نے بتایا کہ وہ نام دان کی بخشِش چاہتے ہَیں۔ پروفیسر صاحب نے مہاراج جی کی کمزور صِحت کو مدِّنظر رکھتے ہُوئے سیفِنس صاحب کو کوئی اُمید نہ دِلائی اور نہ ہی اِس بات کا ذِکر مہاراج جی سے کِیا۔ دُوسرے دن 15؍ اکتوبر کو بھی حضُور سردار بہادُر مہاراج جی کی صِحت ویسی ہی رہی۔ لیکن شام کو آپ نے مِسٹر سَیفِنس کو بُلایا اَور انہیں نام دان بخشا۔ نام دان دیتے وقت مہاراج جی کی آواز بالکل صاف اَور ہمیشہ جیسی تھی۔ یہ

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitzed by eGangotri

سردار بہادر مہاراج جی کا آخری نام دان تھا۔ ۲۱ر اکتوبر کی صبح مسٹر سیفنس واپس چلے گئے۔

شری رام ناتھ مہتہ دہلی نواسی سردار بہادر مہاراج جی کا یہ واقعہ سناتے ہیں: ۱۹۷۶ء کے اکتوبر کے دوسرے ہفتہ میں رام ناتھ جی مہتہ ڈیرہ آئے ہوئے تھے۔ دہلی میں ایک پرانے ست سنگی نے کسی کے دباؤ میں آکر سردار بہادر جی مہاراج کے خلاف کچھ پرچار شروع کر دیا تھا۔ اس ست سنگی نے رام ناتھ مہتہ سے بھی ایسی باتیں کہیں جن میں سردار بہادر مہاراج جی کی ایمانداری پر شک کیا گیا تھا۔ سورج پر کیچڑ اچھالنے کی اس بے ہودہ کوشش پر شری مہتہ نے پہلے تو دھیان نہ دیا، لیکن جب کچھ اور ست سنگیوں نے آکر ان سے کہا کہ فلاں پرانا ست سنگی ڈیرہ اور سردار بہادر مہاراج جی کے خلاف پرچار کر رہا ہے تو مہتہ صاحب نے سردار بہادر مہاراج جی سے اس کا ذکر کرنے کا فیصلہ کیا۔

اکتوبر ۱۹۷۶ء میں سردار بہادر جی مہاراج کی صحت خراب تھی اور آپ اس دنیا کو چھوڑنے کا فیصلہ کر چکے تھے۔ واپس دہلی جانے سے پہلے مہتہ صاحب جب سردار بہادر جی مہاراج کو ماتھا ٹیکنے گئے تو انہوں نے عرض کی کہ فلاں ست سنگی حضور پر یہ الزام لگاتا ہے۔ حضور نے رام ناتھ مہتہ کو اپنے پلنگ کے پاس بٹھایا اور بڑے شیریں لہجے میں فرمایا، "..... سے کہنا کہ ایسی باتوں سے انہیں فائدہ نہیں ہوگا۔" کچھ دیر خاموش رہ کر آپ نے پھر فرمایا، "یہ بات مجھے کہنی تو نہیں چاہیئے، لیکن اب میرا آخری وقت ہے اس لئے کہنے میں کوئی حرج نہیں ہے۔ یہ جو سفید اور پاک داڑھی مجھے میرے ستگورو سچی سرکار نے بخشی ہے، اسے ویسے ہی بے داغ ان کے چرنوں میں سونپ رہا ہوں۔" یہ سردار بہادر جی مہاراج کے پرم دھام سدھارنے سے قریب دس دن پہلے کی بات ہے۔

۲۵ر اکتوبر کو پھر کچھ بزرگ ست سنگیوں نے آپ سے اپنے جانشین کا

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitzed by eGangotri

نام جاننے کی کوشش کی۔ آپ نے صاف صاف لفظوں میں بتایا، "گھبراؤ نہیں، جانے سے پہلے سب کچھ بتا کر جاؤں گا۔"

۲۲ اکتوبر کی صبح ڈاکٹر بلونت سنگھ و ڈاکٹر دیوان چند نے آپ کا معائنہ کیا اور ڈاکٹر بلونت سنگھ نے کہا، "آپ کی حالت بڑی نازک ہے اور کہا نہیں جا سکتا کہ اگلے کچھ گھنٹوں میں کیا ہو۔ آپ کو چاہیئے کہ اپنا جانشین مقرر کر دیں۔" اس پر سردار بہادر جی مہاراج نے ذرا مسکراتے ہوئے فرمایا، "ڈاکٹر، آپ سمجھتے ہیں کہ میں گھڑی دو گھڑی کا مہمان ہوں، لیکن آپ یقین رکھیں کہ میں آج کی رات اسی دنیا میں رہوں گا۔"

شام کو حضور کا دھیان انتریں لگا ہوا تھا۔ جسم بہت کمزور ہو چکا تھا۔ ڈرائچ گاؤں کے ست سنگی چنن سنگھ جی اور فوجا سنگھ جی روز شام کو درشنوں کے لئے آتے تھے، وہ جب آئے اور آپ کی حالت دیکھی تو رونے لگے۔ سردار بہادر جی مہاراج نے آنکھیں کھولیں اور بڑے پیار سے صاف لفظوں میں کہا، بھائی، جاؤ۔ بے فکر ہو کر سو جاؤ۔ میں آج نہیں جا رہا ہوں۔"

۲۲ اکتوبر ۱۹۵۷ء کی صبح جب ڈاکٹر ہر روز کی طرح جانچ کر کے چلے گئے تو حضور نے قریب آٹھ بجے انہیں بلایا اور فرمایا، "ڈاکٹر صاحب، آج جو کچھ پوچھنا چاہتے ہو پوچھ لو۔" پھر آپ نے فرمایا، "جج صاحب[1] سے بولو کہ سردار چرن سنگھ صاحبزادہ سردار ہربنس سنگھ گریوال سکندر پور کو تار دے کر بلوا لو اور ان کے حق میں وصیت نامہ لکھ کر لاؤ۔" حضور سردار بہادر جی مہاراج کے یہ بچن سن کر کمرے میں خاموشی چھا گئی۔ ظاہر تھا کہ آپ نے آج اس جہان فانی کو چھوڑنے کا فیصلہ کر لیا ہے۔ پھر سردار بہادر جی مہاراج نے گاندھی رام کو حکم دیا کہ جج صاحب کو بلا لاؤ۔"

---

[1] رائے صاحب منشی رام، جو ریٹائر ہو کر آنے سے پہلے سیشن جج تھے۔

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitzed by eGangotri

سردار بچنت سنگھ صاحب، ہر روز صبح آکر ماتھا ٹیک کر چلے جاتے تھے۔ 22 اکتوبر کو بھی آپ حسب معمول آکر جا چکے تھے۔ کچھ ہی منٹوں میں وصیت بنانے کے فیصلے کی بات ڈیرے میں پھیل گئی۔ جب یہ بات سردار بچنت سنگھ جی کے پاس پہنچی تو آپ دوبارہ جلدی سے سردار بہادر جی مہاراج کے پاس آئے۔ اور پُرنم آنکھوں سے ہاتھ جوڑ کر عرض کی، "حضور مہاراج جی ہم لوگوں کو آپ کے سپرد کر گئے ہیں۔ آپ جلدی نہ کریں۔ تندرست ہو کر ہماری سنبھال کرتے رہیں۔ چرن سنگھ جی ابھی بچے ہیں۔ آپ گدی کسی ابھیاسی بزرگ کو دیں۔" سردار بہادر مہاراج جی نے ہاتھ اٹھا کر بڑی مستقل مزاجی سے کہا، "بھائی صاحب، جو کچھ میں کر رہا ہوں، اپنی مرضی سے نہیں کر رہا ہوں، بلکہ حضور مہاراج جی اور بابا جی کے حکم سے کر رہا ہوں۔"

اسی وقت رائے صاحب منشی رام آگئے۔ سردار بہادر جی مہاراج نے حکم فرمایا، "وصیت تیار کر کے لاؤ۔" رائے صاحب نے پوچھا، "کس کے حق میں؟" تو حضور نے جواب دیا، "سردار چرن سنگھ جی کے نام۔" پھر آپ نے رائے صاحب سے کہا کہ سردار چرن سنگھ جی کو تار دے کر سکندر پور سے بلا لو۔

وصیت نامے کے بارے میں رائے صاحب منشی رام جی کی ڈائری سے 22 اکتوبر 1951ء کے دن کی تحریر یہاں درج کی جا رہی ہے:

22 اکتوبر۔ اس دن صبح کے آٹھ بجے ابھی میں نہانے کے لئے کپڑے اتار ہی رہا تھا کہ شری گاندھی جی یا منوہر لعل حضوری سیوادار میرے پاس آیا کہ جلدی چلو، حضور جی یاد کرتے ہیں۔ میں کپڑے پہن کر بھاگتا گیا تو حضور جی باہر کے کمرے میں چارپائی پر لیٹے ہوئے تھے۔ آپ نے فرمایا کہ وصیت تیار کر کے لاؤ۔ میں نے پوچھا، "کس کے حق میں؟" انہوں نے فرمایا، "سردار چرن سنگھ جی کے حق میں۔" میں نے کچھ اور نہیں پوچھا، کیونکہ مجھے معلوم تھا کہ حضور اپنے سب

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitzed by eGangotri

پر مارتھی حساب کتاب سردار چرن سنگھ گریوال، سپتر سردار ہربنس سنگھ کے نام پہلے سے ہی میرے ذریعے کروا چکے تھے۔ مَیں اپنے کمرے میں وصیّت نامہ لکھنے لگا کہ ایک آدمی آیا کہ جلدی لاؤ۔ مَیں نے کہا کہ ابھی تیار نہیں ہُوا۔ پھر دُوسرا آیا تو مَیں جو کچھ سمجھ میں آیا لکھ کر جلدی جلدی لے گیا۔ ایسی حالت نہیں تھی کہ جیسے کوئی جلدی اِس دُنیا سے جانے والا ہو۔ وہاں سردار دریائی لعل، صاحبزادہ گوردیال[1] سنگھ، ڈاکٹر بلونت سنگھ، سردار بچنت سنگھ صاحب، پنڈت لعل چند وغیرہ موجود تھے۔ مَیں نے وصیّت نامہ پر ڈاکٹر صاحب سے تصدیق کروائی کہ حضُور اپنے پُورے ہوش و حواس میں ہیں۔ بعد میں سب حاضرین کے رُو برُو وصیّت نامہ حرف بہ حرف پڑھ کر سب کو و حضُور سردار بہادر مہاراج کو سُنایا۔ بعد میں اُن کے سامنے رکھا تو اُنہوں نے عینک مانگی اَور عینک لگا کر سارا مضمون حرف بہ حرف شروع سے آخر تک غور سے پڑھا اَور اپنے دستخط سب حاضرین کے سامنے کیے۔ پھر حاضرین نے دستخط کیے، اَور مَیں وصیّت نامہ پُورا کر کے واپس لے آیا۔

حضُور سردار بہادر مہاراج جگت سنگھ جی کا وصیّت نامہ نیچے دیا جا رہا ہے:

"منکہ سردار بہادر جگت سنگھ خلف سردار بھولا سنگھ قوم جاٹ سکھ۔ گدّی نشین ڈیرہ بابا جیمل سنگھ تحصیل و ضلع امرتسر کا ہُوں۔ مَیں آج کل سخت بیمار ہُوں۔ حیاتِ مُستعار کا کچھ بھروسہ نہیں ہے، اِس واسطے بدرستیٔ ہوش و حواسِ خمسہ، اپنی رضا و رغبت سے یہ وصیّت کرتا ہُوں کہ جب تک مَیں زندہ ہُوں، ڈیرہ بابا جیمل سنگھ و اِس کے مُتعلّقہ جملہ جائیداد کا مالک کامل رہُوں گا۔ میرے بعد سردار چرن سنگھ گریوال خلف سردار ہربنس سنگھ گریوال قوم جاٹ سکھ، سکنہ سکندپور تحصیل سرسہ ضلع حصار، ڈیرہ بابا جیمل سنگھ میں گدّی نشین ہوں گے۔ اَور جملہ جائداد

---

[1] سردار بھگت سنگھ جی کے صاحبزادے و سردار بہادر مہاراج جگت سنگھ جی کے بھتیجے۔

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitzed by eGangotri

منقولہ وغیر منقولہ و نقدی و امانت ہائے، دربنک ہائے، وست سنگ گھر ہائے جو کہ ڈیرہ بابا جیمل سنگھ کے متعلق ہیں یا تھے، اُن کے واحد مالک کامل ہوں گے، بمثل میرے و بابا ساون سنگھ جی مرحوم کے۔ اِس وصیت نامہ کا کوئی اثر میری ذاتی و خاندانی جائداد پر نہیں ہوگا۔ پس یہ وصیت نامہ لکھ دیا ہے کہ سند رہے اور میں یہ بھی اعلان کرتا ہوں کہ میری مانند سردار چرن سنگھ ست سنگ بھی کریں گے اور نام بھی دیں گے۔

(دستخط انگریزی میں) جگت سنگھ
22-10-5ء

بقلم خود منشی رام، سکریٹری ڈیرہ
مورخہ 22 اکتوبر 1955ء

میں تصدیق کرتا ہوں کہ وصیت کنندہ سردار بہادر جگت سنگھ پچھلے ایک ماہ سے میرے زیر علاج ہیں اور وہ اِس وقت اپنے مکمل ہوش و حواس میں ہیں۔

(دستخط) بلونت سنگھ ایف۔ آر۔ سی۔ ایس
ریٹائرڈ چیف میڈیکل آفیسر کشمیر
مورخہ: 22-10-5ء

گواہ شد
(دستخط) لال چند دھرمانی پی۔ اے۔ ایس
ایگریکلچرل کیمسٹ پنجاب (چھٹی پر ڈیرہ میں)

(دستخط) گوردیال سنگھ
نوٹری پبلک، جالندھر
22-10-5ء

گواہ شد
(دستخط) دریائی لعل کپور
سابقہ فنانس سیکرٹری
ریاست کپورتھلہ (حال ڈیرہ)

(دستخط) بچنت سنگھ گریوال
22-10-5ء

پنڈت لال جی بتاتے ہیں کہ وصیت بنا دینے کے بعد جب سب لوگ

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitzed by eGangotri

چلے گئے، اُس وقت حضور سردار بہادر مہاراج جی کے چہرے پر بہت خوشی تھی آپ نے دونوں ہاتھ جوڑ کر کہا، "شکر ہے، حضور کی امانت حضور کے پاس چلی گئی"۔

وصیت نامہ 22 اکتوبر سے پہلے نہ بنانے اور اتنے دن اپنے جانشین کا نام ظاہر نہ کرنے میں بھی حضور سردار بہادر مہاراج جی کی کچھ موج ہی تھی۔ آپ جانتے تھے کہ آپ کے جانشین سردار چرن سنگھ جی گدی سنبھالنا کبھی منظور نہیں کریں گے اور آپ سے اپنا فیصلہ واپس لینے کی درخواست کریں گے۔ ساتھ ہی یہ بھی ممکن تھا کہ پینتیس برس کی عمر میں آپ پر اس بھاری ذمہ داری کے بوجھ کو آتا دیکھ کر، آپ کے ماں باپ کے دل دہل جائیں۔ مندرجہ واقعات کے مطالعہ سے ظاہر ہو جائے گا کہ ان ممکنات کو مدِ نظر رکھ کر سردار بہادر جی مہاراج نے یہ سارا کام کتنی دور اندیشی اور صحیح ڈھنگ سے کیا۔

22 اکتوبر کی صبح کو آپ نے سردار ہربنس سنگھ کو، جو اُن دنوں ڈیرہ میں تھے، بلایا اور فرمایا، "میری طبیعت اب ٹھیک ہے۔ آپ آج سکندر پور چلے جائیں، وہاں آپ کی ضرورت ہے"۔ حکم کے مطابق سردار ہربنس سنگھ صاحب اُسی وقت سکندر پور کے لئے روانہ ہو گئے۔ جانے سے پہلے جب حضور سردار بہادر جی مہاراج کے پاس ماتھا ٹیکنے آئے تو حضور نے سردار چرن سنگھ کے لئے یہ پیغام دیا، "اُن سے کہنا کہ بالکل نہ گھبرائیں، مَیں نے چناؤ کے بارے میں جو کچھ کہا ہے، اُن کے فائدے کے لئے کہا ہے اور مہاراج جی کے حکم سے کہا ہے۔ دیکھیں کہ مہاراج جی کی کیا موج ہے۔ اور مہاراج جی کیا کرتے ہیں۔ مَیں اُن سے بہت خوش ہوں"۔

اُسی دن شام کو سردار بہادر مہاراج جی نے سردار چرن سنگھ جی کی والدہ صاحبہ بی بی شام کور سے کہا کہ میری طبیعت ٹھیک ہے۔ آپ کل صبح موگہ[1] چلی جاؤ۔ مطابق

---

[1] موگہ (ضلع فیروز پور) میں ماتا شام کور جی کے مائیکے ہیں۔

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitzed by eGangotri

حکم، آپ 22 راکتوبر کو صبح چھ بجے موگہ کے لئے روانہ ہوگئیں۔ اسی طرح حضور نے اپنی وصیت لکھوانے سے پہلے اپنے جانشین کے ماں باپ کو ڈیرہ سے روانہ کر دیا۔ تاکہ وہ آپ سے اپنا فیصلہ بدلنے کے لئے ضد نہ کریں۔ سردار بہادر مہاراج جی نے وصیت لکھنے کے بعد سردار چرن سنگھ کو 22 راکتوبر کی صبح تار دیکر بلوایا جو انہیں سرسہ میں دوپہر کے بعد قریباً تین چار بجے ملا۔ آپ فوراً اپنے والد کے ساتھ روانہ ہو گئے۔ لیکن راستے میں موٹر خراب ہو جانے کی وجہ سے آپ دوسرے دن اس وقت ڈیرہ پہنچے جب کہ سردار بہادر جی مہاراج کا انتم سنسکار ہو رہا تھا۔ اس بارے میں رائے صاحب منشی رام کی ڈائری میں سے کچھ اقتباسات دینا چاہوں گا، جس میں وہ لکھتے ہیں کہ مہاراج چرن سنگھ جی کے دیر سے پہنچنے میں بھی مالک کی کوئی موج ہی تھی، "کیونکہ اگر سردار چرن سنگھ جی، سردار بہادر جی مہاراج کے جیتے جی ان کے سامنے آتے اور وہ ان کو گدی سنبھالنے کو کہتے تو ممکن تھا کہ سردار چرن سنگھ جی صاف صاف انکار کر دیتے، جیسے کہ ان سے پہلے سردار بہادر جی بابا ساون سنگھ جی کو انکار کرتے ہی رہے۔ حضور بابا ساون سنگھ جی کو جب 1919ء میں گدی ملی تو بی بی رکو نے مجھے بتایا کہ گدی نشینی کے وقت حضور مہاراج جی کی آنکھوں سے ٹپ ٹپ آنسو گر رہے تھے۔"

22 راکتوبر کی دوپہر کو سردار بہادر جی مہاراج نے بی بی رلی اور پنڈت لعل چند کو حکم دیا، "میرے چولہ چھوڑنے کے بعد میرے جسم کو زیادہ دیر نہ رکھنا، کسی رشتہ دار یا ست سنگی کے آنے کا انتظار نہ کرنا۔ جسم خاکی کو اشنان مت کروانا، اس پر کوئی ریشمی، اونی یا قیمتی کپڑے نہ ڈالنا۔ سنسکار دریا کے کنارے کرنا اور اسی وقت پھول دریا میں بہا دینا تاکہ اس جگہ کا نشان بھی نہ رہے۔"

یہ بچن سن کر بی بی رلی بولیں کہ اگر حضور ڈیرہ کے خاص خاص ست سنگیوں کو بلا کر یہ حکم فرما دیں تو بہتر ہوگا۔ اس پر سردار بہادر مہاراج جی نے سردار بچنت سنگھ

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitzed by eGangotri

بابو گلاب سنگھ و ڈیرہ کے دیگر خاص خاص ست سنگیوں کو بلوایا، جن میں نمبردار جگت سنگھ اور چوکیدار جگت سنگھ بھی تھے۔ اُن کے آنے پر آپ نے نمبردار جگت سنگھ کو کہا کہ پہلے بھی جو اُس کو آپ نے اپنے آخری رسوم کے بارے میں جو ہدایتیں دی تھیں، اُنہیں سب کو سُنا دے۔ نمبردار جگت سنگھ نے، سردار بہادر مہاراج جی کی کچھ دن پہلے دی گئی ہدایتیں سُنا دیں جو کہ بالکل وہی تھیں جو کچھ دیر پہلے سردار بہادر جی مہاراج نے بی بی رلی و پنڈت لعل چند جی کو دی تھیں۔ اُنہیں سُن کر سب نے عرض کی کہ حضور کے حکم کی لفظ بہ لفظ تعمیل کی جائے گی۔

دوپہر کے بارہ بجے کے قریب آپ نے پنڈت لعل چند جی سے کہا، "پنڈت جی، اِس بیمار جسم کو اب رکھنے سے کیا فائدہ؟ اِسے چھوڑ دیں۔" پنڈت جی نے جواب دیا، "جی۔ یہ آپ کی موج ہے۔ جب چاہیں راضی ہو جائیں۔" اِس پر آپ نے فرمایا، "چھوڑو اِس خیال کو۔"

اِس کے کچھ دیر بعد آپ نے مس ہلگر اور راجہ صاحب و رانی صاحبہ سانگلی کو درشن دیئے اور کچھ دیر اُن سے بات چیت کی۔ تین چار بجے کے قریب رائے صاحب مُنشی رام و کچھ اور لوگ آئے۔ حضور سردار بہادر جی مہاراج کو سانس لینے میں سخت تکلیف ہو رہی تھی، اِس پر بھی آپ نے اِن لوگوں سے بات چیت کی۔ بی بی رلی نے پُوچھا، "آگے میرے لئے کیا حکم ہے اور کہاں رہوں۔" آپ نے جواب دیا، "ڈیرہ میں اِسی کوٹھی میں رہو۔" رائے صاحب نے یہی سوال دونوں حضوری خدمت گاروں گاندھی رام اور منوہر لعل کے بارے میں کیا۔ جواب میں فرمایا کہ یہ بھی ڈیرہ ہی میں رہیں گے۔

رات کے قریب آٹھ بجے رائے صاحب مُنشی رام پھر حضور کے پاس آئے اور ڈیرہ سے متعلقہ کچھ باتیں کرتے رہے۔ جانے سے پہلے بولے، "حضور، مَیں نے تین سال تک دوڑ دھوپ کر کے ساری جائیدادوں کا اِنتظام کر کے اب چین کی

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitzed by eGangotri

سانس لینا شروع کیا تھا کہ آپ جا رہے ہیں اور پھر سے وہی بکھیڑا شروع ہوگا۔ آپ کے جانشین بالکل نئے ہیں۔" یہ سُن کر سردار بہادر مہاراج جی نے رائے صاحب کو بڑے پیار سے سمجھایا کہ کوئی فکر نہ کرنا، حوصلہ رکھنا اور آپ دیکھیں گے کہ مالک کیا کیا موج کرتا ہے۔

رائے صاحب کے جانے کے بعد نمبردار جگت سنگھ آیا اور ماتھا ٹیک کر بیٹھ گیا۔ حضور سردار بہادر جی مہاراج نے کہا، نمبردار جی، جاکر سو جاؤ۔" نمبردار نے اس پر عرض کی، "حضور سچے پاتشاہ! پہلا زخم ابھی بھرا نہ تھا کہ دوسرا ہو گیا ہے۔ آپ دیا کرو اور راضی ہو جاؤ۔" سردار بہادر مہاراج جی نے پیار سے اُسے سمجھایا اور فرمایا، "جو حضور مہاراج جی کی موج ہے، وہی ٹھیک ہے..... تم میری بات یاد رکھنا۔" آپ کا اشارہ آخری رسوم سے متعلق ہدایت کی طرف تھا۔

آٹھ اور نو بجے کے درمیان پروفیسر جگموہن لعل و سردار بہادر مہاراج جی کے صاحبزادے سردار جسونت سنگھ ماتھا ٹیکنے آئے۔ کچھ دیر بیٹھے رہے۔ پھر حضور کے حکم سے چلے گئے۔ رات کو نو بجے حضور کا خدمت گار منوہر لعل دودھ کا گلاس لے کر آیا، آپ نے ایک پیالہ دودھ پیا، کلّا کیا، پانی سے منہ دانت صاف کئے اور پھر لیٹ گئے۔ ڈاکٹر ہزارہ سنگھ پنڈت لعل چند جی کے ساتھ اُن دنوں حضور کی خدمت میں موجود رہتے تھے۔ آپ نے اُن سے مسکرا کر کہا، "اچھا، ڈاکٹر، آج سویرے!" بعد میں ڈاکٹر ہزارہ سنگھ نے پنڈت لعل چند کو بتایا کہ حضور سردار بہادر صاحب نے اُن سے کئی دن پہلے کہہ دیا تھا کہ اس دن صبح ڈھائی اور تین بجے کے درمیان اس جہانِ فانی کو ہمیشہ کے لئے چھوڑ جائیں گے۔ ساتھ ہی آپ نے اپنے جانشین سردار چرن سنگھ جی کا نام بھی بتا دیا تھا۔ لیکن ان دونوں باتوں کو ظاہر کرنے سے منع کیا تھا۔

اگرچہ مہاراج جی کی صحت بہت گر گئی تھی، کمزوری اور تکلیف کافی

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitzed by eGangotri

تھی، لیکن آپ کے چہرے پر ہمیشہ بڑی شانتی، خوشی اور میٹھی مسکراہٹ رہتی تھی کمرے کے ماحول میں ایک عجیب روحانی سکون کا احساس ہوتا تھا۔

قریباً سوا نو بجے آپ نے پنڈت لعل چند جی سے فرمایا، "میں کچھ دیر سو رہا ہوں، جگانا نہیں۔" اور خیال اندر لگا لیا۔ رات کو گیارہ بجے پنڈت جی کو آواز دی اور فرمایا، "دیکھو، اندر گرمی تو نہیں ہے۔" پنڈت جی نے عرض کی، "حضور گرمی تو ہے۔" آپ بولے، "کوئی بات نہیں، اندر چلو۔" اندر حضور کے حکم کے مطابق پلنگ کھڑکی کے پاس لگا دیا گیا۔ پھر حضور سردار بہادر مہاراج جی نے ڈاکٹر ہزارہ سنگھ کو بلوایا اور اُن سے انیما دینے کے لئے کہا۔ ڈاکٹر ہزارہ سنگھ نے حکم کی تعمیل کی۔ اس کے بعد آپ نے پنڈت لعل چند جی سے کہا کہ گیلے تولیے سے میرے سارے جسم کو صاف کر دو۔ پنڈت جی نے گیلے تولیے سے حضور کے جسم کا سپنج کیا اور پھر ایک خشک تولیے سے پونچھ دیا۔ پھر ایک نئے تولیے سے سر، منہ اور داڑھی کو پونچھا، حضور نے نیا کرتا اور نئی دھوتی پہنی۔ اُس وقت آپ بہت خوش تھے۔ مسکرا کر پنڈت جی کی طرف دیکھا اور پیار سے اُن کے سر پر ہاتھ پھیرا۔ پھر پنڈت جی اور ڈاکٹر ہزارہ سنگھ سے فرمایا، "دیکھو اب میں صاف ہو گیا ہوں، کپڑے بدل لئے ہیں اب میرے جانے کے بعد شریر کو نہلانا نہیں اور نہ ہی کوئی کپڑے بدلنا۔"

اسی وقت حضور کے خدمت گار گانڈھی رام بھی آ گئے۔ آپ نے گانڈھی رام سے کہہ دیا تھا کہ جاتے وقت بغیر بتائے نہیں جائیں گے، کچھ نہ کچھ اشارہ کر جائیں گے۔ گانڈھی رام کو دیکھ کر آپ نے فرمایا، "سنتو[1]، اب میں سونے لگا ہوں، مجھے اب جگانا نہیں۔" یہ فرما کر حضور سردار بہادر جی مہاراج نے دائیں طرف کروٹ

---

[1] گانڈھی رام کو حضور سردار بہادر مہاراج جی 'سنتو' کہہ کر بلاتے تھے۔

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitzed by eGangotri

لے لی۔ دوشالہ کندھے تک اوڑھ لیا اور پنڈت جی و گاندھی رام کو حکم دیا کہ تم دونوں بھی سو جاؤ۔ اور پھر اپنے دھیان میں محو ہو گئے۔ حضور کے حکم کی تعمیل کرتے ہوئے دونوں نزدیک ہی لیٹ گئے۔

رات کے ٹھیک دو بج کر اڑتیس منٹ پر سردار بہادر جی مہاراج نے اپنے بائیں ہاتھ سے پلنگ کے پاس والی کھڑکی کو ایک بار کھٹکھٹایا، پنڈت جی اور گاندھی جی فوراً اٹھ کر آ گئے۔ پنڈت جی نے نبض دیکھی تو ایک دو دھڑکنوں کے بعد بند ہو گئی۔ سانس رک گیا، چہرے پر گہرا سکون اور شانتی و ہونٹوں پر میٹھی مسکراہٹ تھی۔ آپ جسم فانی سے قطع تعلق کر چکے تھے۔ اسوقت صبح کے دو بج کر چالیس منٹ ہوئے تھے۔

کھڑکی پر کھٹکھٹاہٹ کی آواز سن کر نیچے کے کمرے سے بی بی رلی اوپر آ گئیں۔ آہستہ آہستہ خبر ڈیرہ میں پھیل گئی۔ اور سنگت اوپر آنے لگی۔ کچھ ہی دیر بعد درشن کرنے والوں کا تانتا لگ گیا۔ جب دیکھا کہ اوپر جگہ کم ہے تو حضور سردار بہادر جی مہاراج کے جسم مبارک کو نام گھر کے برآمدے میں رکھا گیا۔

حضور سردار بہادر جی مہاراج کی واضح ہدایات کے مطابق ارتھی کو بہت سادہ رکھا گیا۔ جسم مبارک پر ایک سفید چادر ڈال دی گئی۔ دوپہر سے کچھ وقت پہلے ارتھی کو دریائے بیاس کیطرف لے جایا گیا۔ حکم کی تعمیل میں سنسکار ڈیرہ سے ڈھائی تین میل دور دریائے بیاس کے عین کنارے پر کیا گیا۔ حضور کے جسم خاکی کو آپ کے صاحبزادے سردار جسونت سنگھ جی نے آگ کے سپرد کیا۔ حضور نے دوران زندگی حکم دیا تھا کہ پھول بھی سنسکار کے بعد اسی دن چن لئے جائیں اور وہیں جل پرواہ کر دیئے جائیں۔ اسی کے مطابق اگنی سنسکار کے بعد دودھ ملے پانی سے چتا کو ٹھنڈا کیا گیا اور پھول، راکھ وغیرہ سب اسی وقت دریا کی نذر کر دیئے گئے۔ چتا کے آس پاس نالی کاٹ کر دریا کا پانی اندر لے لیا گیا اور سنسکار کی ساری جگہ ہی

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitzed by eGangotri

پانی میں ڈُبو دی گئی۔

حضُور سردار بہادُر مہاراج جگت سنگھ جی کو 25 برس کی عُمر میں حضُور مہاراج ساون سنگھ جی سے نام دان مِلا تھا۔ نام دان مِلتے ہی آپ نے اپنی طرزِ زِندگی ہی بدل لی۔ سرکاری نوکری کے بعد سارا وقت بھجن سِمرن میں مشغُول رہتے تھے۔ 1943ء میں لگ بھگ تینتیس[33] برس کی مُلازمت کے بعد 59 برس کی عُمر میں پنشن پاکر ریٹائر ہوکر ڈیرہ میں آئے۔ اَور آخری وقت تک یہیں رہے۔ اپریل 1948 میں چَونسٹھ برس کی عُمر میں آپ نے گورُو گدّی سنبھالی اَور ساڑھے تِین برس تک سنگت کی سیوا، سَت سنگ و نام کا پرچار کرنے کے بعد 22؍ اکتوبر 1951ء کی رات کو دو بج کر چالیس مِنٹ پر ستاسٹھ برس کی عُمر میں جوتی جوت سمائے۔ اِس تھوڑے سے عرصہ میں آپ نے 18,111، اشخاص کو نام دان بخشا۔

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitzed by eGangotri

سردار بہادر مہاراج جگت سنگھ جی کے کچھ بچن

1

اپنے بھجن کے راستے میں کسی چیز کو رُکاوٹ نہ بننے دو۔ ست سنگی کو کبھی بھی دُنیاوی کاروبار میں اِتنا ڈوب نہیں جانا چاہیئے کہ وہ بھجن سمرن میں رُکاوٹ پیدا کرے یا من کی یکسوئیت کو ختم کر دے۔

ست مت ہمیں دُنیا سے بھاگنا نہیں سکھاتا، دُنیا سے اُوپر اُٹھنا سکھاتا ہے۔ باہر سے دُنیا میں رہتے ہُوئے بھی اندر سے اُس سے لاتعلق رہو۔

2

تیاگی کون ہے؟ وہی جس نے اپنے جسم کی قوّتِ بیداری کو کھینچ کر دونوں آنکھوں کے درمیان اِکٹھا کر لیا ہے۔ اور جسم سے الگ ہو گیا ہے۔ خواہ وہ گرہستی ہو یا تیاگی۔ اصل تیاگ تو جسم کو خالی کرنا یا جڑ چیتن کی گانٹھ کھولنا ہے جسم جڑ ہے اور رُوح چیتن۔ جس نے جیتے جی اپنی قوّتِ بیداری کو جسم سے الگ کر لیا وہ جیون مُکت ہے۔ جس نے اپنی زندگی میں اپنے خیال کو جسم سے نکال لیا وہ دُنیا سے نکل گیا۔ اُس نے مَن (نفس) کو جیت لیا۔

3

ایک بار ایک شخص حضُور سردار بہادر مہاراج جی کے پاس آیا، کہنے لگا کہ حضُور میں بڑا پاپی ہُوں، مُورکھ اور نالائق ہُوں۔ اِسی ڈھنگ سے وہ اپنے عیبوں کا ذِکر کرنے لگا۔ حضُور پُرنُور نے مُسکرا کر فرمایا، "بھائی، اپنے مُنہ سے

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitzed by eGangotri

تو آپ نے اپنی نکتہ چینی کر لی اور خود کو بھلا بُرا کہہ دیا۔ لیکن سچّی عاجزی تو تب ہے جب کوئی دُوسرا آپ کو یہی الفاظ کہے اور آپ کو غصّہ نہ آئے۔"

4

مَن کی عادت ہے کہ اپنے ذِمّہ عَیب یا قصُور نہیں لیتا، بلکہ کہتا ہے کہ پندرہ برس ہُوئے نام لئے پر کچھ نہیں بنا۔ اگر وہ اپنے آپ سے سوال کرے کہ اِن پندرہ برسوں میں اُس نے کیا کیا ہے، تو مَن خُود جواب دے گا کہ جو کام کرنے کا مُرشِد حُکم دیتے ہیں وہ مَیں نے کیا ہی نہیں۔ جو ترکیب مُرشِد نے بتائی، وہ کی نہیں۔ دَوائی کھائی نہیں بلکہ لاکر طاق میں رکھ دی۔ یہ محنت کی چیز ہے۔ ہم تو کیا کرایا مانگتے ہیں۔ اگر یہ اپنا فرض پُورا کرے گا تو مُرشِد بھی اپنا فرض پُورا کرے گا۔ کر کے دیکھ لو۔

5

جو اندر باطن میں جانا چاہیں گے، اُن کو محنت کرنی پڑے گی۔ جتنی محنت دُنیا داری کے لئے کرتے ہیں، اگر اُتنی محنت نام کے لئے کریں تو کام بن جائے۔ ہم روز سُنتے ہیں کہ ہمارے اندر مالِک ہے، ہمارے اندر نام ہے، وہ مالک ہمارے ہر ایک فِعل کو دیکھتا ہے۔ اِس بات کو ہم نے صِرف سُن رکھا ہے، لیکن ہم کو اُس مالِک کا ڈر نہیں۔ جب تک ڈر نہیں، تب تک بھگتی نہیں۔

6

ستگورو کی رَضا میں رہنا یہ ہے کہ جو حُکم ستگورو دیں اُس کی تعمیل کریں، بجائے اِس کے ہمارا مَن اپنی عقل کے ترازُو پر اُس حُکم کو تولنے لگتا ہے۔ کبھی کبھی تو یہ حُکم اُس کی عقل کے ترازُو میں ٹھیک تُلتا ہے، مگر کئی دفعہ اُس کو اُس حُکم میں اپنی ناقِص عقل کے ترازُو پر غلطی معلوم ہوتی ہے۔ تب یا تو ہچکچاتا ہُوا حُکم کی تعمیل کرتا ہے یا کرتا ہی نہیں۔ اِس کا نام ستگورو کا حُکم ماننا نہیں ہے۔

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitzed by eGangotri

7

سنت مت پریم و سُجھاؤ کا راستہ ہے، زبردستی یا دباؤ کا نہیں۔ یہ سوچنا غلط ہے کہ اگر ہم بھجن سمرن کرتے رہیں تو ستگورو ہماری طرزِ زندگی (رہنی) و چال چلن کی پرواہ نہیں کرتا۔ رُوحانی چڑھائی میں ترقی، ہماری طرزِ زندگی اور ہمارے خیالات پر منحصر ہے۔ پاک زندگی اور نیک خیالات سنت مت کے ضروری حصّے ہیں۔

8

پرماتما سے صرف اُسی کو مانگو۔ داتا کے ساتھ ساتھ اُس کی دات بھی آجائے گی۔ سب سے بڑی خواہش یہ ہونی چاہیئے کہ ہماری کوئی خواہش ہی نہ ہو۔ دُنیا کی چیزیں تو مانگتے مانگتے ختم ہو جاتی ہیں اور اُن کے لئے دُنیا کے سامنے ہاتھ پھیلانا پڑتا ہے۔ دُنیا کی خواہش اور دُنیا کی اُمیدیں چھوڑ دو۔ کب تک ان کا سہارا لیتے رہو گے۔ اِن کا سہارا تو صرف موت تک ہی لے سکتے ہو۔ اُس کی اُمید کیوں نہیں کرتے جو ہمیشہ تمہارے پاس رہے۔ مضبوطی سے اُس کا دامن تھام لو۔

9

ہماری زندگی کا اصلی مقصد اپنی توجّہ کو سمیٹ کر تیسرے تِل پر اکٹھا کرنا ہے۔ مگر ہم کو اپنے دُنیاوی کام کاج کی ذمّہ داریوں سے دست بردار نہیں ہونا چاہیئے، ہمیں چاہیئے کہ ایمانداری اور نیکی کے ساتھ کام کر کے اپنی روزی کمائیں۔ بھجن سمرن سے پُر زندگی کا مطلب سُستی یا بے اصُول زندگی نہیں ہے ہمیں دین و دُنیا دونوں کے کام مستقل مزاجی سے کرنے چاہئیں۔

اپنے سماج کے کام برابر کرو اور ذمّہ داریوں کو نبھاؤ، مگر اندر جانے کا اصلی کام کبھی مت بھولو، دُنیاوی کاموں میں گُم نہ ہو جاؤ۔ ہر کام کو پرکھنے کی

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitzed by eGangotri

کسوٹی یہی ہے کہ کیا اُسے کرنے سے بھجن میں رُکاوٹ آئے گی؟ اگر ہاں، تو اُسے بغیر کسی حیل و حُجّت کے چھوڑ دو۔

10

دُنیا داروں کی دُنیاوی خواہشات سب بیکار جاتی ہیں۔ دُنیا دار، لوگوں کی چیزیں خُوش ہو ہو کر لیتا ہے۔ اَور اُن کو اِستعمال کرتا ہے، مگر وہ اِس بات کو نہیں جانتا کہ واپس دینا پڑتا ہے، اُن کا قرض چُکانا پڑتا ہے۔ دُنیاوی چیزیں یہاں بھی کام نہیں آتیں اَور اُس جہان میں بھی نہیں۔ آدمی تمام عُمر موہ، مَایا کی خواہش اَور اُمید میں اُلجھ کر اپنی زِندگی فضُول گنوا بیٹھتا ہے، گھاٹے کا سَودا کر لیتا ہے۔ دھن دَولت کے غُلام نہ بنو، اِن سے کام لو، مگر ایک اَور کام، خاص کام، ذاتی کام بھی کرو جس کو کرنے کے لئے یہاں آئے ہو، اگر باقی سب کام، اُس خاص کام پُورا کرنے کے لئے کئے جاتے ہیں تو وہ مُبارک ہیں۔ اگر وہی کام بھُول گئے تو باقی ماندہ کام بھی سب فضُول ہی گئے۔ بالکُل بے کار گئے۔

11

جو لوگ خواہشوں اَور اُمیدوں سے اُونچی اوستھا میں ہیں۔ مَطلب کہ جو دُنیاوی خواہشات اَور اُمیدوں سے اُوپر اُٹھ چُکے ہیں وہ کہتے ہیں کہ اے میرے مالِک یہ سب تیری بخشش ہے۔ اِنسان کے کچھ بھی بس کی بات نہیں ہے۔ جس طرح سے تُو نچاتا ہے، وَیسے ہی اِنسان ناچتا ہے۔ "جیؤں نچاوے تیوں تیوں نچّن" اگر اب مَن مُکھ اِس خیال کو اَپناتے ہیں تو کہتے ہیں، کہ ہمارے بس میں کچھ نہیں ہے۔ سب مالِک کر رہا ہے اَور وہ ابھیاس بھی چھوڑ کر بیٹھ جاتے ہیں۔ مگر اُن کی یہ حالت ہے کہ دُنیا کے کاموں کے واسطے تو خُود مارے مارے پھرتے ہیں اَور بھجن سمرن مالِک پر چھوڑ دیتے ہیں کہ وہ مالِک کے ہاتھ میں ہے۔

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitzed by eGangotri

سنتوں کی ہدایت کے مطابق چلنے سے انکار نہ کرو۔ یہ موقعہ ہے مالک سے اُمید رکھنے کا۔ مالک کا سہارا لینے کا۔ اگر باہر کے کاموں کے کرنے میں مَن دخل انداز ہوتا ہے تو سمجھو کہ یہ مَن بھجن بھی کر سکتا ہے۔ یہ ٹِک کر کبھی نہیں بیٹھتا۔ اِسے بھجن سمرن میں لگائے رکھو۔

12

زمانہ ہمیشہ بدلتا رہتا ہے اور بدلتا رہے گا۔ لیکن نام کبھی نہیں بدلتا۔ نام کی دھارا بدستور جاری رہتی ہے (نام ہی سب تبدیلیوں کا کرنے والا ہے) جب تک ہمارا خیال نام سے نہیں جُڑ جاتا، ہماری حالت بدلتی رہے گی، کبھی سُکھ آئے گا، کبھی دُکھ۔ اِس لئے سنتوں نے بار بار یہی ہدایت کی ہے کہ تو دَر دازوں سے اپنی توجہ کو نکالو اور اندر دسویں گلی میں شبد کے ساتھ جوڑو۔ جیسے جیسے ہم یہ کام کرتے ہیں اور ہماری توجہ جسم کو چھوڑتی ہے، وہ نام کا مزہ لیتی ہے۔ ہم میں قوتِ برداشت اور مستقل مزاجی پیدا ہوتی ہے، تب رُوح مایا کی فانی حالت کو چھوڑتی ہے اور نام کی دائمی حالت میں داخل ہوتی ہے۔ وہ ہمیشہ کے لئے دائمی سُکھ حاصل کر لیتی ہے اور جنم مرن کے چکّر سے آزاد ہو جاتی ہے۔

ستگورو نے جس دِن نام بخشا اُسی دِن سے وہ اندر ہی اندر ایسا اِنتظام کر رہا ہے کہ مُرید اپنی تقدیر بھی بھگتتا جائے اور اُس کے مقامِ حق تک پہنچنے کا وسیلہ بھی بنتا جائے۔ اگر مُرید مُرشد کے حکم بموجب یقین رکھ کر پریم کے ساتھ محنت کرے اور اُن کے حکم کی تعمیل کرے تو اُس کو تحمّل اور سکون ملے گا۔ اگر اُن کے حکم کی تعمیل میں غفلت کرتا ہے تو زمانے کی تبدیلی اور دُکھ سُکھ کے دھکّے کھاتا ہے۔ ایسی حالت میں وہ صرف دُکھ اور فکر میں ہی ستگورو کو یاد کرتا ہے، حالانکہ اِس طرح یاد کرنے میں بھی مُرید کو فائدہ ملتا ہے۔

ستگورو ابھول (ہمہ حق) ہے۔ وہ کبھی بھول نہیں کرتا۔ وہ خود شبد ہے

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitzed by eGangotri

لیکن جب تک مُرید نو دروازے خالی کر کے مُرشد کو باطن میں ظاہر نہیں کرتا اُس کا دھیان کچّا ہے۔ اُس کا بھروسہ بھی کچّا ہے۔ کیا کبھی کوئی ماں چاہتی ہے کہ میرا بچّہ دُکھی ہو؟ لیکن جب بچّے کو تکلیف ہوتی ہے تو ماں اُس کے رونے چلّانے کی پرواہ نہیں کرتی اور ڈاکٹر سے کڑوی دوائی لاکر دیتی ہے، اُس کو بچّے کی بھلائی منظور ہے۔

آپ گھبرائیں نہیں، ذرا اندر جھانکیں۔ ست گورو آپ کے ساتھ ہیں۔ اُن کے پیار میں کبھی کمی نہیں ہوتی۔

13

جو لوگ مالا پھیرتے ہیں یا جپ جی وغیرہ کا پاٹھ کرتے ہیں، اُن کا دھیان (جپ) ذکر کے وقت باہر ہوتا ہے۔ اِس لئے ذکر سے فائدہ نہیں ہوتا۔ ذکر کا مقصد صرف دھیان کو اندر لے جانا ہے۔ جو لوگ سمجھتے ہیں کہ گیتا یا جپ جی صاحب وغیرہ کے پڑھنے کا پھل مرنے کے بعد ملے گا، تو وہ بھول کرتے ہیں۔ پاٹھ کا مطلب تو دھیان کو باہر سے اندر لے جانا ہے۔ اگر پاٹھ سے دھیان باہر رہے تو پاٹھ کا مطلب ہی ختم ہو جاتا ہے۔

14

زندگی کی کامیابی اور ناکامیابی کے بارے میں دُنیاداروں کا خیال بالکل غلط اور وہم پر مبنی ہے۔ اُن کا مقصد اور مطلب دُنیاوی سُکھ اور فائدے تک ہی محدود ہے۔ وہ اِنسانی جامہ کی قیمت اور قدر نہیں جانتے۔ 'اِنسانی جنم' کے اصل مقصد کی اُن کو کوئی خبر ہی نہیں ہے۔ ہمیں اُن کی نکتہ چینی کی کوئی فکر نہیں کرنی چاہیئے۔ وہ نہیں جانتے کہ اِنسانی جنم کا اصلی مقصد باطن میں مُرشد کی نُوری صُورت اور شبد سے مِلاپ کرنا ہے۔ تاکہ ہم چوراسی کے چکّر سے چھوٹ جائیں، جس میں ہم اِس کائینات کے شروع سے پھنسے ہوئے ہیں۔

لوگ یہ بھول جاتے ہیں کہ ایک دِن موت آکر اُنہیں اُن سب اشیاء اور

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitzed by eGangotri

شکلوں سے الگ کر دیگی، جن سے اُنہیں اِتنا پیار اَور لگاؤ ہے۔ اَور شاید اِنسانی جامہ کا یہ اَنمول موقعہ پھر جُگوں تک نہیں مِلے گا۔ اِس بھُول سے وہ اپنا بہُت بڑا نُقصان کر رہے ہیں۔ وہ خُوش قِسمت ہیں، جنہوں نے زِندگی میں آنے والی ناکامیابیوں کے ذریعہ یہ سبق سیکھ لیا ہے۔ جو ناکامیابیاں ہمیں یہ سبق سِکھاتی ہیں، وہ بے شک اُن دُنیاوی کامیابیوں سے بہتر ہیں، جو ہمیں اپنے نِشانہ اَور مقصد سے غافِل کئے رکھتی ہے۔

15

بھگتی سے کوئی خالی نہیں ہے۔ سب کسی نہ کسی کے پیار کو لئے بیٹھے ہیں۔ لیکن کونسا پیار اِنسان کے فائدہ کا ہے۔ وہ ہے مُرشد کا پیار، گورُو کی بھگتی۔ اِنسان جس کی بھگتی کرے گا اُس کا ہی رُوپ ہو جائے گا۔ ساتھ جانے والی بھگتی، گورُو کی بھگتی ہی ہے جس کے ذریعہ اِنسان باطن میں سَت گورُو کے چرنوں تک پہُنچ سکتا ہے۔ سوامی جی مہاراج فرماتے ہیں: "گورو بھگتی بِن شبد میں پچتے، سو مانس بھی مُورکھ جان" سرُوپ بھی پیار کے ذریعہ ہی آئے گا۔ اگر پیار گیا تو سرُوپ بھی گیا۔ پیار کے ساتھ محنت کرو تو سرُوپ اَور شبد ٹھہریں گے۔ کمائی میں سے پیار اَور پیار میں سے شبد نِکلتا ہے۔

16

ہمارے پچھلے جنموں کے کرم اِس جنم میں ہمارے سنسکار، مَن کا رُجحان اور خیالات کی شکل میں ظاہر ہوتے ہیں۔ ہماری محبت اور نفرت، پسند و ناپسند کی جڑیں ہمارے پچھلے جنموں میں ہیں۔ مطلب یہ کہ وہ ہمارے پچھلے کرموں کیمطابق ہیں۔ اِس بات کو سمجھ کر ہمیں اِن جذبات سے اُوپر اُٹھنا چاہیئے اور ان کی قید سے آزاد ہونے کی پُوری پُوری کوشش کرنی چاہیئے۔ صحیح طریقہ تو یہ ہے کہ آپ اپنے فرائض لاتعلقی سے اَدا کریں، اَور اُن کا پھل ستگورُو کی مَوج پر چھوڑ دیں۔

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitzed by eGangotri

17

اِنسان کے اَندر نام کا سمُندر بھرا ہُوا ہے۔ اِسے چاہیئے کہ خُوب سیر ہو کر پی لے۔ یہ بڑے مُقدّر سے مِلتا ہے۔ لیکن ہمیں یقین ہی نہیں ہوتا کہ اندر ہے بھی کہ نہیں۔ ہم بالکل ڈِھیلے ڈِھیلے یا سُستی کے ساتھ اُٹھتے ہیں۔ ڈِھیلے ڈِھیلے ہی سوتے ہیں۔ اَور سُستی میں ہی تمام دِن گزار دیتے ہیں۔ اگر دُنیا کا کام ڈِھیلے رہنے سے نہیں ہو سکتا تو ڈِھیلے رہنے سے بھجن کیسے ہو سکتا ہے! نام کی کمائی تو بہادُروں اَور سُورماؤں کا کام ہے، ڈِھیلے اَور سُست لوگوں کا کام نہیں ہے۔ یہ تو چُست ہو کر کیا جاتا ہے۔ بہادُر لوگ دُنیا کے سخت کام یا محنت کے کام کرتے ہُوئے بھی ابھیاس کے لئے دو گھنٹے نکال لیں گے۔ لیکن جو فُرصت میں ہیں اُنہیں ابھیاس کے لئے کبھی فُرصت ہی نہیں مِلتی۔

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitzed by eGangotri

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitzed by eGangotri

Digitzed by eGangotri

MAHARAJ CHARAN SINGH

4

حضُور مہاراج چرن سِنگھ جی

1. اِبتدائی زِندگی

حضُور مہاراج چرن سِنگھ جی[1]، سردار ہربنس سِنگھ جی کے بڑے صاحبزادے اَور حضُور مہاراج ساون سِنگھ جی کے پوتے ہیں۔ آپ کا جنم 2 اردِسمبر ۱۹۰۷ء کو موگہ (ضِلع فریدکوٹ) اپنے ننیہال میں ہُوا۔ بچپن سے ہی حضُور مہاراج جی کا آپ سے بہُت پیار تھا۔ آپ کے بالغ ہونے پر حضُور کو آپ کی عقل و دانِش مندی پر بہُت اِعتماد تھا۔ اور کئی بار اہم مُعاملات کے بارے میں اِنتظام کے مُتعلّق حضُور آپ سے صَلاح و مشورہ کِیا کرتے تھے۔ آپ نے بھی کبھی اُن کو صِرف دادا کی صُورت میں ہی نہیں دیکھا، بلکہ ہمیشہ پرم پِتا پرماتما کی صُورت سمجھ کر اُن کے حُکم کی پُوری پُوری تعمیل کی اَور اُن کی رَضا میں راضی رہنا، اپنا فرضِ اوّلین سمجھتے رہے۔

۱۹۲۰-۲۱ء میں جب آپ کی عُمر چار پانچ برس کی تھی تو حضُور مہاراج جی نے آپ کو اپنے پاس ڈیرہ میں بُلا لِیا اَور آپ کی پرورِش حضُور مہاراج جی کی دیکھ ریکھ میں ہُوئی۔ اُن کی سچّی محبّت کے زیرِ اثر اَور ڈیرہ کی رُوحانی فَضا میں آپ کا بچپن و جوانی گزُری۔ ڈیرہ میں رہتے ہُوئے ہی آپ نے پرائمری اَور مِڈل کی تعلیم حاصِل

---

[1] حضُور مہاراج چرن سنگھ جی ۱۵ جون ۱۹۹۰ء کو اِس جہانِ فانی سے رِحلت فرما گئے

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitzed by eGangotri

کی۔ اِس طرح بچپن سے ہی حضُور مہاراج جی نے آپ کے اَندر وہ رُوحانیت کی شمع رَوشن کر دی جس نے آگے چل کر اِس مُلک وغیر ممالک کے جیوؤں کے اندھیرے دِلوں کو نام (کلمہ) کے نُور سے مُنوّر اَور بیدار کرنا تھا۔

ڈیرہ آنے کے کچھ دِن بعد حضُور مہاراج جی نے آپ کو شبد دُھن سُننے کی بخشش عطا کر دی اَور روزمرّہ کچھ وقت اَبھیاس میں بیٹھنے کا حُکم صادِر فرمایا۔ آپ اِس چھوٹی عُمر میں ہی ہر روز باقاعدہ اَبھیاس کیلئے کچھ وقت دیتے رہے۔

بچپن سے ہی آپ شانت، سنجیدہ اَور خُوش مزاج تھے۔ جن بھاری ذِمہ داریوں کو آپ نے آگے چل کر سنبھالنا تھا، اُن کی قابلیّت کے نِشان آپ میں شرُوع سے ہی عیاں تھے۔ ڈیرہ کے کئی اَبھیاسی ستسنگیوں کو تو اُن دِنوں بھی علم تھا کہ آئندہ چل کر آپ ڈیرہ کے اِنتظام اَور سنگت کی رُوحانی رہنمائی کا کام سرانجام دیں گے۔ شری بابُو رام ٹیلر ماسٹر (بابا جیمل سِنگھ جی کے ست سنگی تھے، ابھیاسی اَور پریمی بُزرگ تھے، پچھلے کئی برسوں سے لکھنؤ میں ست سنگ میں پاٹھ کرتے تھے۔ کچھ ہی سال پہلے جسم خاکی کو چھوڑا ہے۔ آپ کی عُمر نوّے برس سے کچھ اُوپر تھی) اپنا ذاتی تجربہ کبھی کبھی سُنایا کرتے تھے۔ ایک دِن بابُو رام جی حضُور مہاراج جی کے درشن اَور ست سنگ کے لئے ڈیرہ آئے۔ اُس وقت حضُور مہاراج جی اُوپر اپنی کوٹھی کے چوبارے کے برآمدے میں رَونق افروز تھے۔ بابُو رام نے حضُور مہاراج جی کو ماتھا ٹیکا اَور بیٹھ گئے۔ اُسی وقت مہاراج چرن سِنگھ جی جن کی عُمر پانچ یا چھ برس کی ہوگی کھیلتے ہُوئے اُوپر آ گئے۔ اُنہیں دیکھتے ہی بابُو رام اپنی جگہ سے اُٹھے اَور جا کر اُن کے چرنوں میں جُھک کر بڑے اَدب سے رادھا سوامی کیا۔ بالک کے چرنوں میں اِس طرح سر جُھکاتے ہُوئے دیکھ کر حضُور مہاراج جی نے دریافت کیا کہ بابُو رام یہ آپ نے کیوں کیا؟ اِس پر بابُو رام نے جواب دِیا، "حضُور مہاراج جی مُجھے تو یہی دِکھائی دیتا ہے۔" حضُور مہاراج جی نے مُسکرا کر فرمایا، "بابُو رام! جو

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitzed by eGangotri

تم نے کیا وہ ٹھیک ہے، اور جو تمہیں دکھائی دیا وہ درست ہے۔

ڈیرہ آنے کے کچھ عرصہ بعد مہاراج چرن سنگھ جی نے بلسر لئے کے پرائمری سکول میں پڑھائی شروع کی۔ سکول ڈیرہ سے قریباً ایک میل دور تھا۔ آپ پیدل ہی سکول جاتے تھے۔ پڑھائی کے بعد باقی وقت آپ حضور مہاراج جی کے پاس رہتے، ست سنگ بڑے پریم سے سنتے، جب آپ چھ یا سات برس کے تھے تب ایک دن اپنے کچھ ساتھیوں کے ساتھ حضور مہاراج جی کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کی، "مہاراج جی! ہم بھی کچھ سیوا کرنا چاہتے ہیں، ہم کیا سیوا کریں؟" حضور دیندیال، بچے کی اس معصومانہ درخواست بڑے خوش ہوئے۔ حضور مہاراج جی نے بی بی رلی[1] کو بلا کر کہا، "بی بی کچھ پرشاد ہو تو لاؤ، ان کو پرشاد دیں"۔ (اصلی پرشاد تو وہی ہے جو ستگورو خوش ہو کر بنا مانگے اپنی دیا سے دیں) حضور مہاراج جی نے سب بچوں کو اپنے ہاتھ سے بیسن کے لڈوؤں کا پرساد دیا اور ان سے کہا، "ڈیرہ میں آوارہ کتے بہت ہو گئے ہیں، تمہاری سیوا یہی ہے کہ سب کتوں کو ڈیرے سے باہر نکال دو۔"

اور سب بچے تو پرشاد لے کر ہنستے ہوئے باہر نکل گئے، لیکن یہ نرالا بچہ عجیب سادگی سے حضور مہاراج جی کے چرنوں میں جھکا اور ماتھا ٹیک کر کہنے لگا، "لاٹھی مارے بغیر تو کتے نکلیں گے نہیں۔ ہمیں ان کے مارنے کا پاپ تو نہیں لگے گا؟" حضور مہاراج جی نے آپ کو پیار سے کہا، "نہیں بیٹا! تمہیں کوئی پاپ نہیں لگے گا۔ یہ سنگت کی سیوا ہے۔ بچے کی اس معصومانہ ادا نے پاس کھڑے سبھی کے دلوں میں پریم کی ایک لہر اٹھا دی۔

ہم نے خیال کیا کہ بچے کتوں کو کیا نکال سکیں گے۔ حضور مہاراج جی نے یونہی

---

[1] بی بی رلی بھی رحلت فرما چکی ہیں۔

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitzed by eGangotri

اُن کو خوش کرنے کے لئے اِس طریقہ سے ٹال دیا ہے۔ لیکن ہماری حیرانی کی کوئی حد نہ رہی جب ہم نے ایک دو دِن کے بعد دیکھا کہ ڈیرہ میں کوئی کُتا نظر نہیں آیا۔ اِس بچّے نے اِس سنجیدگی سے یہ سیوا اپنے ذِمّہ لی اور اِس چھوٹی سی عُمر میں ایسی عقلمندی اور سُوجھ بُوجھ دِکھائی کہ خواہ مخواہ سب کی زبان سے کلماتِ تحسین و آفرین نکلے۔ ڈیرہ میں داخِل ہونے کے بہت سے راستے تھے۔ اُن سب راستوں پر دو دو لڑکے کھڑے کر دیئے گئے۔ صِرف ایک دروازہ جو مغرب کی طرف تھا کُھلا رکھلا۔ جس میں سے سب کُتّوں کو گھیر کر باہر نکال دِیا۔ اور پھر وہاں بھی دو لڑکے کھڑے کر دیئے کہ اَب کِسی کُتّے کو اَندر نہ آنے دو۔ اِس طرح کُتّوں کو ڈیرہ سے باہر بھگا دِیا۔

بلسرائے گاؤں میں پرائمری تعلیم کے بعد آپ بابا بکالہ کے ہائی سکُول میں داخِل ہو گئے۔ بابا بکالہ ڈیرہ سے قریب تین میل دُور ہے۔ اُن دِنوں بابا بکالہ جانے کے لئے کھیتوں میں سے ہوتے ہُوئے پیدل جانا پڑتا تھا۔ آپ اِتنی چھوٹی عُمر میں ہی ہر روز پیدل ہی تین میل جاتے اور تین میل آیا کرتے تھے۔ حضُور جی کو اِس طرح بچپن سے ہی پیدل چلنے کا شوق اور ابھیاس ہو گیا۔ سکُول ٹائم کے بعد فُٹ بال کھیل کر جب آپ ڈیرہ کے لئے چلتے تو شام ہو جاتی تھی۔ ڈیرہ پہُنچتے پہُنچتے اندھیرا ہو جاتا تھا۔

ست گورُو دین دیال کے لئے پریم، پیار اور شردھا آپ کے دِل میں پہلے ہی سے تھی اور آپ اکثر فرمایا کرتے تھے۔ "گدّی نشینی تک مَیں نے سنّت مت کے مُتعلّق کِسی کِتاب کا مُطالعہ نہیں کیا۔ میرے لئے حضُور مہاراج جی ہی سنّت مت تھے۔" اُن کے بچن، اُن کے کام اور وہ خُود ہی آپ کے لئے ساکشات سنّت مت کی مُکمّل مُجسّم صُورت تھے۔ آپ کے اِن بچنوں کو سُن کر مُجھے حضُور بڑے مہاراج جی کے وہ شبد یاد آجاتے ہیں جو آپ ست سنگ میں اپنے ست گورُو بابا جیمل سنگھ جی مہاراج

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitzed by eGangotri

کے بارے میں فرمایا کرتے تھے، "مُجھے کسی وید شاستر، سَت سنگ، گرنتھ یا پوتھی کی ضرُورت نہیں ہے، میرے لئے بابا جی کے خطوط ہی سب سے اُونچے گرنتھ اَور شاستر ہیں۔"

مہاراج چرن سِنگھ جی کے لڑکپن کے دِنوں کا ذِکر ہے کہ ایک دِن حضُور بڑے مہاراج جی نے آپ سے پُوچھا، "برخُوردار! تُم بڑے ہو کر کیا بننا چاہو گے؟ پُوت، کپُوت یا سپُوت؟" حضُور مہاراج جی نے سمجھایا کہ پُوت تو وہ ہے جو اپنے بُزرگوں کی جائداد کو سنبھال کے رکھتا ہے، نہ اُس سے فائدہ اُٹھاتا ہے، نہ بڑھاتا ہے اَور نہ ہی اُسے گھٹنے دیتا ہے۔ کپُوت وہ ہوتا ہے جو اپنے باپ کی دَولت کو سنبھالنا اَور بڑھانا تو دُور رہا بلکہ برباد کر دیتا ہے، اور سپُوت وہ ہوتا ہے جو اپنے باپ کی پیدا کردہ جائداد کی قدر کرتا ہے اَور اُس کا صحیح اِستعمال کرتا ہے، اُسے بڑھاتا ہے اَور اپنے باپ کا نام رَوشن کرتا ہے۔ یہ سمجھانے کے بعد حضُور مہاراج جی نے آپ سے پھر پُوچھا، "تُم کیا بننا چاہو گے؟" آپ نے بڑے تحمُّل اَور سادگی سے جواب دیا، "جی تو سب کا سپُوت بننے کو کرتا ہے، لیکن سب کچھ آپ کے ہاتھ میں ہی ہے، جو بھی آپ کی مَوج ہو، بنا دِیجئے۔" یہ حلیمی اَور مُرشِد پرستی کے جذبات بچپن ہی سے آپ میں عیاں تھے۔

بچپن میں بی بی رَلّی آپ کی دیکھ بھال کرتی تھیں۔ بی بی رَلّی کو آپ بُوا جی کہا کرتے ہیں اَور ساری سنگت ہی اُنہیں بُوا جی کہہ کر پُکارتی ہے۔ وہ سُناتی ہیں کہ مہاراج چرن سِنگھ جی بچپن سے ہی نیک خصلت اور بُردبار تھے اگر آپ کی کوئی چیز دُوسرے بچّے لے جاتے تھے تو آپ اُنہیں کچھ نہ کہتے تھے بلکہ واپس لینے کے لئے بھی کوشش نہ کرتے تھے۔ خاندان کے دُوسرے بچّے اکثر آپ کے نئے کپڑے اَور قلم وغیرہ لے لیتے تھے تو بھی آپ کچھ نہ کہتے تھے۔ بڑے ہونے پر جب آپ کو کیمرہ دِیا گیا تو آپ بہت خُوش ہُوئے۔ لیکن کچھ ہی عرصہ کے بعد آپ کا

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitzed by eGangotri

کیمرہ خاندان کے بچوں نے لے لیا تو آپ نے نہ تو کچھ کہا اور نہ ہی ناراض ہوئے۔

ایک بار جب بوا جی نے آپ کے لئے نئے جوتے منگوائے اور سکول جاتے وقت انہیں پہنا دیئے۔ آپ روز مرہ کی طرح بابا بکالہ کی طرف پیدل چل پڑے، ابھی تقریباً دو تین فرلانگ گئے ہوں گے کہ جوتے پاؤں کو کاٹنے لگے، کیونکہ صحیح ناپ سے کچھ تنگ تھے۔ چلنا دشوار ہو گیا، اس لئے آپ نے جوتے اتار کر ایک جھاڑی میں رکھ دیئے اور ننگے پاؤں سکول چلے گئے۔ شام کو لوٹتے وقت جھاڑی میں سے جوتے نکالے اور پہن کر ڈیرہ آ گئے۔ یہ سلسلہ روز چلنے لگا۔ آپ ڈیرہ سے کچھ دور جا کر جوتے اتار دیتے اور کھیتوں کے اونچے نیچے راستوں پر ننگے پاؤں چلتے ہوئے تین میل دور سکول جاتے اور شام کو واپس آتے وقت پہن لیا کرتے تھے۔ شکایت کرنا آپ کی فطرت میں تھا ہی نہیں۔ حضور دین دیال بڑے مہاراج جی ان دنوں روز شام کو گھومنے کے لئے ڈیرہ سے باہر جایا کرتے تھے۔ ایک دن حضور مہاراج صاحب نے اسی طرف کا رخ کیا جس طرف سے آپ سکول سے واپس آیا کرتے تھے۔ شام کا وقت تھا، آپ واپس آ رہے تھے۔ حضور نے آپ کو آتے ہوئے دیکھا تو بھائی شادی سے کہا، "دیکھو کاکے کے پاؤں میں شاید جوتے نہیں ہیں۔" جب آپ انکے نزدیک آئے اور حضور کی قدم بوسی کی تو حضور نے دریافت کیا کہ برخوردار! جوتے کہاں چھوڑ آئے ہو تو جواباً عرض کی کہ جوتوں کو پہن کر چلا نہیں جاتا، اس لئے وہ یہیں جھاڑی میں رکھے ہیں۔ حضور مہاراج جی پیار کے ساتھ آپ کو ڈیرہ لے آئے۔ بی بی رتی کو دوسرے جوتے منگوانے کا حکم دیا۔ آپ کبھی کسی بات کی شکایت کرنا تو دور رہا، ناگواری بھی ظاہر نہیں کرتے تھے۔

حضور مہاراج جی آپ کو بہت پیار کرتے تھے۔ ان دنوں جب کبھی بھی آپ سکندر پور جاتے تھے تو آپ کو ہمراہ لے جاتے تھے۔ اور لوٹتے وقت اپنے ساتھ ہی واپس لے آتے تھے۔ آپ کے لئے ڈیرہ ہی مقام رہائش تھا اور حضور مہاراج جی ہی

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitzed by eGangotri

آپ کے مَاں باپ تھے۔ اُس چھوٹی عُمر میں بھی آپ کے دِل میں حضُور مہاراج جی کے تئیں بڑی گہری بھگتی اَور پیار تھا۔ شری دُرگا داس سہگل جو چنڈی گڑھ میں محکمہ ٹورِسٹ میں مینجر ہَیں، اپنی آنکھوں دیکھا ایک واقعہ بیان کرتے ہَیں: تب مہاراج چرن سنگھ جی کی عُمر دس گیارہ برس کی تھی۔ ایک دِن شام کو سکُول سے لَوٹنے پر آپ نے حضُور مہاراج جی کے چرنوں میں مَاتھا ٹیکا اَور چرنوں سے لِپٹ گئے۔ حضُور نے آپ کو شفقت بھری تھپکیاں دیتے ہُوئے فرمایا، "بیٹا! مَیں تُم سے بہُت خُوش ہُوں۔ بتا تُجھے کیا چاہیئے۔ آپ نے جواب دِیا کہ کُچھ نہیں چاہیئے۔ حضُور مہاراج جی نے پھر پُوچھا، "جو بھی تُو مانگے، مَیں دینے کو تیار ہُوں۔" آپ نے پھر وہی جواب دِیا۔ آخر تیسری بار جب حضُور مہاراج نے پُوچھا تو جواب میں آپ نے نہایت عاجزی سے عرض کی، "مُجھے تو صِرف آپ ہی چاہئیں۔" بچّے کا یہ جواب سُن کر حضُور مہاراج جی کا چہرہ خُوشیوں بھری مُسکراہٹ سے کِھل اُٹھا۔ فرمایا، "بیٹا! تُم مُجھے پاؤ گے۔"

پڑھائی کے دِنوں میں بھی آپ ہمیشہ سنگت کی سیوا کرتے رہتے۔ کُتّے بھگانے کی سیوا کے بعد آپ کو لنگر میں لالٹینیں صاف کرنے کی سیوا ملی۔ اُن دِنوں ڈیرہ میں بجلی نہیں تھی۔ مِٹّی کے تیل والی لالٹینیں جگہ جگہ ڈیرہ میں جلائی جاتی تھیں، جن کو ہر روز صاف کر کے تیل وغیرہ ڈال کر تیّار کیا جاتا تھا۔ مِٹّی کے تیل سے بھری کالی لالٹینیں صاف کرنے کی سیوا میں آپ بھی بڑے پیار کے ساتھ ہاتھ بٹاتے۔ اِس کے بعد دُوسری سیوا جو آپ نے بڑے ہو کر سنبھالی اَور جسے آپ بہُت عرصہ تک کرتے رہے، وہ سنگت کے جُوتے سنبھالنے کی تھی۔ (رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہَیں، جب یہ خیال آتا ہے کہ خُود سَت پُرش ہمارے جُوتے سنبھالتے رہے) سَت سنگ کے مَوقعہ پر اُن دِنوں ہزاروں اشخاص یُونہی مَیدان میں اپنے جُوتے اُتار کر ست سنگ سُننے کے لِئے چلے جاتے تھے۔ اِس لئے سَت سنگ ختم ہونے کے بعد بڑی گڑبڑ ہو جاتی تھی۔ کئی اشخاص کے جُوتے گُم ہو جاتے تھے۔ آپ نے اِس خِدمت کا

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitzed by eGangotri

نہایت خوش اسلوبی سے انتظام کیا۔ عورتوں اور مردوں کے جوتے الگ الگ رکھنے کا انتظام کیا۔ ٹکٹ یا ٹوکن بنوا دیئے اور جوتے رکھنے کے لئے خانے بنوائے۔ ابھی تک جوتے رکھنے کا یہ طریقہ چلا آرہا ہے۔[1]

اپنی جوانی کے دنوں میں حضور ڈیرہ آتے تو کوئی نہ کوئی سیوا ضرور کرتے۔ لنگر میں آپ کئی قسم کی خدمت کرتے تھے۔ جن میں گیہوں، آٹے اور دالوں کے وزنی تھیلوں کو اٹھا کر ایک جگہ سے دوسری جگہ لے جانا، سنگت میں بھوجن برتانا، پانی بھرنا وغیرہ کی خدمات بھی تھیں۔ سنگت اور سیواداروں کے ساتھ آپ کا برتاؤ اتنا پریم اور پیار بھرا ہوتا تھا کہ ان کو ایسا محسوس ہی نہ ہوتا تھا کہ آپ ستگورو دین دیال کے خاندان کے فرد ہیں۔ کبھی کبھی کچھ نئے سیوادار جو آپ کو نہیں جانتے تھے، روکھے پن سے آپ کو کام کرنے کا حکم دیتے، لیکن آپ بخوشی اور بااطاعت ان کے حکم کی تعمیل کرتے۔

30 جنوری 1933ء کو حضور مہاراج جی نے آپ کو نام دان دے کر اس راستے کا بھید دیا جس مارگ پر لگا کر آپ نے لاکھوں اشخاص کا اُدھار کرنا تھا۔ اگرچہ آپ اپنے ابھیاس کا ذکر نہ کرتے لیکن آپ باقاعدہ ابھیاس کرتے تھے۔ کالج کے دنوں میں آپ کا خیال ست سنگ اور بھجن سمرن کی طرف اتنا زیادہ ہو گیا کہ حضور مہاراج جی نے آپ سے فرمایا کہ ابھی تمہارا بھجن کرنے کا وقت نہیں آیا ہے، ابھی اپنی پڑھائی کی طرف زیادہ دھیان دو۔ بعد میں جب سرسہ میں آپ وکالت کرتے تھے تو اپنے گھر کے پاس ہی ست سنگ گھر کی چھت پر بنی چھوٹی کوٹھڑی میں جا کر بھجن میں بیٹھ جاتے اور نوکر کو حکم تھا کہ اگر کوئی ان سے ملنے آئے تو کہہ دے کہ گھر میں نہیں ہیں۔

1933ء میں آپ نے بابا بکالہ کے ہائی سکول سے میٹرک کا امتحان پاس کیا

---

[1] آج کل یہ بندوبست بند کر دیا گیا ہے۔

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitzed by eGangotri

اور آپ رندھیر کالج کپورتھلہ میں انٹرمیڈیٹ سال اوّل میں داخل ہو گئے۔ کپورتھلہ میں آپ پروفیسر جگ موہن لال جی کی نگرانی میں تعلیم حاصل کرتے رہے۔ کپورتھلہ ڈیرہ سے تقریباً ۲ ہ میل دور ہے۔ اتوار اور دیگر چھٹیاں آپ حضور مہاراج جی کے پاس ڈیرہ میں ہی گزارتے۔ گرمی کی چھٹیوں میں اور جون جولائی اور اگست میں آپ جب بھی ڈیرہ آتے تو ست سنگ میں مہاراج جی پر پنکھا جھلتے۔ یہ خدمت آپ، آپ کے والد صاحب سردار ہربنس سنگھ جی اور آپ کے چھوٹے بھائی کپتان پُرشوتم سنگھ کیا کرتے تھے۔ لیکن اُن کی عدم موجودگی میں جب آپ ڈیرہ میں اکیلے ہوتے تو ست سنگ میں پنکھا جھلنے کی سیوا سارا وقت آپ کیا کرتے تھے۔ حضور مہاراج جی کئی بار ڈیڑھ ڈیڑھ دو دو گھنٹہ تک ست سنگ کرنے میں مصروف رہتے تھے اور مہاراج چرن سنگھ جی متواتر آپ کو پنکھا جھلتے رہتے۔

مہاراج چرن سنگھ جی کے بچپن کے چند ایک واقعات جو میرے تجربہ میں آئے، یہاں لکھنا چاہوں گا۔ ایک بات جو میں کبھی نہ بھول سکوں گا، وہ ہے آپ کا حضور مہاراج جی کے چرن دبانے کا نظارہ۔ مہاراج چرن سنگھ جی اور آپ کے چھوٹے بھائی کپتان پُرشوتم سنگھ (جنہیں ہم پیار سے شوتی کہہ کر پکارتے تھے) جو ابھی چھوٹے تھے، کئی بار آکر حضور مہاراج جی کے پیر دبانے کے لئے بیٹھ جاتے۔ اپنے چھوٹے چھوٹے ہاتھوں سے دونوں بھائی حضور مہاراج جی کے پیروں کو دبایا کرتے تھے۔ اُس وقت مہاراج چرن سنگھ جی کا چہرہ غیبی خوشی سے کھل اُٹھتا تھا۔

رندھیر کالج کپورتھلہ سے انٹرمیڈیٹ پاس کر کے آپ گارڈن کالج راولپنڈی میں بی۔ اے، سال اوّل میں داخل ہوئے۔ اپنی فراخدلی، بُردباری اور خوش خُلقی سے آپ جلدی ہی اپنے کالج میں ہر دلعزیز ہو گئے۔ جو بھی طالب علم آپ کے دوست بن گئے، اُن کی دوستی آپ ہمیشہ نبھاتے رہے۔ حضور کے ہم جماعتی اور

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitzed by eGangotri

دوست آج بھی آپ سے وہی پریم اور دوستانہ برتاؤ پا رہے ہیں، وہ آپ کے بچپن اور طالب علمی کے زمانے کی کئی باتیں سناتے ہیں۔ میرا بیٹا سُریشور بچپن میں کافی وقت ڈیرہ میں رہتا تھا اور آپ کے ساتھ کھیلتا تھا۔ وہ کافی شیطان اور چنچل تھا۔ وہ کئی بار سناتا ہے کہ آپ بچپن میں بھی بہت سنجیدہ اور شانت طبیعت کے مالک تھے۔ اُن دِنوں بھنڈارہ اور ست سنگ کے لئے چھوٹی چھوٹی چھولداریاں اور تنبو لگائے جاتے تھے۔ ایک بار بچوں نے اُن پر کھیلنا شروع کیا۔ لڑکے رسّی پکڑ کر چھولداریوں پر ایک طرف سے چڑھ جاتے اور دُوسری طرف پھسل جاتے۔ سیوادار لوگ منع کرتے اور اندر رہنے والی سنگت بھی ناراض ہوتی۔ کئی بار تنبو پھٹ بھی جاتے۔ مہاراج چرن سنگھ جی بھی اور بچوں کے ساتھ تھے، لیکن الگ کھڑے دیکھتے رہتے تھے۔ سُریشور اور دُوسرے ساتھیوں نے بہت زور دیا کہ تم بھی چڑھو اور پھسلو، بڑا اچھا لگتا ہے۔ بہت کہنے پر آپ راضی ہو گئے، لیکن چھولداری کے نزدیک پہنچ کر رُک گئے۔ اور واپس آ گئے۔ سُریشور بتاتے ہیں کہ ہم لوگ اگر اُنہیں کسی شرارت پر مجبور کر بھی دیتے تو بھی وہ کوئی نامناسب کام نہیں کرتے تھے۔

سکول و کالج میں آپ کھیلوں میں خوب حصّہ لیتے تھے۔ ہاکی، فٹ بال اور ٹینس کا شوق تھا اور اِن تینوں کھیلوں میں آپ ماہر تھے۔ کلاس کے ساتھی آپ کی چیزیں اُٹھا کر لے جاتے، لیکن آپ کچھ نہ کہتے۔ ایک بار سکندر پور سے کوئی آدمی لاہور آیا۔ گھر سے آپ کے لئے بیسن کے لڈوؤں کا ایک ڈبہ اُس کے ہاتھ بھجوایا گیا تھا۔ ڈبہ ملتے ہی آپ نے ہوسٹل میں اپنے دوستوں کو آواز دی اور کچھ ہی منٹوں میں سب نے مل کر ڈبہ صاف کر دیا۔ اِسی طرح آپ کا ایک بار مہینے بھر کا جیب خرچ کا روپیہ سکندر پور سے آنے والا کوئی ست سنگی ساتھ لے آیا۔ آپ نہ ملے تو اُس نے روپے آپ کے ایک نزدیکی ہم جماعت

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitzed by eGangotri

کو دے دیئے کہ آپ کو دے دے۔ گھر سے جب خط آیا کہ آپ کی جیب خرچ کا رُوپیہ ایک سَت سنگی آپ کے فُلاں ہم جماعت کو دے گیا ہے تو آپ نے اُس سے پُوچھا کہ گھر سے رُوپے آئے تھے وہ کہاں ہے؟ اُس نے جواب دیا کہ آئے تو تھے، لیکن مُجھ سے خرچ ہو گئے۔ اِس پر آپ نے شانت بھاؤ سے فرمایا، "کوئی بات نہیں، اگلے مہینے پھر آجائیں گے۔"

اِن چھوٹی چھوٹی باتوں کو بیان کرنے کا میرا مطلب صِرف یہی ہے کہ بچپن سے ہی آپ دُوسرے بچّوں سے نرالی طبیعت کے مالِک تھے۔ آپ کی فِطرت میں سنجیدگی، تحمُّل، فراخدِلی وغیرہ کے اَوصاف اُس عمُر میں بھی نُمایاں طور پر موجُود تھے۔ ستگُورُو کے تئیں پریم و بھگتی بھاؤ، اُن کی رَضا میں راضی رہنے کا جذبہ، سنگت کی سیوا کا شوق وغیرہ خُوبیاں چھوٹی عُمر سے ہی آپ میں ظاہر ہو رہی تھیں۔ کبھی کِسی نے آپ کے مُنہ سے سخت الفاظ نہیں سُنے، غُصّہ کرتے یا ناراض ہوتے نہیں دیکھا۔ آپ کِسی کا دِل نہیں دُکھا سکتے تھے۔ شرُوع سے ہی آپ کی شخصیّت دُوسروں سے کچھ مختلِف تھی، بے مِثال تھی۔ سَنتوں کے اَوصاف اَور خاصیّتیں آپ میں اَوائل عُمر سے نُمایاں ہو رہی تھیں۔ اِنہی باتوں کو یاد کر کے آپ کی گدّی نشینی کے دِن مَیں نے اپنی تقریر میں سنگت سے کہا تھا کہ سَنّت بچپن سے ہی سَنّت ہوتے ہیں۔

بی۔ اے کی ڈِگری حاصِل کرنے کے بعد آپ نے لاء کالج لاہور سے وکالت کی سَند بھی حاصِل کر لی اور 1942ء میں آپ نے سِرسہ وحِصار میں وکالت شرُوع کر دی۔ اپنی وکالت کی ساری آمدن آپ اپنے ستگُورُو حضُور مہاراج سادھن سنگھ کے چرنوں میں لا کر رکھ دیتے تھے۔ حضُور مہاراج جی اُس میں سے جیسا مُناسِب سمجھتے کچھ رُوپیہ آپ کو دیتے، کچھ سیوا میں بھجواتے اور باقی اپنے پاس اَمانت کی شکل میں رکھ لیتے۔

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitzed by eGangotri

آپ کی ذہانت، سوجھ بوجھ، محنت اور سچائی کی بدولت کچھ ہی عرصہ میں آپ کی وکالت جم گئی اور آپ کا شمار علاقہ کے مشہور وکیلوں میں ہونے لگا۔ آپ کے ساتھی وکیل و جج صاحبان بھی آپ کی ایمانداری کے قائل تھے اور آپ کی عزت کرتے تھے۔ سرسہ میں آپ جلد ہی ہر دلعزیز ہو گئے اور کچھ سیاسی لیڈروں نے 1945ء میں آپ سے چناؤ میں کھڑے ہونے کے لئے اصرار کیا۔ آپ نے اپنے بارہ میں کبھی کوئی بھی فیصلہ اپنے ستگورو حضور بڑے مہاراج جی سے پوچھے بغیر نہیں لیا۔ اس لئے آپ حضور کی خدمت میں اجازت لینے کے لئے آئے۔

حضور مہاراج جی نے دیکھا کہ آپ کے دوستوں اور خاندان کے ممبران کی بڑی خواہش ہے کہ آپ چناؤ میں کھڑے ہوں، اس لئے آپ نے فرمایا کہ جیسا مناسب سمجھو کر لو۔ لیکن حضور نے تو آپ کو اور ہی کام کے لئے چن رکھا تھا جب آپ کے ساتھیوں اور کچھ پرانے ست سنگیوں نے حضور سے اجازت اور چناؤ میں کامیابی کے لئے آشیرواد کے لئے عرض کی تو حضور نے صاف صاف لفظوں میں کہہ دیا کہ چناؤ اور سیاست آپ کا کام نہیں ہے۔ آپ سے باباجی مہاراج کچھ اور ہی کام لینا چاہتے ہیں۔

جون 1943ء میں حضور مہاراج جی نے آپ کی سگائی راؤ بہادر رشو دھیان سنگھ جی، رئیس پساوہ (ضلع علی گڑھ) کی صاحبزادی کے ساتھ کر دی۔ حضور مہاراج جی اس رشتے سے بہت خوش تھے۔ راؤ بہادر رشو دھیان سنگھ جی، جنہیں ہم سب راؤ صاحب کہتے تھے، بڑے پریمی ست سنگی تھے۔ ان کا شروع سے ہی دھارمک رجحان تھا اور پوجا پاٹھ کی طرف مائل تھے۔ حضور مہاراج جی کے تعلق میں آئے، ست سنگ سنا اور نام کی بخشش پائی۔ پوجا پاٹھ چھوٹ گیا اور ستگورو کی بخشش سے نام کے رنگ میں رنگے گئے۔ رئیس اور جاگیردار ہوتے ہوئے بھی آپ میں انکساری کوٹ کوٹ کر بھری ہوئی تھی۔ اپنے مرشد اور مرشد کی سنگت

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitzed by eGangotri

سے بہُت پریم تھا۔ آپ کے پریم بھرے اِصرار کو مدِّ نظر رکھتے ہُوئے حضُور مہاراج جی مئی ۱۹۴۳ء میں ست سنگ کے لئے پساوہ بھی گئے تھے، وہاں حضُور مہاراج جی نے راؤ صاحِب کے صاحِبزادے کُنور رام کِشن سِنگھ و آپ کے خاندان کے دِیگر ممبران اَور کئی دوسرے لوگوں کو بھی نام دان بخشا تھا۔

۲۵ نومبر ۱۹۴۴ء کی صُبح حضُور مہاراج چرن سِنگھ جی کی شادی کی رسم پساوہ میں راؤ صاحِب کی صاحبزادی بی بی شِو کُماری (جن کو شادی کے بعد ہرجیت کور نام دِیا گیا) کے ساتھ ادا ہُوئی۔ برات میں حضُور مہاراج ساون سِنگھ جی خاندان کے ممبران و کئی خاص خاص ست سنگی بھی شامِل تھے۔ حضُور مہاراج جی نے پساوہ میں دو تین ست سنگ بھی بخشے۔ راؤ صاحب کی خاطِر تواضع اور پریم سے سبھی براتی بہُت مُتاثِر ہُوئے اَور حضُور مہاراج جی بہُت خُوش ہُوئے۔

مُرشِد کے خاندان کے اِتنا نزدیک آجانے پر بھی راؤ صاحِب کی اِنکساری اَور گورُو بھگتی میں کوئی فرق نہ آیا۔ حضُور مہاراج ساون سِنگھ جی کے بعد سردار بہادُر مہاراج جی کے چرنوں میں راؤ صاحب کا وہی بھگتی بھاؤ بنا رہا۔ جب اکتوبر ۱۹۵۱ء میں مہاراج چرن سِنگھ جی نے ستگورُو گدّی کی ذِمّہ داری سنبھالی تو راؤ صاحِب نے بغیر کِسی ہچکچاہٹ کے آپ کو مُرشِد کی صُورت میں تسلیم کیا اَور کبھی اُنہیں داماد کے رُوپ میں نہ دیکھا۔ اپنی بیٹی بی بی ہرجیت کور کو بھی آپ نے اُس دِن سے کبھی نام لے کر نہ بُلایا۔ اَور ہمیشہ اُن کی عِزّت کرتے رہے۔ راؤ صاحب نے ۲۱ جنوری ۱۹۷۴ء میں ۷۶ برس کی عُمر میں رِحلت فرمائی۔

ستمبر ۱۹۴۷ء میں سرکار نے مہاراج چرن سِنگھ جی کو سِرسہ میں جج کے عہدے پر تعیّنات کرنے کا فیصلہ کیا۔ آپ کے خاندان کے لوگ، دوست و احباب بہُت خُوش ہُوئے، لیکن آپ نے اپنے ستگورُو کی اجازت کے بغیر اِس بارہ میں کوئی بھی فیصلہ کرنا منظُور نہیں کیا۔ ستمبر کے آخر میں حضُور مہاراج ساون سنگھ جی کی صحت

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitzed by eGangotri

ٹھیک نہ تھی اور علاج کے لئے امرتسر تشریف لے گئے تھے۔ حضور کی بیماری کی خبر پاکر آپ بھی امرتسر گئے۔ جب حضور مہاراج جی کی صحت کچھ ٹھیک ہوئی تو ایک دو پرانے ستسنگیوں نے حضور مہاراج جی سے عرض کی کہ پنجاب سرکار سردار چرن سنگھ جی کو جج بنانا چاہتی ہے۔ اس پر حضور مہاراج جی نے فرمایا، "نہیں! یہ کام ان کے لئے نہیں ہے۔" کچھ لوگ پھر بھی حضور سے عرض کرتے رہے۔ ایک دن ایک پرمی ستسنگی (جو کہ خود ریٹائرڈ جج تھے) نے مہاراج جی سے نہایت پُر اصرار التجا کی کہ حضور انہیں جج کا عہدہ منظور کرنے کی اجازت دیدیں۔ حضور نے جواب دیا، "جج بننے میں کیا رکھا ہے! جج کیا ہوتا ہے! یونہی ان پر اُس طرف جانے کا دباؤ مت ڈالو۔" پھر حضور نے آپ سے کہا، "بیٹا! جج بن کر کیا کرنا ہے، دیکھ تو سہی، باباجی کی کیا موج ہے۔" کچھ دیر بعد حضور جی نے فرمایا، "اب پریکٹس چھوڑ دے اور فارم پر اپنے باپ کی مدد کر، اُن کی صحت کمزور ہو رہی ہے۔"

اس حکم کی تعمیل کرتے ہوئے آپ نے اپنی بہت اچھی پریکٹس چھوڑ دی۔ اکتوبر 1947ء سے 2 اپریل 1948ء تک آپ حضور مہاراج جی کی سیوا میں ہی رہے۔ حضور مہاراج جی کے جوتی جوت سمانے کے بعد آپ سکندر پور آگئے اور اپنے والد صاحب کے فارم کا کام کاج دیکھنے لگے۔ آپ نے جلدی ہی فارم و شکر کے کارخانے کا تمام کام بڑی قابلیت سے سنبھال لیا۔

حضور کے خاندان کے ممبران

حضور مہاراج چرن سنگھ جی کے والد صاحب سردار ہربنس سنگھ جی، حضور مہاراج ساون سنگھ جی کے سب سے چھوٹے صاحبزادے تھے۔ آپ ہمیشہ اپنے والد صاحب کو ستگورو پرمیشور سمجھتے تھے۔ سنسار کا سب کام اپنے ستگورو کا

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitzed by eGangotri

کام سمجھ کر کرتے رہے۔ آپ فطرتاً شانت سُبھاؤ، سنجیدہ اور نرم دِل تھے۔ جب حضوُر مہاراج جی نے سرسہ میں زمینیں خریدیں تو آپ نے وہاں کا کام سنبھالا۔ تب یہ زمینیں بالکل ویران اور ناہموار تھیں۔ آپ نے دِن رات محنت کر کے اُنہیں ٹھیک کیا اور زرخیز بنایا۔ اپنی صحت کی فکر نہ کر کے آپ رات کے دو بجے اُٹھ کر کام کرواتے اور کئی دفعہ خُود گھنٹوں ٹریکٹر چلاتے۔ جب حضوُر مہاراج جی نے اپنی اولاد میں زمین کا بٹوارہ کیا تو سب کو بُلا کر اُن کی رائے جاننی چاہی۔ سردار ہربنس سنگھ جی نے عرض کی، "حضوُر یہ میرے بڑے بھائی صاحب ہیں جو زمین اُنہیں پسند ہو وہ دے دیں۔" اور آپ نے خُود بخود حصّے کو قبول کر کے پھر سے محنت کر کے اُسے زرخیز بنا لیا۔ کچھ خیر اندیش لوگوں کی تجویز تھی کہ اُنہیں وہ زمین لے لینی چاہیئے جسے اُنہوں نے مُشقّت کر کے زرخیز بنایا ہے۔ اِس تجویز کے جواب میں سردار ہربنس سنگھ جی نے کہا، "مجھے تو صرف حضوُر مہاراج جی کی خوشی اور رحمت چاہیئے۔"

زمین کی پیداوار سے آپ شروع سے ہی بہت سا اناج، گڑ، شکّر وغیرہ ٹرکوں میں لاد کر ڈیرہ بیں سنگت کی سیوا میں بھیجتے رہتے تھے۔ جب حضوُر مہاراج جی سکندر پوُر تشریف لاتے تو سنگت بھی ساتھ ہی آجاتی اور آپ کے یہاں ٹھہرتی۔ کئی بار اِن کی تعداد دو سو تک ہو جاتی تھی۔ سردار ہربنس سنگھ جی اور اُن کی بیوی ماتا شام کور جی (مہاراج چرن سنگھ جی کی والدہ صاحبہ) بڑے پیار و محبت سے اُن کا سواگت اور مہمان نوازی کرتے۔

سردار ہربنس سنگھ صاحب کی پوُری زندگی ایک گورمُکھ سکھ کی طرح گزری، آپ نے کبھی اپنے ستگورو کے حُکم کو نہ ٹالا۔ ہر کام اُن سے ہدایت لے کر کرتے رہے، جب سردار بہادر مہاراج جی گدّی نشین ہوئے تو اُنہیں بھی آپ نے ستگورو دین دیال مہاراج ساون سنگھ جی کا ہی رُوپ مانا۔ اور اپنا ہر کام اُن سے

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitzed by eGangotri

اُسی طرح پُوچھ کر کرتے رہے۔ آپ اُسی پیار اور بھگتی کے ساتھ اُن سے سِکندر پُور تشریف لانے کے لئے درخواست کرتے، اُنہیں اپنا مُرشد اور اپنے کُنبہ کا بُزرگ مان کر اُن کی سیوا کرتے۔ جب سردار بہادر مہاراج جی نے آپ کے بڑے صاحبزادے سردار چرن سنگھ جی کو اپنا جانشین مُقرر کیا، اُس وقت سردار ہربنس سنگھ جی کی صحت کمزور ہو رہی تھی۔ جسم اور جوڑوں میں درد رہتا تھا۔ فارم اور شکر کے کارخانے کا پُورا کام آپ مہاراج چرن سنگھ کو سونپ چُکے تھے۔ بیٹے کو ستگورو گدّی کی ذِمّہ داری مِلنے کا مطلب تھا کہ تمام ذِمّہ داری پھر سے آپ پر آگئی۔ لیکن آپ نے ست گورو کے حُکم کے سامنے سر جُھکا دیا۔ جب مہاراج چرن سنگھ جی آپ کی بڑھتی عُمر اور گرتی ہُوئی صحت کو دیکھ کر کچھ فِکرمند ہو اُٹھے تو آپ نے اُنہیں حوصلہ دیا اور اِس ذِمّہ داری کو بے فِکری سے سنبھالنے کی ہمّت بڑھائی۔ جس طرح آپ نے اپنے والِد صاحب کو والد صاحب نہیں بلکہ ہمیشہ مُرشد مہربان سمجھا۔ اُسی طرح گورو گدّی پر آنے کے بعد کبھی اپنے بیٹے کو بیٹے کے خیال سے نہیں دیکھا۔

۱۹۵۶ء میں سردار ہربنس سنگھ جی جُولائی کے بھنڈارہ کے بعد ڈیرہ میں بیمار ہو گئے۔ ایک دِن آپ کو بہت تکلیف تھی اور جب مہاراج چرن سنگھ جی آپ کے پاس تھے، آپ بولے، "یہ درد اب ناقابلِ برداشت ہو گیا ہے۔" مہاراج جی نے فرمایا، "چاچا[1] جی، آپ تو سب سمجھتے ہیں۔ بہتر تو یہی ہے کہ اِسے مہر سمجھ کر برداشت کیا جائے، اور بھگتان کیا جائے۔ بہ نسبت اِس کے کہ دوبارہ دُوسرے جنم میں آکر اِس کا حساب دِیا جائے۔" اُس دِن کے بعد آپ نے تکلیف کی شکایت نہیں کی۔

کُچھ دِنوں کے بعد آپ نے مہاراج چرن سنگھ جی سے کہا، "مجھے یہاں رہنے کی کوئی خواہش نہیں ہے، اب مجھے لے چلیئے۔" مہاراج جی نے فرمایا، "جب

---

[1] چاچا جی کا لفظی مطلب، باپ کا چھوٹا بھائی ہے۔ ہندوستان میں مُشترکہ خاندان میں بچے اپنے والدین کو اُسی طرح مخاطب کرتے ہیں جیسے دیگر بچے کرتے ہیں۔

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitzed by eGangotri

حضُور بڑے مہاراج جی نے اپنے جسم خاکی کو چھوڑا، تب کیا آپ کئی دِنوں تک غمگین نہیں تھے؟" آپ نے مہاراج جی سے کہا، "ہاں واقعی مَیں تھا۔" مہاراج جی نے فرمایا، "پھر آپ مجھ سے لے چلنے کے لئے کیوں کہتے ہیں؟"

رِحلت فرمانے سے تین دِن پہلے سردار ہربنس سنگھ جی نے اپنی بیوی ماتا شام کور جی سے کہا، "مَیں نے بچّوں کو سب کچھ دے دِیا ہے۔ صِرف پندرہ رُوپے میرے پاس ہیں، دس رُوپے سیوا میں دے دینا۔" اَور ایک پَل خاموش رہنے کے بعد پھر اُنہوں نے کہا، "اَور یہ پانچ رُوپئے بڑھئی بھگت سنگھ کو دے دینا۔"

یہ سب کچھ سمجھ سے دُور تھا کہ اُنہوں نے پانچ رُوپئے بڑھئی بھگت سنگھ جو ڈیرہ میں رہتا تھا، کو دینے کو کیوں کہا۔ سردار ہربنس سنگھ کے رِحلت فرمانے کے بعد جب بڑھئی بھگت سنگھ کو اَرتھی تیّار کرنے کے لئے بُلایا گیا تب کُنبہ والوں نے محسُوس کیا کہ رقم بڑھئی کو بطور پیشگی مہاراج جی کے والِد صاحِب نے اُس کی آخری سیوا کے لئے دی تھی۔ ۸ اگست ۱۹۵۶ء کے دِن آپ حضُور مہاراج چرن سنگھ جی سے بولے، "مجھے حضُور مہاراج جی سے پاسپورٹ[1] مِل گیا ہے، اَب آپ سے وِیزا[2] چاہیئے۔" یہ سُن کر مہاراج جی کچھ دیر کے لئے خاموش رہے، پھر بولے، "اگر حضُور مہاراج جی نے اِجازت دے دی ہے تو مَیں کیسے روک سکتا ہُوں۔" اُس دِن کے بعد سے حضُور کے والِد صاحِب کا خیال زیادہ تر اندر ہی اندر لگا رہا اَور آٹھ دس دِن بعد ۱۶ اگست ۱۹۵۶ کو وہ اِس جسم فانی کو چھوڑ کر ستگورُو دِین دیال کے چرنوں میں سما گئے۔

دُوسرے دِن صُبح سنسکار کیا گیا۔ لیکن اپنے والِد صاحِب کے سنسکار سے پہلے حضُور مہاراج چرن سنگھ جی نے ست سنگ کیا۔ آپ نے سوامی جی مہاراج کا

---

[1] پاسپورٹ، ایک مُلک سے دُوسرے مُلک میں جانے کا اِجازت نامہ۔
[2] وِیزا، کِسی دُوسرے مُلک میں داخل ہونے کے لئے اجازت نامہ۔

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitzed by eGangotri

شبد" تجو مَن یہ دُکھ سُکھ کا دھام" لیا اور حسبِ معمول اپنی شیریں زبان میں بڑے پریم اور شانتی سے تقریباً ایک گھنٹے تک ست سنگ فرمایا۔

حضور مہاراج جی کی والدہ صاحبہ بی بی شام[1] کور جی، موگہ کے معزز رئیس، سردار پرتاپ سنگھ جی ذیلدار کی صاحبزادی ہیں۔ ماتا شام جی کور کے ایک بھائی سردار تارا سنگھ جی پٹیالہ ہائی کورٹ کے جج تھے۔ دوسرے بھائی لال سنگھ جی برٹش راج میں فوج کے کپتان تھے۔ کمانڈر انچیف کی سفارش پر برٹش سرکار نے آپ کو انگلینڈ میں شہنشاہ جارج پنجم کے اے۔ ڈی۔ سی کے عہدے پر تعینات کیا تھا۔ تیسرے بھائی سردار پریم سنگھ جی تحصیلدار تھے۔ آپ کے چوتھے بھائی سردار بھاگ سنگھ جی ذیلدار ہیں۔ گورو بھگتی، پریم، سیوا کے جذبے اور فراخ دلی کی بدولت سب آپ کی بہت عزت کرتے تھے۔

حضور بڑے مہاراج جی جب سکندر پور تشریف لاتے، تب آپ صبح تین چار بجے اٹھ کر سنگت کے لئے دودھ چائے اور ناشتے وغیرہ کی سیوا خود کرتیں، پھر کھانا بناتیں اور یہ سب کام رات کے گیارہ بارہ بجے تک کرتی رہتیں۔ جب تک سنگت کھانا نہ کھا لیتی، آپ بھی کھانا نہ کھاتیں۔ ایک دفعہ کا واقعہ ہے: جون کا مہینہ تھا، سخت گرمی تھی۔ دوپہر کے ایک بجے کے بعد ماتا شام کور جی سنگت کو بھوجن کروا کر، خود کھانا کھانے جا رہی تھیں کہ حضور مہاراج جی نے آپ کو آواز دی اور فرمایا، "بیٹا! قریب پچیس ست سنگی ابھی ابھی آئے ہیں، انہیں کھانا کھلا دو"۔ ماتا شام کور جی صبح چار بجے سے کام کاج میں مصروف تھیں، کھانا کھا کر کچھ دیر آرام کرنے کا خیال تھا۔ لیکن ستگورو کے بچن سنتے ہی آپ نے جلدی جلدی کھانا بنانا شروع کر دیا۔ آپ نے اپنے ہاتھ سے تندوری روٹیاں بنانا شروع کیا۔ اس سخت گرمی میں تندور کے نزدیک کھڑا ہونا بھی مشکل تھا۔ لیکن آپ بڑے پیار

---

[1] ماتا شام کور جی فروری ۱۹۷۹ء کو رحلت فرما گئی ہیں۔

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitzed by eGangotri

کے ساتھ روٹیاں بنانے لگیں۔ آپ روٹیاں سینکتی جاتیں اور ماتا کشن کور جی اُنہیں گھی لگاتی جاتیں۔ کھانا تیار کر کے آپ نے سنگت کو بڑے پریم اور عزّت سے بھوجن کروایا۔ جب سب کھانا کھا چُکے، تب آپ نے قریب چار بجے بھوجن کیا۔ جب آپ رسوئی گھر سے باہر آئیں تو حضُور مہاراج جی نے آپ کو بُلا کر فرمایا، "بیٹا! تیری سیوا اور پریم سے مَیں بہُت خُوش ہُوں، تیرا بھنڈار ہمیشہ بھرا رہے گا۔ باباجی مہاراج کی دَیا اَور مہر تجھ پر ہمیشہ رہے گی۔" سیوا اَور پریم کا یہی جذبہ ماتا شام کور جی میں ہمیشہ رہا اَور کافی بڑی عُمر تک بھی آپ سِکندر پُور میں آنے والی سنگت کی سیوا کے سبھی کاموں کی مُنتظِم رہیں۔

ماتا شام کور جی ہمدردی رحم اور پریم کا مُجسّمہ ہیں۔ ایک پرم سنت کی بہُو اَور دُوسرے مہان ستگُورو کی والِدہ صاحِبہ ہیں جو اِنسانیت، فراخدِلی اَور اِنکساری کے اَوصاف ہونے چاہئیں، وہ آپ میں بے حد مَوجُود ہیں۔

حضُور مہاراج جی کے چھوٹے بھائی کپتان پُرشوتم سنگھ جی[1]، ایک دانشمند اَور سنجیدہ شخص تھے۔ بی۔ اے، ایل۔ ایل۔ بی کا اِمتحان پاس کرنے کے بعد آپ کو فوج میں کمیشن مِل گیا۔ اَور کپتان کا عہدہ پایا۔ جب حضُور مہاراج چرن سنگھ جی کو مُرشد کی گدّی کی ذِمّہ داری سنبھالنی پڑی تو آپ فوج میں اپنے رَوشن مُستقبل کی پرواہ نہ کرتے ہُوئے وقت سے پہلے ہی ریٹائر ہو کر سِکندر پُور آ گئے۔ آپ کو میجر کا عہدہ مِلنے والا تھا۔ قبل از وقت اِستعفےٰ دینے کی وجہ سے آپ کو پینشن بھی نہ مِل سکی، اَور بہادُری کا وہ اِنعام بھی نہ مِل سکا جو کہ فوجی ہائی کمانڈ کی ہِدایت کے مُطابق آپ کو پینشن کے ساتھ مِلنے والا تھا۔ ایک بار راولپنڈی ریلوے سٹیشن پر ایک سپاہی نے لوگوں پر گولیاں چلانی شرُوع کر دیں۔ کپتان پُرشوتم سنگھ جی نے بڑی بہادُری سے خالی ہاتھ ہی اُس کا سامنا کر کے اُس سے بھری بندُوق چھین لی۔ اِس

[1] کپتان پُرشوتم سنگھ جی ۲۰ اکتوبر ۱۹۹۹ء کو اِس دُنیائے فانی سے رِحلت فرما گئے ہیں۔

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitzed by eGangotri

بہادری کے کام میں آپ کے جسم پر کئی زخم آئے اور آپ کو کئی دن ہسپتال میں رہنا پڑا۔ آپ سکندر پور میں رہ کر بڑی قابلیت سے فارم کا کام سنبھالتے رہے۔

حضور کے سب سے چھوٹے بھائی سردار جگجیت سنگھ چھوٹی عمر میں اگست 1948ء میں ہی رحلت فرما گئے تھے۔ آپ بڑے خوش دل، ہونہار و نیک نوجوان تھے۔ آپ کو نام نہیں ملا تھا۔ آخری دنوں میں آپ کی نام لینے کی زبردست خواہش تھی۔ آپ کی وفات سے دو دن پہلے، آپ کو حضور مہاراج جی نے اندر درشن دیئے اور نام کی دولت بخش دی۔

حضور کی چار بہنیں ہیں۔ جن کے نام ہیں: بی بی ست نام کور، بی بی گورنام کور (دھرم پتنی کرنل تیجندر سنگھ سدھو) بی بی مہیندر کور (دھرم پتنی سردار گورمکھ سنگھ ڈھلوں) اور بی بی بلجندر کور (دھرم پتنی بریگیڈیئر پرتپال سنگھ مان) سب سے بڑی بہن بی بی ست نام کور کے خاوند رحلت فرما چکے ہیں۔ آپ کے ایک بیٹا اور ایک بیٹی ہیں۔

حضور مہاراج چرن سنگھ جی کی دھرم پتنی بی بی ہرجیت کور پساوہ کے مشہور رئیس و پریمی ست سنگی راؤ بہادر شودھیان سنگھ جی (جن کا ذکر پہلے آچکا ہے) کی صاحبزادی ہیں۔ آپ بڑی نیک، ذہین اور صاف دل ہیں۔ جب حضور کو سردار بہادر مہاراج جی نے اپنا جانشین بنایا، اس وقت بی بی ہرجیت کور کی عمر لگ بھگ چوبیس برس کی تھی اور گود میں چھ ماہ کا بیٹا تھا۔ اس وقت خاوند کا اچانک پرماتھ کے لئے جیون ارپن کرنا بڑا مشکل امتحان تھا۔ لیکن آپ نے بڑے حوصلے، مستقل مزاجی اور سنجیدگی سے ست گورو کے حکم کے آگے سر جھکا دیا اور ایک تپسیا پورن زندگی بسر کرنا قبول کیا۔ اس وقت آپ کا خیال کر کے تمام گھر والوں کا دل دہل جاتا تھا۔ لیکن آپ نے عرض کی، "میں نہیں چاہتی کہ ستگورو کے حکم کی تعمیل کرنے میں اور سنگت کی رہنمائی کی اس ذمہ داری کو قبول کرنے میں

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitzed by eGangotri

مَیں آپ کے راستے میں رُکاوٹ بنُوں۔ آپ بلا جھجک مہاراج جی کے حُکم کی تعمیل کریں۔" سنگت کی سیوا کا جذبہ آپ میں قابلِ تعریف ہے۔ گھر کا کام و بچّوں کی دیکھ بھال کرتے ہُوئے بھی آپ نے قُدرتی عِلاج کا مُطالعہ کیا، اِمتحان پاس کئے اُور حضُور کی اِجازت سے ڈیرہ میں ایک قُدرتی عِلاج کا ہسپتال کھولا ہے۔ اِس ہسپتال میں سیوا کے جذبہ والے تعلیم یافتہ سیوادار ہیں۔ عِلاج کے لئے چالیس پچاس مریض روز آتے ہیں اُور آپ کی سیوا اور قابلیت سے فائدہ اُٹھاتے ہیں۔

حضُور کے دو صاحبزادے سردار جسبیر سنگھ اُور رانا رنبیر سنگھ ہیں۔ یہ دونوں پنجاب میں اعلےٰ تعلیم پا رہے ہیں۔ ایک صاحبزادی نرمل جیت کور ہیں۔ جس نے بی۔ اے تک تعلیم حاصِل کی ہے۔ آپکی شادی دہلی کے ایک مشہُور بیوپاری خاندان میں سردار بھائی موہن سنگھ جی کے صاحبزادے ڈاکٹر سردار پرمیندر سنگھ کے ساتھ ہُوئی ہے۔ ڈاکٹر پرمیندر سنگھ بڑے دانا، حلیم اُور نیک دِل نوجوان ہیں اُور ایک اچھّے سَت سنگی کے اُوصاف کا مُجسّمہ ہیں۔

2. گدّی نشینی

حضُور مہاراج چرن سنگھ جی نے پنجاب یُونیورسٹی (لاہور) سے بی۔ اے، ایل۔ ایل۔ بی کی ڈگری حاصِل کر کے سرسہ میں وکالت شروع کی، اُور جلد ہی آپ کا شمار وہاں کے مشہُور وکیلوں میں ہونے لگا۔ وہاں آپ لوگوں میں اِس قدر ہر دِلعزیز ہو گئے کہ ۱۹۶۷ء میں کانگرس و کچھ دِیگر پارٹیوں نے آپ سے پنجاب اسمبلی کا چُناؤ لڑنے کا اِصرار کیا۔ اگر آپ سیاست میں آجاتے تو آپکا وزیر بن جانا مُمکن تھا۔ لیکن کُل مالِک کے دربار سے تو آپ کو رُوحانیت کا بادشاہ بنانے کا فیصلہ ہو چُکا تھا۔ چُناؤ میں کھڑا ہونے کے بارہ میں

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitzed by eGangotri

سردار بہادر مہاراج جی نے صاف صاف لفظوں میں منع کر دیا، اس کا مفصّل حال پہلے دیا جا چکا ہے۔

حضور سردار بہادر مہاراج جی کے منع کرنے کے بعد کسی قسم کے بحث کا سوال ہی نہیں اُٹھتا تھا۔ آپ نے جس طرح حضور ساون سنگھ جی مہاراج کی ہدایت کے مطابق 1947ء میں اچھی خاصی پریکٹس چھوڑ دی تھی۔ اُسی طرح چُناؤ لڑنے کا خیال بھی دِل سے نکال دیا۔ بچپن سے ہی آپ کا رویّہ کچھ ایسا تھا کہ آپ کسی خواہش یا تمنّا کے پیچھے نہیں تھے۔ اگر کوئی خواہش دِل میں اُٹھتی اور وہ عام طور پر پوری ہو جاتی تو آپ مطمئن ہو جاتے، اور اگر پوری نہ ہوتی تب بھی دِل میں کوئی افسوس نہ ہوتا۔ ہر طرح سے مالک کی موج میں صابر اور شاکر رہتے۔ آپ نے سردار بہادر مہاراج جی کے حکم کو آخری فیصلہ مان کر چناؤ لڑنے کی بات کو بالکل بھلا دیا۔ اگرچہ آپ کے دوست اور احباب اس پر ضرور مایوس اور دُکھی ہوئے۔

جب حضور نے ڈیرہ میں مرشدِ مہربان کی گدّی کی ذمّہ داری سنبھالی تو اُن سیاسی لیڈروں کو، جو آپ سے چُناؤ میں کھڑا ہونے کے لئے اصرار کر رہے تھے بڑی خوشی ہوئی۔ نومبر 1954ء میں وہ لوگ آپ کے پاس آئے اور بولے کہ ہمیں بڑی خوشی ہے کہ آپ رادھا سوامی ست سنگ کے مرشد کی گدّی پر براجمان ہیں۔ اب آپ اپنے ست سنگیوں کو حکم دیں کہ وہ اپنا ووٹ ہماری پارٹی کو دیویں۔ حضور نے بڑی انکساری سے جواب دیا کہ وہ ایسا حکم نہ دے سکیں گے۔ کیونکہ ست سنگ ایک روحانی امر ہے۔ ستگورو اور سنگت کا تعلّق روحانی ہوتا ہے سیاست سنگت کی ذاتی دِلچسپی کا مضمون ہے، اور اس میں وہ دخل نہیں دے سکتے۔

جیسا کہ پہلے لکھا جا چکا ہے، مقامِ حق جانے سے ایک دِن پہلے سردار بہادر مہاراج جی نے آپ کے والدِ صاحب سردار ہربنس سنگھ جی کو ڈیرہ سے سکندر پور

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitzed by eGangotri

اَور والِدہ صاحِبہ بی بی شام کور جی کو موگہ بھیج دِیا تھا۔

22 اکتوبر 1951ء کا دِن تھا۔ حضُور مہاراج چرن سنگھ جی اُسی دِن اَنبالہ سے سِکندر پُور واپس پہُنچے تھے۔ آپ کے آنے کے کچھ ہی دیر بعد چاچا جی (سردار ہربنس سنگھ جی کو ہم سب چاچا جی کہتے تھے) دوپہر کے وقت سِکندر پُور پہُنچے حضُور نے آپ سے پوُچھا کہ سردار بہادُر جی کیسے ہیں؟ چاچا جی نے جواب دِیا کہ سردار بہادُر جی نے کہا ہے کہ اَب مَیں ٹھیک ہُوں اَور اُنہوں نے مجُھے یہاں آنے کا حُکم دِیا ہے۔ پھر آپ نے حضُور کو سردار بہادُر جی مہاراج کا پیَغام دِیا۔

چاچا جی کے آنے کے کچھ دیر بعد قریباً شام کے چار بجے ڈیرہ سے سردار بہادُر جی کا تار آیا کہ "چرن کو بھیجو" تار پڑھ کر حضُور ایک مِنٹ کیلئے سوچ میں پڑ گئے۔ کہ صِرف میرے لئے ہی تار کیوں بھیجا ہے۔ ساتھ ہی ایسا لگا کہ شاید سردار بہادُر مہاراج جی کی طبیعت زیادہ خراب ہے۔ چاچا جی نے آپ سے کہا کہ تیار ہو جاؤ، چلنا چاہیئے۔ چُنانچہ تار مِلنے کے آدھے گھنٹے کے اَندر حضُور چاچا جی کے ساتھ اپنی 'ہِل مین' کار سے ڈیرہ کے لئے روانہ ہو گئے۔

راستے میں نہر کے پانی کی وجہ سے اُولٹو کا چکّر لگانا پڑا۔ کچھ آگے گئے تو کار خراب ہو گئی اور اُسے ٹھیک کروانے میں کئی گھنٹے لگ گئے۔ رات ہو گئی، لیکن سردار بہادُر جی مہاراج کی طبیعت کی فِکر میں وقت کا خیال نہ تھا اَور چلتے رہے۔ رات کے ڈھائی اَور تین بجے کے دَرمیان کا وقت تھا، ابھی آپ آدھا راستہ بھی طے نہیں کر پائے تھے، حضُور مہاراج چرن سنگھ جی خُود کار چلا رہے تھے کہ یکایک حضُور کو تیز روشنی دِکھائی دِی اَور سردار بہادُر مہاراج جی کے درشن ہُوئے۔ آپ کو کار یا سٹیئرنگ کا خیال نہ رہا۔ کار کنٹرول سے باہر ہو گئی اَور سڑک سے نیچے اُتر کر رُک گئی۔ حضُور نے موٹر کے سٹیئرنگ پر سر رکھ کر آنکھیں بند کر لیں۔ چُپ چاپ بیٹھے رہے چاچا جی موٹر سے اُترے اَور دُوسری طرف سے آکر آپ سے پوُچھا، "بیٹا! کیا بات ہے؟ طبیعت

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitzed by eGangotri

تو ٹھیک ہے؟" حضور کچھ دیر اُسی طرح خاموش رہے، پھر اپنے والدِ صاحب سے بولے، "کار آپ چلائیں مجھ سے نہیں چلائی جاتی۔" چاچا جی چپ چاپ کار چلانے بیٹھ گئے۔ کار سڑک پر لے آئے اور آہستہ آہستہ چلانے لگے۔ حضور آنکھیں بند کیے خاموش بیٹھے رہے۔ پھر کچھ دیر بعد آپ نے چاچا جی کو بتایا کہ سردار بہادر جی مہاراج چولہ چھوڑ گئے ہیں۔"

تمام راستہ سب خاموش رہے۔ لگاتار سفر کرتے ہوئے صبح موگہ جا پہنچے وہاں ماتا شام کور جی انہیں دیکھ حیران رہ گئیں۔ انہوں نے بتایا کہ سردار بہادر مہاراج جی کے حکم سے وہ 22 اکتوبر کی صبح ڈیرہ سے چل کر موگہ آگئیں۔ اُن سے چاچا جی مہاراج نے صرف یہی کہا کہ سردار بہادر مہاراج جی کی طبیعت بہت خراب ہے۔ اور ہم اسی وقت ڈیرہ جا رہے ہیں۔ ماتا جی نے حیرانی سے کہا کہ کل ہی تو انہوں نے مجھے یہاں بھیجا اور کہا کہ اب میری طبیعت ٹھیک ہے۔ موگہ میں چاچا جی نے ایک پیالہ چائے پی۔ حضور نے کچھ کھایا پیا نہیں۔ ماتا شام کور جی بھی ساتھ چل دیں، اور سب ڈیرے کے لئے چل پڑے۔ کچھ دور جانے کے بعد چاچا جی کے کہنے پر حضور نے کار کا سٹیرنگ سنبھالا، لیکن کچھ ہی منٹ چلانے کے بعد کار روک دی اور چاچا جی سے کہا، "مجھ سے کار نہیں چلائی جاتی، آپ ہی چلائیں۔"

جب ڈیرہ پہنچے تو چاروں طرف سُنسان اور خاموشی تھی۔ چاچا جی کو یقین ہو گیا کہ حضور کی بات ٹھیک تھی، واقعی سردار بہادر جی مہاراج اس دُنیا کو چھوڑ گئے تھے۔ اُس وقت سردار بہادر جی مہاراج کا آخری سنسکار دریائے بیاس کے کنارے ہو رہا تھا۔ حضور اور چاچا جی سردار بہادر مہاراج جی کی کوٹھی کی طرف گئے۔ وہاں بی بی رَلّی ملیں۔ چاچا جی اور حضور کو دیکھ کر آپ رونے لگیں۔ چاچا جی نے کہا، "بی بی جی، ہمارے آنے کا انتظار تو کر لیا ہوتا، سنسکار میں اتنی جلدی کیوں کی؟" بی بی رَلّی نے جواب دیا، "کیا کرتے، سردار بہادر مہاراج جی کا یہی حکم تھا کہ فوراً

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitzed by eGangotri

سنسکار کر دیا جائے۔"

حضُور مہاراج چرن سنگھ جی اپنے والد صاحب کے ساتھ دریا کی طرف چل پڑے۔ ست گورو کی جدائی کے دُکھ، آخری درشن نہ کر پانے کا غم اور سنسکار کے وقت بھی نہ پہنچ پانے کی لاچاری مایوسی کے ساتھ حضُور چلتے جا رہے تھے اور آنکھوں سے آنسو بہہ رہے تھے۔

سنسکار کی جگہ سے ابھی کچھ فاصلہ پر ہی تھے کہ راستے میں کماری گیان (سردار بہادر جی کی پوتی) جو اُس وقت چھوٹی سی بچی تھی، مس لوئیس ہلگر کا ہاتھ تھامے آ رہی تھی، اُس نے حضُور کو آتے دیکھ کر، اُنگلی اُٹھا کر اشارہ کیا اور مس ہلگر کو آپ کی طرف دیکھنے کو کہا۔ وہ بچی مس ہلگر کو بتا رہی تھی کہ یہی ہمارے نئے ست گورو ہیں۔ لیکن حضُور کا اِس طرف دھیان نہیں گیا۔

سنسکار کی جگہ پر پہنچنے پر بلسرائے کے جگت سنگھ (جسے لوگ مال افسر کہہ کر پکارتے تھے) نے حضُور کو دیکھا۔ اُس نے سنگت سے کہا کہ دیکھو، سردار بہادر جی نے جن کے لئے حکم دیا ہے وہ تشریف لے آئے ہیں اور ٹھیک اُسی وقت حضُور کے دوست سردار گوربخش سنگھ رندھیر اور اُن کے ساتھ ہی لکشمی چندر جی دھرمانی نے آپ کو دیکھا اور آپ کے پاس آکر آپ کے چرنوں میں ماتھا ٹیکا۔ حضُور سمجھ گئے کہ سردار بہادر مہاراج جی آپ کو اپنا جانشین مقرر کر گئے ہیں۔ حضُور کی آنکھوں سے آنسوؤں کی نہ تھمنے والی دھار بہہ نکلی، گلا رُک گیا، آپ فوراً ڈیرہ کی طرف چل پڑے۔ حضُور ہی کے لفظوں میں اُس وقت آپ کا "ڈیرہ تک واپس آنا مشکل ہو گیا" ڈیرہ آتے ہی آپ نے اپنے کمرے کا دروازہ بند کر لیا اور اپنے جذبات کو نہ روک سکے۔

ایک تو پیارے ست گورو کی جدائی کا بے حد دُکھ تھا اور دوسرے گورو گدی کی مشکل ذمہ داری۔ حضُور اپنے کمرے باہر نہ آئے۔ سارا خاندان ہی

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitzed by eGangotri

دُکھ اَور پریشانی میں ڈُوبا ہُوا تھا۔ بیمار والد صاحب کے سامنے تھا فارم کا محنت بھرا کام، جس سے چھٹّی پاکر وہ اپنا وقت ڈیرہ میں گزارنے کی سوچ رہے تھے۔ بیوی کے سامنے تھی ایک فقیرانہ زندگی اَور وہ بھی چوبیس برس کی نازک عمر میں، اَور چھوٹے چھوٹے تین بچّے۔ اُس وقت کا تصوّر کرکے ہی دِل دہل اُٹھتا تھا۔ لیکن حضُور کے والدین اَور بیوی نے بڑے حوصلے اور ہمّت سے کام لیا۔ آپ نے اپنے دُکھ کو دِل میں دبا لیا۔ اَور آپ کو ستگورُو کے حُکم کی تعمیل کرنے کیلئے ہمّت بندھائی۔ حضُور کے والدین اَور بیوی کے اِس تیاگ کے لئے سنگت ہمیشہ اُن کی اِحسان مَند رہے گی۔

عاجزی و اِنکساری جو سنّتوں کے خاص گُن ہیں، حضُور میں شروع سے ہی بے حد مَوجُود تھے۔ لوگ گورُو گدّی کے پیچھے بھاگتے ہیں، اور گورُو بننے کی تمنّا رکھتے ہیں، لیکن سچّے سنّت کبھی گورُو بننے کی خواہش نہیں کرتے بلکہ اُس سے دُور بھاگنا چاہتے ہیں، مگر اپنے ستگورُو کے حُکم کے بندھے ہُوئے، اِس بھاری ذمّہ داری کو اُٹھانا قبُول کرتے ہیں۔ زندگی بھر اپنے آپ کو گورُو کا داس اَور سنگت کا سیوک مان کر کام کرتے ہیں۔ لا اِنتہا طاقت کے مالک ہوتے ہُوئے بھی ہمیشہ نمر رہتے ہیں۔

مہاراج چرن سِنگھ جی نے سردار بہادُر جی کے خاص خاص سیوکوں اَور ڈیرہ کے پریمی سنت سنگیوں کو بُلا بُلا کر سردار بہادُر جی کے آخری دِنوں اَور وصیّت کا مُفصّل حال پُوچھا، پنڈت لعل چند، ڈاکٹر ہزارہ سِنگھ، گاندھی رام، بی بی رَلّی، لالہ مُنشی رام، بھائی شادی وغیرہ سے مِلے۔ سب کا ایک ہی بیان تھا اَور شک کی کوئی گُنجائش نہ تھی۔

ایک دو دِن بعد رائے صاحب مُنشی رام حضُور کے پاس آئے، عرض کی کہ ایک چیک پر حضُور کے دستخط چاہئیں۔ حضُور نے پُوچھا کہ میرے دستخط کیوں

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitzed by eGangotri

چاہئیں ؟ تو رائے صاحب نے بتایا کہ سردار بہادر مہاراج جی اپنے جانے سے کئی مہینے پہلے بنکوں میں ڈیرہ کے کھاتوں میں آپ کا نام بھی شامل کروا چکے تھے۔ تب حضور کو یاد آیا کہ لالہ منشی رام جی نے سردار بہادر مہاراج جی کے حکم سے جو بنک کے خالی فارم، دستخط کرنے کے لئے آپ کے پاس بھیجے تھے وہ اسی لئے تھے۔

ڈیرہ کے خاص خاص ست سنگیوں اور حضور کے خاندان کے بزرگوں کی رائے سے گدی نشینی کی تاریخ ۱۴ نومبر طے کی گئی۔ حضور کچھ دنوں کے لئے سکندر پور تشریف لے گئے۔ لیکن وہاں بھی ستگورو کی جدائی کا غم اور اداسی کم نہ ہوئی۔ ۲ نومبر کو آپ ڈیرہ تشریف لے آئے۔

گدی نشینی سے ایک دن پہلے حضور کے تایا جی سردار بچنت سنگھ نے حضور کو بتایا کہ کل گدی نشینی کے وقت میں آپ کو سوامی جی مہاراج کی پگڑی پیش کروں گا اور ماتھا ٹیکوں گا۔ حضور نے یہ سن کر تایا جی سے عرض کی کہ آپ ماتھا نہ ٹیکیں۔ یہ میں برداشت نہیں کر سکتا کہ میرے پوجیہ بزرگ مجھے سجدہ کریں، لیکن تایا جی یہ بات ماننے کو راضی نہ ہوئے۔ ان کا کہنا تھا کہ اب آپ میرے بھتیجے نہیں، میرے ستگورو ہیں۔ حضور کی آنکھوں سے آنسو بہنے لگے۔ آپ بار بار تایا جی سے ماتھا نہ ٹیکنے کے لئے کہنے لگے۔ ادھر تایا جی کی آنکھوں سے پریم کے آنسوؤں کی دھارا بہہ نکلی اور وہ اپنی بات پر بضد رہے۔

۱۴ نومبر ۱۹۷۹ء کو گدی نشینی ہوئی۔ سنگت دور دراز سے آ گئی تھی اور ست سنگ گھر کے میدان میں تل دھرنے کو جگہ نہ تھی۔ سنت پرتاپ سنگھ جی (بھینی صاحب والے) بابا دیوا سنگھ جی (ترن تارن والے)، شری رام داس صاحب گدی نشین، سرائے رہیلہ کے گورو وغیرہ مہاتما تشریف لائے تھے۔ دوپہر کے دو بجے پروگرام شروع ہوا۔ گورباتی کے پاٹھ کے بعد بابو گلاب سنگھ جی نے سوامی جی مہاراج کا ایک چھوٹا سا شبد لیا اور اس کی مختصر سی تشریح کی۔

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitzed by eGangotri

بابو گلاب سنگھ جی کے ست سنگ کے بعد اِس کتاب کے مُصنّف نے سردار بہادر مہاراج جگت سنگھ جی کی وصیّت پڑھ کر سُنائی اور مہاراج چرن سنگھ جی کے بارے میں چند الفاظ کہے کہ آپ کے مزاج میں بچپن سے ہی کتنی سنجیدگی، رحمدلی، اور انکساری ہے۔ کچھ اپنے اور کچھ دیگر لوگوں کے تجربے بتائے، جن سے ظاہر ہوتا تھا کہ ست گورو دین دیال باباساون سنگھ جی مہاراج نے آپ کو شروع سے ہی اِس کام کے لئے چُن رکھا تھا۔ مُصنّف نے ڈاکٹر تیرتھ رام (سکندر پور سرسہ) سے کئی بار سُنی بات سنگت کو سُنائی کہ جب مہاراج چرن سنگھ جی دو مہینہ کے بچّے تھے تو آپ کے والدین آپ کو حضور مہاراج جی کے سامنے لے گئے۔ حضور مہاراج جی آپ کو دیکھ کر بہت خوش ہوئے، مُسکرائے اور پیار کیا۔ پھر فرمایا کہ یہ بچّہ بڑا خوش قسمت ہے۔ خود روحانی دولت کا مالک ہوگا۔ اور دوسروں کو بھی اُس دولت سے مالا مال کرے گا۔ پھر بابو گلاب سنگھ جی نے ایک چھوٹی سی تقریر کے کے ذریعہ سردار بہادر مہاراج جی کو شردھانجلی بھینٹ کی اور مہاراج چرن سنگھ جی سے عرض کیا کہ ست گورو کے حکم کے مطابق آپ گورو گدی پر براجمان ہونے کی مہربانی کریں۔ حضور اپنی جگہ سے اُٹھے، سنگت کے سامنے آکر بڑی عاجزی سے ماتھا ٹیکا اور رونق افروز ہوگئے۔ لاؤڈ سپیکر حضور کے سامنے رکھا گیا۔ اُس وقت حضور نے سنگت سے جو الفاظ کہے وہ اِس طرح تھے:

"حضور مہاراج جی سے میرا پیار، سردار بہادر مہاراج جی کا حکم اور سنگت کا پریم مجھے مجبور کرتا ہے کہ ڈیرہ اور سنگت کی سیوا کرنے کا جو حکم سردار بہادر جی مجھے دے گئے ہیں، اُس کی تعمیل کرنے کی پوری پوری کوشش کروں۔ لیکن جب میں اپنے آپ کو اور اپنی کمزوریوں کو دیکھتا ہوں تو سمجھ میں نہیں آتا اور دل گھبراتا ہے کہ اُن کے اِتنے بڑے حکم کی تعمیل کیسے کروں۔ اِسی سوچ میں اِتنے دِن میں سنگت کے درشن نہ کرسکا۔ جس کیلئے میں سنگت سے معافی مانگتا ہوں۔"

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitzed by eGangotri

"مَیں سنگت سے صاف صاف عرض کر دینا چاہتا ہُوں کہ مَیں کِسی قِسم کی رُوحانیت کا دعوےٰ نہیں کرتا بلکہ جو خُوبیاں ایک اچھّے سَت سنگی میں ہونی چاہئیں اُن میں سے کوئی بھی خُوبی مجھے اپنے میں دکھائی نہیں دیتی۔"

"حضُور مہاراج جی کے آخری دِنوں میں اُن کے چرنوں میں رہ کر اُن کی سیوا کرنے کا خُوش نصیب موقعہ تو مجھے ضرُور مِلا ہے لیکن سردار بہادُر جی نے تو مجھے یہ مَوقعہ بھی نہیں دِیا۔ مَیں اِتنا بدقِسمت ہُوں کہ اُن کے سنسکار کے بعد پہُنچا۔ اَور اُن کے آخری درشن بھی نہ کر سکا۔ یہاں آکر اُن کا حُکم سُن کر مَیں حیران ہو گیا۔ اُن کے اِس حُکم کا پتہ مجھے اُن خُوش نصیب پریمی سَت سنگیوں سے چلا جو کہ آخری وقت اُن کے نزدیک مَوجُود تھے۔ مجھے اِس کے سوائے کوئی چارہ نظر نہیں آتا کہ اُن کے حُکم کے مُطابِق سادھ سنگت اَور ڈیرہ کی سیوا کرُوں۔ مَیں سنگت سے عرض کرتا ہُوں کہ مجھے اپنا ایک عزیز سمجھ کر، چھوٹا بھائی سمجھ کر سنگت اپنی اَور ڈیرہ کی سیوا کرنے کا مَوقعہ دے۔ لیکن اگر سنگت مجھے کِسی اَور نظر سے دیکھنے کی کوشِش کرے گی تو مَیں سمجھوں گا کہ سنگت اپنی اَور ڈیرہ کی سیوا کرنے کا مَوقعہ مجھے نہیں دینا چاہتی اور یہ میرے ساتھ بڑی نا اِنصافی ہو گی۔"

"سردار بہادُر جی کے جانے کا ہم سب کو بڑا گہرا صدمہ پہُنچا ہے۔ ابھی ہم حضُور مہاراج جی کی جُدائی کے دُکھ کو نہ بھُولے تھے کہ سردار بہادُر جی بھی ہمیں چھوڑ گئے ہیں۔ اُن جیسی ہستیاں سنسار میں بہت کم آتی ہیں۔ کوئی کوئی کامل فقیر ہی اُن جیسی پاک اَور بے داغ زِندگی گزار سکتا ہے۔ اِس دُکھ کی گھڑی میں ہمیں گھبرانا نہیں چاہیئے، بلکہ سُرت شبد کا جو مارگ وہ ہمیں بتا گئے ہیں اُس پر مُستقِل مِزاجی سے چلنے کی کوشِش کرنی چاہیئے۔ حضُور سچے پاتشاہ فرمایا کرتے تھے کہ وہ سب کے انگ سنگ ہیں۔ اُن کا فرمان صِرف میرے لئے ہی نہیں بلکہ ساری سنگت کے لئے ہے۔ ڈیرہ کے سبھی پریمی سیواداروں سے میری درخواست ہے

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitzed by eGangotri

کہ جو بھی سیوا وُہ کسی کے سپرد کر گئے ہیں، اُسے وُہ اچھی طرح سے نبھائے۔"

"سنگت آج سردار بہادر جی کی یاد میں دُور دُور سے اکٹھی ہُوئی ہے۔ یہاں آکر درشن دینے کے لئے مَیں سنگت کا شکریہ ادا کرتا ہُوں

مَیں نے کل بھی ڈیرہ کے کچھ پریمی ست سنگیوں کو بُلا کر عرض کی تھی اَور آج بھی ساری سنگت سے عرض کرتا ہُوں کہ مَیں اپنے آپ کو اِس قابل نہیں سمجھتا کہ اِتنے مہان اور کامل مُرشد کی پگڑی اپنے سر پر باندھ سکوں لیکن حضُور مہاراج جی میں سنگت کے وِشواس اَور پریم سے مجبُور ہو کر مَیں نے اپنے آپ کو سنگت کے حوالے کر دِیا ہے۔ سنگت جو مُناسب سمجھے کر سکتی ہے۔"

حضُور کے الفاظ پریم اَور مٹھاس سے بھرے تھے۔ ساری سنگت آپ کے اِس پریم اَور عاجزی سے بھرے الفاظ سُن کر پیار سے مگن ہو گئی سب کی آنکھوں میں پریم کے آنسو اُمڈ آئے اَور سسکیوں کی آوازیں آنے لگیں۔ آپ کی اِنکساری بھرے لفظوں نے گورُو نانک صاحب، کبیر صاحب، پلٹُو صاحب وغیرہ مہان سنتوں کی یاد تازہ کر دی، جنہوں نے اپنے آپ کو نیچ کرما، غریب بے چارہ، لالہ گولا وغیرہ کہہ کر بیان کیا ہے۔ حضُور مہاراج بابا ساون سنگھ جی اپنے آپ کو سنگت کا داس، داسن داس کہا کرتے تھے اَور اپنے لئے بڑے عاجزی بھرے لفظوں کا اِستعمال کیا کرتے تھے۔ دراصل سچّی اِنکساری سنتوں میں ہی مِلتی ہے۔

حضُور کی تقریر کے بعد سردار بچنت سنگھ جی نے حضُور کو وُہ شال[1] اوڑھایا جو سوامی مہاراج نے بابا جیمل سنگھ جی مہاراج کو بخشا تھا اَور جسے حضُور بڑے مہاراج جی کبھی کبھی اوڑھ کر ست سنگ میں تشریف لایا کرتے تھے۔ حضُور نے بڑے احترام سے شال اوڑھ لیا۔ پھر تایا جی نے آپ کو وُہ مُبارک دستار پیش کی جو سوامی جی مہاراج سے بابا جی مہاراج کو مِلی تھی۔ بابا جی مہاراج سے حضُور بڑے

---

[1] اِس شال کا ذِکر پہلے کیا جا چُکا ہے۔

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitzed by eGangotri

مہاراج جی کو اَور حضوُر بڑے مہاراج جی سے سردار بہادر جگت سنگھ جی کو ملی تھی۔ حضوُر نے اُس لال رنگ کی ریشمی پگڑی کو مستک (پیشانی) سے لگایا اَور پھر اپنے سر پر باندھ لیا۔ اِس کے بعد تایا جی نے بڑے پریم اَور عزّت سے ماتھا ٹیکا۔ ساری سنگت نے ماتھا ٹیک کر رادھا سوامی کی، جسے حضوُر نے ہاتھ جوڑ کر بڑی نمرتا سے سر جُھکا کر قبوُل کیا۔ اِس وقت حضوُر کی آنکھوں سے آنسو بہہ رہے تھے، لیکن چہرے پر گہری شانتی تھی اَور چہرہ رُوحانی شان سے چمک رہا تھا۔ سنگت کی آنکھوں سے آنسو بہہ نِکلے، گلے بھر آئے اَور باطن میں پیار لہرا اُٹھا۔

مجھے تو آپ سے اپنی پہلی مُلاقات میں ہی یقین ہو گیا کہ ستگوُرو دِیندیال نے جیوؤں کی سنبھال و نام دان کا مُشکِل کام ایک مہان ہستی اَور قابِل رہبر کے ہاتھوں میں سونپا ہے۔ ایک دِن جب آپ کے پاس مَیں اکیلا تھا تو اِنہی جذبات کو مَیں نے الفاظ میں ظاہر کرنے کی کوشش کی۔ اِس پر حضوُر نے فرمایا، "دِیوان صاحِب! ستگوُرو سچّے پاتشاہ کا داس ہو کر رہنے میں جو آنند تھا، وُہ مالِک بننے میں کہاں! اُن کے چرنوں میں رہنے کا جو مَوقعہ مِلا وُہ ایک بہُت بڑی خُوش قسمتی ہے۔ اُس کی مِثال دُنیا میں کہیں نہیں۔ بندگی اَور بھگتی میں جو آنند ہے وُہ گورُو بننے اَور گورُوگدّی کی ذِمّہ داریوں میں نہیں ہے۔ اگر سردار بہادر جی یا حضوُر مہاراج جی اِس بارہ میں میری رائے لیتے تو مَیں کبھی اِس ذِمّہ داری کو قبوُل نہ کرتا۔ ستگوُرو سچّے پاتشاہ حضوُر مہاراج جی کے چرنوں میں رہ کر جو بادشاہی مَیں نے کی، وُہ اب کہاں!"

حضوُر کے مُرشِد مہربان سے پیار اور عاجزی بھرے لفظوں کو سُن کر میری آنکھیں بھر آئیں۔ مَیں پُوچھنا چاہتا تھا کہ کیا، "ہر کا سیوک سو ہر جیہا" نہیں ہوتا؟ "کیا ست گورُو سچّے پاتشاہ نے آپ کو اپنی ذاتی صوُرت نہیں بنا لیا ہے؟ کیا سیوک سوامی اور سوامی سیوک نہیں بن چُکا ہے؟" لیکن گلا رُک گیا، آنسو اُمڈنے

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitzed by eGangotri

کو تھے۔ چپ چاپ باہر آ گیا۔

حضور مہاراج چرن سنگھ جی کے گورو گدی پر رونق افروز ہونے کے اشارے کافی عرصہ پہلے سے ہی مل رہے تھے۔ ایک بار ڈلہوزی میں اور پروفیسر جگموہن لعل کے اصرار کرنے پر حضور مہاراج ساون سنگھ جی نے تو صاف بتا دیا تھا کہ ایک دن آپ اس ذمہ داری کو نبھائیں گے اور ہماری رہنمائی کریں گے۔ سردار بہادر جی نے جب آپ کو اپنا جانشین مقرر کر دیا تو میرے دوست ملک رادھا کشن[1] جی نے مجھے بتایا کہ حضور مہاراج بابا ساون سنگھ جی تو بہت عرصہ پہلے ہی آپ کے گورو گدی سنبھالنے کے بارے میں ملک صاحب کو بتا چکے تھے۔

حضور مہاراج چرن سنگھ جی نے فروری 1952ء کے ماہانہ ست سنگ کے موقعہ پر پہلا ست سنگ بخشا۔ آپ نے تلسی صاحب کا شبد، "دل کا حجرہ صاف کر جاناں کے آنے کے لئے" لیا اور بڑے پریم سے تشریح کی۔ ست سنگ کے امرت بھرے وشیر بچن سن کر سنگت نہال ہو گئی۔ بھائی شادی تو اتنا خوش ہوا کہ اس کا چہرہ خوشی سے چمک اٹھا۔ چاروں طرف کا ماحول روحانیت کے شوق سے بھر گیا۔

لیکن حضور نے ابھی تک نام دان کی بخشش شروع نہیں کی تھی۔ جیو تڑپ رہے تھے۔ حضور نے پاس لوگ عرض کرتے، پرانے بزرگ ست سنگی آ کر التجا کرتے کہ نام دان شروع فرمائیں، لیکن موج نہ ہوئی۔ مارچ 1953ء میں ایک امریکی خاتون شریمتی کنجر ڈیرہ آئیں۔ حضور کے دیدار اور ست سنگ سے بہت متاثر ہوئیں۔ نام کی بخشش کے لئے عرض کرنے لگیں۔ حضور نے دیا کر کے 10 اپریل 1953ء کو انہیں نام دان بخشا۔ اس کے بعد 5 جون 1953ء کو

---

[1] ملک رادھا کشن جی، پنجاب اور ہریانہ کے مشہور وکیل تھے۔ آپ بھی رحلت فرما چکے ہیں۔ آپ کا شمار اپنے علاقہ کے چوٹی کے وکیلوں میں ہوتا تھا۔ ہندوستان کے بٹوارہ سے پہلے آپ ملتان میں وکالت کرتے تھے۔ آپ پر حضور مہاراج ساون سنگھ جی کی بہت دیا تھی۔

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitzed by eGangotri

حضُور نے ڈیرہ کے سکریٹری مرحُوم شری کھنّہ کی والدہ صاحبہ، بیوی شریمتی ستیہ وتی کھنّہ اور فرزند شری جتیندر کھنّہ کو نام دان بخشا۔ لیکن پھر بھی حضُور نے نام کی عام بخشش شرُوع نہیں کی تھی۔

اِتوار 25 اکتُوبر 1953ء کے روز حضُور سردار بہادر مہاراج جی کا بھنڈارہ تھا۔ سنگت کافی تعداد میں آئی ہُوئی تھی۔ ست سنگ گھر کا میدان بھر گیا تھا۔ حضُور مہاراج چرن سنگھ جی نے قریب ڈیڑھ گھنٹہ تک بڑا پُر اثر ست سنگ بخشا۔ ست سنگ ختم ہوتے ہی، بابا مہاراج کے بُزرگ، ست سنگی بابُو گلاب سنگھ جی اُٹھے اور بولے کہ مَیں کچھ عرض کرنا چاہتا ہُوں۔ حضُور کی اِجازت سے آپ لاؤڈ سپیکر پر آئے اور کچھ منٹ کے لئے بولے۔ آپ نے عرض کی، "حضُور کی سیوا میں مَیں پہلے بھی کئی بار عرض کر چُکا ہُوں کہ نام دان شرُوع فرماویں۔ نام کے پیاسے جیو تڑپ رہے ہیں۔ پچھلی بار جب مَیں دہلی گیا تو کئی پریمی ست سنگیوں نے مجھ سے کہا کہ اِس بار اگر مہاراج جی نام دان نہیں کریں گے تو ہم دہلی آنے پر اُن کی موٹر کے آگے لیٹ جائیں گے اور نام دیئے بغیر جانے نہیں دیں گے۔ ساری سنگت آج اُمید لگائے بیٹھی ہے۔ مَیں آج پھر اپنی طرف سے، سنگت اور نام دان چاہنے والوں کی طرف سے عرض کرتا ہُوں کہ حضُور نام دان کے خزانے کا دروازہ کھول دیں، اور نام دان کے لئے ترستے جیوؤں کی پیاس بجھائیں۔"

بابُو گلاب سنگھ جی کی تقریر نے سب کے دِل کو چھُو لیا۔ سنگت کی آنکھیں بھر آئیں۔ نام دان کے خواہش مند اپنے جذبات کی اِس واضح ترجمانی سے نہال ہو گئے۔ سنگت خاموش بیٹھی تھی۔ سب کی نظریں حضُور مہاراج جی پر جمی تھیں۔ حضُور کی آنکھوں میں آنسُو بھر آئے تھے۔ آپ نے بابُو گلاب سنگھ جی کی تقریر کے جواب میں فرمانا شرُوع کیا، "اِس سے پہلے بھی بابُو جی اور کچھ دِیگر بُزرگ ست سنگی مجھ سے نام دان کے لئے اِصرار کر چُکے ہیں۔ حضُور سردار بہادر جی بھی مجھے حُکم فرما گئے

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitzed by eGangotri

ہیں۔ میں تو ستگورو اور سنگت کا داس ہوں ....." حضور آگے کچھ نہ کہہ سکے۔ آپ کا گلا رُک گیا اور آنکھوں سے آنسو بہہ نکلے۔ ساری سنگت کی آنکھیں بھر آئیں۔ حضور نے کچھ دیر ٹھہر کر پھر کچھ کہنے کی کوشش کی۔ لیکن گلا بھر آیا۔

دوسرے دن 26 اکتوبر 1953ء کو ستگورو دین دیال نے اپنی دیا مہر کا خزانہ کھول دیا۔ صبح نو بجے نام دان کی بخشش شروع کر دی۔ حضور اپنی کوٹھی سے نکل کر بڑے مہاراج جی کی کوٹھی میں گئے۔ سنگت راستے کے دونوں طرف درشنوں کے لئے کھڑی تھی۔ آپ سردار بہادر مہاراج جی کا دیا ہوا وہ شال اوڑھے ہوئے تھے، جس کا ذکر پیچھے آچکا ہے۔ جب آپ حضور مہاراج جی کی کوٹھی سے باہر آئے تو چہرے پر بے مثال روحانی نور تھا۔ سنگت کو درشنوں سے نہال کرتے ہوئے آپ بڑے ست سنگ گھر میں پہنچے اور نام کی بخشش شروع کی۔

اسی طرح دوسرے ملکوں میں بھی نام کی بخشش جو سردار بہادر مہاراج جی کے بعد بند ہو گئی تھی۔ پھر شروع ہو گئی۔ دوسرے ملکوں میں حضور کے دوروں میں ست سنگ اور نام دان کے پرچار کا ذکر تو آگے کیا جائے گا۔ یہاں نام دان کے بارے میں ایک چھوٹا سا واقعہ دیا جاتا ہے۔

جنوبی افریقہ میں ڈربن شہر میں رہنے والی ایک بوڑھی عورت شریمتی ایمی آلیوئیر پچھلے کچھ برسوں سے سنت مارگ میں دلچسپی لے رہی تھیں۔ آپ نے سردار بہادر مہاراج جی کو خط لکھ کر نام دان کے لئے درخواست کی تھی۔ جواب ملا کہ ابھی آپ کا وقت نہیں آیا ہے۔ وقت آنے پر آپ کو نام دان دینے کا انتظام کیا جائے گا۔ 1954ء میں جب حضور سردار بہادر جی جوتی جوت سما گئے تو شریمتی ایمی آلیوئیر نے حضور مہاراج چرن سنگھ جی کو نام دان کے لئے لکھا۔ حضور نے جواب دیا کہ میں نے ابھی نام دان دینا شروع نہیں کیا ہے، جب شروع کروں گا تو آپ کو اطلاع دے دوں گا۔ 26 اکتوبر کی صبح کو شریمتی ایمی آلیوئیر ڈربن میں اپنے کمرے بیٹھی کچھ پڑھ رہی تھیں

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitzed by eGangotri

اچانک اُنہیں ایسا لگا کہ کوئی نورانی صورت (تجسّمی سروپ) اُن کے سامنے سے ہوتی ہوئی یہ کہہ کر گزر گئی کہ "نام دان شروع ہو گیا ہے، تم آسکتی ہو"۔ شریمتی ایمی آلیوئیر نے ابھی تک حضور کا کوئی فوٹو نہیں دیکھا تھا۔ لیکن اُنہیں یہ اندازہ لگانے میں دیر نہ لگی کہ یہ دِلکش ہستی کون تھی۔ یہ تجربہ اِتنا صاف تھا کہ آپ نے فوراً سفر کی تیاری شروع کر دی اور ایک ہفتے کے اندر بحری جہاز سے بھارت کے لئے روانہ ہو گئیں۔ ہیضہ، ٹائیفائیڈ اور چیچک کے ٹیکے آپ نے ایک ساتھ ہی لگوا لئے اور اُن کی وجہ سے بحری سفر، بخار اور بے چینی کی حالت میں ہی طے ہُوا۔ نومبر میں آپ ڈیرہ پہنچیں اور یکم جنوری ۱۹۷۲ء کو حضور سے نام دان کی بخشش پائی۔

3. رادھا سوامی ست سنگ بیاس سوسائٹی کا قائم ہونا

دُنیا کے لوگ جنہیں اصلیت کا علم نہیں، سمجھتے ہیں کہ ست گورو بننا شاید کوئی بڑا ہی فائدہ مند سودا ہے۔ ہوسکتا ہے کہ کسی دُنیا دار، خود غرض یا لالچی آدمی کیلئے گورو بننا فائدے مند ہو، لیکن حضور مہاراج چرن سنگھ جی اور آپ کے خاندان کو آپ کے گورو بننے سے جو فائدہ ہُوا، اُس کا اندازہ مندرجہ ذیل باتوں سے لگایا جاسکتا ہے۔

حضور مہاراج چرن سنگھ جی اپنے علاقہ کے مشہور وکیلوں میں شمار ہوتے تھے۔ اور آپ کو وکالت سے دو ہزار روپے سے زیادہ کی ماہانہ آمدن تھی۔ آپ کا ایک بہت بڑا فارم اور ایک شکر کا کارخانہ تھا۔ آپ وکالت کے ساتھ ساتھ سرسہ سے ہی اپنے زراعتی فارم اور شکر کے کارخانے کا کام بھی چلا سکتے تھے۔ گورو گدی

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitzed by eGangotri

پر رونق افروز ہونے کے بعد سرسہ چھوڑنے کا یہ نتیجہ ہوا کہ ایک تو آپ کو اپنی وکالت کی آمدنی کی قربانی دینی پڑی اور دوسرے کاشتکاری اور کارخانے کی دیکھ بھال کے لئے آپ کے بھائی کپتان پرشوتم سنگھ کو اپنی فوجی ملازمت سے استعفےٰ دے کر آنا پڑا۔ کپتان پرشوتم سنگھ کا شمار بڑے بہادر اور قابل افسروں میں ہوتا تھا اور وہ جلد ہی میجر بننے والے تھے۔ اُن کے ساتھی کرنل اور بریگیڈیئر بن گئے ہیں۔

یہاں یہ ذکر کر دینا بھی غیر مناسب نہ ہوگا کہ سنگت جو نذرانے اور سیوا میں رقم دیتی ہے۔ اُس میں سے آپ نے کبھی ایک پیسہ بھی اپنے یا اپنے خاندان کے لئے خرچ نہیں کیا۔ آپ کا اور آپ سے پہلے ڈیرہ کے سبھی ست گورو صاحبان کا یہی اصول رہا ہے۔ اور وہ ہمیشہ بڑی مستقل مزاجی اور ایمانداری سے اِس پر چلتے رہے ہیں۔ یہ سچے سنتوں کی نشانی ہے۔ دُنیادار لوگ تو دھن کے پیچھے مارے مارے پھرتے ہیں اور اُسے حاصل کرنے کے لئے جھوٹ بولنے یا دھوکہ دینے سے بھی باز نہیں آتے۔ لیکن سنت ہمیشہ اپنی حق حلال کی کمائی پر اپنا گزارہ کرتے ہیں۔ اور اُسی پر خوش رہتے ہیں۔

یہ سنت مت اور خاص کر رادھا سوامی مارگ کا بنیادی اصول ہے کہ کامل مرشد، دیہہ دھاری پرماتما (مجسم خداوند تعالےٰ) ہوتے ہیں اور وہ اپنی تمام پرمارتھی جائداد کا جیسا بھی چاہیں استعمال کر سکتے ہیں۔ اپنے مریدوں سے ملی ہوئی ہر طرح کی بھینٹ و سیوا اور اپنے ستگورو سے ملی سبھی جائداد اُن کی ذاتی جائداد مانی جاتی ہے اور ایسی جائداد کو استعمال کرنے کے اُن کے اختیارات پر کوئی پابندی نہیں ہوتی۔ لیکن ڈیرہ کے سبھی ستگورو صاحبان نے کبھی اِس جائداد کا اپنے ذاتی اور نجی کام کے لئے استعمال نہیں کیا۔ سنگت کا دیا ہوا نذرانہ و سیوا اور تمام پرمارتھی جائداد کا وہ ہمیشہ ست سنگ کی ترقی اور بہبودی کے لئے اور سنگت کی بھلائی کے لئے ہی استعمال کرتے رہے ہیں۔

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitzed by eGangotri

حضور مہاراج چرن سنگھ جی نے 1957ء میں اِس تمام پرمارتھی جائداد کا ایک ٹرسٹ بنانے کا فیصلہ کیا۔ جب آپ نے یہ خیال رائے صاحب مُنشی رام، رائے بہادر شنکر داس و کچھ دیگر بزرگ ست سنگیوں کے سامنے ظاہر کیا تو انہوں نے اِس کی مخالفت کی۔ اُنہوں نے عرض کی کہ سنت مت کے بُنیادی اُصول و روایت کے مُطابق اِس تمام پرمارتھی جائداد اور سیوا میں آنے والی رقم کے آپ واحد مالک ہیں اور وہ آپ کے ہی نام میں رہنی چاہیئے۔ لیکن حضور نے فرمایا کہ شروع سے ڈیرہ کے ستگورو اِس جائداد کو سنگت کی امانت کی شکل میں رکھتے اور سنبھالتے آئے ہیں۔ دراصل وہ اِس کے ٹرسٹی ہیں، چنانچہ میں چاہتا ہوں کہ اِسی اصول و روایت کو قانونی شکل دے دی جائے تاکہ آئندہ کے لئے مُستقل بندوبست ہو جائے اور ڈیرہ کا سارا کام اچھی طرح سے چلتا رہے۔ حضور نے یہ بھی سمجھایا کہ اِس طرح کا اِنتظام ہو جانے سے مجھ کو بھی تو ست سنگ اور سنگت کی سیوا کے لئے زیادہ وقت مل سکے گا۔

چنانچہ حضور نے پہلے تو خود کو اِس ساری جائداد کا ٹرسٹی مُقرر کیا اور 25 اکتوبر 1957ء کے روز ایک رجسٹری شُدہ دستاویز کے ذریعہ اِس امر کو قانونی شکل دے دی۔ پھر اُسی دِن حضور نے اِس تمام جائداد کو رجسٹرڈ ٹرسٹ سوسائٹی "رادھا سوامی ست سنگ، بیاس" کے نام مُنتقل کر دیا۔ جو کہ سوسائٹیز رجسٹریشن ایکٹ 21 (1860) کے تحت 11 اکتوبر 1957ء کو رجسٹرڈ ہو چکی تھی۔

سوسائٹی کے رُوحانی مقاصد میں رادھا سوامی مارگ کے اُن عقیدوں و اصولوں کے مُطابق رُوحانی و اخلاقی ترقی کے لئے مُفید جانکاری کا پرچار (تبلیغ) کرنا ہے، جنکی تلقین رادھا سوامی ست سنگ بیاس کے ستگورو صاحبان نے کی ہے۔ سوسائٹی کے مقاصد میں اِنتظام سے مُتعلقہ کام بھی ہیں۔ اِن میں ہیں

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitzed by eGangotri

ڈیرہ و ڈیرہ سے باہر دیگر مقامات میں ست سنگ کا انتظام کرنا، سادھوؤں، سیوادروں اور ست سنگیوں کی رہائش کا انتظام کرنا و اُن کی ضرورتوں و آرام کا خیال رکھنا، بھارت و دیگر مُلکوں میں رادھا سوامی مارگ کے پرچار کیلئے کتابیں چھپوانے و اُن کو فروخت کرنے کا انتظام کرنا، کالونی میں ہسپتال، لائبریری و ریڈنگ رُوم چلانے کا انتظام کرنا اور رادھا سوامی کالونی بیاس ست سنگ گھروں و ست سنگ کی دیگر جائدادوں کی دیکھ بھال، انتظام و ترقی کے لئے کام کرنا۔

حضور مہاراج چرن سنگھ جی نے حضور بڑے مہاراج جی اور سردار بہادر مہاراج جی کے پریمی ست سنگیوں میں سے مندرجہ ذیل ست سنگیوں کو اِس سوسائٹی میں نامزد کیا:

مہاراج چرن سنگھ جی گریوال — سرپرست

جناب جگموہن لعل (ریٹائرڈ وائس پرنسپل)

رائے بہادر مُنشی رام، ایم۔اے (ریٹائرڈ ڈسٹرکٹ و سیشن جج)

محترمہ پرکاش وَتی سُود، ایم۔ایل۔اے (ڈپٹی منسٹر سوشل ویلفیئر، یو۔پی)

جناب رام جی داس آہلووالیہ، ایم۔اے (ریٹائرڈ ایجنٹ امپیریل بنک آف انڈیا)

جناب نَلِک رادھا کشن کھنہ، ایم۔اے۔ایل۔ایل۔بی (ایڈووکیٹ، جصار)

لالہ تاراچند اگروال، پی۔سی۔ایس (ڈپٹی کسٹوڈین جنرل، بھارت سرکار)

جناب کشوری لعل بھارگو (بیوپاری، دہلی)

جناب سومیشور سہائے بھارگو (بیوپاری)

جناب ای۔رنگاراؤ نائیڈو (بیوپاری، ناگپور)

جناب لیلارام شام داس واسوانی (بیوپاری)

رائے بہادر شنکر داس، بی۔اے، ایل۔ایل۔بی، ایڈووکیٹ (ریٹائرڈ پبلک پراسیکیوٹر)

جناب دامودر داس، آئی۔اے۔ایس (سرکاری افسر)

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitzed by eGangotri

سردار گلاب سنگھ بندرا (ریٹائرڈ سرکاری مُلازم)

سردار گلاب سنگھ بندرا سوسائٹی کے پہلے صاحبِ صدر تھے۔ آپ ایک بُزرگ ست سنگی تھے، جن کو باباجی مہاراج سے نام دان مِلا تھا۔ اَور جو اپنی سرکاری مُلازمت کے دِنوں میں حضُور مہاراج ساون سنگھ جی کے ماتحت کام کر چُکے تھے، اَور حضُور کے پاس کئی برسوں تک رہ چُکے تھے۔ سردار گلاب سنگھ جی کی وفات کے بعد راجہ صاحب سانگلی شریمنت چنتامن راؤ، اپاصاحب پٹوردھن، کے۔ سی۔ ایس۔ آئی، پدم بھوشن صاحبِ صدر بنے۔ اُن کے بعد رانی لکشمی بائی راجواڑے، ایم۔ آر۔ سی۔ ایم (دھرم پتنی، میجر جنرل (مرحُوم) راجواڑے) اِس سوسائٹی کی صاحبِ صدر بنائی گئیں۔

سوسائٹی کی پہلی اِنتظامیہ کمیٹی کے ممبران تھے:

1. رائے صاحب مُنشی رام، ایم۔ اے (چیئرمین)
2. جناب رام جی داس آہلووالیہ، ایم۔ اے (سکریٹری)
3. دِیوان لیلا رام شام داس واسوانی (ممبر)

رائے صاحب مُنشی رام جی کی وفات کے بعد لالہ تاراچند اگروال اِنتظامیہ کمیٹی کے چیئرمین بنے۔ جناب رام جی داس آہلووالیہ کی وفات کے بعد شری کے۔ ایل۔ کھنہ کو ٹرسٹ کا سکریٹری مُقرّر کیا گیا۔ اُن کی وفات کے بعد جناب ایس۔ ایل۔ سوندھی 1992ء تک سکریٹری رہے۔ (آج کل سردار سیوا سنگھ سکریٹری ہیں) لگاتار بیمار رہنے کی وجہ سے لالہ تاراچند جی اگروال نے اِستعفا دے دِیا ہے اور اُن کی جگہ پر جناب جال۔ پی۔ قاصد (بمبئی کے ایک ریٹائرڈ پارسی بیوپاری) چیئرمین بنے۔ سوسائٹی کی مِیٹنگوں میں کچھ خاص پُرانے ست سنگیوں کو بھی بُلایا جاتا ہے تاکہ اُن کے تجربوں سے فائدہ اُٹھایا جا سکے۔

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitzed by eGangotri

سوسائٹی کا آئین اور قواعد و قانون باقاعدہ چھپے ہوئے ہیں۔ اور انہیں کے مطابق سارا کام کیا جاتا ہے۔ ڈیرہ کا اور باہر کے ست سنگ کا سب انتظام ست گورو مہاراج چرن سنگھ جی کی رہنمائی میں سوسائٹی بخوبی تمام کر رہی ہے سوسائٹی کا باقاعدہ حساب رکھا جاتا ہے۔ اور ہر سال اس کی جانچ پڑتال (آڈٹ) ہوتی ہے۔ کوئی بھی ست سنگی حساب کو دیکھ سکتا ہے۔ حساب اور سالانہ رپورٹ کی کاپیاں دیش ودیش کے سبھی مرکزوں کے سکریٹری صاحبان کو بھیجی جاتی ہیں۔ ڈیرہ کے سبھی محکموں کا کام مختلف ممبروں اور قابل سیواداروں کے ذمہ ہے۔ یہ ممبر اور سیوادار تجربہ کار، ریٹائرڈ اعلےٰ افسر ہیں۔ اور ڈیرہ میں رہ کر یہ سیوا بڑی قابلیت، محنت اور ایمانداری سے بغیر کسی تنخواہ کے کر رہے ہیں۔

4. ایک ضروری اصلاح

یہاں میں اس بنیادی سماجک اصلاح کا ذکر کرنا چاہتا ہوں، جو حضور نے ڈیرہ میں کی۔ اس کی پوری اہمیت اور آنے والے وقت پر اس کے اثر کا اندازہ تو مورخین ہی لگا سکیں گے۔ مہاتما گاندھی نے اور آزادی کے بعد پنڈت جواہر لعل نہرو و ان کی سرکار نے قانون کے ذریعے ملک سے چھوت چھات کی بیماری کو ختم کرنے کی پوری کوشش کی، لیکن بھنگی، چمار وغیرہ 'ہریجن' کہلانے کے باوجود بھی اچھوت ہی رہے۔ کبیر صاحب، رویداس وغیرہ اعلےٰ درجہ کے مہاتماؤں نے ان جاتیوں میں جنم لیا۔ پھر بھی یہ جاتیاں سماج میں دیگر اونچی جاتیوں کے برابر نہیں گنی جا سکیں۔ اس صدیوں پرانی بیماری کا علاج تو کوئی خاص ہی کر سکتا تھا۔ پنجاب و اتر پردیش میں ہریجنوں کا چھوا ہوا کھانا بھی نہیں کھایا جاتا تھا۔ انہیں اونچی ذات والوں کے کنوؤں سے پانی بھرنے

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitzed by eGangotri

اَور اُن کے مندروں میں پُوجا کرنے کا حق نہیں تھا۔ جنُوبی ہندوستان میں تو ہریجنوں کے سائے تک سے پرہیز کیا جاتا تھا۔

سنتوں نے کبھی ذات پات کا بھید بھاؤ نہیں رکھا۔ باباجی مہاراج کے ستسنگیوں میں ہندُو، مُسلمان، برہمن، ہریجن سبھی ذات کے لوگ تھے۔ اُس زمانے میں بھی باباجی مہاراج اپنے سبھی جاتیوں کے ستسنگیوں کے گھروں میں جاکر ستسنگ کرتے تھے۔ اِسی طرح کانگڑہ ضلع کے پہاڑی علاقوں میں حضُور مہاراج ساون سنگھ جی کے بے شُمار ستسنگی ہریجنوں میں سے تھے۔ اَور آپ اُن کے گھروں میں جاتے، درشن دیتے اَور ستسنگ فرمایا کرتے تھے۔ سردار بہادُر مہاراج جی نے بھی کبھی بھید بھاؤ کا خیال نہیں کیا تھا۔ آپ نے بھی پہاڑی علاقوں کے دَوروں میں ہریجنوں کے گھروں میں ستسنگ کیا۔ اَور اُن کے گھروں میں گئے۔ لیکن پُرانے سنسکار ابھی بھی سنگت کے دِل میں گھر کیئے ہُوئے تھے۔ اَور ڈیرہ میں و دِیگر کئی جگہوں پر سنگت ہریجن ستسنگیوں کے ساتھ بھوجن نہیں کرتی تھی۔ لنگر میں ہریجن الگ کھانا کھاتے تھے۔ اَور پہاڑوں میں اُن کا لنگر الگ ہوتا تھا۔

حضُور مہاراج چرن سنگھ جی نے سنگت میں اِس بھید بھاؤ کے رَویّے کو ختم کرنے کا فیصلہ کیا۔ گدّی نشینی کے کچھ عرصہ بعد حضُور مہاراج ساون سنگھ جی کے جنم دِن کے بھنڈارہ کے مَوقعہ پر ایک دِن آپ نے سنگت سے فرمایا، "مَیں کچھ عرصہ سے ایک بڑی سنجیدہ اَور ضرُوری بات پر غوَر کر رہا ہُوں، جسے آج سنگت کے آگے پیش کرنا چاہتا ہُوں۔ سبھی دھرموں و جاتیوں کے پیشوا، سبھی اَوتار، پیغمبر، رِشی مُنی اَور وید، قرآن، بائیبل وغیرہ سبھی دھرم گرنتھ اِس بات کو مانتے ہیں کہ پرماتما ہم سب کا باپ ہے اَور ہندو مُسلمان، سِکھ، عیسائی، جین، بُدھ وغیرہ سب اِنسان اُس کے بیٹے ہیں۔ ہندُوستان، چین، جاپان وغیرہ

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitzed by eGangotri

دیشوں کا بھی وہی مالک ہے، اور عرب، ایران، امریکہ، افریقہ وغیرہ کا بھی وہی سوامی اور خالق ہے۔ نہ اُس پرماتما کی کوئی ذات ہے اور نہ ہی ہماری آتما کی کوئی ذات ہے۔ کسی نے بھی آج یہ نہیں کہا کہ وہ پرماتما ہندو ہے یا وہ سکھ ہے، عیسائی ہے یا مسلمان ہے۔ مسلمان فقیر بھی اُسے ربّ العالمین کہتے ہیں یعنی وہ رب یا پرماتما جو سارے عالم کا ایک ہی ہے۔ اُس پرماتما کی کوئی قوم نہیں، اُس کا کوئی مذہب نہیں، کوئی مُلک نہیں۔ پرماتما نے انسان پیدا کئے ہیں۔ یہ قوم اور مذہب تو ہمارے بنائے ہوئے ہیں۔ ہماری رُوح (آتما) اُس رب (پرماتما) کا جزو (انش) ہے۔ اُس ست نام سمندر کی بوند ہے۔ اگر سمندر کی کوئی ذات نہیں تو بوند کی کیا ذات ہو سکتی ہے۔ اگر سورج کی کوئی ذات نہیں تو کرن کی کیا ذات ہو سکتی ہے۔"

"ہم سب دُنیا کے جیو فضول ہی اِن ذات پات، قوموں، مذہبوں کے جھگڑوں میں پھنسے ہوئے ہیں۔ ہم سب کو اپنی ذات پات یہیں چھوڑ کر چلے جانا ہے۔ نہ آج تک یہ ذاتیں کسی کے ساتھ گئی ہیں، نہ کبھی جا سکتی ہے۔ وہاں کوئی یہ نہیں پوچھے گا کہ آپ ہندو تھے یا مسلمان؟ سکھ تھے یا عیسائی؟ یا آپ ہندوستان سے آئے ہیں یا امریکہ یا افریقہ سے؟ وہاں ہمارے اعمال دیکھے جائینگے، ہمارا بھگتی بھاؤ دیکھا جائے گا۔ مشہور مسلمان فقیر بُلّھے شاہ بھی یہی کہتے ہیں ــــ

"عملاں اُتے ہون نبیڑے کھڑی رہن گیاں جاتاں"، جو اپنے اعمال اور کرموں کی طرف دھیان دیتے ہیں اُنہیں کا نبیڑا ہوتا ہے۔ اُنہی کا حساب کتاب ختم ہوتا ہے، جنہیں اپنی ذات پات کا غرور ہے۔ اُنہیں وہاں کوئی نہیں پوچھتا۔ پلٹو صاحب فرماتے ہیں:

پلٹو اُونچی ذات کا جن کوئی کرے ہنکار
صاحب کے دربار میں کیول بھگتی پیار

(پلٹو صاحب کی بانی
حصہ اوّل، کنڈلی 218)

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitzed by eGangotri

پرماتما ایک ہے۔ اُسی نے ہم سب کو پیدا کیا ہے۔ ہر انسان کو اُس نے آنکھ، کان، ناک، ہاتھ پاؤں وغیرہ ایک جیسے دیئے ہیں۔ موسموں میں فرق ہونے کی وجہ سے ہمارے رنگ رُوپ میں ضرور کچھ تبدیلی آ جاتی ہے۔ لیکن مالک کی بخشش ہم سب کو ایک جیسی ملی ہے۔ جب پرماتما ہم سب کے اندر ہے، ہم سب اُس کے بیٹے ہیں، اُس کے جزو ہیں، تب بھی اگر کوئی کسی سے نفرت کرتا ہے تو وہ پرماتما سے نفرت کر رہا ہے۔ اگر کسی اِنسان کو نیچ یا اچھوت سمجھتا ہے تو وہ دراصل اُس مالک کو اچھوت سمجھ رہا ہے۔ ہر ایک کے اندر وہ پرماتما بیٹھا ہے، ہم بُرا یا نیچ کسے کہہ سکتے ہیں۔

ست سنگیوں میں ذات پات کا کوئی بھید بھاؤ نہیں ہونا چاہیئے۔ ہم سب ست سنگی آپس میں بھائی بھائی ہیں۔ ہم میں کوئی اُونچا یا نیچا نہیں۔ کوئی 'اُتم' یا 'اچھوت' نہیں۔ ہمارا سب کا باپ ست پُرش (کُل مالک) ہے اور ہماری ذات و قوم 'ست نام' ہے۔ اِس لئے میں سنگت سے عرض کرتا ہُوں کہ آج سے ست سنگ میں یا لنگر میں کسی قسم کا بھید بھاؤ نہ کیا جائے۔ ایک صاف سُتھرے ست سنگی کو، چاہے وہ کسی بھی نیچی ذات کا مانا جاتا ہو، لنگر میں کھانا بنانے اور کھلانے کا اُتنا ہی حق ہوگا جتنا کسی بھی دیگر ذات کے شخص کو ہے۔ لنگر کا دروازہ سب کے لئے کھُلا ہے۔ جو چاہے سیوا کرے۔ سو سب سنگت ایک ہی قطار میں بیٹھ کر پریم پیار سے کھانا کھائے۔"

حضور جانتے تھے کہ ہم لوگ کتنے تنگ دِل اور لکیر کے فقیر ہیں۔ چنانچہ آپ نے آخر میں فرمایا، "جو لوگ ست سنگ میں آکر بھی اِس قسم کے اُونچ نیچ کا خیال رکھتے ہیں اُن کا ست سنگ میں آنے کا کیا فائدہ ہے؟ میں عرض کروں گا کہ یہاں آکر اس طرح کا بھید بھاؤ کا سلوک نہ کریں۔"

ہر نئے سُدھار (REFORM) یا اِصلاح کی مخالفت ہوتی ہے اور یہ تو

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitzed by eGangotri

ایک ایسی اِصلاح تھی جو بڑے بڑے سماج سُدھارکوں سے بھی نہ ہو پائی تھی چنانچہ کچھ پُرانے ست سنگیوں نے حضُور سے عرض کی کہ اگر لنگر میں سب کو ساتھ بٹھانے کی کوشش کی گئی تو سنگت میں ناراضگی پھیلنے کا ڈر ہے۔ اور ہو سکتا ہے کہ سنگت ڈیرہ میں آنا کم کر دے۔ لیکن حضُور نے اُنہیں پیار سے سمجھایا اور اپنے فیصلے پر قائم رہے۔ جس دِن پہلی بار سبھی جاتیوں کے لوگوں کو ایک ساتھ کھانا کھلانا شروع کیا جانا تھا اُس دِن مہاراج جی خُود لنگر میں تشریف لے گئے، لیکن حضُور نے دیکھا کہ اگرچہ ہریجنوں کی قطاریں الگ نہیں تھیں، پھر بھی باقی قطاروں سے ذرا ہٹ کر تھیں۔ اور وُہ سب اِکٹھے بیٹھے ہُوئے تھے۔ ظاہر تھا کہ بھید بھاؤ نا بھی بھی مَوجُود تھی۔ یہ دیکھ کر حضُور خُود ہریجنوں کی قطار میں بیٹھ گئے۔ حضُور کو اُنکی قطار میں بیٹھتے دیکھ کر رائے صاحب مُنشی رام، لنگر کے اُس وقت کے بھنڈاری جناب جگن ناتھ اور ڈیرہ کے کچھ دیگر سیوادار بھی اُسی قطار میں بیٹھ گئے۔ حضُور اور ڈیرہ کے خاص خاص ست سنگیوں نے اُس قطار میں بیٹھ کر کھانا کھایا۔

اِس کے بعد حضُور نے ڈیرہ کے سبھی افسروں، پُرانے ست سنگیوں، سیواداروں، اور ست سنگ کرتاؤں (PREACHERS) وغیرہ کو اپنی کوٹھی میں کھانے کیلئے دعوت دی۔ اِن میں برہمن، ویش، شودر، ہندُو، سِکھ، مُسلمان وغیرہ سبھی جاتیوں کے لوگ تھے۔ حضُور نے سب کو مِلا کر بٹھایا۔ حضُور کے خاندان کے لوگوں نے بڑے پیار اور عزّت کے ساتھ سب کو کھانا کھلایا اور حضُور نے اپنے ہاتھ سے سب کو پرشاد بانٹا۔ اِس طرح حضُور کی قائم کردہ مِثال اور دَیا مہر سے جلد ہی لنگر میں برہمن، راجپُوت، ویش، شُودر، ہندُو، سِکھ، عیسائی اور مُسلمان سبھی اپنے بھید بھاؤ بھُول کر ایک ساتھ کھانا کھانے لگے۔ لنگر اب اِتنا بڑھ گیا ہے کہ ایک ہی بار میں ساٹھ ساٹھ ہزار اشخاص اِکٹھے بیٹھ کر کھانا کھاتے ہیں۔

حضُور کی اِس اِصلاح کا اثر آہستہ آہستہ ڈیرہ کے باہر کے مرکزوں میں

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitzed by eGangotri

بھی ہونے لگا۔ آج جہاں بھی حضُور کے ستسنگ کے موقعہ پر لنگر کا اِنتظام ہوتا ہے، وہاں سبھی لوگ ساتھ بیٹھ کر کھانا کھاتے ہیں۔ کانگڑہ ضِلع میں، جہاں کہ ستسنگیوں میں براہمنوں، راجپُوتوں اَور ہریجنوں کی بہُت بڑی تعداد ہے، جب بھی حضُور ستسنگ کے لئے تشریف لے جاتے ہیں تو سب کے لئے ایک ہی لنگر ہوتا ہے۔ اور سب پریم سے اِکٹھے بیٹھ کر کھانا کھاتے ہیں۔

5. ستگُورو کی دَیا و مہر کے چند واقعات

کامل مُرشِد کس طرح جیوؤں کو اپنے چرنوں میں بُلاتے ہیں۔

کلکتہ کے ایک کالج میں فِلاسفی کے پروفیسر جناب گھوشال نے اپنا تجربہ اِس طرح بیان کیا ہے:

"پچھلے سال جب میرے کالج میں موسم گرما کی چھُٹیاں ہُوئیں تو مَیں نے کشمیر اَور امرناتھ کی یاترا کرنے کا اِرادہ کیا۔ اگرچہ فاصلہ ڈیڑھ دو ہزار میل کے قریب تھا۔ لیکن اَمرناتھ کی ہزاروں فُٹ اُونچی برف سے ڈھکی چوٹی اَور عجیب وغریب قِصّے جو اِس گپھا کے مُتعلّق مشہُور تھے، اِن سب نے ایسا شوق میرے دِل میں پیدا کیا کہ مَیں اِس لمبے سفر کو اِختیار کرنے پر آمادہ ہو گیا۔ کئی دوستوں سے ذِکر کیا، لیکن کوئی میرے ساتھ چلنے کو تیار نہ ہُوا۔ آخر مَیں اکیلا ہی کلکتہ سے اِس کے لئے روانہ ہو گیا۔

ریل گاڑی سے امرتسر اَور وہاں سے بذریعہ بس پٹھانکوٹ و جمّوں ہوتے ہُوئے سرینگر پہُنچا۔ سرینگر سے ہم تقریباً تین سو یاتری ایک سرکاری افسر کی زیرِ نگرانی امرناتھ کی طرف روانہ ہو گئے۔ ہمارے ساتھ ڈاکٹر اَور فسٹ ایڈ کا سامان بھی تھا۔ چند براہمن اَور پروہت بھی، جو اَمرناتھ کی گپھا میں پُوجا کرانے کا اپنا خاندانی حق سمجھتے تھے، وہ سب آگے چھڑیاں لِئے روانہ ہُوئے۔ بہُت سے یاتری جن میں کئی

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitzed by eGangotri

سادھو بھی تھے، پیدل چل رہے تھے، کئی کرایہ کے گھوڑوں پر سوار تھے۔ مَیں نے بھی ایک گھوڑا کرایہ پر لے لیا۔"

پہلگام اور چندن باڑی کے برف کے پُل تک تو ہمیں کوئی قابلِ ذکر واقعہ پیش نہ آیا۔ لیکن آگے چل کر جب ہم چودہ پندرہ ہزار فُٹ سے زیادہ کی بلندی پر پہنچے تو مجھے کچھ گھبراہٹ سی ہونے لگی۔ ہم لوگ تنگ پہاڑی راستے سے جا رہے تھے راستہ اِتنا تنگ تھا کہ ہم قطار میں ایک کے پیچھے ایک جا رہے تھے۔ مَیں گھوڑے پر سوار تھا۔ پتہ نہیں پہاڑی گھوڑوں و گھوڑے والوں کو گہری کھائی کے کنارے پر چلنے کی عادت کیوں ہوتی ہے۔ مَیں نے کئی بار گھوڑے کو کھائی کے کنارے سے دُور چلانے کی کوشش کی، لیکن وہ کھائی کے کنارے کی طرف ہی چلتا رہا۔ کھائی بھی تو اِتنی گہری تھی کہ اگر کوئی گر جائے تو ہڈّی پسلی کا پتہ نہ لگے۔ اچانک میری آنکھوں کے سامنے اندھیرا چھانے لگا۔ ایسا معلوم ہونے لگا کہ بے ہوشی آنے والی ہے۔ مَیں نے اپنے آپ کو سنبھالنے کی کوشش کی۔ لیکن کچھ دُور چلنے کے بعد مجھ پر ایسی بے ہوشی چھا گئی کہ مَیں گھوڑے سے کھائی (کھڈ) کی طرف گر پڑا۔ ذرا سا ہوش باقی تھا تو مَیں کیا دیکھتا ہُوں کہ سفید کپڑوں میں ملبوس ایک دلکش سکھ صاحب نے مجھے اپنے مضبوط بازوؤں میں تھام لیا ہے۔ صرف ایک بار اُن کے خوبصورت چہرے اور روشن آنکھوں کو دیکھا اور مَیں بے ہوش ہو گیا۔ پتہ نہیں کتنی دیر بے ہوش رہا۔ شاید پانچ دس منٹ رہا ہُوں گا۔ جب کچھ ہوش آیا تو دیکھا کہ میرا سر اُنہیں صاحب کی گود میں تھا اور وہ داہنے ہاتھ سے میرے سر کو سہلا رہے تھے۔ پھر وُہ بولے، "اچھّا پھر ملیں گے۔" اِتنا کہہ کر وُہ میری نظروں سے اوجھل ہو گئے۔

مَیں نے گھوڑے والے سے پُوچھا، "وُہ کون تھے؟ کہاں گئے، جنہوں نے مجھے گرتے وقت سنبھالا تھا؟" گھوڑے والے نے سمجھا کہ ابھی مَیں ٹھیک نہیں ہُوں اور یونہی بے تُکی باتیں کر رہا ہُوں۔ لیکن جب مَیں نے اپنا سوال دُہرایا تو

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitzed by eGangotri

اُس نے جواب دیا کہ اُس نے کسی کو میرے پاس نہیں دیکھا۔ صرف مَیں ہی کھائی کے کنارے بے ہوش پڑا تھا۔ جیسے ہی اُس نے مجھے بے ہوش پڑا دیکھا، وہ ڈاکٹر کی تلاش میں دوڑ پڑا۔ لیکن ڈاکٹر کو فوراً نہ ڈھونڈھ سکا اِس لئے واپس میرے پاس آگیا۔ مجھے حیرانی ہُوئی کہ وہ مہربان صاحب اِس طرح کیوں چلے گئے اور گھوڑے والے نے اُنہیں کیوں نہیں دیکھا؟

ہم امرناتھ پہنچے۔ وہاں مَیں نے برف اور اُونچے اُونچے پہاڑوں کے سوائے اور کچھ نہ پایا۔ جو رُوحانیت کی جُستجُو میرے دِل میں بچپن سے تھی، اُس کی تسلّی کے لئے کچھ نہ مِلا۔ مَیں لگ بھگ ایک مہینہ وادیٔ کشمیر میں گھومتا رہا کئی قابلِ دید مقامات کی سیر کی، قُدرت کی کئی خُوب صُورت و دِل کش نقاشیاں دیکھیں لیکن اپنے محافِظ کا وُہ خُوبصُورت چہرہ ہمیشہ میرے دِل میں لگاتار بسا رہا۔"

لَوٹتے وقت مَیں امرتسر میں دربار صاحب و سکھوں کے دیگر مُتبرک مقامات کو دیکھنے کے لئے رُکا۔ دربار صاحب میں ایک سجّن مجھے مِلے جو اپنی کار میں مجھے امرتسر کی قابلِ دید جگہیں دِکھانے کو تیّار ہو گئے۔ باتوں ہی باتوں میں اُنہوں نے مجھ سے پُوچھا کہ میرا پنجاب میں کیسے آنا ہُوا۔ مَیں نے جواب دیا، "صرف گھومنے کے لئے آیا ہُوں۔ امرناتھ اور کشمیر وغیرہ کی یاترا سے لَوٹ رہا تھا، سوچا امرتسر بھی دیکھ لُوں۔ سو یہاں آگیا۔" وہ سجّن بولے، "اگر آپ قابلِ دید جگہوں کی سیر کے لئے ہی آئے ہیں تو آپ کو ایک اور جگہ بھی دیکھنی چاہیئے جو پاس ہی ہے اور جہاں مَیں خُود جا رہا ہُوں۔" مَیں اُن کے ساتھ اُس جگہ پر جانے کے لئے راضی ہو گیا۔"

قریب ایک گھنٹہ کے اندر ہم رادھا سوامی کالونی بیاس میں پہنچ گئے۔ اُس وقت لائبریری کے سامنے کھُلے میدان میں ست سنگ ہو رہا تھا۔ میرے ساتھی نے مجھ سے ست سنگ سُننے کے لئے کہا۔ مَیں خُود فِلاسفی کا پروفیسر تھا اور ویدانت و چھ درشنوں کا اچھّا عالِم مانا جاتا تھا۔ اپنے ساتھی کے کہنے پر مَیں بادِلِ نخواستہ ست سنگ

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitzed by eGangotri

میں بیٹھ گیا۔ بیٹھنے کے بعد جب مَیں نے تخت کی طرف نگاہ کی تو میری حیرانی اور مُسرّت کی کوئی حد نہ رہی۔ میرے سامنے وُہی نُورانی ہستی بذاتِ خُود رونق افروز تھی جنہوں نے مجھے اَمرناتھ کی یاترہ میں کھائی میں گرنے سے بچایا تھا۔ ہم دونوں کی آنکھیں مِلیں۔ وُہ ذرا مُسکرائے اور پریم و پرکاش کی ایک دھارا گویا اُن کی آنکھوں سے نکل کر میرے باطن میں سما گئی۔ میرے لئے تو اب سَت سنگ میں بیٹھے رہنا مُشکل ہوگیا۔ مَیں دَوڑ کر اُن کے قدموں میں گرنا چاہتا تھا۔ سَت سنگ کا وُہ آدھا گھنٹہ گزارنا مُحال ہوگیا۔"

"سَت سنگ ختم ہوتے ہی مَیں بھاگ کر گورُو دیو (مہاراج جی) کی طرف گیا۔ میں اُن کے چرنوں میں سَر رکھنا چاہتا تھا کہ اُنہوں نے مجھے اپنے بازوؤں میں تھام کر روک لیا۔ مَیں بتا ہی نہیں سکتا کہ اُن کے ہاتھوں کے چھُونے سے میرا کیا حال ہُوا۔ میرا دِل پریم سے بھر گیا، آنکھیں نم ہوگئیں۔ جی چاہتا تھا کہ اُن کے چرنوں کو چھُو لوُں۔"

گورُو دیو (مہاراج) نے فرمایا، "آپ آگئے، بہت اچھّا کیا۔" مَیں نے جواب دِیا، "مہاراج! مَیں نہیں آیا۔ آپ مجھے پکڑ کر لائے ہیں۔" مہاراج جی نے کہا، "اچھّا ابھی آپ تھکے ہُوئے ہوں گے، آرام کریں، پھر بات کریں گے۔" اور آپ کوٹھی میں چلے گئے۔

مَیں نے اپنے ساتھی سے پُوچھا کہ ستگورُو کشمیر سے کب واپس آئے ہیں؟ اُس نے جواب دِیا کہ مہاراج جی تو اِس سال کشمیر گئے ہی نہیں۔ مَیں حیران رہ گیا اور سوچنے لگا کہ یہ کیسے ہوسکتا ہے کہ مہاراج جی کشمیر نہیں گئے۔ مجھے تو وُہ خُود اَمرناتھ کے راستے میں مِلے تھے۔"

دُوسرے دِن مہاراج جی نے مجھے وقت دِیا۔ اُنہوں نے سَنت مَت کے بُنیادی اصُول سمجھائے۔ سُرت شبد یوگ اور ویدانت میں فرق بتایا۔ سمجھایا کہ

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitzed by eGangotri

سنت مت بھگتی کا مارگ ہے، ابھیاس اور عمل کرنے کا راستہ ہے۔ میں چپ چاپ سن رہا تھا۔ مجھے اب منہ کھولنے کی ضرورت نہ تھی۔ ست گورو کے کل کے چھونے کی مستی اب تک دل پر چھائی ہوئی تھی۔ ان کے درشن کی خوشی میں رات بھر سو نہ سکا۔ دل میں ایسا پیار اور خوشی چھائی ہوئی تھی جو اس دنیا کی معلوم نہیں ہوتی تھی۔" گورو دیو نے کہا، "کوئی سوال پوچھنا ہو تو آپ خوشی سے پوچھ سکتے ہیں۔" میری آنکھوں سے آنسو بہہ رہے تھے۔ جذبات سے گلا رک گیا تھا۔ میں نے مسرت بھرے لہجے میں پوچھا، "امرناتھ کی یاترا میں آپ ہی مجھے ملے تھے نا؟" انہوں نے مسکرا کر فرمایا، "نہیں، میں تو کہیں نہیں گیا تھا، یہیں تھا۔" پھر میرے ست گورو نے میری طرف دیا، مہر اور پیار بھری نگاہوں سے دیکھا اور مجھے نہال کر دیا۔ میں اس سنسار کو اور اپنے آپ کو بالکل بھول گیا۔

دیہہ سروپ (جسمانی صورت) میں آئیں گے

1953ء میں جب حضور مہاراج چرن سنگھ جی ست سنگ کے لئے دہلی تشریف لے گئے تب کا یہ واقعہ بخشی خوشحال سنگھ جی سناتے ہیں۔ حضور مہاراج نے بخشی جی کو بلا کر فرمایا، "باباجی مہاراج کے بزرگ ست سنگی بھائی نارائن داس جی دہلی میں رہتے ہیں ان سے جا کر کہیئے کہ میں کل شام چار بجے ان سے ملنے آؤں گا۔"

بخشی خوشحال چند جی بھائی نارائن داس جی کے واقف کار تھے اور کبھی کبھی ان سے ملنے جایا کرتے تھے۔ جب وہ بھائی نارائن داس جی کے گھر پہنچے اور دروازہ کھٹکھٹایا تو اندر سے بھائی صاحب نے آواز دی، "بخشی جی، اندر آجاؤ۔" بخشی جی نے خیر خیریت کا پتہ کرنے کے بعد پوچھا، "بھائی صاحب، آپ کو کیسے پتہ لگا کہ میں آیا ہوں؟ میں نے تو آواز بھی نہیں دی۔" بھائی

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitzed by eGangotri

نارائن داس جی نے اِس کا جواب نہ دیا اور بولے، "بخشی جی، جو پیغام لائے ہو دیدو۔" یہ سُن کر بخشی جی اور بھی حیران ہُوئے کہ بھائی نارائن داس جی اچھے اچھیاسی ہیں اور کافی وقت بھجن سمرن میں گزارتے ہیں، ضرور ان کی باتوں میں کوئی راز ہے۔ بولے، "بھائی صاحب، پہلے آپ یہ بتائیں کہ آپ کو یہ کیسے پتہ لگا کہ میں آیا ہُوں اور پیغام لے کر آیا ہُوں؟"

پہلے تو بھائی نارائن داس جی نے ٹالنے کی کوشش کی، لیکن بخشی جی کے بہت اِصرار کرنے پر بتلایا، "کل مجھے باطن میں بابا جی مہاراج نے درشن دیئے اور فرمایا، 'نارائن داس! پرسوں شام کو چار بجے ہم جسمانی صورت میں تیرے پاس آئیں گے۔'" اِس پر بخشی جی نے حضور کا پیغام دیا، جسے سُن کر بھائی صاحب خوش ہُوئے اور بخشی جی کو یہ خوشخبری سُنانے کے لئے بار بار شکریہ ادا کرنے لگے۔ بخشی جی نے کہا، "جی، آپ کو تو پہلے سے ہی معلوم تھا پھر میرا شکریہ ادا کرنے کی کیا ضرورت ہے؟" بھائی نارائن داس جی نے جواب دیا، "جب بھی اندر کامل مُرشد کا کوئی فرمان ملے اور باہر اُس کی تصدیق ہو جائے تو خوشی ہونا قدرتی ہے۔"

دُوسرے دن شام کو چار بجے مہاراج جی بھائی نارائن داس جی کے یہاں تشریف لے گئے۔ بخشی جی بھی حضور کے ساتھ تھے۔ وہاں حضور قریب آدھ گھنٹہ ٹھہرے۔ اِس دوران سارا وقت بھائی نارائن داس جی کی نگاہ حضور کے چہرے پر جمی ہُوئی تھی اور چہرہ خوشی و آنند سے کھل رہا تھا۔

6. حضور کے ست سنگ کے دورے

گورو نانک صاحب، کبیر صاحب، روی داس جی وغیرہ سنتوں کی سوانحیات پڑھنے سے پتہ چلتا ہے کہ وہ دیش کے مختلف حصّوں میں گھوم گھوم کر مالک

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitzed by eGangotri

سے بچھڑے جیوؤں کو نام کے ساتھ جوڑ کر اِس چوراسی کی خوفناک قید سے آزاد کرتے رہے۔ حضوُر مہاراج ساون سِنگھ جی کے ست سنگ کے دوروں کا ذکر کیا جا چُکا ہے کہ کس طرح 88 برس کی عمُر تک آپ دُور دُور کے شہروں اور گاؤں میں جاکر درشن، ست سنگ اور نام بخش کر جیوؤں کی سنبھال کرتے رہے۔ نہ اپنی صحت کی فکر تھی نہ سفر کی مُشکلوں کی پرواہ، اپنے مشن کی کامیابی کے لئے کسی قسم کی تکلیف کی پرواہ نہیں کی۔ حضوُر سردار بہادر جی بھی صحت ٹھیک نہ ہوتے ہوئے بھی جگہ جگہ جاکر ست سنگ اور نام دان بخشتے رہے۔ پرم سنتوں کی اِسی شاندار روایت کو حضوُر مہاراج چرن سِنگھ جی نے کس طرح جاری رکھا اور کس طرح دیش کے مُختلف حصّوں میں اور دیگر مُلکوں میں جاکر درشن، ست سنگ اور نام دان کے ذریعہ جیوؤں کو نہال کیا۔ اِس کے مُفصّل بیان کے لئے ایک الگ گرنتھ لکھنا ضروری ہوگا۔ یہاں صِرف حضوُر کے بھارت اور کچھ دیگر مُلکوں کے دوروں اور اُن سے مُتعلّقہ کچھ ضروری امُور بیان کرنے کی کوشش کرتا ہوُں۔

حضوُر کے ست سنگ کے دوروں کی شروُعات مئی، جون 1952ء سے ہوتی ہے، جب حضوُر نے ڈلہوزی میں اپنی رہائش کے دوران، ڈلہوزی اور اُس پاس کی پہاڑی جگہوں میں ست سنگ بخشے۔ اُس سے پہلے حضوُر 23 مارچ 1952ء کو امرتسر میں ست سنگ بخش چُکے تھے، جس میں اِتنی سنگت تھی کہ اُس ست سنگ گھر کے میدان میں نہ سما سکی۔ نومبر 1953ء میں حضوُر نے پہلی بار دہلی میں ست سنگ بخشا۔ ست سنگ کھُلے میدان میں کرنے پڑے۔ اور سنگت پندرہ ہزار سے زیادہ تھی۔

حضوُر مہاراج چرن سِنگھ جی کے بھارت میں ست سنگ کے لمبے دوروں کی شروُعات نومبر 1955ء سے ہوتی ہے۔ جب حضوُر نے سہارنپور، ڈیرہ دُون، کانپور، لکھنؤ، لِپساوہ اور دہلی میں ست سنگ فرمائے۔ اِن سبھی جگہوں میں

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitzed by eGangotri

سنگت بڑھ گئی تھی۔ اور پاکستان سے آکر ست سنگی بس گئے تھے۔ ان جگہوں میں ست سنگوں میں حاضری اتنی تھی جتنی کہ پہلے کبھی نہ ہوئی تھی۔

ڈیرہ دون کے پہلے دورہ سے متعلقہ ایک چھوٹا سا واقعہ ڈاکٹر کماری سہنا نے سنایا ہے جو اس طرح ہے: ۱۹۴۹ء میں کماری سہنا کی والدہ صاحبہ ایک دن کلکتہ بغیر کسی اطلاع کے لکھنؤ آگئیں اور آپ سے بولیں، "میں بیاس تمہارے گورو دیو کے درشن کرنے جارہی ہوں۔" کماری سہنا کی چھٹی ہونے میں دو دن باقی تھے۔ چنانچہ انہوں نے اپنی والدہ کو روک لیا کہ دو تین دن بعد ساتھ ہی چلیں گے۔ لیکن جس دن ڈیرہ جانا تھا، اس سے ایک دن پہلے والدہ صاحبہ بیمار ہوگئیں اور ڈیرہ نہ جاسکیں۔ کماری سہنا بہت دکھی ہوئیں اور جب ڈیرہ آئیں تو اپنے کامل مرشد سردار بہادر مہاراج جی کے قدموں میں اپنی والدہ صاحبہ کے درشنوں میں رکاوٹ ہونے کا دکھ ظاہر کیا۔ افسوس اور دکھ کے آنسوؤں کے ساتھ انہوں نے عرض کی کہ اس گناہ کا بوجھ تبھی ہلکا ہوگا، جب حضور اس جیو کو اپنا لیں گے۔ سردار بہادر مہاراج جی نے بڑی رحمت بھری آواز میں فرمایا، "اچھی بات ہے فکر نہ کرو۔ یہ جیو آج سے مہاراج جی کا ہے۔" لیکن کماری سہنا کو اس پر بھی سکون نہ ملا۔ عرض کی، "مہاراج جی، والدہ صاحبہ تو شاید ڈیرہ آنہیں سکتیں، اتنی رحمت کریں کہ ان کو درشن ضرور مل جائے۔" حضور سردار بہادر جی نے یقین دلاتے ہوئے فرمایا، "ہاں، ضرور ملیں گے، ستگورو جاکر خود درشن دیں گے۔" لیکن والدہ صاحبہ کو سردار بہادر مہاراج جی کے درشن نہ ہوسکے۔ کیونکہ اکتوبر ۱۹۴۹ء میں سردار بہادر مہاراج جوتی جوت سما گئے۔

جب حضور مہاراج چرن سنگھ جی پہلی مرتبہ ڈیرہ دون تشریف لے گئے تب کماری سہنا کی بہن ڈیرہ دون میں تھیں اور والدہ صاحبہ بھی انہیں کے پاس رہتی تھیں۔ کماری سہنا دہلی میں تعینات تھیں اور حضور سے بہن کے گھر چل کر

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitzed by eGangotri

والدہ صاحبہ کو درشن دینے کی عرض کرنے کے لئے وہ رات کی گاڑی سے چل کر صبح ڈیرہ دون آ گئیں۔ ست سنگ سے پہلے حضور کے پاس پہنچیں۔ حضور نے آپ کو دیکھ کر بھارگو[1] صاحب سے فرمایا، "بھارگو صاحب، بہن جی کو میرا آج کا پروگرام بتا دو۔" پروگرام میں لکھا تھا، 'ست سنگ کے بعد گیارہ بجے ڈاکٹر مس سنہا کی والدہ صاحبہ کے گھر جانا۔' حضور نے مسکرا کر فرمایا، "بہن جی، آپ کو دہلی سے آنے کی ضرورت نہیں تھی۔" کماری سنہا کو سردار بہادر جی کے بچن یاد آ گئے اور آنکھوں میں خوشی اور شکر گزاری کے آنسو بھر آئے۔

اسی سال حضور نے 2 سے 7 دسمبر تک بمبئی، کلیان اور چیمبور میں، اور 9 اور 10 دسمبر کو سانگلی میں ست سنگ بخشے۔ بمبئی سے لوٹتے وقت حضور 14 دسمبر کو اندور تشریف لائے۔ 14 دسمبر کی صبح کو رتلام، اور شام کو دیواس میں ست سنگ کرنے کے بعد 15 دسمبر کو حضور نے دیولی گاؤں میں ست سنگ بخشا۔

دیولی اندور سے لگ بھگ 45 میل دور ایک چھوٹا سا گاؤں ہے، جہاں آج کل نوّے فیصد ست سنگی آباد ہیں۔ گاؤں پکی سڑک سے دس میل دور ہے اور بذریعہ جیپ کھیتوں میں سے جانا پڑتا ہے۔ حضور مہاراج ساون سنگھ جی جب دسمبر 1939ء میں اندور تشریف لے گئے تھے تب تین دن کے لئے دیولی بھی تشریف لے گئے تھے۔ وہاں حضور نے 13 اور 14 دسمبر کو ست سنگ فرمایا اور تیسرے دن نام دان بخشا۔ جب 15 دسمبر 1939ء کو حضور بڑے مہاراج جی دیولی سے واپس روانہ ہونے لگے تو وہاں کے تین چار پریمی ست سنگیوں نے عرض کی کہ حضور دیا مہر رکھیں اور دیولی پھر تشریف لائیں۔ اُن کی آنکھوں میں آنسو بھر آئے۔ حضور مہاراج جی نے جواب دیا، "بھائی، آپ دکھی مت ہوں۔ ستگورو ہمیشہ انگ سنگ ہیں۔ میں آپ سے بہت خوش ہوں۔ میں دوبار اور تمہارے گاؤں میں آؤں گا۔" لیکن اس کے بعد حضور مہاراج ساون سنگھ جی

[1] شری سومیشور سہائے بھارگو، اُن دنوں ڈیرہ دون میں ست سنگ کے منتظم تھے۔

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitzed by eGangotri

کا دیولی جانا ممکن نہ ہو سکا اور اپریل 1948ء میں آپ مقام حق کوچ کر گئے۔ دیولی کے اِن تین چار پریمی ست سنگیوں کو مُرشدِ مہربان کی جُدائی کا غم تو تھا ہی، ساتھ ہی دل میں یہ بات بھی کھٹکتی تھی کہ ستگورو کا دوبار دیولی آنے کا بچن کیسے ادھورا رہ گیا۔

لیکن ستگورو اور اُن کے جانشین ایک ہی صورت ہوتے ہیں، جیسا کہ باباجی مہاراج نے حضور بڑے مہاراج جی کو جانشین بناتے وقت فرمایا تھا کہ سنت ایک سے دوسری صورت میں اُسی طرح سما جاتے ہیں، جس طرح پانی میں مصری سما جاتی ہے۔ پانی کا رنگ نہیں بدلتا، لیکن ذائقہ بدل جاتا ہے۔ دسمبر 1955ء میں جب حضور مہاراج چرن سنگھ جی نے اِندور کا دورہ رکھا تو حکم دیا کہ دیولی میں بھی ایک ست سنگ بخشیں گے۔ حضور 25 دسمبر 1955ء کو صبح دیولی تشریف لے گئے اور ست سنگ بخشا (1939ء میں بھی 25 دسمبر کے دن ہی حضور بڑے مہاراج جی نے دوبار دیولی آنے کے بچن فرمائے تھے) کچھ پریمی ست سنگیوں کو حضور نے ست سنگ میں حضور مہاراج ساون سنگھ جی کی صورت میں درشن دیئے۔ اِسی طرح 1956ء کے دسمبر میں حضور نے اِندور کے ست سنگ کے ساتھ دوسری بار پھر دیولی کا دورہ رکھا اور سنگت کو پریم و خوشی سے مالا مال کر دیا، تب پرانے ست سنگیوں نے بتایا کہ کس طرح حضور بڑے مہاراج جی کے دوبار دیولی آنے کے بچن پورے ہوئے۔

اُس سال جہاں جہاں بھی حضور تشریف لے گئے، سنگت نے نام دان کے لیئے عرض کی۔ لیکن حضور کا آگے کا پروگرام طے ہونے کی وجہ سے کہیں بھی نام دان کے لئے رُکنا ممکن نہیں تھا۔ حضور نے اگلی بار نام دینے کا یقین دِلایا۔ اِس لئے 1956ء میں حضور نے بمبئی اور اِندور میں نام دان بخشا۔ 1955ء اور 1956ء میں حضور نے اِندور میں اُسی جگہ پر ست سنگ کیئے جہاں 1939ء میں حضور بڑے مہاراج جی اِندور کے دورے کے دوران ٹھہرے تھے۔

دسمبر 1956ء میں جب حضور اِندور تشریف لے گئے تب کا واقعہ ہے:

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitzed by eGangotri

ایک ست سنگی ذاتی طور پر حضوُر سے مُلاقات کر کے کچھ عرض کرنا چاہتا تھا لیکن مُلاقات کا وقت ختم ہو چُکا تھا۔ وُہ سیواداروں سے بار بار عرض کرتا رہا لیکن اُنہوں نے جواب دیا کہ اب مُلاقات نہیں ہو سکتی۔ پروگرام کے آخری دِن سیواداروں کو پرشاد دینے کے بعد حضوُر نے فرمایا کہ اگر کِسی کو وقت لینا ہو تو لے آؤ۔ وہاں کے سکریٹری نے اُس ست سنگی کو حضوُر کے پاس بھیج دِیا۔ دو تین مِنٹ حضوُر سے باتیں کرنے کے بعد وُہ ست سنگی باہر آیا اور سکریٹری کے پاؤں پڑنے لگا۔ اُس کی آنکھوں سے پریم کے آنسو بہہ رہے تھے، چہرے پر عجیب خُوشی اور نشہ تھا۔ سکریٹری کے پُوچھنے پر اُس نے بتایا کہ قریب بارہ سال پہلے اُسے ستگوروُ مہاراج ساون سنگھ جی سے نام دان مِلا تھا۔ ستگوروُ کی مہر سے بھجن سمرن بننے لگا، اندر پردہ کھُل گیا اور سُرت چڑھائی کرنے لگی۔ لیکن کچھ عرصہ بعد اُس سے کوئی گُناہ ہو گیا اور ستگوروُ کی بخشش جاتی رہی۔ اندر چڑھائی بند ہو گئی، شبد گُم ہو گیا، دس سال بے چینی، تڑپ اور دُکھ میں گزارے۔ یہ سارا حال سُنا کر بولا، "آج جب ستگوروُ کے قدموں میں سجدہ کیا اور مُعافی مانگی تو اُن کی بخشش اور مہر ہو گئی، بند دروازہ کھُل گیا اور شبد جاری ہو گیا ہے۔"

حضوُر کا حُکم تھا (اور اب بھی ہے) کہ آپ کے آنے کا کوئی اِشتہار اور پرچار نہ کیا جائے اور ست سنگ کا اِنتظام سادگی سے ہو۔ اِس حُکم کو ہر جگہ مانا جاتا ہے۔ لیکن یہ سمجھ میں نہیں آتا کہ کیسے اور کہاں سے لوگ ہزاروں کی تعداد میں آجاتے ہیں۔ بمبئی میں اُن دِنوں دو تین سَو ست سنگی تھے۔ لیکن حضوُر کے ست سنگ میں پانچ ہزار سے زیادہ سنگت موجُود تھی۔

حضوُر نے اِس طرح مُلک کے مُختلف حِصّوں میں سَنتوں کے پاک اور اُونچے پیغام کو پہنچانا شروع کیا۔ آپ کے پریم بھرے، صاف اور آسان ست سنگوں کو سُن کر غریب، اَمیر، عالِم، اَن پڑھ سبھی قسم کے لوگ کھنچے چلے آنے لگے۔ بے شُمار

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitzed by eGangotri

مُتلاشیانِ حق حضُور سے وقت لے کر اپنے مسئلوں کا حل پانے لگے۔ اِس طرح جو بیج حضُور مہاراج ساون سنگھ جی نے بویا، وُہ مہاراج چرن سنگھ کی محنت، پریم اور دُیا مہر سے ایک خُوبصورت پودے کی شکل میں پھُوٹ کر تیزی سے پھلنے پھُولنے لگا۔ حضُور کے ست سنگ کے دَوروں کا سِلسلہ شرُوع ہو گیا اَور ہر سال اگست یا ستمبر سے اپریل اور کبھی کبھی مئی تک حضُور ست سنگ کے لئے ڈیرہ سے باہر جاتے رہتے ہیں۔ لگ بھگ سبھی جگہوں پر نام دیتے ہیں۔ ہر جگہ پچاسوں مُتلاشیانِ حق اَور ست سنگیوں کو ہر روز ذاتی طور پر مُلاقات کے لئے وقت دیتے ہیں۔

۱۹۷۱ء حضور ہر سال پچاس ساٹھ شہروں و گاؤں میں جا کر ست سنگ بخشتے تھے۔ یہ دَورے بہُت تھکا دینے والے اَور تکلیف دِہ ہوتے تھے۔ حضُور کے ایک ایسے ہی ست سنگ کے دَورہ کا حال نیچے دِیا جاتا ہے۔ جِس سے اندازہ لگ سکے گا کہ یہ دَورے کِتنے محنت طلب ہوتے ہیں۔

2 رنومبر کی شام حضُور ڈیرہ سے بذریعہ کار امرتسر تشریف لے گئے اَور رات کو کلکتہ میل سے روانہ ہو کر 3 رنومبر کو دوپہر کے بعد لکھنؤ پہنچے۔ راستے میں ہر بڑے سٹیشن پر حضُور کی سہُولت اَور پریشانی کی پرواہ کئے بغیر بہُت بڑی تعداد میں سنگت درشنوں کے لئے آتی رہی۔ حضُور کو رات کو تین چار بار اُٹھ کر اپنے ڈبّے سے باہر آکر درشن دینے پڑے۔ لکھنؤ پہنچتے ہی ست سنگیوں و جگیاسُوؤں کا تانتا لگ گیا۔ شام کو پانچ بجے سے سات بجے تک ست سنگ بخشا۔ دُوسرے دِن 4 رنومبر کو صُبح پھر ست سنگ کیا اَور شام کو 275 مَردوں و عورتوں کو نام دان بخشا۔ یُوں رات کے دس بج گئے۔ 5 رنومبر کو صُبح سُورج نِکلنے سے پہلے بذریعہ کار ساڑھے دس بجے اِلہ آباد پہنچے، اَور سیدھے ست سنگ کے پنڈال میں جا کر ست سنگ شرُوع کر دیا۔ ساڑھے بارہ بجے ست سنگ ختم ہُوا اَور حضُور وہاں سے سیدھے مرکزی سکریٹری کے گھر گئے، جہاں جگیاسُوؤں کو وقت دِیا اَور پھر سنگت کو پرشاد دِیا، اس طرح دو ڈھائی

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitzed by eGangotri

بج گئے۔ کھانا کھا کر سوا تین بجے سٹیشن کے لئے چل پڑے اور چار بجے کی گاڑی سے کٹنی کے لئے روانہ ہو گئے۔ کٹنی رات کے گیارہ بجے کے قریب پہنچے۔ ۵ر دسمبر اور ۷ر نومبر کو حضور نے کٹنی میں ست سنگ بخشے۔ ہر روز چالیس پچاس اشخاص کو ملاقات کے لئے وقت دیا۔ ۷ر اور ۸ر نومبر کو تین بیٹھکوں میں 842 اشخاص کو نام دان بخشا۔ اور ۸ر نومبر کی شام کو گاڑی سے بلاسپور کے لئے روانہ ہوئے۔ ساری رات گاڑی میں سفر کرنے کے بعد دوسرے دن صبح چھ بجے بلاسپور پہنچے۔ سٹیشن پر سنگت کو درشن دیتے ہوئے رائے پور کے لئے گاڑی بدلی اور صبح دس بجے رائے پور جا پہنچے۔ ۹ر تاریخ کی شام اور ۱۰ر تاریخ کی صبح رائے پور میں ست سنگ بخش کر حضور اکولہ کے لئے روانہ ہوئے اور رات کو گیارہ بجے اکولہ پہنچے۔ سٹیشن پر کافی سنگت اکٹھی ہو گئی تھی۔ ۱۱ر ۱۲ر نومبر کو حضور نے اکولہ میں ست سنگ کیا اور ۱۰۷۶ اشخاص کو نام دان بخشا۔ صبح نام دان اور شام کو ست سنگ کا پروگرام تو تھا ہی، درمیان میں ملاقات چاہنے والوں کو بھی وقت دیتے رہے۔ ۱۳ر نومبر کو صبح کی گاڑی سے چل کر حضور گیارہ بجے ناگپور تشریف لائے۔ ۱۳ر تاریخ کی شام کو اور ۱۴ر تاریخ کی صبح ست سنگ بخشا اور شام کو حیدر آباد، بنگلور اور مدراس کے لئے روانہ ہو گئے۔ ان تینوں شہروں میں دو دو ست سنگ بخش کر حضور ۲۵ر نومبر کو گاڑی سے ڈیرہ پہنچے۔ آتے ہی ڈیرہ کا کام شروع ہو گیا۔ جس میں چار پانچ دن بہت مشغول رہنے کے بعد ۳۰ر نومبر کو صبح پانچ بجے بذریعہ کار دہلی کے لئے روانہ ہوئے۔ راستے میں کرنال میں ڈیڑھ گھنٹہ ست سنگ کیا اور کچھ ست سنگیوں کو وقت دینے کے بعد رات کو دہلی پہنچے۔

حضور یکم دسمبر کو صبح ہوائی جہاز سے بمبئی پہنچے اور چھ دن بمبئی اور کلیان میں ست سنگ بخشا۔ بمبئی میں ۷۰۰ اشخاص کو نام دان دیا۔ اس کے بعد حضور سانگلی تشریف لے گئے، جہاں دو دن ست سنگ اور نام دان بخشا۔

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitzed by eGangotri

سانگلی سے بمبئی ہوتے ہوئے دہلی تشریف لاکر مہاراج جی نے دہلی میں دوست سنگ دیئے۔ وہاں سے بذریعہ کار روانہ ہوکر حضور نے ۱۴ر دسمبر کو پٹیالہ میں اور ۱۵، ۱۶ر دسمبر کو چنڈی گڑھ میں ست سنگ بخشے۔ ایک دن کے لئے سرسہ ہوتے ہوئے حضور ۱۸ر دسمبر کو ڈیرہ لوٹ آئے۔

ڈیرہ آتے ہی بابا جی مہاراج کے بھنڈارے کا کام سامنے آگیا۔ آجکل بھنڈاروں پر دس دس دن پہلے ہی سنگت آنا شروع ہوجاتی ہے۔ ایک لاکھ سے زیادہ سنگت کی رہائش کا انتظام (سخت سردی کے دنوں میں) کھانے وغیرہ کا انتظام، سنگت سے ملاقات، دفتر کا کام، دیش و دیش سے آنے والے خطوں کے جواب وغیرہ کئی کاموں کا سلسلہ لگاتار جاری رہتا ہے۔ یورپ، امریکہ، افریقہ وغیرہ کے دیشوں سے آئے ہوئے ست سنگیوں و جگیاسوؤں کی دیکھ بھال، اُن سے ہر روز صبح و شام ملاقات، ہر روز شام کو انگریزی میں ست سنگ، پرمارتھ کے نئے متلاشیوں کے شکوک کو دور کرنا، پرانے ست سنگیوں کی اندرونی مشکلات کا حل، بے شمار ملنے والوں سے بات چیت، بھنڈارے کا وقت قریب آنے پر دن میں دونوں وقت ست سنگ، سیوا کے وقت سنگت کو درشن اور تین چار ہزار جیوؤں کو نام دان بخش کر اُن کے کرموں کا بوجھ اُٹھانا، یہ سب کام کرنا کوئی آسان بات نہیں ہے۔

آج کل سات آٹھ دن تو نام دان میں ہی لگ جاتے ہیں۔ بھنڈارے اور ڈیرہ کے اِن سبھی محنت طلب کاموں سے فارغ ہوکر حضور جنوری کے شروع میں بڑودہ، احمد آباد، کلکتہ و ٹاٹا نگر کی طرف چل پڑے۔ بہت دنوں سے اِن جگہوں کے ست سنگی حضور کے ست سنگ کی بخشش کی اُمید لگائے بیٹھے تھے۔ جاتے وقت مہاراج جی نے ۱۲ر، ۱۳ر جنوری کو دہلی میں ست سنگ بخشا، اور نام دان بھی دیا۔ وہاں سے چل کر ۱۴ر، ۱۵ر جنوری کو بڑودہ، ۱۶ر، ۱۷ر، ۱۸ر جنوری کو احمد آباد میں اور ۲۰ر، ۲۱ر جنوری کو ٹاٹا نگر میں ست سنگ بخشے۔ ٹاٹا نگر میں

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitzed by eGangotri

حضُور نے نام دان بھی دیا۔ اُس کے بعد کلکتہ میں 22 سے 25 جنوری تک ستسنگ اور نام دان کا پروگرام مکمّل کر کے حضُور واپس ڈیرہ تشریف لائے۔

یہ لکھ دینا تو آسان ہے کہ دو دِن فلاں جگہ ستسنگ ہُوا اور دو دِن فلاں جگہ پر ہُوا۔ لیکن دِن رات کا سفر، دِن میں دو دو بار ستسنگ، نام دان لوگوں سے مُلاقات وغیرہ کی محنت کا اندازہ تبھی لگ سکتا ہے، جب ہم ایسے پروگراموں کی تکلیفوں، دِقّتوں وتکان، لگاتار سفر کرتے رہنے کی پریشانی، آرام کی کمی اور لگاتار مصروف رہنے کے بوجھ کا کچھ اندازہ لگا سکیں۔ اگر یہ صِرف ایک آدھ مہینے کی بات ہو تو یہ سوچا جا سکتا ہے کہ کوئی بہُت بڑی بات نہیں لیکن جہاں ہر سال اور ساری عمُر ہی یہ پروگرام چلتا ہو تو خُود بخُود دِل میں یہی خیال آتا ہے کہ یہ کوئی رُوحانی طاقت ہی ہے جو صِرف جیوؤں کے لِئے اِتنا بوجھ اُٹھا رہی ہے۔

1972ء میں حضُور مہاراج چرن سنگھ جی نے فیصلہ کیا کہ ہر ایک صُوبے کے مُختلِف شہروں میں جانے کی بجائے ہر ایک صُوبے میں ایک یا دو مرکز بنائے جائیں، جہاں آس پاس کی سنگت آکر ٹھہر سکے اور حضُور کے چار پانچ ستسنگوں اور نام دان کا فائدہ اُٹھا سکے۔ اِس لئے حضور نے دہلی، ناگپور، بمبئی سانگلی، اِندور، ٹاٹا نگر، سِدھ پُور، جے پُور، اجمیر، سِکندر پُور (سرسہ) وغیرہ کئی شہروں و گاؤں کو ستسنگ کا مرکز بنایا۔ اِن جگہوں میں زمین خرید کر ستسنگ گھر، سنگت کی رہائش کے لئے پکّے شیڈ، کنوئیں، پانی کی ٹنکیاں، پائپ لائن، نل، غُسل خانے، اور پاخانے وغیرہ بنائے جا رہے ہیں۔ اِن میں کئی جگہوں پر حضُور کے ستسنگ کے دِنوں میں لنگر چلتا ہے۔ جس میں سب کو مُفت کھانا مِلتا ہے۔ کچھ جگہوں پر بھوجن بھنڈار بھی چلائے جاتے ہیں، جن میں پچاس یا ساٹھ پیسے میں روٹی، دال، چاول، سبزی وغیرہ کی پُوری تھالی مِلتی ہے۔ ایسی جگہوں میں لنگر یا بھوجن بھنڈار کے لئے الگ شیڈ بنائے گئے ہیں۔

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitzed by eGangotri

ست سنگ کے ایسے کئی مرکز بن جانے کے بعد بھی حضور مہاراج جی کے ست سنگ کے دورے کم نہ ہو سکے۔ اب بھی ان مرکزوں و کچھ بڑے بڑے شہروں میں ہر سال حضور کے 30 سے 40 تک ست سنگ کے دورے ہو جاتے ہیں۔ ہر جگہ پر دو تین دن ست سنگ اور نام دان کا پروگرام رہتا ہے۔

حضور کے راجستھان میں گنگا نگر، جودھپور، جیسلمیر وغیرہ جگہوں کے دوروں کے نتیجہ کے طور پر اس علاقے میں بہت بڑی تعداد میں ست سنگی اور متلاشی ہیں۔ ان کی سہولت کے لئے حضور اجمیر، جے پور، الور، گنگا نگر وغیرہ پر ست سنگ بخشتے رہے ہیں۔ لیکن صوبہ ہریانہ بن جانے کے بعد اور گنگا نگر، سرسہ، حصار، وغیرہ کی سنگت کے فائدے کے لئے حضور نے اپنے آبائی گاؤں سکندر پور میں ست سنگ فرمانا شروع کیا ہے۔

سکندر پور میں حضور سال میں دو یا تین بار ست سنگ دیتے ہیں۔ حضور اور حضور کے خاندان نے سکندر پور میں اپنے فارم میں سڑک سے نزدیک نو ایکڑ زمین ست سنگ کو دی ہے۔ اس کے چاروں طرف حضور کے خاندان کی طرف سے پکی دیوار بنا دی گئی ہے۔ سکندر پور ست سنگ گھر کا پورا خرچ، لنگر اور دیگر انتظام شروع شروع میں حضور کی طرف سے ہوتا تھا۔ اور اب بھی لنگر وغیرہ میں گیہوں، آٹا، دال وغیرہ کا زیادہ تر خرچ حضور و اُن کے خاندان کی طرف سے سیوا کی شکل میں آتا ہے۔ سکندر پور میں ست سنگ کے مرکز کی ترقی بڑی تیزی سے ہو رہی ہے اور اس وقت لنگر، ٹیوب ویل، پانی کی ٹنکی، نل، سنگت کے ٹھہرنے کے لئے دو منزلہ مکان وغیرہ بن گئے ہیں اور مزید تعمیر ابھی جاری ہے۔ ست سنگ کا مکمل انتظام حضور کی رہنمائی میں آپ کے چھوٹے بھائی کپتان پرشوتم سنگھ جی کے ذریعہ کیا جا رہا ہے۔ وہاں حضور کے ست سنگ میں لگ بھگ 25 سے 30 ہزار لوگ آتے ہیں۔ جن میں زیادہ تر راجستھان اور ہریانہ کے علاقے کے ہوتے ہیں۔

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitzed by eGangotri

ست سنگ کے دِنوں میں حضُور کی کوٹھی بھی مہمانوں سے بھری رہتی ہے جن کیلئے بڑے پریم سے اِنتظام کیا جاتا ہے۔

لگ بھگ ہر سال اگست، ستمبر اَور اکتوبر میں حضُور پنجاب اَور ہماچل پردیش کے پہاڑی عِلاقوں میں ست سنگ کے لئے تشریف لے جاتے ہیں۔ اِن میں بھوٹہ، سُجان پُور ٹیہرہ، منڈی، پروَر، پالم پُور، اُونہ، کالُو کی بڑ وغیرہ جگہیں شامل ہیں۔ گرمیوں میں جب بھی حضُور سرینگر، ڈلہوزی یا مسُوری جاتے ہیں تو وہاں اکثر ہر اِتوار کو ست سنگ بخشتے ہیں۔ پاکستان بننے کے بعد کالا باغ، ایبٹ آباد وغیرہ شہروں کی سنگت پنجور اور کالکا وغیرہ جگہوں میں آکر بس گئی ہے۔ اُن کے لئے حضُور شملہ و چنڈی گڑھ ست سنگ کے لئے تشریف لے جاتے ہیں۔ چنڈی گڑھ میں حاضری پچاس ہزار سے اُوپر ہو جاتی ہے۔ اِن تمام مقامات پر ست سنگ و نام دان کا پروگرام رہتا ہے۔

حضُور سال میں ایک بار اَور کبھی کبھی دو سال میں ایک بار شملہ بھی ست سنگ کے لئے تشریف لے جاتے ہیں۔ شملہ میں حضُور کے ست سنگ کے لئے آس پاس کے پہاڑی عِلاقوں سے سنگت آجاتی ہے۔ اِن میں خاص عِلاقے ہیں، سولن، سنگیاں، دھرم پُور، بڑوگ، کنڈا گھاٹ، اوچ گھاٹ، سلوگڑہ، سباتھو، چیل وغیرہ۔

ایک بار جب حضُور ست سنگ کے لئے شملہ تشریف لے گئے تو کچھ پریمی ست سنگیوں کے اِصرار پر بذریعہ کار کوٹ گڑھ تک گھومنے کیلئے تشریف لے گئے۔ کوٹ گڑھ شملہ سے لگ بھگ پچاس ساٹھ میل دُور سطح سمندر سے آٹھ نو ہزار فٹ کی بُلندی پر واقع ہے۔ یہاں سے بھارت تبّت کی حد صِرف اسّی میل ہے۔ حضُور نے ۱۹۷۶ء میں اپنے شملہ کے پروگرام کے ساتھ ہی ایک ست سنگ کوٹ گڑھ میں بھی بخشا۔ دو گھنٹے کے پُراثر ست سنگ کو سادہ دِل پہاڑی لوگوں نے بڑے پریم سے سُنا۔ اَور اُس کے بعد شملہ اَور ڈیرہ میں آکر نام دان لینا شروع کر دیا۔ اکتوبر ۱۹۷۶ء میں حضُور

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitzed by eGangotri

پھر کوٹ گڑھ تشریف لے گئے اور دو راتیں وہاں ٹھہرے۔ جاتے وقت راستے میں بارش ہو رہی تھی اور برف پڑ رہی تھی۔ جب حضور کوٹ گڑھ سے قریب تین میل دور تھے تب بارش رُک گئی۔ لیکن آگے کے راستہ پر کار نہ جا سکتی تھی۔ اِس لئے برف سے ڈھکا ہُوا اگلا ڈھائی میل کا پہاڑی راستہ حضور نے پیدل چل کر طے کیا۔ کوٹ گڑھ میں حضور نے تین ست سنگ فرمائے اور ۲۰ر ۲ جیوؤں کو نام دان بخشا۔ جس وقت حضور نام دان دینے ہی والے تھے کہ تبت کی سرحد پر واقع کسی گاؤں کے تین اشخاص آ گئے۔ اُنہوں نے سُنا تھا کہ کوئی بڑا فقیر کوٹ گڑھ میں آیا ہُوا ہے۔ اسّی میل پیدل چل کر وہ ٹھیک نام دان کے وقت پہنچے اور حضور نے اُن کی عرض قبول کر کے انہیں بھی نام کا دان دیا۔

کوٹ گڑھ کے اِس تذکرے سے ظاہر ہوتا ہے کہ ست گورو کا ہر ایک کام کوئی مطلب رکھتا ہے، کسی مقصد کو پانے کے لئے ہوتا ہے۔ سیر کے لئے کوٹ گڑھ تشریف لے جا کر حضور نے ایک ایسے حصّے میں نام کا بیج بویا، جہاں گوشت، شکار، جانوروں کی قربانی کا عام رواج تھا اور اندھ وشواس کا بول بالا تھا۔ آج کوٹ گڑھ اور آس پاس کے گاؤں میں لگ بھگ ڈیڑھ دو ہزار ست سنگی ہیں۔ اِس علاقہ کے لوگ ہر سردی میں ڈیرہ آ کر نام دان پا جاتے ہیں۔

حضور نے پچھلے بیس سال میں مُلک کے چاروں کونوں میں جگہ جگہ جا کر ست سنگ بخشا ہے۔ آج حضور کے ست سنگ کے لمبے دوروں کی بدولت مُلک کا کوئی ایسا شہر نہ ہوگا جہاں کہ ست سنگی نہ ہوں۔ دیش کے بٹوارے کے بعد کلکتہ میں بھی کچھ ست سنگی جا کر بس گئے تھے۔ حضور نے اُن کی درخواست پر کلکتہ میں بھی ست سنگ بخشنا شروع کیا اور آہستہ آہستہ وہاں بھی سنگت بڑھنے لگی۔ پچھلے پندرہ برسوں میں حضور آٹھ دس سے بھی زیادہ بار کلکتہ تشریف لے گئے ہیں۔ کئی بنگالی خاندان سنت مت کی طرف متوجہ ہو چکے ہیں۔ کلکتہ شہر کئی بار

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitzed by eGangotri

سیاسی جدوجہد کا مرکز رہا ہے۔ 1964ء میں جب حضور کلکتہ تشریف لے گئے تو دنگے فساد ہو رہے تھے اور گولیاں چل رہی تھیں۔ حضور جب ست سنگ کے لئے جا رہے تھے تو راستے میں حضور کی موٹر میں ایک گولی لگی۔ ڈرائیور گھبرا گیا، لیکن حضور نے اُس سے کہا کہ گھبراؤ نہیں۔ ست سنگ کے میدان کی طرف چلتے رہو۔ حضور نے اِس سب گڑبڑ میں بھی بڑے پریم کے ساتھ ڈیڑھ گھنٹہ تک ست سنگ فرمایا۔ ست سنگ محمد علی پارک میں تھا، جہاں پورے ست سنگ کے دوران گولیوں کی آوازیں آتی رہیں۔ حضور کو دیکھ کر سنگت بھی بڑے سکون سے بیٹھی رہی۔

بنگال ہی نہیں آج بہار، آسام، منی پور میں بھی ست سنگی ہیں اور وہاں کے کئی شہروں میں ہفتہ میں ایک بار ست سنگ ہوتا ہے۔ اِسی طرح مدراس، آندھرا کیرل وغیرہ میں بھی کافی ست سنگی ہیں۔ اور حضور بنگلور، مدراس، حیدرآباد وغیرہ جگہوں میں ست سنگ کے لئے تشریف لے جاتے ہیں۔

حضور مہاراج ساون سنگھ جی اور سردار بہادر مہاراج جگت سنگھ جی کی طرح مہاراج چرن سنگھ جی کا بھی گھمان اور گھمان کی سنگت سے بہت پیار ہے۔ لیکن آپ کو اپنے ستگورو کے جنم ستھان موضع ہمام سنگھ والا کا بھی بہت خیال ہے۔ حضور بڑے مہاراج جی اپنے گاؤں ہمام سنگھ والا جاتے رہتے تھے۔ لیکن وہاں ست سنگ شاید ہی کبھی کیا ہو۔ حضور مہاراج چرن سنگھ جی نے ہمام سنگھ والا میں ست سنگ کرنے کا فیصلہ کیا۔

گاؤں ہمام سنگھ والا شہر لدھیانہ سے 4½ میل دور ہے۔ آبادی ایک ہزار کے لگ بھگ ہے۔ لوگ صحت مند، بہادر اور خوددار ہیں۔ زیادہ تر نوجوان فوج کی نوکری پسند کرتے ہیں۔ حضور بڑے مہاراج جی و اُن کے والد صاحب سردار کابل سنگھ جی فوج میں اعلےٰ افسر رہ چکے تھے۔ دونوں عالمگیر جنگوں میں اِس گاؤں کے فوجی بہادری اور قربانی کی مثالیں قائم کر چکے ہیں۔ لیکن سنت مت

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitzed by eGangotri

سے اِس گاؤں کے باشندے ہمیشہ دُور ہی رہے۔ باباجی مہاراج جب ست سنگ کے لئے تشریف لاتے تو ست سنگ میں صرف دس پندرہ لوگ آتے۔ جن میں آدھے سے زیادہ حضُور کے خاندان کے ممبر ہوتے تھے۔ گاؤں کے باشندے حضُور مہاراج ساون سنگھ جی کو اپنے گاؤں کا ایک بُزرگ اور اپنا رشتہ دار سمجھتے رہے لیکن حضُور کی مہان اور اصلی شخصیت کی طرف اُنہوں نے خاص دھیان نہ دیا۔

حضُور مہاراج چرن سنگھ جی نے جب مہما سنگھ والا میں پہلی بار ست سنگ بخشا تو گاؤں کے سبھی لوگ آئے۔ حضُور نے گورو گرنتھ صاحب میں سے شبد لے کر بڑی صاف اور زبردست تشریح کی۔ گاؤں کے لوگ بڑے دھیان سے سُنتے رہے۔ وُہ حضُور سے مِلنے بھی آئے۔ حضُور نے بزُرگوں کی بڑی عاجزی سے سر جُھکا کر عزّت کی۔ اور اپنے ہم عُمر لوگوں سے بڑے پیار سے مِلے۔ سب کو ایسا لگا کہ اُن کے ہی خاندان اور اُن کے گاؤں کا آدمی برسوں بعد اُن سے مِل رہا ہے۔ ست سنگ میں لگ بھگ بیس ہزار اشخاص کی حاضری اور پچیس تیس غیر مُلکی ست سنگیوں کو دیکھ کر گاؤں والے بڑے مُتاثر ہُوئے اور فخر محسُوس کرنے لگے کہ اُن کے گاؤں اور خاندان کے ایک ممبر نے اِتنی عزّت اور شہرت پائی ہے۔ لیکن سنّت مت کی اصلی تعلیم کی طرف سے بے بہرہ ہی رہے۔

حضُور نے سال میں دو بار مہما سنگھ والا میں ست سنگ بخشنا شروع کیا۔ آہستہ آہستہ گاؤں والوں میں حضُور کے لئے پریم اور سنّت مت میں دِلچسپی ظاہر ہونے لگی۔ حضُور اور حضُور کے خاندان نے مہما سنگھ والا میں واقع اپنی تمام زمینیں ست سنگ کی نذر کر دی ہیں۔ حضُور بڑے مہاراج جی کی جائے رہائش کو بنا سنوار کر ٹھیک کروا دیا ہے۔ کچھ ایک ست سنگوں کے بعد گاؤں والے نام دان کے لئے درخواست کرنے لگے، لیکن حضُور نے فرمایا کہ نام دان کے لئے بیاس آئیں۔

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitzed by eGangotri

مہما سنگھ والا میں حضُور کے ست سنگوں میں سنگت بڑھنے لگی۔ اِرد گرد کے گاؤں کے لوگ کھنچے چلے آنے لگے۔ گوجروال اَور نارنگ وال سے بھی، جہاں بڑے حضُور مہاراج نے اِبتدائی تعلیم پائی تھی، لوگ ست سنگ میں آنے لگے۔ پھر جب بھی حضُور جاتے تو نارنگ وال کے باشندے سڑک پُرخوش آمدید دروازہ بنا کر حضُور کا سواگت کرتے اَور بڑے حرُوف میں 'رادھا سوامی' لکھتے اَور آنے والی سنگت کو بڑے پیار سے رادھا سوامی بُلاتے ہیں۔ اِنہیں گاؤں کے لوگ بابا جی مہاراج اَور حضُور مہاراج ساون سنگھ جی کے وقت میں رادھا سوامی نام سے بھی نفرت کرتے اَور دُور بھاگتے تھے۔

کئی ست سنگ سُن لینے کے بعد بھی مہما سنگھ والا کے باشندے ست سنگ کے اِنتظام میں ہاتھ نہیں بٹاتے تھے۔ تماشائیوں کی طرح لگ کھڑے رہتے تھے۔ ابھی کچھ برس پہلے حضُور کے ست سنگ کے پروگرام سے سات دِن پہلے اِتنی بارش ہُوئی کہ گاؤں کے کچّے راستوں پر کیچڑ کی وجہ سے موٹر یا ٹرک نہیں چل سکتے تھے۔ ڈیرہ سے جو ٹرک شامیانہ وغیرہ لے کر گئے تھے وُہ آگے نہ جا سکے اَور شامیانے گاؤں سے ایک میل دُور پکّی سڑک پر اُتار دیئے گئے۔ تھوڑی تھوڑی بارش ہوتی رہی۔ ڈیرہ کے کچھ سیواداروں نے حضُور سے عرض کی کہ راستے میں کیچڑ اِتنا زیادہ ہے کہ کوئی سامان مہما سنگھ والا تک نہیں پہنچایا جا سکتا اَور سنگت کو بھی وہاں پہنچنے میں تکلیف ہوگی، اِس لئے ست سنگ کا پروگرام مُلتوی کر دیں۔ حضُور نے فرمایا، اگر مہما سنگھ والا کے لوگ کہیں کہ پروگرام مُلتوی کر دو، تو کر دیں گے، ورنہ نہیں۔

اِدھر نارنگ وال گاؤں کے لوگوں نے اپنی گاڑیوں میں شامیانے رکھ کر اُٹھانا شرُوع کر دِیا تاکہ ست سنگ اُن کے یہاں کالج کے میدان میں ہو سکے۔ یہ دیکھ کر مہما سنگھ والا کے لوگوں کو جوش آیا، پُورا گاؤں راستہ ٹھیک کرنے کے لئے آگیا۔ ایک مُعزّز گاؤں والے کی پُرانی کوٹھی تھی جو بہت پُرانی ہونے کی

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitzed by eGangotri

وجہ سے گر رہی تھی۔ اُنہوں نے سب سے کہا کہ آؤ اِس مکان کو گرا دیں اور اُس کے اینٹ پتھر و ملبے سے راستہ پکا کر لیں۔ ایسا ہی کیا گیا۔ گاؤں کے لوگوں نے دو دِن میں راستہ بنا لیا اور ست سنگ وقت پر ہُوا۔ ست سنگ میں قریباً ایک لاکھ کی حاضری تھی۔ لنگر، بھوجن بھنڈار، بس سٹینڈ، سائیکل سٹینڈ، پنڈال، بجلی، پانی وغیرہ کا خاطر خواہ اِنتظام تھا اور گاؤں والوں نے باہر سے آنے والی سنگت کو ٹھہرانے کے لئے اپنے گھروں کے دروازے کھول دیئے تھے۔

اِس طرح حضُور نے اپنے بُزرگوں کے گاؤں اور خاص کر اپنے ستگورُو کی جائے پیدائش کے پاشندوں میں پریم جگا کر اپنی دَیا مہر سے اُنہیں مالا مال کر دیا۔

حضُور کے لگاتار ست سنگ کے دَوروں کے ذریعہ آج دیش کے ہزاروں شہروں، قصبوں و گاؤں میں ہر اِتوار کو سنگت اِکٹھی ہوتی ہے اور ست سنگ ہوتا ہے۔ اِس وقت یکم اپریل ۱۹۹۹ء کو مُلک میں قریباً ۱۷۴۷ ست سنگ گھر و ست سنگ کی زمینیں وغیرہ ہیں۔ حضُور کے دَوروں کی وجہ سے رُوحانیت کا سَیلاب آگیا ہے اور مادّہ پرستی کے اِس زمانہ میں بھی آج اِنسان پرماتما اور اُس سے مِلاپ کے بارے میں از سرِ نَو دِلچسپی لینے لگ گیا ہے۔ باہر مُکھی کریاؤں (شرعی رسُومات) اور کرم کانڈ میں اِنسان کی دِلچسپی کم ہوتی جا رہی ہے اور سچّی رُوحانیت کے بارہ میں جُستجو کار رُجحان بڑھ رہا ہے۔ اِن سب کے پیچھے حضُور کی دَیا مہر، محبت اور محنت ہے۔ اپنے آرام و آسائش اور اپنی صحت کی پرواہ نہ کرتے ہُوئے حضُور نے سخت محنت سے دیش و دیش میں سنّت مت کی مَشعل رَوشن کی ہے جیوؤں کو نام دان بخش کر مُکتی (نجات) کی راہ پر لگایا ہے۔ اور سنگت کی جو رہنمائی اور سنبھال کی ہے، اُس کی مِثال تاریخ میں ڈھونڈنے پر بھی نہیں مِلتی۔

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitzed by eGangotri

7. حضور مہاراج چرن سنگھ جی کے غیر ملکی دورے

سنت کسی خاص ملک یا قوم کے لئے دنیا میں نہیں آتے۔ نہ ہی اُن کا کسی ملک یا قوم سے کوئی خاص لگاؤ ہوتا ہے۔ سب ملک سب قومیں اُن کی اپنی ہوتی ہیں۔ وہ دیش و دیش کی حد بندی سے بالا تر ہوتے ہیں۔ اُن کا پیغام تمام ملکوں کے باشندوں کے لئے اور سارے عالم کے لئے ہوتا ہے۔ حضور ست گورو سچے پاتشاہ ساون سنگھ جی مہاراج فرمایا کرتے تھے کہ ابھی تو سنت مت کی ابتدا ہی ہے۔ سنت مت کو ابھی یورپ امریکہ وغیرہ باہر کے کئی ملکوں میں پھیلنا ہے۔ آج حضور کے یہ الفاظ سچے ثابت ہو گئے ہیں اور مہاراج چرن سنگھ جی کی اپار دیا مہر اور رحمت کی وجہ سے سنت مت دنیا کے کونے کونے میں پھیل رہا ہے۔

جیسا کہ پہلے لکھا جا چکا ہے۔ بھارت سے باہر سنت مت کا آغاز ۱۹۶۰-۶۱ء میں ہوا تھا۔ لیکن جب حضور مہاراج چرن سنگھ جی نے ۱۹۶۳ء میں نام دان کی بخشش شروع کی تو اُس وقت تک بھارت سے باہر کل 272 ست سنگی تھے۔ تب تمام یورپ میں دو، جنوبی افریقہ میں چار اور انگلینڈ میں پندرہ بیس ست سنگی تھے۔ اب یورپ کے تقریباً ہر ملک میں ست سنگی ہیں۔ آج ہالینڈ جیسے چھوٹے ملکوں میں بھی سینکڑوں ست سنگی ہیں اور جرمنی، فرانس، بلجیم، ڈنمارک، سوئٹزرلینڈ، ناروے، سویڈن، آسٹریا، اٹلی، یونان وغیرہ ملکوں میں بھی کافی تعداد میں ست سنگی ہیں۔ آسٹریلیا، نیوزی لینڈ وغیرہ میں بھی جہاں کسی نے سنت مت کا نام تک بھی نہیں سنا تھا، آج کئی ست سنگی ہیں۔ حضور ۱۹۶۸ء میں نیوزی لینڈ تشریف لے گئے تھے، آج اِس چھوٹے سے جزیرے میں تقریباً ۵۰۰ ست سنگی ہیں، اور نام دان کے خواہش مند بھی بہت ہیں۔

امریکہ کی سنگت حضور بڑے مہاراج جی سے امریکہ تشریف لانے کے لئے

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitzed by eGangotri

درخواست کرتی تھی۔ لیکن حضور کے لئے صحت اور اُن دِنوں کے لمبے سمندری سفر کے باعث وہاں جانا مُمکن نہ تھا۔ حضور مہاراج چرن سنگھ جی سے پہلے انگلینڈ، امریکہ وغیرہ کی سنگت کئی برسوں سے عرض کر رہی تھی کہ ہمارے یہاں آکر دِیدار بخشیں۔ حضور نے ان درخواستوں کو اپنی دَیا مہر سے منظور فرمایا اور مئی ۱۹۷۱ء سے اپنے غیر مُلکی دَوروں کی شروعات کی۔ پچھلے دس گیارہ برسوں میں حضور مہاراج سات بار غیر مُلکی دَورے پر جا چکے ہیں۔ اِن دَوروں کا مختصر حال آگے دِیا جاتا ہے۔

غیر مُلکی دَوروں کے دَوران ایک بار کسی نے حضور سے سوال کیا کہ آپ کتنی زبانیں جانتے ہیں؟ حضور نے بڑے پیار اور شانتی سے جواب دیا، "میرے دوست! مَیں صِرف ایک ہی زبان جانتا ہوں اور وہ ہے، پُیار کی زبان۔"

پریم کی اِس زبان میں سنتوں کا پیغام لے کر پرم سنت ست گورو مشرق بعید، یورپ، امریکہ، افریقہ وغیرہ اُن مُلکوں کے دَوروں پر نِکلے جہاں تواریخ میں پہلے کبھی کسی سنت نے شاید ہی قدم رکھے ہوں۔ جس پریم اور رحمت نے اِتنے برسوں تک بھارت کے کونے کونے سے مُختلِف زبانیں بولنے والوں کو کھینچ کر مُرشِد کے قدموں میں اِکٹھا کیا تھا، اُسی کا سیلاب اب دُنیا کے دُوسرے مُلکوں میں بھی آنے لگا۔

جب میکسِکو میں ایک مُعزّز خاتون نے ست سنگ کے آخیر میں بھاؤ بھرے لہجہ میں عرض کی، "مَیں آپ کی بڑی شُکر گزار ہُوں کہ آپ اپنے مُلک سے اِتنی دُور چل کر میرے مُلک میں آئے ہیں۔" تو حضور نے بڑے پیار سے فرمایا، "بہن! مَیں سب مُلکوں کا ہُوں اور تمام مُلک میرے ہیں۔"

جب حضور اپنے دَورے کے خاتمہ پر کسی مُلک سے رُخصت ہوتے تو وہاں کے لوگ یہی محسُوس کرتے کہ کوئی اُن کا اپنا، اُن کا نزدیکی دوست و پیارا

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitzed by eGangotri

ساتھی وِداع لے رہا ہے۔ سنتوں نے کبھی کسی مُلک کی حد کو اپنے پیغام اَور اپنے پیار کی حد نہیں مَانا۔ آج حضُور مہاراج چرن سنگھ جی کے سَت سنگی دُنیا کے بہُت سے مُلکوں میں ہیں۔ جو مُلک آج ایک دُوسرے کے دُشمن ہیں، اُن کے باشِندے بھی آپ کے چرنوں میں آکر سب اِختلافات بھُول کر پریم پیار سے رہتے ہیں۔ جنُوبی افریقہ کے یُورپین باشِندے اپنے مُلک کے نسلی اِمتیاز کی پالیسی کو بھُول کر، آج ڈیرے میں آکر اپنے ہندُوستانی بھائیوں کے ساتھ مِل جُل کر رہتے ہیں۔ کچھ برس پہلے جب اسرائیل اَور عرب مُلکوں کے تعلّقات تناؤ بلکہ دُشمنی سے بھرے تھے تب دونوں مُلکوں کے کچھ سَت سنگی ڈیرہ میں آئے ہُوئے تھے، وُہ ڈیرہ میں بڑے پریم سے رہے اَور واپس جاتے ہُوئے ایک ہی ریل گاڑی میں بیاس سے روانہ ہُوئے۔ ریل گاڑی میں وُہ آپس میں بڑے پیار کے ساتھ باتیں کر رہے تھے، اَور اُمید ظاہر کر رہے تھے کہ کسی دِن پھر ملیں گے۔ ساتھ میں سفر کر رہے دِیگر مُسافِروں کو جب پتہ چلا کہ اُن میں سے کچھ عرب ممالِک کے اَور کچھ اِسرائیل کے باشِندے ہیں تو اُن کا آپس میں پریم پیار دیکھ کر وُہ حیران رہ گئے۔ کیونکہ سیاسی طَور پر دونوں کے مُلک ایک دُوسرے کے زبردست دُشمن تھے۔

اپنے غیر مُلکی دَورے سے پہلے حضُور نے تمام مقامات کے سَت سنگیوں کو ہِدایت کی کہ اُن کی آمد پر کسی قِسم کی نُمائش یا اِشتہار بازی بالکُل نہ کریں۔ اِشتہاروں، اخباروں یا ٹیلی ویژن کے ذریعہ پروپیگنڈہ نہ کریں۔ صِرف سَت سنگیوں و مُتلاشیوں کو پروگرام کی اِطلاع دیدیں۔ تمام مُلکوں میں حضُور کی ہِدایت پر عمل کیا گیا۔ لیکن سنتوں کے اَدھیکاری جیو کھنچے چلے آئے اَور کئی جگہ جہاں صِرف پندرہ بیس سَت سنگی تھے، سَت سنگ میں ڈیڑھ دو ہزار اشخاص تک آتے رہے۔

اِن دَوروں میں حضُور نے سب جگہ پر سَت سنگیوں اَور مُتلاشیانِ حق کو ذاتی طَور پر مُلاقاتیں بخشیں، اُن کے سوالوں کے جواب دیئے۔ اُن کے مسئلوں

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitzed by eGangotri

کو سُنا اور اُنہیں حل کیا۔ سنت مت کے اصُولوں کو بڑی آسانی سے سمجھایا اور ست سنگیوں کے گھروں میں جاکر اُنہیں اور اُن کے خاندان کے لوگوں کو درشن دیئے۔ کئی جگہ بیمار ست سنگیوں یا اُن کے رشتہ داروں سے ہسپتال میں جاکر ملے۔ حضُور صرف ست سنگیوں کے صُوبوں اور شہروں میں ہی نہیں گئے بلکہ کئی بار سو سو دو دو سو میل کا سفر طے کر کے اُن کے گھروں میں جاکر اُن کو وقت دیا۔

۱- پہلا دورہ مشرق بعید 1961ء

حضُور نے 8 مئی ۱۹۶۱ء کو ڈیرہ سے چل کر دہلی اور بمبئی ہوتے ہوئے مشرق بعید کا سفر شروع کیا۔ شری رام ناتھ مہتہ حضُور کے ساتھ بطور سکریٹری گئے۔ حضُور نے سری لنکا، سیگان، بنکاک، سنگاپور، ہانگ کانگ، ٹوکیو اور جاپان کے کچھ دیگر شہروں میں ست سنگ کا امرت برسایا اور نام دان دے کر جیوؤں کا اُدھار کیا۔ بھارت سے آکر مشرق بعید میں بسے ہوئے ست سنگیوں اور متلاشیوں کو حضُور نے دیدار دیئے اور اُن کے لئے پنجابی میں بھی ست سنگ بخشے۔ حضُور کی دیا مہر کے بے شمار واقعات میں سے ایک واقعہ جو کہ ایک رُوسی خاتون[1] نے حضُور کے قدموں میں آنے کا دیا ہے، یہاں پیش کیا جاتا ہے۔ یہ خاتون ہانگ کانگ کے ایک کالج میں مُعلّمہ (لیکچرار) ہے۔ اُس نے اپنا تجربہ لکھ کر بھیجا ہے جو کہ مختصر طور پر اس طرح ہے:

"حضُور کے ہانگ کانگ پہنچنے سے کچھ دن پہلے اُسے حضُور نے دیدار دینا شروع کر دیا۔ لیکن وہ یہ نہ سمجھ سکی کہ اُس کے سامنے آنے والے یہ دلکش بزرگ کون ہیں۔ اِن درشنوں سے اُسے خوشی اور شانتی کا احساس ہوتا اور ایک سرور کا سا جذبہ لگاتار بنا رہتا۔ لیکن ساتھ ہی یہ خیال آتا رہتا کہ یہ نورانی

---

[1] مسز کراسٹراسر — انہیں 1962ء میں نام دان ملا۔

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitzed by eGangotri

ہستی کون ہیں۔ کیا یہ اُس کے پیارے مسیحا حضرت عیسےٰ ہیں؟ لیکن حضرت عیسےٰ کی جتنی تصویریں اُس نے دیکھی تھیں اُن سب میں اُن کی داڑھی چھوٹی و بھورے رنگ کی تھی، جبکہ درشن دینے والے بزُرگ فقیر کی داڑھی لمبی اور سفید تھی۔ اِس کے علاوہ اُن کے سر کا پہناوا بھی ایسا تھا جو اُس کے خیال سے حضرت عیسےٰ نے کبھی نہ پہنا ہوگا۔

اِسی سوچ وِچار میں کچھ دِن گزر گئے۔ ایک دِن صبح وہ اخبار پڑھ رہی تھی کہ اُس میں حضُور کی تصویر نظر آئی، جس کے نیچے مختصر سی خبر تھی کہ پرم سنت (کامل فقیر) حضُور مہاراج چرن سنگھ جی آج شام کو پانچ بجے سکھ کوٹ دوارہ میں ست سنگ بخشیں گے۔ فوٹو دیکھتے ہی اُس کی خوشی کی کوئی حد نہ رہی۔ یہ تو اُسی مہاتما کی تصویر تھی جس کے دیدار اُسے پچھلے کچھ دِنوں سے ہو رہے تھے۔ ایک عجیب خوشی اُس کے دِل میں چھا گئی۔ اخبار ہاتھ میں لئے وہ فوراً اُس اخبار کے دفتر کی طرف چل دی۔ وہاں جا کر پُوچھنے پر ایڈیٹر نے بتایا کہ اُسے معلوم نہیں کہ وہ مہاتما کہاں ٹھہرے ہوئے ہیں، پُوچھتی پُوچھتی ست سنگ کے وقت کوٹ دوارے میں جا پہنچی۔ وہاں اُس نے اُس صورت کو ظاہر طور پر دیکھا۔ آنکھوں سے آنسو بہہ نکلے اور گلا رُک گیا۔ جب مہاراج جی سے ملی تو بھی اُس کا گلا رُکا ہوا تھا۔ بغیر کسی تمہید کے بولی، "پچھلے چار پانچ دِن سے مجھے آپ کے دیدار ہو رہے ہیں"۔

حضُور نے رحمت بھری مُسکراہٹ سے جواب دیا، "مجھے تو اِس کا کوئی علم نہیں"۔

حضُور نے اُسی طرح مُسکراتے ہوئے فرمایا، "جب آپ کو معلوم ہے تو پھر مَیں اِس بارہ میں کیا کہہ سکتا ہُوں"۔

اُس کے بعد جتنے دِن حضُور ہانگ کانگ میں رہے، وہ ست سنگ میں ہر روز آتی رہی۔ پنجابی زبان کا ایک لفظ بھی وہ سمجھ نہ پاتی تھی۔ بس لگاتار مہاراج جی

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitzed by eGangotri

کے خوب صورت و دل کش چہرے کی طرف ٹکٹکی لگائے دیکھتی رہتی۔ کئی بار اُس کی آنکھوں میں پریم کے آنسو اُمڈ آتے۔ صبح، دوپہر، شام، جہاں بھی ست گورو ہوتے، پہنچ جاتی۔ نہ کبھی کوئی عرض کرتی، نہ کوئی سوال۔ بس ست گورو کے چاند سے چہرے کو چکور کی طرح دیکھتی رہتی۔

ہانگ کانگ سے چلتے وقت مہاراج جی ہوائی اڈّے کے ویٹنگ رُوم میں بیٹھے تھے تو وہ بولی، "بے شک تم ہی میرے پیارے عیسےٰ مسیح ہو۔"

حضور مہاراج جی نے سنتوں کی فطری انکساری و عاجزی سے جواب دیا، "میں تو اُن کے قدموں کی خاک کے برابر بھی نہیں ہوں۔"

وہ بولی، "اگر تم عیسےٰ نہیں ہو تو خود خداوند تعالےٰ ہو ....." اُس کا گلا رُک گیا۔ آگے کچھ نہ بول سکی۔ وہ اپنے اُمڈتے ہوئے آنسوؤں کو نہ روک سکی۔

کچھ وقت بعد اُسے نام دان مل گیا اور اب وہ ایک پریمی ست سنگن ہے۔

18 جولائی 1962ء کو حضور مہاراج جی مشرق بعید کے دورے سے بخیریت ڈیرہ واپس تشریف لائے اور یہاں پھر پہلے جیسی چہل پہل شروع ہو گئی۔

2. سفرِ یورپ 1962ء

یورپ کے ست سنگیوں کے کافی عرصہ سے بہت سے خطوط آ رہے تھے۔ وہ عرض کر رہے تھے کہ حضور مہاراج جی وہاں آ کر درشن دیں۔ یہ سلسلہ 1953ء سے چل رہا تھا۔ چند سالوں کے بعد انگلینڈ کی سنگت نے ایک مشترکہ عرض داشت میں بھی بہت سے ست سنگیوں کے دستخط کروا کر ایسی گزارش کی تھی۔ پھر 1962ء میں جب وہاں کے کئی ہندوستانی اور برطانوی ست سنگی ایک خاص ہوائی جہاز چارٹر کر کے مرشد کے دیدار کے لئے ڈیرہ میں آئے تو انہوں نے ایک بار پھر ایسی پُرزور التجا کی۔ دلی پریم اور محبت کی کشش اپنا اثر کئے بغیر نہیں رہتی۔ حضور نے انگلینڈ

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitzed by eGangotri

کا دَورہ منظُور کر لیا۔

حضُور مہاراج جی ۱۹ر اپریل ۱۹۷۲ء کو ڈیرہ سے یُورپ کے سفر کے لئے روانہ ہو گئے۔ پروفیسر جنک راج پُوری (ہیڈ آف فِلاسفی ڈیپارٹمنٹ مہندرا کالج، پٹیالہ) حضُور کے ہمراہ بطُور سکریٹری تشریف لے گئے۔ بمبئی سے ۲۲ر اپریل کو بذرِیعہ ہَوائی جہاز روانہ ہُوئے۔ راستے میں اِیران، لبنان، تُرکی، اِٹلی، سوئیٹزرلینڈ، جرمنی اَور سوِیڈن کے سَت سنگیوں کو دِیدار بخشتے ہُوئے ۸ر جُون کی صُبح کو لندن پہنچے۔ یہاں مَیں حضُور کے اِس سفر کا حال بہ تفصیل درج کرنے کی ضرُورت محسُوس نہیں کرتا، کیونکہ کرنل سانڈرس صاحب اِس دَورے کے بارہ میں ایک کِتاب چھپوا چُکے ہیں۔

اگرچہ حضُور کی طرف سے ہدایت فرمائی گئی تھی کہ حضُور کی آمد پر کِسی قِسم کی ظاہری نُمائش یا اِستقبال کی تیّاری وغیرہ نہ کی جائے۔ سَت سنگ کا اِنتظام سادگی سے ہو اور کِسی قِسم کا پرچار نہ کِیا جائے۔ ہَوائی اڈّہ پر بھی سَت سنگیوں کا اِکٹھّا ہونا مَنع کر دِیا گیا تھا۔ لیکن پھر بھی پچاس سے زیادہ اشخاص وہاں جمع ہو گئے تھے۔ ایر وائس مَارشل سوندھی بھی، جن کے گھر حضُور کی رِہائش کا بندوبست تھا۔ اپنی کار لیکر ہَوائی اڈّہ پر آئے ہُوئے تھے۔ قریب ہی سنگت نے ایک بڑا ہال کِرایہ پر لے رکھا تھا جِس میں لگ بھگ ۲۵۰ سَت سنگی اور مُتلاشی درشن کے لئے جمع تھے۔ حضُور نے یہاں تقریباً بِیس پچیس مِنٹ بَیٹھ کر سنگت کو دَرشن دِیئے، ایک انگریز دوست نے اُس وقت کی حالت کا نقشہ اِن لفظوں میں بیان کیا ہے۔ "... سب کی آنکھیں ستگُورو کے چہرے پر گڑی ہُوئی تھیں۔ زبانیں بند اَور دِل پریم سے لبریز تھے ... اِنسان کی زِندگی

لہ پروفیسر جنک راج پُوری بھائی لِبشن داس پُوری صاحِب کے بیٹے تھے۔ آپ پُرانے اَور بڑے پریمی سَت سنگی تھے۔ آپ پنجابی یونیورسٹی میں فِلاسفی کے ہیڈ آف ڈیپارٹمنٹ بھی رہے۔ آپ جُون ۱۹۹۴ء میں اِس جہانِ فانی سے کُوچ کر گئے۔

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitzed by eGangotri

ہیں ایسے لمحے کبھی کبھی ہی آتے ہیں۔ اگرچہ ہمارے مُلک پر اس سے پہلے کئی بار حملے ہُوئے اور اسے فتح کرنے کی کوشش کی گئی تھی۔ لیکن جس طرح اِس بار حضُور مہاراج جی نے اپنے پریم سے اِس مُلک پر مکمّل فتح حاصِل کی۔ اِس کی مِثال نہیں مِلتی۔"

ایک اور صاحِب نے سوندھی صاحِب کی رہائش گاہ کے بارے میں لِکھا ہے۔ "وُہ ایک ریلوے سٹیشن کا منظر پیش کر رہی تھی جو آنے جانے والے مُسافروں سے کھچا کھچ بھرا ہُوا ہو۔ وہاں سارا دِن لوگ آتے جاتے رہتے اور جسمانی و رُوحانی خُوراک بھر پیٹ پاتے۔ دُوسرے مُلکوں سے بھی بہت سے سَت سنگی لندن آ پہنچے تھے۔ سر کالن گاربیٹ اور مسٹر سیم بُوسا دس بارہ اور سَت سنگیوں کے ہمراہ جنوبی افریقہ سے آئے ہُوئے تھے۔ لگ بھگ اِتنے ہی سَت سنگی اور جگیاسُو، امریکہ، ہالینڈ، سوئٹزرلینڈ اور جرمنی وغیرہ مُلکوں سے آئے ہُوئے تھے۔ جُون و جُولائی کے مہینے تو انگلینڈ میں موسم بہار سمجھے جاتے ہیں۔ چمکتے ہُوئے سُورج کی خُوش کرنے والی کرنوں کے ساتھ مُرشدِ کامِل کے ہنستے ہُوئے چہرے سے نکلی ہُوئی رُوحانی کرنوں نے لندن کے ماحول کو پُرمسرّت اور نمونۂ فردوس بنا دیا تھا۔ دِل خُوشی سے پُر تھے، چہروں پر ہنسی کھِل رہی تھی۔ اور ایئر مارشل سوندھی کا گھر نُور سے بھرپُور تھا۔"

9 رجُون سے 26 رجُون تک حضُور نے لندن اور اردگرد کے مقامات میں سَت سنگ فرمائے۔ اور کچھ مقامات پر نام دان کی بخشش بھی کی۔ اِنگلینڈ میں ہندوستانی سَت سنگی بھی کافی تعداد میں مَوجُود تھے۔ جو نوکری و تجارت کرتے ہیں۔ اُن کی بھلائی کے لئے حضُور نے ہندوستانی زبان میں دو تین ست سنگ فرمائے۔ انگریزی میں سَت سنگوں کے بعد مُتلاشیانِ حق کو سوالات پُوچھنے کا مَوقعہ بھی دِیا جاتا۔ سوال و جواب کا یہ سِلسلہ بہت ہی دِلچسپ اور مُفید ثابت ہُوا۔ وقت لے کر اکیلے میں حضُور سے بات کرنے والوں کی تعداد بھی کافی ہوتی۔ اِن مُلاقاتوں میں کبھی کبھی دو دو، تین تین گھنٹے لگ جاتے، جن میں حضُور مہاراج 30، 40، اشخاص سے مُلاقات

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitzed by eGangotri

کرتے۔ اِتنے مصرُوف پروگرام میں اِنتظام کرنے والے تو تھک جاتے۔ لیکن سَت گورُو کبھی دَیا کرتے ہُوئے نہ تھکتے۔ کچھ لوگوں نے حضوُر سے اپنے اپنے گھروں میں مُبارک قدم رکھنے کی درخواست کی۔ جنہیں حضوُر نے منظوُر فرمایا۔ حضوُر مہاراج جی کو مُختلِف مقامات پر اپنی اپنی موٹر کاروں میں لے جانے کی پیش کش اَور رِہائش کے لئے اپنے اپنے مکانات تیّار کرنے اَور فرائضِ میزبانی اَدا کر، چائے، ناشتہ، لنچ، ڈِنر وغیرہ قبوُل فرمانے کی درخواستیں اِتنی زیادہ تعداد میں تھیں کہ یہ ایک ناقابلِ حل مَسئلہ بن گیا۔ لیکن حسب معمُول حضوُر نے اِس کو ایسی خوُش اسلوُبی سے حل کیا کہ سب کی تسلّی ہو گئی۔ مثلاً ایک نمونہ پیش کیا جاتا ہے۔

سَت سنگیوں کی درخواستوں کے جواب میں اَور اُن کے اِصرار پر حضوُر مہاراج جی نے لندن سے پچاس میل کے فاصلہ پر ایک جگہ پر چائے پارٹی میں شمولیت منظوُر فرمائی تھی تاکہ ایک ساتھ زیادہ سے زیادہ سَت سنگیوں کو مِل سکیں۔ اَور اُن کے ساتھ کچھ وقت گزار سکیں۔ اِس کے لئے دو گھنٹے سے زیادہ وقت دینا ضرُوری تھا۔ وہاں پہنچنے پر اُس پارٹی کے مُنتظِم نے عرض کی، حضوُر مہاراج جی! تین چار اشخاص جو نام دان کے وقت لندن نہیں پہنچ پائے، وُہ نام کے خواہش مند ہیں اَور یہاں نام لینا چاہتے ہیں۔" حضوُر نے مُسکرا کر فرمایا، "بھائی صاحِب! مجھ سے ایک کام کروالیں، یا تو اِنہیں نام دِلالیں یا اپنی پارٹی کا شوق پُورا کرالیں۔" اِس پر اُن سب نے مؤدّبانہ عرض کی، "مہاراج جی! آپ کے یہاں تشریف لانے سے ہی ہمارا پارٹی کا شوق پُورا ہو گیا ہے، اگر آپ مُناسِب سمجھیں تو اُن لوگوں کو نام ضرُور دے دیں۔" چُنانچہ اِستقبال کے شور و شر اَور چائے پارٹی کی سُست چال کی جگہ پر چائے کے گھوُنٹ جلدی جلدی بھر لئے گئے اَور اِس طرح نام دان کے لئے دو گھنٹے بچا لئے گئے۔

اِن اُمور کا مُفصّل ذِکر تو کرنل سانڈرس صاحِب کی کتاب میں آیا ہو گا۔

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitzed by eGangotri

میں صرف حضور کی دیا مہر کے چند واقعات کے بارہ میں جو وہاں کے ست سنگیوں نے اپنے اپنے خطوں میں تحریر کئے، سے کچھ حصے اُن ہی کے الفاظ میں درج کرتا ہوں۔

"میرے پیارے ست گورو! رادھا سوامی! یہ چھوٹا سا خط صرف حضور کی دیا مہر کا شکریہ ادا کرنے کے لئے لکھا جا رہا ہے .... میں نے ایک عجوبہ دیکھا ہے۔ پتہ نہیں یہ آپ کو عجیب معلوم ہوگا یا نہیں۔ حضور کو شاید یاد ہوگا کہ ایک دن صبح کو جب آپ یہاں تھے ست سنگ کے بعد میں نے آپ کی خدمت میں عرض کی تھی کہ آج ست سنگ میں آپ کو میں نے ایک اور ہی صورت اختیار کئے ہوئے دیکھا ہے۔ اُس وقت مجھے یہ علم نہیں تھا کہ وہ روپ کس مہاتما کا تھا۔ لیکن آج ایک فوٹو دیکھنے پر معلوم ہوا کہ وہ سوامی جی مہاراج تھے۔ آج صبح بھجن پر بیٹھنے کے بعد میں نے ایک کتاب پڑھنی شروع کر دی، جس میں لکھا تھا کہ سوامی جی مہاراج نے ۱۵ر جون ۱۸۷۸ء کو بوقت قریباً دو بجے دن کے جسم فانی کو چھوڑا تھا۔ جس پر مجھے یاد آیا کہ آپ نے بھی ہمارے یہاں ۱۵ر جون ۱۹۶۲ء کو دو بجے کے قریب دن کو قدم رکھے تھے۔ ممکن ہے ان دونوں باتوں میں کوئی خاص تعلق نہ ہو، لیکن بطورِ عجیب اتفاق کے میں عرض کر رہی ہوں۔ میں حضور مہاراج کی تمام پچھلی مہربانیوں اور جو کچھ حضور مجھ پر اب مہربانی فرما رہے ہیں، اُن سب کے لئے مکرر شکریہ ادا کرتی ہوں۔"

"جب حضور مہاراج یہاں ہمارے پاس تھے تو ایسا معلوم ہوتا تھا، جیسے کہ ایک گہری شانتی کی فضا اور ناقابلِ بیان خوشی و مسرت ہمیں گھیرے ہوئے ہے۔ حضور کی یہاں سے روانگی کے ایک دن پہلے جب میں نے شام کے وقت ست سنگ کے بعد حضور کو آخری الوداع عرض کی تھی، اور حضور نے کمالِ مہربانی سے مجھے ہاتھ ملانے کی عزت بخشی تو مجھے ایسے محسوس ہوا کہ روحانی نور کی ایک کرن آپ میں سے نکل کر مجھ میں سما گئی، جس نے میرے اندر کی ساری میل کو نکال کر صاف کر دیا۔

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitzed by eGangotri

صِرف آنند اَور خوشی کا اِحساس ہی باقی رہ گیا۔ کافی عرصہ تک یہ حالت مُجھ پر طاری رہی، بلکہ اُس نے میری زِندگی اَور میرے سوچ وِچار کو ہی بدل دیا ہے، جو کُچھ حضُور نے میرے لئے کیا ہے، مَیں اُس کو لفظوں میں بیان نہیں کر سکتا اَور نہ ہی اُس کا پُورا شکریہ اَدا کر سکتا ہُوں۔"

"مُجھے اُس پریم اَور پیار کے اِحساس کو بیان کرنے کے لئے الفاظ نہیں مِلتے جو آپ نے خُود بخُود ہماری طرف سے بِلا کسی کوشش کے مُکمّل طَور پر ہمارے دِلوں میں پیدا کر دِیا، جب کہ آپ یہاں تھے۔ ہم اُس عجیب وغریب مَوقعہ کو کبھی نہیں بھُول سکتے، جب ہم نے اپنے پیارے ستگُورُو کو ساکشات اپنے درمیان چلتے پھرتے دیکھا اَور جو مدد اُس سے ہمیں بھجن سِمرن میں مِلی۔ ہم حضُور کے تہہ دِل سے شُکر گزار ہَیں۔ صِرف یہ الفاظ کہنا ہمارے دِلی اِحساس کا ایک ناکافی اِظہار اَور بہُت کمزور بیان ہو گا۔ ہم بار بار اُن قیمتی لمحات کو یاد کرتے ہَیں جو آپ نے نہایت فیّاضی سے ہمیں اُس پیار سے دِیئے تھے جو صِرف ایک سچّا باپ ہی اپنے پیارے بچّوں کو دے سکتا ہے۔"

"کیسا بے بہا تحفہ آپ نے ہمیں عطا کیا، جب آپ ہمارے مُلک میں تشریف لائے۔ جِس وقت مَیں نے آپ سے نام دان کے لئے درخواست کی تھی، اُس وقت مُجھے خیال تک نہیں تھا کہ مَیں کیا نعمت آپ سے مانگ رہا ہُوں۔ لیکن اَب جب کہ بھجن سِمرن کرنے اَور ستسنگ سے اُس کی کُچھ قدر مَعلُوم ہُوئی ہے تو مَیں محسُوس کرتا ہُوں کہ مَیں کِتنا خُوش قِسمت ہُوں .... مُجھے ایسا معلُوم ہوتا ہے جیسے ایک بے جان کو نئی زِندگی مِل گئی ہے۔"

"حضُور مہاراج جی! ہم حضُور کے یُورپ تشریف لانے کا کیسے شُکریہ اَدا کریں۔ یہ سب کُچھ ایک ایسا نادر اَور حیرت انگیز تجربہ تھا کہ بیان سے باہر ہے ....." حضُور کے یہاں سے تشریف لے جانے کے بعد میرے دِل میں طبقاتِ بالا کی سَیر کی اِتنی

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitzed by eGangotri

آرزو نہیں ہے، جتنی آپ کے دیدار کرتے رہنے کی ہے۔۔۔۔ میں اب آپ کے درشن کے بغیر زندہ نہیں رہ سکتا۔ زندگی بے معنی ہے اگر یہ آپ کے سپرد نہ ہو۔ حضور کے کسی دن پھر دیدار کی اُمید پر زندہ ہوں، اور یہی اُمید مجھے مایوسی سے بچا رہی ہے۔"

"اُن عنایات و فیض اور برکات کے لئے جو حضور کے یہاں قیام کے دوران مجھے حاصل ہوئیں، میرا دل پریم اور شکرانے کے احساس سے بھرا ہوا ہے۔ آپ کا یہاں آنا اور آپ کو درحقیقت دیکھنا اور دراصل بطور انسان آپ کو تصور میں لانا، ایک حیرت انگیز تجربہ تھا، جس نے میری زندگی میں بے انتہا تبدیلی پیدا کر دی۔"

"میں اس بے بہا نعمت کا جو آپ نے مجھے بخشی ہے، شکریہ ادا کرنا چاہتا ہوں۔ لیکن مجھے اس مطلب کے لئے مناسب اور کافی الفاظ نہیں ملتے۔ میں آپ کے قدموں میں پہنچنا اور آپ کا سچا سیوک بننا چاہتا ہوں۔"

یہاں میں اُس خط میں سے کچھ اقتباسات دینا چاہوں گا، جو لندن کے ایک سکھ سنگی نے بمبئی میں اپنے ایک دوست کو لکھا ہے:

"جیسا کہ آپ کو معلوم ہے، یہ اب ایک خاص تاریخی واقعہ ہے جب حضور ستگورو مہاراج جی نے ہمارے ملک میں تشریف لا کر ہمیں سرفراز فرمایا۔ کون کہہ سکتا ہے کہ شاید یہ پہلا ہی موقعہ ہو کہ کوئی مرشد کامل ہمارے ملک میں تشریف لائے ہوں اور حضور یہاں تشریف لانے والے پہلے ہی سنت ستگورو ہوں۔ بہرحال یہ ناقابل فراموش واقعہ صرف اس جزیرہ والوں کے لئے ہی اہم نہیں تھا، بلکہ اُن تمام سکھ سنگی بچوں کے لئے بھی اہم تھا، جو پیار سے اپنے پیارے باپ ستگورو کے آنے کا انتظار کر رہے تھے۔ لیکن افسوس تو یہ ہے کہ وہ تھوڑا سا عرصہ جلد ہی گزر گیا اور اب اُس کی یاد ہی باقی رہ گئی ہے۔ لیکن یہ وہ یاد ہے جو تا عمر

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitzed by eGangotri

ہمارے دماغ میں تروتازہ رہے گی۔" جو جب چاہے سیچ کھنڈ جا سکتا ہے۔ وہ یورپ یا انگلینڈ میں خوب صورت مقامات اور نظارے دیکھنے کے لئے نہیں آیا۔ حضور مہاراج جی کے درشن کرنا ایک حیرت انگیز تجربہ تھا۔ باوجود میرے کم سمجھ ہونے کے بھی مجھے ایسا محسوس ہوا، جیسے کہ پیار مجسم صورت اختیار کر کے میرے سامنے آکھڑا ہوا ہے۔ اُن کے جسم سے دیا، مہر اور شانتی کی لہریں نکل کر ارد گرد پھیل رہی تھیں۔ ایسا معلوم ہوتا تھا کہ ہم عظیم باپ کے سامنے کھڑے ہیں۔ ایسے شاندار لمحوں کو لفظوں میں بیان کرنا آسان بات نہیں ہے۔ جب ایلنگ کے ٹاؤن ہال میں پہلی بار میری نظر اُن کے نورانی چہرے پر پڑی تو بے ساختہ میری آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے اور دل پریم سے بھر گیا۔

آخری ست سنگ جو حضور نے انگریزی میں یہاں فرمایا، اُس وقت کرنل سانڈرس نے بھی ایک مختصر تقریر میں، اُن سب عنایتوں کے لئے جو حضور نے ہم پر کیں، حضور کا شکریہ ادا کیا۔ یہ واقعی بڑی اچھی تقریر تھی۔ اور حضور کا جواب پُراز دیا، مہر اور رحمت تھا۔ حضور نے اپنی تقریر کے آخر میں فرمایا: "میں آپ سب سے یہی کہوں گا کہ نیکی، سچائی اور ایمانداری کے ساتھ چلیں۔ اگر آپ سچے ہوں گے، اور سیدھے چلتے جائیں گے تو راستہ بھی سیدھا اور آسان رہے گا۔"

حضور کے اِس آخری ست سنگ کا یہ حصہ بڑا پُر درد اور ناقابلِ فراموش تھا دل جذبات سے پُر تھے اور بہت سے رومال پُر نم آنکھوں سے آنسو پونچھ رہے تھے۔ لیکن مبارک تھے وہ جذبات بھرے آنسو جو گورو کے پیار میں بہے۔ اُس وقت صاف محسوس ہو رہا تھا کہ کس طرح دل میں پریم کی دھار اُمڈ رہی ہے۔ لیکن کون ایسا شخص ہے جو اُس دل کش صورت کو پیار کئے بغیر رہا ہو۔ لیکن ہم یہ محسوس کر رہے تھے کہ ہم اُن کے پریم اور محبت کے کس قدر ناقابل ہیں۔"

حضور لندن سے 26 جون کو بذریعہ ہوائی جہاز روانہ ہو کر راستے میں

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitzed by eGangotri

یورپ اور وسط مشرق کے کچھ اور شہروں میں ست سنگ فرماتے ہوئے 7 جولائی کو دہلی تشریف لائے۔ دوسرے دن مہاراج جی نے پوسا روڈ، ست سنگ کے میدان میں سنگت کو درشن دیئے۔ دہلی سے ایک دن کے لئے سکندر پور ہوتے ہوئے حضور 12 جولائی کی شام کو ڈیرہ پہنچے۔ حضور کی غیر موجودگی میں ڈیرہ اجاڑ اور سنسان سا لگتا تھا۔ اس میں پھر زندگی آگئی، بہار آگئی اور چاروں طرف خوشی اور آنند چھا گیا۔

3- دورۂ مشرق بعید، امریکہ، برطانیہ اور یورپ: 1964ء

حضور مہاراج ساون سنگھ جی اکثر فرمایا کرتے تھے، "بے آرامی، سنتوں کی جاگیر ہے" جیوؤں کے بھلے کی خاطر وہ اپنے آرام یا تکلیف کی کچھ پرواہ نہیں کرتے ہیں۔ حضور مہاراج چرن سنگھ جی بھی اپنے مہان مشن کی تکمیل کے لئے ہر سال بھارت میں دور دور جا کر ست سنگ کرتے ہیں۔ اسی مقصد کو مدنظر رکھتے ہوئے حضور نے غیر ملکوں کا سفر کرنا منظور کیا اور اپریل 1964ء میں اس تیسرے لمبے لیکن اہم غیر ملکی سفر کے لئے روانہ ہو گئے۔

پچھلے کئی سالوں سے امریکہ کے ست سنگیوں کی طرف سے عرض کی جا رہی تھی کہ حضور امریکہ تشریف لائیں۔ لیکن حضور کے سفرِ یورپ کے بعد تو زبانی اور تحریری درخواستوں کا ایسا تانتا لگ گیا کہ حضور کو اُن کے اصرار پر وعدہ کرنا ہی پڑا کہ اگر مالک کو منظور ہوا تو آئندہ موسم گرما یعنی 1964ء کے ماہ مئی جون میں آنے کی کوشش کریں گے۔ ہندوستانی ہوائی بیڑہ کے افسر اعلیٰ ایئر وائس مارشل کے۔ ایل۔ سوندھی صاحب نے حضور کے ہمراہ بطور سکریٹری جانے کی پیشکش کر دی، تب اس تجویز نے کچھ عملی صورت اختیار کر لی۔ ہند سرکار سے پاسپورٹ اور ویزا کے لئے درخواست اور سفر خرچ کے لئے ریزرو بنک آف انڈیا سے خط و کتابت

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitzed by eGangotri

شروع ہو گئی۔ امریکہ کے مختلف مقامات کے خاص خاص ست سنگیوں کیساتھ پروگرام کے بارہ میں خط و کتابت شروع کر دی۔ کسی طرح سے ہانگ کانگ، سنگاپور، سیگون، ملایا اور جاپان کے ست سنگیوں کو بھی اس کی خبر جا پہنچی۔ اُن کی بھی چٹھیاں اور تاریں آنی شروع ہو گئیں کہ حضور اس راستہ سے تشریف لے جائیں۔ اور جاتے ہوئے راستہ میں اُن کو بھی ست سنگ و دیدار کا موقعہ دیں۔ اسی طرح انگلینڈ کی سنگت نے بھی یہی درخواست کی۔

حضور نے ۱۹۷۴ء کے شروع میں یہ طے کیا کہ ۲ر اپریل کے بھنڈارہ کے بعد کسی وقت امریکہ کے لئے تشریف لے جائیں گے اور جولائی کے بھنڈارہ سے پہلے لوٹ آئیں گے۔ آپ نے مشرق بعید اور یورپ کے ست سنگیوں کے اصرار کو منظور کرتے ہوئے طے کیا کہ جاتے وقت مشرق کے ملکوں میں ست سنگ کرتے ہوئے جائیں گے اور واپسی پر انگلینڈ ہوتے ہوئے آئیں گے۔

۲ر اپریل ۱۹۷۴ء کو حضور مہاراج ساون سنگھ جی کا بھنڈارہ ہوا۔ بھنڈارہ کے نہایت مصروف پروگرام اور چھ سات دن تک نام دان بخشنے کے بعد حضور ۹ر اپریل کو ست سنگ کے لئے دہلی تشریف لے گئے۔ تین دن ست سنگ اور نام دان کے پروگرام کے بعد مہاراج جی ۱۲ر اپریل کو ڈیرہ تشریف لائے اور آتے ہی امریکہ جانے کی تیاری شروع ہو گئی۔ ڈیرہ میں چار پانچ دن حضور ڈیرہ کے مختلف محکموں کے انچارجوں کو ملنے اور ہدایات دینے، بھنڈارہ کی وجہ سے رکے ہوئے کام کو نپٹانے و اپنے سفر کے بارے میں غیر ملکی منتظمین کو خط لکھنے وغیرہ میں بہت مصروف رہے۔ ڈیرہ سے دو دن کے لئے سکندرپور ہوتے ہوئے حضور ۲۳ر اپریل کی شام کو دہلی پہنچے۔ وہاں سے ۲۵ر اپریل کو صبح سوا پانچ بجے ہوائی جہاز سے حضور مشرق بعید و امریکہ کے سفر پر روانہ ہوئے۔

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitzed by eGangotri

اَمریکہ کے پریمی سَت سنگی ڈاکٹر سٹون[1] و اُن کی بھتیجی مِس لوئیس[2] ہلگر اِس سفر میں حضُور کے ہمراہ تھے۔ ایئر وائس مارشل سوندھی اِس دَورے میں حضُور کے ٹُورنگ سکریٹری تھے۔

اِس دَورے میں حضُور کے سَت سنگوں، تقریروں، مُتلاشیوں سے مُلاقاتیں، اُن کے سوالوں کے جوابات، سفر کا بیان، حضُور کے اِستقبال میں سنگت کی خُوشی وجُدائی کے وقت کی غمگینی اَور آنسُو، حضُور کی دَیا مہر کے واقعات، بھارت کے سفیروں و دِیگر افسروں سے مُلاقاتوں وغیرہ کا مُفصّل بیان تو اِس کِتاب میں لِکھ پانا مُمکن نہیں ہے۔ لیکن اِن کا خُلاصہ نیچے دینے کی کوشش کرُوں گا۔

حضُور مہاراج جی 25 راپریل 1964ء کو صُبح پانچ بجے کے قریب روانہ ہوکر چار گھنٹے کے ہَوائی سفر کے بعد اُسی دِن وہاں کے وقت کے مُطابق دس بج کر چالیس منٹ پر بنکاک پہُنچے۔ بنکاک کے ہَوائی اَڈّے پر سَت سنگیوں، اُن کے دوستوں و پریوار کے لوگوں کے عِلاوہ کئی جگیاسُو اَور مُختلف مذہبی فِرقوں کے نُمائندے بھی حضُور کے اِستقبال کے لئے آئے ہُوئے تھے۔ دہلی سے چلنے سے پہلے حضُور کا بڑا مصرُوف پروگرام تھا اَور آخری دِن تو حضُور کو رات ساڑھے بارہ بجے تک سامان باندھنے کی بھی فُرصت نہ مِل پائی تھی۔ صُبح دو بجے اُٹھ کر سامان وغیرہ اِکٹھّا کر کے حضُور چار بجے سے کُچھ پہلے ہَوائی اَڈّے کے لئے روانہ ہو گئے۔ اِس طرح حضُور کو

---

[1] ڈاکٹر سٹون امریکہ کے مشہُور ڈاکٹر، مُصنّف، مُفکّر اَور پریمی سَت سنگی ہیں۔ آپ ہر سال ڈیرہ میں چھ مہینے کیلئے آتے اَور یہاں بیماروں کا بغیر کسی مُعاوضہ کے عِلاج کرتے ہیں۔

[2] کُماری لوئیس ہلگر ڈاکٹر سٹون کی بھتیجی ہیں۔ آپ حلیم اور سیوا کا جذبہ رکھنے والی ابھیاسی سَت سنگن ہیں۔ پچھلے بیس بائیس سال سے آپ ہر سال ڈیرہ چھ مہینے کے لئے آتی ہیں۔ انگریزی میں چھپی بہت سی کِتابوں کے مَسودے تیار کرنے و اُن کو چھپوانے میں آپ نے بڑی سیوا کی ہے۔ (آپ ستمبر 1997ء میں اِنتقال فرما گئیں)

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitzed by eGangotri

صرف ڈیڑھ گھنٹہ آرام کے لئے مِل پایا۔ لیکن بنکاک پہُنچنے پر حضُور کے چہرے پر تازگی اور چمک تھی۔ اَور چہرہ پیار اَور رحمت بھری مُسکراہٹ سے کِھل رہا تھا۔ سنگت اَور دِیگر آئے ہُوئے لوگ ٹکٹکی باندھ کر حضُور کو دیکھتے رہ گئے۔ حضُور کے درشن کر کے سب کے دِلوں میں آنند اَور خُوشی کی ایک ایسی لہر دوڑ گئی جو اُن کے چہروں سے صاف ظاہر ہو رہی تھی۔

بنکاک میں اُس وقت اگرچہ صِرف دس سَت سنگی تھے۔ لیکن سَت سنگ میں دو ہزار سے زیادہ اشخاص حاضِر تھے۔ اُنہوں نے حضُور کی میٹھی زبان میں سنتوں کے پاکیزہ رُوحانی پَیغام کو سُنا۔ حضُور نے یہاں تین سَت سنگ فرمائے، بہُت سے مُتلاشیوں سے بات چیت کی اَور اُنہیں نام دان بخشا۔

بنکاک سے حضُور ۲۶ اپریل کی شام کو سِنگاپُور پہُنچے۔ وہاں بھی ہَوائی اڈّہ پر بہُت سے مُتلاشی اِستقبال کے لئے مَوجُود تھے۔ سِنگاپُور میں مہاراج جی نے دو دِن سَت سنگ فرمائے۔ جن میں تین چار سَو اشخاص حاضِر ہوتے رہے۔ وہاں آخری دِن تو حضُور سے مُلاقات کرنے والوں کا تانتا لگ گیا۔ اَور حضُور آدھی رات تک لوگوں کو مِلتے و اُن کے سوالوں کے جواب دیتے رہے۔ حضُور نے سِنگاپُور میں ۲۷ اشخاص کو نام دَان بخشا۔

یکم مئی کو صُبح نَو بجے سِنگاپُور سے بذرِیعہ ہَوائی جہاز روانہ ہو کر مہاراج جی ۱۱ بجے سیگون پہُنچے۔ سیگون میں حضُور مہاراج صِرف چھبّیس گھنٹے ہی ٹھہرے۔ چُنانچہ حضُور کا سیگون کا پروگرام نہایت مصرُوف رہا اَور آرام کے لئے بھی وقت نہ مِلا۔ اِس تھوڑے سے وقت میں حضُور نے ایک سَت سنگ فرمایا، لوگوں سے مُلاقات کی، مُتلاشیوں سے مِلے، اُن کے سوالوں کے جواب دِیئے۔ تمام سَت سنگیوں و اُن کے پریواروں کے لوگوں کو الگ الگ وقت دِیا۔ مُنتظمین سے سَت سنگ کے اِنتظام کے بارے میں بات چیت کی۔ اَور نام دان بخشا۔ ست سنگ

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitzed by eGangotri

میں حاضری تین سو سے زیادہ تھی۔ بھارت کے سفیر جناب گنجو صاحب، مسز گنجو، اور سفارت خانہ کے اعلےٰ افسران حضور کے ست سنگ میں آئے اور پھر دوبارہ بھی حضور سے ملنے آئے۔ انہوں نے سنت مت میں بڑی دلچسپی ظاہر کی۔ بعد میں حضور نے انہیں سنت مت پر کچھ انگریزی کتابیں بھیجیں۔

2 رمئی کی دوپہر کو چل کر حضور شام کو ہانگ کانگ پہنچے۔ یہاں بھی دو دن ست سنگ، ملاقاتیں، اور نام دان کا مصروف پروگرام رہا۔ 5 رمئی کو حضور ہانگ کانگ سے شام کے ساڑھے چار بجے روانہ ہو کر رات کو سوا آٹھ بجے ٹوکیو پہنچے۔ یہاں ست سنگیوں کی تعداد زیادہ نہ ہونے کی وجہ سے حضور کو کچھ آرام کرنے کا موقعہ ملا۔ جس کی انہیں بہت ضرورت تھی۔ ست سنگیوں، متلاشیوں سے ملاقات اور ان کے سوالوں کے جوابات وغیرہ کا پروگرام ختم کر کے حضور 7 رمئی کی رات کو پونے دس بجے ٹوکیو سے روانہ ہو کر ساڑھے چھ گھنٹے کے ہوائی سفر کے بعد ہونولولو (جزیرہ ہوائی) پہنچے۔ اس وقت ہونولولو میں 8 رمئی کی صبح کے سوا نو بجے تھے۔

ہونولولو میں حضور صرف پچیس گھنٹے ٹھہرے اور اس دوران آپ نے متلاشیوں سے ملاقات، سوال و جواب، ست سنگیوں سے ملاقات وغیرہ پروگرام کے علاوہ 9 رمئی کی صبح کو کچھ اشخاص کو نام دان بھی بخشا۔ نام دان کے بعد حضور دن کے ساڑھے گیارہ بجے بذریعہ ہوائی جہاز اس دورے کے سب سے اہم اور محنت طلب حصے یعنی امریکہ کے سفر کے لئے روانہ ہوئے۔

حضور مہاراج چرن سنگھ جی کا دورۂ امریکہ ایک تواریخی واقعہ تھا۔ امریکہ کی تاریخ میں اب تک کسی سنت، کسی شبد ابھیاسی، کلمہ صورت مرشد کامل، نے سرزمین امریکہ پر قدم نہیں رکھے تھے۔ کئی برسوں سے سنگت اپنے پیارے مرشد کے جسمانی صورت میں دیدار کے لئے تڑپ رہی تھی۔ جس وقت مرشد مہربان کا جہاز

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitzed by eGangotri

لاس اینجلس کے ہوائی اڈّے پر پہنچ رہا تھا، بے شمار ست سنگی بڑی بے تابی سے ہوائی اڈّے پر انتظار کر رہے تھے۔ وُہ آپس میں چرچا کر رہے تھے کہ مُرشدِ مہربان مہاراج چرن سنگھ جی کیسے ہونگے ؟ کیا جیسے وہ فوٹوؤں میں نظر آتے ہیں، اُتنے ہی دِلکش ہوں گے ؟ اُن کی رُوحانی خُوب صُورتی سے مُنوّر صُورت کا جو بیان سُنا ہے کیا وُہ اُس کے مُطابِق ہوں گے ؟ اِن سوالوں کا اُنہیں کیا جواب مِلا، اِسے کیلی فورنیا کے ایک ست سنگی نے اِن الفاظ میں بیان کیا ہے:

آخر وُہ دِن آگیا جب ہم اپنے پیارے ستگورُو کو اپنے رُو برُو دیکھیں گے۔ جب ہوائی پٹڑی پر حضوُر کا جہاز اُتر رہا تھا تو ہمارے اندر ایک عجیب خوشی، ایک بے مِثال مُسرّت کی دھارا لہرا اُٹھی۔۔۔۔ ہماری نگاہیں جہاز کے دروازے کی طرف گئیں، جہاں حضوُر مہاراج جی کھڑے تھے۔ ہم اُن کا بیان کیسے کریں، اُن کی صوُرت بیان سے باہر ہے۔ اُن کی صوُرت اُن کے فوٹو جیسی تو تھی، لیکن اُس سے بھی کہیں بڑھ کر تھی۔ اُس میں ایک نرالی شان تھی۔ ایسی بے شمار خوبیاں تھیں جو بیان میں نہیں آسکتیں۔ ستگورُو کیسے ہوں گے، اِس بارہ میں ہماری سبھی اُمیدوں اور اندازوں کی تلّی ہوگئی۔ لیکن ہمیں اُن کی صوُرت میں وُہ خاصیتیں بھی نظر آئیں جن کا ہمیں گمان بھی نہیں ہوسکتا تھا۔۔۔۔ اب اگر ہم سے کوئی پوُچھے، "مہاراج جی کیسے ہیں ؟" تو ہمارے پاس اِس سوال کا کوئی جواب نہیں۔ ہم یہی کہیں گے کہ آپ خوُد ہی اُنہیں دیکھ کر اندازہ لگا سکیں گے۔"

ہوائی اڈّے پر نہ صرف لاس اینجلس کے ست سنگی موجوُد تھے، بلکہ سان فرانسسکو، ٹیکساس، ایری زونا وغیرہ کئی دِیگر مقامات کے لوگ بھی آئے ہوُئے تھے۔ حضوُر کے پہلے دِیدار کی جھلک سے ہی لوگ مسرور ہوگئے۔ ہوائی اڈّے کے اَفسران و دِیگر لوگوں نے پوُچھنا شروُع کیا، "یہ صاحِب کوُن ہیں ؟" جواب مِلا،

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitzed by eGangotri

"یہ ہمارے ستگورو مہاراج چرن سنگھ جی ہیں۔" کچھ لوگوں کو پتہ تھا کہ بھارت میں ریاستوں کے حکمرانوں کو 'مہاراجہ' کہا جاتا تھا۔ اُنہوں نے آپس میں کہا، "ہاں، واقعی کوئی مہاراجہ ہی معلوم ہوتا ہے۔" جہاں سے بھی حضور نکلے، لوگ راستے سے ہٹ گئے۔ کئی ایک تو ادب کے ساتھ سیدھے کھڑے ہو گئے۔ قریباً سب کی نگاہیں حضور کے دلکش چہرے پر جمی ہوئی تھیں۔ ست سنگیوں کی خوشی اور مسرّت کا تو کوئی ٹھکانہ ہی نہ تھا۔ اُن کے چہرے پیار اور خوشی سے چمک رہے تھے، آنکھوں سے آنسو بہہ رہے تھے۔ اور سارا ماحول پریم سے پُر تھا۔ اِس مشہور ہوائی اڈّے کے مُلازمین و افسران نے ہزاروں مشہور عالم شخصیتوں، راشٹر پتیوں، بادشاہوں، لیڈروں اور ایکٹروں وغیرہ کے اِستقبال و الوداع کے نظارے دیکھے تھے، لیکن حضور مہاراج جی کی آمد کا یہ نظارہ کچھ عجیب ہی تھا۔ اُن میں سے کچھ نے بعد میں بتایا کہ اُنہوں نے اپنی زندگی میں کبھی ایسا پریم، جذبات اور بھگتی بھرا نظارہ نہیں دیکھا۔ سچ ہی تو ہے کہ بھگتی و پریم کے جذبات کا مُقابلہ اِستقبالیہ جھنڈیاں یا بناوٹی رنگ برنگے اِستقبالیہ ستون کیا کر سکتے ہیں۔

یہ قُدرتی تھا کہ ست سنگی پریم اور عزّت کی وجہ سے حضور کا بہت ادب واحترام کریں، جبکہ وہ محسوس کر رہے تھے کہ خُدا خود اِنسانی جامہ پہن کر اُن کے سامنے آرہا ہے تو اُنہیں اپنی خامیوں و کمزوریوں کا خیال آنا تو عین قُدرتی تھا۔ اِس لئے وہ ادب اور کچھ جھجک کے ساتھ دُور کھڑے تھے۔ ستگورو اُن کے جذبات سے واقف تھے۔ آپ نے جہاز سے اُترنے کے بعد اس پیار اور رحمت بھری مُسکراہٹ کے ساتھ دیکھا اور اِس شفقت کے ساتھ مِلے کہ سب کو ایسا محسوس ہُوا کہ کوئی اُنکا نزدیکی دوست، کوئی پیارا رشتہ دار دُور سے اُنہیں مِلنے آیا ہے۔ پھر حضور نے میٹھی مُسکان اور بڑی سادگی سے اُن کے ساتھ باتیں کرنا شروع کیں تو جھجک اور دُوری کا اِحساس ختم ہو گیا۔ سنگت نے محسوس کیا جیسے عیسےٰ مسیح ایک بار پھر ظہور میں

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitzed by eGangotri

آ گئے ہیں۔

دُوسرے دِن وہاں کے مشہُور ہوٹل "بلٹمور" کے "رینیسانس رُوم" میں ست سنگ کا اِنتظام تھا۔ مِسٹر ہاروے مایئرس نے (جو اَمریکہ میں حضُور کے نُمائندوں میں سے ایک تھے) بڑے پُرجذبات الفاظ میں حضُور کا تعارف کرایا، خیر مقدم کے کچھ الفاظ کہے اَور حضُور کا اِتنی تکلیف اُٹھا کر بھارت سے اِتنی دُور امریکہ آنے کے لئے شُکریہ اَدا کیا۔

اِس کے جواب میں حضُور نے ایک چھوٹی سی تقریر کی جو پریم و دَیا مہر سے بھری تھی۔ حضُور نے اِس پریم بھرے سواگت کے لئے شُکریہ اَدا کرنے کے بعد فرمایا کہ میرے لِئے امریکہ آنا ایک خاص اہمیّت کی بات ہے۔ آج مَیں اپنے آپ کو امریکہ کی سرزمین کے اُس حِصّے میں پاتا ہُوں جہاں آج سے پچاس برس پہلے حضُور مہاراج ساون سنگھ جی کی طرف سے پہلے امریکن کو "نام" بخشا گیا تھا۔ یہیں سے امریکہ میں سَنت مَت کا پرچار شرُوع ہُوا۔ میرے لِئے یہ بڑی خُوشی اَور خُوش نصیبی کی بات ہے کہ آج مَیں آپ لوگوں کے درمیان یہاں مَوجُود ہُوں۔ مَیں بھارت کے لاکھوں سَت سنگیوں کی، آپ سب کے لئے پریم بھری رادھا سوامی اَور نیک خواہشات لے کر آیا ہُوں۔

پھر حضُور نے فرمایا، "اِس دَورے میں میری کوشش ہو گی کہ مَیں زیادہ سے زیادہ ست سنگیوں سے مِل سکُوں۔ اَور اُنہیں ذاتی طَور پر وقت دے سکُوں۔ وقت کی کمی اَور الگ الگ مرکزوں میں جانے کے پروگرام میں ہو سکتا ہے کہ چاہتے ہُوئے بھی مَیں کچھ لوگوں سے نہ مِل سکُوں۔ مَیں اُمید کرتا ہُوں کہ ایسے بھائی اور بہنیں جنہیں مَیں الگ وقت نہ دے سکُوں، میری مُشکلات کو سمجھنے کی کوشش کریں گے ..... مَیں آپ کو یقین دِلاتا ہُوں کہ میرے پیارے ستگورُو حضُور مہاراج جی کے فرمان کے مُطابق آپ کے اِس خُوب صُورت مُلک میں سَنت مَت

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitzed by eGangotri

کا مُستقبل بڑا عالیشان اور رَوشن ہے۔" اِس کے بعد آپ نے فرمایا "یہ کبھی نہ بھُولیں کہ پرماتما سے وِصال کے سچّے مارگ کی کھوج کرنے والے مُتلاشیوں کے پاک مقصد کے حصُول میں مددگار ہونا آپ سب کی ذِمّہ واری ہے۔ ہمیں اپنے آپ کو سنت مت کے اصُولوں کی ایک زِندہ مِثال کی شکل میں پیش کرنے کی کوشش کرنی چاہیئے۔"

حضُور کی تقریر کے بعد ستسنگ ہُوا، جس کے بعد مہاراج جی سبھی حاضر لوگوں سے ایک ایک کر کے مِلے، جس نے بھی حضُور سے مِلنے کے لئے الگ وقت مانگا، اُسے وقت دِیا گیا۔ حضُور صبح ساڑھے آٹھ بجے سے دوپہر کے ایک بجے تک اور شام کو چھ بجے سے رات ساڑھے دس بجے تک لوگوں سے مِلتے رہتے۔ اِس کے عِلاوہ ستسنگ، سوال وجواب اور چھوٹے چھوٹے گرُوپوں میں لوگوں سے مُلاقات کا پروگرام بھی چلتا رہا۔

لاس اینجلس میں مہاراج جی نے کئی خواہش مندوں کو نام دان بخشا۔ وہاں سے حضُور بذریعہ کار سان ڈیاگو کے لئے روانہ ہو گئے۔ وہاں پہُنچنے کے لئے ایک لمبا راستہ اپنایا تاکہ حضُور اُن ستسنگیوں کے گھروں میں تشریف لے جا سکیں جنہوں نے بڑے پریم اور عاجزی کے ساتھ حضُور سے اپنے گھروں میں تشریف لانے کے لئے عرض کی تھی۔ اِس طرح حضُور وائیٹ واٹر (جہاں پام سپرنگ، یُوکیولی وغیرہ جگہوں کی سنگت مَوجُود تھی) اور کچھ دِیگر شہروں سے ہوتے ہوئے آپ سان ڈیاگو پہُنچے۔ یہاں حضُور کا ستسنگ، سوال وجواب، مُلاقات وغیرہ کا پروگرام چلتا رہا۔ یہاں سے حضُور بذریعہ کار واپس لاس اینجلس تشریف لائے اور اُسی دِن شام کو ساڑھے چار بجے بذریعہ ہَوائی جہاز سان فرانسسکو پہُنچے۔ یہاں حضُور کا تین دِن کا پروگرام تھا، جس میں ستسنگ، سوالی وجواب، مُلاقاتوں کے عِلاوہ کچھ ستسنگیوں کے گھروں میں تشریف لے جانے اور ایک بیمار ستسنگی

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitzed by eGangotri

سے ہسپتال میں ملنے کا پروگرام تھا۔ تین دن سان فرانسسکو میں ست سنگ فرما کر اور نام دان کے ذریعہ متلاشیوں کو راہِ نجات دکھا کر حضور بذریعہ ہوائی جہاز 22 مئی کو وین کوور (کینیڈا) پہنچے۔ یہاں حضور مہاراج جی شری[1] و شریمتی جتیندر کھنہ کے مہمان رہے۔ یہاں سے بذریعہ ہوائی جہاز 'سیاٹل' ہوتے ہوئے مہاراج جی 26 مئی کو 'منیاپولس' پہنچے۔

'منیاپولس' میں حضور کے دورے کا پروگرام کسی نے اخباروں میں دے دیا تھا۔ جس کے نتیجہ کے طور پر امریکہ کی مشہور براڈ کاسٹنگ کمپنی 'اے، بی۔ سی' کے 'منیاپولس' مرکز کے افسروں نے کرنل برگ (جو کہ منیاپولس کے ست سنگ کے منتظم اور حضور کے نمائندے ہیں) پر زور دیا کہ حضور مہاراج سے ٹیلی ویژن مرکز پر جا کر ملاقات (انٹرویو دینے) کی عرض کی جائے۔ اسی دن حضور نے ٹیلی ویژن پر پنڈت جواہر لعل نہرو کی وفات کی خبر سنی تھی۔ حضور جانتے تھے کہ ٹیلی ویژن والوں کے زیادہ تر سوال بھارت کی سیاسی حالت پر ہوں گے چنانچہ حضور نے فرمایا کہ انہیں سیاست میں کوئی دلچسپی نہیں ہے، اور نہ ہی حضور نے کبھی ٹیلی ویژن کے ذریعہ اپنے خیالات کا اظہار کیا ہے۔ لیکن ٹیلی ویژن والوں نے کرنل برگ کو منا لیا اور حضور سے وعدہ کیا کہ ملاقات کے دوران سیاست اور بھارت کے بارے میں کوئی سوال نہ پوچھیں گے۔ صرف روحانیت کے مضمون پر ہی سوال پوچھیں گے۔ اگرچہ حضور نے ست مت کی تشریح اور پرچار کے لئے اس قسم کے ذرائع کو کبھی کوئی اہمیت نہیں دی تھی، پھر بھی کرنل برگ

---

[1] شری جتیندر کھنہ، رادھا سوامی ست سنگ بیاس کے سابق سکریٹری شری کے۔ ایل۔ کھنہ کے بیٹے ہیں۔ آپ کی پتنی، رادھا سوامی ست سنگ مرکز بمبئی کے سکریٹری شری کرشن بابانی کی بیٹی ہیں۔

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitzed by eGangotri

کے اصرار کو نہ ٹال سکے اور مُلاقات کے لئے منظوری دے دی۔

27 رمئی کو تیسرے پہر مُلاقات کا وقت مُقرر کیا گیا۔ سوالوں کے جواب میں حضُور نے سنت مت کے بُنیادی اصُولوں پر بڑے مُختصر لیکن پُر معنی الفاظ میں روشنی ڈالی۔ حضُور نے فرمایا کہ سنت مت تو نہ کوئی دھرم ہے اور نہ ہی کسی قسم کے مذہب بدلنے میں یقین رکھتا ہے۔ اصلی دھرم تو وہ ہے، جو ہمیں مالک سے مِلائے۔ اگر ہم بغیر کسی تعصُّب کے سچّے دِل سے کھوج کریں تو پتہ چلے گا کہ سبھی دھرموں کے بُنیادی اصُول یکساں ہیں۔ حضُور نے شاک آہاری بھوجن (نباتی غذا) پر زور دیا اور ایک سوال کے جواب میں بتایا کہ پرماتما کا اصلی مندر ہمارا جسم ہے۔

مُلاقات کرنے والی خاتون مِس لُوئی لیپارڈ تو حضُور کو بھارت کی سیاست کی طرف کھینچ کر لانا چاہتی تھی۔ اُس نے سوال و جواب کے دَوران نہایت چالاکی سے پُوچھ ہی لیا کہ کیا پردھان منتری نہرو سنت مت کے اصُولوں میں یقین رکھتے تھے؟ حضُور نے جواب دِیا، "نہیں! وُہ ایک بہُت بڑے سیاست دان تھے۔ اپنی ذاتی زِندگی میں وُہ کیا ابھیاس کرتے تھے؟ اِس کا مجھے عِلم نہیں۔"

اُس خاتون نے پھر پُوچھا، "آپ کے خیال میں اُن کی وفات کا بھارت پر کیا اثر پڑے گا؟" وُہ بڑی چالاکی سے بات چیت کو بھارت کی سیاست کی طرف موڑنے کی کوشش کر رہی تھی، لیکن اِس سوال کا حضُور نے اِتنا سادہ اور صاف جواب دِیا کہ وُہ اِس گفتگو کو پھر سیاست کی طرف نہ لے جا سکی۔ حضُور نے جواب میں فرمایا، "یہ مَیں نہیں جانتا، مَیں کوئی سیاست دان نہیں ہُوں۔ لیکن مَیں بغیر پنڈت نہرُو کے ہندوستان کا تصوّر بھی نہیں کر سکتا۔ اُنہیں ہندوستان میں سبھی پیار کرتے تھے، سبھی کو اُن پر یقین تھا۔"

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitzed by eGangotri

ملاقات میں سوال پوچھنے والی مس لوئی لیپارڈ نے بعد میں حضور سے کہا کہ سٹوڈیو کا عموماً بے چینی، تناؤ، شور وغل اور جوش سے بھرا ماحول آپ کے سٹوڈیو میں داخل ہوتے ہی یکایک امن، خاموشی، چین اور سکون سے بھر گیا۔ سٹوڈیو کے ماحول میں اچانک اِس عجیب وغریب تبدیلی کا اِحساس کرکے وہ حیران تھی کہ یہ کیسے ہُوا۔

حضور نے اپنی قدرتی دِلفریب مُسکراہٹ کے ساتھ جواب دیا، "اگر اِنسان کا دِل چین اور شانتی سے بھرا ہو تو اُس سے شانتی کی دھارائیں ہی نکلیں گی۔"

مِنیاپولس میں 28 مئی کو یُونیٹیرین سوسائٹی کے ہال میں ست سنگیوں اور مُتلاشیوں کی ایک مِیٹنگ میں کرنل برگ نے ایک تقریر کی۔ اُس کے اہم واقعات یہاں دیئے جاتے ہیں۔

"مہاراج جی، شری سوندھی، ست سنگی بھائیو اور دوستو! ہماری زندگی میں کئی بار ایسے اہم واقعات آتے ہیں جو زندگی کا رُخ ہی بدل دیتے ہیں۔ میری زندگی میں بھی ایسے تین واقعات ہُوئے ہیں، جن سے میری کایا ہی پلٹ گئی۔ پہلا واقعہ تھا، جب میرے ہاتھوں میں ایک امریکن ڈاکٹر کی لکھی ہُوئی کتاب "دِی پاتھ آف دِی ماسٹرز" کا لگنا۔ اِس کے مُصنّف کئی سال تک وہاں ہندوستان میں ایک کامل ستگورو کے چرنوں میں رہے تھے۔ یہ کتاب میں نے کئی دفعہ پڑھی اور اِس نتیجے پر پہنچا کہ مجھے اُس جگہ کی تلاش کرنی چاہیئے جہاں اِس کتاب کے مُصنّف نے یہ تعلیم حاصل کی ہے۔

دُوسرا واقعہ تھا، نومبر ۱۹۶۹ء کو ایک صبح میرا ہندوستان کی طرف چل پڑنا۔ مجھے یہ معلوم نہ تھا کہ بیاس نام کا ایک چھوٹا سا گاؤں، جس کا کتاب میں ذِکر ہے۔ ہندوستان میں کہاں پر ہے۔ میں فوجی ہوائی جہاز کے ذریعہ دہلی پہنچا، ریل گاڑی کے ذریعہ اَمرتسر اور اَمرتسر سے بذریعہ بس بیاس سٹیشن پہنچا۔

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitzed by eGangotri

وہاں سے دو پہیوں والی گھوڑا گاڑی میں، جسے تانگہ کہتے ہیں، مَیں اُس جگہ پہنچا، جہاں مَیں نے سوچا تھا کہ کوئی کچّا مکان یا جھونپڑی ہوگی۔ لیکن مَیں نے وہاں خُوب صُورت عمارتوں والی بستی پائی۔ سیکرٹری کے دروازے پر میرا تانگہ ٹھہرا۔ مجھے دیکھ کر وُہ میرے پاس آئے۔ مَیں نے اُنہیں اپنا نام بتایا اَور یہ بھی بتایا کہ مَیں کہاں سے آیا ہُوں۔ اَور کِس لئے آیا ہُوں۔ اُنہوں نے مجھے مہاراج جی کے مکان پر پہنچا دِیا، جو کہ پاس ہی تھا۔ ستگورُو کا پہلا درشن میرے لئے ایک عجیب تجربہ تھا۔ اُنہوں نے بڑے پیار سے میرا خیر مقدم کیا۔

میرا بیاس آنے کا مقصد 'نام' حاصِل کرنا تھا۔ جب مَیں نے ستگورُو سے عرض کی کہ مَیں 'نام' لینا چاہتا ہُوں۔ اُنہوں نے پُوچھا، "آپ کو گوشت چھوڑے کِتنا عرصہ ہُوا ہے؟" مَیں نے جواب دِیا کہ بس اِتنا ہی وقت جتنا کہ مَیں نے ڈیرہ میں گزارا ہے۔ یعنی کہ تقریباً دو گھنٹے۔ اِس پر مہاراج جی نے فرمایا کہ نام دان کے لئے یہ ضرُوری ہے کہ خواہش مند کو گوشت اَور شراب چھوڑے کافی عرصہ ہو چُکا ہو تاکہ وُہ فیصلہ کر سکے کہ وہ بِنا کِسی پریشانی کے زِندگی بھر شاک آہاری کھانے (نباتی غِذا) پر رہ سکتا ہے۔ مہاراج جی نے پیار سے فرمایا کہ اگر مَیں ڈیرہ میں رہنا چاہُوں تو بڑی خُوشی سے ٹھہر سکتا ہُوں۔ لیکن یہ بہتر ہوگا کہ یہ فیصلہ کرنے سے پہلے مَیں امریکہ جا کر تین مہینے شاک آہاری کھانے پر رہ کر دیکھ سکوں۔ کیونکہ میں اِتنے عرصہ کے لئے یہاں ہندوستان میں نہیں رُک سکتا تھا۔ اِس لئے مَیں کافی پریشان اَور نا اُمید ہو گیا۔ مہاراج جی دس دِن کے لئے باہر تشریف لے جا رہے تھے۔ مَیں نے طے کِیا کہ مہاراج جی کے واپس آنے تک ڈیرہ میں ٹھہروں۔

دُوسرے دِن مہاراج جی کے جانے کے بعد مَیں بہت بیمار ہو گیا، بستر پر پڑا رہا اَور دُودھ کے سِوائے کچھ بھی کھا پی نہ سکا۔ لیکن جِس دِن حضُور مہاراج جی واپس ڈیرہ تشریف لائے، اُس دِن میری طبیعت یکایک بالکل ٹھیک ہو گئی۔ مَیں

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitzed by eGangotri

سوچتا ہوں کہ نام دان سے پہلے میرے کچھ بُرے اعمال کا حساب چُکانا لازمی تھا اور میری اِس بیماری کے ذریعہ ستگورو نے اُن کو چُکا دیا۔ ستگورو اپنی دیا اور مہربانی سے اپنے پریمی اور شاغل مُریدوں کے کرموں کا بوجھ سُولی سے شول (کانٹا) کر کے چُکا دیتے ہیں۔ نہ معلوم میرے کتنے برسوں کی بیماری یا اعمال کا بوجھ میرے ست گورو نے اِن دس دِنوں میں اُتار دیا ہوگا۔

میری زندگی کا تیسرا اہم واقعہ یہ تھا۔ پھر تندرستی محسوس کرتے ہوئے میں نے مہاراج جی کی خدمت میں جا کر نام دان کے لئے عرض کرنے کا فیصلہ کیا۔ میری اِس التجا پر مہاراج جی کے نورانی چہرے پر ایک شفقت بھری مسکراہٹ چھا گئی اور اُنہوں نے فرمایا کہ شام کو مجھے نام دان مل جائے گا۔"

اِس کے بعد کرنل برگ نے دریائے بیاس کے مغربی کنارے پر واقعہ ڈیرہ بابا جیمل سنگھ اور وہاں کے رہنے والوں کے متعلق بالتفصیل بتایا اور کہا، اِس روحانی مرکز میں کسی قسم کی ذات، رنگ (کالے، گورے) یا قوم کا بھید بھاؤ نہیں ہے۔ سب ذاتوں، فرقوں، قوموں، مُلکوں کے لوگ یہاں امیر، غریب، اُونچ، نیچ، اپنی ذات اور رنگت کو بھول کر پریم اور پیار کے ساتھ رہتے ہیں۔ زندگی کی موجودہ وقت کی تمام سہولیات میسّر ہیں۔ یہاں کے رہنے والے، دُنیا کو چھوڑ کر عام سادھوؤں والی زندگی نہیں گزارتے۔ بلکہ اِسی دُنیا میں رہتے ہوئے، اپنی ذمہ داریوں کو نبھاتے ہوئے، اپنا روحانی شغل (ابھیاس) کرتے ہیں۔ یہاں کے سنت ستگورو خود اِس کی مثال قائم کرتے رہے ہیں اور اپنی روزی خود کما کر ہمیشہ سنگت کی مُفت سیوا کرتے ہیں۔

کامل گورو کی فضیلت کے بارے میں بولتے ہوئے کرنل برگ نے کہا، "کامل گورو کی ایک خاصیت یہ بھی ہے کہ وہ اپنے مُریدوں کی دُنیاوی زندگی میں عام طور پر دخل نہیں دیتے۔ اور نہ وہ اِس دُنیا میں کسی سُدھارک کی صورت میں آتے ہیں۔

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitzed by eGangotri

وُہ سُکھ، دُکھ، خُوشی، غمی اور جنم مَرن کے مُسلسل چکّر سے نِکالنے کے لئے آتے ہیں۔ اُن کا کہنا ہے کہ اگر ابھیاسی ہر حال میں پرماتما کی رضا میں، مالِک کی مرضی میں راضی رہے تو رُوحانی ترقی میں مدد مِلتی ہے۔ اِس لئے وہ اپنے مُریدوں کی بھلائی کے لِئے، بیوپار میں کامیابی، دُنیاوی مُعاملوں میں کامیابی، عدالتی جھگڑوں میں جیت، اِمتحان میں کامیابی، اچھی نوکری دِلوانے کی باتیں نہیں کرتے، بلکہ وُہ اِس بات پر زور دیتے ہیں کہ سُکھ، دُکھ، خُوشی، غمی، کامیابی، ناکامی، صحت، بیماری، عِزّت، بے عزّتی وغیرہ سبھی حالات کو یکساں سمجھو اور ہر حالات میں ابھیاس یعنی رُوحانی شغل کو سب سے اوّل اور ضرُوری سمجھو۔ اگر کوئی اِنسان خوشحالی اور سُکھ کے وقت خُوشی سے پھُول کر یا غریبی اور مُصیبت سے تنگ آکر بھجن اور بندگی کو بھُول جائے گا تو پھر وہ کب عِبادت و ابھیاس کرے گا؟" اپنی تقریر ختم کرتے ہُوئے کرنل برگ بولے، "ہندوستان کے مہاتما اور کامِل سنت صدیوں سے یہ پیغام دیتے آئے ہیں کہ صرف مَوجُودہ مُجسّم ستگورُو ہی جیو کو حقیقی راہِ معرفت دِکھلا کر نجات دِلا سکتا ہے۔ اِس بارے میں اُنہوں نے کئی کتابیں لکھی ہیں۔ پرماتما ایک ہے، وُہ پرماتما ہی ستگورُو کے اِنسانی جامہ میں جیوؤں کو اِس سنسار سے واپس لے جانے کے لئے آتا ہے۔ اور آج ہماری یہ بے انتہا خُوش نصیبی ہے کہ ایسے عظیم کامِل مُرشد ہمارے درمیان مَوجُود ہیں اور وُہ ہیں ہمارے سنت ستگورُو حضُور مہاراج چرن سنگھ جی، جو آج ہمارے رُوبرُو مَوجُود ہیں۔"

کرنل برگ کی تقریر کے بعد حضُور نے اپنا جواب دِیا جو کہ اِس طرح تھا:

"مَیں کرنل ارنیسٹ برگ اور مِنیاپولس میں رادھا سوامی فاؤنڈیشن بیاس کے دِیگر ممبران کا اِحسانمند ہُوں، جنہوں نے آج شام مجھے آپ سب سے مِلنے کا موقعہ دیا ہے۔"

"جیسا کہ آپ میں سے کچھ صاحبان کو مَعلُوم ہے کہ مَیں امریکہ میں کوئی پرچارک یا کِسی خاص دھرم کا نمائندہ بن کر نہیں آیا بلکہ کچھ دوستوں کے اِصرار پر اِس لئے

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitzed by eGangotri

آیا ہوں کہ سنتوں کی اُس تعلیم کے بُنیادی اصُول آپ کی خدمت میں عرض کروں، جسے بھارت میں سنت مت کہا جاتا ہے اور جس کا مقصد آتم گیان (رُوحانی علم) کے ذریعہ کُل مالک سے وِصال کرانا ہے۔ سنت مت کوئی نیا طریقہ نہیں ہے، نہ ہی یہ کسی خاص مُلک یا قوم کے دائرے میں محدُود ہے۔ یہ تو دراصل بنی نوعِ اِنسان کی وِراثت اور سبھی دھرموں کا خُلاصہ ہے، جسے ہم مادّی ترقّی کی طرف ضرُورت سے زیادہ جُھک جانے کی وجہ سے بھُول چُکے ہیں۔"

"مجھے امریکہ آئے تقریباً تین ہفتے ہو چُکے ہیں۔ اِس دَوران مجھے آپ کے مُلک کے مُختلِف سماجی و الگ الگ تہذیب و تمدّن کے لوگوں سے مِلنے کا موقعہ مِلا ہے۔ اُن میں ست سنگی اور متلاشی دونوں ہی تھے۔ مجھے یہ دیکھ کر بڑی خُوشی ہُوئی کہ سب دِلوں میں یہ جذبات پیدا ہو رہے ہیں کہ صِرف مادّی و مالی ترقّی حاصِل کر لینے سے ہی حقیقی سکون اور خُوشی نہیں مِل سکتی، اور اِسی لئے شانتی اور ہم آہنگی کی تلاش قومی و بین الاقوامی سطحوں پر کی جانے لگی ہے۔

امریکہ نے جو سماجی، مالی و سائنس میں ترقّی کی ہے، اُسے دیکھ کر مَیں بہُت مُتاثّر ہُوا ہُوں۔ لیکن مجھے لگا کہ لوگ اب اِس سچّائی کو محسُوس کرنے لگے ہیں کہ اِن سب ایجادات کے ذریعہ بھی اُنہیں سچّا سُکھ اور خُوشی حاصِل نہیں ہو سکی ہے۔ اور یہ بات سچ بھی ہے۔ اگر ہم بغیر کِسی تعصّب کے سچّے دِل سے غور کریں تو ہمیں معلُوم ہو گا کہ جس سچّے سُکھ و شانتی کی ہم تلاش کر رہے ہیں، وہ ایک خواب کی طرح نایاب رہی ہے۔ کیونکہ ہماری تلاش ہمیشہ سیاسی، سماجی اور مالی سطح پر ہی رہی ہے۔ ہم نے کبھی اِنسانی اور رُوحانی نظریہ سے عالمگیر امن حاصِل کرنے کی کوشش ہی نہیں کی ہے۔ سارے سنسار کو ایک ہی قِسم کے سیاسی ڈھانچے یا ایک ہی نظریئے میں ڈھال لینا تو لگ بھگ ناممکن ہی ہے۔ تاریخ اِس بات کی گواہ ہے کہ ایسا آج تک کبھی نہیں ہو پایا، لیکن رُوحانی بُنیادوں پر

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitzed by eGangotri

ساری دُنیا ایک ہو سکتی ہے اور رُوحانیت ہی ایک ایسا ذریعہ ہے جو سب کو اِکٹھا کر کے سب کے اندر پریم اور شانتی کے بیج بو سکتی ہے۔"

"پرماتما ایک ہے اور وُہ ہم سب کے اندر موجود ہے۔ یہ ایک ایسی سچّائی ہے، جس سے کسی کو بھی اِنکار نہیں۔ جتنا زیادہ ہمارے دِل میں خُدا کی بندگی و پیار ہوگا، اُتنا ہی ہم آپس میں ایک دُوسرے کے نزدیک ہوں گے۔ جتنا زیادہ ہم پرماتما کو بھُولتے جائیں گے، اُتنے ہی ہم ایک دُوسرے سے دُور اور پرے ہوتے جائیں گے۔ اور یہ دُوری سماجی قومی و بین الاقوامی سطحوں پر بھی ظاہر ہوگی۔ آج کل پرماتما کو بھُول کر، ہمارا رُجحان دُنیاوی اَشیاء کے حصُول میں سُکھ شانتی ڈھونڈنے کی طرف ہے۔ جتنا زیادہ ہم اِن کی طرف بھاگتے ہیں اُتنے ہی مایوس اور دُکھی ہوتے ہیں۔ ہم اِس سنسار میں رہتے ہوئے بھی صرف خُدا کی بندگی و پیار کے ذریعہ ہی سچّا سُکھ حاصِل کر سکتے ہیں۔ جیسے ایک بچّہ اپنے باپ کی اُنگلی پکڑ کر نُمائش دیکھنے جاتا ہے، اور وہاں کی چیزوں کو دیکھ کر بہت خُوش ہوتا ہے۔ وُہ سمجھتا ہے کہ اُسے یہ خُوشی نُمائش کے ساز و سامان میں سے مِل رہی ہے۔ لیکن اِتفاقاً اگر اُس کے ہاتھ سے باپ کی اُنگلی چھُوٹ جائے اور وہ اپنے باپ سے بچھڑ جائے تو نُمائش کی سب چیزیں وہاں ہوتے ہوئے بھی وہ چیخنے اور چلّانے لگتا ہے اور پھر اُسے کوئی بھی چیز دِلکش نہیں لگتی۔ تب اُسے معلوم ہوتا ہے کہ نُمائش اور اُس کے ساز و سامان اُسے تبھی تک خُوشی دے رہے تھے جب تک کہ وُہ اپنے باپ کی اُنگلی پکڑے ہوئے تھا۔ اِسی طرح وُہ مالِک ہمارا باپ ہے۔ اِس دُنیا کی نُمائش ہمیں تب تک ہی سُکھ دے سکتی ہے، جب تک ہماری لگن اپنے پرماتما کے ساتھ لگی ہوئی ہے۔"

"جب تک ہم اپنے اندر شانتی نہیں پا لیتے، تب تک باہر کبھی شانتی نہیں پا سکتے۔ چاہے پرماتما نے ہمیں باہر ہر قسم کے سُکھ کے سامان عطا کر رکھے ہوں، پھر

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitzed by eGangotri

بھی اَندر ہم بے چین اَور دُکھی رہتے ہیں۔ سنت صاف صاف کہتے ہیں کہ جب تک ہماری آتما واپس اپنے اَبدی دیش میں، جو حقیقی سکون اَور مسرّت و آنند کا مقام ہے نہیں پہنچیں گی، تب تک اُس کی شانتی کی تلاش ختم نہیں ہو گی۔ اَور نہ ہی وُہ اپنے اصل مقصد کو پا سکے گی۔ سچّی شانتی کی کھوج ہمیں پرماتما کے جیتے جاگتے مندر میں یعنی اپنے جسم کے اَندر ہی کرنی ہو گی۔ حضرت عیسےٰ نے اِس بات کو بڑی خُوب صُورتی سے سمجھایا ہے، "اگر تیری آنکھ ایک ہو جائے تو تیرا سارا جسم نُور سے بھر جائے گا۔" جب تک ہم اُس آنکھ کو کھول کر باطن میں نُور دیکھ نہیں لیتے، ہمارا لاعلمی کا پردہ ہٹ نہیں سکتا۔ ہم اپنے اَندر و باہر تبھی شانتی حاصل کر سکتے ہیں جب ہم اپنے باطن میں اُس نُور کو دیکھ لیں، اُس نُور کو اپنی زِندگی بنا لیں اَور اُسی میں سما جائیں۔ یہی ہے سچّا رُوحانی سُکھ اَور سچّا آنند۔ اگر ہم اِس طرف کھوج کرنے کی کوشش کریں گے تو سچّے اَور دائمی سُکھ کے حصُول کے اپنے مقصد میں کامیاب ہو جائیں گے۔"

تقریر کے بعد ست سنگ ہُوا۔ مِنیاپولس سے روانہ ہونے سے پہلے حضُور نے ۲۹ مئی کو کچھ خواہشمندوں کو نام دان بخشا۔ حضُور ۲۹ مئی کو ہی بذریعہ ہوائی جہاز شِکاگو پہنچے۔

شِکاگو میں منتظمین نے مہاراج جی کے ٹھہرنے کا اِنتظام شہر سے قریباً 35، ۴۰ میل دُور ایک موٹل میں کیا تھا۔ جہاں دِیگر جگہوں کی سنگت بھی ٹھہری ہُوئی تھی۔ لیکن یہاں موٹروں، بسوں اَور ٹرکوں کا بے حد شور تھا، جو کہ دِن رات کبھی ایک مِنٹ کے لئے بھی کم نہ ہوتا تھا۔ یہ دیکھ کر منتظمین نے حضُور کو کسی اَور جگہ پر ٹھہرانے کی کوشش کرنی چاہی، لیکن حضُور نے اِسے منظُور نہیں فرمایا، کیونکہ اِسی موٹل میں فلوریڈا، مصوری، مسسپی، آرکینسا، وِسکانسن اور کچھ دِیگر ریاستوں کے ست سنگی بھی ٹھہرے ہُوئے تھے۔ حضُور اُنہیں مایُوس نہیں کرنا چاہتے تھے۔ یہاں

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitzed by eGangotri

بھی حضور کا پروگرام کافی مصروف رہا۔ صبح و شام ست سنگ، سوال و جواب، ملاقاتوں، ست سنگیوں کے گھروں میں جا کر اُن سے و اُن کے گھر والوں سے ملنے وغیرہ میں سارا دن گزر جاتا۔ حضور عموماً رات کو بارہ بجے سے پہلے اِن مصروفیات سے فارغ نہ ہو پاتے۔ یہاں بھی دیگر جگہ کی طرح آخری دن نام دان بخشا۔

شکاگو سے ڈیٹرائیٹ و پٹس برگ ہوتے ہوئے حضور ۲۲ جون کو واشنگٹن پہنچے۔ واشنگٹن میں حضور شری ویکلی کے یہاں پانچ دن ٹھہرے۔ اِسی جگہ حضور مہاراج جی نے صبح شام ست سنگ، سوال و جواب اور ملاقات کے لئے وقت دیا۔ یہ پروگرام صبح آٹھ بجے سے شروع ہوتا اور رات کو گیارہ بجے تک جاری رہتا۔ اِن پانچ دنوں میں مہاراج جی صرف تین بار اپنی جائے رہائش سے باہر گئے۔ اور وہ بھی بہت تھوڑے وقفہ کے لئے۔

واشنگٹن میں بھارت کے سفیر شری بی۔ کے۔ نہرو حضور کی ٹیلی ویژن پر ملاقات دیکھ چکے تھے، وہ حضور کے بچنوں کو سن کر بہت متاثر ہوئے۔ اُنہوں نے حضور کو اپنے ہاں کھانے کی دعوت بھی دی۔

حضور مہاراج جی کے امریکہ میں آنے اور واشنگٹن میں تشریف لانے کی خبر جب واشنگٹن کے سکھ گوردوارہ میں پہنچی تو اُنہوں نے حضور سے گوردوارہ میں تشریف لا کر کچھ بچن فرمانے کی عرض کرنی چاہی۔ سردار جوگیندر سنگھ نامی ایک سکھ نوجوان اُن کی طرف سے یہ درخواست لے کر حضور سے ملنے آیا۔ واشنگٹن میں ست سنگ کے منتظمین و حضور کے میزبان شری ویکلی نے سردار جوگیندر سنگھ کی بات سنی اور اُسے حضور کے سامنے پیش کیا۔ شری ویکلی اُس کا تعارف مہاراج جی سے کروا رہے تھے کہ کیا دیکھتے ہیں کہ جوگیندر سنگھ گھٹنوں کے بل نیچے بیٹھا حضور کے چرنوں میں سر رکھ کر بھرائی ہوئی آواز میں نام دان کے لئے عرض کر رہا ہے۔ حضور نے اُسے اُٹھنے کے لئے کہا۔ جب وہ اُٹھا تو اُس کی آنکھوں سے آنسوں بہہ رہے

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitzed by eGangotri

تھے۔ اُس نے عرض کی، "مہاراج جی! مجھے نام دان بخشیں۔"

حضُور نے رحمت بھری مُسکراہٹ کے ساتھ اُس کی طرف دیکھتے ہُوئے پُوچھا، "تُم نے آخری بار گوشت کب کھایا ہے؟"

"آج صبح۔" اُس نے جواب دیا۔

"اب تو نہیں کھاؤ گے؟" حضُور نے پھر پُوچھا۔

وُہ بولا، "نہیں حضُور، اَب نہیں کھاؤں گا۔"

حضُور نے فرمایا، "اچھّا دو دِن ست سنگ میں آنا اَور سوموار کو صُبح آٹھ بجے یہاں آجانا۔"

سردار جوگیندر سنگھ نام دان کا وعدہ پاکر خُوشی خُوشی جانے لگا۔ جب شری ویکلی نے دیکھا کہ وُہ جس مقصد کے لئے حضُور کے پاس آیا تھا، وُہ تو بھُول ہی گیا ہے تو اُنھوں نے اُسے یاد دِلایا اَور حضُور سے عرض کی، "مہاراج جی! یہ آپ سے سِکھّ گوردوارہ میں تشریف لے جاکر کچھ بچن فرمانے کے لئے عرض کرنے آیا تھا۔" حضُور نے خُوشی سے اُس کی بھی اجازت دے دِی۔

سوموار بتاریخ 15 جُون صُبح آٹھ بجے مُرشدِ مہربان نے سردار جوگیندر سنگھ کو پنجابی میں اکیلے نام دان بخشا۔ اُس وقت حضُور کی اِجازت سے تقریباً پچیّس ست سنگی اَمریکن بھی حاضر تھے۔ جوگیندر سنگھ نے بعد میں شری ویکلی کو اپنا حال سُنایا۔ وُہ ڈیرہ کے بالکُل پاس کے گاؤں بلسرائے کا رہنے والا تھا۔ لیکن اُس نے کبھی ڈیرہ میں قدم نہ رکھا تھا، اَور نہ ہی کبھی ستگُورو کے دَرشن کیئے تھے۔ کبھی کبھی بھنڈارہ کے مَوقعہ پر حضُور کے ست سنگ کی آواز لاؤڈ سپیکر سے اُسے ضرُور سُنائی دیتی تھی، لیکن اُس نے کبھی اِس طرف زیادہ توجّہ نہیں دِی۔ اُسے امریکہ میں بھارت کے سفارت خانہ میں نوکری مِل گئی اَور کچھ برس ہُوئے وہ اَمریکہ آگیا۔ ست گورُو حضُور مہاراج جی کے یہاں دَرشن کرکے اُس کے دَبے ہُوئے سنسکار

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitzed by eGangotri

جاگ اُٹھے۔ حضوُر کی مَوج ہو گئی اَور اُسے اپنے گھر سے ہزاروں میل دُور یہاں نام دان مِل گیا۔

مہاراج جی نے سِکھ گوُردوارہ میں پنجابی میں قریباً چالیس منٹ تک بڑی پُر اثر تقریر کی۔ گوُردوارہ سامعین سے بھرا ہوُا تھا۔ حضوُر نے اپنی تقریر میں گوُرو گرنتھ صاحِب میں سے کئی حوالے دیتے ہوُئے اُس 'نام' اَور شبد کے اصلی معنی بتائے جس کی بڑائی آدگرنتھ صاحب کے ہر صفحے اَور ہر سطر (کڑی) میں کی گئی ہے۔ آپ نے سمجھایا کہ وُہ 'نام' یا 'شبد' لکھنے پڑھنے اَور بولنے میں نہیں آسکتا۔ وہ کہیں باہر نہیں ہے۔ ہمارے جسم کے اَندر ہے اَور وہیں تلاش کرنے پر ہی ہمیں مِلے گا۔ اِسی طرح وُہ کُل مالِک، واہگوُرو، اکال پُرکھ بھی باہر کہیں جنگلوں، پہاڑوں، مَندروں، مسجِدوں یا گوُردواروں میں نہیں ہے، وُہ بھی ہمارے جسم اَور ہمارے وجوُد کے اَندر ہی ہے۔ باہر نہ کبھی کسی کو وہ مِلا ہے، نہ مِلے گا۔ آخر میں دیہہ سرُوپ (موَجوُدہ) ست گوُرو کی ضرُورت پر حضوُر نے بڑے سادہ اَور صاف لفظوں میں زور دِیا۔ گوردُوارے میں جمع سِکھ صاحبان بڑی توجّہ اَور یکسوئی کے ساتھ حضوُر کی تقریر کو سُنتے رہے۔ سب کی نگاہیں مہاراج جی کے چہرے پر جمی تھیں اَور وُہ خاموشی سے اِس طرح بیٹھے سُن رہے تھے جیسے کہ اُن پر جادُو کر دِیا گیا ہو۔

واشنگٹن سے ۷ر جُون کو بذرِیعہ کار روانہ ہو کر حضوُر اٹیلانٹا شہر پہنچے۔ جہاں بھی مہاراج جی جاتے لوگوں کی نظر اپنے آپ اُن کی طرف کھنچ جاتی، جہاں بھی حضوُر پہنچتے وہاں کے ماحوَل میں ایک عجیب خوُشی اَور شانتی چھا جاتی۔ پیدَل چلتے تو سڑکوں پر لوگ اُنہیں دیکھنے کے لئے رُک جاتے۔ کسی ہوٹل میں جاتے تو بیرے وغیرہ اپنا کام بھوُل کر حضوُر کی طرف دیکھتے رہتے۔ سب یہی جاننا چاہتے تھے کہ یہ کوَن ہیں؟ اٹیلانٹا شہر میں ایک بار جب حضوُر فٹ پاتھ پر چل رہے تھے، تو سڑک کے

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitzed by eGangotri

کنارے ایک مکان پر کسی میٹنگ کے جھنڈے لگانے والے مزدوروں نے حضور کو دیکھا۔ اپنا کام چھوڑ کر، اُنہوں نے حضور کی توجہ کو اپنی طرف کرنے کے لئے چلّا کر امریکن ڈھنگ سے آواز دی۔ "ہائی، دِیئر" حضور نے اُوپر دیکھا اور رُک کر مُسکراتے ہوئے ہاتھ اُٹھا کر اُن کی صدا کا جواب دِیا۔ مزدوروں کے چہرے خوشی سے چمک اُٹھے اور جب تک حضور نظر سے اوجھل نہیں ہو گئے وُہ اُوپر کھڑے ہوئے اُنہیں دیکھتے رہے۔

اٹیلانٹا شہر سے حضور بذریعہ کار ۱۷ جون کو نیویارک پہنچے۔ حضور کے محنت طلب اور مصروف پروگرام کو دیکھ کر سنگت نے خیال ظاہر کیا کہ مہاراج جی کچھ دِن کے لئے آرام کریں۔ مُنتظمین نے حضور سے اِصرار کیا کہ نیویارک سے انگلینڈ کا سفر بذریعہ ہوائی جہاز نہ کریں، بحری جہاز سے سفر کرنا منظور فرماویں تاکہ حضور کو پانچ چھ دِن کا آرام مِل سکے۔ سب کے اِصرار کرنے پر آپ نے منظوری دے دی۔

نیویارک میں مُنتظمین نے حضور کے آرام کے خیال سے پروگرام اِس طرح بنایا تھا کہ ہر روز صِرف ایک ست سنگ ہو اور تھوڑا سا وقت مُلاقات کرنے والوں کے لئے مُقرّر ہو۔ نیویارک پہنچتے ہی حضور نے اپنا پروگرام دیکھا اور اُس میں بہت سی تبدیلیاں کر دیں۔ ایک ست سنگ کی بجائے ہر روز دو ست سنگ رکھے، صُبح، دوپہر اور رات کو مِلنے والوں کے لئے وقت رکھا۔ پھر بھی جو وقت خالی بچا اُس میں ست سنگیوں کے گھروں میں جا کر اُن کے گھر والوں سے مِلنے کی منظوری دے دی۔

۱۹ جون کو ست سنگیوں کے اِصرار پر حضور اقوامِ مُتحدّہ (یو۔این۔او) کی عِمارت دیکھنے گئے۔ حضور نے بڑی دِلچسپی سے ساری عمارت دیکھی۔ جب حضور کو عِمارت کا وہ حِصّہ دِکھایا گیا، جہاں مُختلِف مُلکوں کے نُمائندے اپنے کان میں

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitzed by eGangotri

ایئر فون لگا کر، تقریر کا اپنی اپنی زبان میں ترجمہ سن سکتے ہیں، تو حضور نے فرمایا، "اگر ہم ایک ہی زبان یعنی پیار کی زبان سیکھ لیں تو سب جھگڑے ہی ختم ہو جائیں"۔ اسی طرح مہاراج جی نے اقوامِ متحدہ کے بڑے میٹنگ ہال کو دیکھ کر کہا، "اگر ہم کئی قوموں کی بجائے صرف ایک ہی قوم ہوتے تو شانتی کے ساتھ رہ سکتے تھے۔ اور ایسی ایکتا صرف رُوحانی بُنیاد پر ہی حاصل ہو سکتی ہے"۔

نیویارک میں حضور کے امریکہ کے دورہ کا آخری پروگرام تھا۔ حضور نے یہاں بھی کچھ مُتلاشیوں کو نام دان بخشا اور دُوسروں کو صلاح دی کہ سنت مت پر کتابیں پڑھیں اور کچھ عرصہ شاک ہاری بھوجن پر رہ کر دیکھیں کہ وہ اُس پر ساری زندگی بسر کر سکتے ہیں یا نہیں۔

حضور کا یہ سارا دورہ بڑا محنت طلب اور تھکا دینے والا تھا۔ صبح و شام ست سنگ، سوال و جواب اور مُلاقاتوں کا سلسلہ اتنا مصروف رکھتا تھا کہ حضور عموماً رات کو بارہ بجے سے پہلے اس سے فارغ نہ ہو پاتے تھے۔ ست سنگیوں سے اُن کے گھروں میں جا کر ملنے، ہسپتالوں میں جا کر بیمار ست سنگیوں کو درشن دینے، ذاتی مُلاقات چاہنے والے ہر شخص سے ملنے، ایک جگہ کا پروگرام ختم ہوتے ہی جیٹ ہوائی جہاز کے ذریعہ کچھ ہی گھنٹوں میں دُوسری جگہ پر جا کر اُتنا ہی مصروف پروگرام شروع کرنے کی محنت اتنی سخت تھی کہ حضور کے سکریٹری و منتظمین بھی تھک جاتے۔ لیکن مہاراج جی کی پیار بھری مُسکراہٹ، آنکھوں کی رحمت بھری چمک اور دلکش صورت کے نورانی جمال و جلال میں ذرا بھی کمی نہ آتی تھی۔ جو سب تھکاوٹ دُور کر دیتا۔ ہر جگہ سوال و جواب کے وقت حضور سے بے شمار سوال پوچھے گئے جن میں کئی سوالوں کے جواب آپ پہلے دے چکے تھے۔ لیکن حضور اُنہیں بڑے صبر اور غور سے سُنتے اور اس انداز سے جواب دیتے گویا وہ سوال بالکل نئے ہوں۔ ہر جواب کے پیچھے ایک عظیم رُوحانی نظریہ، پیار اور ہمدردی کا جذبہ ہوتا تھا۔

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitzed by eGangotri

جب کسی نے پُوچھا کہ آپ کو امریکہ کیسا لگا؟ تو حضُور نے جواب دیا، "ہر مُلک اپنے باشندوں سے بنتا ہے اور امریکہ تو اسی مجھے بہت پیارے ہیں"۔ نیویارک میں حضُور نے سنگت سے رُخصت لینے سے پہلے ایک جانفزا پیغام دیا جس کے آخر میں آپ نے فرمایا، "مَیں آپ کے مُلک سے یہ خوشگوار جذبہ لے کر جا رہا ہُوں کہ جس مقصد کے لئے مَیں آیا تھا وُہ پُورا ہو گیا ہے اور وُہ مقصد تھا امریکن ست سنگیوں کے جذبات کو سمجھنا اور اُن کے دِلوں کے نزدیک آنا۔ مَیں جانتا ہُوں کہ میرے اِس دَورے سے آپ کے دِلوں میں بھی کافی پیار اور بھگتی بھاؤ پیدا ہُوئے ہیں اور مجھے کوئی شک نہیں کہ میرے پیارے ستگورو حضُور مہاراج جی کا یہی پیار اور دَیا مہر مجھے پھر آپ لوگوں کے درمیان لائے گی"۔

حضُور کے اِن پیار بھرے لفظوں نے الوِداع کے دِل سوز لمحوں میں بھی سنگت کے دِل میں اُمیدوں اور اُمنگوں کا جذبہ بھر دیا۔

ایک مُنتظم نے اِن لفظوں میں اپنی و سنگت کی شُکر گزاری کا اِظہار کیا، "مہاراج جی! آپ نے یہاں آکر جو بے شمار عنایتیں اور رحمتیں ہمیں بخشی ہیں اُن کا بوجھ ہم کبھی نہیں اُتار سکتے"۔

حضُور نے پیار اور رحمت بھری نظروں سے دیکھتے ہُوئے بڑی سنجیدگی سے جواب دیا، "مَیں بھی یہاں سے خالی ہاتھ نہیں لوٹ رہا ہُوں۔ پُر شفقت مُسکراہٹیں، خُوش دِلی اور جو پیار آپ سب نے مجھے دیا ہے، یہ انمول تحفہ مَیں اپنے ساتھ لئے جا رہا ہُوں"۔ یہ پیار بھرے الفاظ سُن کر سب کا دِل بھر آیا اور آنکھیں شُکر گزاری کے آنسوؤں سے نم ہو گئیں۔

24 جُون 1964ء کو حضُور مہاراج جی 'کوئین میری' نامی عظیم الشان بحری جہاز سے اِنگلینڈ کے لئے روانہ ہُوئے۔ بندرگاہ پر بہت سے ست سنگی الوِداع کہنے کے لئے آئے ہُوئے تھے۔ مہاراج جی نے سب سے ہاتھ مِلایا۔ سنگت کا، پیار بھرے

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitzed by eGangotri

بندوبست و انتظام کے لئے شکریہ ادا کیا اور ہر ایک ست سنگی کو اپنی دیا مہر و رحمت بھری نظرِ عنایت سے خوش کرتے ہوئے الوداع کہی۔ جہاز آہستہ آہستہ چلنے لگا۔ اوپر ڈیک کی بھیڑ اچانک دو حصّوں میں تقسیم ہو گئی۔ اور گھنے بادلوں کے بیچ میں اچانک چمکتے ہوئے سورج کی مانند ستگورو اس میں سے نمودار ہو کر ریلنگ (جنگلے) تک آئے اور دستِ مبارک اٹھا کر ہلاتے ہوئے الوداعی رادھا سوامی بلائی۔ سنگت اس اچانک درشن کے آنند میں بت بنی کھڑی تھی۔ رفتہ رفتہ جہاز جا رہا تھا، لیکن اب بھی مرشدِ مہربان اسی طرح ہاتھ ہلاتے ہوئے کھڑے تھے۔ جہاز چھوٹا ہوتے ہوتے ایک نقطے جتنا ہو کر آنکھوں سے اوجھل ہو گیا۔ سنگت کے دل میں وداع کا درد اور آنکھوں میں جدائی کے آنسوؤں کے ساتھ ساتھ ایک اور جذبہ بھی تھا اور وہ تھا مہاراج جی کے امریکی دورے کی عنایت ... ستگورو کا پریم۔

30 جون 1964ء کو صبح سات بجے حضور کا جہاز انگلینڈ کے ساحل پر پہنچا۔ حضور وہاں سے بذریعہ ٹرین واٹرلو سٹیشن پہنچے۔ جہاں مغربی ملکوں و بھارت کے بہت سے ست سنگی استقبال کے لئے موجود تھے۔ ان کے چہرے خوشی سے چمک رہے تھے، آنکھیں پیار کے آنسوؤں سے پُرنم تھیں۔ حضور کی نورانی صورت کو دیکھ کر کئی دیگر اشخاص بھی رُک کر کھڑے ہو گئے اور قلی بھی اپنا کام چھوڑ کر حضور کی دلکش صورت کو دیکھنے لگے۔ سٹیشن سے حضور سیدھے کاکسٹن ہال میں گئے جہاں تین سو سے زیادہ ست سنگی درشن کے لئے انتظار میں تھے۔

لندن میں بھی ست سنگ، سوال و جواب اور ملاقاتوں کا مصروف پروگرام رہا۔ یہاں کی سنگت کو بھی 'منیاپولس' میں حضور کے ٹیلی ویژن پروگرام کے بارے میں اطلاع مل چکی تھی، اس لئے انہوں نے بھی حضور سے عرض کی کہ سنت مت کے پرچار کے لئے ٹیلی ویژن کا استعمال کیا جانا چاہیئے، جیسا کہ کچھ مذہبوں کے

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitzed by eGangotri

نمائندے لگاتار کر رہے ہیں۔ مہاراج جی نے کبھی اشتہار بازی یا پروپیگنڈہ کو پسند نہیں کیا ہے۔ آپ نے جواب دیا کہ اِس قسم کے پرچار یا پروپیگنڈہ سے کوئی فائدہ نہیں۔ جو لوگ اِس راہ پر آنے کے لئے تیار ہیں، وہ خود چلے آئیں گے۔ اُنہیں کوئی نہیں روک سکتا اور اِسی طرح جو لوگ ابھی تک اِس کے لئے تیار نہیں ہیں، اُن کو لانے کے لئے کچھ بھی نہیں کیا جا سکتا۔

حضور نے لندن میں مغربی مُلکوں کے ست سنگیوں و متلاشیوں کے لئے انگریزی میں، اور بھارتی سنگت کے لئے پنجابی میں ست سنگ فرمائے۔ اِسی طرح آپ نے 2 ور خواہش مندوں کو انگریزی میں، اور وہ بھارتیوں کو پنجابی میں نام دان بخشا۔ حضور کا یہ ست سنگ دورہ خاص کر امریکہ کیلئے تھا۔ سنگت کے اِصرار پر آپ نے لوٹتے وقت لندن میں رُکنا منظور فرمایا تھا۔ حضور یہاں صرف سات دِن ہی ٹھہر سکے۔ اپنے الوداعی پیغام میں حضور نے فرمایا:

" الوداع کے وقت مَیں آپ کو چند باتیں کہنا چاہوں گا۔ ہدایت کے نام پر مجھے زیادہ کچھ نہیں کہنا ہے۔ اُپدیشوں سے تو کتابیں بھری پڑی ہیں، مجھے تو صرف یہی صلاح یا مشورہ دینا ہے کہ ست سنگیوں و جگیاسُوؤں کو آپس میں پریم بنائے رکھنا چاہیئے۔ جتنے زیادہ آپ ایک دُوسرے کے قریب ہوں گے، اُتنے ہی آپ میرے قریب ہوں گے اور اُتنے ہی مجھے پیارے لگیں گے۔ اِس بات کو ہمیں ہمیشہ یاد رکھنا چاہیئے کہ جتنا زیادہ ہم ایک دُوسرے سے پیار کریں گے، ایک دُوسرے کو اپنائیں گے، اُتنے ہی ہم پرماتما کے نزدیک ہوں گے اور اُس کے عزیز بنیں گے۔ ہمیں اپنے ست سنگیوں میں ہمیشہ باہمی ہمدردی اور پیار سے کام لینا چاہیئے۔ آپس میں پیار اور ایک دُوسرے کو سمجھنے کا جذبہ ہونا چاہیئے۔ ہم ایک دُوسرے کی مدد کریں۔ ایک دُوسرے کے اِعتقاد کو مضبوط بنانے کی کوشش کریں۔ سنت مت پر چلنے میں ایک دُوسرے کے

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitzed by eGangotri

مددگار بنیں۔ یہی ایک دُوسرے کی سچّی خِدمت ہے۔ مَیں ہمیشہ یہی صلاح دیتا آیا ہُوں کہ ہمارے سَت سنگ کے دروازے سب کے لئے کھُلے ہیں۔ ہم سبھی کو اَپنانے کے لئے تیار ہیں۔ ہمارے پاس آنے اَور سَت سنگ میں شریک ہونے کے خواہش مند ہر شخص کا ہم بڑے پیار سے اِستقبال کریں۔ لیکن اِس کے لئے ہمیں اپنے اَندر پریم اور پیار پیدا کرنا ہوگا۔ یہ پیار ہی دُوسروں کو مُتاثّر کرے گا۔ یہ پیار ہی وُہ طاقت ہے جو دُوسروں کو کھینچے گی۔ اگر ہمارے اَندر پیار نہیں ہے، اگر ہمارے سَت سنگ میں پیار کا جذبہ نہیں ہے تو اِس کا یہ مطلب ہے کہ سَنت مَت ہم سے جس دَرجے تک پہُنچنے کی اُمید رکھتا ہے، ابھی ہم اُس سے بہُت دُور ہیں۔ پس مَیں آپ سے پھر وہی کہُوں گا، جو کہ عیسےٰ مسیح نے کہا ہے:
"ایک دُوسرے کو پیار کرو۔"

لندن سے جینوا اَور روم ہُوتے ہُوئے حضُور 13 جُولائی کو بمبئی اَور 14 جُولائی کو دہلی تشریف لائے۔ حضُور اِس تھکان بھرے دَورہ کے بعد 16 جُولائی کو ڈیرہ پہُنچے۔ حضُور نے پہلے سے ہی حُکم دے رکھا تھا کہ ڈیرہ کا کوئی سیوادار، کوئی سَت سنگی یا اُن کا رِشتہ دار بمبئی یا دہلی میں اِستقبال کے لئے نہ آئے اَور ڈیرہ میں بھی آپ کے اِستقبال کے لئے کوئی تیاری نہ کی جائے۔ اِس ہدایت پر پُوری طرح عمل کیا گیا۔ ہمارا خیال تھا کہ مہاراج جی 16 جُولائی کی شام کو ڈیرہ پہُنچیں گے، لیکن آپ شام کی بجائے دوپہر کو ہی چُپ چاپ اپنی کوٹھی میں پہنچ گئے۔ اِس پر مَیں نے مہاراج جی سے عرض کی، "حضُور کا ہر حُکم ہم بخُوشی تمام بجالائیں گے، لیکن اِتنی دیر ہمیں دِیدار سے محرُوم نہ رکھا کریں۔"

4- دَورۂ جنُوبی اَفریقہ، یُورپ، اِسرائیل 1966

جنُوبی افریقہ میں سَنت مَت کے پرچار کی شرُوعات دُوسری جنگِ عظیم

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitzed by eGangotri

کے بعد ہوئی۔ جب سر کالن گاربیٹ، میجر لٹل اور ڈاکٹر لینڈر ریٹائر ہو کر وہاں رہنے لگے۔ لیکن ۱۹۶۵ء تک جنوبی افریقہ میں صرف چار ست سنگی تھے۔ مہاراج چرن سنگھ جی نے ۱۹۵۳ء میں جنوبی افریقہ کے کچھ متلاشیوں کو نام دان بخشا۔ اور حضور کی دیا مہر سے وہاں سنگت آہستہ آہستہ بڑھنے لگی۔ ۱۹۶۵ء تک ست سنگیوں کی تعداد ۳۵۰ تک پہنچ گئی۔ اگرچہ پچھلے کئی برسوں سے جنوبی افریقہ سے سنگت ڈیرہ آکر حضور مہاراج جی کے دیدار کرتی رہی، پھر بھی زیادہ تر ست سنگی اتنی دور نہ آپاتے تھے۔ حضور کے امریکہ کے دورہ کے بعد تو انہیں بھی امید ہو گئی کہ ست گورو ایک دن جنوبی افریقہ بھی آئیں گے۔ ان کی طرف سے درخواستوں کا سلسلہ شروع ہو گیا۔ حضور نے ۱۹۶۶ء میں جنوبی افریقہ کا دورہ منظور کر لیا، اور ۵ مئی ۱۹۶۶ء کو بمبئی سے بذریعہ ہوائی جہاز نیروبی (مشرقی افریقہ) پہنچے۔ اس سفر میں پروفیسر جنک راج پوری حضور کے سکریٹری تھے۔

نیروبی میں کینیا، یوگانڈا، زامبیا، گماسی (گھانا) سوازی لینڈ[1] اور روڈیشیا سے سنگت آئی ہوئی تھی۔ حضور نے یہاں ست سنگ فرمائے اور تمام ست سنگیوں اور متلاشیوں سے ذاتی طور پر ملاقاتیں کیں۔ ۷ مئی کو رات کے آٹھ بجے تنزانیہ سے کچھ بھارتی ست سنگی و متلاشیانِ حق بذریعہ ہوائی جہاز نیروبی پہنچے، لیکن انہیں یہ جان کر بڑا افسوس ہوا کہ ست سنگ کا پروگرام شام کو ختم ہو چکا ہے۔ اور مہاراج جی ۸ مئی کو صبح جوہنس برگ کے لئے روانہ ہو رہے ہیں، پھر بھی دو منٹ کیلئے درشن کرنے کی تمنا لے کر وہ حضور کی قیام گاہ پر پہنچے۔ اس وقت حضور اپنے کمرے میں سونے کے لئے چلے گئے تھے۔ ان کی آمد کی اطلاع ملنے پر حضور باہر بیٹھک میں آکر ان سے ملے۔ کچھ رسمی بات چیت کے بعد ایک متلاشی حق نے سنت مت کے بنیادی اصولوں کے بارے میں ایک سوال پوچھ لیا۔ مہاراج جی نے اس کا بالتفصیل جواب دیا اور

[1] سوازی لینڈ جنوبی افریقہ کے مشرقی حصے میں ایک چھوٹا سا آزاد ملک ہے۔

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitzed by eGangotri

پھر ڈیڑھ گھنٹہ تک سوال و جواب کا سلسلہ جاری رہا۔ دِن بھر کے مصروف پروگرام کے باوجود حضور بڑے تحمل سے اُن کے سوالوں کے جواب دیتے رہے۔ ست سنگ نہ سُن پانے کی اُن کی مایوسی کو بھانپ کر حضور نے اُنہیں یقین دِلایا کہ جنوبی افریقہ سے لوٹتے وقت دارالسّلام میں رُک کر ست سنگ فرمانے کی کوشش کریں گے۔

جوہنس برگ کے ہوائی اڈّے سے مہاراج جی سیدھے بی۔ پی۔ سینٹر کے ہال میں سنگت کو درشن دینے تشریف لے گئے۔ ہال کھچا کھچ بھرا ہُوا تھا۔ مہاراج جی کے آتے ہی سنگت میں یک دم خاموشی چھا گئی۔ حضور نے ہاتھ جوڑ سنگت کو رادھا سوامی بُلائی اور سٹیج پر رونق افروز ہو گئے۔ سب کی نظریں اپنے پیارے ستگورو کی دِلکش صورت پر جمی ہُوئی تھیں، ہونٹ بند تھے، سنگت پریم اور آنند کے امرت بھرے سیلاب میں بہی جا رہی تھی۔ بہت سے ست سنگی زندگی میں پہلی بار اپنے مجسّم مُرشد کے رُوبرُو دیدار کر رہے تھے۔ اُن کی آنکھیں خوشی اور شکر گزاری کے آنسوؤں سے نم تھیں۔ پروفیسر جنک راج پوری نے اُس ماحول کو اِس طرح بیان کیا ہے، "ست سنگی اپنے ستگورو کے دیدار کے شوق میں مگن اور محو تھے، اُن کا پیار اُن کے خاموش جذبات میں نمایاں تھا۔"

جوہنس برگ میں ست سنگ، سوال و جواب اور مُلاقاتوں کا مصروف پروگرام جلد ہی شروع ہو گیا۔ حضور زیادہ سے زیادہ لوگوں سے مِلنا چاہتے تھے۔ منتظمین کو حضور کا حکم تھا کہ کسی بھی مُلاقات چاہنے والے کو اِنکار نہ کیا جاوے۔ اِس مقصد کے لئے یہ اِنتظام کیا گیا کہ حضور ہر روز ایک گارڈن پارٹی میں شامل ہوں، جہاں روز چالیس پچاس مختلف لوگ آئیں۔ حضور اُن سے ڈیڑھ گھنٹے تک ذاتی یا مجموعی طور پر مِلتے تھے۔ اِسی طرح صبح کے کھانے کے وقت بھی دس پندرہ اشخاص موجود ہوتے تھے۔ جن سے حضور بات چیت کرتے رہتے۔ زیادہ تر ست سنگی اپنے ستگورو کے پہلی بار درشن کر رہے تھے۔ ذاتی مُلاقاتوں کے وقت اُن کے

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitzed by eGangotri

دِل میں جھجک اَور گھبراہٹ ہوتی تھی، لیکن حضُور کے پریم بھرے بچن سُن کر اُن کی جھجک دُور ہو جاتی۔ اَور اُنہیں اَیسا لگتا کہ مہاراج جی سے اُن کی برسوں پُرانی جان پہچان ہے۔ ایک ست سنگ میں جب کسی نے پُوچھا: "کیا آپ بتائیں گے کہ اپنی ذاتی مُلاقات میں ہمیں آپ کو کس طرح مُخاطب کرنا چاہیئے؟" تو حضُور نے پیار بھرے لہجے میں جواب دِیا: "بھائی صاحب! ہم سب ایک ہی رُوحانی سفر کے راہی ہیں۔ یہاں مُخاطب کرنے کا کوئی خاص ڈھنگ نہیں ہے۔ یہاں تو صرف سچّے پیار کی زبان ہے، جس میں دِل سے دِل کی بات ہوتی ہے۔"

22 مئی کو صُبح جوہنس برگ سے بذریعہ کار روانہ ہو کر 270 میل کا سفر طے کر کے حضُور دوپہر کے قریب سوازی لینڈ پہنچے۔ یہاں آتے ہی حضُور نے حاضر ست سنگیوں کو درشن دیئے اَور اُن سے کچھ دیر بات چیت کی۔ کھانے کے بعد حضُور نے سب ست سنگیوں کو الگ الگ وقت دِیا اَور شام کو بائیبل سے ست سنگ فرمایا۔

دُوسرے دِن 23 مئی کو صُبح بذریعہ کار وائیٹ رِیور کے لئے روانہ ہو گئے اَور ایک بجے دوپہر میں وہاں پہنچے۔ وائیٹ رِیور میں حضُور کا پروگرام بڑے مُختصر سے عرصہ کے لئے تھا۔ چُنانچہ دوپہر کے کھانے کے وقت بھی چالیس پچاس ست سنگی اَور مُتلاشیانِ حق مَوجُود تھے۔ اُنہوں نے بھی حضُور کے ساتھ کھانا کھایا اور کھانے کا تمام وقت حضُور اُن سے بات چیت کرتے رہے، اَور اُن کے سوالوں کے جواب دیتے رہے۔ کھانے کے جلد بعد حضُور نے ست سنگ فرمایا۔ جس میں قریباً ستّر اشخاص مَوجُود تھے۔ ست سنگ اَور مُلاقاتوں کا سِلسلہ ختم ہونے پر مہاراج جی بذریعہ کار رات کے دس بجے واپس جوہنس برگ پہنچے۔

جنُوبی افریقہ میں حضُور کے نُمائندے مسٹر سیم بُوسا، مہاراج جی کے مصروف پروگرام کے بارہ میں لِکھتے ہیں: "اگرچہ مہاراج جی کو جنُوبی افریقہ میں آئے ابھی صرف پانچ دِن ہی ہُوئے تھے، پھر بھی مجھے یہ ظاہر اطور پر دیکھنے کا کافی مَوقعہ مِلا کہ

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitzed by eGangotri

اُن کا روزانہ پروگرام کس زبردست رفتار سے چلتا ہے۔ کوئی عام اِنسان مہینوں اور برسوں تک روزانہ ایسی تیز رَو و مصروف زندگی بسر نہیں کر سکتا۔ لیکن مہاراج جی چاہے ہندوستان میں ہوں، چاہے جنوبی افریقہ یا یورپ میں، کوئی فرق نہیں۔ اُن کا پروگرام و اُن کے روزانہ معمول کی رفتار ہمیشہ وہی رہتی ہے۔ مجھے صبح سویرے سب سے پہلے مہاراج جی سے مِلنے کی خوش نصیبی مُیسّر تھی۔ ہر روز صبح ساڑھے چار بجے حضور کے لئے چائے کا پیالہ لے کر مَیں اُن کے کمرے میں جاتا تھا اور رات کو مہاراج جی کی خواب گاہ کے دروازے تک ساتھ جا کر 'رادھا سوامی' عرض کرنے والا مَیں آخری شخص ہوتا تھا۔ آدھی رات سے پہلے مہاراج جی کبھی اپنے سونے کے کمرے میں نہیں جا پاتے تھے۔ اِس سے اَندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ آرام کے لئے حضور کو کتنا کم وقت مِلتا تھا..... مَیں تو اِتنا ہی کہہ سکتا ہوں کہ پانچ دِن کے اِس مُختصر سے عرصہ میں ہی پروفیسر جنگ راج پوری اور مَیں بے خوابی اور تھکان سے چُور چُور ہو گئے۔"

25 مئی کو دوپہر کے وقت حضور نے لینا سیا میں ست سنگ فرمایا۔ جوہنس برگ و جنوبی افریقہ کی دِیگر تمام جگہ مہاراج جی کا پروگرام قریب قریب ایک جیسا ہی رہا۔ ست سنگ، لوگوں سے مُلاقاتیں، کھانے و چائے کے وقت بھی ست سنگیوں و مُتلاشیوں سے بات چیت، سوال و جواب، ست سنگیوں کے گھروں میں جا کر اُن سے مِلنا اور دوپہر کو آرام کے وقت خطوں کے جواب لکھوانا یا آئندہ پروگرام کے بارے میں مُنتظمین سے بات چیت کرنا۔

ست سنگوں میں پانچ سَو سے ساڑھے سات سَو تک اشخاص موجود ہوتے تھے۔ جوہنس برگ کے لینگ ہیم ہوٹل کے بڑے ہال میں ساڑھے چار سَو اشخاص کے بیٹھنے کا اِنتظام تھا۔ لیکن وہاں ہر ست سنگ میں سات ساڑھے سات سَو کا اجلاس ہو جاتا تھا، اور کئی لوگوں کو کھڑے رہنا پڑتا تھا۔ ست سنگ شام

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitzed by eGangotri

کو آٹھ بجے شروع ہوتا، لیکن سنگت چار بجے سے ہی آنا شروع کر دیتی تھی۔

جوہنس برگ سے حضُور 18 مئی کو کیپ ٹاؤن اور 22 مئی کو ڈربن پہنچے دونوں شہروں میں کافی مصروف پروگرام کے بعد 26 مئی کی صبح کو واپس جوہنس برگ تشریف لائے۔ حضُور کو اُسی دِن شام کو انگلینڈ و یُورپ کے سفر پر روانہ ہونا تھا۔ جوہنس برگ پہنچنے کے کچھ دیر بعد حضُور نے سنگت کو درشن دیئے اور اُس کے بعد باسٹھ (62) اشخاص کو نام دان بخشا۔

دِیدار کے وقت مہاراج جی نے چند الوِداعی الفاظ بھی فرمائے۔ حضُور نے فرمایا، "آپ کے اِس خُوب صُورت مُلک میں میرے دَورہ کا آج آخری دِن ہے۔ مجھے خوشی ہے کہ اپنے اِس دَورے میں مَیں ست سنگ کے تقریباً سبھی مرکزوں پر جا سکا ہُوں اور لوگوں سے کھانے کے وقت، گارڈن پارٹیوں میں ہوائی اڈّوں پر اور یہاں تک کہ سڑکوں کے کنارے بھی مجموعی یا ذاتی طور پر مُلاقات کر سکا ہُوں۔"

"آپ کے اندر رُوحانیت کی پیاس دیکھ کر مَیں بہت خُوش ہُوں۔ آپ کے جذبات بھرے سواگت، پیار بھرے سلوک اور آپ کی بھگتی و پریم کے لئے مَیں آپ سب کا اِحسان مند ہُوں، مَیں آپ کو یقین دِلانا چاہتا ہُوں کہ اگرچہ اس مُلک میں میرا قیام بڑا مختصر رہا ہے۔ آپ کا پیار مجھے آئندہ پھر آپ کے درمیان لے آئے گا۔"

"مَیں آپ کو عیسےٰ مسیح کی بات یاد دِلانا چاہتا ہُوں جو اُنہوں نے آج سے دو ہزار برس پہلے کہی تھی۔ اُنہوں نے فرمایا تھا، "میری پہلی ہدایت ہے کہ اپنے تن مَن سے، پُوری قابلیت کے ساتھ اپنی رُوح و جان سے خُدا سے پیار کرو۔" اِس کے بعد اُنہوں نے فرمایا، "میری دُوسری ہدایت ہے کہ اپنے پڑوسی سے اُتنا ہی پیار کرو جتنا کہ تُم اپنے آپ سے کرتے ہو۔" لیکن یہ نہ بھُولیں کہ یہ سارا

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitzed by eGangotri

جہاں ہی ہمارا پڑوسی ہے اور وہ مالک ہم سب کے اندر موجود ہے۔ اِس لئے ہمیں سب کے ساتھ پیار کرنا ہے۔ اُن سب سے پیار کرنا ہے جنہیں پرماتما نے پیدا کیا ہے۔ دُنیا کے تمام پیغمبروں اور تمام فقرائے کامل و سنتوں کا پیغام انہی دو باتوں پر مبنی ہے۔ اگر ہم اِن دونوں ہدایتوں پر مستقل مزاجی سے عمل کریں گے تو ہم سب سنتوں و مہاتماؤں کی تعلیم کا لُبِ لُباب پالیں گے۔

آپ کو اپنی منزل کا علم ہے، اُس تک پہنچنے کے راستے کا بھی علم ہے۔ مَیں آپ کو یہی صلاح دے سکتا ہُوں کہ اِس راستے پر پیار اور بھگتی کے ساتھ مستقل مزاجی سے چلتے رہیں۔"

شام کو ساڑھے چھ بجے حضور ہوائی اڈّہ پہنچے تو وہاں تقریباً چار سَو افراد الوداع کہنے کے لئے موجود تھے۔ مغربی تہذیب کے مطابق مہاراج جی نے اُن سب سے ہاتھ مِلایا۔ کئی ایسے لوگ بھی، جو کسی دِیگر کام سے ہوائی اڈّے پر آئے تھے اور جنہوں نے پہلے کبھی مہاراج جی کو دیکھا تک نہ تھا، ہاتھ مِلانے کے لئے حضور کے سامنے پہنچ گئے۔ اُن میں سے ایک عورت نے بعد میں بتایا کہ "اُس دِلکش شخص" کے ساتھ ہاتھ مِلانے سے وُہ اپنے آپ کو روک نہ سکی۔ اگرچہ وُہ نہ جانتی تھی کہ وُہ کون ہیں؟

حضور مہاراج جی کے جنوبی افریقہ کے اِس دَورہ نے ست سنگ میں ایک نئی رُوح پھُونک دی ہے۔ مہاراج جی کے آنے سے پہلے تمام جنوبی افریقہ میں قریباً 350 ست سنگی تھے۔ آج سنگت کی تعداد دو ہزار سے زیادہ ہے۔ بہت سے متلاشی سنت مت میں دِلچسپی لے رہے ہیں۔ اور شاک آہاری بھوجن (نباتی غذا) پر گزارہ کرنے کی کوشش کر رہے ہیں۔ جنوبی افریقہ میں بیس جگہ ست سنگ کے مرکز ہیں۔ وائیٹ ریور میں ایک ست سنگ گھر بن گیا ہے اور جوہنس برگ میں ست سنگ گھر کے لئے زمین خرید لی گئی ہے۔

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitzed by eGangotri

حضُور صرف اٹھارہ دِن کے لئے جنُوبی افریقہ میں تھے۔ لیکن اِس مختصر سے عرصہ میں ہی حضُور کے دَورہ کا بہُت گہرا اثر ہُوا۔ ست سنگیوں میں نیا جوش پَیدا ہو گیا، اَور آپسی پیار کے جذبے کو بہُت فروغ مِلا۔ حضُور کے درشن وست سنگ سے بہُت سے مُبتلا شیوں کے شکُوک دُور ہو گئے۔ ایک پُرانے ست سنگی کی بیوی نے ابھی تک ست سنگ میں کوئی دِلچسپی نہیں لی تھی۔ گو وُہ اپنے خاوِند کے راستے میں کوئی رُکاوٹ نہ ڈالتی تھی۔ اَور وُہ خُود گوشت وغیرہ کا برابر اِستعمال کرتی تھی۔ جب حضُور تشریف لائے تو اُس نے سوچا کہ اپنے شوہر کے مُرشِد کو دیکھنا چاہیئے۔ صُبح حسبِ معمُول گوشت والی غِذا سے ناشتہ کر کے، وُہ ست سنگ میں آئی۔ اُس کے اپنے ہی اَلفاظ ہیں: "جب مہاراج جی نے ہال میں قدم رکھا اَور سٹیج کی طرف بڑھنے لگے تو مَیں نے محسُوس کیا کہ اِس لاثانی صُورت کے دِیدار کرنا میرے لئے بہُت بڑی خُوش نصیبی اَور بے مِثال رحمت ہے۔ جتنی دیر ستگُورو درشن دیتے رہے مَیں بُت بنی بیٹھی رہی۔ میری آنکھوں سے خُوشی اَور مُسرّت کے آنسُو بہہ رہے تھے۔ مَیں جانتی تھی کہ اپنے شوہر کے جِس مُرشِد کو مَیں دیکھنے آئی تھی وُہ دراصل میرا مُرشِد، میرا باپ، میری ماں، میرا ساتھی، میرا دوست اَور رہنُما ہے۔" اَور شام کے ست سنگ کے بعد اُس نے نام دَان پانے کے لئے درخواست کی۔

اِسی طرح جنُوبی افریقہ کے محکمۂ حِفاظت یا محکمۂ پُولیس کا ایک اَفسر حضُور کی نقل و حرکت پر نظر رکھنے کے لئے مُقرّر کیا گیا تھا۔ اُس کا کام خُفیہ طَور پر یہ دیکھنا تھا کہ مہاراج جی کی تقریریں جنُوبی افریقہ کے قومی، مذہبی اَور سیاسی معیاروں کے خِلاف تو نہیں ہیں۔ وُہ تمام دَورہ کے دَوران حضُور کے ست سنگوں میں آتا رہا۔ آخر اِک دِن وُہ آنکھوں میں آنسُو لئے حضُور کی خِدمت میں حاضر ہُوا اَور نام دان کے لئے عرض کرنے لگا۔ آج وُہ جنُوبی افریقہ کے پریمی و

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitzed by eGangotri

جاں نثار ست سنگیوں میں سے ایک ہے۔

نسلی امتیاز میں یقین رکھنے والے اِس مُلک میں آج نوّے فی صد سے زیادہ ست سنگی سفید فام یُورپین ہیں۔ جو پیار اور بھگتی کے جذبات کے ساتھ اِس پرم سنت کے چرنوں میں بیٹھ کر اپنی نجات کا راستہ اپنا رہے ہیں۔ اور اپنے غیر سفید ست سنگی بھائیوں سے پریم پیار سے ملتے ہیں۔ جنوبی افریقہ میں جہاں بھی مہاراج جی گئے، وہاں کے لوگ، وہاں کے افسران، حضور کی موجودگی میں یہ امتیاز بھول گئے۔ سوازی لینڈ سے واپس آتے وقت جب جنوبی افریقہ کی حد پر چیک پوسٹ (پولیس چوکی) پر پاسپورٹ دکھانے کے لئے موٹر رُکی تو حضور اتفاقاً اُس چیک پوسٹ پر چلے گئے جس پر لکھا تھا: "صرف یورپین کے لئے" پاس ہی دُوسری چیک پوسٹ تھی، جو سیاہ فام لوگوں کے لئے تھی۔ جنوبی افریقہ کی پولیس نسلی امتیاز کے سلسلے میں غلطی کرنے والوں سے بڑی بے رُخی سے پیش آتی ہے، لیکن چیک پوسٹ کا پولیس افسر حضور کو دیکھ کر ادب سے کھڑا ہو گیا اور پاسپورٹ دیکھا جس میں بھارتی شہری، صاف صاف لفظوں میں لکھا تھا۔ ہر بات میں وہ حضور کو "سر" کہہ کر مخاطب کرتا رہا۔ لیکن ساتھ کھڑے یورپین ست سنگیوں کو وہ "سر" کہہ کر مخاطب نہیں کر رہا تھا۔ پاسپورٹ چیک کرنے کے بعد اُس نے "شکریہ" کے ساتھ حضور کو پاسپورٹ لوٹا دیا۔ ست سنگی حیران تھے کہ اُس نے حضور کو دُوسری چوکی پر جانے کے لئے کیوں نہیں کہا اور ایسی حلیمی و ادب سے پیش آیا جو کہ عموماً پولیس افسران میں نہیں پائی جاتی۔

اِسی طرح ایک بار حضور بذریعہ کار ایک شہر سے دُوسرے شہر کو جا رہے تھے، جس کار میں کافی و ناشتے کا سامان تھا، وہ بہت پیچھے رہ گئی۔ اِس پر مسٹر سیم بوسا نے راستے میں ایک چھوٹے سے شہر کے ایک خوشنما ہوٹل کے سامنے کار روک لی۔ اُن کا خیال تھا کہ ہوٹل سے کافی وغیرہ موٹر میں ہی لے آئیں گے۔

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitzed by eGangotri

کیونکہ ہوٹل صرف گوری نسل کے لوگوں کے لئے تھا۔ جس میں دُوسرے لوگوں کو داخل ہونے کی اِجازت نہ تھی۔ لیکن کار رُکتے ہی مہاراج جی ہوٹل کی طرف چل پڑے۔ مسٹر سیم بُوسا و اُن کے ساتھی گھبرا گئے کہ کہیں ہوٹل والے حضُور کے ساتھ کوئی نازیبا سلُوک نہ کر بیٹھیں۔ سکتہ کی سی (حیرانی کی) حالت میں وہ کچھ لمحوں کے لئے جہاں کی تہاں ہی کھڑے رہ گئے۔ پھر جب ہوٹل میں گئے تو دیکھا کہ مہاراج جی ہوٹل میں درمیان والی میز کے پاس بیٹھے تھے اور بیرا بڑے ادب سے کافی کا آرڈر لے رہا تھا۔ مینیجر، کاؤنٹر کلرک، بیروں و دیگر لوگوں کی نظریں حضُور کے پُرنُور چہرے پر جمی تھیں۔ سارا ماحول ایک عجیب قسم کی خُوشی اور تازگی سے بھرپُور تھا۔

اپنے اٹھارہ دِن کے قیام میں حضُور نے سات سو اشخاص سے ذاتی طور پر مُلاقات کی، اُن کے مسئلوں کو غور سے سُنا اور حل کیا۔ اِس کے علاوہ ہر روز کھانے اور چائے کے وقت چالیس پچاس اشخاص سے مجموعی طور پر مُلاقات کی۔ حضُور نے اپنے اور ست سنگ کے بارے میں کسی قسم کے پرچار و مشہُوری کی اِجازت نہیں دی تھی۔ اگرچہ اِس ہدایت پر پُوری طرح عمل کیا گیا، تب بھی ست سنگوں میں سات آٹھ سو اشخاص آتے رہے۔ حضُور نے تین جگہ کُل ستانوے اشخاص کو نام دان بخشا۔ جن میں صرف نو اشخاص بھارتی تھے۔ جب ہوائی اڈے پر ایک ست سنگی نے آنکھوں میں آنسو لئے حضُور سے عرض کی، "مجھے بہت دُکھ ہے کہ آپ ہمیں چھوڑ کر جا رہے ہیں۔" تو حضُور نے نہایت شیریں و پیار بھرے لہجے میں جواب دیا، "کیا مَیں آپ کو چھوڑ رہا ہُوں؟" جب جیٹ ہوائی جہاز حضُور کو لے کر آسمان کی طرف جا رہا تھا تو سنگت کی آنکھوں سے آنسو بہہ رہے تھے، لیکن ساتھ ہی وُہ اپنے اندر ست گورُو سے وابستگی محسُوس کر رہے تھے۔ جو جسمانی صُورت میں دُور ہوتے ہُوئے بھی ہمیشہ ہمارے ساتھ ہیں۔

جوہنس برگ سے نیروبی ہوتے ہُوئے مہاراج جی 27 مئی کو دارُالسّلام

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitzed by eGangotri

پہنچے، جہاں حضور نے 27، 28 مئی کو ست سنگ فرمایا، اور کچھ خواہشمندوں کو نام دان بخشا۔ مہاراج جی 29 مئی کو مومباسہ پہنچے۔ تھکان اور لگاتار سفر کی وجہ سے حضور کی طبیعت ناساز ہوگئی۔ لیکن سنگت کو مایوس نہ کرنے کے خیال سے حضور نے اپنے پروگرام کو جوں کا توں برقرار رہنے دیا۔ یہاں ایک دن کے مصروف پروگرام کے بعد حضور واپس نیروبی ہوتے ہوئے یکم جون کو قاہرہ (مصر) پہنچے۔ قاہرہ سے مہاراج جی 5 جون کو لندن آئے۔

لندن میں حضور کا ہوائی جہاز نو گھنٹے دیر سے پہنچا۔ شام کے چار بجے سے قریب 300 اشخاص حضور کے دیدار و استقبال کے لئے آئے ہوئے تھے۔ ان میں زیادہ تر بھارتی تھے۔ وہ رات کے ایک بجے تک ہوائی اڈے پر ہی رہے۔ اتنی بھیڑ، اتنے عرصہ تک وہاں دیکھ کر افسران کے دل میں کچھ ڈر پیدا ہوگیا کہ کہیں کچھ بدامنی نہ پھیل جائے۔ ایک پولیس سارجنٹ و پولیس کے کچھ سپاہی وہاں آگئے۔ سارجنٹ نے ایک ست سنگی سے پوچھا کہ کون آرہے ہیں؟ اس نے جواب دیا، "ہمارے ستگورو آرہے ہیں۔"

لیکن سارجنٹ کچھ سمجھ نہ سکا اور انتظام سے متعلقہ اس کی فکر دور نہ ہوئی۔

رات کو ایک بجے جب حضور کا جہاز آیا تو قریباً تین سو اشخاص کی پوری سنگت (بھارتی اور یورپین) ہوائی اڈے پر زمین پر ہی بیٹھ گئی۔ مہاراج جی تشریف لائے، رادھا سوامی بلائی اور ان کے سامنے کھڑے ہوگئے۔ سنگت ٹکٹکی باندھ کر اپنے پیارے ستگورو کے درشن کر رہی تھی۔ سب بالکل خاموش تھے۔ حضور اپنی پیار، دیا اور مہر بھری نظر سے سنگت کو مسرور کر رہے تھے۔ سنگت اپنے آپ کو بھول کر چپ چاپ اور مگن ہوئی بیٹھی تھی۔ آنکھوں سے پیار کے آنسو بہہ رہے تھے۔ اس وقت کے اس عجیب نظارے کو دیکھ کر ہوائی اڈے کے افسران حیران کھڑے تھے۔ بعد میں اس انگریز سارجنٹ نے بتایا کہ ہوائی اڈے

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitzed by eGangotri

پر اپنی بارہ برس کی ملازمت کے دوران اُس نے ایسا ڈسپلن اور ایسا جذبات بھرا اور پریم پیدا کرنے والا نظارہ نہیں دیکھا۔

جب مہاراج جی ہوائی اڈّے سے اپنی رہائش کی جگہ پر پہنچے، اُس وقت رات کے دو بجے تھے۔ کچھ پریمی ست سنگی، حضور کے فلیٹ میں دیدار کے لئے رُکے ہوئے تھے۔ وُہ برسوں بعد حضور کے درشن کر رہے تھے، اُنہیں اِس خوشی میں دھیان نہ رہا کہ رات کے دو بجے ہیں۔ اور مُرشد مہربان نے بھی اُن کے پریم کو دیکھ کر اُنہیں جانے کو نہیں کہا۔ اُن سے بات چیت میں تین بج گئے۔ اور پھر حضور آرام کرنے گئے۔ اِس تمام دورہ میں حضور کو پوری نیند نہ مل سکی۔ اور نہ ہی آرام کرنے کا موقعہ ملا۔ لیکن جب حضور سے یہ بات عرض کی گئی تو آپ نے فرمایا، "مجھے اپنا فرض ادا کرنے میں بڑی خوشی ہے۔"

لندن میں حضور کا قریباً تین ہفتہ کا پروگرام تھا۔ اِس بار حضور لندن سے باہر دوسرے شہروں میں بھی تشریف لے گئے۔ تین ہفتے کے ست سنگ، نام دان وغیرہ کے پروگرام کے بعد حضور 25 جون کو فرینک فرٹ (جرمنی) پہنچے۔ حضور کا یہ دورہ خاص کر جنوبی افریقہ، مشرقی افریقہ اور انگلینڈ کے لئے تھا۔ چنانچہ یورپ میں حضور صرف فرینک فرٹ (جرمنی) جینوا (سوئٹزرلینڈ) اور ویانا (آسٹریا) ہی تشریف لے گئے۔ فرینک فرٹ میں دیگر مقامات کے ست سنگی بھی آ گئے اور یہاں 28 جون تک حضور نے ست سنگ بخشے۔ حضور نے ست سنگیوں سے الگ الگ مُلاقاتیں بھی کیں۔ حضور سنگت کی درخواست پر ست سنگیوں کے ہمراہ بس میں سوار ہو کر جرمنی کے کچھ قابلِ دید مقامات بھی دیکھنے گئے۔ اِن تین چار دِنوں میں حضور نے صبح سے رات تک کا اپنا پورا وقت سنگت کے ساتھ ہی گزارا۔ 29 جون کو بذریعہ ہوائی جہاز حضور نے جینوا جانا تھا۔ لیکن چند ست سنگیوں نے خیال ظاہر کیا کہ اگر حضور کار میں جینوا جائیں تو اُنہیں بھی ساتھ جانے کا موقعہ

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitzed by eGangotri

مل جائے گا۔ حضور نے اِس تجویز کو بڑی خوشی سے منظور کر لیا۔ اگرچہ اِس سے حضور کو آٹھ دس گھنٹے موٹر میں سفر کرنا پڑا۔ جبکہ ہوائی جہاز میں ایک گھنٹہ سے بھی کم وقت لگتا۔ اِس طرح حضور صبح فرینک فرٹ سے بذریعہ کار چل کر شام کو سات بجے جینوا پہنچے۔ چار موٹروں میں جرمنی کے دیگر ست سنگی بھی ہم سفر تھے۔

جینوا میں حضور نے پانچ چھ دِن ست سنگ بخشا۔ یہاں یورپ کے دُوسرے مُلکوں سے بھی سنگت آئی ہُوئی تھی۔ جینوا سے مہاراج جی دو دِن کے لئے ویانا تشریف لے گئے۔ کُماسی (گھانا) کی ایک ہندوستانی عورت حضور کے درشن کے لئے یُوروپ نہ پہنچ سکی تھی۔ جب وہ لندن اور جینوا بھی نہ پہنچ سکی تو ویانا آگئی۔ حضور نے عنایت کی اور ویانا میں اُسے نام دان بخشا۔

ویانا سے حضور ۱۲ر جولائی کی رات کو اسرائیل پہنچے۔ یہاں کے پانچ ست سنگی اُمید لگائے بیٹھے تھے کہ حضور بھارت لوٹتے وقت اُنہیں بھی دیدار دیتے جائیں گے۔ حضور نے تین دن اِسرائیل میں گزارے۔ حضور کے اِس دورہ سے اِسرائیل کے لوگوں میں سنت مت کے لئے بڑی دلچسپی پیدا ہو گئی ہے اور سنت مت کی کچھ کتابوں کا ترجمہ بھی عبرانی زبان (HEBRU) میں کیا جا چکا ہے۔

حضور ۱۴ر جولائی کو واپس بمبئی تشریف لے آئے۔ صبح کو بمبئی اور ۱۵ر جولائی کی صبح کو دہلی میں سنگت کو درشن دے کر ۱۶ر جولائی کی صبح کو ڈیرہ پہنچ گئے۔

5- مشرق بعید، آسٹریلیا و نیوزی لینڈ کا دورہ 1968ء

حضور ۶ر مئی 1968ء کی صبح دہلی سے ہوائی جہاز کے ذریعہ روانہ ہو کر چار گھنٹے کے سفر کے بعد بنکاک پہنچے۔ ہوائی اڈے پر سو سے زیادہ دیدار کے خواہش مند موجود تھے۔ حضور نے صبح کو درشن، شام کو ست سنگ، ست سنگیوں کے یہاں جانے اور دِن بھر مُلاقاتوں سے مصروف پروگرام کے درمیان ۹ر جولائی کو متعدد

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitzed by eGangotri

مُتلاشیانِ حق کو نام دان بھی بخشا۔ یہاں ست سنگوں میں حاضری ۷۵۰ سے زیادہ تھی۔ اِس دَورہ میں حضُور کے پرسنل لوُرنگ سکریٹری شری مَدن مہتہ تھے اَور ست سنگی بہن مسز بی۔ جانسی[1] بھی حضُور کے سٹاف میں تھیں۔

بنکاک سے ۱۲ مئی کو حضُور ہانگ کانگ تشریف لائے۔ یہاں بھی لگ بھگ وہی پروگرام رہا۔ ہانگ کانگ میں حضُور نے ایک ست سنگ سکھ گوردوارہ میں کیا۔ گوردُوارہ سِکھوں اَور دِیگر ہندوستانیوں سے بھرا ہُوا تھا۔ جن میں ست سنگی صِرف پچیس یا تیس تھے۔ ست سنگ سے پہلے ہانگ کانگ کے ایک سرکردہ سردار صاحِب نے حضُور کا کچھ رُوکھے پن سے تعارُف کرایا اَور چیتاونی دی کہ حضُور ایسی کوئی بات نہ کہیں جو سِکھوں کے جذبات کے خِلاف ہو۔

مہاراج جی ست سنگ میں کبھی کِسی کی نُکتہ چینی نہیں کرتے، لیکن سَنتوں کے سندیش کے اصلی مقصد کو ظاہر کرنے میں کبھی جھجکتے بھی نہیں۔ اپنی سادہ لیکن شِیریں زبان میں حضُور نے بڑے پریم سے ڈیڑھ گھنٹے تک پُر اثر ست سنگ میں گورُو نانک صاحِب کی تعلیم کو واضح کرکے سمجھایا۔ حضُور نے اُس 'نام' اَور 'شبد' کا اصلی مطلب سمجھایا، جِس کا گورُو صاحبان نے اپنے ہر ایک شبد میں ذِکر کیا ہے۔ آپ نے بتایا کہ سچّا نام لکھنے پڑھنے میں نہیں آتا۔ سچّا شبد باہری گانا بجانا نہیں ہے بلکہ وہ اَندرُونی کِیرتن ہے، جِسے ستگورُو کے چُنے ہُوئے لوگ نَو دُواروں کو خالی کرکے، جیتے جی مرکر، اَندر جاکر سُنتے ہیں۔ سچّا امرتسر جِسم کے اَندر ہے، جِس میں جاکر اشنان کرنے سے جِیو جنم مَرن سے آزاد ہو جاتا ہے۔ آخر میں حضُور نے مجسّم صُورت (دیہہ دھاری) ستگورُو کی ضرُورت پر زور دیا۔ حضُور

---

[1] مسز بی۔ جانسی اِنگلینڈ کی ایک بُزرگ پریمی ست سنگی تھیں۔ آپ نے کئی برس تک لندن میں رہ کر ست سنگ اور سنگت کی بے غرض سیوا کی۔ بعد ازاں نیوزی لینڈ میں ست سنگ کی مُنتظمہ تھیں۔ آپ کچھ ہی سال پہلے ۹۰ سال کی عُمر میں رحلت فرما گئیں۔

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitzed by eGangotri

نے اپنی ہر بات کی تصدیق کے لئے آدگرنتھ صاحب سے حوالے دیئے۔

گوردوارہ میں بالکل خاموشی تھی۔ لوگ چپ چاپ بیٹھے حضور کے امرت بھرے بچنوں کو سن رہے تھے اور ان کی نگاہیں مہاراج جی کی دلکش و دلفریب صورت پر جمی ہوئی تھیں۔ ست سنگ کے بعد ان سردار صاحب نے حضور کی تشریف آوری و ست سنگ اور درشن بخشنے کے لئے بڑے باعزت اور پُر جذبات الفاظ میں حضور کا شکریہ ادا کیا۔

ہانگ کانگ میں سنگت نے حضور سے نام دان کے لئے عرض کی۔ حضور نے اپنے جاپان کے دورہ سے واپسی پر نام دان دینے کا یقین دلایا۔

حضور کا پروگرام پہلے صرف مشرق بعید کا ہی تھا اور حضور کا خیال سنگاپور سے واپس بھارت آنے کا تھا، لیکن آسٹریلیا، نیوزی لینڈ اور انڈونیشیا سے سنگت کے خطوط پر خطوط آنے سے حضور کا خیال ان ممالک میں بھی جانے کا ہو گیا۔ ہانگ کانگ میں تو ان ملکوں سے بہت زیادہ تار اور ٹیلیفون آئے کہ جب حضور مہاراج جی اتنی دور تک تشریف لے آئے ہیں تو کچھ دور اور آکر ہمیں بھی درشن بخشیں۔ یہ درخواستیں اتنی التجا اور اصرار بھری تھیں کہ مہاراج جی انکار نہ کر سکے اور ان ملکوں کا پروگرام بھی طے ہو گیا۔

ہانگ کانگ سے بذریعہ ہوائی جہاز حضور ۷ رمئی کو ٹوکیو (جاپان) پہنچے۔ ٹوکیو کے علاوہ حضور 'کوبے، اوساکا' وغیرہ میں بھی گئے۔ ست سنگوں میں حاضری دو سو تک ہو جاتی۔ بہت سے متلاشیوں سے ملاقاتیں کیں، اور انہوں نے سنت مت کے مضمون پر اپنے سوالوں کے جوابات بھی حاصل کئے۔ جاپان سے حضور واپس ہانگ کانگ آ گئے۔ جہاں آپ نے دو ست سنگ فرمائے۔ اور ۱۵ رمئی کو کچھ متلاشیان حق کو نام دان بخشا۔

ہانگ کانگ سے ۱۶ رمئی کو سنگاپور آئے۔ یہاں بھی حضور کا وہی پروگرام

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitzed by eGangotri

رہا۔ آپ نے چار ست سنگ فرمائے اور پچیس اشخاص کو نام دان بخشا۔ سنگاپور کے ست سنگوں میں بھی حاضری ایک ہزار سے زیادہ ہو جاتی تھی۔ یہاں سے جزیرہ بالی ہوتے ہوئے حضور ۸ جون کو جکارتہ (انڈونیشیا) پہنچے۔ یہاں متلاشیوں کی تعداد بہت زیادہ تھی۔ چار دن ست سنگ، درشن، سوال و جواب کا پروگرام رہا، جس کے بعد ۱۲ جون کو حضور نے ۹۴ متلاشیوں کو نام دان بخشا۔ جکارتہ سے نو گھنٹے کے ہوائی سفر کے بعد حضور ۱۳ جون کو سڈنی (آسٹریلیا) پہنچے۔

آسٹریلیا میں سنت مت کے پرچار کی ابتدا ۱۹۷۵ء سے ہوئی جب کہ مہاراج جی نے ڈیرہ میں دو آسٹریلیا نواسیوں کو نام دان بخشا تھا۔ حضور کے اس دورے کے وقت یہاں صرف دس گیارہ ست سنگی تھے، جو ملک کے مختلف حصوں میں رہتے تھے۔ یہاں مہاراج جی نے دو دن تو صبح و شام دو ست سنگ فرمائے اور متلاشیوں کے سوالوں کے جواب بھی دیئے اور ۱۵ جون کی شام کو ست سنگ کے بعد نام دان بخشا۔ آسٹریلیا میں حضور کے دورہ کے ذریعہ سنت مت میں لوگوں کی دلچسپی بڑھنے لگی اور آج وہاں سو سے زیادہ ست سنگی ہیں اور بہت سی تعداد متلاشیانِ حق کی سنتوں کے مارگ کو سمجھنے کی کوشش کر رہی ہے۔

سڈنی سے بذریعہ ہوائی جہاز حضور ۱۶ جون کو کرائسٹ چرچ (نیوزی لینڈ) پہنچے۔ نیوزی لینڈ میں سنت مت کی شروعات ۱۹۷۴ء سے ہوئی۔ ایک انگریز جوڑا انگلینڈ سے نیوزی لینڈ جا کر آباد ہونا چاہتا تھا۔ وہ ایک کاروان گاڑی میں (بڑی موٹر گاڑی جس میں سونے اور کھانا بنانے وغیرہ کے لئے بھی جگہ ہوتی ہے) اپنے اس سفر پر روانہ ہوئے۔ یورپ، وسط ایشیا افغانستان و پاکستان ہوتے ہوئے جب وہ امرتسر پہنچے تو یہاں تین چار دن ٹھہر کر آرام کرنا چاہتے تھے۔ لیکن جہاں بھی وہ اپنی گاڑی کھڑی کرتے وہیں بچوں اور تماشائیوں کی بھیڑ لگ جاتی۔ اس سے پریشان ہو کر وہ ایسی جگہ ڈھونڈنے لگے جہاں انہیں تنہائی مل سکے اور وہ بغیر کسی

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitzed by eGangotri

پریشانی کے کچھ دِن آرام کر سکیں۔ کسی نے اُنہیں ڈیرہ جانے کی صلاح دی اور کہا کہ وہاں کافی انگریز آتے اور ٹھہرتے رہتے ہیں۔ چُنانچہ وہ اَمرتسر سے ڈیرہ آگئے۔ اُنہیں رَانی کی کوٹھی کے پاس ٹھہرایا گیا۔ یہاں کے بندوبست سے وُہ بہت مُتاثر ہُوئے اور جب اُنہیں پتہ لگا کہ یہ جگہ رُوحانیت کا مرکز ہے، جہاں کے سنت ستگورو ہر روز ست سنگ فرماتے ہیں تو اُنہوں نے سوچا کہ ست سنگ میں شریک نہ ہونا بدتہذیبی ہوگی۔ وُہ ست سنگ میں آئے۔ حضُور پُرنُور کے ست سنگ اور درشن سے وُہ اِتنے مُتاثر ہُوئے کہ دو تین دِن کی بجائے وُہ ایک مہینہ سے زیادہ ٹھہرے۔ کچھ دِن کے بعد حضُور سے نام دان کے لئے عرض کی۔ یہ میاں بیوی نیوزی لینڈ میں سب سے پہلے ست سنگی تھے۔

نیوزی لینڈ میں کافی سردی تھی۔ کیونکہ یہاں مئی جُون سردی کا موسم ہوتا ہے۔ کرائسٹ چرچ میں حضُور ست سنگیوں سے مِلے اور ست سنگ فرمائے۔ 27 جُون کو حضُور نیوزی لینڈ کے دارُالخلافہ آک لینڈ تشریف لے گئے۔ حضُور نے وہاں تین ست سنگ فرمائے۔ پہلے ست سنگ میں 49، دُوسرے میں 60، اور تیسرے میں 80 اشخاص موجُود تھے۔ سبھی صاحبان نے حضُور سے ذاتی مُلاقاتیں کیں اور کئی سوال پُوچھے۔ 30 جُون کو آک لینڈ سے روانہ ہونے سے پہلے حضُور نے 22 خواہش مندوں کو نام دان بخشا۔ حضُور کے اِس دَورے نے اِس چھوٹے سے لیکن خُوب صُورت مُلک میں سنت مت کے لئے بڑی دِلچسپی پیدا کر دی ہے۔ اور بہت سے مُتلاشیانِ حق اِس طرف متوجہ ہونے لگے ہیں۔ اِس وقت یہاں سَو سے زیادہ ست سنگی اور قریب اِتنے ہی مُتلاشیانِ حق ہیں۔

30 جُون کو مہاراج جی نیوزی لینڈ سے فجی جزائر میں تشریف لے گئے۔ یہاں نندی، سُوا، نومیا وغیرہ مقامات پر ست سنگ اور درشن دیتے ہُوئے حضُور 8 جُولائی کی رات کو دس بجے سنگاپُور واپس پہنچے۔ 9 جُولائی کی صبح

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitzed by eGangotri

درشن دیئے، مُتلاشیوں سے مُلاقات کی اَور شام کو ست سنگ فرمایا۔ اِتنے لمبے سفر اَور اِتنے مصرُوف پروگرام کے باوجُود ۲۰ر جُولائی کا سارا دِن حضُور نے ست سنگ کے کاموں گزارا۔ اگرچہ سِنگاپُور میں مہاراج جی نام دان دے چُکے تھے اور اِس بار نام دان کا کوئی پروگرام نہیں تھا، پھر بھی کُچھ خواہش مندوں کی زبردست خواہش کو دیکھ کر حضُور نے دِن کو تین بجے سے نام دان شرُوع کیا۔ ۲۱ ہندوستانیوں اور سِنگاپُور میں رہنے والے ۹ چینی کے باشندوں کو نام دان بخشا۔ جس میں تین گھنٹے لگ گئے۔ حضُور وہاں سے سیدھے ہَوائی اَڈّے کے لئے روانہ ہوگئے۔ کیونکہ حضُور کا بمبئی جانے والا جہاز سات بجے رَوانہ ہونے والا تھا۔

حضُور کا جہاز جب بمبئی پہُنچا تو اُس وقت بمبئی میں رات کا ایک بج چُکا تھا۔ کسٹم وغیرہ سے فارِغ ہوکر، ہَوائی اَڈّے پر مَوجُود دست سنگیوں سے مِلکر جب حضُور شری کرشن بابانی کے گھر پہُنچے تو اُس وقت رات کے اڑھائی بج گئے تھے۔ صُبح نَو بجے سنگت کو ست سنگ گھر میں درشن دینے کا پروگرام تھا۔ لیکن صبح آٹھ بجے سے ہی لوگوں سے مُلاقاتوں کا سِلسِلہ شرُوع ہوگیا۔ نَو بجے جب حضُور باندرہ کے ست سنگ گھر میں تشریف لے گئے تو سنگت کے پریم کو دیکھ کر حضُور نے ست سنگ بخشنے کی مَوج فرمائی اَور قریباً 45 مِنٹ تک ست سنگ گھر میں رحمت برستی رہی۔

6- دَورۂ یُورپ، اَمریکہ و وَسط ایشیا 1970ء

اپریل کا بھنڈارہ اَور اِندور و دہلی میں سَت سنگوں کے محنت طلب ومصرُوف پروگرام کو پُورا کرکے حضُور مہاراج جی ۲۱ر اپریل کی رات کو دس بجے بذریعہ ہَوائی جہاز روانہ ہوکر قریب ساڑھے دس گھنٹے کے سفر کے بعد ۲۲ر اپریل کو صُبح ساڑھے پانچ بجے ایتھنز پہُنچے۔ دہلی میں ۲۰ر و ۲۱ر اپریل کو

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitzed by eGangotri

مہاراج جی کا بڑا مصروف پروگرام تھا۔ 24 اپریل کو صبح آٹھ بجے سے رات کو دہلی ہوائی اڈے پر پہنچنے تک حضور کو ایک منٹ کی بھی فرصت نہ مل سکی تھی ہوائی جہاز راستے میں کراچی، کویت اور بیروت میں رکا۔ اس وجہ سے ہوائی جہاز میں سونے کا موقعہ نہ مل سکا۔

ایتھنز (یونان) میں ہوائی اڈے پر چوبیس ست سنگی استقبال کیلئے موجود تھے۔ جنھوں نے حضور کو بتایا کہ صبح نو بجے حضور کو بذریعہ بس قابلِ دید مقامات پر لے جانے کا پروگرام بنایا گیا ہے اور سب ست سنگی بھی اس بس میں حضور کے ہمراہ ہوں گے۔ پروفیسر جنک راج پوری (جو اس دورے میں حضور کے ساتھ بطور سکریٹری تھے) نے سجھاؤ دیا کہ حضور یہ پروگرام کینسل کر دیں۔ کیونکہ دو دن دہلی میں آرام نہ کر پانے سے اور بعد میں ہوائی جہاز میں رات بھر جاگنے سے حضور کافی تھک گئے تھے۔ لیکن حضور سنگت کو مایوس کرنا نہیں چاہتے تھے۔ چنانچہ اس پروگرام کے لئے منظوری دے دی۔ ہوٹل پہنچ کر، تیار ہو کر، ناشتہ کر کے مہاراج جی سنگت کے ساتھ بس میں گھومنے نکلے۔

تیسرے پہر کچھ لوگوں سے ملاقات کے بعد رات کو آٹھ بجے ست سنگ شروع ہوا۔ ست سنگ میں 30 لوگوں کے آنے کی امید تھی لیکن سو سے زیادہ ست سنگی اور متلاشی پہنچ گئے۔ ست سنگ کے بعد سوال و جواب کا سلسلہ چلا اور اس طرح ست سنگ ساڑھے دس بجے ختم ہوا۔

ڈیرہ سے چلتے وقت حضور کا اس دورہ میں نام دان دینے کا خیال نہ تھا۔ لیکن ایتھنز اور باقی تمام جگہ پر بھی حضور کے ست سنگوں کے بعد خواہشمند نام دان کے لئے اتنا اصرار کرنے لگے کہ مہاراج جی ان کی درخواستوں کو نامنظور نہ کر سکے اور تمام دورہ کے دوران قریباً سب جگہ نام دان بخشنے کی مہربانی کی۔

24 اپریل کو بھی جنیوا (سوئٹزرلینڈ) کے لئے روانہ ہونے سے پہلے حضور نے

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitzed by eGangotri

کچھ متلاشیان کو نام دان بخشا۔

حضور 24 اپریل کو دن کے ساڑھے چار بجے جینوا پہنچے اور آتے ہی کچھ ست سنگیوں کو الگ الگ وقت دیا۔ یہاں جرمنی، اٹلی، فرانس، ناروے، سوئیڈن، ہالینڈ، جنوبی افریقہ اور امریکہ سے ست سنگی آئے ہوئے تھے۔ حضور نے سب کو ذاتی طور پر ملاقات بخشی۔ تین ست سنگ فرمائے اور اپنے جرمن نمائندے مسٹر وال برگ کے ذریعہ دس اشخاص کو نام دان بخشا۔

یورپ میں مہاراج جی کا اگلا مقام ایمسٹرڈم (ہالینڈ) تھا۔ جہاں آپ نے 28، 29 اور 30 اپریل کو ہر روز دو دو گھنٹے ست سنگ فرمایا۔ ہر روز صبح درشن کا پروگرام تھا۔ لیکن پہلے ہی دن ایک متلاشی نے دیدار کے وقت ایک سوال پوچھ لیا اور اس کے بعد یہ پورا وقت سوال و جواب میں ہی گزرا۔ یہی سلسلہ آئندہ دو دن بھی چلتا رہا اور اسی طرح صبح و شام دونوں وقت حضور کو ست سنگ بخشنا پڑا۔ ست سنگوں میں حاضری 250 سے اوپر ہوتی تھی۔ اپنے چار دن کے قیام میں حضور نے 225 سے زیادہ اشخاص کو الگ الگ ملاقات کا وقت دیا۔ یکم مئی کو خواہش مندوں کو نام دان بخش کر تیسرے پہر چار بجے ہوائی جہاز سے چل کر اسی دن پانچ بجے شام کو لندن پہنچے۔

لندن پہنچتے ہی ہوائی اڈے سے حضور مہاراج جی سیدھے انڈین سٹوڈینٹس یونین ہال میں تشریف لے گئے، جہاں قریباً 800 اشخاص دیدار کے لئے منتظر تھے۔ سنگت اپنے پیارے ست گورو کے درشن کر کے پریم میں مگن ہو گئی۔ چار سال کی جدائی کی گھڑیاں درشن کے اس آنند کے ساگر میں ڈوب گئیں۔ حضور کی آنکھوں سے دیا، مہر، رحمت اور پیار کی کرنیں نکل رہی تھیں اور سنگت بغیر پلک جھپکے اس لاثانی صورت کے دیدار کر رہی تھی۔ رات کو کھانا کھانے کے بعد حضور کچھ سرکردہ ست سنگیوں اور منتظمین سے بات چیت کرتے رہے۔

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitzed by eGangotri

2، 3 مئی کو حضور کا پروگرام بہت مصروفیت کا تھا۔ دونوں دن حضور نے دو دو ست سنگ بخشے۔ 2 مئی کو ہندوستانیوں کے لئے صبح دس سے بارہ بجے تک اور یورپین سنگت کے لئے ساڑھے تین بجے سے پانچ بجے تک ست سنگ فرمایا۔ پنجابی ست سنگ میں تعدادِ حاضرین 2500 اور انگریزی ست سنگ میں 800 سے 1000 تک تھی۔ 3 مئی کو صبح دس بجے سے بارہ بجے تک انگریزی میں اور شام تین بجے سے پانچ بجے تک پنجابی میں ست سنگ ہوا۔ پنجابی ست سنگ میں 3000 اشخاص حاضر تھے۔ جب کہ رائل تھیٹر ہال میں 2300 لوگوں کے لئے جگہ تھی۔ اس لئے کئی لوگوں نے کھڑے رہ کر ست سنگ سنا۔ لیکن سنگت اتنی زیادہ تھی کہ 3000 لوگوں کو اندر داخل کرنے کے بعد منتظمین کو ہال کے دروازے بند کرنے پڑے اور بہت سے لوگ اندر نہ آسکے۔ باہر سڑک پر ہی کافی سنگت کھڑی رہی۔ اتنی بھیڑ دیکھ بہت سے پولیس کے سپاہی آگئے۔ لیکن سنگت پوری طرح خاموش اور شانت تھی۔ ست سنگ کے بعد ہال سے باہر آتے وقت حضور کے دیدار کر کے سنگت واپس چلی گئی۔ اتنی شانتی اور ڈسپلن کو دیکھ کر پولیس افسران حیران تھے، کیونکہ بھیڑ کو دیکھ کر انہیں گڑبڑ پھیلنے کا اندیشہ ہو گیا تھا۔

حضور کا یہ ست سنگ دورہ خاص طور پر امریکہ اور کینیڈا کے لئے تھا۔ چنانچہ لندن کو پانچ دن سے زیادہ وقت نہ دے سکے۔ لیکن منتظمین نے پانچ دن کے مختصر سے عرصہ میں بہت کچھ پروگرام شامل کرنے کی کوشش کی تھی۔ جس کے نتیجہ کے طور پر حضور یہاں بہت مصروف رہے۔ وقت کی کمی کی وجہ سے مہاراج جی نے لندن میں نام دان دینا منظور نہیں فرمایا تھا۔ لیکن اتنے متلاشیانِ حق کی سچی لگن کو دیکھ کر رحمت کا سمندر جوش میں آگیا اور حضور نے نام دینا منظور کر لیا۔

4 مئی کو صبح نو بجے سے ایک بجے تک حضور نے ست سنگیوں اور متلاشیوں کو ذاتی طور پر ملاقاتیں دیں اور تیسرے پہر نام دان بخشا۔ 235 ہندوستانی متلاشیان

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitzed by eGangotri

میں سے ۲۰۲ کو نام دان بخشا اور کرنل سانڈرس کے ذریعہ 35 مغربی مُلکوں کے باشندوں کو نام دان بخشا۔

مہاراج جی کے اِسی دورہ کے دوران آپ کے ٹورنگ سکریٹری پروفیسر جنک راج پوری کے بیٹے راجندر کی شادی لندن نواسی پرانے ست سنگی شری ہرمہندر آہوجہ کی لڑکی کرن کے ساتھ ہوئی۔ حضور اِس شادی کی رسم میں شریک ہوئے۔ اِس موقعہ پر کئی ہندوستانی، انگریز، یورپین اور امریکن ست سنگی بھی موجود تھے۔

اِس بار وقت کی کمی کے باعث حضور لندن سے باہر کے ست سنگ کے مرکزوں میں نہ جاسکے۔ لیکن سارے مُلک کے مختلف حصّوں سے ست سنگی لندن آگئے تھے۔ دوسرے مُلکوں سے بھی سنگت آئی ہوئی تھی۔ صرف ہالینڈ سے 30 اور لاس پاماس سے 8 ست سنگی آئے ہوئے تھے۔ نائیڈو خاندان کے 32 ممبران اِس وقت لندن میں موجود تھے۔ ست سنگ میں آنے والے بچّوں کو الگ جگہ میں رکھا گیا تھا، جہاں اُن کی دیکھ بھال کے لئے تجربہ کار نرسیں اور کھیلنے کے لئے کھلونے تھے۔ حضور نے ہر روز ست سنگ کے بعد بچّوں کو درشن دیئے۔

لندن سے ۷ مئی کی صبح کو ۷ بج کر ۴۰ منٹ پر روانہ ہوکر سات گھنٹے کے ہوائی سفر کے بعد حضور برمُوڈہ (ویسٹ انڈیز) پہنچے۔ اُس وقت برمُوڈہ میں دوپہر کا ایک بجا تھا۔ برمُوڈہ میں جب رات کو گیارہ بجے حضور سونے کے لئے اپنے کمرے میں گئے تو اُس وقت لندن میں رات کے تین بجے تھے۔ اِس طرح جیٹ ہوائی جہاز سے لمبے سفر کی وجہ سے مہاراج جی لندن میں صبح تین چار بجے اُٹھنے کے بعد قریباً 24 گھنٹے تک جاگتے رہے۔ اِس سارے سفر میں ایسے بہت سے موقعے آئے جن میں نیند، آرام اور کھانے کا وقت بالکل درہم برہم ہوگیا۔ اِس سے ہونے والی تھکاوٹ اور دقّت کے باوجود حضور نے مرکزوں کے منتظمین کے بنائے گئے

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitzed by eGangotri

پروگرام کو وقت پر مکمل کیا۔

برمودہ میں حضور صرف چوبیس گھنٹے رُکے اور وہاں سے 7 مئی کو بذریعہ ہوائی جہاز شام کے ساڑھے پانچ بجے باربادوس پہنچے۔ یہاں آپ نے ست سنگ بخشا۔ جس میں پچاس اشخاص حاضر تھے۔ اِن میں سے زیادہ تر متلاشی تھے۔ حضور نے سب متلاشیوں کو الگ الگ وقت دیا۔

باربادوس سے 8 مئی کو شام کے سوا چھ بجے حضور ٹرنی ڈاڈ (پورٹ آف سپین) آئے۔ وہاں حضور نے دوست سنگ فرمائے جن میں حاضری لگ بھگ نوّے تھی۔ حضور نے کئی متلاشیوں کو ملاقات دی اور بارہ اشخاص کو نام دان بخشا۔ مہاراج جی نے 13 مئی کو کنگسٹن اور 15 مئی کو مانٹیگو بے میں ست سنگ فرمائے۔ مانٹیگو بے میں بھارتیہ ہائی کمشنر بھی ست سنگ میں آئے۔ یہاں سے قریب چھ گھنٹے کے ہوائی سفر کے بعد حضور 16 مئی کی شام کو ساڑھے سات بجے میکسیکو پہنچے۔

میکسیکو میں قریب چالیس ست سنگی درشن کے لئے ہوائی اڈے پر موجود تھے۔ ہوائی اڈہ سے حضور سیدھے اُس جگہ تشریف لے گئے، جہاں سنگت درشنوں کے لئے بیٹھی تھی۔ 17، 18 اور 19 مئی کو میکسیکو میں بہت مصروف پروگرام رہا۔ ہر روز صبح مہاراج جی ست سنگیوں اور متلاشیوں سے ملتے اور شام کو ست سنگ بخشتے۔ ست سنگ کا سپین کی زبان میں ترجمہ کیا جاتا اور اس کے بعد سوال و جواب کا سلسلہ شروع ہو جاتا۔ اِس پروگرام میں دو تین گھنٹے لگ جاتے۔ آخری دِن حضور نے نام دان بھی بخشا۔

20 مئی کی صبح حضور ہوائی جہاز سے واشنگٹن کے لئے روانہ ہو گئے۔ راستے میں ہوائی جہاز سینٹ انیٹونیو اور ڈلاس میں کچھ دیر کے لئے ٹھہرا۔ سینٹ انیٹونیو میں 55 اور ڈلاس میں قریب 200 ست سنگی ہوائی اڈے پر درشنوں کے لئے موجود

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitzed by eGangotri

تھے۔ انہوں نے حضور کے استقبال میں ایک بہت جذباتی گیت گایا۔ پیار اور بھگتی کے اس لاجواب ماحول نے ہوائی اڈے کے افسران کو حیرانی میں ڈال دیا۔

واشنگٹن میں حضور صرف 48 گھنٹے رُکے۔ لیکن اس مختصر سے وقت میں حضور نے دوست سنگ بخشے، بہت سی ملاقاتیں کیں اور سوال و جواب کا پروگرام پورا کیا۔ ست سنگیوں اور متلاشیوں سے آدھی رات تک ملتے رہے۔ یہاں حضور ہری دیکلی کی جائے رہائش پر ٹھہرے۔ جب بھی مہاراج جی کسی ست سنگی کے گھر ٹھہرتے تھے تو عام طور پر وہ ست سنگی اپنے گھر میں ست سنگیوں و متلاشیوں کو حضور ان کے خالی وقت میں ملنے کے لئے دعوت دیتا تھا۔ ان ملاقاتوں میں تیس سے چالیس تک اشخاص آجاتے تھے۔ اور یہ عام مجلسی ملاقاتیں نہ ہو کر سنت مت کے اصولوں پر بات چیت اور سوال و جواب کا ذریعہ بن جاتی تھیں۔

واشنگٹن میں حضور کے ڈرائنگ روم میں ایسی ہی ایک ملاقات کے دوران جگیاسو سنتوں کے مارگ کے بارے میں بڑے پُر دلیل و معلوماتی سوال پوچھ رہے تھے۔ حضور کے جواب ہمیشہ کی طرح سادہ، صاف اور زود فہم تھے۔ موجود لوگوں میں ایک شخص جو کہ اگرچہ سمجھدار اور تہذیب یافتہ معلوم ہوتا تھا، اس کا رویہ کچھ نامناسب اور قابلِ اعتراض تھا۔ وہ حضور کا ست سنگی نہیں تھا، نہ ہی کوئی نیا کھوجی معلوم ہوتا تھا۔ کیونکہ اسے پورے ستگورو کی ضرورت کی کوئی زیادہ سمجھ نہ تھی۔ اس کو دقت یہ تھی کہ وہ مہاراج جی کو ستگورو ماننے کے لئے تیار نہ تھا۔ اس کے کچھ ایک سوال بالکل تہذیب سے گرے ہوئے تھے اور اس نے اپنی بات چیت و سوالات کے ذریعہ حضور کو غصہ دلانے کی ہر ممکن کوشش کی۔ لیکن اس کی یہ کوششیں ناکام رہیں، کیونکہ حضور کسی بھی قسم کی بحث میں نہ الجھے۔ اس کے کڑواہٹ بھرے سوالات اور سخت کلامی حضور کو اپنے فطری سکون، سہج سبھاؤ،

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitzed by eGangotri

(نیک اطوار) شرافت اور پُر فضل و کرم انکساری سے محروم نہ کر سکے۔ حضور نے اُس کی ہر بات کا جواب بڑے پیار اور شفقت بھرے لہجے میں دیا۔

اِس عجیب و غریب گفتگو کے آخر میں جاتے وقت اُسی شخص نے بڑی عاجزی سے جذباتی لہجے میں حضور کا شکریہ ادا کرتے ہوئے کہا، "مجھے ایسا محسوس ہوتا ہے کہ میں خود پرم پتا پرماتما سے بات چیت کر رہا تھا۔"

یہاں میں حضور مہاراج جی کے ذریعہ ڈیرہ کے سکریٹری شری کے۔ ایل کھنہ کو واشنگٹن سے لکھے گئے 21 مئی 1970ء کے خط کے کچھ اقتباسات دینا چاہتا ہوں جو انکساری اور پیار سے پُر ہیں۔

"آپ کے پریم بھرے خط کے لئے شکریہ! یہ جان کر خوشی ہوئی کہ ڈیرہ کا سب کام شانتی اور آسانی سے چل رہا ہے۔ اور کیوں نہ ہو، جب کہ میں سب کام حضور مہاراج جی کے پیارے اور عقیدت مند ست سنگیوں کے سپرد کر آیا ہوں، اور سب سے بڑھ کر خود حضور مہاراج جی ہمیشہ اپنی سنگت کی بھلائی کا خیال رکھتے ہیں۔ ہم تو صرف کٹھ پتلیوں کی مانند ہیں اور اپنی قابلیت کے مطابق اپنا فرض ادا کر رہے ہیں۔"

حضور مہاراج جی کی دیا مہر سے میرا یہ دورہ ست سنگ کے نظریہ سے بڑا مفید رہا ہے۔ جیسا کہ پروفیسر جنک راج پوری کے خطوں سے آپ کو معلوم ہوا ہوگا۔ جہاں بھی میں گیا ہوں بہت بڑی بھیڑ کھنچی چلی آئی ہے۔ یہاں کے لوگوں میں روحانیت کے لئے بہت شوق ہے اور اب یہ سمجھ گئے ہیں کہ مادی ترقی و ایجادات انہیں سکھ یا دل کا سکون نہیں دے پائی ہیں..... وہ آزادانہ طور پر سوچنے لگے ہیں اور اپنے دقیانوسی خیالات و عقیدوں سے نکلنے کی کوشش کر رہے ہیں۔"

"میری صحت کافی اچھی ہے اگرچہ یہ لمبے ہوائی سفر تکلیف دہ ہیں، اور پھر وقت کی تبدیلی، کئی ایک بے خواب راتیں لے کر آتی ہے۔ لیکن مجھے اپنا فرض ادا کر کے خوشی ہوتی ہے۔ اور لوگوں کے پریم و حضور مہاراج جی کے پیغام کو اپنا لینے

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitzed by eGangotri

کی خواہش کو دیکھ کر مجھے خُوشی ہوتی ہے۔ ہر روز ایک جیسا پروگرام بے شک بہت تھکا دینے والا ہوتا ہے۔ لیکن یہ دیکھ کر بڑے صبر اَور سُکھ کا اِحساس ہوتا ہے کہ حضُور مہاراج جی کا مُدّعا و مَقصد اُن کی دَیا مہر سے پُورا ہو رہا ہے۔ اپنے سَت سنگ سے مُتعلّقہ کاموں کی تکمیل دیکھ کر مَیں سُکھ اَور آرام محسُوس کر رہا ہُوں، اَور پھر سنگت کا پریم پیار اپنے بارے میں سب کچھ بھُلا دیتا ہے۔"

اِس خط کے آخر میں حضُور نے اپنی ظریفانہ فِطرت سے ہَوائی جہازوں کو زبردستی کیوبا لے جائے جانے کے واقعات کا ذِکر کرتے ہُوئے فرمایا، "ہوائی جہازوں کو جبراً کیوبا اُڑا لے جانے کے بارہ میں بھارت کے اخباروں میں بہُت کچھ پڑھا تھا، اگرچہ مَیں کیوبا کے اِرد گرد کے جزیروں میں ہَوائی سفر کرتا رہا ہُوں، لیکن اِس مُفت ہَوائی سفر کا مَوقعہ نہیں مِل پایا۔"

واشنگٹن سے مہاراج جی اَپنے سکریٹری پروفیسر جنگ راج پُوری و کچھ دِیگر سَت سنگیوں کے ساتھ بذریعہ ہَوائی جہاز 22 مئی کی شام کو ساڑھے پانچ بجے نیویارک پہُنچے۔ امریکہ میں بہُت سے سَت سنگی حضُور کے ساتھ ایک جگہ سے دُوسری جگہ جاتے رَہے۔ کئی بار ہَوائی جہاز میں ایک ساتھ چالیس پچاس اشخاص کو شاک آہاری بھوجن (بغیر گوشت کا کھانا) کرتے اور شراب سے پرہیز کرتے دیکھ کر ہَوائی جہاز کے افسران حیران رہ جاتے۔

مہاراج جی نیویارک میں سٹیٹلر ہلٹن ہوٹل میں ٹھہرے۔ ہوائی اڈّہ سے ہوٹل پہُنچنے کے آدھ گھنٹے بعد ہی حضُور نے سَت سنگ فرمایا۔ جس میں آٹھ سَو لوگ حاضِر تھے۔ حسبِ مَعمُول سَت سنگ کے بعد سوال پُوچھے گئے۔ اَور حضُور نے اُن کے صاف اَور مُناسِب جواب دیئے۔ 23 و 24 اَور 25 مئی کو ہر روز دوپہر کو تین بجے سے ساڑھے پانچ بجے تک اَور کبھی کبھی چھ بجے تک سَت سنگ اور سوال و جواب کا سِلسِلہ چلتا رہا۔

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitzed by eGangotri

ایک دِن سوال و جواب کے وقت ایک بیس سالہ نوجوان ست سنگی نے بڑی عاجزی اور عقیدت سے پُوچھا، "مہاراج جی! ہم سب کو اپنا اپنا کوئی نہ کوئی دُکھ ضرور ہے، جس کا ہمیں پتہ ہے۔ لیکن میرے ستگورو! کیا آپ کو بھی کوئی دُکھ ہے؟"

جب وُہ نوجوان بول رہا تھا تو حضُور بڑے پریم اور دَیا سے اُس کی طرف دیکھ رہے تھے۔ حضُور کا چہرہ ایک نرالی شان سے جگمگا رہا تھا اور آنکھوں سے رحمت اور شفقت برس رہی تھی۔ تب حضُور کے جواب کی شیریں آواز اُس ماحول میں گُونج اُٹھی، "میرے بھائی! آپ کا دُکھ ہی میرا دُکھ ہے۔ ..... سارے ہال میں ایک پُرسکون آنسُو بھری خاموشی چھا گئی۔ مہاراج جی نے مزید فرمایا، "جب میرے ست سنگی پریشان و دُکھی ہیں، تب میں بھی دُکھی ہُوں۔ جب وُہ خُوش ہیں تو میں بھی خُوش ہُوں ..... چُنانچہ ہمیشہ خُوش رہو۔"

حضُور نے 22 مئی کو نیویارک پہُنچنے کے تھوڑی ہی دیر بعد شام کو سات بجے ست سنگ بخشا اور اُس کے بعد لوگوں سے مِلنے اور پروگرام کے بارے میں بات چیت کرنے میں کافی دیر ہو گئی۔ شری وِیکلی نے حضُور سے عرض کی کہ دیر ہو جانے کی وجہ سے حضُور کھانا نہیں کھا سکتے ہیں، چُنانچہ ہوٹل سے باہر چل کر ایک گلاس دُودھ یا کافی لے لیں۔ حضُور نے منظُور کر لیا اور شری وِیکلی اور پروفیسر جنک راج پُوری کے ساتھ ایک چھوٹے سے کافی ہاؤس میں گئے۔ اُس وقت رات کے گیارہ بجے تھے اور کافی ہاؤس میں بہُت کم لوگ تھے۔ شری وِیکلی نے ذرا مُسکراتے ہُوئے کہا، "حضُور مہاراج جی! آخر ہم ست سنگیوں سے بچ کر تنہائی میں کچھ وقت چین سے گزارنے میں کامیاب ہو ہی گئے ہیں۔ یہاں کوئی ست سنگی نہیں ہے۔" اِس پر حضُور نے مُسکرا کر فرمایا، "نہیں، آپ کا خیال غلط ہے۔ ہمارے پیچھے اُس میز پر ست سنگی ہیں۔ حضُور کی میز کے پیچھے ایک کونے میں چھ ست سنگی

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitzed by eGangotri

بیٹھے ہُوئے تھے۔ وُہ پہلی بار نیویارک آئے تھے۔ اُنہوں نے ابھی تک مہاراج جی کے جسمانی صُورت میں درشن نہیں کئے تھے اَور مہاراج جی نے اُنہیں پہلے کبھی نہ دیکھا تھا۔ لیکن ستگورُو ہمیشہ اپنے جیو کو پہچان لیتا ہے۔

سٹیٹلر ہلٹن ہوٹل میں ہر روز صبح مہاراج جی ست سنگیوں سے مِلتے تھے۔ باہر بیٹھک میں ساٹھ ستّر لوگ اِکٹھے ہو جاتے تھے۔ حضُور اپنے کمرے میں اُن سے الگ الگ مِلتے تھے۔ ایک دِن مُلاقات کے دَوران ہوٹل کا ایک کارِندہ مِستری و ایک نوکرانی بیٹھک میں آئے۔ مِستری کے ایک ہاتھ میں اَوزاروں کا تھیلہ اَور دُوسرے میں ایک فہرست تھی۔ جس میں لِکھا تھا کہ اِس کمرے کے ساتھ کے غُسلخانے کے ایک نَل میں کچھ خرابی ہے۔ شری وِیکلی نے اُنہیں باہر ٹھہرنے کو کہا اَور حضُور کے کمرے میں سے ہوتے ہُوئے غُسلخانے میں گئے، لیکن وہاں تو سبھی نَل دُرست تھے۔ باہر آکر اُنہوں نے مِستری اَور نوکرانی سے کہا کہ اُنہیں غلط خبر مِلی ہے۔ اِس کمرے کے غُسلخانے کے نَلوں میں کوئی خرابی نہیں ہے۔ یہ سُن کر وُہ دونوں کچھ دیر خاموش رَہے پھر مِستری ہِمّت باندھ کر بولا، "ہاں، یہ سچ ہے کہ کوئی خرابی نہیں ہے، ہم نے یہ فہرست خُود ہی بنائی ہے، کیونکہ ہم اُس خُوب صُورت آنکھوں والے شخص کو دیکھنا چاہتے ہیں۔"

اُس کی سادہ و بے لاگ بات نے شری وِیکلی کے دِل کو چھُو لیا۔ اُس وقت مہاراج جی سے وقت لینے والوں کی لمبی قطار لگی ہُوئی تھی۔ شری وِیکلی اُن سب کو چھوڑ کر مِستری اَور نوکرانی کو اَندر لے گئے۔ حضُور سے عرض کی، "مہاراج جی! مُعاف کیجئے، مَیں اِنہیں آپ کے پاس لائے بغیر رہ نہ سکا۔"... شری وِیکلی ابھی اپنی پُوری بات نہ کر پائے تھے کہ حضُور اپنی کُرسی سے اُٹھے۔ حضُور کا چہرہ رحمت اَور شفقت سے بھری مُسکراہٹ سے کِھل اُٹھا۔ آپ کی پُرنُور آنکھوں سے پیار اَور دَیا کی کرنیں پھُوٹنے لگیں۔ مِستری اَور نوکرانی (میڈ) دونوں بُت بنے کھڑے تھے۔

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitzed by eGangotri

اُن کی نگاہیں اُس "خوب صورت آنکھوں والے شخص" پر گڑی ہوئی تھیں۔ ہونٹ بند تھے اور چہرے خوشی سے چمک رہے تھے۔ پھر حضور نے اُن سے ہاتھ ملائے، اُن کے کندھوں پر پیار سے تھپکی دی اور وداع کیا۔

مستری اور سیٹی ویسٹ انڈیز کے رہنے والے تھے۔ دونو اسی ہوٹل میں نوکر تھے۔ مستری مختلف قسم کے کام کرتا تھا اور میڈ کمروں کی صفائی کرتی تھی۔ دو تین منٹ کی اس ملاقات کے بعد جب وہ باہر آئے تو اُن کے چہرے خوشی سے چمک رہے تھے اور آنکھوں میں شکر گزاری کے آنسو تیر رہے تھے۔

26 مئی کی صبح کو حضور ڈیٹرائیٹ کے لئے روانہ ہوئے۔ جس وقت ہوائی اڈہ جانے کے لئے حضور اپنے کمرے سے باہر آئے تو حضور کے دیدار کے لئے آئے ہوئے ست سنگیوں نے ایک عجیب نظارہ دیکھا۔ حضور کے کمرے سے لفٹ تک جانے والے راستہ کے دونوں طرف ہوٹل کے نوکروں، مستریوں اور نوکرانیوں کی قطار لگی ہوئی تھی۔ وہ سب اُس "خوب صورت آنکھوں والے شخص" کو آخری بار دیکھنے کے لئے قطار باندھ کر کھڑے تھے۔ حضور جب باہر آئے تو آپ نے قطار میں کھڑے ہر ایک شخص کا سلام قبول کیا اور اپنی رحمت، دیا و مہر بھری نگاہِ کرم سے انہیں خوش کیا۔

ڈیٹرائیٹ میں حضور نے چار ست سنگ فرمائے۔ یہاں بھی ست سنگ وغیرہ کا پروگرام دوسرے مقامات کی طرح ہی رہا۔ ست سنگوں میں قریباً چار سو اشخاص حاضر ہوتے تھے۔ حضور نے دو دن میں 23 خواہش مندوں کو نام دان بخشا۔ اس سے پہلے نیویارک میں مہاراج جی 34 لوگوں کو نام دان کے لئے منظوری دے چکے تھے، جنہیں نمائندے کے ذریعہ نام دان بخشا گیا۔

ڈیٹرائیٹ میں ایک دن تیسرے پہر کا وقت بچوں کو درشن دینے کیلئے رکھا گیا۔ ان میں ماں کی گود میں کچھ مہینوں کے بچوں سے لے کر دس سال تک

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitzed by eGangotri

کے بچے موجود تھے۔ مہاراج جی کو دیکھ کر بچوں کے چہرے کھل اُٹھے۔ کچھ چار پانچ سال کے بچے اپنی جگہ پر بیٹھے نہ رہ سکے اور اُٹھ کر حضور کے پاس چلے آئے۔ ایک چار برس کے بچے نے اپنے دونوں ہاتھوں سے حضور کی اُنگلیاں پکڑ لیں اور حضور کی طرف دیکھنے لگا۔ حضور نے پیار سے اُسے تھپکی دی اور پوچھا، "تمہارے کوئی دوست ہیں؟"

"نہیں"، بچے نے دھیمی آواز میں جواب دیا، "صرف ایک ہے"۔

"اور وہ کون ہے؟" حضور نے پوچھا۔

وہ ننھا سا بچہ ابھی بھی حضور کا ہاتھ پکڑے ہوئے تھا۔ اُس کی معصوم آنکھیں حضور کے چہرے پر گڑی ہوئی تھیں۔ حضور کے سوال کے جواب میں اُس نے اپنا دایاں ہاتھ اُٹھایا اور اُنگلی سے حضور کے چہرے کی طرف اشارہ کرتے ہوئے بولا، "تم!"

اِس مختصر سی بات چیت کو سُن کر سب کی آنکھیں بھر آئیں۔ دراصل اِس جہانِ فانی میں صرف ستگورو ہی ہمارا سچا دوست ہے، واحد ساتھی ہے۔

امریکہ میں حضور کے ست سنگوں و سوال جواب کا مجموعہ ایک کتاب کی شکل میں چھپوایا جا رہا ہے۔ چنانچہ اِس تذکرہ میں حضور سے پوچھے گئے سوالات اور اُن کے جوابات کا ذکر نہیں کیا گیا ہے۔ سوال و جواب کے سلسلے سے متعلقہ صرف ایک چھوٹا سا واقعہ یہاں درج کیا جاتا ہے۔

امریکہ کے مشرقی علاقہ کے ایک شہر میں مہاراج جی سوالوں کے جواب دے رہے تھے۔ ہال میں چار پانچ سو ست سنگی اور متلاشی موجود تھے۔ ایک نوجوان متلاشی نے پوچھا، "مہاراج جی! میرے خیال میں شادی کی کوئی ضرورت نہیں ہے شادی تو محض ایک رسم ہے، شادی کا سرٹیفکیٹ کاغذ کا ایک ٹکڑا ہی تو ہے اگر عورت اور مرد میں سچ مچ پریم ہے تو وہ شادی کریں یا ویسے ہی ساتھ رہ لیں؟

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitzed by eGangotri

کیا فرق پڑتا ہے؟"

مہاراج جی نے اپنے فطری شیریں لہجے میں جواب دیا، "سنت مت کا مقصد مجلسی انقلاب نہیں ہے، بلکہ اپنے آپ کو پہچان کر کُل مالک سے ملنا ہے۔ سنتوں کے اس مارگ پر چلنے کے لیے ہمیں ایک نیک انسان اور اچھا شہری بننا چاہیئے۔ ہمیں اپنے مُلک کے قانون کو ماننا چاہیئے، اپنے فرائض اور ذمہ داریوں کو نبھانا چاہیئے۔ اگر آپس میں سچ مچ پیار ہے تو شادی کرنے میں اعتراض کیوں ہونا چاہیئے؟ یہ یاد رکھیں کہ کئی بار، جسے آپ پیار کہتے ہیں وہ اصل میں وَاسنا (نفس پرستی) ہے۔ کئی بار یہ باتیں ہم اپنے فرائض سے بچنے کے لئے کہتے ہیں، ان باتوں کی آڑ میں اپنی ذمہ داریوں سے بھاگنے کی کوشش کرتے ہیں۔ آج کے اس نئے زمانے میں ہم نہیں جانتے کہ محبت اور شہوت میں کیا فرق ہے۔ اس لئے آج شادی شدہ زندگی میں اتنے مسئلے ہیں، اتنے اختلافات اور اتنے طلاق ہیں۔"

"اگر آج کا سماج آزادانہ خیال کے مطابق زندگی بسر کرنے کی اجازت دیتا ہے تو اس کا یہ مطلب نہیں ہے کہ ایسی زندگی جائز ہے۔ سنت مت اپنی ذمہ داریوں کو سمجھتے اور انہیں نبھاتے ہوئے روحانی شغل کرنے کا طریقہ ہے۔ فرائض سے بچنے یا بھاگنے کا نہیں۔"

ازدواجی زندگی میں ہم اپنے کرموں کا حساب زیادہ آسانی سے چکا سکتے ہیں۔ سنتوں نے اسی لئے ہمیشہ نیک اور با اصول زندگی پر زور دیا ہے۔"

اُسی ہال کے دوسرے حصّہ میں اُس نوجوان کی محبوبہ بھی بیٹھی تھی۔ اُس نے بعد میں بتایا کہ جب ستگورو اس سوال کا جواب دے رہے تھے تو اُسے ایسا لگ رہا تھا کہ ستگورو کی نگاہ لگاتار اُسی پر جمی ہوئی ہے۔ اس کے دو تین دن بعد وہ دونوں حضور کے مقامی نمائندہ کے پاس آئے اور بولے کہ ہم نے نام دان کیلئے

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitzed by eGangotri

درخواست کرنے کا فیصلہ کیا ہے۔ اب ہم الگ الگ رہ رہے ہیں۔ ہماری حسبِ دستُور شادی کی تاریخ طے پا چکی ہے۔ اب اپنے پیارے ست گورُو سے ہماری یہی عرض ہے کہ ہمیں نام دان بخشیں اور ایک اچھے ست سنگی کے لائق نیک زندگی بسر کرنے کی طاقت دیں۔ وہ اپنی بات کہہ رہے تھے اور اُن کی آنکھوں سے آنسو بہہ رہے تھے۔ کچھ دِنوں بعد اُن کی شادی ہوگئی اور اُس کے بعد اُنہیں نام دان بھی مِل گیا۔

ڈیٹرائیٹ سے حضُور لگ بھگ ۸۰۰ میل کا ہوائی سفر کر کے شِکاگو آئے۔ شِکاگو میں حضُور نے چار ست سنگ فرمائے اور بہُت سے اشخاص کو نام دان بخشا۔ ست سنگ میں حاضری ۷۰۰ سے ۸۰۰ لوگوں کی ہوتی تھی۔ شِکاگو سے مہاراج جی مِنیاپولِس تشریف لے گئے، جہاں دُوست سنگ بخشے۔ شِکاگو اور مِنیاپولِس میں سوال و جواب اور مُلاقاتوں کا سِلسلہ حسبِ معمُول جاری رہا۔ مِنیاپولِس سے ۵ جُون کو حضُور اپنے کینیڈا کے دَورہ پر روانہ ہُوئے۔

کینیڈا میں ست سنگی دُور دُور جگہوں پر بسے ہُوئے ہیں۔ یہاں کئی ہندوستانی ست سنگی بھی ہیں۔ سنت کِس طرح اپنی سنگت کو اپنے چرنوں میں لاتے ہیں۔ اِس کی مِثال کینیڈا میں حضور کے نُمائندے ڈاکٹر جیتندر کھنہ نے بتائی ہے۔ حضُور کے کینیڈا آنے سے دو ہفتے پہلے کی بات ہے۔ کچھ دِنوں سے ڈاکٹر جیتندر کھنہ کی بیوی دھرُو اپنی رہائش گاہ کے سامنے ایک سِکھ لڑکے کو آتے جاتے دیکھا کرتی تھی۔ اُنہوں نے سوچا کہ یہ لڑکا کہیں نزدیک ہی رہتا ہوگا۔ اِس لئے اِس کی ماں سے واقفیت کر کے اپنے مُلک سے اِتنی دُور ایک ہندوستانی سے مِلنے کی خُوشی کیوں نہ حاصِل کی جائے۔ اِس خیال سے محترمہ دھرُو کھنہ نے ایک دِن اُس لڑکے کو بُلایا۔ وُہ لڑکا جب گھر کے اَندر آیا تو اُس کی نظر بیٹھک کی دِیوار پر لگے حضُور کے فوٹو پر گئی۔ اُس کے چہرے پر حیرانی اور مُسرّت پھیل گئی۔ وُہ بولا، "یہ تو

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitzed by eGangotri

ہمارے مہاراج جی کا فوٹو ہے۔ میری ماں ست سنگی ہے۔" یہ سُن کر محترمہ دھرو کو بہت خوشی ہوئی۔ اُنہوں نے لڑکے سے کہا کہ اپنی ماں سے کہو کہ مہاراج جی دو ہفتہ کے بعد وینکوور (کینیڈا) آرہے ہیں۔ اُس کا باپ کینیڈا کے کسی دُور کے شہر میں تھا، اُسے بھی اِطلاع دے دی گئی اور وُہ ست سنگی کُنبہ و اُن کے ساتھ کچھ اَور لوگ وقت پر حضُور کے درشن اَور ست سنگ کے لئے پہُنچ گئے۔

وینکوور میں مہاراج جی نے تین ست سنگ فرمائے اَور ایک دِن کے لئے وِکٹوریہ تشریف لے گئے۔ جہاں ست سنگ کر کے اُسی رات وینکوور واپس آگئے۔ ست سنگوں میں قریباً ۳۵۰ لوگ حاضِر ہوتے تھے۔ مہاراج جی نے چالیس اشخاص کو نام دان بخشا اَور لنگ بھگ سبھی ست سنگیوں نے اکیلے یا چھوٹے چھوٹے گروپوں میں حضُور سے مُلاقات کے لئے وقت لیا۔

حضُور ۱۴ جُون کو کینیڈا سے واپس امریکہ کے لئے روانہ ہُوئے اَور اُسی دِن سان فرانسسکو پہُنچے۔ یہاں سے مہاراج جی کے ست سنگ کے دَورہ کا سب سے زیادہ مصرُوف پروگرام شرُوع ہو گیا۔ امریکہ کے اِس صُوبے میں سب سے زیادہ ست سنگی ہیں۔ سان فرانسسکو کے ہوائی اڈّہ سے حضُور سیدھے اُس جگہ گئے جہاں قریب ۹۰۰ ست سنگی دُمتلاشی دِیدار کے لئے اِنتظار میں بیٹھے تھے۔ حضُور نے یہاں چار ست سنگ بخشے۔ جن میں حاضِری ۸۰۰ سے ۱۰۰۰ تک تھی۔ ہر روز صُبح لوگوں کو مُلاقات دِی گئی اَور حضُور مہاراج جی کئی اشخاص سے چھوٹے چھوٹے گروپوں میں مِلے۔

سان فرانسسکو سے مہاراج جی لاس اینجلس آئے۔ یہاں ست سنگیوں کی تعداد سب سے زیادہ تھی۔ ست سنگوں میں حاضری ۱۲۰۰ سے زیادہ تھی۔ اَور جب مہاراج جی ست سنگ کے بعد ہال سے باہر آتے تو بہُت سے ست سنگی راستے میں قطار باندھ کر دِیدار کے لئے کھڑے رہتے۔ یہاں حضُور نے پانچ ست سنگ بخشے اَور بہُت

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitzed by eGangotri

بڑی تعداد میں مُلاقات دیں۔ صُبح کی مُلاقات کے بعد ہر روز تقریباً 50 ست سنگی و مُتلاشی حضُور کے پاس آتے اور حضُور اُن کے درمیان گھُوم پھر کر سب سے مِلتے اور بات چیت کرتے۔ ہر روز 50 لوگوں کا نیا گرُوپ آتا۔ لاس اینجلس میں حضُور نے 178 اشخاص کو نام دان بخشا۔ امریکہ میں ایک ہی دِن میں نام دان پانے والوں کی یہ سب سے بڑی تعداد تھی۔

اِس پُورے سفر میں حضُور کی کوشش تھی کہ ہر ایک جگہ پر زیادہ سے زیادہ ست سنگیوں کو ذاتی طور پر مِل سکیں اور تمام نئے مُتلاشیوں کو الگ الگ وقت دے سکیں۔ اِس مقصد کو پانے کے لِئے حضُور کا پروگرام سب جگہ کافی محنت طلب رہا اور کئی بار آدھی رات تک مُتلاشیوں سے بات چیت ہوتی رہتی تھی۔ حضُور کے اِس امریکن دَورہ کی رفتار اِتنی تیز تھی کہ کسی اِنسان کے لِئے ایسے پروگرام کو اِتنے عرصہ تک نبھانا مُمکن نہ تھا۔ حضُور نے اپنے 28 جُون کے خط میں اِعتراف کیا، "مَیں نہیں سمجھتا کہ مَیں نے کسی دِیگر ست سنگ کے دَورہ پر اِتنی سخت محنت کی ہو، لیکن حضُور مہاراج جی کی دَیا مہر سے میری صحت ٹھیک ہے۔"

لاس اینجلس کے پروگرام کے ساتھ حضُور کا امریکہ کے دَورہ کا کام ختم ہُوا اور 28 جُون کو حضُور بحری جہاز کے ذریعہ ہونولُولُو (ہوائی) کے لِئے روانہ ہو گئے۔ اِتنے محنت طلب پروگرام کے بعد حضُور کو چار پانچ دِن کے لِئے آرام مِل سکے، اِسی خیال سے بحری سفر کا پروگرام بنایا گیا تھا۔

حضُور کا بحری جہاز 3 جُولائی کی صُبح کو 11 بجے ہونولُولُو پہُنچا۔ بندرگاہ پر قریباً پچاس اشخاص اِستقبال و دِیدار کے لِئے آئے ہُوئے تھے۔ اپنی جائے قیام پر پہُنچ کر حضُور سب ست سنگیوں اور مُتلاشیوں سے ایک ساتھ مِلے اور اُن سے سَنت مَت کے بارہ میں بات چیت کی۔ اُس کے بعد حضُور نے کچھ مُتلاشیوں کو الگ الگ وقت دِیا۔ 4 جُولائی کو بھی یہی پروگرام رہا۔ 5 جُولائی کو حضُور نے کچھ خواہش مندوں کو نام دان بخشا۔

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitzed by eGangotri

5 جولائی کی صبح کو ساڑھے گیارہ بجے بذریعہ ہوائی جہاز چل کر سات گھنٹے کے سفر کے بعد حضور ٹوکیو (جاپان) پہنچے۔ لیکن جب حضور ٹوکیو پہنچے تو اُس وقت وہاں تاریخ 6 جولائی تھی اور دن کے ساڑھے تین بجے تھے۔ جاپان میں اِس بار حضور کا ست سنگ کا پروگرام نہ تھا۔ لیکن حضور ست سنگیوں و متلاشیوں سے ہر روز صبح و شام ملتے رہے۔

جاپان سے حضور 7 جولائی کو دن کے دو بجے ہانگ کانگ پہنچے۔ یہاں آپ نے درشت سنگ بخشے اور ست سنگیوں و متلاشیوں کو ملاقاتیں دیں۔ ہانگ کانگ میں اِس بار حضور کا نام دان کا پروگرام نہ تھا، لیکن نام دان کے خواہش مندوں کی عرض مان کر حضور نے نام دان بھی بخشا۔ ہانگ کانگ سے حضور 7 جولائی کی شام کو ساڑھے چار بجے بمبئی کے لئے روانہ ہوئے۔ راستے میں جہاز بنکاک میں 45 منٹ کے لئے ٹھہرا۔ حضور نے یہاں ہوائی اڈہ پر آئی ہوئی سنگت کو درشن دیئے۔ آٹھ نو گھنٹے کے ہوائی سفر کے بعد حضور رات کے گیارہ بجے بمبئی پہنچے۔

حضور نے دوسرے دن صبح 8 جولائی کو بمبئی میں سنگت کو درشن دیئے اور قریب 40 منٹ کے لئے ست سنگ بخشا۔ اِسی طرح حضور نے 9 جولائی کو دہلی میں سنگت کو درشن دیئے اور 10 تاریخ کو صبح ڈیرہ تشریف لائے۔ ڈیرہ آتے ہی اِتنے دنوں سے رُکے ہوئے کاموں کا بوجھ سامنے تھا اور پھر جولائی کے بھنڈارہ کا مصروف پروگرام شروع ہو گیا۔

7- دورۂ مشرق بعید : 1971ء

حضور اپنے پچھلے ست سنگ کے دورے پر جب ہانگ کانگ، بنکاک وغیرہ جگہوں میں کہیں دو دن اور کہیں کچھ گھنٹے ٹھہرتے ہوئے واپس بھارت آئے تو مشرق بعید کی سنگت نے حضور سے پھر تشریف لانے اور اُنہیں زیادہ وقت

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitzed by eGangotri

دینے کے لئے عرض کی۔ امریکہ کے سفر کے وقت جولائی کے بھنڈارہ کا وقت قریب آ رہا تھا، چنانچہ مہاراج جی سنگت کی درخواست کو منظور نہ کر سکے۔ لیکن سنگت کے پیار، اصرار و آنسو بھری التجاؤں کو حضور رد بھی نہ کر سکے اور اگلے برس آنے کا وعدہ کیا۔

15 مئی 1971ء حضور دہلی سے صبح ساڑھے سات بجے ہوائی جہاز کے ذریعہ روانہ ہو کر شام کو سوا پانچ بجے ہانگ کانگ پہنچے۔ راستے میں جہاز بنکاک میں پچاس منٹ کے لئے ٹھہرا حضور نے ہوائی اڈہ پر آئی ہوئی سنگت کو درشن دیئے۔ اس سفر میں بمبئی ست سنگ مرکز کے سکریٹری شری کرشن بابانی حضور کے ساتھ تھے۔

ہانگ کانگ میں مہاراج جی نے تین ست سنگ بخشے اور ہر روز مُتلاشیوں و ست سنگیوں کو مُلاقات کے لئے وقت دیا۔ 35 لوگوں نے نام دان کے لئے درخواست کی۔ حضور نے فرمایا کہ جاپان سے لوٹتے وقت نام دان کا پروگرام رکھا جائے گا۔

ہانگ کانگ سے 20 مئی کو روانہ ہو کر حضور اُسی دن شام کو چار بجے مَنیلا (فلپائن) پہنچے۔ بہت سے ہندوستانی اور فلپائن باشندے ہوائی اڈہ پر درشنوں کے لئے حاضر تھے۔ لگ بھگ 45 منٹ کے آرام کے بعد مَنیلا کے ہندو مندر میں مہاراج جی نے پہلا ست سنگ بخشا جس میں لگ بھگ پانچ سو اشخاص موجود تھے۔ مندر میں جگہ نہ رہی اور لوگوں کو گیلریوں، دالان اور سڑک پر بھی بیٹھنا پڑا۔ چنانچہ دوسرے دن ست سنگ بے ویو ہوٹل کے بڑے ہال میں رکھا گیا جس میں حاضری 600 سے کچھ زیادہ تھی۔ ان ست سنگوں میں زیادہ تر مُتلاشی تھے۔ حضور نے مَنیلا میں چار پُراثر ست سنگ بخشے اور بہت سے مُتلاشیوں سے مُلاقاتیں کیں۔ ان میں کئی فلپائن باشندے بھی تھے۔ فلاسفی کے ایک پروفیسر اور کچھ طالب علم بھی مہاراج جی سے ملے۔ حضور نے اُن کے کھوج بھرے سوالوں کے

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitzed by eGangotri

جواب دیئے اور سنت مت کے اصولوں پر چند الفاظ کہے۔ اُن میں سے کچھ ایک نے اُسی وقت نام دان کے لیئے عرض کی اور بتایا کہ اُنہوں نے حضور کے منیلا آنے سے پہلے ہی شاک آہاری بھوجن اپنا لیا ہے۔ 25 مئی کو ہوائی اڈہ پر جانے سے پہلے حضور نے 34 خواہش مندوں کو نام دان بخشا۔

منیلا سے دوپہر کے ایک بج کر بیس منٹ پر ہوائی جہاز کے ذریعہ روانہ ہو کر حضور اُسی دن شام کو ساڑھے سات بجے ٹوکیو (جاپان) پہنچے۔ جاپان میں حضور نے ٹوکیو، اوساکا اور کوبے میں ست سنگ بخشے اور متلاشیوں کو ملاقات کے لیئے وقت دیا۔ سنگت کم ہونے کی وجہ سے ٹوکیو میں ست سنگ کی بجائے حضور نے متلاشیوں سے ملاقات کی اور اُن کے مسئلوں کو حل کیا۔ کوبے میں حضور نے 30 اور 31 مئی کو ست سنگ فرمائے۔ اور یکم جون کو نام دان بخشا۔

جاپان سے تائی پہہ ہوتے ہوئے حضور 3 جون کو تیسرے پہر ہانگ کانگ پہنچے۔ سنگت کے اصرار پر حضور نے یہاں دو ست سنگ فرمائے۔ 5 جون کی شام کو 33 اشخاص کو نام دان بخشا اور دیگر ست سنگیوں کو وقت دیا۔ 6 جون کی صبح حضور بنکاک کے لیئے روانہ ہوئے اور اُسی دن صبح ساڑھے نو بجے بنکاک پہنچے۔

حضور کے درشنوں کے لیئے 200 ست سنگی ہوائی اڈہ پر موجود تھے۔ تیسرے پہر مہاراج جی نے بنکاک میں اپنا پہلا ست سنگ بخشا۔ جس میں قریباً سات سو اشخاص موجود تھے۔ یہاں سنگت کا اپنا ست سنگ ہال ہے، جس میں حضور نے 7 جون کو صبح درشن دیئے۔ درشن کے بعد کچھ اشخاص کو الگ الگ وقت دیا کھانا کھا کر کچھ دیر آرام کرنے کے بعد ساڑھے تین بجے سے سوا پانچ بجے تک پھر لوگوں کو وقت دیا اور پونے چھ بجے سے پونے آٹھ بجے تک ست سنگ بخشا۔ یہاں سنگت نے لنگر کا انتظام کیا تھا۔ حضور نے ست سنگ کے بعد لنگر میں جا کر نظر مہر ڈالی۔ پھر اپنی

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitzed by eGangotri

جائے قیام پر پہنچنے کے کچھ دیر بعد حضُور نے دو تین نئے مُتلاشیوں کو وقت دیا۔ اُن کے سوالوں کے جواب دینے میں سوا گھنٹہ لگا اور رات کے دس بج گئے۔

8 رجُون کو بھی حضُور کا ویسا ہی مصرُوف پروگرام رہا۔ صُبح درشن اور اُس کے بعد مُلاقاتیں اور شام کو ساڑھے پانچ بجے ست سنگ بخشا۔ ست سنگ میں حاضری 55 سو کے قریب تھی۔ حضُور نے پُورے دو گھنٹہ ست سنگ کیا۔ ست سنگ کے بعد لنگر میں نظر مہر ڈال کر جب حضُور اپنی جائے قیام پر پہنچے تو کچھ لوگ مِلنے کے لئے بیٹھے تھے۔ حضُور نے اُن سے بات چیت کی۔ اُنہوں نے مُختلف مضامین پر سوال پُوچھے، ایک صاحِب نے پُوچھا، "مہاراج جی! صدیوں سے ہم کُل مالِک کی تلاش اُسی پُرانے طریقہ سے کر رہے ہیں۔ سائنس ترقّی کر کے کہاں سے کہاں پہنچ گئی ہے، اُس کی مدد سے اِنسان چاند کی سیر کر آیا ہے، لیکن کیا وجہ ہے کہ مالِک سے مِلنے کا طریقہ وہی چلا آ رہا ہے؟ کیا اِس میں کوئی تبدیلی نہیں ہو سکتی یا کوئی ایسی رِعایت نہیں ہو سکتی کہ اِنسان بغیر گوشت و شراب سے پرہیز کئے مالِک سے مِل سکے؟"

اِس سوال کو سُن کر حضُور ذرا مُسکرائے اور بولے، "بھائی صاحِب! بے شک سب کچھ بدل گیا ہے۔ اِنسان کے دِماغ، عقل اور سائنس نے بڑی ترقی کی ہے، لیکن یہ نہ بھُولیں کہ اِن سب تبدیلیوں کے باوجُود جنم اور مرن ایک یقینی سچّائی ہے۔ اِس تبدیلی پذیر دُنیا میں کرموں کا قانُون اٹل ہے۔ وُہ نہیں بدل سکتا۔ خُدا، واہگورُو، پرماتما، وہی ہے، وہی تھا اور وہی رہے گا۔ وُہ اِن سب تبدیلیوں سے بالا تر ہے۔ چُنانچہ اُس سے مِلنے کا راستہ نہیں بدل سکتا۔ کُل مالِک کے در پر کِسی قِسم کی رِشوت نہیں چل سکتی۔ اُس سے راہِ وِصال پر چلنے والوں کو اپنی طرزِ زِندگی (رہنی) میں کوئی چھُوٹ یا رِعایت نہیں دی جا سکتی کیونکہ کرموں کا قانُون سب کے لئے یکساں ہے۔" پھر حضُور نے ذرا ہنستے ہُوئے فرمایا، "لیکن اگر آپ پُرانے کی جگہ اُس کو کِسی نئے خُدا میں بدل دیں تو اُس سے مِلنے

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitzed by eGangotri

کی راہ بھی بدل سکیں گے؟"

حضورؑ نے ۷ر جون کو صبح دیدار، اور دن کے ساڑھے تین بجے نام دان بخشا۔ شام کو کچھ امریکن متلاشیانِ حق، بھارت کے سفیر جناب بی۔ کے۔ نیر جی، بنکاک میں اسرائیل کے سفیر و اُن کی بیگم صاحبہ، ایک لوکل پادری کی بیوی اور کچھ دیگر لوگ حضورؑ سے ملنے آئے۔ ڈیڑھ گھنٹہ تک حضورؑ روحانیت کے بارہ میں سوالوں کے بڑے سادہ لیکن پُر معنی جواب دیتے رہے۔ عیسےٰ مسیح کے پیغام، اُپنشدوں کے مارگ، فلسفۂ اعمال، شبد مارگ، شاک آہاری خوراک وغیرہ مختلف مضامین پر سوال پوچھے گئے۔ حضورؑ نے بہت سے سوالوں کے جواب بائیبل کے حوالوں سے دیئے۔ سبھی لوگ حضورؑ کے سادہ جوابوں سے بہت متاثر ہوئے اور اُن میں سے کچھ ایک نے سنت مت کی کتابوں کی مانگ کی۔

۸ر جون کی صبح سنگت کو درشن دینے کے بعد مہاراج جی بذریعہ کار بنکاک سے سنگاپور کے لئے روانہ ہوئے 2700 کلومیٹر (تقریباً 1700 میل) لمبے اس سفر میں پانچ دن لگے۔ حضورؑ نے راہ میں آئے گاؤں اور شہروں میں ست سنگیوں کو درشن بخشے۔ ۱۲ر جون کو دوپہر کے بعد سنگاپور پہنچے۔ کچھ دیر آرام کرنے کے بعد مہاراج جی سنگاپور کے کچھ سرکردہ ست سنگیوں سے ملے اور آئندہ چار پانچ دنوں کے پروگرام کے بارے میں بات چیت کی۔

سنگاپور میں حضورؑ نے چار ست سنگ بخشے اور ہر روز بہت سے متلاشیوں کو الگ الگ وقت دیا۔ سنگاپور میں چینی لوگوں کے لئے حضورؑ نے ایک ست سنگ انگریزی میں کیا اور اُن کے سوالوں کے جواب دیئے۔ اُس کے بعد حضورؑ اُن سب سے الگ الگ ملے۔ شام کو چھ بجے تک اسی طرح کام میں مصروف رہنے کے بعد حضورؑ نے شام کو ساڑھے سات بجے ست سنگ بخشا، جس میں قریباً ایک ہزار لوگ موجود تھے۔ آئندہ دو دن بھی لگ بھگ یہی پروگرام رہا۔

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitzed by eGangotri

20 جون کو حضور نے صبح 23 خواہش مندوں کو پنجابی میں نام دان بخشا، اور شام کو آٹھ اشخاص کو انگریزی میں نام دان دیا۔ ان آٹھ میں سے چھ چینی تھے۔ جو سنگاپور میں آباد ہو گئے تھے۔ حضور کے اس دورہ کے ذریعہ سنگاپور میں سنت مت کے لئے دلچسپی بڑھنے لگی ہے اور اب بہت لوگ نام دان کے لئے درخواست کر رہے ہیں۔ یہاں زیادہ تر ست سنگی ہندوستانی ہیں۔ لیکن یہاں کے رہنے والے چینی لوگوں میں بھی سنت مت کے بارہ میں دل چسپی بڑھ رہی ہے۔ اور ان میں کچھ نام دان کے خواہش مند ہیں۔

21 جون کو صبح سنگت کو درشن دینے کے بعد حضور بذریعہ ہوائی جہاز جزیرہ بالی کے لئے روانہ ہوئے۔ راستے میں جہاز چالیس منٹ کے لئے جکارتہ میں ٹھہرا جہاں سنگت ہوائی اڈہ پر درشنوں کے لئے آئی ہوئی تھی۔ منتظمین حضور کو ہوائی اڈہ کے خصوصی مہمانوں کے کمرے میں لے گئے، لیکن وہاں سب ست سنگی نہیں آسکتے تھے۔ چنانچہ حضور اٹھ کر باہر آئے اور آدھا گھنٹہ ساری سنگت کو درشن دیئے۔

25 جون کی شام کو ساڑھے پانچ بجے حضور سربایا (انڈونیشیا) پہنچے۔ اپنی جائے قیام پر پہنچنے کے کچھ ہی دیر بعد ست سنگ بخشا۔ جس میں تین سو لوگ موجود تھے۔ سربایا میں مہاراج جی کا قیام بہت مختصر تھا۔ اس لئے 26 جون کا سارا دن بہت مصروف رہا۔ صبح آٹھ بجے سے ساڑھے آٹھ بجے تک درشن دینے کے بعد حضور نے 37 خواہش مندوں کو نام دان بخشا۔ قریباً ساڑھے بارہ بجے نام دان سے فارغ ہو کر کھانا کھایا اور اس کے کچھ دیر بعد حضور ست سنگیوں اور متلاشیوں سے ملتے رہے۔ شام کو ساڑھے سات بجے سے ساڑھے نو بجے تک ست سنگ بخشا۔ رات کو دس بجے کھانا کھانے کے لئے وقت ملا۔ کھانے کے بعد ست سنگ کے منتظمین سے کچھ بات چیت کی۔ اور اس طرح رات کے گیارہ بج گئے۔ 27 جون

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitzed by eGangotri

کی صبح آٹھ بجے حضور ست سنگ میں تشریف لائے اور حضور کے ٹورنگ سکریٹری شری کرشن بابانی نے ست سنگ کیا۔ ست سنگ کے بعد حضور بذریعہ کار جکارتہ کے لئے روانہ ہو گئے۔

جکارتہ سُربایا سے ۷۵۰ کلومیٹر دُور ہے۔ حضور دو رات راستے میں ٹھہرے اور راستے میں سنگت کو درشن دیتے ہُوئے 29 جُون کی شام کو جکارتہ پہنچے۔ 30 جُون کی صبح ساڑھے سات بجے مہاراج جی نے سنگت کو درشن دیئے۔ اور اُس کے کچھ دیر بعد 25 مُتلاشیوں کو الگ الگ وقت دِیا۔ شام کو سات بجے ست سنگ ہُوا، جس میں قریباً چھ سَو اشخاص، ایک گھنٹہ چالیس منٹ تک حضور کے اَمرت بھرے بچنوں کو بڑی خاموشی سے سُنتے رہے۔

یکم جُولائی کو بھی صبح درشن، پھر دِن کے ساڑھے گیارہ بجے سے ڈیڑھ بجے تک، اور شام کو پانچ بجے سے چھ بجے تک مُلاقاتیں اور سات بجے سے نو بجے تک ست سنگ کا پروگرام رہا۔ حضور نے قریباً پچاس ست سنگیوں و مُتلاشیوں کو الگ الگ وقت دِیا۔

2 جُولائی جکارتہ میں مہاراج جی کا سب سے مصروف دِن تھا۔ صبح ساڑھے سات بجے سے ساڑھے نو بجے تک ست سنگ فرمانے کے بعد حضور 10 بجے سے ایک بجے تک مُلاقاتیں اور کچھ ضروری خطوں کے جواب دیتے رہے۔ شام کو چار بجے سے سات بجے تک 56 خُوش قسمت اشخاص کو نام دان بخشا۔ اُس کے بعد آٹھ بجے سنگت کو اور نو بجے سیواداروں کو پرشاد دِیا۔ پرشاد دیتے وقت حضور نے سیواداروں سے چند الفاظ کہے اور اُنہیں آپس میں پریم بنائے رکھنے، پریم سے سیوا و ابھیاس کرنے اور اچھے ست سنگیوں کی سی زندگی بسر کرنے کی ہدایت کی۔

3 جُولائی کی صبح کو حضور سنگت کو درشن دے کر سات بجے کے ہوائی جہاز

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitzed by eGangotri

سے سنگاپور کے لئے روانہ ہو گئے۔ حضور سنگاپور میں ایک رات کے لئے ٹھہرے اور چار جولائی کو لمبو (سری لنکا) کے لئے روانہ ہونے سے پہلے سنگت کو دیدار بخشے۔

حضور کا جہاز جب کولمبو پہنچا تو رات کے دس بج چکے تھے۔ اُن دِنوں کچھ سیاسی گڑبڑ کی وجہ سے سری لنکا کی سرکار نے مُلک میں بڑی کڑی فوجی نگرانی کا اِنتظام کیا ہُوا تھا۔ بغیر اِجازت و مُکمّل تلاشی کے رات کو شہر میں کوئی گاڑی نہیں جا سکتی تھی۔ اگرچہ مُنتظمین نے اِجازت لے رکھی تھی، پھر بھی وُہ راستے کی چار پانچ فوجی چوکیوں سے ہوتے ہُوئے مہاراج جی کو رات کے وقت نہیں لے جانا چاہتے تھے۔ کیونکہ اِن چوکیوں پر فوجیوں کے کڑے رویئے کے علاوہ رات کو آنے والے لوگوں کی تلاشی بھی لی جاتی تھی۔ مُنتظمین کو ڈر تھا کہ کہیں سنگت کے اِس قابلِ احترام مہمان کے ساتھ فوجی بدتہذیبی کا سلوک نہ کریں۔ چُنانچہ وہاں کے سکریٹری نے حضور سے عرض کی کہ رات کے وقت فوجی چوکیوں پر پریشانی ہو گی۔ اِس لئے اِس وقت شہر میں جانے کی بجائے آج رات ہوائی اڈّہ کی آرام گاہ میں ٹھہریں تو بہتر ہو گا۔ لیکن حضور نے فرمایا کہ یہاں ٹھہرنے کی بجائے آپ اپنی جائے قیام پر جانا پسند کریں گے۔ اِس پر سکریٹری نے عرض کی، "مہاراج جی! اِن فوجیوں کو بہت اِختیارات حاصِل ہیں۔ رات کو آنے والوں پر بھری بندوقیں تانے رکھتے ہیں، ذرا سی بات پر گولی مار دیتے ہیں۔ ہم نے حضور اور یہاں حاضِر تمام ست سنگیوں کیلئے ہوائی اڈّہ پر کمرے ریزرو کروا لئے ہیں۔" مہاراج جی نے مُسکرا کر فرمایا، "کوئی بات نہیں، راستے میں جو ہو گا، دیکھا جائے گا۔"

چُنانچہ رات کے گیارہ بجے چار پانچ موٹروں میں حضور و ست سنگی شہر کے لئے روانہ ہو گئے۔ راستہ میں پہلی فوجی چوکی پر موٹریں روکی گئیں۔ اِتنی موٹروں کا قافلہ دیکھ فوجی بندوقیں تان کر کھڑے ہو گئے۔ اُن کا افسر خود آگے آیا اور اُس نے پُوچھا کہ رات کو اِس وقت اِتنی موٹریں کہاں جا رہی ہیں؟ جب اُسے بتایا گیا کہ

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitzed by eGangotri

ایک کامل سنت کولمبو آئے ہیں اور اس وقت کار میں جلوہ افروز ہیں تو وہ اس بات کی جانچ کرنے کے لیئے خود موٹروں میں حضور کو دیکھنے لگا۔ مہاراج جی کو دیکھتے ہی اس کا رُخ نرم پڑ گیا، بندوق نیچی ہو گئی اور اس کی نگاہ مہاراج جی کے چہرے پر جم گئی۔ کچھ دیر وہ حضور کی طرف ادب سے دیکھتا رہا، پھر بڑے ادب اور عقیدت کے اس نے سر جھکایا اور بولا کہ آپ ذرا ٹھہریں، میں آگے کی سب فوجی چوکیوں پر فون کر دیتا ہوں کہ وہ آپ کی موٹروں کو نہ روکیں۔ فون کر کے وہ پھر آیا اور ہاتھ جوڑ کر سلام کیا۔ ایک ایک کر کے سب فوجی آگے آئے۔ اور انہوں نے حضور کے دیدار کیئے۔ اس کے بعد حضور اور سنگت بغیر کسی چوکی پر رُکے آرام سے شہر پہنچ گئے۔

کولمبو میں مہاراج جی نے تین ست سنگ بخشے اور بہت سے متلاشیوں کو ملاقات کے لیئے وقت دیا۔ ۱۰ جولائی کو دوپہر کے قریب حضور بمبئی واپس پہنچ گئے۔ بمبئی میں حضور نے شام کو سنگت کو درشن دیئے۔ ۱۱ جولائی کی صبح مہاراج جی نے دہلی میں سنگت کو درشن دیئے اور وہاں سے دو تین دن کے بعد سکندر پور ہو کر حضور واپس ڈیرہ آ گئے۔ ہمیشہ کی طرح کام کاج کا بوجھ سامنے تھا۔ اور پھر 25 تاریخ کو جولائی کا بھنڈارہ تھا۔ ڈیرہ آتے ہی حضور کام میں مصروف ہو گئے۔

حضور مہاراج جی کے ان ست سنگ کے دوروں میں عموماً تمام جگہ نوجوان طبقہ میں سنت مت کے بارے میں دلچسپی پیدا ہوئی ہے۔ روایتوں، رسم و رواج، و دقیانوسی خیالات سے تنگ آ کر ان ملکوں کی نئی نسل سکھ و شانتی کی تلاش میں نشیلی چیزوں کی رو میں بہی جا رہی ہے۔ حضور کے ست سنگ سے متاثر ہو کر بہت سے نوجوان نام دان حاصل کر چکے ہیں اور بہت سے سنت مارگ پر مستقل مزاجی سے چلنے کے خواہش مند ہیں۔ ان نوجوانوں میں کچھ ہپی بھی ہیں جو سنت مت میں داخل ہو چکے ہیں، اور کامل مرشد مہربان کے مہر و کرم سے اپنی بری

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitzed by eGangotri

عادتوں سے چھٹکارہ پاکر ایک نئی زندگی شروع کرنے میں کامیاب ہو گئے ہیں۔

کچھ برس پہلے ایسے ہی ایک ہپی لڑکا اور لڑکی ڈیرہ آ پہنچے۔ مہاراج جی کا ستسنگ سنا، اپنی سابقہ زندگی سے چھٹکارہ پایا۔ افسوس کرنے لگے اور نشیلی چیزوں کو جن کے بغیر وہ ایک دن بھی نہ رہ سکتے تھے، چھوڑ دیا۔ کچھ دن کے بعد نام دان کے لئے عرض کرنے لگے۔ حضور نے دیا کی، نام دان بخشا، اور وہ بڑے پیار کے ساتھ ابھیاس میں لگ گئے۔ آہستہ آہستہ اُن کی کایا ہی پلٹ گئی۔ جب تین مہینے بعد اپریل میں ڈیرہ میں گیسٹ ہاؤس بند کرنے کا وقت آیا تو وہ حضور کے پاس آئے اور بتایا کہ اُن دونوں پر نشیلی چیزوں کے خرید و فروخت کے جرم میں امریکہ میں مقدمہ چل رہا ہے۔ دونوں کے رشتہ داروں نے اُنہیں ضمانت پر چھڑا لیا۔ لیکن دونوں ہی عدالت کی پیشی کی تاریخ سے پہلے ہی چپ چاپ اپنے ملک سے بھاگ نکلے۔ کئی جگہ بھٹکتے ہوئے بیاس تک آ پہنچے۔ بیاس آنے سے پہلے دونوں بغیر شادی کئے ساتھ رہتے تھے۔ لیکن یہاں آنے کے بعد سے الگ الگ رہ رہے تھے۔ اپنا قصہ سنا کر اُنہوں نے کہا کہ اب اُنہیں سمجھ نہیں آتا کہ کیا کریں۔ اور کہاں جائیں؟

حضور نے پوری بات سن کر اُنہیں صلاح دی کہ ایک تو وہ دونوں شادی کر لیں، کیونکہ بھجن سمرن کے لئے با اخلاق گرہست زندگی زیادہ موزوں ہے، دوسری یہ صلاح دی کہ اُنہیں امریکن سفیر کے پاس جا کر اپنے آپ کو پیش کر دینا چاہیئے اور اگر اُن کے ملک کے قانون کے مطابق اُنہیں سزا بھی ہو جائے تو اُسے مالک کی موج یا اپنی قسمت کا حصہ سمجھ کر بھگت لینے کی ہمت کرنی چاہیئے۔

اُنہوں نے ستگورو کی صلاح کو سر آنکھوں پر قبول کیا، جس جیل کی سزا سے بھاگے بھاگے پھرتے تھے، اُسے بخوشی قبول کرنے کو تیار ہو گئے۔ ستگورو کی دی ہوئی طاقت نے اُنہیں نڈر بنا دیا تھا۔ حضور سے وداع لے کر دونوں دہلی میں

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitzed by eGangotri

امریکی سفیر کے سامنے پیش ہو گئے۔ سفیر و دیگر افسران اُن کی تبدیل شُدہ زندگی سے بہت مُتاثر ہُوئے۔ سفارت خانہ میں اُن کی شادی ہُوئی اور اُس کے بعد اُنہیں امریکہ بھیج دیا گیا۔ وہاں اُنہوں نے اپنا جرم قبول کر لیا اور عدالت کی طرف سے جیل کی سزا کو ستگورو کی موج مان کر قبول کیا۔ دونوں ہی آج امریکہ میں بڑے پریمی سنت سنگی ہیں۔

ستگورو کی دیا مہر سے زندگی میں ہُوئے عجیب و غریب تبدیلیوں کے ایسے بے شُمار واقعات ہیں۔ مایوسی اور موت کے گڑھے میں گرتے ہُوئے آج کے نوجوان طبقے کو حضور اُمید اور ترقی کا پیغام اور نئی زندگی کے لیے حوصلہ دے رہے ہیں۔ لیکن صرف نوجوان طبقہ کو ہی نہیں بلکہ کُل مالک کی تلاش میں بھٹکتے بے شُمار جیوؤں کو مہاراج جی نے راستہ دکھایا ہے۔ امریکہ میں ایک ٹریپسٹ[1] مٹھ کے پادری کو ۲۴ برس تک مٹھ میں رہ کر کڑی عبادت، ضبط و اصولوں وغیرہ پر عمل کرنے کے بعد بھی جب کچھ حاصل نہ ہُوا تو وہ اپنے سے بڑے پادری سے اجازت لے کر مٹھ سے باہر آیا۔ اور راہِ حقیقت کی تلاش میں مختلف رُوحانی سوسائٹیوں میں جانے لگا۔ لیکن پھر بھی سوائے مایوسی کے اُسے کچھ نہ ملا۔ ایک دن ایک واقف کار نے اُسے ڈاکٹر جانسن کی کتاب "دی پاتھ آف دی ماسٹرز" پڑھنے کے لیے دی۔ پڑھ کر اُسے ایسا لگا کہ برسوں سے اُسے جس راستے کی تلاش تھی، وہ مل گیا۔ اپنے شہر کے ست سنگوں میں جانے لگا، شکوک دُور ہو گئے۔ مہاراج جی نے مہر کر کے نام دان کی منظوری دے دی۔ جس چیز کی تلاش میں ۲۴ برس کڑی ریاضت کی، وہ ستگورو کی مہر سے مل گئی۔ جس رُوحانی پیار کے لیے وہ اِتنے

---

[1] ٹریپسٹ رومن کیتھولک پادریوں میں ایک بڑے سخت ضبط کا مارگ ہے۔ اِس میں MONK یا پادری ضبط، روزہ و خاموشی، عبادت وغیرہ اصولوں پر سختی سے عمل کرتے ہیں۔ وہ اپنے بڑے پادری کے سوائے اور کسی سے نہیں بولتے۔ اور اپنے مٹھ سے باہر کبھی نہیں جاتے۔

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitzed by eGangotri

برس ترستا رہا، وُہ اُسے ست سنگی بھائیوں کی صُحبت میں مِل گیا۔ اپنے ایک خط میں وُہ لکھتا ہے کہ اپنے ست سنگی بھائی بہنوں کے ساتھ جس سچّے رُوحانی پیار کا اُسے اِحساس ہوتا ہے، اُس کا اُسے گُمان تک نہ تھا۔ جس شے کی اُس نے اِتنے برسوں تک خواہش و تمنّا کی تھی، وُہ اُسے اِس طریق (مارگ) میں مِل گئی ہے۔

حضور مہاراج چرن سنگھ جی کے اِن لمبے ست سنگ کے دَوروں کے نتائج تو وقت ہی بتائے گا۔ جیسا کہ خُود حضور نے ڈیٹرائیٹ (امریکہ) میں ایک ست سنگی کے یہ پُوچھنے پر کہ "مہاراج جی، آپ ڈیٹرائیٹ کیوں آئے؟" حضور مہاراج جی نے فرمایا تھا، "وقت آنے پر آپ کو معلوم ہو جائے گا"۔ لیکن اِتنا ضرُور ہے کہ اِن دَوروں کی بدَولت سنگت میں پریم کا سَیلاب آ گیا۔ آپس میں پیار اَور ایک دُوسرے کو سمجھنے کے جذبات پیدا ہوئے۔ سنت مت کے بارے میں شوق و سچّا اِشتیاق جاگ اُٹھا اَور شاک آہاری خوراک (بنا گوشت کے خُوراک) پر نیک زِندگی بسر کرنے کے لِئے ہِمّت بندھ گئی۔ بہُت سے ست سنگیوں نے اپنے پیارے ستگورُو کے جِسمانی صُورت میں دِیدار کر کے اِس بات کا اِحساس کیا کہ مَوجُودہ ستگورُو (مُرشدِ مُجسّم) کیا ہوتا ہے۔ اُس کی بھگتی، اُس کا پریم اَور جُدائی کیا ہوتی ہے۔

تواریخ میں پہلی بار حضور مہاراج چرن سنگھ جی نے دُنیا کے دُور دراز مُلکوں میں جا کر سنتوں کے اعلےٰ رُوحانی پیغام کو مُختلِف مذہبوں و قوموں کے مُختلِف زبانیں بولنے والے لوگوں تک پہنچایا ہے۔ اِس مہان کام، اِس محنت طلب مِشن کو، کر پانے کے لئے مُرشدِ مہربان نے دِقّتیں برداشت کیں، تکلیفیں اُٹھائیں۔ اَور اپنے سُکھ، آرام و صحت تک کی فِکر نہیں کی۔ آج بھارت کے باہر ہزاروں ست سنگی ہیں۔ غیر مُلکوں میں جو بیج آج ۶۰ سال پہلے حضور مہاراج

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitzed by eGangotri

ساون سنگھ جی نے بویا تھا، اُسکی مہاراج چرن سنگھ جی اپنے رحم اور مہر کے پانی سے سینچ کر، اپنی توجہ اور محنت سے سنوار کر لہلہاتے ہوئے درخت کی شکل میں پرورش کر رہے ہیں، جس کے سکھ وسایہ میں آکر دُنیا کے دُکھوں کے مارے ہوئے لوگ دائمی سُکھ وسکون پا رہے ہیں۔

آج بھی امریکہ، کینیڈا، ہوائی، میکسیکو، ویسٹ انڈیز اور فلپائن سے لے کر انگلینڈ، یورپ، وسط مشرق و جنوبی افریقہ تک، جاپان، ہانگ کانگ تھائی لینڈ، ملیشیا، انڈونیشیا سے لے کر جزائر فجی، آسٹریلیا اور نیوزی لینڈ تک تمام مُلکوں کے باشندے حضور مہاراج جی سے دوبارہ اُن کے ہاں آکر دیدار دینے کے لئے بار بار التجا کر رہے ہیں۔ بلاشبہ حضور اُن کے پُرزور اصرار و اُن کی درد بھری درخواستوں پر غور کر کے اِن مُلکوں کے اور بھی دورے کریں گے۔

غیر مُلکی دوروں کے بعد مہاراج جی کو ملے بے شمار خطوں میں سے صرف ایک خط کے اقتباسات یہاں دیئے جاتے ہیں۔ جس سے حضور کے دورے کے گہرے اثر اور رُوحانی شوق جگانے کا کچھ اندازہ لگایا جا سکتا ہے:

"آپ سے صرف پل بھر کی بات چیت بھی مالکِ کُل کے اُس پیار اور خوب صورتی کے جذبے کو پیدا کرنے والی وُہ آبِ حیات کی بارش ہے جو آپ کی ذات سے لگاتار برس رہی ہے۔ پچھلے سوموار کو ست سنگ سے پہلے آپ سے ملکر مجھے بہت خوشی ہوئی۔ میرے دوست بھی آپ سے ہوئی مُلاقات کو یاد کر کے خوشی سے پھولے نہیں سماتے، واپس جاتے وقت اپنے سو میل کے سارے راستہ میں ہم اُس شام کو شوق پیدا کرنے والی باتوں کی یاد اور گفتگو میں محو رہے۔"

آپ نے ہماری مذہبی کتابوں کی گہرائی میں جا کر 'بک آف سینٹ جان' کی اپنی تشریح میں جو رُوحانی جواہرات و موتی پیش کیے ہیں، اُس کے لئے میں ایک

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitzed by eGangotri

امریکن کے ناطے تہہِ دِل سے آپ کا شُکر گزار ہُوں۔ ہماری مذہبی کتابوں کے ذریعہ ہمیں گیان دینے کا جو طریقہ آپ نے اپنایا ہے، وُہ بنی نوعِ اِنسان کی اندرُونی یک جہتی کا ثبوت ہے اَور آپ کے سُخن سُننے والوں کو پاکیزہ زِندگی کی طرف لے جاتے ہیں۔ جب تک ہم نہیں جانتے کہ وُہ پرم پِتا پرماتما ایک ہے اَور وُہ اپنے مسیحوں اَور سنتوں کے ذریعہ اپنے بچّوں سے بات کر رہا ہے۔ تب تک ہم اُس سے اپنی ایکتا کا اِحساس کیسے کر سکتے ہیں؟ اَور جب ایک مسیحا دُنیا کے دُوسرے حِصّے سے اپنے ذاتی تجربوں سے حاصِل کئے گئے حقیقت کے سُکھ و آنند، اَور اُس کو پانے کے ابھیاس کے طریقہ سے ہمیں واقف کرانے آتا ہے تو بے شک پرماتما اپنی دَیا و مہر ہمیں بخش رہا ہے۔ ہم سبھی کو چاہیئے کہ عقلِ سلیم (نرمل بُدّھی) اَور سچّے دِل سے اُس رحم اَور پیار کے پرشاد کو حاصِل کرنے کی کوشش کریں۔"

"آپ سے پُوچھے گئے اَور آپ سے مُخاطِب کئے گئے سوالوں کے جواب سے مَیں بہت مُتاثّر ہُوئی ہُوں۔ مَیں سمجھ سکتی ہُوں کہ آپ کے لِئے بیاس اَور اپنا پیارا مُلک چھوڑ کر اپنے سَت سنگیوں اَور کُل مالِک کے پیاروں کی سیوا کے لِئے اِتنی دُور امریکہ آنا کِتنی بڑی قُربانی ہے۔ آپ کی رحمت اَور عِنایت کے لِئے تہہِ دِل سے شُکر گزاری کا اِحساس کرنے والوں میں مَیں اکیلی نہیں ہُوں۔"

"اُمّید ہے کہ ایک دِن بھارت آ کر آپ کے دِیدار کی خُوش نصیبی مُجھے حاصِل ہو سکے گی۔"

8. جنگ کے دَوران ڈیرہ

جب کبھی سنگت پر کوئی آفت یا تکلیف آتی ہے تو سنت اپنے بیحد رحم و کرم کے زیرِ اثر اُسے دُور کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ ایسے مَوقعوں پر سنگت کے کرموں کے بوجھ کو خُود برداشت کر کے وُہ سنگت کی حِفاظت کرتے

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitzed by eGangotri

ہیں۔ مُلک کے بٹوارے کے وقت ہُوئی خَوفناک خُونریزی کے دَوران پرم سَنت حضُور مہاراج سَاون سِنگھ جی نے اپنے سَت سنگیوں کی حِفاظت کی، اُنہیں محفُوظ جگہ پہُنچنے میں مدد دی اَور اُن کے بوجھ کو ہلکا کرنے کے لِئے خُود تکلیف اَور سخت بِیماری کو قبُول کِیا اَور اپنی جان تک کی قربانی دے دی۔ اُنکی اِس سنبھال اَور رحمت کا ظاہِرا طَور پر تجربہ کرنے والے ہزاروں ہندُو اَور مُسلمَان سَت سنگی، اُنکے رشتے دار و نزدِیکی دوست آج بھی مَوجُود ہَیں۔

6 ر دِسمبر 1965ء کے دِن بھارت اَور پاکِستان کے درمیان جنگ چِھڑ گئی۔ اُس وقت مہاراج چرن سِنگھ جی ڈلہوزی میں تھے۔ ریڈیو میں جنگ شرُوع ہونے کی خبر سُنتے ہی آپ بذریعہ کار ڈیرہ کے لِئے روانہ ہو گئے۔ یہ راستہ اُس سرحدی عِلاقہ میں سے ہو کر جاتا ہَے، جہاں جنگ ہو رہی تھی، لیکن حضُور نے اِس خطرے کی پرواہ نہ کی۔ اَور بیاس چلے آئے۔ راستے میں گولہ باری کی آوازیں لگاتار آتی رہیں۔

حضُور کے یہاں تشریف لاتے ہی ڈیرہ کے باشِندوں کی ہِمّت بندھ گئی اَور جنگ کے خاتمہ تک کِسی قِسم کا ڈر یا خَوف اُن کے دِل میں پَیدا نہ ہُوا۔ امرتسر، جالندھر، گُورداسپور، بٹالہ، پٹھانکوٹ، جمُّوں وغیرہ کئی جگہ سے ست سنگی و اُن کے دوست بھاگ کر ڈیرہ میں سَت گُورُو کی پناہ میں آ گئے۔ چھَمب و جَوڑیاں کے اُجڑے ہُوئے عِلاقہ سے لوگوں نے ڈیرہ میں آ کر پناہ لی۔

جہاں آس پاس کے عِلاقہ میں گھبراہٹ اَور پریشانی کا ماحَول تھا، وہاں ڈیرہ میں مُکمّل امن اَور بے فِکری کا ماحَول تھا۔ سَت سنگ ہر روز ہوتا تھَا۔ حسبِ معمُول ہر روز شام کو سیوا ہوتی تھی، جِس میں مہاراج جی خُود سارا وقت مَوجُود رہتے تھے۔ آس پاس کی سنگت کے آجانے کی وجہ سے سَت سنگ ہال میں جگہ کم پڑ گئی جِس کی وجہ سے سَت سنگ کُھلے میَدان میں شامیانوں کے نِیچے کرنا پڑتا تھا۔ سیوا میں ہزاروں اشخاص شریک ہوتے تھے۔ گولہ باری کے دھماکے دِن رات سُنائی دیتے تھے اَور

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitzed by eGangotri

اُن دھماکوں سے کھڑکیاں، دروازے کھڑکھڑاتے رہتے تھے۔ رات کو اندھیرا رہتا تھا۔ اور مہاراج جی خود رات کو چپ چاپ اکیلے ڈیرہ کا چکر لگا کر دیکھتے کہ بلیک آؤٹ کے اصولوں کی تعمیل برابر کی جا رہی ہے اور کسی قسم کی بے چینی یا ڈر تو نہیں ہے۔ ست گورو نے سنگت کو اتنا حوصلہ و بھروسہ دلایا تھا کہ کہیں بھی فکر یا گھبراہٹ کا نام تک نہ تھا۔ بزرگ مرد و عورتیں بھی ڈیرہ سے باہر جانے کو راضی نہ تھے۔ اپنے ستگورو پر انہیں کامل یقین تھا۔ سنگت اپنے ست گورو کی موج میں خوش تھی۔ جنگ کے اس سارے وقت میں ڈیرہ میں کسی کو آنچ تک نہ آئی اور ست سنگ، درشن، سیوا اور بھجن سمرن کا سلسلہ بغیر رُکے جاری رہا۔

ایک بار فوجی افسران نے صلاح دی کہ ڈیرہ سرحد کے بہت قریب ہونے کی وجہ سے خطرے کی حد میں ہے، بہتر ہوگا اگر ان دنوں ڈیرہ میں ست سنگ کا پروگرام بند کر دیا جائے۔ اور کسی دیگر صوبے میں ست سنگ کا انتظام کر لیا جائے۔ لیکن حضور کی دیا مہر سے ست سنگ اُسی طرح جاری رہا اور کسی قسم کی تبدیلی کی ضرورت نہ پڑی۔

نومبر ۱۹۷۱ء کے آخری ہفتہ میں مہاراج جی بیمار تھے۔ اجمیر و جے پور کے ست سنگ کے دورے کے بعد دہلی میں حضور کو زبردست دل کا دورہ پڑا اور چنڈی گڑھ و بمبئی کے ست سنگ پروگرام ملتوی کرنے پڑے۔ ۳ر دسمبر کو جب بھارت اور پاکستان کے درمیان جنگ شروع ہوئی تو حضور دہلی میں ہسپتال میں تھے اور ڈاکٹروں نے مکمل آرام کی صلاح دے رکھی تھی۔ ڈاکٹروں کی صلاح پر رشتہ داروں و نزدیکی ست سنگیوں نے حضور کو جنگ چھڑنے کی خبر نہیں دی۔ انہوں نے آپ کے پاس اخبار لے جانا بند کر رکھا تھا۔ اور ریڈیو تک کمرے سے ہٹا رکھا تھا۔ لیکن ۴ر دسمبر کو صبح حضور نے ریڈیو منگوایا اور خبریں سُنیں۔ جنگ کی خبر سُنتے ہی مہاراج جی نے ڈیرہ جانے کا فیصلہ کیا۔ ڈاکٹروں نے حضور کو اس

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitzed by eGangotri

سے منع کیا اور کہا کہ آپ کی صحت اِس قابل نہیں ہے کہ آپ بستر سے ذرا دیر کے لئے بھی اُٹھیں۔ دوستوں، ست سنگیوں و گھر کے لوگوں نے اِصرار کیا کہ حضُور ایسی حالت میں ڈیرہ نہ جائیں۔ لیکن حضُور نے فرمایا کہ اِس وقت اُن کا فرض ڈیرہ میں اور سنگت کے پاس رہنا ہے۔ اور اب وُہ دہلی میں نہ رُک سکیں گے۔ سب کی صَلاح و اِلتجا کے باوجُود حضُور اپنے فیصلے پر اٹل رہے۔ اور ۷ دِسمبر کو آپ ڈیرہ پہُنچ گئے۔

اِس دفعہ بھی جنگ کے دَوران حضُور ڈیرہ ہی میں رَہے۔ چھمب، نوشہرہ، مادھوپُور، جمّوں، پٹھان کوٹ اور سرحد سے لگے ہُوئے کئی گاؤں میں ست سنگی تھے ست گورُو نے جنگ کے مُشکل وقت میں سنگت کی جو حِفاظت اور مدد کی، اُس کے بہُت سے واقعات ہیں۔ لیکن مہاراج جی کو اپنے جسم پر تکلیف برداشت کرنی پڑی۔

اِس جنگ کے دَوران بھی ڈیرہ میں مُکمّل اَمن اور بے فِکری کا ماحول تھا۔ ڈیرہ کے باشندوں و دِیگر ست سنگیوں کے عِلاوہ ڈیرہ میں غیر مُلکوں سے آئے ہُوئے قریب پچاس ساٹھ ست سنگی بھی تھے۔ اِن میں یُورپ، اِنگلینڈ، امریکہ، جنُوبی افریقہ وغیرہ مُلکوں کے لوگ تھے۔ جب اُن کو سرحد سے دُور کسی محفُوظ جگہ پر لے جانے کا مشورہ دِیا گیا تو وُہ ڈیرہ چھوڑ کر جانے کو تیار نہ ہُوئے۔ اُن کے دوستوں و رِشتہ داروں کے تار وغیرہ آئے کہ جنگ کے دَوران بیاس میں نہ رہو کسی محفُوظ جگہ پر چلے جاؤ یا اپنے مُلک لوٹ آؤ۔ لیکن وُہ یہاں سے جانے کو راضی نہ ہُوئے۔

یہاں مَیں حضُور کی رحمت و ایک ست سنگن بہن کے یقین کا ایک واقعہ سُنانا چاہُوں گا۔ اِندَور کی رہنے والی میری ایک واقِف کار ست سنگن بہن اور اُس کے خاوند نے ۵ دِسمبر کی صُبح حضُور کو دہلی فون کیا۔ اُنہوں نے حضُور کی صحت کے بارہ میں پُوچھا اور ڈیرہ آنے کی اِجازت چاہی۔ مہاراج جی نے فرمایا، کہ لڑائی ختم ہو جانے کے بعد آجانا۔ اِس پر اُنہوں نے عرض کی کہ مہاراج جی آپ

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitzed by eGangotri

ہمیں تاریخ بتادیں کہ کون سی تاریخ کا ریزرویشن کرائیں۔ کئی ریل گاڑیاں بند کردی گئی ہیں۔ اِس لیئے یکایک جگہ مِلنا شاید مُمکن نہ ہو۔ حضُور نے جواب میں فرمایا، 17 دِسمبر کا ریزرویشن کرواسکتے ہیں۔ چُنانچہ 16 دِسمبر کو اُنہوں نے 17 تاریخ کے ٹِکٹ خریدے اَور ریزرویشن کروالیا۔ جب گھر میں ماں باپ وکُنبہ کے دِیگر لوگوں کو معلُوم ہُوا تو وُہ کہنے لگے کہ ایسے وقت میں بیاس نہ جاؤ، کیونکہ راستے میں خطرہ ہے۔ گاڑیوں پر بم گرائے جانے کی کوشِشیں کی جارہی ہیں۔ کچھ دوست اَور ستسنگی اُن کے ڈیرہ جانے کے اِس فیصلہ کو بڑی غلطی مان کر سمجھاتے رہے کہ وُہ نہ جائیں۔ لیکن مہاراج جی کے بچن پر اُنہیں مُکمّل یقین تھا اَور اپنے فیصلے پر ڈٹے رَہے۔ وُہ 17 دِسمبر کو ڈیرہ کے لِئے روانہ ہُوئے، جب دہلی پہُنچے تو معلُوم ہُوا کہ جنگ بند ہوچُکی ہے۔

اِن دونوں جنگوں کے وقت مجُھے مہاراج جی کے نزدیک رہنے کی خُوش نصیبی حاصِل ہُوئی ہے۔ مَیں نے ایک دِن بھی آپ کے چہرے پر پریشانی، فِکر یا گھبراہٹ کے نِشان نہیں دیکھے۔ ہمیشہ کی طرح آپ شانت، خُوش اَور بے فِکر تھے۔ آپ کے مُنہ سے کِسی فِرقہ یا مُلک کی نُکتہ چینی نہیں سُنی۔ کِسی کی جِیت یا ہار پر جوش بھرے اَلفاظ نہیں سُنے۔ آپ لاتعلّق و مالِک کی مَوج میں خُوش رَہے۔ جب کبھی کوئی ستسنگی کِسی بھی مُلک کے بارہ میں کوئی نفرت بھری بات کہتا تو آپ ہمیشہ اُسے فراخدِلی کا رویّہ اپنانے کی صلاح دیتے کہ جو کُچھ ہو رہا ہے اعمال (کرموں) کے مُطابِق ہو رہا ہے۔ ہمیں اپنے مُلک اَور سماج کے تئیں اپنے فرض کو نبھانا چاہیئے لیکن کِسی کے ساتھ نفرت نہیں کرنی چاہیئے۔ اِنسان نے کُل مالِک کے نام پر ایک دُوسرے سے نفرت کرنا تو سیکھ لیا، کاش کہ ہم اُس کے نام پر پیار کرنا بھی سیکھ سکتے۔

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitzed by eGangotri

9. ڈیرہ کی ترقّی و نئی تعمیرات

بابا جیمل سنگھ جی مہاراج کے وقت ڈیرہ، بابا جی مہاراج کی اپنی کوٹھڑی، سات آٹھ کمرے، نام گھر، چھوٹا ست سنگ گھر، اور کنوئیں پر ہی مشتمل تھا۔ حضور مہاراج ساون سنگھ جی کے زمانہ میں ڈیرہ کی ترقی شروع ہوئی، اور بہت سے مکانات، لنگر خانہ، بڑا ست سنگ گھر وغیرہ تعمیر ہوئے۔ سردار بہادر مہاراج جگت سنگھ جی کے وقت میں کوئی خاص نئی تعمیر نہیں ہوئی۔ لیکن پرانے مکانوں کی دیکھ بھال و مرمّت اور کنوئیں کو گہرا کر کے اس میں پمپ وغیرہ لگانے کے کام ہوتے رہے۔

حضور مہاراج چرن سنگھ جی کے ستگورو گدی پر رونق افروز ہوتے ہی سنگت بڑھنے لگی، اور سنگت کو ٹھہرانے کی جگہ، لنگر میں کھانا بنانے اور کھلانے کی جگہ، ست سنگ کے میدان وغیرہ سب چھوٹے محسوس ہونے لگے۔ جہاں بھنڈاروں کے موقعہ پر پچاس سے پچھتر ہزار لوگ آتے تھے وہاں کچھ ہی برسوں میں ان کی تعداد لاکھ سے اوپر ہو گئی۔ آج تو یہ تعداد تین چار لاکھ تک پہنچ گئی ہے۔ یہاں ڈیرہ کی ترقی کا مختصر سا حال دینے کی کوشش کی جا رہی ہے:

1954ء کی بات ہے، اُن دِنوں لنگر میں ایک ہی بار میں تین چار ہزار اشخاص کھانا کھا سکتے تھے۔ لیکن سنگت کی تعداد پچھتر ہزار تک ہو جاتی تھی۔ لنگر قریب چوبیس گھنٹے ہی چلتا رہتا تھا۔

ایک دِن بھنڈارہ کے دِنوں میں مہاراج جی کو رات کے ڈھائی بجے تک لنگر سے چہل پہل کی آواز آتی رہی۔ حضور کے پوچھنے پر کہ اِتنی رات گئے تک لنگر میں کیا ہو رہا ہے؟ معلوم ہوا کہ سنگت کھانا کھا رہی ہے اور ابھی کئی ہزار اشخاص اِنتظار میں بیٹھے ہیں۔ یہ سُن کر مہاراج جی کو بڑا افسوس ہوا کہ سنگت

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitzed by eGangotri

کو اتنی پریشانی ہوتی ہے کہ شام کے کھانے کے لیئے رات کے دو یا تین بجے تک انتظار کرنا پڑتا ہے۔ دوسرے دن آپ رائے صاحب منشی رام و جناب آہلووالیہ (ست سنگ کے سکریٹری) کو ساتھ لے کر لنگر میں تشریف لے گئے۔ لنگر میں کھانا بنانے کی جگہ کو تو بڑھایا جا سکتا تھا، لیکن سنگت کو بٹھا کر کھلانے کی جگہ نہ تھی۔ حضور کا خیال تھا کہ ایک بار میں کم از کم پندرہ بیس ہزار لوگوں کے بیٹھنے کا انتظام ہونا چاہیئے تاکہ پوری سنگت دو یا تین بار میں کھانا کھا سکے۔ لیکن لنگر میں اتنی جگہ نہ تھی۔ لنگر کے سامنے کے حصہ میں ڈیرہ کے مکان وغیرہ بنے ہوئے تھے۔ اور پیچھے کی طرف تیس تیس چالیس چالیس فٹ بڑی بڑی گہری کھائیاں تھیں۔ حضور نے فرمایا کہ لنگر کو پیچھے کی طرف ہی بڑھایا جا سکتا ہے۔ اس کے لیئے کھڈوں کو بھرنا ہوگا۔

یہ سن کر جناب آہلووالیہ نے کہا، "حضور! ان گہرے اور لمبے چوڑے کھڈوں کو بھرنا ناممکن ہے، اگر بھرنا شروع بھی کیا جائے تو اس کام کو پورا کرنے میں کم از کم دس بارہ سال لگ جائیں گے۔" رائے صاحب منشی رام نے بھی اس بات کی تائید کی اور کہا، "مہاراج جی! جیسا ہے، ویسا ہی چلنے دیں۔ گزارہ تو ہو ہی رہا ہے۔"

لیکن حضور نے جواب دیا، "اگر اس کام کو پورا کرنے میں دس سال لگ جائیں تو بھی کوئی بات نہیں۔ اسکے بعد تو سنگت آرام سے کھانا کھا سکے گی۔"

دوسرے دن ست سنگ کے بعد مرشد مہربان نے ان کھڈوں کو مٹی سے بھرنے کی سیوا کا اعلان کر دیا، اور اسی دن شام سے کام شروع ہو گیا۔ سنگت دریا کی طرف سے بڑے بڑے ٹیلوں کو کاٹ کاٹ کر مٹی لانے لگی۔ پہلے کچھ دن تو ایسا لگتا رہا کہ سچ مچ اس عظیم کام کو پورا کرنے میں دس سال سے بھی زیادہ عرصہ لگ جائے گا۔ لیکن آہستہ آہستہ اس سیوا میں سنگت کا جوش بڑھنے لگا۔ حضور خود سیوا کا سارا وقت صبح و شام آکر سنگت کو درشن دینے لگے۔ آہستہ آہستہ کھڈے بھرے جانے لگے۔ بھنڈاروں کے دنوں میں آٹھ دس ہزار ست سنگی اس مہان سیوا

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitzed by eGangotri

میں حصّہ لینے لگے۔ دو ڈھائی سال کے اندر کھڈیں بھر گئیں۔ لاکھوں فُٹ مٹّی اُونچے اُونچے ٹیلوں سے کاٹ کاٹ کر بھر دی گئی۔ اَور اِتنا بڑا میدان تیار ہو گیا کہ اِس میں ایک ہی بار پندرہ بیس ہزار لوگ اکٹھے بیٹھ کر کھانا کھانے لگے۔

مٹّی کی سیوا کا یہ سِلسِلہ آج تک جاری ہے۔ لنگر کا یہ میدان بھی کچھ عرصہ بعد چھوٹا پڑنے لگا۔ حضُور نے مٹّی کی سیوا سے اُتنے ہی بڑے دو اَور میدان تیار کروا دیئے، آج لنگر میں ایک ساتھ پچاس ساٹھ ہزار لوگ آرام سے بیٹھ کر کھانا کھا سکتے ہیں۔ بھنڈاروں کے دِنوں میں آج کل ایک وقت میں قریب دو لاکھ لوگ لنگر میں کھانا کھاتے ہیں۔ اِتنے لوگوں کے کھانا کھانے کے بعد بھی سارا لنگر اِتنا صاف سُتھرا رہتا ہے کہ کھانے کے بعد کوئی نہیں کہہ سکتا کہ یہاں اِتنے لوگوں نے کھانا کھایا تھا۔ حضُور مہاراج جی کی نگرانی میں اَور اُن کے حُکم کے مُطابق جناب سوہن سنگھ جی بھنڈاری لنگر کے اِنتظام کی سیوا کر رہے ہیں۔ لنگر میں اِتنے لوگوں کی روٹی لوہے کے بڑے بڑے توّوں پر بنائی جاتی ہے۔ کھانا بنانے کا سب کام سبزی کاٹنا، آٹا گوندھنا، روٹی بنانا، دال و سبزی وغیرہ تیار کرنا، سنگت بڑے پیار اَور سیوا بھاؤ سے کرتی ہے۔

لنگر سب کے لئے کھُلا رہتا ہے۔ چاہے کوئی سَت سنگی ہو یا غیر سَت سنگی۔ ہر ایک کو بڑے پیار سے کھانا کھِلایا جاتا ہے۔ لنگر میں ذات پات، اُونچ نیچ، امیر غریب کا کوئی بھید بھاؤ نہیں ہے۔ سب ایک قطار میں بیٹھ کر کھانا کھاتے ہیں۔ سب کو تھالیوں میں کھانا کھِلایا جاتا ہے اَور گلاسوں میں پانی دِیا جاتا ہے کھانا کھانے کے بعد ہاتھ دھونے کے لئے نَل لگے ہُوئے ہیں۔ اَور برتن صاف کرنے کے لئے پکّی جگہ بنی ہُوئی ہے۔

لنگر کے لئے کھڈّوں کو بھرنے کے بعد اِس پیار بھری سیوا کے ذریعہ سنگت نے ڈیرہ کے دِیگر حِصّوں میں بھی کھڈّوں کو بھر کر میدان بنا دِیئے ہیں۔

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitzed by eGangotri

اِس کے دیگر ہر قسم کی سیوا کے پیچھے حضور کی ہدایت، رحمت، مہر اور توجہ کا ہاتھ رہا ہے۔

ڈیرہ میں سیوا کرتی ہوئی سنگت کا نظارہ قابلِ دید ہوتا ہے۔ امیر و غریب، پڑھے لکھے و اَن پڑھ، وکیل، پروفیسر، جج، اعلےٰ افسران وغیرہ سب کندھے سے کندھا مِلا کر ایک ساتھ یہ پیار بھری سیوا کرتے ہیں۔ اِن میں جہاں ستّر سال کے بُزرگ مرد اور عورتیں ہوتی ہیں، وہاں چھ سات سال کے بچے بھی، صحت مند کسان اور کمزور شہری بھی ہوتے ہیں۔ اب تو سینکڑوں یورپین امریکن مرد اور عورتیں بھی جو دُنیا کے مُختلف مُلکوں سے ڈیرہ میں آتے ہیں، اِس سیوا میں بڑے پیار کے ساتھ حصّہ لیتے ہیں۔

ڈیرہ میں آنے والے کئی وزیر اور لیڈر صاحبان بھی اِس نظارے کو دیکھکر حیران رہ جاتے ہیں۔ کچھ برس پہلے ایک غیر مُلکی ٹیلی وِژن کمپنی بھارت کے مشہور مشہور مقامات کی فلمیں بناتی ہوئی ڈیرہ بھی آ پہنچی۔ آٹھ دس اشخاص کا گروپ تھا۔ جب اُنہوں نے مٹی کی سیوا کا نظارہ دیکھا تو پُوچھا کہ اِنہیں کیا تنخواہ دی جاتی ہے؟ جب اُنہیں بتایا گیا کہ یہ پیار اور بھگتی بھری سیوا ہے۔ جس میں کسی تنخواہ یا مزدوری کا سوال ہی نہیں اُٹھتا، تو ایک بار تو اُنہیں یقین ہی نہیں آیا۔ اُنہیں کون سمجھا سکتا تھا کہ اِس عاجزی بھری سیوا کی مزدوری ستگورو کا دَر دیدار ہے، اُن کی دَہ نگاہِ کرم ہے جس کے لِئے ہر ست سنگی سب کچھ قربان کرنے کے لِئے تیار رہتا ہے۔

سِکھ تواریخ (ہسٹری) کے ایک ملنے ہوئے مُورّخ ایک بار ڈیرہ میں تشریف لائے۔ ست سنگ سُنا، لنگر کا اِنتظام دیکھا، اِتنی سنگت کو ایک ساتھ کھانا کھاتے دیکھا، شام کو مٹی کی سیوا دیکھی اور دو دِن ڈیرہ میں رہے۔ جاتے وقت بولے کہ مَیں نے گورو صاحبان کی تواریخ میں ست گورُوؤں کے بارہ میں پڑھا تھا۔ سنگت کی بھگتی اور سیوا کے بارہ میں بھی پڑھا تھا، لیکن صرف پڑھا ہی تھا۔ کہیں دیکھا نہ تھا اور

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitzed by eGangotri

اِس لئے اُس سب کا اندازہ بھی نہیں لگا سکتا تھا، یہاں آکر مجھے ایسا لگا کہ میں گورو صاحبان کے بارہ میں پڑھی ستگورو کی مہما اور سنگت کے پریم کی باتوں کو ظاہرہ طور پر دیکھ رہا ہوں۔

ایک بار جنوبی افریقہ کے معزز ست سنگی سر کالن گاربیٹ ڈیرہ آئے ہوئے تھے۔ 88 برس کے بوڑھے، کمزور جسم کی وجہ سے اپنے دوسرے ساتھیوں کے ساتھ سیوا نہ کر سکتے تھے، سیوا کے وقت حضور کے پاس آکر بیٹھ گئے۔ کچھ دیر سیوا کا نظارہ دیکھنے کے بعد بولے "حضور مہاراج جی! کچھ لوگ تو ٹوکریوں میں خوب مٹی بھر کر لاتے ہیں، لیکن کچھ ایسے بھی ہیں، جن کی ٹوکریوں میں مشکل سے دو مٹھی مٹی ہوگی۔ اِن کی سیوا کا کیا فائدہ ہے؟" حضور نے جواب دیا، "سر کالن! ہر ایک اپنی طاقت کے مطابق سیوا کرتا ہے۔ اِس سیوا کے پیچھے جو پیار اور بھگتی کا جذبہ ہے، وہ زیادہ معنی رکھتا ہے بہ نسبت مٹی کی مقدار کے۔"

اِس طرح مٹی کی سیوا ڈیرہ میں کئی قسم کی سیواؤں میں سے خاص سیوا ہے، جو کہ سنگت کرتی ہے۔ سال میں چالیس پچاس لاکھ مکعب فٹ مٹی سنگت کی سیوا سے بھری جاتی ہے۔ اِس طرح کی سیوا کے ذریعہ آج ڈیرہ میں کئی ایکڑ زمین ہموار کر کے کار آمد بنائی گئی ہے۔

اِسی طرح کھڈوں کو بھروا کر اور زمین ہموار کروا کے مہاراج جی نے ڈیرہ کے جنوبی حصے میں پچیس پکے شیڈ بنوا دیئے ہیں، جن میں سے ہر ایک میں ماہانہ ست سنگوں اور بھنڈاروں کے دنوں میں لگ بھگ تین چار سو عورتیں ٹھہرتی ہیں۔ اِن میں حال ہی میں پنکھے بھی لگوا دیئے ہیں۔ اِن شیڈوں کے پاس ہی عورتوں کے لئے پکے غسلخانے و فلش کی ٹٹیاں بنوائی گئی ہیں۔ شیڈوں کے بیچ میں اور آس پاس کھلی جگہ چھوڑی گئی ہے۔ سبھی شیڈ پکے راستوں سے جڑے ہوئے ہیں۔

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitzed by eGangotri

سنگت کی سیوا کے ذریعہ ڈیرہ میں اندر کے چوک اور سڑکیں اینٹیں جوڑ جوڑ کر پکّی بنا دی گئی ہیں۔ مہاراج جی نے ڈیرہ کے اندر آنے والی اور اندر کی تمام بڑی سڑکوں کو پکّا کروا دیا ہے۔ ڈیرہ کی دِیوار کے باہر تین طرف پکّی سڑک بن گئی ہے۔ اب دریائے بیاس کی طرف والی دِیوار کے ساتھ سڑک بنائی جا رہی ہے۔

لنگر کی جگہ میں ایک بہُت بڑا شیڈ بیس ہزار مُربّع فُٹ (۲۰۰ × ۱۰۰) کا بنایا گیا ہے جس کے بیچ میں کہیں بھی ستُون وغیرہ نہیں ہیں۔ اِس کے نیچے بارش کے دِنوں میں سنگت کھانا کھاتی ہے۔ اِس میں پانچ ہزار اشخاص ایک ساتھ کھانا کھا سکتے ہیں۔ حال ہی میں حضُور نے اِس میں پنکھے لگوا دیئے ہیں تاکہ گرمی کے دِنوں میں یہاں سنگت آرام بھی کر سکے۔ حضُور نے ایسا ہی ایک اَور بہت بڑا شیڈ بنوانے کا فیصلہ کیا ہے۔[1]

۱۹۵۴ - 55ء میں حضُور نے ست سنگ گھر کے مغرب میں ایک دو منزلہ عمارت بنوائی جس میں قریباً ۵۰ کمرے ہیں، اِس کا نام 'سادھو آشرم' ہے، جو سنگت کی رہائش کے کام آتا ہے۔

بڑے ست سنگ گھر (باباجیمل سنگھ ہال) کے اَحاطے سے پُرانے کچّے مکان ہٹا کر اَحاطہ کافی بڑا کر دِیا گیا ہے۔ پُرانی اُونچی دِیوار کی جگہ اب لوہے کا جنگلہ لگا دِیا گیا ہے، جس سے ست سنگ گھر کی خُوب صُورتی اَور بڑھ گئی ہے۔ ہال کے اندر پنکھے لگوا دِیئے گئے ہیں، گرمی میں سنگت یہاں آرام کرتی ہے۔

۱۹۵۵ء میں ہی بھنڈارہ کے ست سنگ میں سنگت کی تعداد اتنی بڑھ گئی کہ بھنڈارہ کا ست سنگ جو اَب تک بڑے ست سنگ گھر کے مَیدان میں کیا جاتا تھا، باہر کرنا پڑا۔ باہر کے مَیدان کو (جہاں پہلے ڈیرہ کے کھیت تھے) ہموار کیا گیا تاکہ

---

[1] یہ بڑا شیڈ اَور اِس کے عِلاوہ کئی بڑے شیڈ اب تعمیر ہو چکے ہیں۔

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitzed by eGangotri

اُس میں دو لاکھ لوگ بیٹھ سکیں۔ چار پانچ سال میں ہی اُسے پھر اَور بڑا کرنا پڑا، اَور ابھی دو سال پہلے اُس میں تین چار ایکڑ زمین اَور شامل کی گئی ہے۔ اب تو ماہانہ ست سنگوں میں بھی دو لاکھ سے زیادہ سنگت آجاتی ہے۔ اَور ست سنگ اِس مَیدان میں کرنا پڑتا ہے۔

ڈیرہ میں حضُور نے ایک نئی بستی بسائی ہے جس میں 250 سے زیادہ جدید قسم کے مکان ہیں۔ اُن میں سے کچھ ایک کمرے کے، کچھ دو کمروں کے اَور کچھ تین کمروں کے ہیں۔ تمام مکانوں میں بجلی، اَور پانی کا اِنتظام اَور فلش کی ٹٹّیاں ہیں، اَور پیچھے دیوار سے گھرا ہُوا صحن ہے۔ ایسے کئی مکان ابھی زیرِ تعمیر ہیں۔ یہ مکان لاگت سے بھی کم قیمت پرست سنگیوں کو دیئے گئے ہیں۔ ساری بستی میں پانی کی سپلائی اَور گندگی نکالنے والی نالیوں کا اعلےٰ اِنتظام ہے۔ صفائی کا خاص خیال رکھا جاتا ہے۔ سب گھروں اَور مکانوں وغیرہ میں پانی چوبیس گھنٹے آتا ہے۔ بڑھتی ہُوئی سنگت کے لئے باغیچوں اَور سڑکوں کے کنارے کے درختوں کے لئے بھی پانی کی ضرُورت بہُت بڑھ گئی ہے۔ ڈیرہ میں بنے کنُوئیں اِس ضرُورت کو پُورا نہیں کر پاتے تھے۔ چُنانچہ حضُور نے نئے ٹیوب ویل لگوائے اَور ساٹھ ستّر فُٹ اُونچی تین بڑی بڑی پانی کی ٹنکیاں بنوائیں، جن میں سے ہر ایک میں پچاس ہزار گیلن پانی جمع ہوتا ہے۔ سارے ڈیرہ میں پائپ لائن کے ذریعے پانی کی سپلائی کا اعلےٰ اِنتظام ہے اور پانی ہر جگہ پہُنچ جاتا ہے۔ ٹیوب ویل اَور پانی کی ٹنکیوں کے اِنتظام کے ساتھ ساتھ ہی سنگت نے کئی چھوٹے بڑے کنُوئیں مٹّی سے بھر دیئے ہیں اَور اب اُن پر سنگت کی رہائش کے لئے مکان بن گئے ہیں۔

پانی کا مُناسب اِنتظام ہونے سے ڈیرہ میں بہُت سے چھوٹے چھوٹے باغیچے اَور گھاس کے مَیدان بنائے گئے ہیں۔ سڑکوں اَور راستوں کے دونوں طرف خُوبصُورت پھُولدار درختوں کی قطاریں لگا دی گئی ہیں۔ کئی کھُلے مَیدانوں میں یُوکلپٹس اَور دُوسرے

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitzed by eGangotri

ہزاروں درختوں کے جھنڈ لگا دیئے گئے ہیں، اور اب سنگت گرمیوں میں اُن کے نیچے آرام کرتی ہے۔

حفاظت کے نظریئے سے ڈیرہ کے چاروں طرف دیوار ضروری تھی۔ حضور نے ڈیرہ کے چاروں طرف اینٹوں کی پکّی چھ فُٹ اُونچی دیوار بنوا دی ہے۔ دیوار کے اُوپر دو فُٹ کی اُونچائی تک کانٹے دار تار لگائے گئے ہیں۔ ہر طرف باہر جانے اور آنے کے لیئے بڑے بڑے دروازے ہیں۔ دسمبر ۱۹۷۰ء میں دریائے بیاس کی طرف کی باڑ کی جگہ پر بھی دیوار بنائی گئی۔ ۵۵۰۰ فٹ لمبی دیوار (چھ فُٹ اُونچی) تین بڑے بڑے دروازے اور گیارہ کمرے سنگت نے سیوا کر کے صرف پندرہ دن میں بنا دیئے۔ دیوار بننے کے ساتھ ہی ڈیرہ کا حدود اربعہ بھی ظاہر ہو گیا ہے۔ دیوار کے اندر ڈیرہ کا رقبہ ۲۰۰ ایکڑ ہے۔ دیوار کے باہر بھی ست سنگ کی زمین ہے، وہ بھی لگ بھگ ۲۰ ایکڑ ہے۔

اِتنی سنگت کے آنے پر بھی ڈیرہ میں صفائی کا اِنتظام بہت اچھا ہے۔ سیوادار برابر صفائی کرتے رہتے ہیں، اور حضور کی بے حد رحمت سے اِتنی بڑی بھیڑ کے جمع ہونے پر بھی کبھی کوئی صحت کے متعلق مسئلہ درپیش نہیں آیا۔ ڈیرہ میں کئی جگہوں پر عام سنگت کے لیئے کافی تعداد میں غُسلخانے بنائے گئے ہیں۔ عورتوں کے لیئے الگ غُسلخانے ہیں سارے ڈیرہ میں اِس وقت نہانے کے لیئے چار پانچ ہزار پانی کی ٹونٹیاں ہیں اور لگ بھگ ۵۵۰۰ فلش کی ٹٹّیاں ہیں۔

ڈیرہ میں حضور نے سنگت کے لیئے کئی اور بھی سہولیات مہیا کی ہیں۔ جن میں ایک کفایتی (سبسیڈائزڈ) بھوجن بھنڈار ہے جس میں سنگت اپنا کھانا خرید کر کھا سکتی ہے۔ ایک تھالی خوراک کی قیمت پچاس پیسے ہے۔ جس میں چپاتیوں کی تعداد اور سبزی کی مقدار پر کوئی پابندی نہیں ہے۔ اِس کا تمام نُقصان ڈیرہ کی طرف سے پُورا کیا جاتا ہے۔ بھوجن بھنڈار میں کھانا کھانے کے لیئے دو بڑے ہال

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitzed by eGangotri

ہیں، جن میں کرسیاں و میز لگے ہوئے ہیں۔ بجلی اور پنکھوں کا پورا انتظام ہے۔ بھوجن بھنڈار میں رسد، برتن وغیرہ سامان رکھنے، کھانا بنانے کے لیے الگ کمرے ہیں۔ شروع میں کھانا کھانے کے لیے ایک ہال بنایا گیا تھا، لیکن جب وہ کم لگا تو چار سال پہلے ایک اور ہال بنایا گیا۔ بھنڈارہ کے دنوں میں بھوجن بھنڈار میں قریب چھ سات ہزار لوگ صبح اور اتنے ہی شام کو کھاتے ہیں۔ کھانا سٹیل کی تھالیوں میں پروسا جاتا ہے۔ کھانا کھلانے اور برتن صاف کرنے وغیرہ کا کام سیوا کا جذبہ رکھنے والے پریمی ست سنگی کرتے ہیں۔ جن میں کئی پڑھے لکھے اشخاص، بیوپاری، وکیل، افسران اور معزز مرد اور عورتیں بھی ہوتی ہیں۔

بھوجن بھنڈار کے پاس ہی دودھ، چائے اور ناشتے کے لیے ٹی سٹال ہے۔ جس میں سنگت چائے، پکوڑے، پوڑی، سبزی اور ڈبل روٹی وغیرہ ناشتے کا سامان خرید سکتی ہے۔ بھنڈارہ کے دنوں میں اچھے اور تازہ پھل خرید کر لائے جاتے ہیں اور سنگت کو خرید سے بھی کم قیمت پر فروٹ سٹال پر دیئے جاتے ہیں۔ اس کی کمی بھی ڈیرہ ہی پورا کرتا ہے۔

حضور کے حکم سے ڈیرہ میں ایک چھوٹا سا پروویژن سٹور کھولا جا چکا ہے جس میں آٹا، دال، چاول، رسد، تیل، دنت منجن، صابن وغیرہ روزانہ استعمال کی چیزیں ملتی ہیں۔ اس سٹور میں بھی خرید سے کم قیمت پر چیزیں فروخت کی جاتی ہیں اور ڈیرہ کی طرف سے گھاٹا پورا کیا جاتا ہے۔

ڈیرہ میں ہونے والے تمام تعمیری و ترقیاتی کام حضور مہاراج چرن سنگھ جی کی ذاتی ہدایت اور رہنمائی میں ہوئے ہیں اور ہو رہے ہیں۔ ہر ایک عمارت کا نقشہ حضور کی ہدایت کے مطابق بنایا جاتا ہے اور حضور ان نقشوں کا اچھی طرح مطالعہ کر کے تعمیر کی اجازت بخشتے ہیں۔ اچھے اچھے تجربہ کار انجینئر بھی اس بارہ میں حضور کی دل چسپی اور علم کو دیکھ کر دنگ رہ جاتے ہیں۔ اسی طرح مٹی کی سیوا اور دیگر ہر

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitzed by eGangotri

قسم کی سیوا کا سارا کام حضور کے حکم، اجازت اور نگرانی میں ہوتا ہے۔ حضور خود سیوا کے وقت تشریف لاتے ہیں۔ اور آپ کی موجودگی میں سنگت میں پریم اور لگن کے ساتھ سیوا کرنے کا شوق پیدا ہوتا ہے۔

حضور مہاراج ساون سنگھ جی کے زمانہ سے ہی ڈیرہ میں ایک فری لائبریری اور ریڈنگ روم چلایا جا رہا ہے۔ اسے اب اچھے ڈھنگ سے چلایا جاتا ہے۔ اس کا نام مہاراج ساون سنگھ لائبریری، رکھا گیا ہے۔ روحانیت اور سنت مت کے لٹریچر پر یہ پنجاب میں اپنی قسم کی واحد لائبریری ہے۔ اس میں انگریزی، ہندی، اردو، پنجابی، سندھی وغیرہ زبانوں میں کتابوں کا ایک اچھا خاصا ذخیرہ ہے۔ فارسی اور عربی کی بھی کچھ چنی ہوئی کتابیں اور قلمی نسخے موجود ہیں۔

بڑھتی ہوئی سنگت اور اس تک سنت مت کے لٹریچر کو پہنچانے کے خیال سے رادھا سوامی ست ست سنگ بیاس کا محکمہ اشاعت حضور کی زیر ہدایت مختلف زبانوں میں سنت مت کی کتابیں چھپوا رہا ہے۔ ۱۹۵۷ء تک صرف پانچ چھ انگریزی کی اور دو تین پنجابی کی کتابیں چھپی تھیں۔ پنجابی میں پہلا گرنتھ تھا "شبد کی مہما کے شبد"، جس میں حضور مہاراج ساون سنگھ جی نے ہری کور کرنتھ صاحب میں سے کچھ شبدوں کا مجموعہ چھپوایا تھا۔ دوسرا حضور مہاراج ساون سنگھ جی کا لکھا ہوا "گورمت سدھانت" نامی ضخیم گرنتھ تھا۔ جو دو حصوں میں چھپا تھا۔

حضور مہاراج چرن سنگھ جی نے گورو گدی پر رونق افروز ہوتے ہی اسطرف دھیان دیا۔ آپ کی رہنمائی اور دلچسپی سے سنت مت کا لٹریچر چھپوانے کا کام شروع کیا گیا۔ اور آج بھارت کی سبھی مشہور زبانوں میں ڈیرہ کا چھپوایا ہوا لٹریچر ملتا ہے۔ ہندی، انگریزی، پنجابی، اردو و سندھی میں کئی کتابیں چھپ چکی ہیں۔ مراٹھی،

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitzed by eGangotri

گجراتی، بنگلہ، تامل، تیلگو، کنڑ میں بھی کچھ کتابیں چھپ چکی ہیں۔ آج سنت مت کی کتابیں صرف بھارت میں ہی نہیں بلکہ دوسرے ملکوں میں بھی بہت سی زبانوں میں چھپ رہی ہیں۔ انگریزی، فرانسیسی، سپینش، ڈچ، جرمن، یونانی، لاطینی، پولش، ہبرو اور عربی زبان میں ڈیرہ کی طرف سے چھپوائی گئی کتابوں کے ترجمے ہو چکے ہیں۔ اور آگے بھی ہو رہے ہیں۔

حضور مہاراج ساون سنگھ جی کے ست سنگوں کے پنجابی میں سات حصے چھپ چکے ہیں اور ان کا دیگر زبانوں میں بھی ترجمہ ہو چکا ہے۔ جسے "سنت مت پرکاش" کہتے ہیں۔ "گورمت سدھانت" کا بھی ہندی اور انگریزی میں ترجمہ ہو چکا ہے۔ اسی طرح حضور مہاراج چرن سنگھ جی کی کتابوں اور ست سنگوں کا بھی کئی زبانوں میں ترجمہ ہو چکا ہے۔

ڈیرہ کی یہ کتابیں لاگت سے بھی کم قیمت پر بیچی جاتی ہیں تاکہ یہ سب ست سنگیوں و متلاشیوں کو آسانی سے مل سکیں۔ اس سلسلے میں یہاں دو ضروری باتوں کا بیان کر دینا ضروری۔ جن میں سے ایک تو ہے پرمارتھی پتر (حصہ اوّل) نامی کتاب کا چھپوانا، اور دوسری ہے مہاراج چرن سنگھ جی کی بائیبل پر دی گئی تشریحات کا چھپوانا۔

پرمارتھی پتر (حصہ اول) میں بابا جیمل سنگھ جی مہاراج کے وہ خط ہیں جو آپ نے حضور مہاراج ساون سنگھ جی کو وقتاً فوقتاً لکھے تھے۔ یہ خطوط علم معرفت کا سمندر ہیں۔ ان خطوط کو حضور بڑے مہاراج ساون سنگھ جی نے سنبھال کر رکھا ہوا تھا۔ آپ کئی بار انہیں بڑے پیار کے ساتھ پڑھا کرتے تھے۔ اور فرمایا کرتے تھے کہ مجھے کسی وید، شاستر، گرنتھ پوتھی کو پڑھنے کی ضرورت نہیں۔ میرے پاس میرے ستگورو کی چٹھیاں ہیں، میرے لئے وہ سب شاستروں اور گرنتھوں سے بڑھ کر ہیں۔ حضور مہاراج ساون سنگھ جی نے اپنی آخری وصیت کرنے سے ایک دن پہلے 19 مارچ 1948ء کے دن یہ انمول خطوط مہاراج چرن سنگھ جی کے سپرد کر دیئے۔ دینے سے

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitzed by eGangotri

پہلے حضور نے اِن چھٹیوں کو سینے سے لگایا اور ماتھے پر رکھا۔ حضور کی آنکھوں میں پریم کے آنسو بھر آئے۔ بڑے پیار سے مہاراج چرن سنگھ جی کے ہاتھوں میں یہ خطوط سونپتے ہوئے حضور نے فرمایا، "بیٹا! یہ میری انمول اور نایاب جائداد ہے جو میں تمہارے سپرد کرتا ہوں، اِسے پریم کے ساتھ سنبھال کر رکھنا۔"

یہ چھٹیاں حضور مہاراج چرن سنگھ جی کے پاس بحفاظت رکھی ہوئی ہیں حضور نے مہربانی کر کے انہیں چھپوانے کی اجازت دے دی ہے تاکہ ساری سنگت باباجی مہاراج کے انمول بچنوں کو پڑھ کر اُن سے فائدہ اُٹھا سکے۔ اِن خطوں کا ہندی، اُردو، مراٹھی اور انگریزی ترجمہ ہو چکا ہے۔

سب سنت مہاتما پرم پتا پرماتما رُوپی سمندر سے آتے ہیں اور مالک سے ملنے کے مارگ کا ایک ہی پیغام دے کر واپس اُسی سمندر میں سما جاتے ہیں۔ اُن کے جانے کے بعد لوگ باہری شریعت اور رسم و رواج میں پھنس کر اُن کے اصل اُپدیش کو بھول جاتے ہیں۔ سنت اُن کے اُپدیشوں میں چھپی ہوئی حقیقت کو پھر سے ظاہر کر کے اُن کے پیروؤں کو سمجھانے کی کوشش کرتے ہیں۔ حضور مہاراج چرن سنگھ جی نے بائیبل میں چھپی ہوئی انمول رُوحانی سچائیوں کو مغربی مُلکوں کے مُتلاشیانِ حق کے سامنے ظاہر کرنے کا اہم کام شروع کیا۔ حضور نے بتایا کہ شبد، کلمہ یا ورڈ کی عظمت مُرشدِ مجسّم کی ضرورت، کرم، فلاسفی اور آواگون کے اصولوں کے اِشارے بائیبل میں بھی صاف طور پر ملتے ہیں۔ غیر مُلکوں سے آنے والے مُتلاشیانِ حق اور ست سنگیوں کو حضور نے بائیبل کی مدد سے سنت مت سمجھانا شروع کر دیا۔ پھر حضور نے بائیبل میں سے انگریزی میں ست سنگ کرنا شروع کر دیا۔ اپنے یورپ، امریکہ، جنوبی افریقہ وغیرہ مُلکوں کے ست سنگ کے دوروں میں جب حضور نے بائیبل کے سینٹ جان کے باب (گاسپل) سے ست سنگ کیے تو وہاں کے ست سنگی اور مُتلاشی بہت متاثر ہوئے۔ عیسائی دھرم کے ماحول میں پرورش پائے ہوئے مُتلاشیوں کو مہاراج جی نے

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitzed by eGangotri

سمجھایا کہ سنتوں کا مارگ کوئی نیا دھرم یا مت نہیں ہے۔ یہ ازل سے چلا آرہا ہے اور حضرت عیسےٰ نے بھی اس کی تعلیم دی ہے۔ وہاں کی سنگت نے ان ست سنگوں کی ٹیپ ریکارڈ کی گئی کاپی بھیجی اور اصرار کیا کہ مہاراج جی انہیں کتاب کی شکل میں چھپوانے کی اجازت بخشیں۔ قریب قریب تمام مرکزوں سے حضور کے پاس اصرار بھرے خطوط آئے۔ اور حضور نے 1967ء میں سینٹ جان کے باب پر دیئے گئے ست سنگوں کو چھپوانے کی اجازت دے دی۔ اب سینٹ میتھیو کے باب پر بھی حضور کے ست سنگ چھاپے جارہے ہیں[1]

حضور مہاراج ساون سنگھ جی کی مبارک یاد میں ڈیرہ میں ایک ہسپتال چلایا جارہا ہے۔ جس کا نام "مہاراج ساون سنگھ ہسپتال[2]" ہے۔ ہسپتال میں ایک قابل ڈاکٹر رکھا گیا ہے۔ لیکن ست سنگیوں میں سے بھی کئی ڈاکٹر اپنا وقت نکال کر ڈیرہ آتے ہیں اور ہسپتال میں مفت سیوا کرتے ہیں۔ اس وقت ہسپتال میں بھرتی ہونے والے مریضوں کے لئے سولہ پلنگوں کا وارڈ، خون وغیرہ کی جانچ کے لئے لیبارٹری اور ایک چھوٹا سا آپریشن تھیٹر ہے۔ ہسپتال میں مفت علاج ہوتا ہے اور دوا بھی مفت دی جاتی ہے۔ بھنڈارہ کے دنوں میں دانت، آنکھ، گلے وغیرہ کی بیماریوں کے ماہر ڈاکٹر اور سرجن وغیرہ آکر ہسپتال کی سیوا میں حصہ لیتے ہیں۔ ڈیرہ میں جب بھی جنوبی افریقہ کے نائیڈو خاندان میں سے کوئی ڈاکٹر آتے ہیں تو وہ اپنا کافی وقت بیماروں کی سیوا میں دیتے ہیں۔ ڈیرہ کے آس پاس کے گاؤں میں بھی کوئی مفت ہسپتال نہیں ہے۔ شہروں میں علاج مہنگا ہونے کی وجہ سے بہت بڑی تعداد میں مریض یہاں آکر فائدہ اٹھاتے ہیں۔ اندرونی وارڈ ہمیشہ

---

[1] یہ کتاب اب ڈیرہ کی طرف سے چھپ چکی ہے۔

[2] اب بیاس شہر میں جی۔ ٹی۔ روڈ پر مہاراج ساون سنگھ چیریٹیبل ہسپتال بن چکا ہے، جہاں مفت علاج کیا جاتا ہے۔ سارے بھارت میں اس کی مثال نہیں ہے۔

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitzed by eGangotri

بھرا رہتا ہے۔ اور ہزاروں کی تعداد میں مریض آتے رہتے ہیں۔

سنگت کے رُوحانی فائدے کے ساتھ ہی مہاراج جی کا سنگت کی صحت کی طرف بھی بہت خیال ہے۔ پہاڑی علاقوں و گاؤں کے دوروں میں حضور نے دیکھا کہ لوگوں میں آنکھوں کی بیماریاں بہت ہیں۔ اور کئی لوگ موتیابند کی وجہ سے اپنی آنکھوں کی روشنی کھو رہے ہیں۔ چنانچہ مہاراج جی نے ۱۹۶۵ء میں ڈیرہ میں آنکھوں کے علاج کے لئے ایک کیمپ لگایا۔ یو۔ پی۔ سے سیتاپور کے آنکھوں کے ہسپتال سے ماہر ڈاکٹر بلوائے گئے۔ بھارت کے مشہور آنکھوں کے ڈاکٹر جے۔ ایم پاہوا اپنے ڈاکٹروں کی ٹیم لے کر آئے۔ اور فروری ۱۹۶۵ء میں ڈیرہ میں آنکھوں کے علاج کا پہلا کیمپ لگایا گیا۔ ۹۵۰ بڑے اور ۳۰۰ چھوٹے آپریشن کئے گئے۔ اور لگ بھگ دو ہزار آنکھوں کے مریضوں کا علاج کیا گیا۔ حضور مہاراج جی کی دیا مہر سے تمام آپریشن کامیاب رہے۔

۱۹۶۵ء سے ۱۹۷۱ء تک آنکھوں کے پانچ کیمپ لگائے جا چکے ہیں۔ یہ آنکھوں کے کیمپ اب ہر سال نومبر میں لگائے جاتے ہیں۔ ان کیمپوں کا انتظام بڑے اچھے ڈھنگ سے کیا جاتا ہے۔ آنکھوں کے کیمپ کے وقت ملک کے کئی شہروں سے ست سنگی ڈاکٹر اپنی خدمات پیش کرتے ہیں۔ کیمپ کے دنوں میں آنکھوں کے علاج کے ساتھ ہی دوسری بیماریوں کا بھی علاج کیا جاتا ہے۔ ہر ایک مرض کا مکمل ڈاکٹری معائنہ ہوتا ہے۔ جس میں خون، پیشاب، خون کا دباؤ وغیرہ کی جانچ کی جاتی ہے اور آپریشن کے قابل مریضوں کو داخل کیا جاتا ہے۔ آپریشن کے ساتھ ہی آنکھوں کی دیگر بیماریوں کے لئے بھی مفت دوا دی جاتی ہے۔ موتیابند کے آپریشن کے مریضوں کو مفت چشمہ بھی دیا جاتا ہے۔ لنگر میں بیماروں کے لئے مناسب غذا کا انتظام بھی کیا جاتا ہے۔

آنکھوں کے کیمپ میں کئی پڑھے لکھے لوگ، بیوپاری، وکیل، سرکاری

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitzed by eGangotri

افسر وغیرہ مختلف پیشہ کے آدمی اور عورتیں آکر سیوا کرتے ہیں۔ کیمپ کیلئے پچیس جنتا شیڈ کام میں لائے جاتے ہیں[1]۔ انہیں الگ الگ وارڈوں میں بانٹا جاتا ہے۔ اور ہر ایک وارڈ پر ڈاکٹر اور سیوادار لگائے جاتے ہیں۔ یہ ڈاکٹر اور سیوادار ملک کے مختلف حصّوں سے آتے ہیں اور کیمپ کے پورے وقت تک ڈیرہ میں رہ کر بڑے پیار سے سیوا کرتے ہیں۔ آٹھ دن پہلے سب شیڈ اور اُن کے آس پاس کا سارا علاقہ صاف کیا جاتا ہے۔

ایک بڑا آپریشن تھیٹر تیار کیا جاتا ہے۔ جس میں مریضوں کو پہلے تیار کرنے اور آپریشن کرنے کے الگ الگ حصّے ہوتے ہیں۔ مریضوں کو پلنگ، چادر، تولیا وغیرہ سامان ڈیرہ کی طرف سے دیا جاتا ہے۔ حضور کی دیا مہر سے ابھی تک ہر سال سب آپریشن کامیاب رہے ہیں۔ ڈاکٹر پاہوا کی قابلیت، سیوا کے جذبے اور لگن سے سبھی مریض اور سیوادار بڑے متاثر ہوتے ہیں۔ موتیابند کے آپریشن کی کامیابی میں ڈاکٹر کی قابلیت کے ساتھ ہی آپریشن کے بعد مریض کی دیکھ بھال اور تیمارداری بہت ضروری ہوتی ہے۔ ڈاکٹر پاہوا کے مطابق آپریشن کی مکمل کامیابی کا راز اعلیٰ انتظام، صفائی اور سیوادروں کی لگاتار رات دن کی سیوا ہے۔

آنکھوں کے کیمپ میں آنے والے مریضوں کی تعداد لگاتار بڑھ رہی ہے۔ اس کیمپ میں مہاراج جی کے حکم سے ہر طبقہ کے لوگوں کو داخل کیا جاتا ہے چاہے کوئی سَت سنگی ہو یا غیر سَت سنگی۔

پنجاب سرکار کے محکمۂ صحت کے عرض کرنے پر حضور نے بلڈ بنک سوسائٹی کو ڈیرہ میں آکر خون دان لینے کی اجازت دے دی۔ ضرورت کے مطابق بلڈ بنک کے ڈاکٹر سال میں ایک یا دو بار ڈیرہ میں آتے ہیں، مہاراج جی کے ذرا سے اشارے

---

[1] اب آنکھوں کے کیمپ کے لئے جنتا شیڈوں کی بجائے سرائے نمبر ۱ و نمبر ۲، اور لیڈیز شیڈ نمبر ۱ و نمبر ۲، کام میں لائے جاتے ہیں۔

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitzed by eGangotri

پرسنگت خُون دینے کیلئے دوڑی چلی آتی ہے۔ پہلی بار جب بلڈ بنک والے خُون لینے آئے تو خُون دینے کے لئے اِتنے لوگ آگئے کہ اُن کے پاس اِتنا خُون لینے اَور جمع کرنے کا اِنتظام ہی نہ تھا۔ آج بھی دو تین دِن کے بعد اُنہیں اپنا کام بند کرنا پڑتا ہے۔ کیونکہ بلڈ بنک کے پاس اِتنا خُون جمع کرنے کا اِنتظام نہیں ہے۔ اِس طرح خُون دینے والے بہُت سے خواہشمندوں کو مایُوس ہونا پڑتا ہے۔

شریمتی ہرجیت کَور جی جنہیں سنگت عزّت کے ساتھ ماتا جی کہتی ہے، نے پِساوہ ہاؤس (جو کہ آپ کے والِد صاحب راؤ بہادُر شودھیان سِنگھ جی کی کوٹھی ہے) میں ایک قُدرتی عِلاج کا ہسپتال کھول رکھا ہے، اِس میں قُدرتی طریقہ مِٹّی، پانی، بھاپ، سُورج کی کِرنوں وغیرہ کے ذریعہ عِلاج کِیا جاتا ہے۔ ماتا جی اِس ہسپتال کو چلانے والی اَور سب سے بڑی ڈاکٹر ہیں۔ آپ کی لگن، محنت اَور سیوا کے نتیجے کے طور پر یہ ہسپتال چھوٹا ہوتے ہُوئے بھی مُلک کے بہُت اچھّے ہسپتالوں میں شُمار ہوتا ہے۔ اِس ہسپتال کو چلانے کا سارا خرچ ماتا جی خُود کرتی ہیں۔ ہسپتال میں قابِل اور تعلیمیافتہ کرمچاری ہیں، جو ماتا جی کی رہنمائی میں یہ سیوا بڑے پریم سے کر رہے ہیں۔

حضُور مہاراج ساون سِنگھ جی کے پریمی سَت سنگی ڈاکٹر رینڈالف سٹون پچھلے چودہ پندرہ سال سے سردیوں میں چھ مہینے کے لِئے ڈیرہ آتے رہے ہیں[1]۔ ایک ابھیاسی سَت سنگی اَور قابل مُصنّف[2] ہونے کے باوجُود آپ ایک ماہر ڈاکٹر بھی ہیں۔ آپ کی تھیوری "پولارٹی تھریپی" اِنسان کے جسم میں موجُود تنتوؤں اَور پرانوں سے تعلق رکھتی ہے۔ اَمریکہ میں بھی آپ 1974ء سے پریکٹس کر رہے ہیں اَور وہاں

---

[1] اب آپ مُستقِل طَور پر ڈیرے میں رہنے لگے۔ (آپ نے دِسمبر 1984ء میں رِحلت فرمائی)

[2] آپ کی کِتاب "بائیبل کا رہسیہ واد" (مسٹِک بائیبل) بہُت ہر دِلعزیز ہوئی ہے۔

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitzed by eGangotri

اپنی اِس عجیب و غریب تھیوری سے بے شمار لاعلاج بیماریوں کا کامیابی سے علاج کر چکے ہیں۔ اپنے علاج کے سسٹم (طریقے) پر آپ نے کئی کتابیں لکھی ہیں۔ اور امریکہ میں آپ نے کافی شہرت حاصل کی ہے۔ آپ ڈیرہ میں اپنے قیام کے دوران بھارت اور دیگر کئی ملکوں کے سینکڑوں مریضوں کا ہر سال مفت علاج کرتے ہیں۔ اِس وقت آپ کی عمر اسّی سال سے بھی زیادہ ہے۔ لیکن اب بھی اِس پریم بھری سیوا کو آپ بڑی لگن اور محنت کے ساتھ کرتے ہیں۔

۱۹۵۲ء میں غیر ملکوں سے آنے والے ست سنگیوں کے لئے صرف ایک مہمان خانہ تھا جس میں اوپر اور نیچے کی منزل میں صرف چار آرام کے کمرے تھے۔ اُن دِنوں سال بھر میں غیر ملکوں سے چار پانچ ست سنگی آتے تھے۔ لیکن آہستہ آہستہ دوسرے ملکوں سے آنے والے ست سنگیوں و متلاشیوں کی تعداد بڑھنے لگی اور ۱۹۵۵ء میں تین کمروں والی ایک چھوٹی سی عمارت (انیکسی) بنائی گئی۔ ۱۹۵۴ء میں راج کماری اِندو متی راجواڑے نے اپنے رہنے کے لئے ایک کوٹھی بنوائی تھی، جسے رانی کی کوٹھی کہتے ہیں۔ باہر سے آنے والی سنگت کو ٹھہرانے کے لئے آپ نے اِس کوٹھی کو مہاراج جی کی سیوا میں پیش کر دیا۔ لیکن یہ سب بھی کم پڑنے لگے اور کچھ عرصہ بعد آٹھ کمروں والا ایک اور دو منزلہ مہمان خانہ بنا گیا۔

مہاراج جی کے غیر ملکی دوروں کے نتیجے کے طور پر وہاں سے آنے والے لوگوں کی تعداد بڑھنے لگی اور حضور نے ۱۹۶۵ء میں ایک 37 کمروں کا دو منزلہ گیسٹ ہاؤس اور بنوایا۔ یہ ایک بڑی خوب صورت عمارت ہے۔ اِس میں نیچے ایک استقبالیہ ہال اور اوپر ایک بڑا میٹنگ ہال ہے جس میں لگ بھگ ڈیڑھ سو اشخاص کرسیوں پر بیٹھ سکتے ہیں۔ مہاراج جی اِس ہال میں باہر کے ملکوں سے آئی ہوئی سنگت کے لئے ہر روز انگریزی میں ست سنگ فرماتے ہیں۔ اِس گیسٹ ہاؤس کے پچھلے حصّے میں ایک بڑا کھانے کا ہال ہے، جس میں مہمان خانہ

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitzed by eGangotri

میں ٹھہرنے والی سنگت کھانا کھاتی ہے۔ اِس کے ساتھ لگا ہُوا ایک رسوئی گھر ہے۔ جس میں غیر مُلکی سنگت کے لئے الگ کھانا بنتا ہے۔

اِس گیسٹ ہاؤس کا سارا پلان اَور نقشہ حضُور نے خُود تیار کروایا ہے۔ ساری تعمیر بھی حضُور کی زیرِ ہدایت اَور زیرِ نگرانی ہُوئی ہے۔ ماہر کاریگروں کے کام کو چھوڑ کر باقی سب کام سنگت کی سیوا کے ذریعہ پُورا کیا گیا ہے۔ مہاراج جی خُود اِس سیوا کے وقت موجُود رہتے تھے۔ جب چھت ڈالنے کا وقت آیا تو جُولائی کی سخت گرمی اَور حبس کے دِن تھے۔ اِنجینئروں کا خیال تھا کہ سیمنٹ کی یہ بہت بڑی چھت ایک ہی دفعہ ڈال دی جائے تو مضبُوطی کے نظریہ سے بہتر ہوگا۔ صُبح سات بجے سے چھت ڈالنے کا کام شرُوع ہُوا۔ حضُور مہاراج جی نے صُبح صِرف پندرہ مِنٹ کا ست سنگ بخشا اَور سنگت سے چھت ڈالنے کی سیوا میں حِصّہ لینے کے لئے کہا۔ سنگت سیوا میں تن مَن سے لگ گئی اَور صُبح ساڑھے سات بجے سے دوپہر بعد تین بجے تک یہ سیوا بغیر رُکے چلتی رہی۔ حضُور سارا وقت گیسٹ ہاؤس کے مَیدان میں ایک درخت کے نیچے کُرسی پر بیٹھے رہے۔ جُولائی کی سخت گرمی میں سنگت پیار سے سیوا کرتی رہی۔ حضُور نے تمام سیوا کرنیوالوں کو اِس دَوران میں پانچ چھ دفعہ شربت پِلوایا۔ اِنجینئروں نے عرض کی کہ حضُور جا کر کھانا کھا لیں، لیکن حضُور نے منظُور نہیں کیا۔ تین بجے چھت ڈالنے کا کام مُکمّل ہوگیا۔ حضُور نے صُبح سات بجے سے دوپہر تین بجے تک سوائے ایک پیالہ کافی کے اَور کچھ کھایا پیا نہ تھا، لیکن سیوا ختم ہونے پر مہاراج جی نے لنگر سے کھانا منگوایا۔ سیوا کرنے والی ساری سنگت کو اپنے سامنے بِٹھا کر کھانا کھلایا اَور اپنے دستِ مُبارک سے اُنہیں روٹی پروسی، وُہ نظّارہ قابلِ دِید تھا۔ حضُور کا چہرہ پیار بھری خُوشی سے چمک رہا تھا اَور سنگت اپنی تھکاوٹ کو بھُول کر درشنوں سے نہال ہو رہی تھی۔ جب سبھی سیوا کرنے والوں نے کھانا کھا لیا۔ تب مہاراج جی

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitzed by eGangotri

نے اُنہیں رحمت بھری مُسکراہٹ سے الوِداع کہا اَور قریب چار بجے اپنی کوٹھی میں تشریف لے گئے اَور کھانا کھایا۔

لیکن یہ سب بڑی بڑی عمارتیں بھی اَب ناکافی ثابت ہو رہی ہَیں۔ 1971ء میں دُوسرے مُلکوں سے 462 اشخاص آئے تھے جو تِین ہفتے سے لے کر آٹھ دس ہفتے تک ڈیرہ میں ٹھہرے۔ لیکن اِس سال امریکہ، جنُوبی افریقہ، یُورپ، آسٹریلیا، نیُوزی لینڈ وغیرہ مُلکوں سے اِتنے ست سنگی آنا چاہتے ہَیں کہ جگہ کی کمی کی وجہ سے اُنہیں روکنا پڑ رہا ہَے۔ یہ دیکھ کر حضُور نے گیسٹ ہاؤس کے اَحاطے میں ہی دو اَور عمارتوں کی تعمیر شرُوع کروائی ہَے، جِن میں ایک میں پندرہ اور دُوسری میں تِیس ڈبل بیڈرُوم ہوں گے۔ اِن سب کمروں کے ساتھ فلش کی ٹٹّیاں اور غُسلخانے ہوں گے۔ نئے وُپرانے مہمان خانوں کے سب کمروں میں آرام دِہ فرنیچر، ساتھ لگے غُسلخانے ورات دِن ٹھنڈے وگرم پانی کا اِنتظام ہَے۔

سنگت کی سہُولت، آرام اَور آسائش کے لِئے ڈیرہ میں کام لگاتار چل رہا ہَے۔ باباجی مہاراج کے بچن کہ یہاں "تیسی کنڈی" (تیشی کرنڈی) چلتی ہی رہے گی، کے مُطابق تعمیری کام لگاتار چل رہا ہَے۔ باہر سے آنے والی سنگت کی سہُولت کے لئے اب تقریباً تمام گاڑیاں بیاس ریلوے سٹیشن پر رُکنے لگی ہَیں۔ جی۔ ٹی۔ روڈ پر جانے والی اکثر بسیں بھی اَب ڈیرہ میں سے ہو کر آتی جاتی ہَیں۔ 1951ء تک ڈیرہ میں بِجلی کی رَوشنی نہیں تھی اَب نہ صِرف ڈیرہ کے اندر ہر چَوک، مَیدان، گلی اَور سڑک پر ٹیوب لائٹیں لگی ہُوئی ہَیں بلکہ حضُور کی دَیا سے ڈیرہ سے سٹیشن کو جانے والی پانچ کلومیٹر لمبی سڑک پر بھی ٹیوب لائٹیں لگ گئی ہَیں۔ بسوں، تانگوں و سائیکلوں کے سٹینڈ الگ الگ بڑے مَیدانوں میں بنا دِیئے گئے ہَیں۔ آج کل بھنڈارہ کے دِنوں میں سو ڈیڑھ سو بسیں باہر سے مُختلِف مقامات سے آتی ہَیں، جِن میں کئی دو تِین دِن یہاں ہی رہتی ہَیں۔ آنے جانے والی سروِس بسوں کی تو کوئی گِنتی ہی نہیں ہَے۔

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitzed by eGangotri

ست سنگوں میں سنگت کی تعداد اب بہت بڑھ گئی ہے۔ بھنڈارہ کے دِنوں میں قریباً پتن چار لاکھ لوگ آجاتے ہیں، جس طرح مکمّل شانتی اَور خاموشی کے ساتھ وُہ لوگ ستِ سنگ سُنتے ہیں، یہ بھی ایک قابلِ دید نظارہ ہوتا ہے۔ ست سنگوں میں لاؤڈ سپیکروں کا اچھّا اِنتظام ہوتا ہے۔ بیٹھنے کے لئے شامیانے اَور دریوں کا پُورا اِنتظام ہوتا ہے اَور ساری سنگت کے لئے لنگر کے دروازے کُھلے رہتے ہیں۔ سب کی پیار کے ساتھ دیکھ بھال ہوتی ہے اَور ہزاروں سیوادار ست سنگی آنے وَالی سنگت کی سیوا اَور خِدمت میں بڑے جوش وخروش کے ساتھ حِصّہ لیتے ہیں۔

جَیسے جَیسے سیوا کا کام بڑھتا جارہا ہے، مہاراج جی کی مہر سے سیواداروں کی تعداد بھی اُسی طرح بڑھتی جارہی ہے۔ ستگورو کے پیار اَور بھگتی کے پاک صاف ماحول میں سیوادار بڑی محنت سے رات دِن کام کرنے میں لگے رہتے ہیں۔ جب بھی کوئی ضرُورت ہوتی ہے یا خاص محنت کی سیوا ہوتی ہے تو کُھمان، وڈالہ، دیلیہ، مانکو وغیرہ گاؤں کی سنگت آکر بڑے شَوق کے ساتھ دِن رات سیوا کرتی ہے۔

پانی، بجلی، اِنجینئرنگ، تعمیرات وغیرہ کے لِئے الگ الگ محکمہ جات مُقرّر ہیں۔ جن میں ماہر اَور تجربہ کار ریٹائرڈ افسران، بیوپاری و دِیگر شہری تعیّنات ہیں۔ سیوا کا جذبہ رکھنے والے پریمی سب مُفت سیوا کرتے ہیں۔ اپنا گزارہ اپنی پنشن اَور دِیگر ذاتی آمدنی پر کرتے ہیں۔ ڈیرہ کے اِتنے بڑے پیمانے پر ترقّی اَور پھیلاؤ کے باوجُود پیار، بھگتی اَور رُوحانیت سے بھرپُور ماحول لگاتار بنا رہتا ہے۔ سیوا اَور رُوحانی ابھیاس پر زور دِیا جاتا ہے۔ اَور سنگت باقاعدہ بھجن سمرن کرتی ہے۔ جو بھی شخص آتا ہے، وُہ اِس بات کو مان جاتا ہے کہ ڈیرہ میں بے مِثال پریم وشانتی کا ماحول ہے۔ اَور واقعی یہ جگہ: "فِردوسِ بریں بر رُوئے زمیں"۔ (دھرتی پر سُورگ) ہے۔

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitzed by eGangotri

ڈیرہ میں روزانہ معمول

ڈیرہ میں رہنے والے اور دیس بدیس سے آنے والے ست سنگیوں کے لیئے ہر روز کا ایک مُقرّرہ معمول ہے۔ ست سنگی کا دِن صُبح سویرے تین بجے سے شروع ہوتا ہے۔ چاہے سردی کی کپکپاتی برفانی رات ہو یا گرمی کی بے چینی بھری رات، صُبح تین بجے ڈیرہ کی خاموشی میں سائرن کی آواز گونج اُٹھتی ہے۔ ست سنگی ڈیرہ کے پُرسکون و خوش گوار ماحول میں رات کو آرام کر لینے کے بعد تروتازہ اور شانت من کے ساتھ، اپنے بستر سے اُٹھ کر بھجن سمرن کے لئے بیٹھ جاتے ہیں۔ مالک کا بخشا ہُوا ہر ایک دِن اُسی کی بھگتی اور عبادت سے شروع کیا جاتا ہے۔ ڈھائی تین گھنٹے کے رُوحانی شغل کے بعد قریب چھ بجے وہ بھجن سے اُٹھتے ہیں۔

گرمیوں میں سوا آٹھ بجے اور سردیوں میں ساڑھے نو بجے سویرے ست سنگ ہوتا ہے، جس میں حضور مہاراج تشریف لاتے ہیں اور ایک یا ڈیڑھ گھنٹے تک اپنی میٹھی و پیار بھری آواز اور سادہ زبان میں ست سنگ فرماتے ہیں۔ یا پھر اُن کی اجازت سے کوئی ست سنگی پریچر ست سنگ کرتا ہے۔ اور سنگت حضور مہاراج جی کے درشنوں سے فائدہ اُٹھاتی ہے۔ سارا ماحول رُوحانی بیداری اور جاگرتی سے لبریز ہوتا ہے۔ جس میں ست سنگیوں کو رُوحانی رغبت حاصل ہوتی ہے۔ اور جگیاسوؤں کو اپنے شکوک و سوالات کا حل و جواب مل جاتا ہے۔

اُس کے بعد سنگت اپنے گھروں کا کام کرتی ہے اور کھانا کھاتی ہے، گرمیوں میں چار بجے اور سردیوں میں تین بجے تک آرام کرتی ہے، سیوا کی گھنٹی بجتے ہی، جو ست سنگی سیوا کرنا چاہتے ہیں اور جنہیں ڈیرہ میں کوئی سیوا نہ ملی ہو، وہ بھی بڑے پیار اور شوق کے ساتھ سیوا کرتے ہیں۔ حضور خود اُس وقت سنگت میں موجود رہتے ہیں۔

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitzed by eGangotri

یہ سیوا مختلف قسم کی ہوتی ہے جو ضرورت اور سہولت کے مطابق بدلتی رہتی ہے اور سارا سال چلتی رہتی ہے۔ ٹیلوں کو کاٹ کر، زمین کو ہموار کرنا، اور اینٹوں کو توڑ کر روڑی بنانا، لگاتار چلنے والی سیواؤں میں سے اہم ہیں۔

دو ڈھائی گھنٹے کی سیوا کے بعد سورج ڈھلنے کے ساتھ ساتھ سنگت واپس اپنی جائے قیام کو لوٹ آتی ہے۔ شام کو چھ بجے سے آٹھ بجے تک رات کا کھانا کھا کر نو بجتے بجتے ست سنگی اپنے بستر میں چلا جاتا ہے، اور کچھ دیر تک بھجن سمرن کر کے سو جاتا ہے۔

اس طرح یہاں کے معمول کے مطابق ست سنگی کا دن لگ بھگ اٹھارہ انیس گھنٹے کا ہوتا ہے، جس میں روحانی شغل، ست سنگ، سیوا اور مناسب حد تک آرام کا وقت ہوتا ہے۔

ہر بھنڈارہ پر اس روزانہ کے معمول کی ضرورت کے مطابق کچھ تبدیلی کرنی پڑتی ہے۔ بھنڈارہ سے ایک ہفتہ پہلے ہی دور دور کے علاقوں سے اور نزدیکی گاؤں سے سنگت آنی شروع ہو جاتی ہے۔ ایک بھاری ہجوم ڈیرہ کی طرف امڈ پڑتا ہے۔ کاریں، بسیں، ٹریکٹر، ٹرالی، ٹیمپو جو بھی سواری کا ذریعہ ملے سنگت اس کو غنیمت سمجھتی ہے۔ نزدیک کے شہروں، جالندھر، امرتسر، کپورتھلہ، لدھیانہ، ہوشیارپور و دیگر مقامات سے سپیشل بسیں چلنی شروع ہو جاتی ہیں۔ ڈیرہ میں ان بسوں کے لئے ایک عارضی بس سٹینڈ بنایا جاتا ہے۔ جو ہر سال چھوٹا ہی پڑتا جاتا ہے۔ سنگت کو ڈیرہ پہنچانے کے لئے سٹیشن اور جی۔ ٹی۔ روڈ پر سپیشل بسوں کا انتظام کیا جاتا ہے۔

ہزاروں سیوادار سنگت کی سیوا کے لئے مقرر کر دیئے جاتے ہیں۔ جو آنے جانے والی سنگت کی سنبھال، ان کا سامان اٹھانا اور انہیں ڈیرہ تک پہنچانے کا کام بڑی احتیاط کے ساتھ کرتے ہیں۔ ٹرین دن میں سٹیشن پر پہنچے یا رات کے دوسرے یا تیسرے پہر، ہر وقت بس اور سیواداروں کی مدد انہیں ملتی ہے سیوادار انہیں بڑے پیار اور عزت کے ساتھ ڈیرہ تک پہنچا دیتے ہیں۔ ڈیرہ پہنچنے

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitzed by eGangotri

پر سنگت کے ٹھہرنے کا مناسب انتظام کیا جاتا ہے۔ اور پوچھ تاچھ دفتر اور سیوا سمیتی والے اُن کی رہنمائی کرتے ہیں۔ ستگورو کا لنگر، بھوجن بھنڈار، کینٹین، اور ٹی سٹال اُن کے کھانے پینے کی ذمہ داری سنبھالتے ہیں۔ بھنڈارہ سے چار پانچ دن پہلے جیسے جیسے سنگت بڑھتی ہے، کینٹینوں کی گنتی بھی بڑھتے بڑھتے پانچ چھ تک پہنچ جاتی ہے۔ پینے کے پانی کی چھبیلوں (پیاؤ) کا جگہ جگہ انتظام کر دیا جاتا ہے تاکہ سنگت کو تکلیف نہ ہو، کھانے پینے، ٹھہرنے کا سارا کام سیوادار ہی سنبھالتے ہیں۔ ان کے انچارج ڈیرہ میں مستقل طور پر رہنے والے کوئی ریٹائرڈ تجربہ کار صاحبان ہوتے ہیں۔

صبح کے ناشتے اور چائے پانی کے بعد ست سنگ ہوتا ہے۔ یہ ست سنگ ستگورو جی مہاراج آپ ہی فرماتے ہیں۔ دو ڈھائی لاکھ عورتیں اور آدمی کھلے میدان میں شامیانوں کے نیچے بیٹھ کر ست سنگ سنتے ہیں۔ لاؤڈ سپیکروں کی مدد سے حضور کے امرت وچن دور دور بیٹھے ہر شخص کو صاف سنائی دیتے ہیں۔ وہ حضور کی نورانی شخصیت میں محو و خود فراموشی کی حالت میں بیٹھے اُن کے روحانی پیغام سے لطف اندوز ہوتے ہیں[1]۔ حضور کی شخصیت اور نورانی صورت اتنی پُراثر ہوتی ہے کہ ہندوستانی زبان کو نہ سمجھنے والے یورپین، امریکن و دیگر غیر ممالک کے عورت مرد بھی سنگ مرمر کی مورتی کی مانند بغیر ہلے جلے، ٹکٹکی باندھے اس دل کش صورت کو دیکھتے رہتے ہیں۔ یہ لوگ اتنی دور سے روحانیت کی تلاش میں ڈیرہ آتے ہیں اور کچھ مہینے ہی یہاں رہ سکتے ہیں، اس لئے اُن کی سہولت اور آرام کا بھی خاص خیال رکھا جاتا ہے۔

ست سنگ ختم ہونے کے تقریباً ایک گھنٹہ بعد (سیوا کے وقت) حضور

---

[1] آج کل کلوز سرکٹ ٹی۔وی کے ذریعہ ست سنگی اور سب سننے والے حضور مہاراج جی کے درشن بھی کرتے ہیں۔

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitzed by eGangotri

مہاراج جی ایک اُونچی جگہ (سٹیج) پر بیٹھ کر سنگت کو درشن دیتے ہیں۔ عورتیں اور آدمی الگ الگ قطاروں میں آہستہ آہستہ سامنے سے گزرتے جاتے ہیں۔ اپنی حیثیت اور بھاؤنا کے مطابق سیوا صندوقچی میں ڈالتے جاتے ہیں اور درشن کر کے پرشاد لے کر شکر گزار ہوتے ہیں۔ اِس کے بعد سنگت دوپہر کے کھانے کے لئے لنگر یا بھوجن بھنڈار کی طرف چلی جاتی ہے۔

لنگر میں برتن صاف کرنے، آٹا، دال وغیرہ سامان، کھانا بنانے والی جگہ پر اکٹھا کرنے، کھانا بانٹنے وغیرہ سبھی کام سیوا کے ذریعے کئے جاتے ہیں۔ عورتیں صبح سے دوپہر تک اور پھر دوپہر سے رات تک لوہے کے بڑے بڑے توؤں کے اِرد گرد بیٹھ کر روٹیاں بناتی ہیں۔ مئی اور جولائی کی سخت گرمی میں ست سنگی عورتیں بھٹی کے پاس بیٹھ کر بڑے پیار سے روٹیاں بناتی ہیں۔ پسینے میں تربتر لیکن، ستگورو کے پریم میں محو وہ شبد گاتی جاتی ہیں اور گورو کی سنگت کے لئے بڑی لگن کے ساتھ کھانا تیار کرتی جاتی ہیں۔

سنگت کی اِتنی بڑی تعداد کو کھلانے پلانے کا مسئلہ اِس قدر مشکل ہے کہ حضوری طاقت ہی اِسے سنبھال سکتی ہے۔ جیسے جیسے سنگت بڑھتی جاتی ہے، لنگر کا رقبہ اور بھی بڑھتا جاتا ہے۔ آج کل ایک وقت میں تیس چالیس ہزار مرد و عورتیں بیٹھ کر کھانا کھاتے ہیں۔ بھوجن کھلانے والے سیوادار چل چل کر نہیں بلکہ دوڑ دوڑ کر کھانا کھلاتے ہیں۔ بھنڈارے کے دِنوں میں ڈیڑھ پونے دو لاکھ لوگ لنگر میں کھانا کھاتے ہیں۔ باقی سنگت کو بھوجن بھنڈار اور کینٹینیں سنبھالتی ہیں۔ اِتنی بھاری بھیڑ میں کوئی بھوکا نہیں رہتا آج کل لنگر کا رقبہ اور بھی بڑھایا جا رہا ہے۔ تاکہ آنے والے دِنوں میں بڑھتی ہوئی سنگت کو تکلیف نہ ہو۔

دوپہر کے کھانے اور تھوڑے سے آرام کے بعد سیوا کی گھنٹی بجتے ہی سنگت کھلے میدان میں سیوا کے لئے چلی جاتی ہے۔ یہ سیوا مختلف قسم کی ہوتی

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitzed by eGangotri

ہے۔ دریا کی طرف کے ٹیلوں کو کاٹ کر، مٹی لاکر ڈیرہ کے اندر کھڈوں کو بھرنا، زمین ہموار کرنا، گھاس جھاڑیاں وغیرہ کاٹ کر میدان کو صاف کرنا، دریا کے کنارے سے موٹا گھاس (کاہ وغیرہ) کاٹ کر لنگر میں ایندھن کے لئے لانا، اینٹیں، ریت اور چونا وغیرہ، اٹھا کر زیرِ تعمیر عمارتوں کے پاس لانا، اینٹوں کو کوٹ کر روڑی بنانا وغیرہ وغیرہ کئی قسم کی سیوائیں چلتی تو سارا سال ہی ہیں لیکن بھنڈارہ کے دنوں کا نظارہ دیکھنے والا ہوتا ہے۔ سیوا کرنے والی سنگت اتنی زیادہ ہوتی ہے کہ مٹی اٹھانے کی ٹوکریوں کی کمی پیدا ہو جاتی ہے اور روڑی توڑنے کے لئے ہتھوڑیوں کی بھی۔ امیر، غریب، عالم، ان پڑھ، سرکاری افسر، وکیل، پروفیسر، ڈاکٹر، بیوپاری اور صنعت کاروں سے لے کر عام سیدھے سادے کسان و مزدور آپسی بھید بھاؤ کو بھول کر سیوا میں برابر حصہ لیتے ہیں۔

روحانی ست سنگ، ستگورو کے درشن، ان کے انمول بچن اور سیوا، سنسار کے دکھوں اور مصیبتوں کی آگ میں جلتی ہوئی سنگت کو غیبی سکون بخشتے ہیں۔

ڈیرہ کے رہنے والوں کی طرح حضور مہاراج جی کا دن بھی 8 یا 9 گھنٹوں کا ہوتا ہے، لیکن ان سے کہیں زیادہ مصروف اور محنت طلب۔ حضور کا روزانہ معمول صبح تین بجے سے شروع ہوتا ہے۔ بھجن اور غسل وغیرہ سے فارغ ہو کر آپ آٹھ ساڑھے آٹھ بجے تک تیار ہو کر اپنی کوٹھی کے ذاتی دفتر میں آجاتے ہیں۔ حضور کے ذاتی یعنی پرسنل سکریٹری بھی خطوں اور دیگر ضروری کاغذات کے ساتھ آجاتے ہیں۔ ست سنگ کے سکریٹری، ڈیرہ کے کچھ افسران، انجینئر، کارندے وغیرہ بھی دن بھر کے کاموں کے بارہ میں بات چیت کرنے کے لئے موجود رہتے ہیں۔ اس کے بعد ساڑھے نو بجے سے گیارہ بجے تک حضور ست سنگ بخشتے ہیں۔ ست سنگ کے فوراً بعد غیر ملکوں سے آئے ہوئے ست سنگیوں سے ملتے ہیں اور کچھ نئے آئے ہوئے لوگوں کو بھی وقت دیتے ہیں۔

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitzed by eGangotri

اِسی دَوران حضُور ڈاک میں آئے ہُوئے خطوں کو دیکھتے ہیں۔ آج کل تقریباً تین سو خط ہر روز آتے ہیں۔ جن میں لگ بھگ سَو خط انگریزی میں اَور باقی دِیگر ہندُوستانی زبانوں میں لِکھے ہوتے ہیں، جن کا اُنہیں زبانوں میں جواب لِکھوایا جاتا ہے۔ اِن خطوں میں رُوحانی طلب اَور باطنی شغل کے مُتعلّق سوالوں سے لے کر خاندانی تقاضوں، کاروباری مسئلوں، بیماری، آپریشن، شادی، اَولاد، نوکری، مُقدّمے وغیرہ پریشانیوں میں ستگورُو سے رُہنمائی اَور دَیا مہر کی اِلتجا کی جاتی ہے۔ اگرچہ سنگت سے صِرف رُوحانیّت اَور ابھیاس سے مُتعلّق مسئلوں پر خط و کِتابت کی اُمّید کی جاتی ہے۔ پھر بھی دِیگر باتوں پر لِکھے ہر ایک خط کا جواب دِیا جاتا ہے۔ انگریزی خطوں میں زیادہ تر خط غیر مُلکوں سے ست سنگیوں اَور مُتلاشیوں کے ہوتے ہیں۔

ساڑھے گیارہ اور بارہ بجے کے درمیان مہاراج جی لنگر میں تشریف لے جاتے ہیں اَور روٹی بنانے، دال، سبزی وغیرہ پکانے کی مُختلِف جگہوں پر جاتے۔ اُس وقت سنگت کھانا کھانے کے لئے قطاروں میں بیٹھی ہوتی ہے۔ بھنڈارہ کے دِنوں میں ایک ایک بار تیس تیس چالیس چالیس ہزار لوگ ترتیب سے قطاروں میں بیٹھے رہتے ہیں۔ حضُور اُن کے بیچ میں سے ہوتے ہُوئے لنگر کے مُختلِف حِصّوں میں جاتے ہیں، سارے اِنتظام کا مُعائنہ کرتے ہیں اَور کھانے پر نظرِ مہر ڈالتے ہیں۔ ضبط (ڈِسپلن)، پیار اَور بھگتی کا یہ نظّارہ بے مِثال ہوتا ہے۔

لنگر سے مہاراج جی سیدھے ست سنگ کے پنڈال میں تشریف لاتے ہیں، جہاں سنگت دَھن کی سیوا کے لئے آتی ہے۔ سنگت اپنی حیثیت، خواہش اَور بھاؤنا کے مُطابق نقدی یا سامان، رادھا سوامی ست سنگ بیاس سوسائٹی کو نذر کرتی ہے۔ یہ رقم وغیرہ سکریٹری کی نگرانی میں ست سنگ کے مُنتظِمین اَور سکریٹری یا ٹرسٹ کے ذریعے مُقرّر کردہ قابلِ اعتماد دست سنگی لیتے ہیں۔ اَور نذر کرنیوالے

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitzed by eGangotri

کو رسید وغیرہ دیتے ہیں۔ یہ ساری رقم ٹرسٹ کے حساب میں جمع کی جاتی ہے اور حضور مہاراج جی، سکریٹری، ٹرسٹی یا کوئی بھی منتظم اسے اپنے استعمال میں نہیں لیتے۔

دوپہر کے بارہ بجے سے لگ بھگ ڈیڑھ بجے تک حضور اس سیوا میں بیٹھے رہتے ہیں۔ اس دوران اُن ست سنگیوں سے جنہیں اندرونی اور شغل کے متعلق مشکلات کے بارہ میں کچھ پوچھنا ہو، حضور بات کرتے ہیں۔

اس سیوا سے واپس آتے ہوئے ڈیڑھ دو بج جاتے ہیں۔ اور حضور دوپہر کا کھانا کھانے کے بعد مشکل سے آدھا یا پون گھنٹہ آرام کر پاتے ہیں۔ تین سے چار بجے تک خطوں کے جواب لکھوانے اور ڈیرہ سے متعلق دیگر کاموں سے فارغ ہونے کے بعد چار بجے اُس جگہ پر پہنچ جاتے ہیں جہاں سنگت جسمانی سیوا کر رہی ہوتی ہے۔ حضور کسی اونچی جگہ پر کرسی پر بیٹھتے ہیں، جہاں سے سیوا کرنے والی سنگت دیدار کر سکے۔ لیکن اس ڈیڑھ گھنٹہ کے وقت میں بھی مہاراج جی مصروف رہتے ہیں۔ ملاقات چاہنے والے ست سنگیوں و متلاشیوں سے بات کرنے، ڈیرہ کے انجینیروں سے تعمیری کام کے بارہ میں صلاح و مشورہ کرنے اور ہندی، سندھی، پنجابی، اردو وغیرہ زبانوں کے خطوں کے جواب لکھوانے میں لگ بھگ پورا وقت گزر جاتا ہے۔

سیوا کے بعد ساڑھے پانچ بجے اپنی کوٹھی میں پہنچتے ہی حضور ڈیرہ کے سکریٹری سے کئی قسم کے ضروری کاموں کے بارہ میں بات چیت کرتے ہیں، اور انہیں اپنی رائے اور ہدایت دیتے ہیں۔ اس میں قریب سوا چھ بج جاتے ہیں۔ اس کے بعد حضور شام کو دوبارہ لنگر کے معائنے اور کھانے پر نذر مہر ڈالنے کے لئے لنگر تشریف لے جاتے ہیں۔

ساڑھے چھ بجے سے ساڑھے سات بجے تک حضور گیسٹ ہاؤس کے

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitzed by eGangotri

میٹنگ ہال میں غیر مُلکوں سے آئے ہُوئے ست سنگیوں اور مُتلاشیوں کو انگریزی میں ست سنگ بخشتے ہیں۔ اِس وقت حضُور اُن کے سوالوں کے جواب بھی دیتے ہیں۔ اِن سوالوں کا دائرہ سنت مت کے اصُولوں، بھجن سمرن کے طور طریقوں وغیرہ سے لے کر ست سنگی کی روزمرّہ کی زندگی سے مُتعلّقہ مسئلوں تک ہوتا ہے۔ حضُور ہر سوال کا آسان جواب فرماتے ہیں۔ سوال و جواب کے بعد ست سنگ ہوتا ہے۔ حضُور اکثر بائیبل سے ست سنگ فرماتے ہیں۔ اور بائیبل کے مُعمّات[1] حوالوں اور کہانیوں میں چھُپے رُوحانیت کے انمول رتنوں کو ظاہر کرتے ہیں۔

انگریزی ست سنگ کے بعد حضُور واپس اپنی کوٹھی میں آکر کھانا کھاتے ہیں اور کھانے کے بعد رات کو آٹھ بجے سے نو یا ساڑے نو بجے تک کا وقت ست سنگیوں سے مِلنے یا اپنے دفتر میں بیٹھ کر دِن بھر کے بقایا کاموں کو پُورا کرنے، کِسی نئی قلمی کِتاب (مسوّدہ) کو دیکھنے وغیرہ میں نکل جاتا ہے۔ اِس کے بعد حضُور اپنی آرام گاہ میں چلے جاتے ہیں۔ اور دس پندرہ مِنٹ پڑھنے کے بعد بتّی بند کر دیتے ہیں اُنّیس گھنٹے کے لمبے پُرمحنت اور مصرُوف دِن کے بعد رات کو دس بجے مُرشدِ مہربان نیند کے مرکز پر توجّہ دیتے ہیں یا اُونچے رُوحانی طبقات کی سیر کرتے ہیں۔ یہ تو وُہ آپ ہی جانیں۔ جیسا کہ ایک پہُنچے ہُوئے ابھیاسی دوست نے ایک بار مجُھ سے کہا تھا کہ سنت ستگورو پرم پتا پرماتما کے سیوک ہوتے ہیں، اُس کُل مالِک کے دربار میں اُنہیں ایک پل کیلئے بھی چھُٹّی نہیں مِلتی۔ یہاں تک کہ نیند کی حالت میں بھی نہیں۔ حضُور مہاراج ساون سنگھ جی فرمایا کرتے تھے کہ باطن میں شبد سے مِل جانے پر ابھیاسی کو شبد سے اتنی چُستی اور تازگی حاصِل ہوتی ہے کہ اُسے زیادہ نیند کی ضرُورت محسُوس نہیں ہوتی۔

اور سنت تو خُود کلمۂ مجسّم (دیہہ دھاری شبد) ہوتے ہیں۔

---

[1] وُہ حِکایتیں جن میں کوئی اخلاقی یا رُوحانی حقیقتیں بیان کی جائیں۔

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitzed by eGangotri

5

سنتوں کی تعلیم

مجھے پچھلے باسٹھ سال سے تین پرم سنتوں کے قدموں میں بیٹھ کر اُن کی آزمودہ تعلیم کو حاصل کرنے کی خوش نصیبی میسّر ہوئی ہے۔ دراصل اُن کی تعلیم ہی اُن کی زندگی کا اہم ترین حصّہ ہے۔ جس کا بیان کیے بغیر یہ کتاب اَدھوری ہی رہے گی۔ اِس لیئے یہاں اُن کی تعلیم کا لُبِّ لباب مختصر طور پر دے رہا ہوں۔

سنت سُنی سُنائی یا پڑھی پڑھائی باتیں نہیں کرتے، جو کچھ اُنہوں نے خود دیکھا ہے، جس کا خود تجربہ کیا ہے، وہی بیان کرتے ہیں۔ جیسا کہ سنت دادو صاحب کہتے ہیں: "دادو دیکھا دیدہ ❊ سب کوئی کہت شُنیدہ" کہ لوگ تو سُنی سُنائی باتیں کرتے ہیں، لیکن میں نے پرماتما کو ظاہرہ ظہور دیکھا ہے۔ اَور دیکھ کر کہہ رہا ہوں۔

سنت چاہے کسی بھی ذات، مُلک یا وقت میں کیوں نہ آئے ہوں سب کی ایک ہی تعلیم ہے۔ وہ کوئی نئی قوم یا مذہب یا مِلّت کی بُنیاد کھڑی کرنے نہیں آتے۔ وہ ہمیں جنم مَرن کی قید، موہ مایا کے جال اَور چوراسی کے جیل خانہ سے آزاد کرا کے کُل مالک سے مِلانے کے لیئے آتے ہیں۔ لیکن ایسے مہاتماؤں کے جانے کے بعد ہم باہر مکھی ہو کر شریعت اَور کرم کانڈ میں پھنس جاتے ہیں، اَور اُن کی اصل تعلیم کو بالکل بھُول جاتے ہیں۔ اُن کی پاک رُوحانی تعلیم کو ہم ذات، مذہب اَور مُلک کی تنگ دِیواروں میں بند کر کے ایک دُوسرے سے لڑنا جھگڑنا

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitzed by eGangotri

شروع کر دیتے ہیں۔

سنت فرماتے ہیں کہ جس مذہب، ذات، سماج یا مُلک میں ہم پیدا ہُوئے ہیں، اُسی میں اپنا گزارہ کریں۔ مذہب بدلنے سے خُدا نہیں ملتا۔ یہ ذات پات اَور مذہب اِنسان کے بنائے ہُوئے ہیں۔ پرماتما کے بنائے ہُوئے نہیں، خُدا سے وِصال کے لِئے نہ تو مذہب بدلنے کی ضرُورت ہے، نہ ہی کوئی بہرُوپ اپنانے کی، نہ سر مُنڈوانے کی ضرُورت ہے، نہ لمبے بال رکھنے کی، نہ گیروئے کپڑے پہننے کی ضرُورت ہے۔ نہ نیلا نہ پیلا لِباس اختیار کرنے کی۔ خُدا سے وِصال کے لِئے ہمیں نہ تو گھر بار چھوڑنا ہے، نہ سماج سے بھاگ کر جنگلوں میں جانا ہے اَور نہ ہی اُس کی تلاش میں ہمیں غاروں، پہاڑوں یا اُجاڑوں میں بھٹکنا ہے۔ پرماتما ہمارے جِسم کے اندر ہے، باہر نہیں۔ جِسے بھی مِلا ہے، اپنے اندر ہی مِلا ہے۔ اور جِسے بھی مِلے گا، اپنے اندر ہی ملے گا۔

ہمارا جِسم وہ سچّا "ہرمندر" ہے، جہاں وہ مالِک خُود رہتا ہے۔ سب سنتوں کا یہی پیغام ہے۔ گورُو نانک صاحب فرماتے ہیں: "ہرمندر ایہہ سریر ہے[1]" دادُو صاحِب کہتے ہیں کہ لوگ مالِک کی تلاش میں باہر بھٹک رہے ہیں، لیکن وُہ تو ہمارے جِسم کے اندر ہے: "کوئی دَوڑے دُوار کا کوئی کاشی جاہہ ؛ کوئی متھُرا کو چلے، صاحب گھٹ ہی ماہہ" (سنت دادُو دیال کی بانی، بھاگ ۱، ص 102)

بُلھے شاہ کہتے کہ وُہ، خُدا ہم سے جُدا نہیں ہے۔ "بُلھا شوہ اَساں توں کھ نہیں[2]"

تُلسی صاحب فرماتے ہیں کہ بڑے افسوس بات ہے کہ اِنسان باہر نقلی مندروں، مسجدوں میں جا کر خُدا کو تلاش کرتا ہے، جب کہ اُس مالِک کا قیام اِنسان کے جِسم کی قُدرتی مسجد میں ہے۔ حضرت عیسےٰ نے خُدا کی بادشاہت کو ہمارے اندر بتایا ہے اَور گورُو اَمرداس جی فرماتے ہیں کہ ہمارے جِسم کی اِس گپھا میں بے شُمار خزانے ہیں اَور

---

[1] آدگرنتھ، ص 1347 [2] انور علی رُہتکی، قانونِ عشق، کافی 70، ص 246

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitzed by eGangotri

اِسی میں وہ نادیدہ اَور لا انتہا (اَلکھ، اَپار) خُدا رہتا ہَے۔ کبیر صاحب نے توصاف کہا ہَے:

تُرک مَسیتے ہِندُو دیہرے[1]، آپ آپ کو دھائے
الکھ پُرش گھٹ بھیترے، تاکا دُوار نہ پائے (کبیر ساکھی سنگرہ، ص ۲۷۶)

پرماتما کا مِلاپ صرف اِنسانی جامہ میں ہی مُمکن ہَے۔ باقی کِسی بھی قالب میں پرماتما سے مِلاپ کرنے کی صلاحیّت نہیں ہے۔ دیوی دیوتا بھی اِنسانی جامہ کے لِئے ترستے ہَیں، چَوراسی کے چکّر کے بعد اِنسانی جامہ بڑی خُوش نصیبی سے مِلتا ہَے۔ یہ پرماتما سے مِلنے کا سُنہری مَوقعہ ہَے۔ گورُو ارجُن دیو جی فرماتے ہَیں کہ ہم نے کئی جنم کیڑے، پتنگوں کے، ہاتھی ہرن، مچھلی وغیرہ کے پائے ہَیں، کئی جنم پرندوں وسانپوں کے اَور کئی جنم ہم نے گھوڑوں، جانوروں اَور پیڑ پَودوں کے پائے۔ کئی جُگوں کے بعد یہ اِنسانی جامہ مِلا ہَے۔ یہی پرماتما سے مِلنے کا موقعہ ہَے۔ اِس کا پُورا پُور فائدہ اُٹھانا چاہیئے۔ (سری آدگرنتھ صاحب، محلہ ۵، صفحہ ۲۷۶) سوامی جی مہاراج فرماتے ہَیں: "یہ تن دُرلبھ تُم نے پایا ❊ کوٹ جنم بھٹکا جب کھایا[2]" اب اِس کو فضول نہیں گنوا دینا چاہیئے۔ اِیران کے سَنتوں نے بھی یہی خیال ظاہر کیا ہَے۔ مولانا رُوم فرماتے ہَیں کہ مَیں کئی بار نباتات کی شکل میں پَیدا ہُوا ہُوں اَور اِس طرح کے مَیں نے سات سو ستّر جنم پائے ہَیں[3]۔ آپ ایک اَور جگہ فرماتے ہَیں: "گاہے نخل در باغ ہا ❊ گاہے ثمر بر شاخ ہا[4]" یعنی، کئی بار مَیں گھاس اَور سبزی کی طرح پَیدا ہُوا ہُوں اَور کئی بار درختوں پر پھل بن کر لگا ہُوں۔

اُس پرم پِتا پرماتما کُل مالِک کو سنتوں مہاتماؤں نے اپنے پیار میں آکر بے شُمار ناموں سے یاد کیا ہَے۔ لیکن مولانا رُوم کے الفاظ میں "اُو نامے ندارد"

---

[1] مندر [2] ساز بچن ۲۷: ۲
[3] ہمچو سبزہ بارہا روئیدہ ام ❊ ہفت وصد ہفتاد قالب دیدہ ام
[4] کُلیات شمس تبریز، ص ۵۰۷

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitzed by eGangotri

اُس کا کوئی نام نہیں ہے، ہم نے اُس مالِک کے جتنے بھی نام رکھے ہیں، وُہ سب لِکھنے، پڑھنے اَور بولنے میں آتے ہیں۔ اُن سب کی ہم تاریخ بتا سکتے ہیں۔ مِعیاد مُقرّر کر سکتے ہیں۔ سوامی جی مہاراج کے آنے کے بعد ہم نے اُس مالِک کو "رادھا سوامی" کہنا شرُوع کر دیا۔ گورُو نانک صاحب کے بعد ہم نے پرماتما کو "واہگورُو" کہہ کر پُکارنا شرُوع کر دِیا۔ حضرت مُحمّدؐ صاحب کے بعد ہم نے اُس مالِک کو "اللہ" کہہ کر یاد کرنے لگے۔ سوامی جی مہاراج کو آئے سَو سال، گورُو نانک صاحب کو آئے پانچ سَو سال اَور حضرت مُحمّدؐ صاحب کو آئے چوَدہ سَو سال ہُوئے ہیں۔ لیکن آج سے سَو، پانچ سَو یا چوَدہ سَو سال پہلے بھی تو دُنیا کے جِیو یہیں تھے، وہی مالِک تھا اَور لوگ کِسی نہ کِسی لفظ سے اُسے یاد کرتے ہی رہتے تھے۔ اِسی طرح رام، جہووا، خُدا، وغیرہ سبھی ناموں کی کوئی نہ کوئی مِعیاد (وقت) مُقرّر ہے۔

جو نام لِکھنے، پڑھنے اَور بولنے میں آتا ہے، جِس کی مِعیاد مُقرّر کی جا سکتی ہے اُسے مہاتما ورناتمک (زبان سے بولا جانے والا) نام کہتے ہیں۔ لیکن جِس نام کی سَنت بڑائی کرتے ہیں، جِس نام سے جُڑ کر ہمیں نجات حاصِل کرنی ہے، آتما اَور مَن کی گانٹھ کو کھولنا ہے، اپنے آپ کو پہچان کر مالِک کو پہچاننے کے قابِل بننا ہے، اُس نام کی کوئی مِعیاد مُقرّر نہیں کی جا سکتی ہے۔ وُہ اَنادی اَور اَننت ہے۔ وُہ دُھناتمک نام ہے، سچّا نام ہے، وُہ نہ لِکھنے میں آتا ہے، نہ پڑھنے میں اَور نہ بولنے میں۔ "ذِکرِ اُو بے کام و بے زبان اَست" اُس کا ذِکر بغیر تالو اَور زبان کے کِیا جاتا ہے۔ سنتوں نے اُسے نام اَور شبد کہہ کر پُکارا ہے، وِیدوں نے اُسے اُدگیت ناد اَور آکاش بانی کہا ہے، عیسےٰ مسیح نے اُسے ورڈ یا لوگاس، حضرت مُحمّدؐ صاحب نے کُن اَور کلمہ اَور ایران کے سنتوں نے اُسے ندائے آسمانی، بانگِ الٰہی وغیرہ کہا ہے۔ گورُو نانک صاحب اَور دِیگر سنتوں نے اُسے شبد، امر، سچ، بانی، گورُ بانی، حُکم، کیرتن، اکتھ کتھا، نرمل ناد وغیرہ ناموں سے پُکارا ہے۔

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitzed by eGangotri

اِس نام یا شبد نے ساری سرشٹی کی رچنا یا کائنات کی تخلیق کی ہے۔ گورو امرداس جی کہتے ہیں: "نامے ہی تے سبھ کچھ ہوآ"[1] یعنی جو کچھ بھی ہم دُنیا میں دیکھ رہے ہیں، سب نام کی بدولت ہی پیدا ہوا ہے۔ قرآن شریف میں آیا ہے کہ 'کلمہ' یا کُن کے ذریعہ مالک نے دُنیا پیدا کی ہے۔ چین کی فلاسفی کیمطابق 'ٹاؤ' نے دُنیا کی رچنا کی ہے۔ حضرت عیسےٰ فرماتے ہیں، "اِبتدا میں ورڈ (شبد) تھا۔ وَرڈ خُدا کے ساتھ تھا، سب کچھ اُس کے ذریعے بنا، اَور جو کچھ بنا ہے، اُس میں سے کوئی بھی چیز اُس کے بغیر نہیں بنی۔ (جان ۱: ۱-۳)

گورو نانک صاحب فرماتے ہیں:

سبدے دھرتی سبدے آگاس سبدے سبد بھیا پرگاس
سگلی سرشٹ سبد کے پاچھے نانک سبد گھٹے گھٹ آچھے (جنم ساکھی ص ۱۹)

مُسلمان فُقرا نے بھی یہی فرمایا ہے۔ شاہ نیاز فرماتے ہیں کہ اُس آواز سے عالم ظہور میں آیا: "عالم از صوتِ ایں ظہور گرفت"[2]

پرماتما اَور اُس کے سچّے نام میں کوئی فرق نہیں۔ نام اَور نامی ایک ہی ہیں۔ خواجہ مُعین الدّین چشتی کہتے ہیں، "میانِ اِسم و مُسمّیٰ چو فرق نیست"[3] کہ نام اَور نامی کے درمیان کوئی فرق نہیں ہے۔ اِسی شبد کے بارے میں عیسےٰ مسیح نے کہا ہے، "شبد ہی پرماتما تھا" (جان ۱: ۱)

ہماری رُوح اُس رَبّ کا جزو ہے۔ اُس (ست نام سمندر) بحرِ حق کی ایک بُوند ہے، اپنے اصل سے جُدا ہو کر، اِس دُنیا میں آکر یہ لگاتار دُکھ اُٹھا رہی ہے۔ یہاں آکر اِس نے مَن کا ساتھ لے لیا ہے۔ مَن کے بس میں ہو کر رُوح کرموں کے جال میں پھنس گئی ہے اَور اَچھے و بُرے کرموں کی بدولت بار بار دُنیا میں آکر پیدا ہوتی اَور مرتی ہے۔ یہ دُنیا کرم بھومی (میدانِ عمل) ہے۔ جیسے

---

[1] آدگرنتھ، ص 753 [2] دیوان نیاز بریلوی، ص ۹۱ [3] دیوان غریب نواز، ص ۱۷

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitzed by eGangotri

بھی کرم (اعمال) ہم کرتے ہیں ویسا ہی پھل بھگتنے کے لئے یہاں آنا پڑتا ہے۔ اِس دُنیا، بہ صُورتِ کھیت میں اگر ہم مرچ بوتے ہیں تو مرچ اور اگر گنّا لگاتے ہیں تو گنّے کی فصل کاٹنے کے لئے آنا پڑتا ہے اگر صرف نیک کام کرتے ہیں تو بہشت میں پہنچ جاتے ہیں، لیکن اپنی معیاد پوری کر لینے پر بہشت سے بھی واپس آنا پڑتا ہے۔ اِس دُنیا میں کہیں سُکھ نہیں ہے۔ راجہ و رنک، امیر و غریب، عالِم و اَن پڑھ سب یہاں دُکھ اُٹھا رہے ہیں۔ ہمیں سچّا سُکھ و سچّی شانتی واپس جاکر پرماتما سے مِلاپ کر کے اپنے اصل میں سما جانے پر ہی مِل سکتی ہے۔

ہمارا رُوحانی سفر پاؤں کے تلووں سے لے کر سر کی چوٹی تک ہے۔ اِس سفر کی دو منزلیں ہیں، ایک آنکھوں تک اور دُوسری آنکھوں سے اُوپر۔ آنکھوں سے نیچے آنکھ، کان، ناک وغیرہ نَو دَوار (دروازے) ہیں، جن کے ذریعہ ہمارا خیال باہر ساری دُنیا میں پھیل رہا ہے۔ اِن نَو دَواروں میں دُنیا کے کاروبار ہیں، اِندریوں کی پھیکی لذّات ہیں۔ اِن نَو دَواروں میں نجات نہیں۔ آنکھوں سے اُوپر مَن اور آتما کا مرکز ہے، جسے سنتوں نے تیسرا تِل و نجات کا دروازہ کہا ہے۔ مُسلمان فقیروں نے اِسے نُقطۂ سوَیدا اور حضرت عیسےٰ نے اِسے گھر کا دروازہ کہہ کر سمجھایا ہے۔ اِسی مرکز سے نیچے اُتر کر ہمارا خیال نَو دروازوں کے راستے سے ساری دُنیا میں پھیل رہا ہے۔ ہمارا مَن لگاتار باہر بھٹک رہا ہے۔ ہمیں اِسے باہر سے سمیٹ کر اِس مرکز پر لانا ہے۔ اِس جگہ پر دُہ شبد، مالِک کی درگاہ یعنی مقامِ حق سے اُٹھ کر، لگاتار آرہا ہے۔ اِس مرکز پر اپنی سُرت یعنی رُوح کو یکسُو کر کے ہی ہم اُس شبد کے ساتھ جُڑ سکتے ہیں اور اپنا رُوحانی سفر شروع کر سکتے ہیں۔ اِس رُوحانی شغل کے لئے سنت ہمیں سمرن، دھیان اور بھجن کے طریقے بتاتے ہیں۔

ہمارے مَن کو لگاتار سوچنے و دلیلیں دینے کی عادت ہے۔ اِسے مہاتما سمرن کہتے ہیں۔ ہم جس کا سمرن کرتے ہیں، اُس کی شکل بھی ہماری آنکھوں کے

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitzed by eGangotri

سامنے آجاتی ہے۔ اگر بیوی بچوں کا سمرن کرتے ہیں تو اُن کی شکلیں ہماری آنکھوں کے سامنے آجاتی ہیں۔ اور اگر گھر کے کام کاج کا خیال آتا ہے تو وُہ ہماری آنکھوں کے سامنے آجاتے ہیں، اِسے مہاتما "دھیان دھرنا" کہتے ہیں۔ جس کا ہم سمرن کرتے ہیں، اُس کا دھیان بھی ساتھ ہی آجاتا ہے۔ جن شکلوں اور چیزوں کا ہم سمرن اور دھیان کرتے ہیں، اُن کے ساتھ ہمارا لگاؤ اور ہمارا پیار ہو جاتا ہے۔ "جہاں آسا تہاں باسا" موت کے بعد ہم اپنے موہ اور لگاؤ سے بندھے ہوئے وہیں جاکر جنم لیتے ہیں جہاں ہمارا لگاؤ اور پیار ہوتا ہے۔ اِس طرح دُنیا کی شکلوں اور چیزوں کا لگاؤ ہمیں بار بار اِسی دُنیا میں واپس لے آتا ہے۔ سنت ہمیں دُنیا کے سمرن کے بجائے مالِک کے نام کا سمرن اور دُنیا کی فانی چیزوں کے دھیان کی بجائے اُس بیدار اور لافنا کے دھیان (تصوّر) کا طریقہ سکھاتے ہیں۔

سمرن کے ذریعے ہم اپنے پھیلے ہُوئے خیال کو سمیٹ کر تیسرے تِل پر اِکٹھا کرتے ہیں، دھیان کے ذریعے اُسے یہاں ٹھہراتے اور قائم کرتے ہیں اور پھر شبد سے جُڑ کر، اُس کے ذریعہ اُوپر کے رُوحانی طبقوں میں جاتے ہیں۔ ہم مَن مایا کے طبقوں کو پار کرتے ہُوئے شُدھ چیتن لوکوں (خالِص رُوحانی طبقوں) میں داخل ہو جاتے ہیں۔ اور آخر کار مقامِ حق (دُھر دھام) پہنچ کر پرم پِتا پرماتما میں سما ہو جاتے ہیں۔ سمرن، دھیان اور دُھن (شبد) کے اِس ابھیاس کو 'سُرت شبد یوگ' کا مارگ کہا گیا ہے۔ دُوسرے لفظوں میں یہ سُرت یعنی رُوح کو شبد سے جوڑنے کا مارگ ہے۔

اِس ابھیاس (شغل) میں جب رُوح جسم سے سمٹ کر تیسرے تِل سے آگے سُورج، چاند اور تارا منڈل کو پار کر کے اُوپر جاتی ہے تو اپنے ستگورو کی نُورانی صُورت کے دَرشن کرتی ہے۔ ستگورو کی یہ مہان نُورانی صُورت مُرید کی

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitzed by eGangotri

رُوح کو بالائی رُوحانی منڈلوں میں سے لے جاتی ہُوئی مقامِ حق پہنچا دیتی ہے۔ شبد کے ابھیاس (شغل کلمۂ الٰہی) اور ستگورو کے دھیان کے ذریعہ مُرید اپنے مُرشد کی نُورانی صُورت میں محو ہونے لگتا ہے۔ گورُو نانک صاحب اِسی حالت کی طرف اِشارہ کرتے ہُوئے فرماتے ہیں "نانک آپ چھوڑ گور ماہرِ سماوے" (آدِ گرنتھ، ص ۹۶۶) مُسلمان فقیر اس حالت کو فنافی الشیخ ہونا، یعنی اپنے ستگورو میں اپنی ہستی کو کھو دینا کہتے ہیں۔

یہاں سے کامل مُرشد مُرید کو اُوپر کے منڈلوں میں لے جاتے ہیں، اور سب سے پہلے سہنس دِل کنول میں داخل ہوتے ہیں۔ اِسے یوگیوں نے سہسرار بھی کہا ہے اور یہ مُقام اُن کی آخری منزل ہے۔ لیکن سنتوں کے رُوحانی سفر کے مارگ میں یہ پہلا مقام ہے۔ یہاں سے آگے برہم کا دیش آتا ہے۔ جسے ترکُٹی کہا گیا ہے اور جسے ایران کے سُنتوں نے مُثلثی کہا ہے۔ یہ ہمارے مَن کا منبع ہے۔ بے شمار رِشی مُنی، یوگیشور، وَلی وغیرہ اِس مقام پر رُکے ہُوئے ہیں۔ لیکن سنت اور اُن کے ذریعہ چیتائے ہُوئے جیو اِس مقام سے کہیں اُوپر جاتے ہیں۔ یہاں مَن کا ساتھ چھُوٹ جاتا ہے اور آتما من کے قید سے آزاد ہو جاتی ہے۔ اِس کے آگے ترکُٹی اور سچ کھنڈ کے درمیان دِیگر منڈلوں کو پار کرتی ہُوئی آتما دُھر دھام، سچ کھنڈ مقامِ حق، نج دیش پہنچ جاتی ہے۔ برہم تک کے لوک قیامت (پرلے) اور قیامتِ کبیرہ (مہا پرلے) میں فنا ہو جاتے ہیں۔ ست لوک قیامت اور قیامتِ کبیرہ کی زد سے باہر لطیف بیداری کا مقام ہے۔ جہاں پہنچ کر ہم جنم مرن کے چکّر سے ہمیشہ کے لیئے چھٹکارا پا لیتے ہیں۔

یہ کیفیت صرف اُسی اِنسان کو مِل سکتی ہے، جسے کامل مُرشد مِلے ہوں۔ اور اُن سے شبد کے ابھیاس (شغلِ کلمۂ الٰہی) کا طریقہ بھی مِلا ہو۔ صرف کامل مُرشد ہی ہمیں سمرن اور دھیان (ذِکر و تصوّر) کا طریقہ بتا سکتے ہیں۔ اور وہی ہماری آتما

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitzed by eGangotri

کو اندر میں شبد سے جوڑ سکتے ہیں۔ تمام مذہبوں میں ویدوں، شاستروں، اُپنشدوں، پُرانوں وغیرہ میں گورُو کی ضرورت پر زور دیا گیا ہے۔ باہری دُنیا میں بھی ہم بغیر گورُو کے عام دُنیاوی ہُنر تک نہیں سیکھ سکتے۔ سائنس، ڈاکٹری، سنگ تراشی، لوہار یا سُنار کا کام، موٹر یا ہوائی جہاز وغیرہ چلانے کا کام بھی اِن کے ماہر لوگوں سے ہی سیکھا جا سکتا ہے۔ بولنے، چلنے، پڑھنے، لکھنے وغیرہ کے لئے جنم سے ہی ہمیں کسی نہ کسی کو گورُو اِختیار کرنا پڑتا ہے۔ جب باہر کے کاموں کو سیکھنے کے لئے ہمیں گورُو کی ضرورت ہے تو رُوحانیت تو بڑا مُشکل و اندرُونی مضمون ہے۔ جس کے متعلق ہمیں کچھ بھی معلوم نہیں۔ اِس میں ہم مُرشد کے بغیر ایک قدم بھی نہیں چل سکتے۔ کبیر صاحب فرماتے ہیں:

دستو کہیں ڈھونڈے کہیں، کہہ بدھ آوے ہاتھ

کہے کبیر تب پائیے، جب بھیدی لیجے ساتھ[1] (کبیر ساکھی سنگرہہ، بھاگ ۱، ص ۵)

مولانا رُوم فرماتے ہیں کہ بغیر پیر (گورُو) کے اِس راستے پر سفر کرنا خطروں سے خالی نہیں[2]۔ اگر تُو حج پر جانا چاہتا ہے تو کسی حاجی کو اپنے ساتھ لے اور اِس بات کی پرواہ نہ کر کہ وُہ ہندو ہے، ترک ہے یا عرب[3]۔ بغیر مُرشد کے تو رُوحانی منڈلوں میں داخل ہونا بھی ناممکن ہے۔ گورُو امر داس جی فرماتے ہیں: "بن گورُو داتے کوئی نہ پائے، لکھ کوٹی جے کرم کمائے"[4] یعنی مُرشد کی بخشش کے بغیر کُل مالک کو کوئی نہیں پا سکتا، چاہے وُہ اپنے آپ کروڑوں قسم کے اعمال اور کوشش کر لے۔ گوسوامی تلسی داس جی بھی اِس بارہ میں فرماتے ہیں:

گورُو بن بھو نِدھی ترے نہ کوئی ؛ جوں بر نچی سنکر سم ہوئی[5]

گورُو رام داس جی فرماتے ہیں:

---

[1] کبیر ساکھی سنگرہہ، بھاگ ۱، ص ۵

[2] پیر را بگزیں کہ بے پیر ایں سفر — ہست بس پُر آفت و خوف و خطر

[3] مرد حجی ہمرہی حاجی طلب — خواہ ہندو، خواہ ترک و یا عرب

(مثنوی دفتر ۱، ص 304 و 308)

[4] آدِ گرنتھ، ص ۹۲۲

[5] رامائن، بالا کانڈ، دوہا ۱۶۰ ۳

CC-0. Kashmir Research Institute. Digitzed by eGangotri

گورُو جہاز کھیوٹ گورُو ، گورُ بن تریا نہ کوئے
گورُ پرساد پرکھ پائیے گورُ بن مُکت نہ ہوئے

(آدگرنتھ، صفحہ ۱۴۰۱)

بائیبل میں بھی گورُو کی ضرورت پر کئی جگہ صاف اِشارے مِلتے ہیں حضرت عیسےٰ فرماتے ہیں : جو کوئی پرم پتا پرماتما کے پاس جاتا ہے، میرے ذریعہ جاتا ہے۔" (جان ۶ : ۱۴) اَور " جو کوئی بیٹا کو نہیں جانتا، وُہ باپ کو بھی نہیں جان سکتا۔"
شری گورُو ارجن دیو جی فرماتے ہیں :

مَت کو بھرم بھولے سنسار ؛ گورُ بن کوئی نہ اُترس پار

(آدگرنتھ، صفحہ ۸۶۴)

یہی بات ہاتھرس کے مشہور سنت تُلسی صاحب نے بھی کہی ہے : "

"تلسی بِنا کرم[1] کسی مُرشد رسیدہ[2] کے ؛ راہِ[3] نجات دُور ہے اُس پار دیکھنا[4]"

سبھی سنتوں مہاتماؤں نے گورُو کی ضرورت پر زور دِیا ہے اَور اپنے مُرشد کی تعریف کی ہے۔ مولانا رُوم اپنے بارہ میں صاف کہتے ہیں کہ یہ معمُولی مَولوی مَولانا رُوم نہ بن سکا جب تک کہ " غلامِ شمس تبریزی نہ شُد " وُہ شمس تبریز کا غُلام نہ بنا۔ اپنے گورُو کے بارہ میں کہتے ہیں کہ اے ساقی (مُرشد) تُو مولانا رُوم پر مہر و کرم کی نظر کر، مَیں قلندرؒ کی طرح کہتا ہُوں کہ مَیں شمس تبریز کا غُلام ہُوں۔

بیا ساقی عِنایت کن تُو مَولانائے رُومی را
غلامِ شمس تبریزم قلندر وار می گویم

نام کا مِلنا ایک جانفزا[5] لمسِ بیدار ہے، جو کہ کسی مُجسّم ست گورُو سے یعنی

---

[1] دَیا، مہر۔ [2] پہُنچا ہُوا ست گورُو۔ [3] مُکتی کا راستہ۔ [4] سنتوں کی بانی، ص ۳۰۶
[5] ایسا بے پرواہ فقیر جو شرع کی پابندیوں (کرم کانڈ کے بندھن) کو نہیں مانتا۔
[6] چیتن سپرش۔

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitzed by eGangotri

موجودہ سنت ستگورو سے میسّر ہوتا ہے۔ گرنتھ پوتھیاں، وید شاستر پڑھنے پڑھانے سے 'نام' کی عظمت کا پتہ تو چلتا ہے لیکن 'نام' نہیں ملتا جس طرح ڈاکٹر کی کتابوں میں دوائیوں کا ذکر ہوتا ہے، دوائیاں نہیں ہوتیں۔ دوائیاں تو ڈاکٹر کی الماری میں ہوتی ہیں۔ ڈاکٹری کی کتاب لے کر اُس میں سے دوائیوں کی تاثیر پڑھتے رہنے سے بیماری دُور نہیں ہوتی۔ دوائی اِستعمال کرنے سے ہی ہوتی ہے۔

دُنیا میں بہت سے سنت، مہاتما، پیغمبر و مسیحا آئے ہیں، جو اپنے زمانے میں اِنسانوں کو بیدار کر کے چلے گئے، خواہ کتنے ہی عظیم کیوں نہ رہے ہوں، وُہ آج آکر ہمیں 'نام' کی انمول نعمت نہیں دے سکتے۔ اُن کی بندگی اور اُن کا سہارا آج جیو کا بھلا نہیں کر سکتا۔ آج اگر کوئی شخص چاہے کہ جہانگیر بادشاہ ہی اُس کے مقدمے کا فیصلہ کرے یا لُقمان حکیم اُس کی بیماری کا علاج کرے یا اگر آج کوئی عورت راجہ ویرو کرمادِتیہ سے شادی کرنا چاہے تو یہ باتیں ناممکن ہیں۔ آج کے مُقدمے کے لیئے آج کا جج، علاج کے لیئے موجودہ ڈاکٹر اور شادی کے لئے زندہ آدمی کی ضرورت ہے۔

اِنسان کو اِنسان ہی سمجھ سکتا ہے۔ یہ قُدرت کا قانون ہے۔ پرماتما اِس مادّی جسم میں زندہ اِنسانوں کے ذریعہ ہی کام کرتا ہے۔ اگر سنت، مہاتما کے آنے کی ضرورت کسی بھی زمانے میں ہوئی ہے تو ظاہر ہے کہ آج بھی ہمیں ایسے مہاتما کی اُسی طرح ضرورت ہے، جیسی کہ پہلے تھی۔ مالک بھی اگر اِنسان کو سمجھنا چاہے تو اُسے اِنسانی جامہ میں ہی آنا پڑے گا۔ اُسے سادھو یا سنت کا جسم اِختیار کرنا ہی ہوگا۔ گورو ارجن دیو جی فرماتے ہیں کہ اُس مالک نے سادھو کی شکل میں جسم اِختیار کیا، "سادھ رُوپ اپنا تن دھاریا" (آدگرنتھ صاحب، محلہ ۵، صفحہ ۱۰۰۵) اور گورو نانک صاحب فرماتے ہیں، "گرُ مہا آپ رکھیا کرتارے"

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitzed by eGangotri

(آدگرنتھ صاحب، محلہ ۵، صفحہ ۱۰۲۴) گورو ارجن دیوجی مزید فرماتے ہیں کہ "میرے ستگورو رام داس جی اور پرماتما ایک ہیں، وہ پرماتما ہی رام داس نام رکھ کر آیا ہے: "ہر جیو ناپر یو رام داس" (آدگرنتھ، صفحہ ۶۷۲)

کامل مرشد یا ستگورو کی اصل صورت شبد یا نام ہے۔ وہ شبد یا نام میں سے آتے ہیں اور ہمیں شبد یا نام کے ساتھ جوڑ کر واپس اسی میں سما جاتے ہیں۔ حضرت عیسےٰ نے ایسے مہاتما کو "مجسم کلمہ" یا دیہہ دھاری شبد کہا ہے۔ وہ شبد جب انسان کا جامہ پہن کر ہمارے درمیان آتا ہے، تو ہمارے لئے مجسم ستگورو بن جاتا ہے۔ سچے ستگورو اور پرماتما ایک ہی ہیں۔ حضرت عیسےٰ پھر کہتے ہیں، "میں اور میرا باپ ایک ہی ہیں۔" (جان ۱۰: ۳۰) اور "شبد جسم دھارن کر کے آیا اور ہمارے درمیان آکر رہا۔" (جان ۱: ۱۴) مولانا رومؒ فرماتے ہیں، کہ اولیاء یا سنت کے اندر سچی مسجد ہے اور سب کے لئے یہی خدا کو سجدہ کرنے کی جگہ ہے۔

مسجدے است اندرونِ اولیا، ست سجدہ گاہے جملہ است آنجا خدا ست[1]

پرماتما اور اس کے سنتوں میں کوئی فرق نہیں۔ وہ مالک کی عبادت کر کے مالک کی صورت ہو چکے ہیں۔ سنت ستگورو ست نام رو پی سمندر کی لہریں ہوتے ہیں، جو دنیا میں آکر ہمارے خیال کو شبد یا نام کے ساتھ جوڑ کر ہمیں اپنے ساتھ لے جا کر اسی ست نام کے سمندر میں سما جاتے ہیں۔ گورو ارجن دیوجی فرماتے ہیں:

ہر کا سیوک سو ہر جیہا بھید نہ جانو مانس دیہا
جیؤں جل ترنگ اٹھے بہو بھانتی پھر سللے سلل سمانا[2]

ست گورو اور پرماتما میں فرق صرف اتنا ہی ہے کہ پرماتما ستگورو کا

---

[1] مثنوی دفتر 2، ص 293 [2] (آدگرنتھ، صفحہ 1076)

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitzed by eGangotri

ہی اصل سرُوپ ہے جبکہ ستگورُو اِنسانی جامہ میں پرماتما ہے۔ پرماتما جب تک ستگورُو کی صُورت اِختیار کر کے اِنسانی جامہ میں ہماری سطح پر نہیں آتا، وُہ ہماری رہنُمائی نہیں کر سکتا۔ وُہ ہمیں واپس لے جا کر اپنے ساتھ نہیں مِلا سکتا۔ گورُو ارجن صاحب نے فرمایا ہے، "گورُ پرمیسر ایکو جان[1]" گورُو رامداس جی فرماتے ہیں کہ ہم نے جِسم کے اندر نام کی کمائی کر کے ایک عجیب نظارہ دیکھا ہے کہ گورُو پرماتما ہے اَور پرماتما گورُو ہے، دونوں میں کوئی فرق نہیں ہے۔ (آدگرنتھ صاحب، محلہ 4، صفحہ 442) بائیبل میں حضرت عیسےٰ فرماتے ہیں: "مُجھ میں وِشواس کرو، مَیں باپ میں ہُوں، اَور باپ مُجھ میں ہے۔" (جان 11 : 14)

دُنیا میں سب لوگ کِسی نہ کِسی کی بندگی میں لگے ہیں، کِسی نہ کِسی شخص یا شَے (پدارتھ) کے پیار میں محو ہیں، کوئی دھن دَولت کا بھگت ہے تو کوئی مان بڑائی کا پریمی۔ کِسی کو بال بچّوں سے پیار ہے تو کِسی کو دوستوں اَور رشتہ داروں سے۔ دُنیا کے سب رِشتے کچّے اَور تمام چیزیں فانی ہیں اِن کی عِبادت ہمیں کُل مالِک سے نہیں مِلا سکتی۔ اِن کا پیار آخر کار دُکھ کا مُوجِب بنتا ہے۔ اِسی طرح قوم اَور مُلک کی بھگتی بھی فَنا کی بھگتی ہے۔ بحث مباحثے اَور دُشمنی کی جڑ ہے اَور کئی بار دُکھ اَور تباہی کا باعث بن جاتی ہے۔ ہمیں اُس کی بھگتی کرنی چاہیئے جو قائم دائم اَور اٹل ولافَنا ہے۔ وُہ صِرف خُدا ہے۔ لیکن خُدا کو ہم نے دیکھا نہیں ہے اَور جِسے دیکھا نہیں، اُس سے پیار کِس طرح ہو سکتا ہے۔ کامِل مُرشِد اَور کُل مالِک ایک ہیں۔ کامِل مُرشِد کی بندگی کُل مالِک کی ہی بندگی ہے۔ کامِل مُرشِد سے پیار کُل مالِک سے پیار ہے۔ کامِل مُرشِد کُل مالِک کے جُزو ہیں۔ اُس میں سے آتے ہیں اَور واپس جا کر اُسی میں سَما جاتے ہیں، ہم سب بھی کامِل مُرشِد کے پیار سے بندھے ہُوئے اُن کے ساتھ جا کر کُل مالِک میں سَما جائیں گے۔

دُنیا اَور دُنیا کی چیزوں کا پیار اَور ہماری "ہَومے" یا خُودی (اہنکار)

---

[1] آدگرنتھ، ص 864

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitized by eGangotri

ستگورو کے پیار میں سب سے بڑی رکاوٹ ہے۔ اپنے اہنکار، لگاؤ اور سب طرح کے پیار کو، یہاں تک کہ سب کچھ قربان کئے بغیر وہ روحانی پیار نہیں مل سکتا۔ کبیر صاحب فرماتے ہیں، "پریم پیالہ جو پیئے سیس دکھشا دے[1]" یعنی جو بھی اُس پریم کے پیالے کا مزہ لینا چاہے اُسے اپنے سر یعنی خودی کی قربانی دینی ہوگی۔

یہ تو گھر ہے پریم کا ، مارگ اگم اگادھ
سیس کاٹ پگ تر دھرے ، تب نکٹ پریم کا سواد[2]

اِسی طرح خواجہ حافظ فرماتے ہیں کہ کم از کم جو شرط پیار کے لئے درکار ہے، وہ سر کا دینا ہے۔ اگر تُو یہ نہیں کر سکتا تو پیار کا نام نہ لے۔

کمینہ شرطِ وفا ترکِ سر بُود حافظ ، برو اگر زِ تو ایں کار بر نمی آید[3]

پیار اور بندگی کا راستہ قربانی کا راستہ ہے۔ تمام خواہشوں، تمناؤں، اور کامناؤں کے تیاگ کا مارگ ہے۔ اپنے تمام دعوؤں، حقوق و اپنی ہستی تک کو مُرشد میں کھو دینے کا راستہ ہے۔ فریدالدین عطار کہتے ہیں:

کفر کافر را و دین دیندار را ، ذرّہ دردے دلِ عطار[4] را

کہ، اے مالک! کافروں کو کفر اور ایمان والوں کو ایمان مبارک ہو، عطار کو تو اپنے دردِ دل کا ایک ذرّہ عطا کر دے۔ اِس پیار کے راستے میں کرم کانڈ، شریعت، تپ، تیاگ، دین، ایمان سب بے معنی ہیں۔ حافظ صاحب فرماتے ہیں کہ زُہد کا جو لباس میں نے پہنا ہوا تھا، اُسے میں نے مُرشد کے پیار کی شراب کے لئے گروی رکھ دیا ہے۔ اِسی طرح امیر خسرو کہتے ہیں کہ میں عشق میں کافر ہو گیا ہوں، (یعنی پریم میں محو ہو کر میں دین و ایمان سب

---

[1] کبیر ساکھی سنگرہہ، بھاگ ۱، ص 45 [2] کبیر ساکھی سنگرہہ بھاگ ۱، ص 49
[3] دیوانِ حافظ ص 207 [4] منطق الطیر، ص 15

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitzed by eGangotri

کچھ کھو چکا ہوں) اب مجھے مومن بننے کی ضرورت نہیں۔ " ہر رگِ من تار گشتہ، حاجتِ زنّار نیست " کہ میری رگ رگ عشق میں تار تار ہو کر خستہ ہو چکی ہے اب مجھے زنّار (جنیو) کی ضرورت نہیں ہے۔ آپ مزید فرماتے ہیں کہ عاشقوں کو قیامت کے دن سے کوئی غرض نہیں، اُن کا کام تو اپنے محبوب کے رُخِ روشن کا دیدار کرتے رہنا ہے۔

عاشقان را روزِ محشر با قیامت کار نیست
کارِ عاشق جز تماشائے جمالِ یار نیست

اسی طرح پلٹو صاحب اپنی مشہور کنڈلی " سنت نہ چاہیں مکتی کو نہیں پدارتھ چار[1] " میں فرماتے ہیں کہ سنت نجات، کرامات، متبرک مقامات، روزہ، ثواب، خیرات، بہشت وغیرہ کی تمنّا نہیں رکھتے۔ وہ اِن سب کو حقیر خیال کرتے ہیں۔ وہ صرف کُل مالک اور اُس کی عبادت کے گاہک ہیں۔ گورو ارجن دیو جی نے بھی یہی خیال ظاہر کیا ہے، " راج نہ چاہوں مُکت نہ چاہوں : من پریت چرن کملارے[2] " کہ میں دُنیاوی ساز و سامان، راج پاٹ وغیرہ نہیں چاہتا، پرلوک کے ساز و سامان مُکتی وغیرہ کی تمنّا بھی نہیں رکھتا، میں تو صرف ستگورو کے چرن کملوں کی پریت چاہتا ہوں۔

اِس پریم اور بھگتی کے ساتھ عاجزی، حلیمی، پاکیزگی، نیک چال چلن، معافی، حلم، صبر وغیرہ خوبیوں کی بھی ضرورت ہے۔ ستگورو کی عزّت اُن کے حکم کی تعمیل کے لئے تیار رہنا، اُن کی خوشی میں خوش اور راضی بہ رضا رہنے کا جذبہ بھی ضروری ہے۔ من میں ہمیشہ یہ خیال رہے کہ وہ پریتم ستگورو دِیندیال ہمارے کسی کام سے کہیں ناراض یا ناخوش نہ ہو جائے۔

نو دواروں کو خالی کر کے جب سُرت تیسرے تِل میں داخل ہوتی ہے تو جسم بے حس ہو جاتا ہے۔ آتما یا سُرت کو سمیٹ کر اِس مرکز پر لانے اور یہاں سے

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitized by eGangotri

[1] پلٹو صاحب کی باتی، بھاگ ۲، ص ۲۹ [2] آدگرنتھ، ص 534

اُوپر کے رُوحانی منڈلوں میں لے جانے کے ابھیاس میں ہم اُس حالت میں سے گزرتے ہیں جو موت کے وقت ہوتی ہے۔ اگر اِس شغل میں جسم بے حس ہو جاتا ہے پھر بھی سانسوں کا سلسلہ جسم میں بدستور جاری رہتا ہے۔ شاغل اپنے شغل کے وقت کے بعد واپس پہلے کی طرح باہوش (چیتن) حالت میں آجاتا ہے۔ اِس عمل میں جسم کے کسی بھی حصّے کو نقصان نہیں پہنچتا۔ سنتوں نے نَو دُواروں کو خالی کر کے رُوحانی منڈلوں میں جانے کے اِس عمل کو 'جیتے جی مرنا' کہا ہے۔ گورُو اَنگد یو جی اِس حالت کا بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ ہم نے اِن آنکھوں کے بغیر دیکھنا ہے، اِن کانوں کے بغیر سُننا ہے، اِن پاؤں کے بغیر چلنا ہے، ہاتھوں کے بغیر کام کرنا ہے، اَور اِس زبان کے بغیر بولنا ہے۔ ستگورُو کے حُکم کے مُطابق شغل کر کے اِس طرح 'جیتے جی مرنا' اَور کُل مالِک سے وصال کرتا ہے۔

اکھیں باجھہوں دیکھنا وِن کناں سُننا — پیراں باجھہوں چلنا وِن ہتھاں کرنا
جیبھے باجھہوں بولنا ایوں جیوتے مرنا — نانک حُکم پچھان کے تو خصمے ملنا[1]

اِس طرح 'جیتے جی مرنا' کی ضرورت پر تمام فُقراء و سنتوں نے زور دیا ہے۔ نَو دُواروں کو خالی کیے بغیر ہم اَندر (باطن) کے رُوحانی منڈلوں میں داخل نہیں ہو سکتے، دادُو صاحب فرماتے ہیں، "دادُو پہلے مَر رہو، پاچھے مرے سبھ کوئے"[2] حدیث شریف میں آیا ہے 'مُوتُوا قَبلَ اَن تَمُوتُوا'[3] یعنی موت سے پہلے مرو۔ جیتے جی مرنے کا یہ ابھیاس جڑ سے چیتن کو الگ کرنے کا عمل ہے۔ ستگورُو جیتے جی مرنے کی ترکیب بتاتے ہیں اور اِس حالت میں پہنچنے کے لیے باطن میں مُرید کی مدد کرتے ہیں۔ ستگورو ہی باطن میں ہمیں کلمۂ الٰہی شبد یا نام سے جوڑ سکتے ہیں۔ نام کی کُنجی ستگورو کے ہاتھ میں ہے: ستگورُ ہتھ کُنجی ہور تو در کھلے ناہیں" (آدگرنتھ، صفحہ 424) ایسا کامل مُرشد بڑی خوش قسمتی سے ملتا ہے۔

---

[1] آدگرنتھ، ص 139 [2] سنتوں کی بانی، ص 333 [3] بحوالہ مثنوی مولانا روم، دفتر 6، ص 84

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitzed by eGangotri

گورو ارجن دیو جی فرماتے ہیں کہ جس کا یہ گھر (جسم) ہے، اُسی نے اِس کو تالا لگا رکھا ہے۔ اور اِس کی کُنجی گورو کو سونپ دی ہے۔ اِنسان چاہے جتنی تدبیریں کرے لیکن ستگورو کی شرن میں آئے بغیر وُہ کُنجی نہیں مِل سکتی۔

جس کا گرہہ تن دِیا تالا، کُنجی گورُ سونپائی
انِک اُپاؤ کرے نہیں پاوے، بن ست گورُ سرنائی[1]

یہی خیال مولانا رُوم نے بھی ظاہر کیا ہے۔ آپ فرماتے ہیں کہ اُس پادشاہِ اعظم نے ہمیں باہر نکال کر دروازہ یُوں طرح بند کر رکھا ہے، پھر وُہ اِنسانی جامہ پہن کر خُود ہی دروازہ کھولنے آجاتا ہے۔

آں پادشاہِ اعظم دربستہ۔ لُود مُحکم پوشیدہ دِلق آدم یعنی کہ بر درآمد[2]

سب فُقراء و سنت پانچ نام کا بھید دیتے ہیں۔ ہمارے اصلی گھر مقام حق (سچ کھنڈ) کے مارگ میں ہمارے باطن میں پانچ منزلیں ہیں۔ حضرت عیسےٰ نے بھی اِس کا اِشارہ دیا ہے: "میرے باپ کے محل میں کئی منزلیں ہیں"۔ (جان 2:14) اندر کی ہر ایک منزل کی اپنی اپنی آواز ہے۔ مُرشد اپنے مُرید کو نام دان کے وقت اِن پانچوں منڈلوں کی آوازوں اور روشنیوں وغیرہ کا بھید بتا دیتے ہیں۔ وُہ ہمیں اِن پانچوں منزلوں سے لے جاتے ہُوئے، اِن پانچوں آوازوں سے جوڑتے ہُوئے کُل مالِک تک پہنچا دیتے ہیں۔ سوامی مہاراج، گورو نانک صاحب، کبیر صاحب، دادو صاحب، پلٹو صاحب وغیرہ سبھی سنتوں کی بانی میں پانچ شبد یا پانچ نام کا صاف صاف ذِکر ہے۔ مولانا رُوم وغیرہ ایران کے فُقرائے کامل نے بھی اِس کا ذکر کیا ہے۔ مولانا رُوم فرماتے ہیں "بہفتم چرخ نوبت پنج داری ؛ چو خیمہ زِ شش جہت برکندہ باشی" یعنی جب تو نیچے کے چھ چکروں سے نکل کر ساتویں آسمان میں پہنچے گا تو وہاں پانچ نوبتیں بجتی ہُوئی سُنے گا۔ اِسی طرح آپ مزید فرماتے ہیں:

---

[1] آدگرنتھ، ص 205 [2] دیوان شمس تبریز، ص 136 [3] کلیات شمس تبریز، ص 824

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitzed by eGangotri

خاموش پنج نوبت بشنو زِ آسمانے
کاں آسمان بیروں زاں ہفت واِیں شش آمد[1]

یعنی خاموشی سے آسمان سے آتی ہوئی پانچ نوبتوں یا دُھنوں کو سُن۔ وُہ آسمان جو سات آسمانوں اَور چھ سمتوں (چکروں) سے پَرے ہے۔

جن خُوش قسمت لوگوں کو کامل مُرشد نام دان بخشتے ہیں، اُن کو مَوت کے بعد مَوت کے فرشتوں کے ساتھ نہیں جانا پڑتا۔ کامل مُرشد مَوت کے وقت خُود اپنے مُرید کو لینے آتے ہیں۔ وُہ اُس کے سچّے دوست، ساتھی اَور مُحافِظ ہیں۔ وُہ صِرف اِس دُنیا میں ہی نہیں بلکہ مَوت کے وقت بھی اپنی نُوری صُورت میں ہماری مدد کرتے ہیں، اَور مَوت کے بعد بھی ہمارا ساتھ نہیں چھوڑتے۔ گُورو ارجن دیو جی فرماتے ہیں: "اِس دُنیا کے کچّے یعنی فانی دوستوں کا ساتھ چھوڑ دے اَور کامل گُورو کو ڈھونڈ کر اُنہیں اپنا سچّا دوست بنالے، کیوں کہ دُنیاوی دوست تو تجھے زِندگی میں ہی چھوڑ دیتے ہیں، لیکن ستگُورو مَوت کے بعد بھی تیرا ساتھ نہیں چھوڑتے۔"

نانک کچڑیا سیو توڑ ڈھوڈ سنت سجن پکیا
اوئے جیوندے وِچھڑے اوئے مویا نہ جاہی چھوڑ[2]

کامل مُرشد سے بیعت ہُوئے لوگوں کو کال یا دھرم راج کے پاس اپنے اِعمال کا حِساب دینے کے لِئے نہیں جانا پڑتا، یعنی دھرم راج کے دربار میں جہاں باقی جیوؤں کو اپنے کرموں کا حِساب بیباق کرنا ہوتا ہے، وہاں ستگُورو مَوت کے بعد اپنے مُرید کے ساتھ جاتے ہیں اَور جہاں پر حِساب مانگا جاتا ہے، وہاں ساتھ رہتے ہیں۔ "جتھے لیکھا منگیے تتھے کھڑے دِسن" (آدگرنتھ صاحب، محلہ ۱، صفحہ 729) کامل مُرشد مَوت کے مُشکِل وقت میں فرشتۂ اَجل (جمدُوت) کے خَوف سے

---

[1] دیوان شمس تبریز، ص 138 [2] آدگرنتھ، ص 1102

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitzed by eGangotri

اپنے جیووں کی حفاظت کرتے ہیں۔ مولانا رُوم فرماتے ہیں کہ تُو بے شک وشبہ مُرشد کے دامن کو جلدی سے پکڑ لے تاکہ تُو وقتِ آخر کی مُصیبت سے چھوٹ جائے۔

دامنِ اُو گیر زُود اے بے گُماں ٭ تا رہی از آفتِ آخر زماں[1]

گورُو امر داس صاحب کے الفاظ میں :

" نانک جن کو ستگورُو ملیا تن کا لیکھا نبڑیا"

(آدگرنتھ، صفحہ 435)

سنت مت عمل کا مارگ (راہِ عمل) ہے۔ سنت موت کے بعد کی مُکتی (نجات) کا بھروسہ نہیں دیتے، وُہ جیتے جی مُکتی حاصل کرنے کی راہ بتاتے ہیں۔ وُہ خُود اندرونی منڈلوں میں جاتے ہیں، اور ہمیں بھی جانے کا بھید بتاتے ہیں۔ اپنے ست سنگ کے ذریعہ ہمیں سنتوں کا پیغام سمجھاتے ہیں۔ ہمارے مَن میں مالک سے مِلاپ کا شوق پیدا کرتے ہیں، باہر مُکھی کرم کانڈ اور وہموں سے نکال کر باطن میں جانے کی خواہش پیدا کرتے ہیں اور نام دان بخش کر، شبد کے ساتھ جوڑ کر ہمیں اِس چوراسی کے قید خانے سے آزاد کر کے سچّا سُکھ، شانتی اور آنند بخشتے ہیں۔ اُن کی پناہ میں آکر جیو کال کے جال سے نکل کر کُل مالک سے مِلاپ کے قابل ہو جاتا ہے۔ ہمیں بھی چاہیئے کہ ایسے کامل مُرشد کی پناہ میں جا کر، اُن سے نام دان لے کر، اپنی انمول اِنسانی زندگی کا پُورا پُورا فائدہ اُٹھائیں۔

---

[1] مثنوی دفتر ۲، ص 73

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitzed by eGangotri

6

چند ضروری اُمور

اِس وقت مَیں گنتی کے اُن پُرانے ست سنگیوں میں سے باقی رہ گیا ہُوں جن کو حضُور سوامی جی مہاراج کے چتائے ہُوئے چند لوگوں سے مِلنے کا اِتّفاق ہُوا ہے۔ اِس لئے چند ضرُوری اُمُور پر رَوشنی ڈالنا ضرُوری سمجھتا ہُوں جو کسی وقت تواریخی اہمیّت کی حیثیت حاصِل کرلیں گے۔

(۱) رادھا سوامی نام

سب سے پہلی بات تو "رادھا سوامی" نام کے بارہ میں اِختلاف کا ہے کہ (۱) کیا سوامی جی مہاراج "پانچ نام" کا اُپدیش دِیا کرتے تھے یا "رادھا سوامی" نام کا؟ اَور (۲) آیا کہ "رادھا سوامی" نام دُھن آتمک ہے یا ورن آتمک؟

رادھا سوامی نام رائے بہادُر سالِگ رام صاحِب کے ذریعہ جاری ہُوا ہے۔ جیسا کہ سوامی جی مہاراج کے آخری بچنوں میں بچن ۱۱۷ سے صاف ظاہر ہوتا ہے۔

"میرا مَت تو 'ست نام' اَور 'انامی' کا تھا۔ اَور 'رادھا سوامی' مَت سالِگ رام جی کا چلایا ہُوا ہے۔ اِس کو بھی چلنے دینا۔"[1]

---

[1] جب سے سوامی جی مہاراج کے آخری بچن دیال باغ آگرہ والے چھاپ رہے ہیں۔ نہ معلوم کیوں وہ اِس بچن کو چھوڑ دیتے ہیں۔

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitzed by eGangotri

سوامی جی مہاراج کے ذریعہ نام دان دیئے ہوئے جتنے بھی مہاتماؤں سے ملنے کا مجھے موقعہ ملا ہے، اُن سب نے میری دریافت پر اس بات کی تصدیق فرمائی کہ حضور سوامی جی مہاراج نے اُن کو "پانچ نام" کا اُپدیش دیا تھا اور آخر وقت تک آپ "پانچ نام" کا ہی اُپدیش دیتے رہے تھے۔ جن صاحبان سے مَیں نے اِس بات کی تصدیق کی، اُن کی تفصیل مندرجہ ذیل ہے:

(ا) باباغریب داس جی: آپ سوامی جی مہاراج کے خاص مُریدوں میں سے تھے۔ آپ کافی عرصہ تک دہلی میں ست سنگ کر کے و نام دان دے کر جیوؤں کا اُپکار کرتے رہے۔ آپ بڑے اعلےٰ درجہ کے مہاتما تھے، صاف صاف فرمایا کرتے تھے کہ کامل مُرشد سے "پانچ نام" کا بھید حاصل کیے بغیر کوئی جیو سچ کھنڈ نہیں پہنچ سکتا۔ آپ کو سوامی مہاراج نے "پانچ نام" کا اُپدیش دیا تھا۔ اُن کے بعد اُن کی گورُوگدّی پر مہاتما رام بہاری لال جی بیٹھے۔ اُن کو بھی باباغریب داس جی نے "پانچ نام" کا اُپدیش دیا تھا۔ اور وہاں اب بھی یہی اُپدیش جاری ہے۔

(ب) بی بی سیوا داسی جی: آپ سوامی جی مہاراج اور ماتا رادھا جی کی سیوا کا کرتی تھیں۔ مرتے دم تک سوامی جی کے مکان واقع پتی گلی آگرہ میں رہتی رہیں۔ آپ پریم کی مورتی اور بھگتی کی مثال تھیں۔ سوامی جی کا ذکر آتے ہی آپ کی آنکھوں سے پیار کے آنسو ٹپ ٹپ گرنے لگتے۔ آپ کی آرتی سوامی جی مہاراج نے سار بچن میں مندرجہ ذیل الفاظ سے شروع کی ہے:

یہ آرت داسی رچی، پریم سندھ کی دھار
رادھا اُمنگی پریم کی، جا کا وار نہ پار

(سار بچن، ۶: ۵، ص ۵۴)

فروری 1912ء میں جب مَیں پہلی دفعہ مُرشدِ مہربان حضور مہاراج سادن سنگھ جی کے ساتھ آگرہ گیا تو اِن سے ملنے کا اتفاق ہُوا۔ جب آپ

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitzed by eGangotri

حضور مہاراج جی سے ملنے آئیں تو حضور کے قدموں میں گر پڑیں۔ آنکھوں سے آنسو ٹپ ٹپ جاری ہو گئے۔ پاؤں نہیں چھوڑتیں تھیں۔ حضور مہاراج کو 'سوامی جی' کہہ کر ہمیشہ مخاطب کیا کرتی تھیں اور "سوامی جی" کی ہی صورت اُن کو سمجھتیں تھیں۔ سوامی جی مہاراج کے کرشمے اور اُن کے وقت کی کہانیاں سُننے کے لئے میں کئی بار اُن کے پاس جاتا رہتا تھا۔ ہم اُس وقت سوامی باغ آگرہ میں اُس مکان میں ٹھہرے تھے جو بابا جیمل سنگھ جی کے وقت میں حضور مہاراج جی نے بیاس کی سنگت کی رہائش کے لئے بنوایا تھا۔ بی بی سیوا داسی بھی حضور کے درشن کے لئے آجایا کرتی تھیں۔ اُن سے ایک دن ہم لوگوں نے یہ سوال کیا کہ آپ کو سوامی جی مہاراج نے "پانچ نام" کا سمرن دیا ہے یا "رادھا سوامی" نام کا؟

بی بی سیوا داسی نے جواب دیا، "ہمیں تو حضور سوامی جی مہاراج نے "پانچ نام" کا سمرن دیا تھا۔ جو کہ آپ کو ملا ہے۔ سوامی مہاراج آخر تک "پانچ نام" کا اُپدیش دیتے رہے ہیں۔ جب سے یہ 'رادھا سوامی' کا بول چلا ہے۔ ہم سب لوگ آپس میں ملتے وقت ایک دوسرے کو رادھا سوامی کہہ کر آداب بجالاتے ہیں۔ لیکن "شبد" یا "نام"، تو حضور سوامی جی مہاراج کا ہمیشہ "پانچ نام" کا ہی رہا ہے جو تمام سنتوں کا ایک ہی رہا ہے اور رہے گا۔"

(پ) پوسٹ ماسٹر صاحب : تیسرے صاحب یو۔ پی کے رہنے والے ایک ریٹائرڈ پوسٹ ماسٹر صاحب تھے۔ نام تو اب اُن کا یاد نہیں کیونکہ ہم اُنہیں پوسٹ ماسٹر صاحب کہہ کر ہی پکارتے تھے۔ بہت بزرگ دُبلے پتلے لیکن تندرست آدمی تھے۔ حضور سوامی جی مہاراج سے نام دان ملا تھا۔ جب ڈیرہ میں آئے اُس وقت اُن کی عمر ۹۷۔ ۹۹ برس کی تھی۔ اگرچہ جسم کمزور تھا اور کچھ جھک کر چلتے تھے، لیکن بڑے باحوصلہ اور باہمت شخص تھے، آخر دم تک اپنا سارا کام خود اپنے ہاتھوں سے کرتے رہے، لنگر میں کھانا کھا اپنے ہاتھوں سے برتن صاف

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitzed by eGangotri

کر کے سٹور میں رکھتے۔ ہر روز بلا ناغہ ست سنگ میں آتے۔ کانوں سے ذرا کم سُنتے تھے، اِس لئے حضُور کے تخت کے بالکل نزدیک بیٹھتے۔ قریب پندرہ سال ڈیرہ میں رہے۔ ۷۵ برس کی عُمر میں 1932ء میں یہیں رحلت فرما گئے۔ بڑے خُوش خلق، پیار اور سچّائی کا مجسمہ تھے۔ بڑھاپے میں بھی ظرافت طبع، خُوش دلی اور زندہ دِلی اُنکی عادت کا حصّہ بنی رہی تھیں۔ سنگت بھی اُن کی بڑی عزّت کرتی تھی۔ وُہ اپنا زیادہ وقت بھجن سمرن میں گزارتے تھے۔ ڈاکٹر جانسن بھی اُن سے ملتے رہتے تھے۔[1]

ایک بار مَیں نے پوسٹ ماسٹر صاحب سے پُوچھا، "آپ اِتنی دُور چل کر ڈیرہ میں کیوں آ گئے؟ آپ نے حضُور کی کوٹھی کی طرف اِشارہ کر کے کہا، "اُس لانے والے سے پُوچھو۔" میرے اِصرار کرنے پر اُنہوں نے یہ واقعہ سُنایا۔

"ایک دِن مَیں بھجن سے اُٹھا تو بہت رونا آیا۔ اُس وقت کی یاد آ گئی جب سوامی جی مہاراج سامنے بیٹھ کر ست سنگ فرماتے تھے، اپنے ہاتھوں سے پرشاد دیتے تھے، مہر کا ہاتھ سر پر رکھتے۔ پیار اور دَیا مہر سے بات کرتے تھے۔ اور دُنیاوی و رُوحانی ہر طرح کی عرض سُنتے تھے۔ اُن کی یاد میں دِل میں کچھ ایسی تڑپ پیدا ہُوئی کہ آنسو رُکتے ہی نہ تھے۔ دِل سے ایک ٹھنڈی آہ نکلی کہ ہائے! اگر ایک دفعہ پھر وُہ موہنی صُورت سامنے آ کر درشن دے دے تو چرنوں پر تن مَن نچھاور کر دُوں۔ ٹھیک یاد نہیں کہ روتے روتے مَیں سو گیا تھا یا جاگ رہا تھا، لیکن کیا دیکھتا ہُوں کہ سوامی جی مہاراج بذاتِ خُود سامنے کھڑے ہیں۔ اُنہوں نے فرمایا، "کیوں گھبراتے ہو؟ مَیں کہیں تُجھ سے دُور ہُوں؟ اگر اِتنا پیار اور جُدائی کی تڑپ ہے تو بیاس چلا جا۔"

مَیں نے اپنا بوریا بستر باندھا اور بیاس کے لئے چل پڑا، جب ڈیرہ

---

[1] ڈاکٹر جانسن نے اپنی کتاب "میراست گورُو" کی چٹھی نمبر 2 میں اِن کا ذکر کیا ہے۔

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitzed by eGangotri

میں پہنچا تو اُس وقت ست سنگ ہو رہا تھا۔ کیا دیکھتا ہوں کہ حضور سوامی جی مہاراج تخت پر بیٹھے ست سنگ فرما رہے ہیں۔ وہی تجسوی آنکھیں، وہی ہنستا ہوا چہرہ، وہی رسیلی آواز، سر پر وہی تِلّے دار ٹوپی۔ مجھے دیکھ کر فرمایا، "تم آگئے، اچھا کیا۔"

"وہی پیار بھری آواز سُن کر میرا دِل پھُولا نہ سمایا، آنکھوں میں آنسو آگئے، دِل خوشی سے باغ باغ ہو گیا۔ مَیں نے جا کر اپنا سر اُن کے چرنوں پر جا کر رکھ دِیا اور سوامی مہاراج نے ہمیشہ کی طرح اپنے ہاتھ میرے سر پر رکھ دِیئے۔ جب مَیں نے سر اُٹھایا تو دیکھا کہ حضور مہاراج ساون سنگھ جی بیٹھے ہیں۔ تب سمجھ میں آیا کہ کس طرح سوامی جی مہاراج ہی اِس صُورت میں کام کر رہے ہیں۔ حیران تھا کہ ہم کیا سمجھتے تھے اور کیا پایا۔ تب سے یہیں ہوں۔ اب جانا بھی کہاں ہے۔ سوامی جی مہاراج کے بعد اُس دِن جب حضور مہاراج بابا ساون سنگھ جی کا ست سنگ سُنا تو سوامی جی مہاراج کے ست سنگ کا نظارہ سامنے آگیا۔"

پوسٹ ماسٹر صاحب نے یہ بھی بتایا کہ سوامی جی مہاراج عام طور پر سری گورو گرنتھ صاحب سے ست سنگ فرمایا کرتے تھے۔ اپنی بانی رچنے کے بعد بھی اُنہوں نے یہی سلسلہ جاری رکھا۔ آپ نے بتایا کہ سوامی جی مہاراج کے دادا صاحب کے وقت کا لکھا ایک سری گورو گرنتھ صاحب[1] اُن کے گھر میں تھا۔ سوامی جی مہاراج اُس میں سے سری گورو گرنتھ صاحب کے شبدوں کی بڑی صاف تشریح کیا کرتے تھے۔

پوسٹ ماسٹر صاحب سے جب مَیں نے "رادھا سوامی نام" کے بارہ میں پُوچھا تو آپ نے بڑی سنجیدگی سے جواب دِیا، "حضور سوامی جی مہاراج تو آخر تک "پانچ نام" کا اُپدیش دیتے رہے۔ پرم دھام جانے سے کچھ عرصہ پہلے میری بیوی کو 'نام' بخشا تھا، اُس وقت بھی "پانچ نام" کا ہی سمرن دِیا تھا۔"

---

[1] یہ سری گورو گرنتھ صاحب حضور مہاراج ساون سنگھ جی ڈیرہ لے آئے تھے۔ اِس کا یہاں لائے جانے کا ذکر پہلے کیا جا چکا ہے۔

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitized by eGangotri

جب مَیں نے اُن سے "رادھا سوامی نام" کے دُھن آتمک ہونے کے بارہ میں پُوچھا تو آپ نے ذرا ہنس پڑے۔ پھر بولے، "اِس پر تو اختلافِ رائے کا سوال ہی نہیں اُٹھتا، سوامی جی مہاراج نے خُود فرمایا ہَے، "لِکھن اَور پڑھن میں آیا ؛ اُسے ورن آتمک گایا" (سارِبچن ۱۰: ۱) پھر اِس بارہ میں غلط فہمی کیوں ہو؟ رادھا سوامی نام تو رائے بہادُر سالِگ رام جی نے جاری کِیا تھا۔ سوامی مہاراج نے اُسے مَت کے نام کے طَور پر تو منظُور کر لِیا، لیکن اُنہوں نے اُپدیش ہمیشہ پانچ نام کا ہی دِیا تھا۔"

پوسٹ ماسٹر صاحِب نے سیٹھ پرتاپ سِنگھ جی (چاچا جی مہاراج) کی تصنیف کردہ "جِیون چرِتر سوامی جی مہاراج" کا بھی حوالہ دِیا۔ جِس میں صاف طَور پر دَرج ہَے کہ سوامی جی مہاراج ہمیشہ "پانچ نام" کا اُپدیش ہی دِیا کرتے تھے۔

(ت) رائے بہادُر سیٹھ سُدرشن سِنگھ صاحِب: آپ حضُور سوامی جی مہاراج کے بھتیجے اَور سیٹھ پرتاپ سِنگھ جی (چاچا صاحب) کے صاحِبزادے تھے۔ حضُور مہاراج سَاون سِنگھ جی سے بہت پیار اَور عقیدت رکھتے تھے۔ کئی بار حضُور مہاراج جی کے دِیدار کے لِئے اپنی بِیوی کے ساتھ ڈیرہ تشریف لاتے رَہے۔ آپ نے جو پیار کی چِٹھیاں حضُور مہاراج جی کو تحریر کِیں، وُہ پرمارتھی پتر (حِصّہ اوّل) میں چھَپ چُکی ہَیں۔ ایک بار آپ نے ڈیرہ میں اپنی کوٹھی تعمیر کر کے یہاں ہمیشہ کے لِئے حضُور مہاراج جی کے پاس رہنے کا بھی اِرادہ ظاہِر کِیا تھا۔[1] حضُور مہاراج جی بھی آپ سے بہُت پیار کرتے تھے۔

---

[1] آگرہ کے ماحول سے پریشان ہو کر سیٹھ سُدرشن سِنگھ صاحب ڈیرہ میں آکر رہنا چاہتے تھے لیکن اُن دِنوں آپ کے لائِق کوٹھی بنوانے میں ڈیڑھ دو سال لگ سکتے تھے۔ جب سیٹھ صاحب سے یہ بَات عرض کی گئی تو آپ نے حضُور مہاراج ساون سِنگھ جی کو ۴ دِسمبر 1933ء کی چِٹھی

(باقی حاشیہ اگلے صفحہ پر)

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitzed by eGangotri

ایک بار بخشی چانن شاہ اور میں نے آپ سے بھی اِس بارہ میں دریافت کیا۔ آپ بڑے دانا اور تیز فہم بزرگ تھے۔ پہلے تو یہ کہہ کر ٹالنے کی کوشش کی، "تم بڑے خوش نصیب جیو ہو۔ آپ کو ایسے مہان سنت ستگورو مل گئے ہیں۔ جو "نام" گورو نے آپ کو بخشا ہے وہی سب کچھ ہے۔ اُس کی خوب کمائی کرو اور اپنا جنم سپھل کر لو۔" پھر بخشی صاحب کے اِصرار پر فرمایا کہ "اِس اُدھیڑ بُن میں نہ پڑو۔ گورو جو اپنا کمایا ہُوا 'نام' رشتہ کو دے دے، وہی اُسے پار لے جانے کے قابل ہوتا ہے۔"

لیکن بخشی چانن شاہ بھی کب ماننے والے تھے۔ صاف اور سیدھا سوال اُن پر کر دیا، "حضور! آپ سوامی جی مہاراج کے بھتیجے اور ایک مہاپُرش دمعزز ہستی ہیں۔ ہمیں یہ بتا دیجئے کہ آپ کو سوامی جی نے "پانچ نام" کا اُپدیش دیا تھا یا "رادھا سوامی" نام کا، اور کیا سوامی جی مہاراج "رادھا سوامی" نام کو دُھن آتمک خیال کرتے تھے؟ ہماری عرض تو یہی ہے کہ اگر ہم گمراہ ہوں، تو آپ ہمیں سیدھے راستے پر ڈالیں۔"

اِس پر سیٹھ صاحب نے فرمایا، "نہیں! آپ غلط راستے پر بالکل نہیں ہیں۔ اُپدیش تو ہم لوگوں کو بھی حضور سوامی جی مہاراج نے "پانچ نام" کا ہی دیا تھا اور آخر تک "پانچ نام" کا سمرن کرنے کی ہدایت سب کو فرماتے رہے لیکن جب اُنہوں نے "رادھا سوامی" نام کو کُل مالک کا نام تصوّر کر لیا تو

حاشیہ گزشتہ صفحہ سے آگے:
میں تحریر کیا کہ "زمین کی بابت جو میں نے عرض کی تھی۔ اب غور کرنے پر میری درخواست فضول معلوم ہوتی ہے، کیونکہ کوٹھی ڈیڑھ دو سال میں تیار ہو پائے گی۔ جیسے دو سال کاٹوں گا ویسے دو تین اور سہی۔ اِس لئے اِس معاملہ میں آپ تکلیف نہ فرماویں۔ ماتا جی کہتی ہیں کہ اگر تکلیف قابلِ برداشت نہ ہوگی تو ہم حضور کے چرنوں میں ڈیرہ میں آجاویں گے اور وہاں مکان بنوا کر آپ کی شرن اختیار کر لیں گے۔

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitzed by eGangotri

ہمیں بھی اُس کو مالکِ کُل کا نام تصوّر کرنے میں اِعتراض نہیں ہونا چاہیئے۔"

بخشی صاحب نے پھر عرض کی، "سار بچن میں سوامی جی مہاراج نے جہاں راستے کا بھید اور طریقہ شغل بیان کیا ہے، وہاں صاف طور پر ہدایت کی ہے کہ "پانچ نام" کا سمرن کرو۔" (سار بچن، صفحہ 225)

سیٹھ صاحب نے کہا، "یہ ٹھیک ہے کہ سمرن 'پانچ نام' کا ہی کرنا چاہیئے۔ اور سوامی جی مہاراج کی یہی ہدایت ہے۔ حضور رائے بہادر سالگ رام صاحب نے سوامی جی مہاراج کو "رادھا سوامی" جب سے کہنا شروع کر دیا تو آہستہ آہستہ یہ نام رائج ہو گیا۔ سوامی جی مہاراج نے بھی اِسے اپنا لیا۔ عوام نے بھی اِس مارگ کو "رادھا سوامی مت" کہنا شروع کر دیا، تو سوامی جی نے اپنے سار بچن میں اُس کی تشریح اِس طرح کر دی۔"

"رادھا آد سُرت کا نام، سوامی آدِ شبد نج دھام
سُرت شبد اور رادھا سوامی، دونوں نام ایک کر جانی" (سار بچن 2: صفت 4: ز-2، ص 8)

جب سوامی مہاراج نے اِس نام کو اپنا لیا تو ہم کو بھی اِس سے پیار ہے۔ یہ بھی مالک کے باقی ناموں کی طرح ایک نام ہے۔ مہاتماؤں نے مالک کے ہزاروں نام رکھے ہیں۔ حضور سوامی مہاراج نے اگر ایک اور نام اُس مالک کا رکھ لیا تو اِس میں اِعتراض کی کون سی بات ہو سکتی ہے؟"

بخشی صاحب نے کہا، "نہیں حضور! ہمیں کوئی اِعتراض نہیں ہے۔ جب سوامی جی مہاراج نے اُسے منظور کر لیا، تو ہم بھی اُسے پیار کرتے ہیں۔ لیکن جب اُسے "دُھن آتمک" نام کہا جاتا ہے تو ہم اِس بات کو سوامی جی مہاراج کے اِرشادات کے برخلاف سمجھتے ہیں۔ کیونکہ سار بچن میں سوامی جی مہاراج نے "ورن آتمک" اور "دُھن آتمک" ناموں میں فرق بتاتے ہوئے صاف طور پر فرمایا ہے: "لِکھن اور پڑھن میں آیا ؛ اُسے ورن آتمک گایا" جب "رادھا سوامی"

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitzed by eGangotri

نام بولنے، لکھنے اور پڑھنے میں آتا ہے، تو یہ دُھن آتمک نام کیسے ہو سکتا ہے؟ اِس لئے باطن میں نام کی دُھن یا شبد کو ہی صحیح معنوں میں دُھن آتمک نام کہا جا سکتا ہے۔"

سیٹھ صاحب نے فرمایا، "یہ ٹھیک ہے، اِس سے کس کو انکار ہو سکتا ہے۔"

بخشی صاحب نے پھر سوامی جی مہاراج کے آخری بچنوں میں سے بچن نمبر ۴ کی طرف توجہ دِلا کر پُوچھا کہ سوامی جی مہاراج کا اِس سے کیا مطلب تھا کہ "میرا مت توسَت نام اور اَنامی کا تھا، رادھا سوامی مَت سالِگ رام کا چلایا ہُوا ہے، اِس کو بھی چلنے دینا۔"

اِس پر سیٹھ صاحب ہنس پڑے اور فرمایا، "ارے بھائی! بال کی کھال اُتارنے سے کیا فائدہ۔ اِس کا مطلب صاف ہے، جو تُم خُوب سمجھتے ہو۔ اپنے ستگورُو کو کُل مالِک سمجھو اور اپنا بھجن کیے جاؤ۔"

رائے صاحب لالہ ہرنارائن بھی بات چیت کے دَوران آ گئے تھے۔ اُنہوں نے دریافت کیا، "حضُور! سوامی جی مہاراج کے آخری بچنوں میں آپ کا بھی ذِکر آتا ہے کہ آپ نے پُوچھا تھا کہ اگر کچھ پُوچھنا ہو تو کس سے پُوچھیں، تو سوامی جی مہاراج نے فرمایا تھا، کہ "جس نے پُوچھنا ہو، سالِگ رام سے پُوچھ لیا کرو۔"

سیٹھ صاحب نے فرمایا، "ہاں، یہ ہدایت مُجھے فرمائی گئی تھی، مَیں نے سوامی جی مہاراج سے پُوچھا تھا کہ اگر کچھ پُوچھنا ہو تو کس سے پُوچھوں؟ کیونکہ مَیں اُس وقت رائے بہادُر سالِگ رام صاحب کے ماتحت کام کرتا تھا۔ سوامی جی مہاراج نے فرمایا کہ "جو کچھ پُوچھنا ہو، اُن سے پُوچھ لیا کرو۔" یہ ہدایت میرے لئے تھی۔"

(ٹ) بی بی رُکّو (ث) بی بی رَلّی: بی بی رُکّو کے بارہ میں پہلے تفصیل سے لکھا جا چُکا ہے۔ آپ بہُت عرصہ تک پنّی گلی آگرہ میں ماتا رادھا جی

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitzed by eGangotri

کی سیوا میں رہ کر بھجن سمرن کرتی رہیں۔ بی بی رلّی کو چاچا جی مہاراج سے نام دان ملا تھا۔ آپ کو بابا جیمل سنگھ جی مہاراج سے لے کر آج تک ڈیرہ کی چارپاتشاہیوں کی سیوا کا اعزاز حاصل ہوا ہے۔ بی بی رُکو بتلاتی تھیں کہ اُن کو پانچ نام کا اُپدیش دیا گیا تھا، بی بی رلّی بھی یہی کہتی ہیں۔

2۔ سوامی باغ آگرہ و دیگر گدّیاں

حضور سوامی جی مہاراج کے پرم دھام سدھارنے کے بعد بھی ڈیرہ کے سنت ستگورو بابا جیمل سنگھ جی مہاراج کا آگرہ سے کافی لگاؤ رہا۔ ماتا رادھا جی اور سیٹھ پرتاپ سنگھ صاحب (چاچا جی مہاراج) و سوامی جی مہاراج کے خاندان کے تمام ممبران بابا جی کی بڑی عزت کرتے تھے، اور اُن سے پیار کرتے تھے۔ بابا جی مہاراج بھی عموماً سبھی بھنڈاروں پر اپنے سرکردہ ست سنگیوں کے ساتھ آگرہ تشریف لے جاتے تھے، جن میں مہاراج ساون سنگھ جی خاص تھے۔

سوامی جی مہاراج کے مقامِ حق کو رحلت فرمانے کے کچھ عرصہ بعد رائے بہادر سالگ رام صاحب نے پیپل منڈی آگرہ میں ست سنگ اور نام دان شروع کیا اُن کے بعد پریم نواس پیپل منڈی میں لالہ ایودھیا پرساد صاحب (صاحب زادہ حضور رائے بہادر سالگ رام صاحب) نے ست سنگ و نام دان شروع کیا۔ سنگت میں کچھ لوگوں نے اُنہیں گورو روپ مانا، لیکن زیادہ تر لوگوں نے پنڈت برہم شنکر مشرا صاحب کو رائے بہادر سالگ رام کا صحیح جانشین مانا۔ پنڈت برہم شنکر صاحب کے بعد بابو مادھو پرساد صاحب نے ظاہر کیا کہ سنت رَو (دھار) اُن میں آئی ہے۔ اور آپ نے سوامی باغ آگرہ میں نام دان شروع کیا۔ لیکن ست سنگیوں کے ایک حصّے نے اِس بات کو قبول نہ کیا اور بابو کامتا پرساد صاحب (سرکار صاحب) کو گورو مانا۔ اُن کے بعد سر آنند سروپ صاحب (صاحب جی مہاراج) گدّی نشین

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitzed by eGangotri

ہُوئے اَور اُنہوں نے دیال باغ کی بُنیاد رکھی۔

باباجیمل سنگھ جی مہاراج نے جب دیکھا کہ آگرہ سوامی جی مہاراج کی تعلیم اَور اُصُولوں سے دُور جارہا ہے، آپسی پیار، سیوا بھاؤ اَور رُوحانی ابھیاس کی طرف جُھکاؤ کم ہوتا جارہا ہے اَور خُوشگوار تعلّقات نہ ہونے کی وجہ سے اِختلاف رائے پیدا ہورہا ہے تو اُنہوں نے اِن اِختلافات سے اپنے آپ کو اَور اپنی سنگت کو الگ رکھنا ہی مُناسِب سمجھا۔ آگرہ کے حالات کا اندازہ لوچاچا جی مہاراج کے باباجیمل سنگھ جی مہاراج کو لکھے 19 رجُون 1903ء کے خط سے لگایا جاسکتا ہے۔ چاچا جی مہاراج نے لکھا: "مَیں دیکھتا ہُوں کہ فِرقہ بندی اَور گروہ بندی ہوتی جارہی ہے اَور رادھا سوامی سَت سنگ میں ایک ہوکر اَور مِل جُل کر سب ست سنگی یکساں سلُوک نہیں کرتے۔ اِس لِئے مَیں اِلہ آباد پنڈت جی صاحِب (پنڈت برہم شنکر مشرا صاحب) کے پاس واسطے مشورہ اَور صلاح کرنے کے لِئے آیا ہُوں کہ کیا اِنتظام کیا جاوے اَور ہمارے مشورہ سے یہ قرار[1] پایا ہے کہ ایک رادھا سوامی سَت سنگ صدر سبھا قائم کی جاوے اَور اُس کے سبھاپتی مجھ کو پنڈت جی صاحِب ضِد کرکے مُقرر کرتے ہیں۔" اِس خط میں دس ممبروں کی سبھا میں چاچا جی مہاراج نے باباجی کو بھی شامل کرنا چاہا۔ خط میں آگے آپ نے لِکھا کہ "اِس سبھا کے ہونے سے اُمید ہے کہ یہ فِرقہ بندی جاتی رہے گی۔ اَور سب ایک دُوسرے سے پریم پیار سے برادرانہ سلُوک کریں گے۔"

باباجی مہاراج اِس قِسم کی سبھاؤں کے حق میں نہیں تھے۔ آپ نے چاچا جی کو جواب دِیا کہ وُہ اِس قِسم کی سبھا میں بطوَر ممبر شریک ہونے کے حق میں نہیں ہیں اَور نہ ہی وُہ چاہتے ہیں کہ بابُو ساون سنگھ جی اِس میں شامل ہوں۔ رہا اِس سبھا کے ممبروں کے چُناؤ کا سوال، اُس کے لِئے باباجی مہاراج نے یہ شرط رکھی

---

[1] فیصلہ

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitzed by eGangotri

کہ سبھی جگہوں پر اُپدیش وہی ہونا چاہیئے جو سوا جی مہاراج کا تھا، اُس میں کسی قسم کی تبدیلی نہیں ہونی چاہیئے۔ چاچا جی مہاراج بابا جی مہاراج کا نظریہ جانتے تھے۔ آپ نے لکھا کہ تمہارا پیار اور بھروسہ (پریت اور پرتیت) دیکھ کر بہت خوشی ہوئی۔

اگرچہ آگرہ میں چاچا جی مہاراج کے بعد اختلافات اور بڑھ گئے اور مقدمے بازی تک کی نوبت آگئی۔ پھر بھی حضور مہاراج ساون سنگھ جی نے بابا جی مہاراج کی طرح سب سے پریم پیار اور خوشگوار تعلقات قائم رکھے۔ چاچا جی مہاراج کے مقامِ حق سدھارنے کے بعد حضور مہاراج جی اُسی طرح پیار و محبت سے سیٹھ سُدرشن سنگھ جی سے ملتے رہے۔ حضور کئی بار آگرہ تشریف لے جاتے رہے اور سیٹھ صاحب بھی جب تک اُن کی صحت ٹھیک رہی، ڈیرہ آتے رہے۔ سیٹھ صاحب کو بھی مہاراج ساون سنگھ جی سے بڑی گہری محبت تھی۔ آپ حضور جی کو بڑے پیار بھرے خط لکھتے تھے۔ ایک دفعہ آپ نے حضور کو لکھا:

"مخدوم[1] و مکرم[2] و معظم[3] بندہ بشری حضور سردار صاحب دام ظلکم[4] متھا ٹیک کر دست[5] بستہ رادھا سوامی۔

حضور کے پوتر چرن کملوں میں بصد[6] عجز و نیاز و انکسار[7]، نہایت ادھینگی و دینتا سے رادھا سوامی قبول ہو۔

افتخار[8] نامہ اعلیٰ پہنچا۔ ممتاز[9] فرمایا۔ آپ سے زیادہ اِس غلام کو حضور کے درشنوں کی چاہ از حد[10] ہے۔ اگر بندہ سفر کے لائق ہوتا تو خود حاضر ہوتا۔ مگر افسوس کمزوری بہت زیادہ ہے۔ اِس وجہ سے حاضری سے مجبور و لاچار ہوں۔ آپ دیالو (رحیم) ہیں۔ دیا (کرم) فرما کر درشن دیجیئے اور بندہ کو کرتارتھ کیجئے گا۔"

---

[1] مالک [2] رحیم [3] عظیم [4] آپ کا سایہ ہمیشہ قائم رہے [5] ہاتھ جوڑ کر [6] سو [7] حلیمی [8] نوازش نامہ [9] عزت بخشی [10] بہت زیادہ خواہش

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitzed by eGangotri

سیٹھ سُدرشن سنگھ صاحب سے حضور مہاراج جی کی مُلاقات کا نظارہ ایک عجیب منظر ہوتا تھا جسے دیکھنے کی مجھے خوش نصیبی حاصل ہوئی ہے۔ حضور آگے جُھک کر سیٹھ صاحب کے چرنوں میں ماتھا ٹیکنے کے لیئے بڑھتے اور سیٹھ صاحب حضور کے چرنوں میں سر جُھکانے کے لیئے آگے بڑھتے۔ دونوں ایک دُوسرے کو جُھکنے سے روکتے، اور خود چرن چھُونے کی کوشش کرتے اور آخر میں ہار کر دونوں بڑے پیار سے گلے مِلتے۔ سیٹھ صاحب کی آنکھوں میں آنسو بھر آتے، اور بڑی دیر تک حضور کو گلے لگائے رکھتے۔ اُس وقت سارا ماحول پیار سے بھر جاتا۔ پاس کھڑی سنگت کے دِل بھر آتے، اور آنکھوں سے پریم کے آنسو بہنے لگتے۔ حضور کا چہرہ اپنے بیمثال رُوحانی جلال سے جگمگانے لگتا۔ اور سیٹھ صاحب کا روشن چہرہ آنند سے کھِل اُٹھتا تھا۔

ایک بار دیال باغ آگرہ کے ستگورو صاحب جی مہاراج (سر آنند سروپ صاحب) نے دیال باغ میں کسی خاص موقعہ پر حضور مہاراج جی سے دیال باغ تشریف لانے کے لیئے اِلتجا کی۔ حضور نے منظوری دے دی۔ لیکن ہمیشہ کی طرح حضور مہاراج جی سوامی باغ میں اپنے مکان میں ٹھہرے۔ حضور کے ساتھ ڈیرہ کے کچھ ست سنگی بھی گئے ہُوئے تھے اور مجھے بھی ساتھ جانے کی خوش نصیبی حاصل ہُوئی۔ جب حضور وہاں سیٹھ سُدرشن سنگھ صاحب سے مِلنے گئے تو ہم لوگ بھی ساتھ تھے۔ سیٹھ صاحب نے حضور سے کہا، "آپ کو دیال باغ جانا منظور نہیں کرنا چاہیئے تھا۔ مجھے بُلایا تھا لیکن میں نے اِنکار کر دیا۔ آپ جانتے ہیں کہ وہ لوگ ہمارے خِلاف ہیں۔ آپ کا وہاں جانا مُناسب نہیں۔"

اِس پر ستگورو دِین دیال مہاراج ساون سنگھ جی ذرا مُسکرائے، کاغذ کے ایک ٹکڑے پر کچھ لکھا اور وہ رُقعہ سیٹھ صاحب کے ہاتھ میں دے دِیا۔ سیٹھ صاحب نے اُسے پڑھا، پڑھ کر اپنے ماتھے سے لگایا اور پھر دونوں ہاتھوں سے لیکر اُسے اپنے دِل سے لگایا، اُن کی آنکھوں میں آنسو ڈبڈبا آئے، اور گلا رُندھ گیا، کچھ

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitzed by eGangotri

دیر خاموش رہ کر آپ نے حضور مہاراج جی سے کہا: "آپ کا بچن سچ ہے۔ میری بڑی بھول تھی۔ مَیں بھی آپ کے ساتھ چلتا، لیکن مَیں اِنکار کر چکا ہُوں۔"

حضور نے فرمایا: "آپ ضرور چلیئے۔ وہ لوگ آپ کو خوشی سے لے چلیں گے۔ اگر وہ آپ کو نہیں لے چلتے تو مَیں بھی نہیں جاؤں گا۔"

دُوسرے دِن صُبح خود صاحب جی مہاراج (سر آنند سروپ صاحب) موٹر لے کر حضور کو لینے آئے۔ حضور نے کہا کہ پہلے سیٹھ صاحب موٹر میں بیٹھیں گے اِس پر صاحِب جی مہاراج نے سیٹھ صاحِب کو رادھا سوامی بُلائی اور اُن سے چلنے کے لیئے اِلتجا کی اور بڑے پریم سے اُنہیں موٹر میں بٹھایا، پھر حضور مہاراج جی اور صاحِب جی مہاراج بیٹھے۔

دیال باغ میں صاحِب جی مہاراج نے اپنی سنگت سے حضور مہاراج کا تعارُف کرایا اور اِستقبال کے لیئے چند الفاظ کہے۔ اِس کے جواب میں حضور مہاراج جی نے قریب آدھا گھنٹہ تقریر کی جو ایک قسم کا ست سنگ ہی تھا۔ بعد میں واپسی پر ہم لوگوں نے یہ جاننا چاہا کہ حضور نے سیٹھ صاحِب کو اُس کاغذ پر کیا لکھا تھا۔ لیکن حضور نے جواب دِیا کہ یہ حضور و سیٹھ صاحِب کی آپس کی بات ہے۔

اِس کے بعد حضور مہاراج جی کی دعوت پر صاحِب جی مہاراج اپنی سنگت کے ہمراہ ڈیرہ تشریف لائے۔ حضور نے آپ کو بڑے پیار سے چند دِن ڈیرہ میں مہمان رکھا۔ آپ نے حضور کے اِصرار پر ست سنگ میں چند بچن فرمائے۔ ڈیرہ میں آپ کا اور آپ کی سنگت کا جو پیار بھرا سواگت کیا گیا، اُس کے لیئے آپ نے بڑی خوشی اور احسان مندی کا اِظہار کیا۔ دیال باغ کے ست سنگی، یہاں کے ست سنگ کے اِنتظام، سنگت کی پیار بھری سیوا اور لنگر وغیرہ کے اِنتظام کو دیکھ کر بہت متاثر ہُوئے۔

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitzed by eGangotri

حضور مہاراج جی سب سے پیار اور نیک خواہشات سے بھرپور سلوک کرتے تھے۔ بابو مادھو پرساد صاحب (ستگورو سوامی باغ آگرہ) سے بھی مہاراج جی آگرہ میں ملتے رہتے تھے۔ ایک بار بابو مادھو پرساد صاحب امرتسر تشریف لائے تھے۔ جب حضور مہاراج جی کو اس کی اطلاع ملی تو رائے صاحب ہرنارائن جی کو ساتھ لے کر حضور خود امرتسر تشریف لے گئے اور انہیں بڑی عزت اور پریم سے شام کو ست سنگ سے پہلے ڈیرہ لے آئے۔ ست سنگ میں حضور نے بابو مادھو پرساد صاحب کو اپنے پاس دائیں طرف بٹھایا اور آپکی و آپ کے ساتھ کے لوگوں کی عزت کی۔

(3) جانشین مقرر کرنے کا طریقہ

ڈیرہ بابا جیمل سنگھ بیاس کی مقدس گدی کا جانشین مقرر کرنے کا طریقہ وہی ہے جو ہمیشہ سے سنت مت میں جاری چلتا آیا ہے۔ یعنی یہ کہ ستگورو جوتی جوت سمانے سے پہلے اپنی زندگی میں ہی اس شخص کو بذریعہ تحریری یا زبانی حکم صادر کر کے نامزد کر جاتے ہیں، جس کے سپرد وہ اپنے بعد ست سنگ کی سیوا اور جیوؤں (روحوں) کو چیتانے (روحانی طور پر بیدار کرنے یا راہِ راست پر لانے) کا کام کرانا چاہتے ہیں۔ اس کے انتخاب میں کسی کو حقِ اعتراض یا کسی قسم کی مداخلت یا چون و چرا کا اختیار نہیں ہوتا۔ ستگورو خود ست پرش یعنی کل مالک کی صورت ہوتے ہیں جس کو چاہیں اپنی جگہ کام کرنے کے لیے مقرر کر دیں۔ سنگت ہمیشہ ستگورو کے حکم کی تعمیل تہہ دل سے کرتی ہے۔ جو گورو کے حکم سے منحرف ہو، وہ گورو کا سیوک اور ست سنگی نہیں ہے۔ سوامی جی مہاراج کے حکم سے بابا جیمل سنگھ جی جیوؤں کو چیتاتے رہے بابا جی مہاراج اپنے بعد یہ کام کرنے کے لیے حضور مہاراج ساون سنگھ جی کو نامزد کر گئے۔ حضور مہاراج بروئے تحریری وصیت نامہ سردار بہادر مہاراج جگت سنگھ جی کے سپرد یہ

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitzed by eGangotri

کام کر گئے۔ اِسی طرح سردار بہادر مہاراج بذریعہ وصیّت تحریری مہاراج چرن سنگھ جی کو سنت ستگورو مُقرّر کر گئے تھے۔[1]

حضور مہاراج ساون سنگھ جی جب کبھی آگرہ وغیرہ کے ست سنگ کی گدّیوں میں تنازعاتِ جانشینی کے مُتعلّق دیکھتے تو فرمایا کرتے تھے کہ مُناسب تو یہ ہے کہ ستگورو کے مقامِ حق کو رحلت فرمانے سے پہلے واضح طور پر اپنے جانشین کو نامزد کر جائے تاکہ تنازعہ پیدا ہونے کا اِمکان نہ رہے۔ اِس بارہ میں حضور یہ فرمایا کرتے تھے کہ وُہ ایسے جھگڑے کی کوئی گنجائش نہیں چھوڑیں گے۔ اِس لئے حضور مہاراج ساون سنگھ جی نے مقامِ حق سِدھارنے سے دس بارہ دِن پہلے ایک تحریری وصیّت نامہ کے ذریعے سردار بہادر جگت سنگھ جی کو اپنا جانشین مُقرّر کر دیا تھا۔ اِس سے زیادہ واضح طور پر اظہار رائے کرنے کا اَور کیا طریقہ مَوجُودہ زمانہ میں ہو سکتا تھا۔

(4) سیوا اَور نذرانہ (بھینٹ)

نقدی، برتن، کپڑے، زمین، مکان، باغ، مشین وغیرہ ہر چیز جو گورو کو بھینٹ کی جائے، اُس کا گورو واحد اَور کامل مالِک ہوتا ہے، وُہ ایسی چیزوں کا جیسا چاہے اِستعمال کر سکتا ہے۔ وُہ چاہے تو اُن کا خود اِستعمال کر سکتا ہے یا جس کو چاہے دے سکتا ہے۔ کسی ست سنگی یا بھینٹ دینے والے کو یا گورو کی اَولاد یا کسی رشتہ دار کو کوئی حقِ اعتراض سنت ستگورو کے کسی فعل پر نہیں ہو سکتا۔ لیکن ہمارے ڈیرہ کے ستگورو صاحبان کا شروع سے ہی یہ اُصول رہا ہے کہ وُہ بھینٹ یا سیوا میں آئی ہوئی کسی بھی چیز کو اپنے یا اپنے خاندان کے لئے اِستعمال نہیں کرتے

---

[1] اَور اسی طرح حضور مہاراج چرن سنگھ جی بروئے تحریری وصیّت نامہ بابا گوریندر سنگھ جی کو سنت ستگورو مُقرر کر گئے۔

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitzed by eGangotri

ہیں۔ ایسی تمام چیزوں کی وُہ سنگت کی اَمانت کے طَور پر دیکھ بھال کرتے ہیں۔ اَور اُن کا اِستعمال سنگت کے آرام و فائدے کے لئے کرتے ہیں۔ اِس بارہ میں مَیں مُرشِد مہربان مہاراج ساون سِنگھ جی کی 26 اپریل 1942ء کی وصیّت کے کچھ اِقتباسات دیتا ہُوں، جو اِس بات کو واضح کرتے ہیں۔

"شبد سَنیہی، سچ کھنڈ اَنامی نِواسی سنتوں کا دستور زمانہ قدیم سے چلا آیا ہے کہ اُن کے مُرید یعنی اُن کے چِتائے ہُوئے سَت سنگی۔ اُن کو کُل مالِک کا رُوپ سمجھتے ہیں۔ اِس لئے تمام سَت سنگ کی جائیداد جو اُن کے نام پر ہو، اُنکی مِلکیتی جائیداد ہوتی ہے۔ جِس کے مُتعلّق اُن کو پُورے حقوقِ اِنتقال حاصِل ہوتے ہیں اَور کِسی کو بھی اُن کے وسیع اختیارات میں دخل انداز ہونے کا حق حاصِل نہیں ہوتا، لیکن ایسے سَنت باوُجُود مالِک ہوتے ہُوئے بھی، اُس جائیداد کو یا اُس جائیداد کی آمدنی کو اپنی ذاتی اغراض کے لئے اِستعمال نہیں کرتے۔ بلکہ اپنے سَت سنگیوں کے رُوحانی مفاد و ترقّی سَت سنگ کے اغراض کے لئے اُس جائیداد اَور اُس کی آمدنی کو اِستعمال کرتے ہیں۔ میرے ستگُورو صاحب بابا جیمل سِنگھ جی مہاراج جِن کی یادگار "ڈیرہ بابا جیمل سِنگھ" بیاس ہے۔ اُن ہی کامِل سنتوں میں سے تھے اَور اُن کی لائن اب تک چل رہی ہے اَور آگے بھی سِلسلہ وار چلے گی۔ چُنانچہ میرا بھی یہی طریقہ چلا آیا ہے کہ مَیں اپنا اَور اپنی اَولاد کا گزارہ اپنی پینشن، اپنی ذاتی و زرعی و دِیگر ذاتی جائیداد کی آمدن سے کرتا آیا ہُوں۔ مَیں نے اپنے نام کی سَت سنگ (پرمارتھ) کی جائیداد کو یا اُس کی آمدنی کو اپنے ذاتی یا اَولاد کے خرچ کے لئے کبھی اِستعمال نہیں کیا۔"

اِس عظیم رِوایت کو ڈیرہ کے سبھی گورُو صاحبان نے بڑی مُستقل مزاجی سے نبھایا ہے۔ آج ڈیرہ میں لنگر ہر وقت جاری رہتا ہے۔ ہسپتال و لائبریری

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitzed by eGangotri

وغیرہ کھلے ہوئے ہیں۔ بجلی کی روشنی و پنکھے، پانی کے پمپ و ٹنکیاں، پکی سڑکیں شیڈ، مہمان خانے، مکانات، باغیچے و درخت وغیرہ لگوا دیئے گئے ہیں۔ ستگورو ہمیشہ اپنی حق حلال کی کمائی پر گزارہ کرتے ہیں۔ سنت ستگورو حضور مہاراج چرن سنگھ جی نے تو گدی نشینی کے کچھ ہی برس بعد ایک رجسٹرڈ سوسائٹی بنا کر کل روپے پیسے، زمین و جائیداد کو اور اُن کے انتظام کو اِس کے حوالے کر دیا ہے۔ نذرانہ (بھینٹ) یا سیوا میں جو بھی نقد رقم اور چیزیں آتی ہیں، سب اِس سوسائٹی کے حساب میں جاتی ہیں۔ حضور اِن میں سے کبھی ایک پیسہ بھی اپنے ذاتی کام میں خرچ نہیں کرتے ہیں۔ آپ اپنا گزارہ اپنی زراعتی زمین کی آمدنی سے کرتے ہیں۔

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitzed by eGangotri

تتمّہ 1

بچن آخری حضُور سوامی جی مہاراج

بچن جو کہ سوامی جی مہاراج نے آخری روز پیشتر انتردھیان ہونے کے، واسطے ہدایت سادھوؤں دست سنگیوں کے خاص زبانِ مُبارک سے فرمائے۔

مورخہ 15 جُون 1878ء مُطابق اَساڑھ بدی ایکم پڑوا سمت 1935 بکرمی، دِن سنیچر وار، وقت صُبح سویرے۔

بچن 1 . چندر سین ست سنگی جو کہ ہرپُونو (پُورنماشی) کو مَوضع کُرسنڈے سے واسطے درشن حضُور سوامی جی مہاراج کے آتا تھا۔ اُس کو سوامی جی مہاراج نے پاس بُلا کر فرمایا کہ تُم بَیٹھ جاؤ اَور درشن خُوب غَور سے کر لو اَور اِس سرُوپ کو ہِردے میں رکھ لو، کیوں کہ دُوسری پُونو کو تُم کو درشن نہ ہوں گے۔ تُمہاری بھگتی پُورن ہو گئی۔

بچن 2 : وقت آٹھ بجے صُبح کے سوامی جی مہاراج نے فرمایا کہ اب چلنے کی تیاری ہے۔ اِس کے بعد مہاراج نے سُرت چڑھائی اَور سب بھاس کھینچ لیا۔ صِرف سفید ڈیلے آنکھوں کے نظر پڑتے تھے۔ اَور بدن کانپنے لگا۔ پھر پاؤ گھنٹے کے بعد سُرت اُتاری اَور اُس وقت یہ فرمایا کہ اب مَوج پھر گئی، ابھی دیر ہے۔ تب لالہ پرتاپ سِنگھ نے پُوچھا کہ کب کی مَوج ہے۔ اُس پر فرمایا کہ بعد دوپہر کے۔

بچن 3 : پھر بھارا سِنگھ سادھو اَور ست سنگیوں نے کچھ رُوپے

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitized by eGangotri

بھینٹ کرنا شروع کیا اور بندگی کرنے لگے۔ اِس پر لالہ جگن ناتھ کھتری پڑوسی کہنے لگے کہ اِس وقت مہاراج کا دھیان انتریں لگنے دو۔ رُوپے پیش کرنے کا یہ وقت نہیں ہے۔ تب سوامی جی مہاراج نے اُن کی طرف مُتوجہ ہو کر یہ فرمایا کہ دھیان اِس کا نام ہے کہ جب چاہے تب سُرت پہنچا دی اور جب چاہے اُتار لی۔ اور ہم نے تو ڈیرے رات کو ہی پہنچا دیئے۔ اور سُرت ست پُرش کی گود میں پہنچا دی۔ مگر تُم لوگوں سے کچھ بچن کہنے کو اُتر آئے ہیں۔

بچن 4 : پھر یہ فرمایا کہ تُم جانتے ہو کہ میری چھ برس کی عُمر تھی، جب سے میں پرمارتھ میں لگا ہُوں۔ تب سے یہ ابھیاس پکّا ہُوا ہے اور یہ درشٹانت (مثال) فرمایا کہ کچّا پیراک ہو اور اُس کو ڈُوبتے وقت کہو کہ اب تُو پیر (تیر) تو اُس وقت وہ کیا پیرے گا۔ وُہ تو ڈُوبے گا ہی۔ اور جو لڑکپن سے پیرنا سیکھ رہا ہے اُس کو دریا میں ڈال دو گے تو وہ نہیں ڈُوبے گا۔ اور یہ دیہہ (جسم) تو کھلڑی ہے۔ یہ تو کسی کی بھی نہیں رہی ہے۔ اِس کا کیا ہے اور زندگی بھر کا بھجن سمرن صرف اِسی واسطے ہے کہ اِس وقت نہ بھُولے۔ اِس واسطے ایسا نام کا ابھیاس کرو کہ چلتے پھرتے نام نہ بھُولے۔

بچن 5 : پھر سوامی جی مہاراج نے رائے صاحب سالِگ رام اور کُل سادھوؤں اور ست سنگیوں و ست سنگنوں کی طرف مُتوجہ ہو کر فرمایا کہ جیسا مجھ کو سمجھتے ہو ویسا اب رادھا جی کو سمجھنا۔ اور رادھا جی وچھوٹی ماتا جی کو برابر جاننا۔

بچن 6 : پھر رادھا جی ..... کو حُکم دیا کہ سیو اور بُکی اور بشو کو پیٹھ نہ دینا۔

بچن 7 : سنمکھ داس کو فرمایا کہ اِس کو سب سادھوؤں کا مہنت کیا اور یہ فرمایا کہ ایسی مہنتی نہیں، جیسی دُنیا میں جاری ہے یعنی سنمکھ داس

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitzed by eGangotri

اَور وِمل داس سادھوؤں کے افسر ہُوئے اَور اِنتظام اَور بندوبست سادھوؤں کا اِن کے تعلّق رہے گا اَور باغ میں ٹھہریں اَور باغ کا مالِک "پرتاپا" (سیٹھ پرتاپ سِنگھ) ہوگا۔

بچن 8 : پھر فرمایا کہ گرہستی، اپنی پُوجا سادھوؤں سے نہ کراویں۔

بچن 9 : پھر رَدّھی بی بی نے پُوچھا کہ ہمارے واسطے کِس کو تجویز کیا ہے۔ اِس پر فرمایا کہ گرہستیوں کے لِئے تو رادھا جی اَور سادھوؤں کے واسطے سنمکھ داس۔

بچن 10 : سوامی جی مہاراج نے فرمایا کہ گرہستی عورتیں باغ میں جاکر کِسی سادُھو کی پُوجا اَور سیوا نہ کریں۔ اِن سب کو چاہیئے کہ رادھا جی کے دَرشن اَور پُوجا کریں۔ پھر فرمایا کہ شیر اَور بکری کو ایک گھاٹ پر پانی مَیں نے پلایا ہے اَور کِسی کا کام نہیں ہے کہ ایسا کرے۔

بچن 11 : پھر بی بی مُکتی نے عرض کیا کہ سوامی جی! مُجھ کو بھی اپنے ساتھ لے چلو۔ اِس پر فرمایا کہ تُم گھبراؤ مَت۔ تُم کو جلدی بُلالیں گے۔ تُم انتر میں چرنوں کی طرف زور دینا۔

بچن 12 : پھر لالہ پرتاپ سِنگھ نے عرض کیا کہ مُجھ کو اپنے سنگ لے چلو۔ اِس پر فرمایا کہ تُم سے ابھی بہُت کام لینا ہے۔ باغ میں رہو گے اَور ستسنگ کرو گے اَور کراؤ گے۔

بچن 13 : پھر سُدرشن سِنگھ نے پُوچھا کہ جو کُچھ پُوچھنا ہووے تو کِس سے پُوچھیں۔ اِس پر فرمایا کہ جِس کِسی کو پُوچھنا ہووے وُہ سالِگ رام سے پُوچھے۔

بچن 14 : پھر لالہ پرتاپ سِنگھ جی کی طرف مُتوجّہ ہوکر فرمایا کہ میرا مَت توست نام اَور انامی کا تھا اَور رادھا سوامی مَت سالِگ رام کا چلایا ہُوا ہے۔ اِس کو بھی چلنے دینا اَور ستسنگ آگے سے بڑھ کر ہوگا۔

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitzed by eGangotri

بچن 15 : پھر فرمایا کہ سب ست سنگی خواہ گرہستی یا بھیکھ، کسی طرح نہ گھبرائیں، مَیں ہر ایک کے انگ سنگ ہُوں اَور آگے کو سب کی سنبھال پہلے سے وِشیش (خاص) رہے گی۔

بچن 16 : پھر فرمایا کہ کلجُگ میں اَور کوئی کرنی نہیں بنے گی۔ کیوں ستگُورُو کے سرُوپ کا دھیان اَور نام کا سِمرن اَور دھیان نام کا بنے گا۔

بچن 17 : لالہ پرتاپ سنگھ نے عرض کیا کہ شبد کھُلے۔ اِس پر فرمایا کہ دُھن کا سُنائی دینا اَور اُس میں آنند کا پراپت ہونا، یہی شبد کا کھُلنا ہے۔

بچن 18 : پھر سوامی جی مہاراج نے رادھا جی کی طرف مُتوجہ ہوکر فرمایا کہ مَیں نے سوارتھ اَور پرمارتھ دونوں میں قدم رکھا ہے، یعنی دونوں برتے ہیں۔ سوسنساری چال بھی سب کرنا اَور سادھوؤں کو بھی اپنا ریت کرنے دینا۔

(پھر سوامی جی مہاراج صحن میں سے بھیتر (اندر) کمرے میں تشریف لے گئے اَور قریب پونے دو بجے بعد دوپہر کے انتردھیان ہُوئے۔)

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitzed by eGangotri

تتمّہ 2

سوامی جی مہاراج

سوامی جی مہاراج کا نام	سیٹھ شودیال سنگھ جی
پتا کا نام	سیٹھ دِلوالی سنگھ جی
ماتا کا نام	مہامایا جی
تاریخ پیدائش	25 راگست 1818ء
دھرم پتنی کا نام	نارائنی دیوی عُرف رادھا جی
اولاد	کوئی نہیں
بھائی	سیٹھ پرتاپ سنگھ صاحب اور سیٹھ بندرابن صاحب
عام ست سنگ شروع کیا	بسنت پنچمی 1861ء کو
جوتی جوت سمائے	15 رجون 1878ء کو
اپنے بعد جانشین مقرر کیا	رادھا جی کو آگرہ کے لیئے اور بابا جیمل سنگھ جی مہاراج کو پنجاب کے لیئے۔
تاریخ رحلت فرمانے رادھا جی	1 رنومبر 1894ء

بابا جیمل سنگھ جی مہاراج

تاریخ پیدائش باباجی	جولائی 1839ء

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitzed by eGangotri

مقامِ پیدائش	گاؤں گھمان، تحصیل بٹالہ، ضلع گورداسپور
پتا کا نام	سردار جودھ سنگھ جی
ماتا کا نام	ماتا دیا کور جی
تاریخ بخشش نام ازاں حضور سوامی جی مہاراج	۱۸۵۶ء میں
پلٹن میں نوکری شروع کی	۱۸۵۷ء میں (سکھ رجمنٹ نمبر 24)
پینشن پائی	۱۸۸۹ء میں
ڈیرہ کی بنیاد رکھی	۱۸۹۱ء میں
نام دان بخشا	2343 جیوؤں کو
جوتی جوت سمائے	29 دسمبر ۱۹۰۳ء کو
باباجی کے بھائی	بھائی دان سنگھ جی اور بھائی جیون سنگھ جی
بہنیں	بی بی نابو اور بی بی راجو
شادی	نہیں کی
اپنے بعد جانشین مقرر کیا	حضور مہاراج ساون سنگھ جی کو

حضور مہاراج ساون سنگھ جی

تاریخ پیدائش حضور مہاراج ساون سنگھ جی	20 جولائی ۱۸۵۸ء
پتا کا نام	سردار کابل سنگھ جی (صوبیدار میجر)
ماتا کا نام	ماتا جیونی جی
دادا کا نام	سردار شیر سنگھ جی (۷۵ برس کی عمر پائی)
دھرم پتنی کا نام	ماتا کشن کور جی
بہن بھائی	کوئی نہیں

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitzed by eGangotri

ملازمت	بطور ملٹری انجینئر سکھ رجمنٹ 24 میں (28 سال تک)
پینشن پائی	اپریل 1911ء میں
تاریخ بخشش نام دان	15 / اکتوبر 1894ء
نام دان بخشا	25,375 / جیوؤں کو
جوتی جوت سمائے	2 / اپریل 1948ء (90 سال کی عمر پائی)
اپنے بعد جانشین نامزد کیا	سردار بہادر جگت سنگھ جی مہاراج کو

سردار بہادر مہاراج جگت سنگھ جی

تاریخ پیدائش سردار بہادر مہاراج جگت سنگھ جی	27 / جولائی 1884ء
مقام پیدائش	گاؤں نسی ضلع جالندھر
پتا کا نام	سردار بھولا سنگھ جی
دھرم پتنی کا نام	ماتا سدا کور جی
بیٹا	شری جسونت سنگھ سپرنٹنڈنگ انجینئر
ملازمت	گورنمنٹ کالج لاہور سے 1909ء میں ایم۔ایس۔سی پاس کر کے اُسی سال زراعتی کالج لائلپور میں ملازم ہو گئے۔
تاریخ بخشش نام دان	28 / دسمبر 1910ء
پینشن پائی	1943ء میں
تاریخ گدی نشینی	2 / اپریل 1948ء
نام دان بخشا	18,111 / جیوؤں کو
جوتی جوت سمائے	23 / اکتوبر 1953ء

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitzed by eGangotri

اپنے بعد جانشین نامزد کیا — مہاراج چرن سنگھ جی کو

حضور مہاراج چرن سنگھ جی

تاریخ پیدائش حضور مہاراج چرن سنگھ جی	24 دسمبر 1916ء
پتا کا نام	سردار ہربنس سنگھ جی (سپتر حضور مہاراج ساون سنگھ جی)
ماتا کا نام	ماتا شام کور جی
دھرم پتنی کا نام	شریمتی ہرجیت کور جی
بھائی	کپتان پرشوتم سنگھ جی
تاریخ بخشش نام دان	30 جنوری 1933ء
تاریخ گدی نشینی	23 اکتوبر 1951ء
نام دان بخشا	لگ بھگ بارہ لاکھ جیوؤں کو
جوتی جوت سمائے	1 جون 1990ء کو
اپنے بعد جانشیں مقرر کیا	بابا گوربیندر سنگھ جی مہاراج

تم سلامت رہو ہزار برس
ہر برس کے ہوں دن پچاس ہزار

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitzed by eGangotri

ہماری چیدہ مطبوعات

		پنجابی	ہندی	اردو
سار بچن، نثر اور سنگرہہ	سوامی شیو دیال سنگھ جی مہاراج	〃	〃	〃
پرمارتھی پتر حصہ اوّل	باباجیمل سنگھ جی مہاراج	〃	〃	〃
پرمارتھی پتر حصہ دوم	باباساون سنگھ جی مہاراج	〃	〃	〃
سنت مت پرکاش حصہ اوّل تا ہفتم	〃 〃 〃	〃	〃	〃
پرمارتھی ساکھیاں	〃 〃 〃	〃	〃	〃
گورمت سدھانت حصہ اوّل و دوم	〃 〃 〃	〃	〃	
سنت مت سدھانت	〃 〃 〃	〃	〃	
طلوعِ نور	〃 〃 〃			〃
روحانی پھول	سردار بہادر مہاراج جگت سنگھ جی	〃	〃	〃
آتم گیان	〃 〃 〃	〃	〃	
سنت مارگ	مہاراج چرن سنگھ جی	〃	〃	〃
سنتوں کی بانی	〃 〃 〃	〃	〃	〃
سنت مت درشن حصہ اوّل تا سوم	〃 〃 〃	〃	〃	〃
سنت سمواد حصہ اوّل، دوم	〃 〃 〃	〃	〃	〃
جیوت مریئے بھو جل تریئے	〃 〃 〃	〃	〃	
پارس سے پارس	〃 〃 〃	〃	〃	〃
سنت پلٹو صاحب	شری آر۔ کے۔ سیٹھی	〃	〃	
سائیں بلھے شاہ	ڈاکٹر پوری، ڈاکٹر شنگاری	〃	〃	〃
حضرت سلطان باہو	ڈاکٹر پوری، ڈاکٹر خاک			〃

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitzed by eGangotri

		پنجابی	ہندی	اُردو
رُوحانی ڈائری (حصہ اوّل تا سوم)	رائے صاحب منشی رام	〃	〃	〃
پیامِ مُرشدِ کامل	دریائی لال کپُور	〃	〃	〃
فردوس بریں بہ رُوئے زمیں	〃 〃	〃	〃	〃
سنت سندیش	شریمتی شانتی سیٹھی	〃	〃	〃
سنت کبیر	〃 〃	〃	〃	〃
اندر کی آواز	کرنل سانڈرس	〃	〃	〃
صحبتِ مُرشدِ کامل	ڈاکٹر جے۔ پی۔ جانسن	〃	〃	〃
ہنسا ہیرا موتی چگنا	سردار نتوکھ سنگھ، ڈاکٹر شنگاری	〃	〃	〃
سنت مَت وچار	ڈاکٹر شنگاری، ڈاکٹر خاک	〃	〃	〃
نام سدھانت	ڈاکٹر شنگاری، ڈاکٹر خاک و دیگران	〃	〃	
سنت چرن داس	ڈاکٹر شنگاری	〃	〃	〃
سرمد	ڈاکٹر جیت سنگھ سیتل	〃		〃
گورو رویداس	ڈاکٹر اپادھیائے	〃	〃	
سنت دریا (بہار والے)	〃 〃	〃	〃	
کتاب میرداد	میخائیل نعیمی	〃	〃	〃
سنت نامدیو	پروفیسر پوری، شری سیٹھی	〃	〃	〃
تُلسی صاحب	〃 〃	〃	〃	〃
سنت دادُو دیال	ڈاکٹر اپادھیائے	〃	〃	〃
میرا پریم دیوانی	شری وی۔ کے۔ سیٹھی	〃	〃	
گورو نانک صاحب اور اُنکی رُحانی تعلیم	پروفیسر جنک راج پوری	〃	〃	

For Internet orders, please visit: www.rssb.org

For book orders within India, please write to:

Radha Soami Satsang Beas
BAV Distribution Centre, 5 Guru Ravi Dass Marg
Pusa Road, New Delhi 110005

CC-0. Kasturba Research Institute. Digitized by eGangotri

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitzed by eGangotri